



جلد ہفتم

الذوات

- ۱- قطب عالم مولانا عبدالحامد لنگوی رحمہ اللہ
 - ۱- شیخ العربی رحمہ اللہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
 - ۱- شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع رحمہ اللہ
- ترتیب ۶

حضرت مولانا محمد عبدالقادر قادری رحمہ اللہ

کتاب خانہ معیذیہ ملتان

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الحديث)

تشریحات بخاری^{رح} (اردو)

جلد پنجم

افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ
مرتبہ

استاذ العلماء مولانا محمد عبدالقادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون نمبر 061-4543841

جملہ حقوق کمپوزنگ بحق ناشر محفوظ ہے

- نام کتاب: تشریحات بخاری جلد پنجم
- افادات: قطب العالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہی
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی
- ترتیب، ترجمہ، تشریح: حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی
- ناشر: کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- کمپوزنگ:
- تعداد: ایک ہزار
- صفحات: ۶۲۴
- پرنٹر:
- قیمت مجلد:



عرضِ ناشر

بفضلہ تعالیٰ تشریحات بخاری کی پانچویں جلد نامساعد حالات کے باوجود آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
ادارہ مولانا عبدالقادر قاسمی فاضل دیوبند کا مشکور و ممنون ہے کہ پیرانہ سالی اور ضعف و بیماری کے باوصف وہ برابر کتابت کی نگرانی اور مسودہ کی تصحیح فرما رہے ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر قائم و دائم رکھے اور صحت و توانائی فرمائے تاکہ وہ کتاب کی تکمیل اور طباعت و نشر و اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون جاری رکھیں۔ آمین

کتاب میں دو صفحات سے زائد کے اضافہ سے معمول سے زائد کتاب ضخیم ہو گئی، ہوشربا گرانی، کاغذ اور سامان کتابت کی مہنگائی ان سب اسباب نے قیمت کے اضافہ پر مجبور کر دیا، حکومت کا مطالبہ ٹیکس مزید برآں ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب جزء پنجم کے پیش کرنے کے قابل بنادیا۔

والحمد لله على ذلك

دعا گو

بلال احمد شاہد

محمد خالد

مدیر کتب خانہ مجیدیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

عرض مؤلف

بھم اللہ تعالیٰ! تشریحات بخاری کی پانچویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، پہلی چار جلدیں آٹھ آٹھ صفحات پر مشتمل تھیں، یہ جلد ۶۲۴ صفحات سے بھی زائد ہوگئی، کیونکہ پندرہ پارہ پر نصف بخاری ختم ہو رہی ہے ”باب المناقب“ کا کچھ حصہ چھوڑنا پڑتا، جو ایک بے جوڑ سا عمل رہتا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ چھٹی جلد ”کتاب المغازی“ سے شروع ہوگی، خوشی کی بات یہ ہے کہ ”کتاب المغازی“ اور ”کتاب التفسیر“ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم و مغفور کے افادات کا اضافہ بھی ہوگا، جس سے حضرات قارئین کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صحت و توانائی کے ساتھ نصف آخر بخاری کو مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے
ایں دعا از من و از جہاں آمین باد

ضعف پیرانہ سالی اور بیماری کی وجہ سے اب میں سفر کے قابل نہیں رہا، جس سے کتاب کی نکاسی میں کمی ہوگئی، قرآنی جواہر پارے اور نسل بڑھاؤ رسالہ کی فروخت بھی رک گئی، اب ملتان شہر کے احباب کے تعاون پر دار و مدار رہ گیا ہے۔

ناسپاسی ہوگی، اگر درج ذیل حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، جنہوں نے کتاب فروختگی میں میری حوصلہ افزائی فرمائی، ہر مکتب فکر کے حضرات نے دلچسپی کا اظہار فرمایا، جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء
تقریر ترمذی، تشریحات بخاری جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم، ان پانچ کتابوں کا سیٹ درج ذیل تفصیل سے فروخت ہوا۔

حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان، سیٹ ۲۰، کتابیں
حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان، سیٹ ۲۰، کتابیں
شیخ خضر حیات سابق منج ہائی کورٹ و حال ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان سیٹ ۲۰، کتابیں

ایک سیٹ خود رکھا اور ایک سیٹ کی قیمت ادا کر کے جامع العلوم ملتان میں دیا گیا، جب کہ جامع العلوم کے
 مہتمم جناب مولانا خان محمد صاحب نے ایک سیٹ خود خرید فرمایا
 حضرت مولانا سید عطاء الحسن شاہ بخاری مہتمم مدرسہ احرار الاسلام ملتان، ۲ سیٹ، ۱۰ کتابیں
 بریلوی مکتب فکر کے علماء اور مہتممین نے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایک سیٹ خرید کیا، ان کے
 ناظمین نے کمیشن کا مطالبہ کیا، تو ان کو روک کر یہ فرمایا کہ مولانا کا ہمارے پاس تشریف لے آنا کمیشن ہے۔
 حضرت مولانا رشد سعید کاظمی مہتمم انوار العلوم ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 حضرت مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری مہتمم ہدایت القرآن ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 حضرت مولانا قاری محمد میاں مہتمم مدرسہ خیر المعاد ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 حضرت مولانا شمس الحق مہتمم مدرسہ رحمانیہ اہل حدیث ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 حضرت مولانا محمد شریف چنگوانی مدیر مرکز ابن القاسم اہل حدیث ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 حضرت مولانا محمد قاسم جامعہ موسویہ کہار منڈی ملتان، ۵ سیٹ، ۵ کتابیں
 اور بھی بہت سے کرم فرما حضرات ہیں، جنہوں نے اپنے تعاون سے میری ہمت افزائی کی، اللہ تعالیٰ ان کو
 جزاء خیر عطا فرمائے، آمین

اب تشریحات بخاری جلد پنجم حاضر ہے، اس کی اشاعت بھی آپ حضرات کی توجہ کی محتاج ہے،
 دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناشر، کمپوزر، مؤلف اور سب معاونین کو اپنی خاص عنایت سے نوازے آمین ثم آمین

فقط

عبد القادر قاسمی غفرلہ

مکان نمبر 269/10 مسلم محلہ ٹبی شیر خان ملتان۔

فہرست عنوانات تشریحات بخاری جلد پنجم

۱۱	مقابلہ کے لیے گھوڑے کو لاغر کرنا	۱	اکیلا شخص بھی حالات معلوم کر سکتا ہے
۱۲	لاغر کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ	۱	دو آدمیوں کا سفر کرنا
۱۲	رسول اللہ ﷺ کی اذنی	۱	جہادی گھوڑا کی پیشانی میں خیر و بھلائی ہے
۱۳	نبی اکرم ﷺ کے سفید غجر کے بارے میں	۲	جہاد قیامت تک جاری رہے گا
۱۳	عورتوں کا جہاد حج ہے	۲	نیکو کار اور بدکار سب کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے
۱۴	سندر میں عورت کا جہاد کرنا	۳	گھوڑے کو روکنا بھی جہاد کی تیاری میں شامل ہے
۱۵	جہاد میں بعض بیویوں کو لے جائے اور بعض کو نہ لے جائے	۳	گھوڑوں اور گدھوں کے نام
۱۵	عورتوں کا جہاد کے لیے نکلنا اور مردوں کے ہمراہ حصہ لینا	۵	گھوڑے کی محسوس کے بارے میں
۱۶	عورتوں کا جنگ میں لوگوں کے لیے مشکیزے اٹھانا	۵	گھوڑے کی اقسام
۱۷	لڑائی میں عورتوں کا زخموں کا علاج معالجہ کرنا	۶	جس نے جہاد میں کسی دوسرے جانور کو مارا
۱۸	عورتوں کا زخموں اور مقتولین کو اٹھا کر لے جانا	۷	اکثر جانور اور زخمی گھوڑے پر سوار ہونا
۱۸	بدن سے تیر کھینچ کر نکالنا	۸	مال غنیمت میں سے گھوڑے کے حصوں کے بارے میں
۱۹	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اندر تمکبہائی کرنا	۹	لڑائی میں کسی دوسرے کا گھوڑا اکھینچنا
۲۰	جہاد اور لڑائی میں خدمت انجام دینا	۱۰	جنگی گھوڑے کے لیے رکابیں اور پائیدان
۲۱	اس شخص کی فضیلت جو سفر میں اپنے ساتھیوں کا سامان اٹھائے	۱۰	نگلی پیچھے والے گھوڑے پر سوار ہونا
۲۱	سرحد اسلام کی نگرانی کی رات دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور	۱۰	تمککے ہوئے در ماندہ گھوڑے پر سوار ہونا
	رہاٹ کی تفسیر انتظار مصلوٰۃ سے بھی کی گئی ہے	۱۱	گھوڑ دوڑ میں مقابلہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۷	چھری کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے	۲۲	بچہ کو خدمت کے لیے جہاد میں لے جانا
۳۸	رومیوں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں	۲۳	سمندری سفر کی سواری اختیار کرنا
۳۹	یہودیوں سے جہاد کرنا	۲۳	کمزور اور نیک لوگوں کی دعائیں لینا
۳۹	ترکوں کے ساتھ جہاد کرنا	۲۴	یہ نہ کہا جائے کہ فلاں آدمی شہید ہے
۴۰	ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنا جو ہالوں والے جوتے پہنتے ہیں	۲۶	تیر اندازی کی ترغیب دینا
۴۱	فلکست کی صورت میں صف بندی کرنا اور اللہ سے مدد مانگنا	۲۷	چھوٹے نیزے کے ساتھ شغل رکھنا
۴۲	مشرکین کے لیے فلکست اور خوب پریشان ہونے کی دعا	۲۸	ذہال کے بارے میں اور جو شخص اپنے ساتھی کو ذہال بتالے
۴۳	کیا مسلمان کسی کتابی کو ہدایت کر سکتا ہے	۲۹	ذہال کا بیان
۴۳	مشرکین کے لیے ہدایت کی دعا کرنا	۳۰	پرستے اور نکو اور گردن میں لٹکانا
۴۳	یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینا	۳۰	نکو اوروں کو خوب صورت بنانا
۴۵	نبی اکرم ﷺ کا اسلام اور نبوت کی طرف دعوت دینا	۳۱	دوران سفر قیلولہ میں اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکانی
۵۲	ارادہ جہاد کا کرنا اور اشارہ کتابیہ دوسرے کا کرنا	۳۲	خود کا پہننا
۵۳	ظہر کی نماز کے بعد روانہ ہونا	۳۲	ریکس کی موت کے وقت ہتھیار توڑنا
۵۳	مہینہ کے آخر میں سفر اختیار کرنا	۳۳	قیلولہ کے وقت امام اور حاکم کا الگ ہو جانا
۵۵	بارہواں پارہ	۳۳	نیزوں کے بارے میں
۵۵	باب الخروج فی الرمضان یقفی بہ	۳۴	لڑائی میں حضور ﷺ کی ذرہ اور قمیص کے بارے میں
۵۵	رمضان شریف میں سفر اختیار کرنا	۳۶	سفر اور لڑائی میں چغذ کا استعمال کرنا
		۳۷	لڑائی کے اندر رویشم استعمال کرنا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	گدھے پر ردیف بیٹھنا	۵۵	سفر کے وقت الوداع کرنا
۷۴	گدھے پر ردیف بنانا	۵۶	لڑائی میں بیعت لینا کہ فرار نہیں ہوں گے
۷۵	جس نے رکاب کو پکڑا یا اس طرح سوار ہونے میں مدد دی	۵۹	امام اور حاکم لوگوں پر وہ چیز لازم کرے جو ان کی طاقت میں ہو
۷۵	قرآن مجید کے نسخوں کو دشمن کے ملک میں لے جانا	۶۱	دن کے اول حصہ میں جنگ نہ کرنا حتیٰ کہ دن ڈھل جائے
۷۶	لڑائی کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگانا	۶۲	آدمی کا حاکم سے اجازت طلب کرنا
۷۷	نعرہ لگاتے وقت بلند آواز کرنا مکروہ ہے	۶۳	نیا شادی شدہ کا جہاد کے لیے نکلنا
۷۸	نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہنا	۶۴	شب زفاف گزارنے کے بعد جہاد کو ترجیح دینا
۷۸	اوپر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا	۶۴	گھبراہٹ کے وقت امیر کا لوگوں سے پہل کرنا
۷۹	مسافر کے لیے وہی ثواب ہے جو مقیم کے لیے ہے	۶۴	گھبراہٹ کی حالت میں گھوڑے کو تیز کرنا
۷۹	تہا سفر کرنا	۶۵	گھبراہٹ کے وقت اکیلے نکلنا
۸۰	چلنے میں جلدی کرنا	۶۵	جہاد فی سبیل اللہ کی اجرت
۸۱	جہاد کے لیے گھوڑا ہونا بعد میں اس کا فروخت ہونا	۶۷	کرایہ کے فوجی
۸۲	والدین کی اجازت سے جہاد میں شامل ہونا	۶۷	نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں
۸۲	اونٹوں کی گردن میں گھنٹی باندھنا	۶۹	نبی اکرم ﷺ کا فرمانا کہ ایک مہینہ کی مسافت سے میری مدد کی گئی
۸۳	لشکر میں نام لکھنے کے بعد میں ضرورت کے لیے رخصت	۷۰	جہاد میں توشہ کا اٹھانا کہ توشہ بہترین پر بیزگاری ہے
۸۴	جاسوسی کرنا	۷۲	مردوں پر توشہ کا اٹھانا
۸۵	قیدیوں کو کپڑا پہنانا تاکہ نیچے چھپ جائے	۷۳	عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ردیف بیٹھنا
۸۵	اس شخص کی فضیلت کہ اس کے ہاتھ پر کسی کا مسلمان ہونا		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۹	ان چیزوں کے بارے میں جو جنگ میں مکروہ ہیں	۸۶	قیدیوں کا زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونا
۱۰۱	جب رات کو لوگ گھبرا اٹھیں	۸۶	ان لوگوں کی فضیلت جو قورات، انجیل پر اسلام قبول کریں
۱۰۲	دشمن کو دیکھ کر صبا حاحہ کا نعرہ لگانا	۸۷	دارالحرب پر شب خون مارنا
۱۰۳	چیز کے فروخت وقت یہ کہنا کہ یہ لے لو میں غلاں کا بیٹا ہوں	۸۸	جنگ میں بچوں کا قتل کرنا
۱۰۳	جب دشمن کسی آدمی کے فیصلہ پر نیچے اتر آئے	۸۸	جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا
۱۰۴	قیدی کو باندھ کر قتل کرنا	۸۸	اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب نہ دیا جائے
۱۰۴	قتل ہوتے وقت دو رکعت پڑھنا	۸۹	لڑائی ختم کرنے کے لیے فدیہ یا احسان کرنا
۱۰۷	قیدی کو چھوڑنا	۸۹	کیا مسلمان قیدی کا فر کو قتل کر سکتا ہے؟
۱۰۷	مشرکین کو دال کے بدلے چھوڑنا	۹۰	کیا مشرک کو قصاصاً جلایا جاسکتا ہے؟
۱۰۸	حربی کا بغیر امان کے درالاسلام میں داخل ہونا	۹۱	مکانات اور کھجوروں کے درختوں کا جلانا
۱۰۸	ذمی لوگوں کی طرف سے نقص جہد کی صورت میں غلبہ کے	۹۲	سوئے مشرک کو قتل کرنا
	بعد ان کو غلام نہ نہا جائے	۹۳	دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرو
۱۰۹	ذمی لوگوں سے سفارش لینا	۹۴	لڑائی ایک چال ہے
۱۰۹	وفد کو عطایا دیئے جائیں	۹۴	لڑائی میں جھوٹ بولنا
۱۱۱	وفد کی صورت میں بن دشمن کر رہنا	۹۷	لڑائی والے لوگوں کو اچانک قتل کر دینا
۱۱۱	بچہ پر اسلام کا یقین کرنا	۹۷	لڑائی میں جزیہ کرنا
۱۱۳	یہود کو یہ کہنا کہ اسے ہم لے آؤ بیچ جاؤ گے	۹۸	جو شخص کھوڑے پر نہ بیٹھ سکے
۱۱۳	دارالحرب میں کہہ لوگوں مسلمان ہو جائیں تو ان متاع	۹۸	زخم کا علاج چٹائی جلا کر کرنا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۷	جب سفر سے واپس تو صلوٰۃ احتیہ مسجد میں ادا کرے	۱۱۵	انہی کا ہوگا
۱۲۸	سفر سے واپسی پر کھانا کھانا	۱۱۶	حاکم کا مجاہدین کے نام لکھنا
۱۲۹	پانچواں حصہ مال غنیمت کا فرض ہے	۱۱۷	اللہ تعالیٰ دین کی تائید بدکار سے بھی کرا دیتے ہیں
۱۳۶	غص کا ادا کرنا دین میں سے ہے	۱۱۷	دشمن کے خوف کی صورت میں بغیر امیر ہائے امیر بننا
۱۳۶	نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد امہات المؤمنین کا خرچہ	۱۱۷	امیر کا کچھ لشکر کے ذریعے مدد کرنا
۱۳۷	نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کے بارے میں، نبی ﷺ کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا	۱۱۸	دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کی چو پال پر قیام کرنا
۱۴۰	نبی کریم ﷺ کی زرہ، لٹھی، پیالہ	۱۱۸	جنگ اور سفر میں اپنا مال غنیمت تقسیم کر دینا
۱۴۱	غص نبی کریم ﷺ کی ضروریات پر خرچ ہوتا تھا	۱۱۹	مسلمانوں کا اپنا مال غلبہ کے بعد پانا
۱۴۵	غص اللہ اور نبی کریم ﷺ کے لیے ہے	۱۲۰	فارسی یا عجمی، کسی اور زبان میں بات کرنا
۱۴۸	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ تمہاری غنیمتیں حلال ہو گئیں	۱۲۱	غنیمت کے مال میں خیانت کرنا
۱۵۰	غنیمت کا حق اس کا ہے جو میدان جنگ میں شامل ہو	۱۲۱	قلیل خیانت کا حکم
۱۵۱	غنیمت کے شوق میں جہاد میں حصہ لینا	۱۲۲	غنیمت کے مال میں کسی چیز کا ذبح کرنا
۱۵۱	غنیمت میں خیانت کرنا	۱۲۳	فتوحات کی خوشخبری دینا
۱۵۲	بنو قریظہ، بنو نظیر کے مکانوں کو تقسیم کرنا	۱۲۴	خوشخبری دینے والے کو کیا دیا جائے
۱۵۲	نبی کریم ﷺ اور دیگر حکام کے ساتھ جہاد میں شامل ہونے والوں کے مال، زندگی میں برکت	۱۲۴	فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں،
۱۵۶	حاکم کا حکم ماننے والے کے لیے غنیمت میں سے حصہ	۱۲۵	آدمی کا مجبور ہونا کہ ذمی لوگوں کے بالوں کو دیکھنا
		۱۲۵	مجاہدین کا استسبال کرنا
		۱۲۶	مجاہد جہاد سے واپس آئے تو دعائے کلمات کو نئے کہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۷	عہد و بیان کو پورا کرنے کی فضیلت	۱۵۶	غص یا غنیمت میں سے نبی کریم ﷺ عطا فرمایا کرتے تھے
۱۸۸	جادو کرنے والے کو معاف کیا جاسکتا ہے	۱۶۲	بغیر غص کے نبی کریم ﷺ قیدیوں پر احسان کرتے تھے
۱۸۸	بدعہدی کی چیزوں سے بچنا	۱۶۲	غص پر امام کا حق ہے
۱۸۹	معادین سے اگر معاہدہ ختم کرنا ہو تو کیسے کیا جائے	۱۶۳	سلب شدہ مال میں سے غص نکالنا
۱۹۰	جس نے معاہدہ کیا اور پھر بدعہدی کی	۱۶۶	نبی کریم ﷺ مولاۃ القلوب کو غص میں سے دیتے تھے
۱۹۴	مصالحت صرف تین دن کے لیے ہے	۱۷۲	کھانے کی چیزیں جو دارالحرب ملیں، ان کا حکم
۱۹۵	بغیر مدت مقرر کیے مصالحت اور جنگ بندی ہو سکتی ہے	۱۷۳	ذمیوں کے لیے جزیہ اور اہل حرب سے مدت معینہ تک جنگ کرنا
۱۹۵	مشرکین کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکنا	۱۷۷	حاکم کسی علاقہ کا جزیہ چھوڑ دے تو بقیہ حضرات کے لیے حکم
۱۹۶	نیکو کار اور بدکار سے بدعہدی کرنے والے کا گناہ	۱۷۸	ذمیوں کے بارے میں قرآن کریم کا حکم
۱۹۸	تیرھواں پارہ	۱۷۸	بحرین کی جاگیر کے بارے میں حکم
۱۹۸	کتاب بدأ الخلق	۱۸۰	کسی معاہدہ کو بغیر جرم کے قتل کرنا
۱۹۸	وہو الذی يبدأ الخلق کے بارے میں جو کچھ آیا ہے	۱۸۱	یہودیوں کا جزیہ عرب سے نکالنا
۲۰۱	سات زمینوں کے بارے میں	۱۸۳	مشرکین اگر بدعہدی کریں تو ان کو معافی دی جاسکتی ہے
۲۰۴	ستاروں کے بارے میں	۱۸۴	جس شخص نے عہد توڑ دیا تو حاکم اور امام کا اس پر بدو عا کرنا
۲۰۴	سورج اور چاند کے حساب کی مفت	۱۸۴	عورتوں کا امان دینے سے نقصان ہونا
۲۰۷	وہو الذی ارسل الرياح بشراہین..... الخ	۱۸۵	مسلمانوں کی ذمہ داری اور ان کا پناہ دینا
۲۰۹	فرشتوں کے ذکر کے بارے میں	۱۸۵	مشرکین کا صہانا کہنا اور مسلمہا اچھی طرح نہ کہہ سکتا
۲۱۷	آمین کہنے کے وقت فرشتوں کا آمین کہنا	۱۸۶	مشرکین کے ساتھ جنگ بندی کرنا اور مال پر صلح کرنا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۹۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ	۲۲۳	جنت کے حالات: کردہ پیدا شدہ ہے
۲۹۳	حضرت اخط بن ابراہیم علیہما السلام کا تذکرہ	۲۳۵	ابلیس اور اس کے لشکر کے بارے میں
۲۹۳	یعقوب علیہ السلام کی وفات کے وقت حاضری	۲۴۵	جن کے ثواب اور عقاب کے بارے میں
۲۹۴	قال اللہ تعالیٰ ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة	۲۴۶	زمین میں ہر قسم کے چلنے، پھرنے والے جانور
۲۹۴	فرشتوں کا آل لوط کے پاس آنا	۲۴۸	مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں
۲۹۵	عمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا	۲۵۱	پانچ جانور بد معاش ہیں ان کو حرم میں قتل کرنا
۲۹۷	حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کے وقت حاضری	۲۵۴	کسی اگر پینے کی چیز میں گر جائے تو حکم
۲۹۸	یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں	۲۵۶	کتاب الانبیاء
۳۰۳	حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا	۲۵۶	آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش
۳۰۳	قال اللہ تعالیٰ واذکر فی الكتاب موسیٰ وھل	۲۶۴	روحیں جمع شدہ جماعتیں ہیں
	اناک حلیث موسیٰ	۲۶۵	ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ
۳۰۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ	۲۶۹	بے شک الہامس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں
۳۰۶	اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا	۲۶۹	ہم نے اور لیس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھایا
۳۰۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کا وعدہ	۲۷۲	قوم ماد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا
۳۰۸	سیلاب کا طوفان	۲۷۴	یا جوج اور ماجوج کا قصہ
۳۰۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی بات چیت	۲۷۷	قال اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم علیہ السلام
۳۱۶	جنوں کی پوجا کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گائے کے خون کا حکم	۲۸۲	چلنے میں جلدی کرنا
۳۱۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد کا ذکر	۲۹۲	قال اللہ تعالیٰ ولنبہم عن ضیف ابراہیم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۱	اصحاب کہف کا تذکرہ	۳۱۹	حضرت مریم علیہا السلام فرمانبرداروں میں سے تھیں
۳۵۲	چوں ہوا اب پارہ	۳۲۰	قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا
۳۵۳	باب حدیث الغار	۳۲۰	حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین کی طرف بھیجا
۳۵۳	قارون کی حدیث	۳۲۱	حضرت یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے
۳۶۵	باب المناقب	۳۲۳	سمندر کے کنارے آباد ہستی والوں کے متعلق دریافت
۳۶۵	فضیلتوں کے بیان میں	۳۲۳	حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی
۳۷۰	قریش کی فضیلت	۳۲۵	حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ کو پسند تھا
۳۷۳	قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا	۳۲۶	قال اللہ تعالیٰ واذکروا عہدنا داؤد ذا الایمہ.....
۳۷۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یمن سے نسبت	۳۲۷	حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کرنا
۳۷۵	قبیلہ اسلم، غفار، خزیمہ اور جمہہ کے بارے میں	۳۳۰	حضرت لقمان کو حکمت عطا کرنا
۳۷۷	قطان کا بیان	۳۳۱	اصحاب القرینہ کی مثال
۳۷۷	زمانہ جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے	۳۳۱	حضرت ذکریا علیہ السلام کا تذکرہ
۳۷۸	خزاعہ کے قصے کا بیان	۳۳۱	حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ
۳۷۹	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	۳۳۳	فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کو خطاب کرنا
۳۸۲	عرب کی جہالت کا بیان	۳۳۵	حضرت مریم علیہا السلام الگ تھلگ ہو گئیں
۳۸۲	زمانہ اسلام اور جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرف منسوب	۳۴۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا
۳۸۳	قوم کا بھانجا اور آزاد کردہ غلام اسی قوم سے شمار ہوگا	۳۴۳	بنی اسرائیل کے حالات
۳۸۴	جہش کا قصہ	۳۴۷	تین آدمیوں کی کہانی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶۹	حضرت عثمان بن عفان ؓ کی فضیلت	۳۸۵	اس شخص کے بارے میں جو نسب کو گالی دلا تا پسند نہیں کرتا
۴۷۴	حضرت عثمان ؓ پر اتفاق اور بیعت	۳۸۵	رسول اللہ ﷺ کے ناموں کے بارے میں
۴۸۲	حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی فضیلت	۳۸۶	آخری نبی ﷺ کے بارے میں
۴۸۷	حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کی فضیلت	۳۸۷	جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بارے میں
۴۸۸	حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کی فضیلت	۳۸۷	نبی اکرم ﷺ کی کنیت کے بارے میں
۴۸۸	نبی کریم ﷺ کی رشتہ داری کے فضائل کے بارے میں	۳۸۸	مہربوت کا خاتمہ
۴۹۰	حضرت زبیر بن عوام ؓ کی فضیلت	۳۸۸	نبی اکرم ﷺ کے حالات کے بارے میں
۴۹۲	حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ کی فضیلت	۳۹۶	نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا
۴۹۳	حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی فضیلت	۳۹۸	اسلام میں نبوت کی نشانیاں
۴۹۵	نبی کریم ﷺ کے داماد حضرت ابوالحارث بن الریح ؓ کی فضیلت	۴۳۲	اہل کتاب آپ ﷺ کو اس طرح پہچانتے تھے، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے
۴۹۶	حضرت زید بن حارثہ ؓ کی فضیلت	۴۳۳	رسول اللہ ﷺ کا شوق قمر کا مجرہ دکھانا
۴۹۸	حضرت اسامہ بن زید ؓ کی فضیلت	۴۳۹	صحابہ کرام ؓ کے فضائل
۵۰۰	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت	۴۴۰	مہاجرین کے فضائل
۵۰۱	حضرت عمار ؓ اور حضرت حذیفہ ؓ کی فضیلت	۴۴۳	سب دروازے بند کرو سوائے حضرت ابوبکر ؓ کے
۵۰۳	حضرت ابی عبیدہ بن الجراح ؓ کی فضیلت	۴۴۳	دروازے کے
۵۰۴	حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کی فضیلت	۴۴۳	حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت
۵۰۶	حضرت ابوبکر ؓ کے غلام بلال بن ابی رباح کی فضیلت	۴۶۰	حضرت عمر ؓ کی فضیلت اور کنیت، خطاب کا ذکر
۵۰۷	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۴	نبی اکرم ﷺ دعا کرنا کہ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما	۵۰۸	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت
۵۲۵	دوسروں کو ترجیح دینا خواہ خود ہی بھوکے ہوں	۵۰۸	حضرت سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت
۵۲۶	ایسے لوگوں کے نیک اعمال قبول کرو اور ان کے برے سے درگزر کرو	۵۰۹	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت
۵۲۷	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۰	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت
۵۳۰	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۲	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب
۵۳۱	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت
۵۳۱	حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۷	پندرہواں پارہ
۵۳۲	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۷	باب مناقب الانصار
۵۳۴	نبی اکرم ﷺ کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنا اور ان کی فضیلت	۵۱۷	انصار کے فضائل
۵۳۶	حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۸	نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ میں انصار میں سے ہوتا اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی
۵۳۷	حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۱۹	نبی اکرم ﷺ کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا
۵۳۸	حضرت ہندہ بنت عتبہ کا ذکر	۵۲۰	انصار سے محبت کرنا
۵۳۸	حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ	۵۲۱	نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ اے انصار! تمام لوگوں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو
۵۴۱	کعبہ کی تعمیر	۵۲۱	انصار کے لواحقین یعنی ان کی اولاد و غلام
۵۴۱	زبانہ جاہلیت کیساتھ؟	۵۲۲	انصار کے محلوں اور محلے والوں کی فضیلت
۵۴۷	جاہلیت میں قسم کے بارے میں	۵۲۳	نبی اکرم ﷺ کا انصار سے فرمانا کہ تم مبرکروض کوثر پر ملو گے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۶۹	معراج کا واقعہ	۵۵۲	نبی اکرم ﷺ کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا
۵۷۳	نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مکہ معظمہ کے اندر انصار کے وفدوں کا آنا اور عقبہ کی بیعت کا ذکر	۵۵۲	مکہ مکرمہ میں مشرکین کی طرف سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ﷺ کو جو تکلیفیں پہنچیں
۵۷۵	نبی اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ سے نکاح اور مدینہ میں آنا	۵۵۵	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر
۵۷۶	نبی اکرم ﷺ اور آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا	۵۵۵	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر
۵۹۶	نبی اکرم ﷺ اور آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف آنا	۵۵۵	جنات کا ذکر
۶۰۱	احکام حج ادا کرنے کے بعد مہاجرین کا مکہ میں قیام کرنا	۵۵۶	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر
۶۰۲	نبی اکرم ﷺ کا فرمانا اے اللہ امیرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو جاری رکھا اور جس شخص کی وفات مکہ میں ہوئی، اس پر انفسوس	۵۵۸	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر
۶۰۳	مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ کیسے قائم کیا	۵۵۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا ذکر
۶۰۵	یہود کا اعتراض کہ قرآن مجید میں ہادوا سے مراد یہود ہیں یا توبہ کرنے والے	۵۶۲	چاند کا پھٹنا
۶۰۶	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام کا بیان	۵۶۲	جہشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان
۶۰۷	سند دارالعلوم دیوبند انڈیا	۵۶۵	نجاشی کی موت کا بیان
		۵۶۶	مشرکین مکہ کا حضور ﷺ کے خلاف قسمیں کھا کر معاہدہ کرنا
		۵۶۷	ابوطالب کا قصہ
		۵۶۹	بیت المقدس تک جانے کا قصہ

بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحَدَهُ

ترجمہ۔ کیا ایک اکیلے شخص کو بھی حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جاسکتا ہے۔

حدیث (۲۶۳۳) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الْخ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَذَبَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَذَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ بَنُ الْعَوَامِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیلئے لوگوں کو پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ پھر پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ پھر پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ صدقہ راوی فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ غزوہ خندق کے موقع پر تھا۔ بہر حال تیوں مرتبہ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا ہر نبی کا ایک خاص آدمی ہوتا ہے میرا خاص آدمی حضرت زبیر بن العوامؓ ہے۔ تشریح از قاسمیؒ۔ صدقہ راوی کا گمان صحیح نہیں ہے۔ خندق کے واقعہ میں آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو روانہ فرمایا اور بنو قریظہ کی خبر لینے کے لئے حضرت زبیر بن العوامؓ شریف لے گئے۔ ماسبق میں گزر چکا ہے۔

بَابُ سَفَرِ اثْنَيْنِ

ترجمہ۔ دو آدمیوں کا سفر کرنا

حدیث (۲۶۳۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبُ لَيْ اِذْنَا وَاقِيَمَا وَلْيَوْمُكُمْمَا اكْبَرُكُمْمَا.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آیا تو آپؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا میں اور میرا ایک دوسرا ساتھی تھا۔ کہ دونوں اذان کہہ سکتے ہو۔ تکبیر پڑھ سکتے ہو۔ لیکن امامت وہی کرائے جو تم میں سے بڑا ہو۔ تشریح از قاسمیؒ۔ سفر اثنین کے جواز کو ثابت کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا جس میں سفر واحد اور اثنین سے روکا گیا ہے۔ اصحاب سنن نے اس کی تخریج کی ہے کہ الراكب شیطان والراكبان شیطانان والثلاثة ركب۔ اگرچہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے لیکن اس میں بھی ادب اور ارشاد کے طور پر ہے۔ سفر اثنین کا حرام نہیں ہے۔ الراكب شیطان کا مطلب ہے کہ الراكب عاصرا کیلا سفر کرنے والا نافرمان ہے جس پر شیطان حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ورنہ عند الحاجة کیلا سفر کرنا جائز ہے۔ حضرت زبیرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

بَابُ الْخَيْلِ مَعْقُودَةٍ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر اور بھلائی باندھ دی گئی ہے۔

حدیث (۲۶۳۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر ہی خیر ہے۔

حدیث (۲۶۳۶) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ الْخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ سُلَيْمَانُ الْخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابِعَهُ مُسَدَّدُ الْخ۔
ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الجعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر باندھ دی گئی ہے۔ سلیمان نے اپنی سند سے عروہ بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے۔ جس کی متابعت مسدد نے کی ہے۔
حدیث (۲۶۳۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں برکت ہی برکت ہے۔
تشریح از قاسمی۔ الخیل سے وہ گھوڑا مراد ہے جو جہاد کے لئے رکھا گیا ہو۔ تو الخیل میں الف لام عہد خارجی کا ہوگا۔ برکت و خیر ہے اجرا اور غنیمت مراد ہے۔

بَابُ الْجِهَادِ مَا ضِ مَعَ الْبِرِّ وَالْفَاجِرِ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
ترجمہ۔ جہاد نیکو کار اور بدکار کے ہمراہ جاری رہنے والا ہے۔ بوجہ قول جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر باندھی گئی۔
حدیث (۲۶۳۸) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخ حَدَّثَنِي الْعُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ۔
ترجمہ۔ حضرت عروہ باریقؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں خیر باندھی گئی ہے قیامت کے دن تک وہ خیر ثواب اور غنیمت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ روایت سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا کہ جب جہاد قیامت تک جاری رہے اور یہ معلوم ہے قیامت تک آنے والے سب لوگ نیکو کار نہیں ہوں گے۔ ان میں بدکار بھی ہوں گے تو مضمی الجہاد الی یوم القیامۃ کا ہر نیکو کار اور بدکار کے ہمراہ جائز ہونا ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام احمدؒ نے بھی اس حدیث سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ جب الجہاد ماض ہے تو اس میں امام عادل کی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ اشارہ ہے کہ یہ ثواب اور فضیلت امام عادل اور جائزہ دونوں کے ہمراہ حاصل ہو جائے گی۔ اور حدیث میں اسلام اور مسلمانوں کے قیامت تک باقی رہنے کی بشارت موجود ہے۔ کیونکہ بقاء جہاد کو بقاء مجاہدین لازم ہے۔ اور مجاہدوں مسلمان ہیں۔ اور اس حدیث الخیل معقود الخ کو قریباً بیس ۲۰ صحابہ کرامؓ نے بیان فرمایا ہے بلکہ امام احمدؒ نے تو الجہاد مع کل امام الی یوم القیامۃ نقل کیا ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے یوں ہے۔ الجہاد واجب علیکم مع کل امیر بر اکان او فاجرا۔ کہ جہاد ہر امیر کے ہمراہ تم پر

واجب ہے۔ خواہ وہ ٹیوکا ہو یا بدکار ہو و الصلوۃ واجبة علیکم خلف کل مسلم بر لکان اوفاجرا وان عمل الکبائر کہ نماز بھی تم پر ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے۔ خواہ وہ ٹیوکا ہو یا بدکار ہو۔ اگرچہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو۔ اور آپ کا ارشاد ہے۔ الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقتل ایاہم الدجال لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل (الحديث مشکوۃ) کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے۔ یہاں تک کہ میرا پی امت کا آخری آدمی دجال کو قتل کرے گا۔ اس جہاد کو نہ تو کسی ظالم کا ظلم باطل کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی عادل کا عدل ختم کر سکتا ہے۔ اس طرح اور روایات بھی کثیرہ موجود ہیں۔

یکون علیکم امر التعرفون وتنکرون فمن انکر فقد برئ ومن کرہ فقد سلم (الحديث) تم پر حکام مقرر ہوں گے۔ کچھ باتیں ان کی پہچان کے اور کچھ تم پر اداری ہوں گی۔ جس نے انکار کیا وہ بری ہو گیا۔ جس نے مکروہ سمجھا وہ بھی بیخ گیا۔ کیف انتم دائمة من بعدی یستأثرون ترجمہ تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد ایسے حکام دیکھو گے جو اپنے مفاد طلب کریں۔ تشریح از قاسمی۔ نو اسی جمع نامیہ کی۔ گھوڑے کے ان لگتے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں جو کہ پیشانی پر ہوں۔ پھر نامیہ بول کر جمیع ذات الفرس یعنی گھوڑا بھی مراد لیا جاتا ہے۔

اجر فی الاخرة اور مغنم فی الدنيا اس حدیث سے حاصل ہوا کہ نہ تو قیامت تک جہاد منقطع ہوگا اور نہ اس مال سے خیر و برکت ختم ہوگی جو گھوڑے کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔

بَابُ مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ

ترجمہ۔ اس شخص کے ثواب اور فضیلت کے بارے میں جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا روک رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گھوڑے باندھنے کو بھی تیاری جہاد میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث (۲۶۴۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ النَخَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ زَيْدَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّةَ وَرَوْتَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے اور اسکے وعدہ کو سچا سمجھتے ہوئے تو پھر اس کا پیٹ بھر کر کھانا میر ہو کر پانی پینا لید کرنا اور پیشاب کرنا کرنا سب کے سب قیامت کے دن ترازو میں ہوں گے یعنی ان سب چیزوں کا قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

ایمان باللہ کا مطلب امتثال امر الہی تصدیق بوعده اس کے ثواب کی تصدیق کی۔ احتباس کا مطلب ہے کہ قریب کے کوئی جنگ ہو تو اس پر سواری کر کے جہاد کروں گا اس پر بھی ثواب ملے گا۔

بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

ترجمہ۔ گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا کیا ہے

حدیث (۲۶۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مَحْرَمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحَرَّمٍ. فَرَأَوْا حِمَارًا وَحَشِيئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَأَى أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَازِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَنَزَا وَلَهُ فَحَمَلُ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَقَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ مَعَكُمْ شَيْءٌ مِنْهُ قَالَ مَعَنَا رَجُلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے لیکن حضرت ابوقتادہ اور ان کے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے۔ جنہوں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ حضرت ابوقتادہ احرام سے نہیں تھے۔ تو ان حضرات نے گور خر کو دیکھا پہلے اس کے کہ حضرت ابوقتادہ اسے دیکھتے نہیں جب انہوں نے اسے دیکھا تو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ خود ابوقتادہ نے اسے دیکھ لیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے جسے جرادہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے میرا چاچا بک اٹھا کر دے دو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے خود اتر کر اسے لے لیا۔ حملہ کر کے اسے پچھاڑ دیا۔ جس سے وہ مر گیا۔ ذبح کر کے انہوں نے بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھالیا۔ پھر پشیمان ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا نہیں۔ جب آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس حمار وحشی کا کچھ حصہ باقی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اس کی ایک چوڑی موجود ہے۔ تو آپ نے اس کو لے کر تناول فرمایا۔

حدیث (۲۶۵۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ جَدِّهِ هُوَسَهْلٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّحِيفُ أَوْ قَالَ بَعْضُهُمُ اللَّحِيفُ بِالْخَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت ہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے باغ میں ایک گھوڑا تھا۔ جس کو لحیف یا بعض نے لحیف خاء کے ساتھ کہا جاتا تھا۔

حدیث (۲۶۵۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ عَنْ مَعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِذْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عَفِيرٌ فَقَالَ يَا مَعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ فَقُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرُهُمْ فَيَتَكَلَّبُوا.

ترجمہ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا جس کا نام عفیر تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرائے تو اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دوں۔ آپ نے فرمایا ان کو بشارت نہ دو۔ پس وہ بھروسہ کر کے عمل سے بیٹھ جائیں گے۔

حدیث (۲۶۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ فِرْعَ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَبْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فِرْعَ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا گھوڑا جس کو مندوب کہا جاتا تھا عاریت پر لیا واپس آ کر فرمایا کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں ہے۔ اور ہم نے اس کو سنند کی طرح رواں دواں پایا ہے۔
تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ جن میں گھوڑے اور گدھے کے نام بتلا کر اسکے جواز کو ثابت فرمایا ہے۔ ابو قتادہؓ کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا۔ اور حضرت بھل بن سعدؓ کی روایت میں آپؐ کے گھوڑے کا نام لحیف یا الخیف بتایا گیا ہے۔ اور حضرت معاویہؓ کی روایت میں گدھے کا نام عفیر مٹیا لے گد والا۔ اور حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے کا نام مندوب ذکر کیا گیا ہے چاروں احادیث باب سے مطابق ہو گئیں۔

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ شُومِ الْفَرَسِ

ترجمہ۔ گھوڑے کی نحوست کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اس بارے میں یہ باب ہے۔

حدیث (۲۶۵۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الشُّومُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْدارِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اگر نحوست ہو سکتی ہے تو وہ گھوڑے میں عورت میں اور مکان میں ہو سکتی ہے۔

حدیث (۲۶۵۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسَاكِينِ.

ترجمہ۔ حضرت بھل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی شے میں ہو سکتی ہے تو عورت میں۔ گھوڑے میں۔ اور جائے رہائش میں ہو سکتی ہے جب ان میں نہیں تو کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں اگرچہ برکت اور نحوست اللہ کی قضا میں سے ہیں ان کا محل اگر ہو سکتے ہیں تو یہ تین اشیاء ہیں۔ جن کی انسان کو حاجت رہتی ہیں۔ فی ذاتہ ان میں کوئی نحوست نہیں۔ کہتے ہیں کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بچہ نہ جنے۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔ اور مسکن کی نحوست یہ ہے کہ ہمسایہ برا ہو۔ اگر سوال ہو کہ پچھلی حدیث میں گدھے کا ذکر ہے الخیل معقود فی نواصیہا الخیر تو پھر شوم تو اس کے خلاف ہوا۔ کہ وہاں جہاد والا گھوڑا مراد ہے۔ جس پر قرینہ اجر اور مغنم ہے۔ دوسرے گھوڑے میں خیر و شردوں ہو سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب اس شوم والی حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کے خیالات تھے۔ جن کی تردید میں آپؐ نے فرمایا لا عدوی ولا طيرة اور لا طيرة في المرأة والدابة والدار۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها۔

بَابُ الْخَيْلِ ثَلَاثَةٌ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً

ترجمہ۔ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے گھوڑے گدھے اس لئے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو۔ اور تمہارے لئے زینت کا باعث بنیں۔

حدیث (۲۶۵۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِفُلَانَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَرْزٌ فَأَمَّا الْيَدِيُّ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طَبْلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طَبْلَهَا فَاسْتَتَتْ شَرْفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَالُهَا وَالثَّارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرَدْ أَنْ يُسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَنَحَرَ وَرِيَاءً وَيَوَاقِيَةً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وَرْزٌ عَلَى ذَلِكَ وَسَبِيلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ فَقِيلَ مَا أَنْزَلَ عَلَى فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَادَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک آدمی کے ثواب کا باعث ہوگا۔ اور ایک آدمی کے لئے پردہ ہوگا۔ اور ایک گناہ کا باعث ہوگا۔ لیکن وہ آدمی جس کے لئے وہ گھوڑا جو ثواب کا باعث ہوگا جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے۔ پس اس کی رسی چراگاہ میں یا باغ میں لمبی کر رکھی ہے پس اپنی اس باگ میں جو کچھ اس کو چراگاہ اور باغ میں سے ملتا ہے وہ اس آدمی کے لئے نیکیوں میں شمار ہوگا اور اگر اس نے اپنی باگ کو توڑ کر ایک باری یا دو باری کو دا۔ تو اس کی لید اور اس کے نشان قدم سب اس کیلئے نیکیاں ہوں گی اگر اس کا گزر کسی نہر سے ہوا جس سے اس نے پانی پی لیا۔ حالانکہ وہ مالک اس کو پانی پلانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا یہ سب اس کی نیکیوں میں داخل ہوگا۔ اور وہ آدمی جس نے گھوڑے کو دوسروں پر غر کر کے۔ شہرت اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے رکھا ہے۔ وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوگا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے بارے میں کوئی خاص حکم تو نازل نہیں ہوا۔ البتہ یہ ایک آیت جو سب کو جامع ہے اور منفرد ہے۔ ترجمہ۔ کہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کو دیکھے گا۔ اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو بھی دیکھے گا۔ تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث میں تیسرا قسم ذکر نہیں ہوا تو کہا جائے گا کہ آدمی نے اختصار کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس شخص نے گھوڑا غنی اور سواری سے بچنے کے لئے باندھ رکھا ہے۔ پھر اس میں اللہ کا حق نہ تو اس کی گردن میں اور نہ ہی اس کی پیٹھ میں بھولا ہے پس یہ اس کے لئے ستر ہوگا۔

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جس نے جہاد میں کسی دوسرے کے جانور کو مارا

حدیث (۲۶۵۷) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخَزَنَدِيُّ قَالَ آتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيلٍ لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَّعَجَلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَتَّعَجَلَ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أَرَمَكَ لَيْسَ فِيهِ شِبْهُ النَّاسِ خَلْفِي قَبِينَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَعْمِسْكَ فَضْرَبْتُهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوُتِبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ فَقَالَ آتَيْتُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبِلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا

جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اعْطُوهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے ایک شاگرد نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک بار سفر کیا۔ ابو عقیل روای کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ جہاد کا سفر تھا یا عمرے کا تھا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جلدی اپنے گھر والوں کے یہاں جانا چاہتا ہو وہ جلدی چلا جائے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایسے اونٹ پر سوار تھا جو کیت تھا۔ یعنی سرخی سیاہی ملی ہوئی تھی جس میں اور کسی رنگ کا دھبہ نہیں تھا لوگ میرے پیچھے تھے پس ایسی حالت میں میں چل رہا تھا کہ اچانک میرا اونٹ کھڑا ہو گیا چلتا نہیں تھا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے جابر! اسے روک لو۔ پس آپ نے اسے اپنے چابک سے خوب مارا۔ پس وہ اونٹ اپنی جگہ پر کودنے لگا۔ آپ نے پوچھا اے جابر کیا اپنا اونٹ پیچھے گئے میں نے ہاں میں جواب دیا پس جب ہم لوگ مدینہ میں داخل ہوئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ٹولیوں میں مسجد کے اندر تشریف لائے تو میں حاضر خدمت ہوا اور اونٹ مسجد کے میدان کے ایک کنارے پر باندھ دیا میں نے کہا حضرت آپ کا اونٹ آیا ہے آپ باہر تشریف لائے اونٹ کو گھمانے لگے۔ اور مجھ سے فرمانے لگے اونٹ تو ہمارا ہی اونٹ ہے۔ پھر آپ نے چند اوقیہ سونے کے میرے پاس بھیجے اور فرمایا کہ یہ حضرت جابر کو دو۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کی قیمت پوری وصول کر لی میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا یہ قیمت اور اونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ

ترجمہ۔ اکھڑ جانور اور زگھوڑے پر سوار ہونا۔

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَرُ

ترجمہ۔ راشد بن سعد فرماتے ہیں کہ سلف صالحین زگھوڑے کو پسند کرتے تھے۔ کیونکہ وہ جلدی دوڑنے والا اور دلیر ہوتا ہے۔

حَدِيثُ (۲۶۵۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيُّ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرَسٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مُنْدُوبٌ فَرَكِبَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَسٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَخْرًا.

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں کچھ گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ تو آپ نے حضرت ابوطالب کا گھوڑا جسے مندوب کہا جاتا تھا عاریت پر مانگا۔ اس پر سوار ہوئے واپس آ کر فرمایا ہم نے تو کوئی گھبراہٹ والی چیز نہیں دیکھی۔ اور فرمایا ہم نے اس کو سمندر پایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ روایت میں سے ترجمہ کو امام بخاری نے قیاساً ثابت کیا ہے۔ کہ جیسے اکھڑ اور سخت گھوڑا اسیر اور قطع مسافت میں خلل انداز ہوتا ہے ایسے تھا کماندہ بطی السیر بھی خلل انداز ہوتا ہے۔ جب سابق حدیث سے بطی السیر پر سوار ہونے کا جواز ثابت ہو گیا تو سخت گھوڑے پر سوار ہونا جائز ہوا۔ اور اس کا نہ ہونا نہ کر کی ضمیر سے ثابت کیا۔ یقال اور مندوب اور زگھوڑا بنسبت مادہ کے جری اور دلیر ہوتا ہے۔ تشریح از شیخ زکریا۔ - صعبة بمعنی شدیدہ۔ ابن السیر فرماتے ہیں کہ حدیث سے ترجمہ پر استدلال ضعیف ہے اس لئے کہ

یقال له مندوب میں ضمیر لفظ فرس کی طرف راجع ہے۔ جو ذکر کے لئے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا اطلاق موٹ پر بھی ہوتا ہے۔ نیز! تفضیل فحولہ پر بھی کوئی لفظ دال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی۔ اور مادہ سے خاموش رہے۔ تو اسی سے فضیلت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور میرے نزدیک انا وجدنا لبحرا سے استدلال ہے۔

دلالت الروایۃ شیخ مکتوبی نے حضرت جابر کے بطلی السیر گھوڑے کے رکوب سے دابہ صعبہ پر رکوب کے جواز کو ثابت فرمایا۔ میرے نزدیک امام بخاری کی غرض اس باب سے دابہ صعبہ اور فحولہ پر سوار ہونے کی رغبت دلانا ہے۔ جس پر راشد بن سعد کا استدلال کرتا ہے۔
کان السلف يستحبون الفحولہ اور حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے سے جس کے متعلق آپ نے فرمایا انا وجدنا لبحرا سے استدلال فرمایا ہے اور رکوب علی الدابة الصعبہ کی فضیلت یوں سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا شخص گھوڑے پر سوار ہونے کی مہارت رکھتا ہے۔ اور کمال شہسوار کا اسے تجربہ ہے۔ بنا بریں حضرت عمرؓ کا بیان کاٹ دینے کا حکم دیتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب باب رکوب الفرس العری آرہا ہے۔

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

ترجمہ۔ مال غنیمت میں سے گھوڑے کے حصوں کے بارے میں

وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَادِئِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ وَالْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ لِيَرْكَبُوهَا وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرِ مِنْ فَرَسٍ.

ترجمہ۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عربی گھوڑے اور ترکی گھوڑے کے لئے حصہ نکالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گھوڑے خیر اور گدھوں کو ہم نے اس لئے پیدا کیا تاکہ تم ان پر سوار ہو۔ اور ایک گھوڑے سے زیادہ کا حصہ نہیں نکالا جائے گا۔

حدیث (۲۶۵۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور اس کے مالک کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔
تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ کہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک گھوڑے کا ایک حصہ۔ باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دو حصے ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے ایک اور اختلاف کی طرف قائل مالکؒ سے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ آیا عربی اور ترکی گھوڑے میں کچھ فرق ہے۔ تو یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ کہ امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ عربی اور ترکی گھوڑے کا حصہ برابر ہے۔ امام احمدؒ سے تین روایات ہیں۔ ایک تو جمہور کے موافق ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بدزون کے لئے الگ ایک حصہ ہے۔ اور تیسری روایت یہ ہے کہ اگر اس میں عربی گھوڑے کی صلاحیت ہے تو حصہ دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ تیسرا اختلاف یہ ہے کہ اگر جنگ میں کسی کے پاس ایک سے زائد گھوڑے ہوں۔ تو امام مالکؒ اور جمہور ائمہؒ فرماتے ہیں کہ ایک گھوڑے سے زائد کا حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اور لیثؒ۔ ابو یوسفؒ۔ احمدؒ۔ اور احنفؒ فرماتے ہیں دو گھوڑوں کا حصہ تو دیا جائے گا اس سے اکثر کا نہیں۔ اور سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے ہر گھوڑے کے دو حصے ہوں گے بالغاً ما بلغت جہاں تک پہنچے۔ جمہور فرماتے ہیں جس گھوڑے پر شہسوار سوار ہے اس کے لئے حصہ تو اس لئے نکالا جاتا ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ جس پر سوار نہیں ہوئی۔ نہ اس سے منفعت حاصل ہوئی اور نہ اس کا حصہ مقرر ہوا۔ کیونکہ وہ گھوڑوں پر تو فی وقت واحد سوار ہو کر قتال نہیں کر سکتا۔

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی میں کسی دوسرے کا گھوڑا کھینچنا اس کا کبہ حکم ہے۔

حدیث (۲۶۶۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرْ إِنْ هَوَازَنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاءَ وَإِنَّا لَمَّا لَقَيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَأَنْهَزْمُوا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسَّهَامِ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلِيهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنْ أَبَا سُفْيَانَ أَخَذَ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَابُنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ نے کسی شخص نے پوچھا کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے سالار تھے وہ نہیں بھاگے۔ تو لشکریوں کا بھاگنا نہ ہوا وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ بڑے تیر انداز تھے۔ جب پہلے پہل ہماری ان سے ٹک بھڑ ہوئی تو ہم نے ان پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ لوگ شکست کھا کر بھاگے مسلمان غنیمتوں کا مال جمع کرنے میں لگ گئے ان کو موقع مل گیا انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی۔ جس سے ہم سنبھل نہ سکے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے وہ میدان میں جے رہے۔ میں نے آپؐ کو دیکھا آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ اور ابوسفیان اس کی لگام کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں نبی ہی ہوں جس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں وہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں جس کی عرب میں شہرت تھی۔

تشریح از قاسمی - والخیل والبیغال الخ سے استدلال امام بخاری کا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے رکوب خیل کا انعام ذکر فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے حصہ مقرر فرمایا۔ خیل کا اطلاق برزوں اور ہجین دونوں پر ہوتا ہے۔ بغال اور حمیر الگ جنس ہیں۔ تو آیت کا حکم اس جنس خیل کو شامل ہوگا جب برزوں اور ہجین کی کوئی قید نہیں۔ تو یہ سب خیل میں داخل ہوں گے۔ چھین اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا احد الابوین ماں باپ میں سے ایک عربی ہو۔ اور دوسرا غیر عربی ہو۔

جعل لایسہم لاکثر من فرس امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کبھی میدان جہاد میں گھوڑے سوار کو عند الفجر دوسرے گھوڑے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے اس کا حصہ بھی نکالنا چاہیے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ دو گھوڑے جنگ میں کھینچ لائے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک گھوڑے کا حصہ نکالا تھا۔ عقلی دلیل وہی ہے کہ ایک وقت میں دو گھوڑوں پر جہاد نہیں ہو سکتا۔ اور جو روایت امام ابو یوسفؒ نے نقل فرمائی ہے کہ اسہم للفارسین کہ دو گھوڑوں کیلئے حصہ نکالا۔ وہ غنیمت کے طور پر نہیں۔ بلکہ نفل اور انعام کے طور پر تھا۔ جیسے کہ آپؐ نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو دودھ سے دے دیئے۔ حالانکہ وہ پیدل تھے۔

جعل للفارس سہمین ولصاحبه سہما یہی قول ائمہ ثلاثہ کا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ للفارس سہمان فقط سہم لہ وسہم للفارس۔ ان کا استدلال حضرت علیؓ اور ابو موسیٰؓ کی روایت سے ہے۔ جمہور کی حجت حدیث الباب ہے جو صریح ہے۔ اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے للفارس سہمان وللراجل سہم حضرت امام صاحبؒ کے عمل پر جو اشکالات ہیں ان کا جواب ابن الہمام نے دیا

ہے۔ اور اس کی تفصیل فتح القدیر میں ہے۔

انا ابن عبدالمطلب اگر اشکال ہو کہ افتخار بالابا یعنی باپ دادے پر فخر کرنے سے تو منع کیا گیا ہے۔ پدرم سلطان بود۔ یہاں پر پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس سے اس خواب کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عبدالمطلب نے دیکھا تھا۔ جس کی خبر قریش کو دی تھی۔ کہ ان کی اولاد میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو قوم کی سیادت کرے گا۔ اور اس کے دشمن ہلاک ہوں گے تو یہاں بھی بھاگنے والوں کو آپ فرما رہے ہیں کہ یہ شکست عارضی ہے۔ انشاء اللہ انجام کار فتح ہماری ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جنگ میں خیلہ اور بڑائی ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔

بَابُ الرِّكَابِ وَالْفَرَسِ لِلدَّابَّةِ

ترجمہ۔ جنگی گھوڑے کے لئے رکابیں اور پائیدان رکاب لوہے اور لکڑی کے ہوتے ہیں اور پائیدان چمڑے کا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ رکاب گھوڑے کیلئے اور غمز راونٹ کے لئے ہوتا ہے۔

حدیث (۲۶۶۱) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذْخَلَ رَجُلَهُ فِي الْفَرَسِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَافَتُهُ قَائِمَةً أَهْلٌ مِنْ عِنْدِ مُسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ اپنا پاؤں مبارک اپنے اونٹ کی رکابوں میں داخل کرتے تھے۔ اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تھی۔ تو آپ مسجد ذی الحلیفہ کے پاس سے تلبیہ کہہ کر احرام باندھتے تھے۔ تشریح از قاسمی۔ ابن عمرؓ اس روایت سے ثابت ہوا کہ ترجمہ میں غمز اور رکاب کا جو ذکر کیا تھا وہ دونوں ہم معنی ہیں۔

بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعَرَبِيِّ

ترجمہ۔ جنگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار ہونا جس پر زین کسی ہوئی نہ ہو۔

حدیث (۲۶۶۲) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسٍ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عَرَبِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے تشریف لائے جو ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھے جو جنگی پیٹھ والا تھا کہ اس پر زین نہیں تھی۔ اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔

بَابُ الْفَرَسِ الْقُطُوفِ

ترجمہ۔ تھکے ہوئے در ماندہ گھوڑے پر سوار ہونا

حدیث (۲۶۶۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطُفُ أَوْ كَانَ فِيهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَعْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ والوں کو گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

ابوطحہ کے ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہوئے جو آہستہ چلتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھا۔ پس جب واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔ پھر اس کے بعد اس سے کوئی گھوڑا دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

ترجمہ۔ گھوڑ دوڑ میں مقابلہ کرانا

حدیث (۲۶۶۴) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْخَزَّاجِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَمَرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثِيئَةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرَى مَا لَمْ يَضْمَرْ مِنَ الثِّيئَةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثِيئَةِ الْوَدَاعِ خُمْسَةَ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةَ وَبَيْنَ ثِيئَةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ مِيلًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو بلا کیا جاتا تھا ان کی دوڑ دھیاؤں سے لے کر تھیمہ الوداع تک ہوتی تھی۔ اور جو دبلے کئے ہوئے نہیں ہوتے تھے ان کی دوڑ تھیمہ سے لے کر مسجد بنو زریق تک ہوتی تھی۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا اور سندھ سفیان فرماتے ہیں کہ دھیا اور تھیمہ کے درمیان پانچ یا چھ میل کا فاصلہ تھا۔ اور تھیمہ سے مسجد بنو زریق تک صرف ایک میل کا فاصلہ تھا۔
تشریح از قاسمی - تضمیر اور اضمار یہ ہے کہ گھوڑے کو تھیمہ یا گھوڑا گھاس کھلا کر جل ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ اسے پسینہ آجائے پسینہ خشک ہونے پر اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ دوڑ میں قوی ہو جاتے تھے۔

بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْقِ

ترجمہ۔ مقابلہ کی دوڑ کے لئے گھوڑے کو لاغر کرنا

حدیث (۲۶۶۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخَزَّاجِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تَضْمَرْ وَكَانَ أَمْلَهَا مِنَ الثِّيئَةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابِقَ بِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَمْدًا غَايَةً فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمْدُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان گھوڑ دوڑ کرائی جو لاغر نہیں کئے گئے تھے ان کا آخر نشان تھیمہ سے مسجد بنی زریق تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر انہیں لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ایسے گھوڑوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کا مقابلہ جیتا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ امد کا معنی غایت ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ طال علیہم الامد ان کا نشانہ ان پر لہبا ہو گیا۔
تشریح از قاسمی - امام بخاری نے صرف مسابقت کا ذکر کیا ہے۔ جو بغیر عوض کے ہو۔ اس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ امام مالک اور امام شافعی نے اسے اونٹوں اور گھوڑوں کے درمیان منحصر رکھا ہے۔ بعض علماء صرف گھوڑ دوڑ کو جائز قرار دیتے ہیں اور حضرت عطاء نے ہر چیز میں مقابلہ کی دوڑ کی اجازت دی ہے اگر یہ دوڑ بالعوض ہو۔ وہ ایک جانب سے ہو یا کسی ثالث کی طرف سے ہو اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ البتہ جانین سے ہو تو پھر قمار میں داخل ہو کر ناجائز ہو جائے گا۔

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضْمَرَةِ .

ترجمہ۔ لاغر کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی آخری حد کے بارے میں

حدیث (۲۶۶۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَمَلُهَا ثِيَّةُ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوسَى كَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ سِتَّةَ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةَ وَسَبَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَلُهَا مَسْجِدُ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِيلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَأَلَ فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو دبے کئے گئے تھے دوڑ میں مقابلہ کرایا تو ان کو حفیاء سے چھوڑا اور ان کی آخری حد ثیۃ الوداع تھی۔ میں نے موسیٰؓ راوی سے پوچھا کہ ان میں کتنا فاصلہ تھا اس نے کہا چھ میل یا سات میل۔ اور جو گھوڑے دبے نہیں کئے گئے تھے ان کا بھی دوڑ میں مقابلہ کرایا ان کو ثیۃ الوداع سے چھوڑا ان کی آخری حد مسجد بنو زریق تھی میں نے پوچھا ان کے درمیان کتنا فاصلہ تھا فرمایا ایک میل اور اس کے مثل تھا۔ اور ابن عمرؓ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس آخری گھوڑ دوڑ میں مقابلہ کیا تھا۔

نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے بارے میں

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرَدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى الْقُصُوءِ وَقَالَ الْمَسُورُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّابَ الْقُصُوءِ.

ترجمہ۔ اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو اپنی اونٹنی قصواء پر اپنے پیچھے بٹھایا اور حضرت مسورؓ کا کہنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء کی بیٹھنے کی عادت نہیں ہے۔ قصواء کا ان کی اونٹنی اور عضباء بھی آپؐ کی اونٹنی تھی۔

حدیث (۲۶۶۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا عُضْبَاءُ مِنْ هَهْنَا طَوَّلَهُ مُوسَى الْخَزَّازِيُّ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا۔

حدیث (۲۶۶۸) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً تُسَمَّى الْعُضْبَاءَ لَا تُسَبِّقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَاذُ تُسَبِّقُ فَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ عَلَى فُؤُودٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ طَوَّلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کو عضباء کے نام سے پکارا جاتا تھا اس سے آگے دوڑ میں کوئی جانور نہیں بڑھ سکتا تھا حمید کہتے ہیں کہ اس سے آگے بڑھا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ ایک دیہاتی نو آموز اونٹنی پر آیا جو عضباء سے

آگے نکل گئی پس یہ بات مسلمان صحابہ کرام پر گراں گذری اگر گرائی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محسوس کر لیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس چیز کو وہ دنیا میں اونچا کریں اسے نیچا بھی دکھا سکتے ہیں۔ ہر کمالے راز وال

بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَاتِلِ أَنْسَ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكٌ آيَلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید نچر کے بارے میں حضرت انسؓ نے بیان کیا حمیدی فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید نچر ہدیہ کے طور پر دیا تھا۔

حدیث (۲۶۶۹) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسَلَاخَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں صرف ایک سفید نچر۔ اپنے ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی۔ اور ان سب کو صدقہ کر دیا۔

حدیث (۲۶۷۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَمَّارَةَ وَلَيْسَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ وَلَّى سَرْعَانَ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالْبُئْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءَ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَخَذَ بِلِحَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ. - أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ - أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا۔ اے ابوعمارہ! کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں پیٹھ دے کر بھاگ گئے تھے انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن کے لوگوں نے انہیں تیروں پر دھر لیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید نچر پر سوار تھے۔ ابوسفیان بن الحارث اس کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں ہی نبی ہوں۔ جس میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہی وہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جہاد کرنا

حدیث (۲۶۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُ كُنَّ الْحُجَّ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْخ.

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے بارے میں اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا تمہارا عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے۔

حدیث (۲۶۷۲) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْخ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ

يَسَاءُ هَ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعَمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیبیوں نے جہاد کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا بہترین جہاد حج ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ جہاد النساء یا تو معنی یہ ہے کہ عورتوں کا جہاد کیا ہے۔ یا اس سے جواز جہاد کو بیان کرتا ہے اور باب کی دو روایتیں اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالک کے سوال پر کبیر نہیں کیا تو عورتوں کے لئے جہاد کے جواز کی تقریر ثابت ہوئی۔ لیکن اس جواز کو عدم فتنہ سے مشروط کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے اور جہاد کن الحج کہ تمہارا جہاد حج ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاد لفظ بھی ان کیلئے نہیں۔ البتہ واجب نہیں کیونکہ ایک تو اس میں ستر و حجاب نہیں رہے گا۔ دوسرے مردوں سے اختلاط ہوگا دوری نہیں ہوگی یہی وجہ ہے کہ حج ان کیلئے جہاد سے افضل ہے امام بخاریؒ نے ترجمہ کو مجمل رکھ کر اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعد کے تراجم سے صراحۃً عورتوں کے جہاد میں نکلنے کو بیان کیا ہے۔ علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے پردہ پوشی اور مردوں سے الگ تھلک رہنا بغیر جنگ کے بھی افضل ہے تو جنگ کی صورت میں جو سخت مواقع میں سے ہے ستر اور مجانبۃ الرجال کیسے ہو سکتی ہے۔ اور حج میں یہ دونوں امور ممکن ہیں اس لئے وہ جہاد سے افضل ہوگا۔

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

ترجمہ۔ سمندر میں عورت کا جہاد کرنا

حدیث (۲۶۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَقَّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مَلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرَكِبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَهُمْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلُ أَوَمِمَّ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَسْتُ مِنَ الْآخِرِينَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتْ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرْظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ ذَاتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحانؓ کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس سہارا لے کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے اٹھے تو یہ کہنے لگیں یا رسول اللہ! آپؐ کس وجہ سے ہنسے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میری امت کے کچھ لوگ اس ہنر مند رہبر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سوار ہوں گے ان کا حال ٹھٹھا ہاٹھ بلندی اور فراخی میں بادشاہوں کی طرح ہوگا۔ جو اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو حضرت ام حرامؓ کہنے لگیں یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان مجاہدین میں سے بنالے۔ آپؐ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کو ان میں داخل فرمالے۔ پھر دوسری مرتبہ نیند میں لوٹے اور اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے۔ انہوں نے بھی پہلے کی طرح کہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے

کی طرح فرمایا انہوں نے کہا میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں داخل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا تو تو پہلوں میں شامل ہوگئی۔ تو دوسروں میں سے نہیں ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حرامؓ نے حضرت عبادہ بن الصامتؓ کے ساتھ نکاح کیا۔ تو فاخترہ بنت قریظؓ جو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کی بیوی تھی اور وہ پہلے امیر البحر تھے۔ حضرت ام حرامؓ بھی ان کے ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہوئیں۔ جب واپسی کا ارادہ کیا تو اپنی سواری پر سوار ہوئیں جس نے ان کی گردن کو توڑ دیا۔ پس وہ اس سواری سے نیچے گر گئیں۔ جس سے ان کی وفات ہوگئی۔

تشریح از شیخ منکلبیؒ - تزوجت عبادة الخ یا تو دونوں روایتوں کو ایک دوسرے پر محمول کیا جائے۔ یا یوں کہا جائے تزوجت یعنی اس سے پہلے نکاح کر چکی تھی۔ بعد میں انہوں نے طلاق دے دی پھر انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔ یا یہ ہے کہ کانت تحت عبادة جملہ معترضہ ہے جو کسی حال کے ساتھ متعید نہیں ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ اس مقالہ کے بعد انہوں نے نکاح کیا۔

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ

ترجمہ۔ جہاد میں آدمی اپنی بعض بیویوں کو سوار کر کے لے جائے بعض کو نہ لے جائے

حلیث (۲۶۷۳) حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الْخِزَّانِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُخْرَجَ الْفَرَعُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرَعٌ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ حرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کہیں سفر کیلئے روانہ ہوتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس بی بی کا قرعہ نکل آتا اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ پس اس دستور کے مطابق ایک غزوہ میں جس میں آپؐ روانہ ہوئے تو ہمارے درمیان آپؐ نے قرعہ اندازی فرمائی تو اتفاق سے اس غزوہ بنی المصطلق میں میرا قرعہ نکل آیا تو پردہ کا حکم اتر جانے کے بعد میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ - اس حدیث سے امام بخاریؒ نے مراحۃ جہاد النساء کو ثابت فرمایا۔

بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جہاد کے لئے نکلنا اور ان کا مردوں کے ہمراہ نکل کر جنگ میں حصہ لینا

حدیث (۲۶۷۵) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخِزَّانِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَانَّهُمَا لَمْشْتِمِرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقُرْبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقُرْبَ عَلَى مُتَوَهِّمَاتٍ ثُمَّ تَفَرَّغَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَوَجَّعَا فَمَلَأَتْهُمَا ثُمَّ تَجَيَّنَا فَمَلَأَتْهُمَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی واقع ہوئی تو کچھ لوگ شکست کھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے۔ میں نے حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے تھیں۔ میں ان کی پنڈلیوں کے بازوؤں کو دیکھ رہا تھا۔ (بلا

قصہ نظر پڑی) وہ دونوں پانی کے مشکیزے اٹھا رہی تھیں۔ اور حضرت انسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیزے اٹھا رہی تھیں پھر ان کو مجاہدین کے مونہوں میں انڈیلتی تھیں پھر واپس لوٹ کر ان کو بھر لاتی تھیں۔ پھر آ کر قوم کے مجاہدین کے مونہوں میں انڈیلتی تھیں۔
تشریح از قاسمیؒ - تشمیر کا معنی چادر کا پنڈلی سے اٹھانا۔ اس لئے اس کے معنی تیاری کرنے کے بھی لئے جاتے ہیں۔

خادم بعض نے کہا بازیب کی جگہ اور بعض نے کہا خادم خدمہ کی جمع ہے۔ خلخال یعنی بازیب کو کہتے ہیں۔ سوق جمع ساق کی بمعنی پنڈلی۔ یہ واقعہ یا تو نزول حجاب سے قبل کا ہے۔ یا اچانک ان کی نظر پنڈلیوں پر گئی۔ دیکھنے کا قصد نہیں تھا۔ عورتوں کے اس پانی پلانے کو غزوہ سے تعبیر کیا۔ کیونکہ یہ بھی مجاہدین اسلام کی امداد تھی۔ باقی قتال کا ذکر روایت میں نہیں تو حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی تو کہا جائیگا چونکہ وہ عورتیں حتی الامکان اپنے سے مدافعت کر رہی تھیں۔ لہذا یہ حکم میں قتال کے ہوگا۔ یا غزوہ پر اس کو قیاس کیا کہ جب جہاد کے لئے نکلنا جائز ہے تو قتال بھی جائز ہوگا۔

بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقُرْبِ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جنگ میں لوگوں کے لئے مشکیزے اٹھانا

حدیث (۲۶۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخِي قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مَرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مَرُوطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أَمْ كُلُّنَا بِنْتُ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمَّ سُلَيْطٍ أَحَقُّ وَأُمَّ سُلَيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقُرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

ترجمہ۔ حضرت ثعلبہ ابن ابی مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ گرم چادریں تقسیم فرمائیں ان میں سے ایک عمدہ گرم چادر بچ رہی تو جو لوگ آپ کے پاس آئے ان میں سے بعض نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ چادر آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دے دیں جو آپ کے پاس ہے۔ انکا مقصد (ارادہ) حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ سے تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ام سلیط اس کی زیادہ حقدار ہے اور ام سلیط انصار کی ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ ام سلیط احد کی لڑائی میں ہمارے لئے مشکیزوں کو اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ لیکن امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ تزفر کے معنی تخیط ہیں۔ کہ بھٹی پرانی مشکیزوں کو سی کر لاتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - قوم شرح نے امام بخاریؒ کی اس تفسیر تزفر بمعنی تخیط کو غلطی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ لغت میں زفر کے یہ معنی نہیں ہیں۔ حمل کے معنی ہیں۔ شاید امام بخاریؒ نے اس حمل کو حمل للسلقی یعنی پانی پلانے کے لئے اٹھانے پر محمول نہیں کیا۔ جب کہ وہ پانی سے بھری ہوئی ہو۔ بلکہ اس کو سینے کے معنی میں لیا ہے۔ جب کہ وہ پانی سے فارغ ہو اور پھٹی ہوئی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ ابن حجرؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ لغت میں زفر کے معنی خیاطت کے نہیں بلکہ حمل کے آتے ہیں۔ نیز اباب غزوۃ المرأة فی البحر سے امام بخاریؒ کی کیا غرض ہے۔ شرح نے اس کی غرض کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ امام مالکؓ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے جہاد میں نکلنا مطلقاً جائز ہے چنانچہ ابن

عبدالبر فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے نزدیک عورت کا حج کیلئے نکلنا ہے اور جہاد کے لئے نکلنا تو اکراہ ہے۔ اہل بصرہ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ چونکہ حجاز کی کشتیاں چھوٹی ہوتی ہیں جن میں مردوں سے پردہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مکروہ فرماتے تھے۔ اور جہاں بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں ہوں جن میں الگ الگ منا زل بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو ان میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے اہل بصرہ کی بڑی بڑی کشتیاں ہیں۔

علی الخطاء تزفر کی تفسیر تخیط کو ہمارے شیخ نے ادہام بخاری میں شمار کیا ہے۔ فاضی عیاض بھی فرماتے ہیں ہذا غیر معروف فی اللغة۔

تشریح از قاسمی۔ ام کلثوم بنت علی بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرؓ صاحبزادہ پیدا ہوا۔ اور ماں بیٹا دونوں نے ایک ہی دن وفات پائی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں حضرت عمرؓ نے خاندان نبوت سے تعلق قائم کرنے کے لئے حضرت علیؓ سے رشتہ مانگا جو انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا۔ لیکن روافض بے حیائی کی وجہ سے کہتے ہیں اول فرج غضب عنا فرج ام کلثوم (فروع کافی) کہ پہلی شرم گاہ جو ہم سے چھین لی گئی ہے وہ حضرت ام کلثوم کی شرم گاہ ہے۔ اور حملہ حیدری والا لکھتا ہے کہ حضرت عباسؓ اور خالد بن ولیدؓ نے حضرت علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر حضرت عمرؓ کے پاس ام کلثوم کا زبردستی نکاح کر لیا العیاذ باللہ من هذه الهفوت۔

بَابُ مُدَاوَةِ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

ترجمہ۔ لڑائی میں عورتوں کا زخموں کا علاج معالجہ کرنا۔

حدیث (۲۶۷۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنِزَنِيُّ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مَعُوذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَنُدَاوِي الْجَرْحَى وَنُرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں زخموں کا علاج کرتی تھیں۔ اور مقتولین کی لاشیں اٹھا کر دفن کرتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔۔۔ نرد القتلی اگر اسکو حقیقت پر محمول کیا جائے تو پھر اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا مقتولین کو دفن کرنے میں مشغول ہو جانا جہاد قتال میں خلل انداز ہوتا اس لئے یہ عورتیں لاشوں کو اٹھا کر دور رکھ دیتیں۔ فراغت پر ان کو دفن کر دیا جاتا۔ یا جرح سے مراد قریب المرگ ہے۔ جس کے زخم سے اندازہ ہوتا تھا کہ بہت جلد مندمل ہو جائے گا۔ وہاں قریب اس کو اس لئے رکھا جاتا تا کہ صحت مند ہونے کے بعد پھر جہاد میں شامل ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔۔۔ بظاہر یہ حدیث مشکوٰۃ کی روایت سے متعارض معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے رد والقتلی الی مضاجعہم کہ مقتولین کو ان کی اپنی اپنی قتل کی جگہوں کو واپس لوٹاؤ۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ والد جابرؓ کو احد میں واپس کیا گیا۔ بنا بریں میرے نزدیک بہترین توجیہ یہ ہے کہ رد قتلی سے مراد معرکہ سے قبور تک لوٹنا مراد ہے۔ جس کی تائید قسطلانی کے قول سے ہوتی ہے۔ تردہم النساء الی موضع قبورہم کہ عورتیں ان مقتولین کو اپنی قبروں کی جگہ واپس کرتی تھیں۔ لیکن ایک روایت میں نرد القتلی الی المدینہ کے الفاظ وارد ہیں۔ تو پھر اشکال پکا ہو گیا۔ میرے نزدیک اسی اشکال سے گلو خلاصی کی یہی صورت ہے کہ المدینہ کا تعلق جرحی سے ہو۔ قتلی سے نہ ہو۔ یعنی زخموں کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔ جیسا کہ باب القضاء واللعان بین الرجال والنساء فی المسجد میں نے عرض کیا تھا کہ فی المسجد کا تعلق قضاء سے ہے۔ لعان سے نہیں ہے۔ تا کہ سرمے سے اعتراض ہی وارد نہ ہو۔ یا حدیث ربیع بنت معوذ کو اول

امر محمول کیا جائے۔ جب کہ آپ کی طرف ممانعت نہیں ہوئی تھی۔

المراد بالقتلی الجرحیہ قریب بالموت لیکن پھر بھی اس پر اشکال ہوگا کہ بعض روایات میں قتلی اور جرحی دونوں کا ذکر ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جرحی سے مراد غیر قریب بالموت ہے اور ردم سے مراد ردم الی خیلمہم ہے۔ کہ ان کو ان کے شیعوں تک پہنچائی تھیں۔

بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحِيِّ وَالْقَتْلِيِّ

ترجمہ۔ عورتوں کا زخمیوں اور مقتولین کو اٹھا کر پہنچانا

حدیث (۲۶۷۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ الْخَنِزَلَةِ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَحْلُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحِيِّ وَالْقَتْلِيِّ إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں جاتی تھیں۔ پس ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ ان کی خدمت کرتیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔

تشریح از قاسمی۔ پہلی روایت مختصر تھی دوسری اتم ہے البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ لانا قاتل ہم لڑتی نہیں تھیں تو جہاد میں بیان ہو چکیں۔ البتہ اس آخری حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ انہی عورت انہی مرد کا علاج معالجہ اور خدمت کر سکتی ہے ضرورت کیلئے یہ جائز ہے۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ

ترجمہ۔ بدن سے تیر کا کھینچ کر نکالنا

حدیث (۲۶۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْخَنَازَنِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ رُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتَيْهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَزَعْتُهُ فَنَزَلَ مِنْهُ الْمَاءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو پس میں نے اس کو نکالا تو اس کے بدن سے پانی نکلا (خون نہ نکلا) میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا اے اللہ! عبید ابی عامر کی بخشش فرما۔ یہ وہ کلمہ ہے جو آپ شہداء کے لئے استعمال فرمایا کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاری کی غرض اس ترجمہ سے ایک وہم کا دفعہ ہے کہ جیسے شہید سے خون نہیں دھویا جاتا ایسے تیر وغیرہ بھی نہ نکالا جائے۔ تو ترجمہ باندھ کر فرمایا کہ نہیں اس تیر کے نکالنے سے شہادت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور نہ ہی یہ انتفاع میں داخل ہے۔ مہلک فرماتے ہیں کہ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز زندگی سے متعلق ہو وہ واقعی نہ نکالی جاوے اور جو بعد الممات ہو وہ محل نہیں ہے۔

فنزل منه الماء نزل بمعنى جرى پانی کا جاری ہونا موت کی علامت ہے کہ خون نہیں رہا۔ حضرت ابو عامر جن کا نام عبید بن وہب تھا وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے چچا تھے کبار صحابہ میں سے تھے یوم اوطاس میں شہید ہوئے۔ آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اللہم اجعلہ يوم القيامة فوق كثير من خلقك من الناس ترجمہ یعنی اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوقات پر بلند مرتبہ عطا فرما۔

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اندر رکھائی اور چمکدار کرنا۔

حدیث (۲۶۸۰) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَدِيٍّ الْخَطَّابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْرٌ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِي صَلَّاهَا يَخْرُسُنِي اللَّيْلَةُ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لَأَخْرُسَكَ وَلَمْ يَنْبِئُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو بیدار رہتے تھے۔ سو یا نہیں کرتے تھے۔ پس جب وہ یہ تشریف لائے تو فرمایا کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایک آدمی ہوتا۔ جو آج رات بیدار رہتا۔ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ پس آپ نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا کہ میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ میں آپ کی گرجائی کروں۔ اور آپ پر پہرہ دوں۔ تب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند فرمائی۔

حدیث (۲۶۸۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالذَّرْهَمُ وَالْقَطِيفَةُ وَالْخَمِيصَةُ إِنَّا أُعْطِيَ رَضِي وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ لَمْ يَرْفَعَهُ إِسْرَائِيلُ الْخَطَّابِيُّ وَزَادَنَا عُمَرُ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الذَّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِي وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعَسَّ وَالتَّعَسُّ وَإِذَا شَيْكَ فَلَا تَنْقُشْ طُوبَى لِعَبْدٍ اخْتَدَ بَعْنَانٍ فَرَسَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اشْتَعَتْ رَأْسُهُ مَغْبِرَةً قَدْ مَاءَهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشْفَعْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَرْفَعَهُ إِسْرَائِيلُ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ وَقَالَ تَعَسَّ كَأَنَّهُ يَقُولُ فَاتَّعَسَهُمُ اللَّهُ طُوبَى لِّفَعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَأْتِ خَوْلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يُطِيبُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہلاک ہو دینار و درہم کا بندہ یعنی حریس اس طرح گدیے اور متھل چادر کا حریس اگر اسے کچھ ملے تو راضی ہونہ ملے ناراض ہو اسرائیل نے اس حدیث کا رفع نہیں کیا۔ اور عمر و نے اپنی سند کے ساتھ یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ ہلاک ہو دینار و درہم اور متھل چادر کا حریس۔ اگر اس کو مل جائے تو راضی ہونہ ملے تو ناراض ہو تعس۔ انتکس سر کے بل کرے اور جب کاٹنا چاہے تو نہ نکالا جائے۔ خوشی ہے اس بندے کے لئے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑنے والا ہو اس کے سر کے بال پر اگندہ بکھرے ہوئے ہوں اس کے قدم غبار آلود ہوں۔ اگر اس کو آگے چوکیداری میں رکھا جائے تو وہ چوکیداری اور نگرانی میں رہے۔ اگر اسے لشکر کے آخر میں رکھا جائے تو لشکر کے آخر میں رہے۔ تاکہ گری پڑی چیز اٹھالائے۔ اگر اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ فتنعسی لہم گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اتسعہم اللہ فرمایا جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو محروم فرمایا۔ طوبی فعلی کے وزن پر ہر اچھی چیز کو کہتے ہیں۔ دراصل طوبی میں یا تھی۔ جس کو واو سے بدلا گیا۔ اور یطیب اچھے ہونے کے معنی میں ہے طاب یطیب سے ماخوذ ہے۔

”تشریح از قاسمی“۔ سہر بیدار رہنا۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدوم مدینہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حالانکہ اس وقت نہ حضرت عائشہؓ آپ کے پاس تھیں۔ اور نہ ہی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔ بلکہ یہ بیداری مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ایک رات پیش آئی۔ جس پر اللیلۃ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ زائی میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما قدم المدینۃ یسہر من اللیل یعنی آپ جب اول اول مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو راتوں کو بیدار رہتے تھے۔ اور ابھی تک واللہ یعصمک من الناس والی آیت نہیں اتری تھی۔ اس کے نزول کے بعد آپ نے فرمادیا انصرفوا تم لوگ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

عبد الدینار والدرہم یہ حریص ہونے سے کنایہ ہے۔ حراسۃ سے مقدمۃ الجیش اور ساقہ سے مؤخر الجیش مراد ہے۔ مقصد یہ ہے جہاں اس کی ڈیوٹی لگائی جائے وہ اسے پور طرح انجام دیتا ہے۔ اگر خلاف طبع امور کیوں نہ پیش آئیں۔ خدمت میں فرق نہیں لاتا۔

بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جہاد اور لڑائی میں خدمت انجام دینا

حدیث (۲۶۸۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَكَانَ يَخْلَعُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيرٌ إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَحَدٌ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ کے ہمراہ رہا وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے اور حضرت جریرؓ فرماتے تھے کہ میں نے انصار کو کچھ خدمت رسول اللہ کے کام کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے جب بھی میں ان میں سے کسی کو ملتا ہوں تو میں ان کی ضرورت خدمت کرتا ہوں خواہ جہاد میں ہو یا غیر جہاد میں۔

حدیث (۲۶۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ هَذَا أَجَبَلُ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ مَا بَيْنَ لَا بَيْتَهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمِدْنَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور احد پہاڑ آپ کے سامنے ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا اے اللہ جو کچھ ان دوسرے پتھر پٹی زمینوں کے درمیان ہے یعنی مدینہ میں اس کو اس طرح حرام کرتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا اے اللہ ہمارے لئے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

حدیث (۲۶۸۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ دَاوُدَ الْخ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكَسَائِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَحَنُوا وَعَالَجُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطَرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ہم میں سے اکثر سایہ دار جس سے آپ سایہ

حاصل کرتے تھے وہ آپ کی کلمی تھی اور جن لوگوں نے ہم میں سے روزہ رکھا انہوں نے تو کوئی کام نہ کیا لیکن جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے اپنی ساریوں کو اٹھایا انکی خدمت گھاس پانی سے کی اور خوب ان کی مالش کی یا پالانے اور کھلانے میں انہوں نے خوب کام کیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ نہ کھنے والے آج سارا ثواب لے گئے (کیونکہ انہوں نے دوسروں کو نفع پہنچایا اگرچہ اپنے عمل صوم میں قاصر رہے)۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت جو سفر میں اپنے ساتھیوں کا سامان اٹھائے۔

حدیث (۲۶۸۵) حَدَّثَنَا اسْلَقُ بْنُ نَصْرِ النَخَعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَلَامِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ يُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ يَحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَذَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بدن کی ہر ہڈی پر ہر دن صدقہ ہے۔ آدی کا دوسرے آدی کی اپنی سواری کے ذریعہ مدد کرنا کداسے جانور پر سوار کرے یا اس جانور پر اسکا سامان اٹھائے یہ بھی صدقہ ہے اچھا کلمہ اور ہر وہ قدم جو نماز کی طرف چلتا ہے یہ صدقہ ہے۔ اور راستہ بتلانا بھی صدقہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ رِبَاطٍ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کی سرحد کی نگرانی کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! صبر کرو اطاعت الہی میں اور کفار کے سامنے صبر سے مقابلہ کرو اور اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی نگرانی کرو اس سے امام بخاری نے آیت کی مشہور تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث (۲۶۸۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ النَخَعِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطٌ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعٌ سَوَاطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَالرُّوحَةُ يَرْوُحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْعَدُوَّةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اللہ کی راہ میں سرحد کی نگرانی کرنا دنیا اور جو کچھ اس پر ہے ان سب سے بہتر ہے اور جنت میں سے تمہارے ایک کے چابک کی جگہ دنیا اور ما علیہا سے بہتر ہے۔ اور اللہ کی راہ میں شام کو بندے کا چلنا یا صبح کو چلنا یہ دنیا اور ما علیہا سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمی۔ رباط کے معنی یہ ہیں کہ جو سرحد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہے اس کی حفاظت کرنا۔ یہ اشہر التفاسیر ہے۔ اور رباطوا کے معنی گھوڑے بانہ حنا جہاد کی تیاری کے لئے۔ من رباط الخیل اسی سے ہے۔ اور رباط کی تفسیر حدیث میں انتظار صلوة سے بھی کی گئی ہے۔ بہتر ہے کہ عام معنی مراد لئے جائیں۔ جو ہر ایک معنی کو شامل ہوں۔

موضع سوط احدکم سوط کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کا سوار جب کہیں پڑاؤ کرتا تھا تو اترنے سے پہلے اس جگہ پر چابک پھینک دیتا تھا تاکہ جگہ متعین ہو جائے۔ اور کوئی اس جگہ نہ بیٹھے۔

بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ

ترجمہ۔ جو شخص کسی بچے کو خدمت کے لئے جہاد میں لے جائے۔ تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۶۸۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بِيْنَ طَلْحَةَ التَّمِيمِ غُلَامًا مِنْ غِلْمَائِكُمْ يَخْلُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدَلِيَّ وَأَنَا غُلَامٌ رَاهِقٌ الْحِلْمُ فَكُنْتُ أَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُثَيْبٍ ابْنِ أَخْطَبٍ وَقَدْ قِيلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ تُهَوِّسُهُ فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سِدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ لَبَنِي بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي بَطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْنُ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ بِلَكَ وَلَيْمَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَوِّى لَهَا وَرَأَاهُ بَعَاءَةً ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ فَيَسْرُنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أَحَدٍ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَخَوِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَوِّمُ ابْنَاهُمْ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ مجھے تمہارے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کی تلاش ہے جو میری خدمت کرتا رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیر لے جایا گیا۔ پس حضرت ابو طلحہؓ مجھے اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے جب کہ میں ایک لڑکا تھا۔ جو بلوغ کے قریب پہنچ گیا۔ پس جب بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑاؤ کرتے تھے تو آپؐ کی خدمت کرتا تھا میں آپؐ سے اکثر یہ دعا سنتا تھا فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ساتھ پناہ پکارتا ہوں۔ پریشانی سے۔ غم سے۔ بے ہمتی سے۔ سستی سے۔ بخلی اور بزدلی سے اور قرضے کے بوجھ سے اور مردوں کے دباؤ سے پھر ہم خیبر میں پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خیبر کے قلعے فتح کر دیئے تو آپؐ کے سامنے بی بی صفیہ بنت حنی بنی امیہ یعنی یہودی سردار کی بیٹی کا حسن و جمال بیان کیا گیا جس کا خاوند لڑائی میں قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسکو لے کر چلے جب سید الصہباء مقام تک پہنچے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہو گئیں۔ تو آپؐ اس سے ہمبستر ہوئے۔ پھر آپؐ نے ایک چھوٹے سے چمڑے کے دسترخوان پر کھجور اور خمیر کا حلوہ ترتیب دیا پھر آپؐ نے حکم دیا جو لوگ تیرے پاس ہیں ان کو اطلاع کرو۔ پس یہی بی بی صفیہؓ پر آپؐ کا دلیر تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپؐ اپنی کملی کے ساتھ ان کو اپنے پیچھے جمع کرنے اور سینے کے لئے اونٹ کی کوہان کے پاس گرم چادر لپیٹ رہے ہیں۔ پھر اپنے اونٹ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور گھٹنا ٹیک دیا پس حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں آپؐ کے گھٹنا پر رکھ کر سوار ہو گئیں۔ پس ہم لوگ چلتے چلتے جب مدینہ کے قریب سے جماعت گئے تو آپؐ کی نظر احد پہاڑ پر پڑی۔ فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (یا تو حقیقی

معنی مراد ہیں یا احد کے باشندے مراد ہیں) پھر آپ کی نظر مدینہ پر پڑی تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ میں نے دوسرے پتھروں والی زمین مدینہ کو اس طرح حرام قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! ان کے مدین اور ان کے صاع میں برکت پیدا فرما۔ (آمین)

تشریح از قاضی۔ بچاگرچہ جہاد کا مکلف نہیں ہے لیکن وہ دوسروں کے تابع ہو کر جاسکتا ہے یہ حدیث الباب کی غرض ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آپؐ کی خدمت کرتا رہا ہوں اور پہلا مکہ سفر غزوہ خیبر کا تھا جو صحابہؓ میں آپؐ یا اس طرح چار سال کی خدمت سفر کی ہوگی۔ باقی چھ سال حضر کی خدمت ہوگی اکثر لوگ ہم اور حزن میں فرق نہیں کرتے ہیں حالانکہ ان میں فرق ہے۔ ہم تو وہ نم ہے جو کسی متوقع چیز پر ہوا اور حزن اس بات پر جو واقع ہو چکی ہو۔

بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ

ترجمہ۔ سمندری سفر کی سواری اختیار کرنا

حدیث (۲۶۸۸) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْخِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا فَاسْتَقْبَطَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَمِيرَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مَعَهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَقْبَطَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَتَرْجِعَ بِهَا عِبَادَةُ بَنِي الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرَيْشٌ ذَاتَ بَنِي لُحَيْشٍ فَوَلَّيْتُهَا فَانْطَلَقَتْ غَنَقَهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ام حرامؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ ایک دن ان کے گھر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیلولہ فرمایا۔ میں جب بیدار ہوئے تو اس رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپؐ کو کس بات سے ہنسی آئی۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے کچھ لوگوں پر تعجب ہوا جو سمندر پر ایسے سوار ہیں۔ جیسے بادشاہ اپنے منگولوں پر غاصبہ ہاتھ سے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ ان میں سے بنادے فرمایا جاتو ان میں سے ہے۔ پھر سو گئے اور جتھے ہوئے بیدار ہوئے اور پہلے کی طرح دوسرے مرتبہ فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جماعت میں داخل کرے۔ آپؐ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں کی جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔ پس ان سے حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے طراح کیا پس انہیں جہاد میں لے کر روانہ ہوئے پس جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو ایک سواری ان کے قریب کی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں مگر اس سے گر پڑیں جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔

بَابُ مَنْ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصُّلَحِينَ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو لڑائی میں کمزوروں اور نیک لوگوں میں سے دعا کی مدد چاہتا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافَ النَّاسِ اتَّبِعُوهُ أَمْ ضُعَفَاءَهُمْ فَرَعَمْتُ ضُعَفَاءَهُمْ وَهُمْ اتَّبَاعُ الرُّسُلِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسفیانؓ نے بتلایا کہ قیصر روم نے مجھے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ اس کی پیروی بڑے بڑے لوگ کرتے ہیں یا کمزور لوگ کرتے ہیں۔ تو نے کہا کہ کمزور لوگ کرتے ہیں اور یہی لوگ رسولوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔

حدیث (۲۶۸۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمُنُ بْنُ حَرْبٍ الْخ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ أَنَّ أَهْلَ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بَضْعَافِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ مجھے لگے کہ انہیں اپنے سے کم درجہ کے لوگوں پر فضیلت ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں تو تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت مدد ملتی ہے۔ بلکہ روزی بھی ملتی ہے۔

حدیث (۲۶۹۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَطَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِتْنَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس میں لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لئے جائے گی۔ تو پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی شخص ہے جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اختیار کی ہو۔ تو بتلایا جائے گا کہ ہاں! تو اس کی دعا کی برکت سے فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ کہا جائیگا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبیؐ کے صحابہؓ کی محبت اختیار کی ہو یعنی تابعی ہو تو بتلایا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو اس کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ ہاں موجود ہے۔ تو اس کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔

تشریح از قاسمی۔ فضلًا علی من دُونہ غنا اور دولت مندی۔ شجاعت اور تیر اندازی میں مہارت کی وجہ سے۔ تَنْصَرُونَ تَرْزُقُونَ ابن بطلالؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ کمزور لوگوں کی دعا میں سخت اخلاص ہوتا ہے اور ان کی عبادت میں خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے قلوب علائق دنیا سے خالی ہوتے ہیں اسلئے ان کی دعا کی بدولت مدد اور رزق ملتا ہے۔ مسند عبد الرزاق میں ان کا واقعہ درج ہے کہ یا رسول اللہ! کہ بہادر اور ضعیف دونوں کو غنیمت میں سے کیسے برابر حصہ دیا جاتا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہدین مقاتلین کا غنیمت میں حصہ برابر ہوگا اسلئے کہ اگر مقاتل شجاع اپنی شجاعت کی وجہ سے رانج ہے تو کمزور اپنی دعا کی وجہ سے فضیلت رکھتا ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت کو اس باب کے آخر میں ذکر کیا ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ من صحب النبیؐ تمن قسم کے لوگ ہیں۔ صحابہ کرامؓ۔ تابعین و تبع تابعین جو خیر القرون ہیں ان کی وجہ سے نصرت اور رزق حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ امور دنیا میں کمزور اور امور آخرت میں قوی ہیں۔

بَابُ لَا يُقَالُ فُلَانٌ شَهِيدٌ

ترجمہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ فلاں آدمی شہید ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں لڑ رہا ہے۔

حدیث (۲۶۹۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الْخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الَّتَقَىٰ هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَأَقْتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ
الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاذَةً
وَلَا فَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا بِضَرْبِهَا بِسَيْفِهِ فَقَالَ مَا أَجَزَ أَمِنًا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجَزَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَيُخْرِجُ مَعَهُ كُلَّمَا
وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ فَقَالَ فَيُجْرِحُ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتُ
فَوَضَعَ نَضْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ لَدُنَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَيُخْرِجُ الرَّجُلُ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتُ إِنَّمَا أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ
فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَيُخْرِجُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتُ فَوَضَعَ نَضْلَ سَيْفِهِ
فِي الْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ لَدُنَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَمَّا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ فِي أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ
لَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَمَّا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کی مڑبھڑ ہوئی پس خوب لڑائی
ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لشکر کی طرف میلان ہوا اور دوسروں کا اپنے لشکر کی طرف ہوا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
ایک ایسا آدمی تھا جو کسی الگ ہونے والے یا اکیلے کو نہیں چھوڑتا تھا۔ ان کے پیچھے ہو لیتا اور اپنی تلوار سے ان پر وار کرتا تھا۔ تو کہنے والے نے کہا کہ
جس قدر یہ شخص ہمارے کام آیا اس قدر اور کوئی نہیں آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ جہنمیوں سے ہے۔ تو قوم میں سے ایک
آدمی نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس یہ بھی اس کے ساتھ نکلا جہاں وہ رک جاتا تھا یہ بھی اس کے ہمراہ ٹھہر جاتا۔ اور جب وہ جلدی چلتا تو یہ
بھی اس کے ہمراہ جلدی چلتا۔ روای کہتا ہے پس وہ آدمی سخت زخمی ہو گیا۔ زخموں سے تنگ آ کر اس نے جلد ہی موت کو دعوت دی۔ کہ تلوار کا بٹ
تو اس نے زمین پر رکھ دیا۔ اور اس کی دھار کو اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا پھر اپنی تلوار پر جھک گیا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ تو
وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ بے شک اللہ کے رسول ہیں آپؐ نے پوچھا
کیا ہوا تو اس نے کہا کہ وہ آدمی جس کا آپؐ نے ابھی ذکر فرمایا تھا کہ وہ اہل نار میں سے ہے تو لوگوں نے اسے عظیم جانا۔ میں نے کہا میں تمہارے
لئے اس کا ذمہ لیتا ہوں چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ پھر وہ سخت زخمی ہو گیا اور جلدی موت کو دعوت دی کہ اپنی تلوار کے بٹ کو تو زمین پر رکھ دیا۔
اور دھار والا حصہ اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر اس تلوار پر جھک گیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا جس پر جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لوگوں کے سامنے بظاہر جنتی لوگوں کے کام کرتا ہے لیکن ہوتا وہ اہل نار میں سے ہے اور ایک آدمی بظاہر لوگوں کے
سامنے اہل نار کے کام کرتا ہے لیکن ہوتا وہ اہل جنت میں سے ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فصل کے معنی اس جگہ مقبض پکڑنے کی جگہ کے ہیں۔ یا عجاز اتمام تلوار مراد ہے۔ ورنہ دراصل فصل تلوار
کی دھار کو کہتے ہیں جب کہ اس کا مقبض نہ ہو۔

تشریح از سیخ زکریا۔ ”قطب گنگوہی“ کو توجیہ کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ نہایہ میں ہے کہ نصل حديد السيف یعنی تلوار کی دھار کو کہتے ہیں اور اس میں یہ بھی ہے وضع نصال سفیہ ای مقبضہ بالارض اور باء ظرفیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مقبض کو زمین کے ساتھ چمٹا دیا اور دوسری توجیہ یہ فرمائی کہ اگر نصل سے تمام سیف مراد ہے تو بھی اس کی تائید کتاب المغازی غزوہ خیبر کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ فوضع سيفه بالارض وذبابه بین ثدييه اور ایک روایت میں ہے وضع نصاب سيفه بالارض تو قسطانی نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ نصاب سے مقبض مراد ہے۔ جس پر شیخ الاسلام نے اپنی شرح بخاری میں لکھا ہے ”پس نصاب قبضہ شمشیر خود را بر زمین یعنی از طرف قبضہ نصل شمشیر کہ آنرا قبضہ باشد“۔ تو معلوم ہوا کہ اس تلوار کا قبضہ نہیں تھا۔ تو نصل سے دھار مراد ہوگی۔ اور روایت کو ترجمہ الباب سے مطابقت بقول حافظ اس طرح ہوئی کہ لوگوں نے جہاد کے معاملہ میں اس قدر رجحان دیکھا اگر وہ اس حالت میں قتل ہو جاتا تو لوگ اس کی شہادت کی گواہی دیتے۔ حالانکہ وہ تو قتال فی سبیل اللہ نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ غضباً القوم مقابل کر رہا تھا۔ اس لئے ہر مقتول فی الجہاد پر شہید کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔ ممکن ہے وہ منافق ہو یا ریا کا وہو۔ البتہ ظاہری احکام شرع کے مطابق اس کو شہداء کا حکم دیا جائے گا۔

تشریح از قاسمی۔ اس شخص کا نام قزمان تھا جو منافقین کی فہرست میں شامل تھا احد کی لڑائی میں یہ غائب ہو گیا تھا عورتوں نے اسے عار دلایا تو غزوہ خیبر کی لڑائی میں شامل ہوا اور خوب قتل کیا۔ آخر خود کشی کر کے مرا۔ کرمانی نے اشکال پیش کیا ہے کہ خود کشی معصیت ہے اور معصیت سے آدمی کا فرہیں ہوتا گناہ کی سزا بھگت کر آخر جنت میں داخلہ ملتا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ وہ مومن نہیں ہے یا مراد یہ ہے کہ معصیت کی وجہ سے اہل نار ہوا پھر خارج ہوگا انما الاعمال بالخوانیم وبالنیات یا منافق ہونے کی وجہ سے اہل النار ہوا۔

بَابُ التَّحْرِيصِ عَلَى الرَّمْيِ

ترجمہ۔ تیر اندازی کی ترغیب دینا

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاعْلَمُوا لَهُمْ مَا سَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دشمنوں کے لئے جو کچھ تم کر سکتے ہو تیار رکھو خواہ تیر اندازی ہو یا گھوڑے باندھنا ہوں تاکہ اس قوت کے ذریعہ تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ۔

حدیث (۲۶۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخِ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا اِرْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي قِلَانَ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ قَالُوا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوا فَأَنَّا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو اسلم تیر چیکو تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا اور میں تو بنو فلان کیساتھ ہو کر تیر اندازی میں حصہ لیتا ہوں تو ان دونوں فریقوں میں سے ایک نے اپنے ہاتھ روک لئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا

ہے کہ تیر اندازی نہیں کر رہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم کیسے تیر اندازی کریں آپ تو فلاں کے ہمراہ ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ہمراہ ہوں۔

حدیث (۲۶۹۳) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ صَفَّفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْنَا إِذَا اكْتَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اكْتُبُواكُمْ بِغَيْرِ اكْتِبُواكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو اسید فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے مقابلہ کیلئے قطار بنائی اور انہوں نے ہمارے لئے صف بندی کی تو آپ نے فرمایا جب وہ لوگ تمہارے قریب ہو جائیں تو تم ان پر تیروں کی بارش کرو۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اکْتُبُواكُمْ کا معنی ہے جب تم پر اکثریت سے حملہ آور ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ”یعنی اکبر و کم مقصد یہ ہے کہ جب تم پر بھیڑ بھڑکا کر دیں۔ کیونکہ دور والا آدمی خواہ وہ کثیر کیوں نہ ہوں بھیڑ اور اڑدھام نہیں کر سکتے۔ تو مطلب ہوا کہ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو تم تیروں سے حملہ آور ہو جاؤ۔“

تشریح از شیخ زکریا۔ ”یہ روایت منتقدات شیخنا میں سے ہے۔ شیخ گنگوہی نے اکْتُبُواكُمْ کی تفسیر اڑدھام سے کی ہے جس کی تائید ابو داؤد کی روایت سے ہوتی ہے۔ اور حافظ نے بھی کُتِبَ کے معنی قرب کے کئے ہیں۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ نیزہ زنی اور کوار زنی تو قریب سے ہوتی ہے لیکن تیر اندازی بعید کے لئے ہوتی ہے۔ البتہ مجمع میں اگر تیر اندازی کی جائے تو خوف و ہراس ضرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کُتِبَ کی تفسیر کثرت سے کرنا غلط ہے۔ قرب کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ ابو داؤد کی روایت کے آخر میں ہے۔ وَاسْتَبَقُوا نَجْلَكُمْ اور لَا تَسْلُوا السِّبْوَفَ بھی آیا ہے۔ یعنی تیروں کو باقی رکھو۔ اور تلواریں نیام سے نہ نکالو۔ یہاں تک کہ وہ قریب نہ ہو جائیں۔ کیونکہ بعد کی وجہ سے کبھی تیر نہیں بچ سکتا۔ تو قرب نسبی ہوا۔ بالکل قرب بھی نہ ہوا اور بالکل بعد بھی نہ ہو اس ان تک تمہارے تیر بچ سکیں۔ اور قسطلانی نے ماکتوبا کم بالتاء نقل کیا ہے۔ کتبا کے معنی قطعہ عظیمہ کے ہیں کہ جب تک بڑا لشکر حملہ نہ کرے تیر اندازی اور قتال مت کرو۔ واللہ اعلم۔“

بَابُ اللَّهْوِ بِالْحَرَابِ وَنَحْوِهَا

ترجمہ۔ چھوٹے نیزے کے ساتھ شغل رکھنا یا اس قسم کے دوسرے ہتھیاروں سے شغل رکھنا۔

حدیث (۲۶۹۴) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا الْعَبَسَةُ يَلْعَبُونَ حِينَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعَهُمْ يَا عُمَرُ وَزَادَ عَلَيَّ بِسَنَدٍ وَلِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ حبشی لوگ اپنے اپنے چھوٹے نیزوں سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیل رہے تھے کہ حضرت عمر حریف لے آئے اور کنگریوں کی طرف جھکے اور انہیں کنگریاں ماریں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔ اور ایک حدیث میں ہے یہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ ”بحرابہم یہاں ترجمہ ہے۔ اھوی بمعنی قصد۔ حصبہم ای رماہم بالحصباء۔“

بَابُ الْمَجْنِّ وَمَنْ يَتَرَسُّ بِتَرَمٍ صَاحِبِهِ

ترجمہ۔ ڈھال کے بارے میں اور جو شخص اپنے ساتھی کی ڈھال کو ڈھال بنالے۔

حدیث (۲۶۹۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَرَسُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرَمٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمَى تَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ہی ڈھال سے چھپتے تھے۔ اور حضرت ابو طلحہ سب سے زیادہ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر چھپتے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ رکھتے تھے۔ اور ان کے تیر کرنے کی جگہ کو دیکھتے تھے۔

حدیث (۲۶۹۶) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ النَّخَعِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ وَأُذُنِي وَجْهَهُ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهُ وَكَانَ عَلَيَّ يُخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمَجْنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ فَلَمَّا رَأَتْ الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً فَعِمِدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَخْرَقَتْهَا وَالصَّقَتْهَا عَلَى جُرْجِهِ فَرَقَا الدَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود یعنی لوہے کی ٹوپی آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی اور آپ کا چہرہ انور لہلہاں ہو گیا۔ اور آپ کے گلے چار دانت ٹوٹ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال کے اندر پانی لاتے رہتے تھے اور حضرت فاطمہؓ اس زخم کو دھوتی تھیں۔ پس جب اس نے دیکھا کہ خون نے پانی پر اپنی کثرت کو بڑھا دیا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی لے کر اسے جلایا اور اس کی راہ کو زخم پر چٹا دیا جب جا کر خون رکا۔

حدیث (۲۶۹۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ غَلَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو نضیر کا مال اس مال میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر بغیر کسی لڑائی کے بطور مال فنی کے عطا فرمایا جس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ دوڑائے۔ تو یہ مال خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا جس کو آپ اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے خرچہ کے طور پر خرچ کرتے پھر جو کچھ بچ رہتا آپ اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید میں خرچ کرتے جو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لئے استعمال ہوتے۔

تشریح از قاضی۔ ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ ما بقی فی السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈھال وغیرہ بھی آلات حرب میں سے ہے۔ نیز! حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی۔ اگر حضرت عمرؓ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ اپنے ہتھیار روک رکھو۔ تو یہ ڈھال میں اپنی کسی اولاد کو دے دیتا۔ تو اب مناسب اور زیادہ واضح ہو گئی۔ نیز! ان ابواب کے انعقاد سے امام بخاری کا مقصد یہ بھی ہے کہ جنگی ہتھیار استعمال کرنا تو کل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ احتیاط تقدیر کو رد نہیں کر سکتی۔ لیکن انسانی وساوس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ مہر تو کل زانوائے استر بند تو کل کرتے ہوئے اونٹ کے گھٹنے باندھ دو۔ یہ بھی تو کل میں داخل ہے تو امام بخاری نے ثابت کر دیا کہ ہتھیار لگانا تو کل کے منافی نہیں ہے۔ ورنہ آپ ہتھیار استعمال نہ کرتے۔

باب: حدیث (۲۶۹۸) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْخِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْدِي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

ترجمہ۔ حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس پر آپؐ نے فداک ابی و امی کہا ہو حضرت سعدؓ کو آپؐ فرما رہے تھے تیرے بھیکو میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

تشریح از قاسمی۔ باب بلا ترجمہ کو باب سابق سے بقول حافظؒ یہ مناسبت ہے کہ تیرا انداز کسی چیز سے لا پرواہ نہیں ہو سکتا جس سے وہ جنگ میں اپنے آپ کی حفاظت کر سکے۔ خواہ وہ تیرے ہوں یا کوئی اور چیز ہو۔ لیکن علامہؒ معنی مناسبت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ چونکہ اس باب میں رمی کا ذکر ہے۔ اس قدر مناسبت کے لئے کافی ہے۔

فداک ابی و امی علامہؒ خطابيؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رضا اور دعا ہے۔ علامہؒ کہ مائیؒ فرماتے ہیں چونکہ آپؐ کے والدین کفر کی حالت میں وفات پا گئے۔ اگر وہ حضرت سعدؓ مسلمان جو دین کی نصرت کر رہا تھا اور کفار سے لڑ رہا تھا اس پر ان کو قربان کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کلمہ تقدیر و وضعی معنی سے عرف میں نقل کیا گیا ہے تو یہ رضا کی علامت ہوگا۔ گویا کہ آپؐ نے فرمایا ارم مرضیا عنک یعنی تیرے بھیکو میں تم سے راضی ہوں۔

بَابُ الدَّرَقِ

ترجمہ۔ ڈھال کا بیان

حدیث (۲۶۹۹) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ بَغْنَاءٍ بُعَاثٌ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفَرَاشِ وَحَوْلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَوْنِي وَقَالَ مِرْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُهُمَا فَلَمَّا عَمِلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا فَقَالَتْ وَكَانَ يَوْمٌ عِيدٌ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِاللُّرُقِ وَالْحِرَابِ فَأَمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا قَالَ تَسْتَهْنِ أَنْ تَنْظُرِي فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَأَى هُ خَدَيَّ عَلَى خَدِهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مِلْتُ قَالَ حَسْبُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَادْهَبِي قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کا گانا گاتی رہی تھیں۔ حضرت چہرہ انور پھیر کر بستر پر لیٹ گئے حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان کے باجے بجائے جا رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو پس جب وہ کسی اور کام میں مشغول ہو گئے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کی چٹکی کاٹی کہ نکل جاؤ۔ تو وہ نکل گئیں نیز! حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کا دن تھا سوڈانی حبشی لوگ ڈھال اور چھوٹے نیزے سے کھیل رہے تھے پس یا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا تم اس کھیل کو دیکھنا چاہتی ہو۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر دیا کہ میرا رخسارہ آپؐ کے رخسارہ انور کے اوپر تھا۔ آپؐ نے فرمایا شاباش اے بنی ارفدہ جو کچھ کر رہے تھے کرو۔ آپؐ کھڑے رہے یہاں تک کہ میں اکتا گئی تو آپؐ نے فرمایا بس

كَانَتْ حُلِيَّةً سَيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حُلِيَّتُهُمُ الْعَلَابِيُّ وَالْأَثْنُكَ وَالْحَدِيدُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے بہت سی فتوحات کیں۔ لیکن ان کی تلواروں کی زینت سونا اور چاندی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ان کی زینت اونیٹ کی گردن کے بٹھے۔ تانبا اور لوہا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حلیۃ السیوف کے جواز کو روایت سے ثابت کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوامامہؓ ہمارے پاس تشریف لائے۔ دیکھا کہ ہماری تلواروں میں کچھ چاندی کی زیب و زینت ہے۔ تو غضب ناک ہو کر یہ فرمایا۔ فتح الفتوح بہر حال اس روایت سے معلوم ہوا کہ تلوار کو سونے چاندی سے تو مزین نہ کیا جائے۔ البتہ زرد وغیرہ پر چاندی چڑھائی جاسکتی ہے۔ تاکہ کفار کو اس سے غصہ دلایا جائے۔ صحابہ کرامؓ اپنی قوت ایمانی کی وجہ سے اس ظاہری ٹیپ ٹاپ سے مستغنی تھے۔

عورتوں کے لئے تو آلات حرب کو مزین کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے تشبہ بالرجال ہوگا۔ مردوں سے مشابہت ہوگی۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ بہر موع نہ ہونا چاہیے۔ باقی مردوں کے لئے سونا استعمال کرنا عند الضرورت جائز ہے۔ جیسے ناک یا دانت پر سونے کا استعمال کیا جائے تاکہ عفونت پیدا نہ ہو۔ ابن المہیرؒ فرماتے ہیں کہ مصنف کا مقصد ان تراجم سے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ آلات حرب کے بارے میں سلف کا رویہ کیا تھا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کیا کیا استعمال ہوتا تھا۔ تاکہ نفس مطمئن ہو اور بدعت کی نفی ہو جائے۔ اور یہ کہ آلات حرب کا استعمال تو کل کے متانی نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے قیلوہ کے وقت سفر میں اپنی تلوار کو کسی درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔

حدیث (۲۷۰۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَذَرَ كَتِفَهُمُ الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعَصَاةِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمْرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَاتًا فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللَّهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوَى مُوسَى بِسَنَدٍ قَالَ قَسَامُ السَّيْفِ فَمَا هُوَ إِذَا جَالَسَ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے نکلے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو یہ بھی ان کے ہمراہ واپس لوٹے۔ قیلوہ نے ان کو ایسی وادی میں آگھیرا جس میں کانٹے دار درخت بہت سے تھے۔ پس آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پڑاؤ کیا۔ لوگ تو سایہ حاصل کرنے کے لئے درختوں کے نیچے پھیل گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ پس اپنی تلوار کو اس کیساتھ لٹکا دیا۔ اور ہم لوگ گہری نیند سو گئے۔ پس اچانک جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکار رہے تھے۔ اور آپ کے پاس ایک دیہاتی بدو تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے مجھ پر تلوار سونت لی جب کہ میں سویا ہوا تھا بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی کہنے لگا میرے ہاتھ سے اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تین مرتبہ کہا آپ نے اس کو کوئی سزا دی اور موسیٰ بن طلحہ کی سند میں ہے کہ پس تلوار کو اس نے نیام میں کر لیا پس یہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اس کو کوئی سزا دی۔

تشریح از قاسمی - اعرابی کا نام غوث بن الحارث تھا۔ قسطلانی فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ میں دھکا دیا تو تلوار اس کے سامنے گر پڑی۔ آپ نے اسے اٹھا کر فرمایا اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ نے فرمایا اٹھو اور چلے جاؤ۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا تو کہتا تھا کہ آپ میرے سے بہتر رہے۔ جس پر آپ نے فرمایا میرا حق یہی تھا پھر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

ترجمہ۔ خود کا پہننا

حدیث (۲۷۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرْحٌ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهُ وَحُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلَى يُمَيْسُكٍ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كُفْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَجْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَاقًا ثُمَّ لَزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

ترجمہ۔ حضرت اہل سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا جو احد کی لڑائی میں آیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے اور خود کی کڑیاں آپ کے سر پر ٹوٹ کر گر گئیں۔ تو حضرت فاطمہ الزہراءؑ خون کو دھوئی تھیں۔ اور علیؑ اسے روک رہے تھے۔ جب بی بی نے دیکھا کہ خون تو بڑھتا جا رہا ہے رکنے کا نام نہیں لیتا تو انہوں نے ایک چٹائی لے کر جلائی جب وہ راگھ ہو گئی تو اسے چٹا دیا پس اس سے خون رک گیا۔

تشریح از قاسمی - زرکشی فرماتے ہیں کہ یہ زخمی کرنے والا عقبہ ابن ابی وقاص تھا جو حضرت سعدؓ کا بھائی تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی - لبس البیضة الخ امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ آلات حرب کا استعمال جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ كُسْرَ السَّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو یس کی موت کے وقت اسکے ہتھیار توڑنے کو جائز نہیں سمجھتا۔

حدیث (۲۷۰۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخَنَّاسِيِّ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارث فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں سے سوائے اپنے ہتھیار کے اور سفید خچر کے اور اس زمین کے جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - اگر ان ہتھیاروں کا توڑنا کسی فائدہ کی بنا پر ہو تو پھر جائز ہے۔ در نہ اسراف ہے جو منہی عنہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار نہیں توڑے گئے اس لئے کہ وہ کسی فائدہ کو متضمن نہیں تھے۔ اگر اس کے توڑنے میں کوئی معتد بہ فائدہ ہو مٹا کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ یا اپنے آپ کو یا کسی غیر کو خطرہ ہو جیسے بچہ۔ جنوں۔ یا اس میں کوئی تہمت اور لوٹ کا خطرہ ہو جیسے فتنہ ہند کے وقت پیش آیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - اہل جاہلیت کا رہیں جب مرجا تا تو اس کے ہتھیار توڑ دیتے اور جانور ذبح کر دیتے۔ اور کبھی ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے۔ اور ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے اشارہ ہے کہ جاہلیت کے اعمال اور آثار بالکل مٹا دیئے جائیں۔ البتہ مسلمانوں کے تبرکات سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہیے۔

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

ترجمہ۔ لوگوں کا قیلولہ کے وقت امام اور حاکم سے الگ ہو جانا اور درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنا

حدیث (۲۷۰۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذْرَكْتُهُمُ الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرٍ الْعُضَاءُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعُضَاءِ يَسْتَظِلُّونَ فِي الشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقِظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللَّهُ فَشَامَ السَّيْفُ قَلْبَهُ هُوَ ذَا جَالِسٍ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جہاد میں تھے کہ ان لوگوں کو ایسی وادی میں قیلولہ کے وقت نے آیا جو کانٹے دار درخت بہت تھے۔ لوگ ان درختوں میں پھیل گئے جو درختوں سے سایہ ڈھونڈ رہے تھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے اترے اور اس پر اپنی تلوار لٹکادی پھر سو گئے بیدار ہوئے تو ایک آدمی آپ کے پاس تھا جس کا آپ کو علم نہ ہو سکا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اس شخص نے میری تلوار نیام سے نکالی اور کہنے لگا تجھے میری گرفت سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا اللہ! تو اس نے تلوار کو نیام میں کر لیا۔ اب وہ یہ بیٹھا ہے پھر آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

تشریح از قاسمیؒ - حدیث جابرؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک آپؐ کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں تھا اس واقعہ کے بعد آپؐ نے حفاظت کا انتظام فرمایا جس پر آیت ولا یعضمک من الناس نازل ہوئی تو آپؐ نے حفاظت کا انتظام بھی اٹھا دیا حفاظت الہی پر بھروسہ رہا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الرَّمَاحِ

ترجمہ۔ نیزوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے

وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الْبَذْلُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری روزی میرے نیزے کے سائے میں بتائی گئی ہے اور ذلت اور خواری ان لوگوں کی قسمت میں ہے جنہوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔

حدیث (۲۷۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْخ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْضُ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى جِمَارًا وَخَشِيًا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمَحَةً فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ فَفَقَتَلَهُ فَكَأَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضٌ فَلَمَّا أَذْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْجِمَارِ الْوُخْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوقنادہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ یہاں تک کہ مکہ کے بعض راستوں میں یہ اپنے کچھ ساتھیوں محرمین کے ہمراہ پیچھے رہ گئے۔ حضرت ابوقنادہ محرم نہیں تھے۔ تو انہوں نے ایک گور خر کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ اسے اس کا چابک بدے دیں۔ انہوں نے چابک اٹھا کر دینے سے انکار کر دیا۔ پھر نیزہ مانگا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ پس انہوں نے خود اتر کر نیزہ پکڑا اور گور خر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے تو اس کا گوشت کھایا لیکن بعض نے انکار کر دیا جب یہ سب لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملے تو اس بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ تو لقمہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا۔ اور زید بن اسلم کی روایت میں ابو النضر کی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں یہ زائد ہے کہ کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ موجود ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اگر اس حدیث سے مقصد صرف نیزے کے استعمال کے جواز کو ثابت کرنا ہے تو وہ اس حدیث ابوقنادہؓ سے ظاہر ہے لیکن اگر مقصد فضیلت اور کچھ ثابت کرنا ہے تو وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ ابن عمرؓ کی روایت اس پر دال ہے۔
تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ اور علامہ عینیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ اس باب سے استعمال رمح کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے لیکن وہ حدیث ابن عمرؓ سے ثابت ہے نہ کہ حدیث ابوقنادہؓ سے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن عمرؓ کی روایت مسند البد میں ہے بعثت بین یدی الساعۃ مع السیف وجعل رزقی تحت ظل رمحی وجعلت الذلۃ والصغار علی من خالف امری ومن تشبه بقوم فهو منهم۔ ترجمہ حدیث ابن عمرؓ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ میری روزی نیزے کے سائے کے نیچے رکھی گئی ہے۔ ذلت اور خواری اس شخص کے لئے ہے جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اور جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ شخص انہیں میں سے ہوگا تو اس حدیث سے ایک تو نیزے کی فضیلت ثابت ہوئی۔ دوسرے اس امت کے لئے غنائم کی حلت کا ثبوت ہوا۔ تیسرے یہ کہ آپؐ کی روزی نیزے میں رکھی گئی ہے جو بہترین مکاسب میں سے ہے۔ اس لئے بعض علماء نے اسے افضل الکاسب کہا ہے۔ اور صفار سے مراد جزیرہ ادا کرنا ہے۔ تحت ظل رمحی سے اشارہ ہے کہ اس کا سایہ لہا اور دراز ہے۔ جواہد للآباد تک رہے گا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي دَرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کے بارے میں اور لڑائی کے اندر قمیص کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا خَالِدٌ فَقَدْ احْتَبَسَ أَذْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے تو اپنی زہر میں روک رکھی ہیں۔
 حدیث (۲۷۰۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخَطَّابِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ اللَّهِ أَنِّي أَتَشُدُّكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَيَّ رَبِّكَ وَهُوَ فِي الْبَرِّ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيَهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونُ اللَّيْلُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمُ وَالسَّاعَةُ أَهْلُهَا وَأَمْرٌ وَقَالَ وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَلَدٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپؐ بدر کی لڑائی میں ایک خیمہ کے اندر تھے۔ کہ اے اللہ! میں تجھے تیرے معاہدہ اور وعدے کی قسم دیتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے اللہ کے رسول! اب آپؐ کو اتنی دعا کافی ہے۔ آپؐ نے اپنے رب سے دعا میں کافی مبالغہ کر لیا ہے۔ حال یہ کہ آپؐ زرہ پوش تھے آپؐ خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ تو فرما رہے تھے ترجمہ آیت یہ ہے کہ عنقریب یہ جماعت ٹھکست کھا جائے گی اور پیٹھ پھیر جائے گی بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے۔ اور قیامت بڑی مصیبت والی اور کڑی ہے۔

حدیث (۲۷۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْخَطَّابِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِطَلَيْنٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ وَقَالَ يَغْلَى وَبِسَنَدٍ آخِرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهْنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں وفات ہوئی جب کہ آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس جو کہ تیس صاع کے بدلہ گروی رکھی ہوئی تھی اور دوسری سند سے اعمشؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے لوہے کی زرہ کو اس کے پاس گروی رکھا تھا۔

حدیث (۲۷۰۹) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعْفَى أَثَرُهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَيَجْهَدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کا حال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کے دو چھتے ہوں اس حال میں کہ ان کے دونوں ہاتھ ان دونوں کی ہنسیوں تک باندھ دیئے گئے ہوں۔ جب بخلی آدمی صدقہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو وہ چھتہ اس پر فراخ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے نشان کو بھی مٹا دیتا ہے۔ اور جب بخجس آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس جبہ کی ہر کڑی اپنے مالک پر بند ہو جاتی ہے۔ اور اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسیوں تک مل جاتے ہیں انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ وہ اس کو فراخ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ قیص فراخ نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہر یہ ہے کہ اس باب کے انعقاد کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ تھی اس

سے روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ اور محشیؒ نے جو کہا ہے کہ اس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ زہر کس چیز سے بنی ہوئی تھی تو وہ صرف ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ پہلی روایت تو بالکل اس کے مناسب نہیں ہے۔ تو اس کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ جب ایک روایت سے ثابت ہو گیا کہ آپؐ کی زہر لو ہے کی تھی اگرچہ ایک روایت سے ثابت ہے تو باقی روایات کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا۔ مگر ان میں اس کا ذکر ہی نہیں کہ وہ زہر کس سے بنی تھی۔

تشریح از قاسمی۔ ترجمہ الباب کی غرض میں شرح کرام کا اختلاف ہے حافظین یعنی ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ لباس درع جائز ہے تو کل کے خلاف نہیں ہے۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ غرض وہو فی الدرع کہ آپؐ زہر میں ملبوس تھے یہ نہیں بلکہ غرض اللودع من حدید ہے جو حدیث العائشہؓ میں ہے۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ میں اگر جبقتان بالبلاء ہے تو قمیص کے مناسب ہے۔ اگر جبقتان بالنون ہے تو درع کے مناسب ہے۔ میرے نزدیک یہ توجیہ بھی اصل رابع عشر میں سے ہے کہ ان کے آلات حرب کا استعمال جائز ہے۔

تشریح از قاسمی۔ ان شئت ان تعبد یہ ایک حدیث کا کلام ہے۔ جس میں ہے کہ آپؐ نے جب مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار ہیں اور مسلمان تین سو تیرہ ہیں تو آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ فرمایا اللھم انجز لی ما وعدتہنی اللھم ان تھلک ہذہ العصابة لاتعبد فی الارض یعنی اے اللہ! جو آپؐ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرمائیے۔ اگر یہ مختصر جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ آپؐ برابر یہ دعا کرتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کی چادر کندھے سے گر گئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے چادر کندھے پر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ سے کئے گئے وعدے ضرور پورے فرمائیں گے۔ اگر سوال ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو بکرؓ زیادہ مطمئن اور اللہ تعالیٰ پر زیا دہ بھروسہ کرنے والے ہوئے۔ تو جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عاجز اندوہ امت پر شفقت کے لئے تھی۔ تاکہ صحابہ کرامؓ کے قلوب کو تقویت پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اطمینان ہو جائے۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ کا تسلی دینا دلالت کرتا ہے۔ بنا بریں آپؐ نے آیت کریمہ سیہزم الجمع تلاوت فرمائی اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر پریشانی کو دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ظالمین اور غیر ظالمین پر عذاب الہی نازل نہ ہو جائے۔ بموجب آیت اتقوا فتنة لاتصیببن الذین ظلموا منکم خاصہ یعنی اس عذاب سے بچو جو صرف ظالموں کو خاص کر نہیں پہنچے گا بلکہ سب کو احاطہ کر لے گا۔ اس بنا پر یہ الفاظ حضرت ابو بکرؓ نے استعمال کئے۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

ترجمہ۔ سفر اور لڑائی میں چنچکا استعمال کرنا

حدیث (۲۷۱۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيْنَتُهُ بِمَاءٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَةٌ لَمْضَمَصٌ وَاسْتَشَقَّ وَعَسَلَ وَجْهَهُ فَلَنَبَّ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُفْيِهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَخُفْيِهِ.

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو میں آپؐ کے سامنے پانی لے گیا۔ آپؐ نے وضو کرنا شروع کیا تو آپؐ کے پاس ایک شامی چنچھا۔ بہر حال آپؐ نے کلی فرمائی۔ تاکہ میں پانی دیا۔ چہرہ انور کو دھویا پھر اس چنچے کی آستینوں میں سے اپنے ہاتھ نکالنے لگے تو وہ دونوں آستینیں تنگ تھیں۔ پھر آپؐ نے ان دونوں ہاتھوں کو نیچے سے نکال کر دھویا اپنے سر کا مسح کیا اور موزوں کا بھی مسح فرمایا۔

تشریح از قاسمی۔ علیہ جبہ شامیہ یہ کل ترجمہ ہے جس سے حدیث ترجمہ کے مطابق ہو گئی چونکہ یہ ایک غروہ کا واقعہ ہے تو جبکہ سفر کا انداز ثابت ہو گیا۔

بَابُ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی کے اندر ریشم استعمال کرنا

حدیث (۲۷۱۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ مِنْ حِكْمَةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت الزبیرؓ کو ریشم کی قمیص پہننے کی رخصت عطا فرمائی بوجہ اس خارش کے جو ان دونوں کو لاحق تھی۔

حدیث (۲۷۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخَنْزَرِيُّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَّوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزْوَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ اور حضرت الزبیرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جوڑوں کی شکایت کی تو آپؐ نے ان کو ریشم کے استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں نے ان دونوں پر ریشمی قمیص دیکھی۔

حدیث (۲۷۱۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخَنْزَرِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيرٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن العوامؓ کو ریشم پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حدیث (۲۷۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَنْزَرِيُّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ أَوْ رَخَّصَ أَوْ رَخَّصَ لَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رخصت دی یا ان دونوں حضرات کو اس خارش کی وجہ سے رخصت دی گئی جو ان کو لاحق تھی۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی روایت کو پانچ طرق سے روایت کیا ہے۔ کسی میں قمل کا ذکر ہے اور اکثر میں خارش کا کیا ان ہے۔ توجہ کی یہ صورت ہے کہ ممکن ہے وہ خارش جو میں پڑ جانے کی وجہ سے ہو۔ تو کبھی سبب کی طرف اور کبھی سبب السبب کی طرف نسبت کر دی گئی۔ اور ترجمہ میں حرب کی تفسیر غزوة کی وجہ سے ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ان لوگوں پر جمت ہے جو اجازت کو ان حضرات کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں اور کسی مرد کو ریشم پہننے کی اجازت نہیں دیتے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ مطلق ریشم کے استعمال کی ممانعت فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ ضرورت کے وقت جواز کا قول کرتے ہیں۔ مانعین کی حجت حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ ہے جس کو ابن عساکرؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی ریشمی قمیص دیکھی اعتراض کیا۔ جواب ملا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ کو رخصت ملی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو عبدالرحمن بن عوفؓ کی طرح ہے۔ یا تجھے وہ بیماری ہے جو ان کو تھی۔ چنانچہ حاضرین کو حکم دیا کہ قمیص اتار کر پھاڑ دو۔ چنانچہ وہ گلے گلے کر دی گئی۔

بَابُ مَا يُدْكَرُ فِي السَّكِينِ

ترجمہ۔ چھری کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے

حدیث (۲۷۱۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنْزَرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الصَّمُرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْكُلُ مِنْ كَفْتٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.
ترجمہ۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے کا گوشت کاٹ کاٹ کے کھاتے دیکھا۔ پھر آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

حدیث (۲۷۱۶) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَأَلْقَى السَّكِينِ

ترجمہ۔ زہری سے مروی ہے کہ اس میں یہ الفاظ زائد تھے۔ پس آپ نے چھری کو پھینک دیا۔

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث کو اس باب میں اس لئے لائے ہیں کہ سکین بھی آلات حرب میں سے ہے۔ تو اس زیادتی سے ترجمہ الباب سے مناسبت ثابت ہوگئی۔

بَاب مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ

ترجمہ۔ رومیوں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے۔

حدیث (۲۷۱۷) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْعُصَيْيِّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمَاصٍ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَيْتَ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا.

ترجمہ۔ عمیر بن اسودؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ صحابی رسول کے پاس آئے جب کہ وہ حمص کے ساحل پر فوج تھے اس عمارت میں جو ان کی اپنی تھی اور ان کے ساتھ حضرت ام حرامؓ بھی تھیں تو عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ام حرامؓ نے حدیث سنائی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے سنا کہ میری امت کا پہلا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا انہوں نے جنت کو اپنے اوپر واجب کر لیا۔ ام حرامؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں ہوں گا آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں داخل ہوگی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا لشکر جو میری امت میں قیصر روم کے شہر پر جہاد کرے گا وہ سب بخشے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کیا میں بھی ان میں داخل ہوں گی آپ نے فرمایا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ - مغفور لہم از شیخ زکریا۔ حضرت گنگوہیؒ نے شرح بخاری میں تو اس پر بحث نہیں کی۔ البتہ کوکب دردی میں سیر حاصل تبصرہ کیا ہے کہ یہ دو سراغز وہ جس کی سالاری یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ میں تھی اور اس میں کبار صحابہؓ شامل تھے۔ مثلاً ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ سیدنا حسینؓ۔ ابوالباب انصاریؓ وغیرہ ان سب کا رئیس یزید بن معاویہؓ تھا۔ یہ مسئلہ اگرچہ اہم ہے اور علماء نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ لیکن قطب گنگوہیؒ کا مسلک اس میں توقف کا ہے۔ اس لئے فتاویٰ رشیدیہ میں علماء کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک اس پر لعن کرنا جائز ہے۔ بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ شیخؒ آخر میں فرماتے ہیں کہ سکوت میں احتیاط ہے۔ مولانا عبدالحیؒ نے اپنے فتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ توقف بہتر ہے۔

مغفور لہم سے اگرچہ یزید کی منقبت ثابت ہوتی ہے لیکن ابن مزیرؒ اور ابن اتینؒ کہتے ہیں کہ عموم مغفرت میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ کسی اور خاص دلیل سے وہ خارج نہ ہو سکے کیونکہ اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کے غیر مغفور ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ہا

رے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تراجم علی البخاری میں مغفور لہم کے تحت لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس حدیث سے اس کے ان گناہوں کی مغفرت معلوم ہوتی ہے جو اس غزوہ سے قبل صادر ہوئے ہیں۔ کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے۔ اور کفارات پچھلے گناہوں کے ازالہ کا باعث بنتے ہیں۔ بعد میں وقوع پذیر ہونے والے ذنوب کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ اس لئے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ کہ اس غزوہ کے بعد اس نے جن قبایح کا ارتکاب کیا ہے ان میں قتل حسینؑ۔ تخریب مدینہ۔ شرب خمر۔ یعنی شراب پینے پر اصرار کرنا۔ یہ ایسے جرائم ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے چاہے عذاب دے۔ امام غزالیؒ احواء العلوم میں فرماتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے کہ یزید پر لعن کرنا جائز ہے لانا قاتل الحسین او امر بہ تو ہم کہیں گے کہ یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ لہذا بغیر تحقیق کے کسی کبیرہ گناہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف نہ کرنی چاہیے۔ چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے۔

لم شفت کا مطلب یہ ہے کہ طریق صحیح سے ثابت نہیں ہے چنانچہ ابن عبد البر تمہید میں نقل کرتے ہیں کہ یزید نے قتل کرنا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کو پکڑنے کا۔ طلب کرنے کا۔ اٹھا کر لے آنے کا حکم دیا۔ تو وہ عبید اللہ بن زیاد کی زیادتی ہے کہ اس نے قتل تک نوبت پہنچادی۔ بلکہ ان قبایح کی وجہ سے امام احمد بن حنبلؒ نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ تفسیر مظہری میں کفر کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ اور عمر بن عبد العزیزؒ کی مجلس میں جب یزید کو امیر المؤمنین کہا گیا تو اس نے کہنے والے کے بیس کوڑے لگوائے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ لعنت کرنا نہ واجب ہے نہ مستحب ہے اگر لعنت کرنا مباح نہ ہو تو اس کے عود کرنے کا خطرہ ہے شیخ گنگوہیؒ کا بھی مسلک ہے۔

بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ

ترجمہ۔ یہودیوں سے جہاد کرنا

حدیث (۲۷۱۸) حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُحَمَّدٍ النخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَضِبُوا أَعْلَهُمْ وَرَأَى الْحَجْرَ يَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاثِلَةً۔ ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہودیوں سے جہاد کرو گے یہاں تک کہ ایک یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر پکارے گا اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے پس اس کو قتل کرو۔ حدیث (۲۷۱۹) حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ النخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجْرُ وَرَأَى الْيَهُودِيَّ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاثِلَةً۔ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم یہودیوں سے جہاد کرو گے یہاں تک کہ وہ پتھر جس کے پیچھے یہودی ہوگا۔ کہے گا اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔ پس اس کو قتل کرو۔ تشریح از قاضی۔ یہ قتال یہود کا وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ جب کہ یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ ابھی قتال یہود کا وقت نہیں آیا۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ

ترجمہ۔ ترکوں کے ساتھ جہاد کرنا

حدیث (۲۷۲۰) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ النخ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالِ الشَّعْرِ وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَقَاتِلُوا قَوْمًا عَرَاضَ الْوُجُوهِ كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرُقَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن تغلبہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ تم لوگ ایسی قوم سے جہاد کرو گے جو بالوں والے جوتے استعمال کرتے ہوں گے۔ اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے گول چہرے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے چہرے ایسی ڈھالیں ہیں جن کی ہمیں ایک دوسرے کے اوپر چڑھی ہوئی ہیں۔

حدیث (۲۷۲۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَقَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا التَّرَكَّ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرُ الْوُجُوهِ ذُلْفُ الْأَنْوَفِ كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرُقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جہاد کرو گے جن کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ سرخ چہرے ہوں گے۔ چھٹی ناک ہوگی۔ گویا کہ ان کے چہرے ایسی ڈھالیں ہیں جن کی ہمیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے کہ ان کے چہرے رنگے ہوئے نہیں ہوں گے۔ یا بالوں کی مینڈھیاں بنا کر جوتے تیار کئے گئے ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ طبی فرماتے ہیں کہ ڈھال سے تشبیہ گولائی میں ہے۔ اور مطرقہ سے تشبیہ غلظت اور گوشت کی کثرت میں ہے۔ اور حدیث کی ترجمہ سے مطابقت معنی حدیث سے ہے۔ کیونکہ یہ اوصاف ترک قوم کے ہیں۔ جن سے آخر زمانہ میں لڑائی ہوگی۔ ذلف جمع اذلف کی چھٹی ناک یعنی چھوٹی ناک ہوگی۔ اور اس کا بانسہ بالکل ہموار ہوگا۔

بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ

ترجمہ۔ ان لوگوں سے جہاد کرنا جو بالوں والے جوتے پہنتے ہوں گے۔ یعنی ترک۔

حدیث (۲۷۲۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَقَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرُقَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ الْخَقَّ صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفُ الْأَنْوَفِ كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرُقَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے چہرے موٹی موٹی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ اور سفیان نے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ وہ چھوٹی آنکھوں والے چھٹی ناکوں والے گویا کہ ان کے چہرے موٹی موٹی ڈھالوں کی طرح ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ خطاب کسی شخص کو اور مرد غیر ہو۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ آخر زمانہ میں مسلمان ترکوں سے جہاد کریں گے۔

بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَاسْتَنْصَرَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو شکست کی صورت میں اپنے ساتھیوں کی صف بندی کرے اپنی سواری سے اتر جائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے کہ کفار پر فتح نصیب ہو۔

حدیث (۲۷۲۳) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ الْخَقَالِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَأَخْفَاءُ هُمْ حُسْرًا أَلَيْسَ بِسِلَاحٍ فَاتَوْا قَوْمًا رُمَاةَ جَمْعٍ هَوَازِنَ وَبَنِي نَضِرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُواهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ يُخِطُّونَ فَاقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَعْغِيهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ. أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ.

ترجمہ۔ ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے سنا جبکہ ان میں سے ایک آدمی نے پوچھا تھا کہ کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں اے ابوعمارؓ بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن آپؐ کے اصحاب میں سے نو جوان ہلکے ہلکے بے ہتھیار جن کے سر پر خود بھی نہیں تھے اور نہ کوئی دوسرا ہتھیار تھا۔ ان کا پالا ایسی قوم سے پڑ گیا جو تیر انداز تھے وہ حوازن اور بنو نصر قبائل کی جماعتیں تھیں جن کا کوئی تیر بھی مشکل سے نیچے گرتا تھا یعنی خوب نشانہ باز تھے۔ پس انہوں نے خوب تیر برسا کر انکو دھریا وہ نشانہ سے خطا نہیں کرتے تھے پس یہ لوگ دوڑ کر واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے سفید خنجر پر سوار تھے جس کو آپؐ کا چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب سمجھے رہا تھا۔ آپؐ فرما رہے تھے میں نبی ہی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپؐ نے اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی جس سے شکست فتح سے بدل گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "فاقبلوا ہنالك الخ ظاہر یہی ہے کہ یہ آپؐ کے پاس آنے والے مسلمان تھے جب کہ انہوں نے کفار سے پیٹھ پھیر لی تھی۔ تو جب یہ لوگ آپؐ کے پاس پہنچے تو بعض حضرات تو اپنے اپنے راستہ پر چلے گئے۔ اور بعض وہیں آپؐ کے پاس رہ گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مسلمانوں کے شکست کھانے کے بعد کفار کے آپؐ کے پاس آنے اور آپؐ پر حملہ کرنے کا بیان ہو۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ علامہ قسطلانیؒ نے بھی اسی معنی پر حمل کیا ہے۔ جب کہ حضرت عباسؓ نے ان کو پکارا جن کی آواز آٹھ میل تک جا تی تھی۔ تو مسلمان ان کی پکار سن کر اس طرح واپس آئے جیسے اونٹنی پھڑی ہوئی اولاد کی طرف واپس آتی ہے۔ اور قطب گنگوہیؒ نے جو دوسرا احتمال ذکر کیا اس کی تائید بھی بخاری کی روایت سے ہوتی ہے کہ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ ان کا باپ احد میں مارا گیا تھا۔ اس نے دل میں کہا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اپنے باپ ہی نہیں سب قریش کا بدلہ لوں گا۔ میں آپؐ کی دائیں طرف آیا تو حضرت عباسؓ کھڑے تھے۔ میں نے کہا کہ چچا اپنے بیٹے کی مدد نہیں چھوڑے گا۔ بائیں طرف ابوسفیان کھڑے تھے۔ میں نے کہا کہ چچا زاد بھائی کہاں ان کی مدد چھوڑ سکتا ہے۔ میں آپؐ کے پیچھے سے آیا یہاں تک کہ میں آپؐ کے بالکل قریب ہو گیا کہ تلواریں کے ایک وار سے آپؐ کا کام تمام کر سکتا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کا ایک شعلہ بئیں کی طرح میری طرف لپکا۔ تو میں اٹھے پاؤں پیچھے ہٹ گیا۔

تشریح از قاسمی - شبان جمع شباب کی بمعنی نوجوان - اخفاف جمع خفیف کی جن کے پاس ہتھیار نہ ہوں - حسر جمع حاسر کی - جس کے معنی ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس نہ تو زور ہو اور نہ ہی خود لو ہے کی ٹوپی - لیس بسلام - رماة جمع رام کی تیر انداز دشوار شقا یعنی یکبارگی تیر چلانے شروع کر دیے - مایکاد یسقط سہم یعنی یہ لوگ تیز اندازی میں ماہر تھے ان کا نشانہ خطائیں ہوتا تھا استنصر ای طلب النصر علی الکفار۔

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

ترجمہ - مشرکین کے لئے شکست اور خوب پریشان ہونے کی دعا کرنا۔

حدیث (۲۷۲۴) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَلَأَ اللَّهُ بَيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ۔

ترجمہ - حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب احزاب کی لڑائی شروع ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا - اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں درمیانی نماز عصر سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا۔

حدیث (۲۷۲۵) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الْقُبُورِ اللَّهُمَّ أَنْجِ هِشَامَ اللَّهِمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُوا وَطَانَكُمْ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ سَيِّئِ كَسْبِي يُوسُفَ۔

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نازلہ میں یہ دعا کرتے تھے - اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے ولید بن ولید کو نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے - اے اللہ! کمزور مجھے والے مؤمنوں کو نجات عطا فرما اور قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے یعنی انہیں ہلاک کر دے اے اللہ! ان پر قحط سالی ایسی نازل فرما جیسی یوسف کے زمانہ میں قحط سالی تھی۔

حدیث (۲۷۲۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُوْفَى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعِ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزَلْهُمْ۔

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن اوفیؓ فرماتے ہیں کہ احزاب کی لڑائی میں آپؐ نے مشرکوں کے بارے میں یہ دعا کی اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے جلدی حساب لینے والے - اے اللہ! ان لشکروں کو شکست دیدے - اے اللہ! ان کو شکست دے - اور ان کو پریشان کر کے پکپکا دے۔

حدیث (۲۷۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَنَجْرَثُ جُرُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَبَجَاءَ رَا مِنْ سَلَاها وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ فَبَجَاءَ ثَ فَاطِمَةُ فَالْقَتَةُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لَا بِي جَهْلٍ ابْنِ هِشَامٍ وَغُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَهَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ غُتْبَةَ وَابْنِ خَلْفٍ وَغُتْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلْبٍ بَلَمِ

قَتَلَنِي قَالَ أَبُو إِسْحَقَ وَنَسِيتُ السَّابِعَ وَقَالَ يُونُسُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ أُمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمِّيَّةُ أَوْ أَبِي وَالصَّحِيحُ أُمِّيَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو جہل اور قریش کے کچھ لوگوں نے کہا جب کہ مکہ کے ایک گوشہ میں اونٹ ذبح ہو چکا تھا پس کئی آدمیوں کو انہوں نے بھیجا جو اس اونٹ کی اوجھری گندگی سمیت لے آئے جس کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینک دیا۔ جس کو حضرت فاطمہؓ نے آپؐ سے آکر گردایا اور فرمایا اے اللہ! قریش کو پکڑ لے۔ اے اللہ! قریش کو پکڑ لے۔ اے اللہ! قریش کو پکڑ لے۔ ابو جہل بن ہشام کیلئے عقبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ اور ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے لئے آپؐ نے فرمایا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے اندھے کوئیں میں مقتول پڑا ہوا دیکھا ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ میں ساتویں کا نام بھول گیا۔ امام بخاری دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے امیہ بن خلف کہا شعبہ نے شک کے ساتھ امیہ یا ابی بن خلف کا صحیح امیہ بن خلف ہے اور ساتواں آدمی عمارہ بن الولید ہے۔

حدیث (۲۷۲۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ حَرْبٍ الْخَزَّازُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعْنَتْهُمْ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتَ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعْني مَا قُلْتَ وَعَلَيْكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ یہودی ایک جماعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ تجھ پر موت ہو تو۔ حضرت عائشہؓ نے ان پر لعنت کی آپؐ نے پوچھا یہ تمہیں کیا ہو گیا کہنے لگیں کیا آپؐ نے سنا نہیں جو کچھ انہوں نے کہا آپؐ نے فرمایا کیا تم سننے وہ نہیں بنا جو میں نے کہا کہ تم پر ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لابی جہل بن ہشام اس کا تعلق کلام مخدوف سے ہے۔ یا معنی یہ ہیں کہ یہ بددعا ابی جہل وغیرہ کے لئے تھی۔ یا کچھ استاد نے فرمایا۔ روای اسے بھول گیا۔ جو حاصل معنی تھا اسے ذکر کر دیا۔ تو اب معنی ہوں گے کہ قریش پر بالعموم دعا کرنے کے بعد بالخصوص ان سات آدمیوں کے بارے میں بددعا فرمائی تو الفاظ یاد نہ ہوئے۔ حاصل معنی ذکر کر دیا۔ واللہ اعلم۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ اور عینیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ لابی جہل میں لام بیان کے لئے ہے۔ لیکن میرے نزدیک قطب گنگوہیؒ نے جو تیسرا قول بیان فرمایا ہے وہ بہتر ہے۔ جس کی تائید کتاب الطہارت کی اسی روایت سے ہوتی ہے جس میں بالعموم دعا کے بعد خصوصی بددعا ان لوگوں کے بارے میں فرمائی اور عقرب باب الجزیہ میں آ رہا ہے کہ اللهم عليك العملاء من قريش اللهم عليك ابا جهل۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ہزیمت کا لفظ تو روایت میں ہے لیکن زلزلہ کو ملا۔ بیوتہم ناراً سے ثابت کیا۔ کہ جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان بہت مضطرب اور پریشان ہوتا ہے۔ اور وطاة کا لفظ ہزیمت اور زلزلہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ اس سے مراد اخذ شدید ہے۔ سنن کسنی یوسف ای اجعل سنن کسنی یوسف۔ اور آخری حدیث میں علامہ عینیؒ لفظ علیکم کو لے کر فرماتے ہیں کہ اس سے حدیث ترجمہ الباب کے مطابق ہو جائے گی۔ اسی علیکم السام اور آپؐ نے فرمایا ہماری دعا ان کے بارے میں قبول ہوگی۔ ان کی دعا ہمارے بارے میں غیر مقبول ہے۔

بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

ترجمہ۔ کیا کوئی مسلمان کسی کتابی کو ہدایت کر سکتا ہے یا اسے کتاب اللہ کی تعلیم دے سکتا ہے

حدیث (۲۷۲۸) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي خَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو لکھا کہ اگر تو پھر گیا تو پھر ان سب کاشکاروں کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ کتاب اول سے مراد توراۃ و انجیل ہے اور کتاب ثانی سے مراد عام ہے۔ جو تورات و انجیل اور قرآن کو شامل ہو۔ آپؐ نے اپنے خط میں شاہ ہرقل کو اسلام کی دعوت دی اور انجام بد سے ڈرایا۔ یہ ارشاد ہے اور تعلیم الکتاب کو کتب الیہ سے ثابت کیا ہے اب یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہا رہا۔ امام مالکؒ کا فرقہ قرآن کی تعلیم سے منع کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اجازت دیتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے اقوال مختلف ہیں۔ راجح یہی ہے کہ اسکے نزدیک تفصیل ہے اگر طعن فی الدین مقصود نہ ہو اور اس سے رغبت فی الدین معلوم ہوتی ہو تو تعلیم جائز ہے ورنہ نہیں۔ بعض نے قلیل اور کثیر کا فرق کیا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمُ

ترجمہ۔ مشرکین کے لئے ہدایت کی دعا کرنا تاکہ ان میں الفت پیدا ہو

حدیث (۲۷۲۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَأَدْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَفَقِيلَ هَلَكْتُ دَوْسٌ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأَبِ بِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے کچھ ساتھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ سے آکر کہنے لگے کہ قبیلہ دوسی تو نافرمان ہو گیا۔ اور انہوں نے قبول اسلام سے انکار کر دیا۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! دوسی قبیلہ کو ہدایت نصیب فرما اور انہیں اسلام میں لے آ۔

تشریح از قاسمی۔ لیت تفہم اس سے بخاری کا تعلق نکلتا ہے کہ ابواب سابقہ میں مشرکین اور اہل کتاب کے لئے بد دعائی کہ ان کی شوکت ٹوٹے اور مسلمان ان کی ایذا رسانی سے محفوظ رہیں۔ اور اس باب سے بتا رہے ہیں کہ جب ان کے مہلکات سے امن ہو اور انکی الفت کی امید ہو تو ہدایت کی دعا کر دینی چاہیے۔ جیسے قبیلہ دوس کے بارے میں آپؐ نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَعَلَى مَا يُقَاتِلُونَ عَلَيْهِ

وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالْدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ

ترجمہ۔ یہود اور نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور کس بات پر ان سے لڑائی کی جائے۔ اور جو کچھ آپؐ نے کسریٰ و قیصر کو لکھا اور لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا چاہئے۔

حدیث (۲۷۳۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ الْخِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابَنَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَكَانَ فِيهِ بَيَاضُهُ فِي يَدِهِ نَقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو خط لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ تو اس وقت تک کسی خط کو پڑھتے نہیں جب تک اس پر مہر لگی ہوئی نہ ہو تو آپ نے ایک چاندی کی انگلی بنوائی اور میں آج بھی آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں اور اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

حدیث (۲۷۳۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْعَنْبَرِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مُمَزَّقٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا والا نامہ کسری فارس کو بھیجا قاصد کو حکم دیا کہ پہلے یہ خط بحرین کے حاکم کو پہنچاؤ۔ وہ بحرین کا حاکم کسری بادشاہ فارس تک پہنچائے گا۔ پس جب کسری نے اس والا نامہ کو پڑھا تو اسے حیر ڈالا۔ میرا گمان یہ ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بددعا دی کہ پورے کے پورے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ تشریح از قاسمی۔ امام بخاری نے باب کی دونوں حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ اہل روم کو آپ نے پہلے خط لکھا اس طرح اہل فارس کو بھی پہلے خط لکھا۔ پھر ان کے ساتھ جہاد کیا۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اور ان کے ہم خیال یہی فرماتے ہیں کہ پہلے دعوت الی الاسلام دی جائے۔ پھر قتال کیا جائے۔ لیکن اکثر علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں ایسا تھا اب دعوت اسلام پھیل چکی ہے اب قتال ہی ہوگا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جس کا وطن دار اسلام سے دور ہے اس کو تو دعوت دی جائے۔ قریب والے کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور امام شافعیؒ نے تو تصریح کی ہے کہ جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی دعوت سے پہلے ان کے ساتھ قتال جائز نہیں ہے۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام اور نبوت کی طرف دعوت دینا

إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنَّبُوءَةِ وَأَنْ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ (الآية).

ترجمہ۔ اور یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر کوئی کسی کو رب نہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کسی انسان کیلئے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب احکام اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

حدیث (۲۷۳۳) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الْخِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ
وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمٍ بَصْرِيٍّ لِيُدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ
لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمَاصَ إِلَى إِيْلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ
كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ قَرَأَهُ التَّمَسُّوا لِي هَهُنَا أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي رَجَالٍ
مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ
قُرَيْشٍ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَوَجَدَتَا رَسُولَ قَيْصَرَ لِبَعْضِ الشَّامِ فَانْطَلَقَ بِي وَبِأَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِيْلِيَاءَ
فَادْخَلْنَا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ النَّجَاجُ وَادَارُ حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ فَقَالَ
لِتَرْجُمَانِي سَلُّهُمْ إِلَيْهِمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا
أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّي وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمِيذٍ أَحَدٌ
مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي قَالَ قَيْصَرُ أَذْنُوهُ وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ كُفَيْي ثُمَّ
قَالَ لِتَرْجُمَانِي قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِبُوهُ قَالَ
أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ يَوْمِيذٍ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَصْحَابِي عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذِبتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ
وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْتِيُوا الْكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِي قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا
الرَّجُلِ فَبَيْنَمَا قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ
تَتَهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مُلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ
فَأَشْرَافَ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعْفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضَعْفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيدُونَ أَوْ يَنْصُقُونَ قُلْتُ بَلْ
يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سُخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا
وَنَحْنُ الْآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ فَنَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنْنِي كَلِمَةٌ أَذْجَلُ فِيهَا شَيْئًا
انْتَقِصَ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤَثِّرَ عَنِّي غَيْرَهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ
حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُوْلًا وَسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرْءُ وَتُدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا
يَأْمُرُكُمْ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَبَيْنَهُمَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُ نَا وَيَأْمُرُنَا
بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَا بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِي حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ لَهُ قُلْ
لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَبَيْنَكُمْ فَرَعَمْتُ إِنَّهُ ذُو نَسَبٍ وَكَذَلِكَ الرَّسُلُ تَبَعْتُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا
وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا

الْقَوْلُ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتِيهِمْ يَقُولُ قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هُمْ كُنْتُمْ تَتَّبِعُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَرَعِمْتُ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ لِيَدْعُ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مُلِكٍ فَرَعِمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مُلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلِكُ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعَفَاءُ هُمْ فَرَعِمْتُ ضَعَفَاءُ وَهُمْ اتَّبَعُوا وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ وَيَنْقُضُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يُعَمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُ أَحَدٌ سَخَطَهُ لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَرَعِمْتُ أَنْ لَا فَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تَخْلُطُ بِشَاشَةِ الْقُلُوبِ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدُرُ فَرَعِمْتُ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدُرُونَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ فَرَعِمْتُ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنْ حَرْبَكُمْ وَحَرْبُهُ تَكُونُ دُورًا يُدَالُ عَلَيْكُمْ الْمَرَّةُ وَتَدَالُونَ عَلَيْهِ الْأُخْرَى وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَرَعِمْتُ أَنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَهْتَكُمُ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ خَارِجَ وَلَكِنْ لَمْ أَظُنْ أَنَّ مِنْكُمْ وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتُ حَقًّا فَيُوشِكُ أَنْ يُمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرَجُوا أَنْ أَخْلَصَ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لَقِيَّةً وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هَرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ وَأَسْلِمْتَ يُؤْتِيكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ لَعَلَّيْكَ إِلَهُ الْأَرِيسِيِّنَ يَأْهَلُ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عَظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَفْظُهُمْ فَلَا أَدْرَى مَاذَا قَالُوا وَأَمْرُنَا فَأَخْرَجْنَا فَأَخْرَجْنَا فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ هَذَا مُلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِيخَاةِ قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ وَاللَّهِ مَا زِلْتُ ذَلِيلًا مُسْتَقِيمًا بِأَنْ أَمْرُهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخُلَ اللَّهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَرَّةً.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دیتے تھے اور یہ خط حضرت دحیہ کلبیؓ کے ذریعہ بھیجا جنہیں حکم دیا تھا کہ پہلے یہ خط بصری کے حاکم کو پہنچائیں وہ خود قیصر روم تک پہنچایا اور قیصر روم کو جب سے اللہ تعالیٰ نے فارس کے لشکر کو شکست دے کر ان سے جدا کیا تھا تو وہ جمص سے بیت المقدس تک پیدل چل کر آیا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام

کا شکریہ ادا کرے جو اس نے فتح کی صورت میں اسے دیا تھا جب قیصر کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پہنچا تو جب اسے پڑھنا چاہا تو کہنے لگا کہ پہلے آپ کی قوم کا کوئی آدمی یہاں پر تلاش کرو تا کہ میں اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ دریافت کروں ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی کہ قریش کے کچھ آدمیوں کے ہمراہ یہ شام میں تھے۔ جو تجارت کی غرض سے آئے تھے اس مدت میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان تھی یعنی صلح حدیبیہ کے ایام میں تو ابوسفیان کہتے ہیں کہ قیصر کے قاصد نے ہمیں شام کے کسی مقام میں تلاش کر لیا۔ پس وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لیکر چلا یہاں تک کہ ہم لوگ جب بیت المقدس میں پہنچے تو ہمیں قیصر روم تک پہنچا دیا گیا وہ اپنے شاہی دربار میں بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر تاج تھا۔ اور روم کے وزراء اور رؤسا اس کے گرد جمع تھے۔ تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے دریافت کرو کہ وہ آدمی جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے تم میں سے نسب کے اعتبار سے کون اس کے زیادہ قریب ہے۔ ابوسفیان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نسب میں ان کے زیادہ قریب ہوں۔ تو اس نے پوچھا تمہاری اور آپ کی کیا رشتہ داری ہے۔ میں نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور واقعی ان دنوں اس قافلہ میں میرے سوا کوئی شخص بھی بنو عبد مناف میں سے قریبی نہیں تھا تو قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب بٹھاؤ اور میرے ساتھیوں کے متعلق حکم دیا کہ انکو میری پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ۔ یعنی میرے کندھوں کے پاس بٹھاؤ پھر ترجمان سے کہا کہ ان کے ساتھیوں کو بتلا دو کہ میں اس آدمی سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کروں گا اگر یہ کوئی جھوٹی بات آپ کی طرف منسوب کرے تو تم اسے جھٹلا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے اس دن یہ شرم محسوس نہ ہوتی کہ یہ لوگ میری طرف سے جھوٹ کو نقل کرتے پھرتے رہیں گے تو میں اس کے سوالات کے وقت اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی بات بیان کرتا۔ لیکن مجھے شرم آگئی کہ کہیں مجھے جھوٹا نہ کہتے پھریں۔ اس لئے میں نے سچ سچ کہا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو اس شخص کا تمہارے اندر نسب کیسا ہے۔ تو میں نے کہا کہ وہ ہمارے میں اعلیٰ نسب کے مالک ہیں پھر کہا کہ کیا ان سے پہلے بھی تم میں سے کسی آدمی نے ایسا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم لوگوں نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ میں متہم کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ ان کے آباء اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا بڑے بڑے لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور کرتے ہیں۔ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ وہ پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں پھر پوچھا کہ کیا اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اس کے دین سے ناراض ہو کر دین سے پھر جاتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا وہ بد عہدی کرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ حالانکہ ہم ان دنوں اس صلح کی مدت میں تھے خطرہ تھا کہ کہیں ہم سے بد عہدی نہ کریں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ مجھے اور تو کسی مقام پر کسی کلمہ کو داخل کرنے کی گنجائش نہ ملی کہ اس کے کلمہ سے میں آپ کی شان میں کمی کرتا۔ سوائے اس کلمہ کے اور کسی کلمہ سے پروپیگنڈا کرنے کا خطرہ نہیں تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہاری اور آپ کی کبھی لڑائی بھی ہوئی ہے۔ میں نے کہا ہاں ہوئی ہے۔ تو پوچھا پھر تمہاری اور ان کی لڑائی کیسی رہی کہ وہ گھومتی پھرتی رہی بڑے ڈول کی طرح کہ کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا اور کبھی ہم غالب آ جاتے۔ کہا کہ کون کون سی باتوں کا تمہیں حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور جن جن چیزوں کی ہمارے آباء اور اجداد عبادت کرتے ہیں اس سے روکتے ہیں اور ہمیں نماز۔ خیرات۔ پاکدامنی اور عہد کو نبھانے اور امانت کو ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب یہ باتیں میں اسے بتا چکا تو اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے بارے میں دریافت کیا تو تو نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب والے ہیں۔ اسی طرح انبیاء اور رسل کو اپنی قوم کے نسب میں بھیجا جاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ ان سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا۔ تم نے کہا نہیں۔ اگر آپ سے پہلے

کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے جو ایک ایسی بات کی اقتداء کر رہا ہے جو اس سے پہلے کبھی جا چکی ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ اس دعویٰ سے پہلے کبھی تم نے ان کو جھوٹی بات میں متہم کیا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ تو معلوم ہوا جو شخص لوگوں پر جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے آباء اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تم نے کہا نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ اپنے آباء کی حکومت طلب کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا بڑے بڑے لوگ اس کے پیروکار ہیں یا کمزور لوگ۔ تو تم نے بتلایا کہ کمزور لوگ ہی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ تو نے بتلایا کہ وہ بڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح ایمان مکمل ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کر کوئی دین سے پھرتا ہے۔ تو نے بتلایا کہ نہیں اس طرح ایمان کی وضاحت جب دلوں میں رمل مل جاتی ہے تو کوئی اس سے ناراض نہیں ہوتا۔ پھر میں نے تیرے سے پوچھا کہ کیا وہ بد عہدی کرتا ہے تم نے بتلایا نہیں۔ اسی طرح انبیاء کسی سے بد عہدی نہیں کرتے پھر میں نے تیرے سے سوال کیا کہ تمہاری اور ان کی لڑائی بھی ہوئی ہے۔ تم نے کہا ایسا ہو چکا ہے۔ اور تمہاری اور ان کی لڑائی گھومتی پھرتی رہی ہے کبھی وہ تم پر غالب آ گئے۔ کبھی تم غالب آ گئے۔ رسولوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آزمائش کی جاتی ہے۔ لیکن انجام کار انہیں کے حق میں ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ کن کن امور کا حکم دیتے ہیں۔ تو تم نے بتلایا کہ وہ فرماتے ہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور تمہیں ان صورتوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کی تمہارے آباء اجداد عبادت کرتے تھے۔ اور وہ تمہیں نماز پڑھنے خیرات کرنے یا کداسن رہنے اور عہد و پیمان کو نبھا نے اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتا ہے ایسے اوصاف نبی کے ہوتے ہیں میں بھی جانتا تھا کہ ان کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور جو کچھ تم نے کہا ہے۔ اگر وہ سچ ہے تو وہ عنقریب میرے ان دو قدموں کی جگہ کا مالک بنے گا۔ اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو میں ان کی ملاقات کیلئے تکلیفیں برداشت کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابوسفیان فرماتے ہیں کہ پھر اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ منکولایا جو اس پر پڑھا گیا تو اس میں یہ مضمون تھا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہر قل بادشاہ روم کی طرف اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اما بعد۔ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ تجھ جاؤ گے اسلام لے آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تجھے دو ہزار ثواب دے گا اگر پھر گئے تو تمہاری رعایا کا شکاروں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ آیت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے اے کتاب والو! اس کلمہ دین کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کی عبادت میں کسی چیز کو شریک کریں اور نہ ہی ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ اگر تم پھر جاؤ تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ بے شک ہم تو مسلمان ہی ہیں۔ ابوسفیان فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ روم نے اپنی گفتگو ختم کر دی تو روم کے بڑے بڑے لوگ جو اس کے ارد گرد تھے ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ شور و شغب بہت ہوا مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ ان لوگوں نے کیا کہا۔ ہمارے متعلق حکم ہوا کہ ہمیں باہر نکال دیا جائے پس جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلا تو تنہائی میں میں نے ان سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ تو بڑھ گیا یہ بنو الاصفہر کا بادشاہ اس سے ڈر رہا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں برابر کفر کی وجہ سے ذلیل رہا اور یہ یقین کرنے والا تھا کہ آپ کا معاملہ غالب آ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کو داخل کر لیا جب کہ میں اس سے قبل کراہت کرنے والا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اپنی جانوں کے خوف سے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اکراہ زائل ہو گیا۔ زبردستی نہ رہی اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ قمر ماتے ہیں کہ ابوسفیان فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ اس سے قبل وہ مشرکین کے سردار تھے احد میں اور احزاب کی لڑائیوں میں وزیر جنگ کی حیثیت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسلام ان کے دل میں داخل کیا اور ان کی کراہت اسلام زائل ہو گئی۔ قد حسن اسلامہ اطاب قلبہ بہ۔

حدیث (۲۷۳۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا عَطِيَّةَ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ لَقَامُوا يَرْجُونَ لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَعَدُوا كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُعْطَى فَقَالَ آيُنَ عَلَى فَيْقِلٍ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَلَدَعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَانَهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ نَفَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

ترجمہ۔ حضرت اہل بن سعدؓ سے مروی ہے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ خیبر کی لڑائی کے موقع پر فرما رہے تھے کہ میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر فتح نصیب ہوگی۔ پس صحابہ کرام کھڑے ہو گئے اسکی امید کرنے لگے کہ دیکھیں جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ پس جب دوسرے دن صبح ہوئی اور یہ سب امید کر رہے تھے کہ جھنڈا اسے ملے گا کہ آپؐ نے پوچھا حضرت علیؓ کہاں ہیں کہا گیا کہ ان کی تودونوں آنکھیں دکھتی ہیں۔ بہر حال آپؐ نے حکم دیا ان کو بلایا گیا آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لب مبارک لگائی تو وہ جگہ ٹھیک ہو گئی جہاں شکایت تھی یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں میں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں آپؐ نے فرمایا ٹھہرو۔ یہاں تک کہ جب آپؐ ان کے میدان میں اتریں تو ان کو اسلام کی دعوت دیں اور جوان پر امور واجب ہیں ان کی ان کو خبر دیں۔ پس اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمہاری وجہ سے ہدایت پا جائے تو یہ سرخ جانوروں سے تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

حدیث (۲۷۳۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَنَدِيُّ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يَغْزُ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ إِذَا نَا أَمْسَكَ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ إِذَا نَا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَتَزَلُّنَا خَيْبَرَ لَيْلًا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر جہاد کرتے تھے تو اس وقت تک لوٹ مار نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی۔ پس اگر اذان کی آواز سننے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سننے تو صبح کرنے کے بعد لوٹ مار شروع کر دیتے پس ہم خیبر میں رات کے وقت پہنچے۔

حدیث (۲۷۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَبَجَاءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بَلِيلٌ لَا يَغْيُرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِينِهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبْتُ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپ کی

عادت تھی جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس آتے تو اس وقت لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح کر لیتے۔ جب صبح ہوئی تو خیبر کے یہودی اپنے چھاوڑے اور اپنی زنبیل لے کر نکلے۔ پس جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمدؐ ہے۔ اللہ کی قسم محمدؐ ہے۔ اور ان کا لشکر ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا کہ خیبر ویران ہو گیا۔ آیت کا ترجمہ پشیمت جب ہم کسی قوم کے میدان میں پہنچتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

حدیث (۲۷۳۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ هُرَيْرَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَا لَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پس جب کسی نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس نے میری طرف سے جان اور مال کو محفوظ کر لیا۔ مگر حق اسلام کی وجہ سے اور اس کے حساب کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے۔ اس روایت کو حضرت عمر ابن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "ہاں سمع اذا امسک ظاہر ہے کہ یہ قتال سے پہلے اسلام کی طرف دعوت دینا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اب دائمی نہیں میں سے ایک آدی ہوا۔ تو اب روایت کا باب میں لانا صحیح ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ ترجمہ کی مطابقت اذا سمع اذا نانا سے لی جائے گی۔ کیونکہ ترجمہ ہے دعاء الاسلام قبل القتال۔ اور اذان لوگوں کے حال کو بیان کرنے والی ہے۔ لیکن حافظاؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر دعوت اسلام کے قتال جائز ہے۔ تو پھر دونوں روایتوں میں جمع کی یہ صورت ہوگی کہ دعوت مستحب ہے۔ شرط نہیں ہے۔ اور اس روایت میں حکم اسلام بالذلیل ہے۔ اور کیونکہ محض اذان سننے سے جہاد سے ہاتھ روک لیا۔ اور قسطنطینیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی قوم کا حال معلوم نہ ہو سکے کہ آیا ان کو دعوت اسلام پہنچی ہے یا نہیں تو صبح تک انتظار کرے۔ اگر اذان سنائی دے تو رک جائے ورنہ حملہ کر دے۔ لیکن ان سب تو جہاد سے بلا تکلف روایت کا اس باب میں لانا واضح نہیں ہوتا۔ قطب گنگوہیؒ کی توجیہ سب سے فائق ہے۔ کیونکہ بلا تکلف حدیث ترجمہ کے مطابق ہو جاتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "فمنزلنا خیبر لیلا اس روایت کے باب میں لانے سے اشارہ ہو گیا کہ جب ایک مرتبہ کسی قوم کو دعوت اسلام پہنچ جائے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ البتہ تجدید دعوت مستحسن ہے لیکن وہ بھی اس شخص کے لئے جو کسی قوم پر لوٹ مار کرنا چاہتا ہو۔ ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر دعوت کو مقدم کرے گا تو مقصد فوت ہو جائے گا بنا بریں دعوت ضروری نہ ہوئی تو اب ترجمہ میں جودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القتال ہے اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس میں بیان ہوا کہ دعوت کا حکم کیسے ہے۔ آیا واجب ہے یا مستحب ہے تو ان مختلف روایات کو اب میں لا کر بتلا دیا۔ کہ جب دعوت بالکل نہ پہنچی ہو تو قتال سے قبل دعوت واجب ہے۔ اور جب ایک مرتبہ دعوت پہنچ چکی ہو لیکن مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو تو اس صورت میں دعوت سے قبل قتال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس مسئلہ میں تین مذاہب ہیں۔ امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ انذار یعنی دعوت اسلام قبل قتال واجب ہے مطلقاً خواہ قبل ازیں دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ سرے سے واجب نہیں ہے یہ تو باطل ہے۔ اور تیسرا مسلک جمہور کا ہے کہ اگر دعوت

نہیں پہنچی تو واجب ہے اگر پہنچ چکی ہے تو دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے۔ صحیح مسلک بھی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے دعوت اسلام عام ہو چکی ہے لیکن جائز ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں جن تک تاحال دعوت نہیں پہنچی سکی۔ خلف الروم وخلف التورک ایسے لوگ ہیں جو اس دعوت سے محروم ہیں تو ان سے قبل الدعوت قتال جائز نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ و شیخ زکریاؒ۔ امرت ان اقاتل الناس الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یہ حکم ان بت پرستوں کے لئے ہے جو توحید کے قائل نہیں۔ اذاقیل لهم لا اله الا الله يستکبرون کہ جب ان سے لا اله الا الله کہا جاتا ہے تو اکڑتے ہیں۔ ان کو توحید کی دعوت دی جائے اور دوسرے اہل کفر جو توحید کے قائل ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں ہیں ان کے بارے میں آپؐ کا ارشاد ہے امرت ان اقاتل الناس حتی يقولوا لا اله الا الله ويشهدون ان محمد رسول الله توحس چیز کے یہ لوگ منکران سے ان کا اقرار کرانے پر قتال جاری رہے گا تو احادیث کو "معانی پر محمول کیا جائے گا۔ کرمانی" اور "سطحانی" مناسبت بیان کرنے سے خاموش رہے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حمرو النعم سے مراد سرخ اونٹ ہیں جو اہل عرب کے نزدیک عمدہ مال شمار ہوتا تھا۔ انا نزلنا بساحة قوم یہ آیت کریمہ آپؐ نے بطور نیک فالی کے تلاوت فرمائی اور اہل خبیر کا آلات زرع لے کر کلثان ان کی ذلت کی دلیل تھی۔

بَابُ مَنْ ارَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو ارادہ تو کسی جہاد و قتال کا کرے اور اشارہ کنایہ کسی دوسرے کا کرے اور جو شخص خمیس کے دن جہاد میں نکلنا پسند کرتا ہے۔

حدیث (۲۷۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخِثَمِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ تَخْلَفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرِّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَقَارًا وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَةً فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً عَلَيْهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَعَنْ يُونُسَ بِسَنَدٍ آخِرٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَقُولُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالکؓ جو حضرت کعب کے بیٹوں سے ہیں ان کو پہنچ کر لے جانے والے تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو میں نے ان سے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی جب بھی کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے تو اس مقام کے علاوہ کسی اور مقام کے جہاد کا اشارہ اور کنایہ یعنی توریہ کرتے تھے یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا وقت آ گیا۔ تو آپؐ نے یہ جہاد سخت گرمی میں کیا اور سردی کا سامنا تھا اور جنگلات بھی آگے تھے اور بہت بھاری تعداد باقاعدہ مسلح فوج کا سامنا تھا۔ اس لئے آپؐ نے مسلمانوں کے لئے ان کا معاملہ بالکل واضح کر دیا۔ تاکہ وہ بھی اپنے دشمن کی طرح خوب تیاری کر لیں۔ اور اس طرف کی بھی ان کو خبر دی جہاں کا ارادہ فرما رہے تھے۔ نیز! یونسؑ کی سند سے بیان کیا کہ کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں روانہ ہوتے تو خمیس کے دن ہی روانہ ہوتے۔

حدیث (۲۷۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِثَمِيُّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُخْرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ.

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں خمیس کے دن روانہ ہوئے اور آپ خمیس

کے دن ہی سفر پر روانہ ہونا پسند کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ یوم الخمیس سے لازم نہیں آتا کہ آپؐ نے اس پر مواظبت فرمائی بلکہ یوم السبت یعنی ہفت کے دن بھی آپ کی

رواگی ثابت ہے۔ اور ممکن ہے کوئی مانع پیش آجائے۔ تو یقیناً یوم الخمیس کو چھوڑنا پڑے گا۔

بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

ترجمہ۔ ظہر کی نماز کے بعد روانہ ہونا

حدیث (۲۷۴۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمُنُ بْنُ حَرْبٍ الْخ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى

بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِدَى الْخُلَيفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا.

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت نماز پڑھی۔ اور ذی الخلیفہ میں

عصر کی دو رکعت پڑھی۔ اور میں نے ان لوگوں کو سنا کہ حج اور عمرہ دونوں کا اونچی آواز سے تلبیہ پڑھتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ خروج بعد الظهر سے بتلانا ہے کہ حدیث میں جو وارد ہے کہ بوزك لامتنیٰ فی بکورہا کہ میری امت میں

سویرے سویرے کام کرنے میں برکت ہے۔ تو یہ غیر وقت میں تصرفات کرنے سے مانع نہیں ہے۔ باقی بکور کی تخصیص اسلئے کردہ نشاط اور

خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت کام کرنے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

بَابُ الْخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ

ترجمہ۔ مہینہ کے آخر میں سفر اختیار کرنا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ نَحْمَسَ بَقِيْنَ مِنْ ذِي

الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اس وقت روانہ ہوئے جب ذی قعدہ سے پانچ دن باقی

رہتے تھے اور مکہ میں اس وقت پہنچے جب کذی الحج کی چار راتیں گزر چکی تھیں۔

حدیث (۲۷۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْخ أَنَّهَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحِجَّ فَلَمَّا دُنُونَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا

وَالْمَرْوَةِ أَنْ يُجَلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدْخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النُّحْرِ بِلَحْمٍ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحْرُ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتَكَ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلِيٌّ وَجِبْهَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس وقت روانہ ہوئے جب کہ ذی قعدہ سے صرف پانچ راتیں باقی تھیں۔ اور ہمارا گمان حج کے سوا اور کسی عبادت کا نہیں تھا۔ پس جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا کہ جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان: وڑ لگا جھٹ سے فارغ ہو جائیں تو وہ احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس سے گائے کا گوشت لیکر کوئی شخص گذرا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیگمات مطہرہ کی طرف سے قربانی کی ہے۔ بچی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے خدا کی قسم! یہ حدیث تمہیں پوری طور پر بیان کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاندی الاالحج اس کی تین توجیہات ہیں۔ یہ ان کا اپنا گمان تھا۔ دوسری کو بھی اپنے اوپر قیاس کیا۔ یا حج کے لغوی معنی مراد ہیں۔ بیت اللہ کا قصد کرنا یا اکثریت کے حال کو بیان کرنا مقصود ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حج کے لغوی معنی جب قصد بیت اللہ کے ہوئے تو جو عمرہ کی نیت سے جائے وہ بھی حاج ہے۔ کیونکہ اس حج کے معنی قصد کرنے کے ہیں تو اب معنی ہوں گے لاندی سفرنا الاالحج البیت کہ ہمارے سفر کا مقصد حج بیت اللہ تھا اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ منا من اهل بالحج ومنا من اهل بالعمرة کہ ہم میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا تھا۔ اور بعض نے عمرہ کا۔ اور علامہ سندھیؒ نے لاندی الاالحج کے متعلق شرح بخاری میں لکھا ہے کہ خروج سے ہمارا مقصود اصلی حج ہی تھا جس نے عمرہ کیا وہ اس کے تابع تھا۔ خلاصہ یہ کہ اول الامر میں تو یہ لوگ حج کا احرام باندھنے والے تھے۔ لیکن آخر عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو گئے۔ پھر ایام حج میں حج کا احرام باندھا۔ ابن قیم فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ متمتع کا خروج غیر الحج کے لئے کیسے ہو گیا۔ بلکہ وہ بھی حج کے لئے نکلا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کو شش کرتے تھے کہ ان کے اعمال اوائل ماہ میں سرانجام پائیں اور جب چاند نی راتیں نہ ہوں تو تصرفات کو مکروہ سمجھتے تھے۔ تو ان پر رد کرنے کے لئے یہ باب باندھا ہے۔

گیارہواپارہ تمام ہوا۔ اب بارہواں پارہ شروع ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بازھواں پارہ

بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف میں سفر اختیار کرنا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَيْدَ الطَّرْقَ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں سفر اختیار کیا تو روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب کدید تک پہنچے تو روزہ توڑ دیا۔ سفیانؓ فرماتے ہیں امام زہریؒ نے فرمایا کہ مجھے عبید اللہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے خبر سنائی اور حدیث کو چلا یا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ امام زہریؒ کا مسلک ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں سے آخری فعل کو لیا جاتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "ہذا قول الزہری سے آنوالے قول انما یؤخذ کی طرف اشارہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل افطار تھا۔ تو یہ سفر میں جواز صوم کے لئے ناخ ہوگا۔"

تشریح از شیخ زکریاؒ - قطب گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان فرمایا ہے وہی ٹھیک اور متعین ہے۔ کرمائیؒ - عینیؒ اور قسطلانیؒ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہریؒ کے نزدیک رمضان شریف میں سفر کو شروع کرنا افطار کو مباح نہیں کرتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا جائے گا۔ یعنی افطار آخری فعل کو لیا جائیگا۔ یعنی افطار آخری فعل جو از صوم فی السفر کے لئے ناخ ہوگا۔ لیکن صحیح نہیں۔ اس لئے کہ امام زہریؒ کا مسلک صحیح یہ ہے کہ صوم فی السفر منسوخ ہے۔

بَابُ التَّوْدِيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

ترجمہ۔ سفر کے وقت الوداع کرنا

حديث (٢٤٣٣) وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فَلَانًا وَقَلَانًا لِزُجَلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَا نَوْدِعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحَرِّقُوا فَلَانًا وَقَلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يَعْذِبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر ہمیں ایک فوجی دستہ کے ساتھ بھیجا اور ہمیں فرمایا کہ تمہارا مقابلہ قریش کے فلاں فلاں دو آدمیوں سے ہو جائے۔ جن دونوں کا آپؐ نے نام لیا تو ان کو آگ کے ساتھ جلا دینا تو ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم جب الوداع کہنے کے لئے آپؐ کی خدمت حاضر ہوئے۔ جب کہ ہم نے سفر شروع کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو آگ سے جلا دینا لیکن آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ پس اگر تم ان دونوں کو گرفتار کر لو تو ان کو قتل کر دینا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انی کنت امرتکم الخ اس سے قبل از عمل نسخ کا ہونا معلوم ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسئلہ مشہور اختلافی ہے۔ ہمارے جمہور علماء کے نزدیک نسخ کی شرط یہ ہے۔ عقد قلب (اعتقاد) کی قدرت ہو۔ فعل کی قدرت ضروری نہیں۔ معتزلہ کے نزدیک نسخ کے لئے ضروری ہے کام کرنے کی قدرت کا زام نہل جائے یہاں تک کہ وہ نسخ کو قبول کرے۔ ہمارا استدلال وہ حدیث معراج ہے کہ اس میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ عمل کی نوبت آنے سے پہلے پانچ تک باقی رہ گئیں۔ دیکھئے عمل سے پہلے نسخ واقع ہو گیا۔ فعل کی نہ آپؐ کو اور نہ ہی امت کو نوبت آئی۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محض اعتقاد کی قدرت حاصل ہوئی۔ چونکہ آپؐ امام امت ہیں۔ اس لئے آپؐ کا اعتقاد امت کے اعتقاد سے کفایت کر گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تودیع مسافر اور مقیم دونوں کے لئے عام ہے۔ کہ مسافر مقیم کو یا مقیم مسافر کو الوداع کرے حدیث باب سے پہلا حکم ثابت ہوتا ہے کہ مسافر نے مقیم کو الوداع کہا اور اسی سے دوسرا حکم بھی لیا جائے گا کہ مقیم مسافر کو الوداع کہے۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةٍ

ترجمہ۔ مسلمان حاکم وقت کی بات سنی جائے اور اس کا کہنا مانا جائے جب تک کہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دے۔

حدیث (۲۷۴۳) حَدَّثَنَا مُسْلَدُ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ امام کی بات سنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ جب تک کہ کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پس جب کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ بات سنی ہے۔ اور نہ ہی اس پر عمل کرنا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لاسمع ولا طاعة میں حقیقت شرعیہ کی نفی ہے۔ وجود یہ کی نہیں ہے۔

بَابُ يُقَاتِلُ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقِي بِهِ

ترجمہ۔ امام اور حاکم کے بل بوتے پر جنگ لڑی جاتی ہے اور اسکے ساتھ پناہ پکڑ کر بچاؤ کیا جاتا ہے

حدیث (۲۷۴۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْأَجْرُونَ السَّابِقُونَ وَبِهَذَا الْأَسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يُعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنَّ أَمْرَ بَتَقْوَى اللَّهِ وَعَدْلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ وَزْرًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہم لوگ وجود کے اعتبار سے آخری ہیں۔ لیکن انعامات حاصل کرنے میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ اسی سند کے ساتھ فرمایا کہ جس نے میرا کہنا مانا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی تو بے شک اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی تو تحقیق اس نے میری نافرمانی کی۔ اور بے شک امام اور حاکم تو ایک ڈھال ہے جس کی اوٹ میں نرائی لڑی جاتی ہے اور اس سے بچاؤ حاصل کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دیتا ہے اور عدل و انصاف کرتا ہے تو یقیناً اس کی وجہ سے اس کو بڑا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر اس نے تقویٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا حکم دیا تو بے شک اس پر اس کی وجہ سے وبال ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الامام جنۃ تشبیہ کا مقصد یہ ہے کہ امام اور حاکم کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے یہ نہیں کہ اس کے بغیر قتال ہو۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی غرض واضح ہے کہ تشبیہ سے یہ مقصود نہیں کہ امام آگے ہو اور قوم پیچھے ہو۔ قسطنطینیؒ فرماتے ہیں جنۃ سے مراد سترہ اور بچاؤ ہے۔ کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذا رسانی سے بچائے۔ ورنہ بمعنی امام کے ہے کہ مقابلہ امام سے مدافعت کے لئے ہو۔ خواہ امام پیچھے کیوں نہ ہو۔ یتقی بہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر سپاہی یہ اعتقاد رکھے کہ وہ امام کو نہیں بچاتا رہا۔ بلکہ خود اس کی بدولت بچ رہا ہے۔ تو اس سے اشارہ ہوا کہ کوئی جہت متعین نہیں ہے۔ جس طرف بھی ہوا سی جذبہ کا اظہار کرے۔ امام اس کا بچاؤ اور مآویں ہے اور امام سے مراد ہر وہ شخص ہے جو لوگوں کے معاملات کا منتظم ہو۔ جس کے امر و نہی اور تدبیر غنی القتال کا اتباع کیا جائے۔ اور امام اس کے آگے جہاں بھی ہو۔

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَا يَفِرُّوا

ترجمہ۔ لڑائی میں اس بات پر بیعت لی جائے کہ وہ لوگ فرار نہیں کریں گے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ترجمہ۔ اور بعض نے کہا کہ موت پر بیعت لی جائے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے۔ ترجمہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا جنہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی۔

حدیث (۲۷۴۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَقَّاقُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبَلِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال جب ہم واپس آئے تو ہم میں سے کوئی دو آدمی اس درخت کے نیچے جمع نہ ہو سکے۔ جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی۔ (یعنی اس درخت کا مکان چھپا دیا گیا) حقیقت یہ ہے کہ اس درخت کا چھپ جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت تھا۔ تاکہ لوگ اس کی تعظیم کرتے کرتے عبادت نہ شروع کر دیں۔ میں نے حضرت نافعؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کس چیز پر بیعت لی تھی۔ آیا موت پر تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ صبر پر بیعت یعنی ثابت قدم رہنے پر بیعت کی تھی۔

حدیث (۲۷۴۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَقَّاقُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ آتَاهُ ابْنُ قَلْبَلَةَ لَهْ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يَتَابِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أَبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ جب حرہ کی لڑائی کا زمانہ آیا تو ان کے پاس ایک آنے والے نے آکر کہا کہ شان یہ ہے کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو کسی کے ہاتھ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ حدیث (۲۷۴۸) حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ الْآتِبَاعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَابْنُهَا قَبَايَعُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيْ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَبَايَعُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں درخت کے سائے کی طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جب لوگوں کی چھائی ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا اے ابن الاکوع تم بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں تو بیعت کر چکا۔ آپؐ نے فرمایا پھر بھی! تو میں نے دوسری مرتبہ بیعت کی میں نے ان سے کہا اے ابومسلم اس دن تم کس چیز پر بیعت کرتے تھے۔ فرمایا موت پر۔ حدیث (۲۷۴۹) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمْرٍ النَّخَعِيُّ عَنْ سَمِعَةَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الدِّينِ الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا فَاجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں انصار حضرات کہتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ کے لئے۔

حدیث (۲۷۵۰) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ عَنْ مُجَاشِعٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَآخِي فَقُلْتُ بَايَعْنَا عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ مَضَتْ الْهَجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَى مَا تَبَايَعْنَا قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ. ترجمہ۔ حضرت مجاشع فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا کہ ہم ہجرت پر بیعت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ گزر گئی۔ تو میں نے عرض کی پھر آپؐ ہم سے کس چیز پر بیعت لیں گے آپؐ نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ لابیایع علیٰ هذا کیونکہ نبی میں تو غلطی کا احتمال نہیں ہوتا غیر نبی معصوم نہیں ہے جب امیر کی غلطی مجھ پر واضح ہو جائے تو یا تو اس کو میں چھوڑ دوں گا۔ اب خلاف حق پر موت لازم آئے گی یا ترک بیعت پر اس لئے بیعت کا چھوڑ دینا آسان ہے۔ خلاف حق پر رہنے سے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ لابیایع علیٰ هذا چونکہ اس حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ کس چیز پر بیعت کی اس لئے مصنفؒ حضرت سلمہ بن الاکوع کی دوسری حدیث لائے جس میں تصریح ہے کہ یہ بیعت علی الموت تھی۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں نبی اور غیر نبی میں فرق یہ ہے کہ نبی پر جان قربان کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن غیر نبی کی حفاظت کے لئے جان دینا فرض نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کرنے میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ بنا بریں ابن مزیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی بھوکے ہوں ایک کے پاس ایک آدمی کی غذا موجود ہو تو وہ دوسرے کو اپنے نفس پر

ترجیح نہ دے اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیایعت الثانیۃ دوبارہ بیعت اسلئے لی گئی تاکہ بہادر لوگوں میں بیعت کی شدت دشمن کے لئے ہیبت ناک ثابت ہو کیونکہ بہادر آدمی ہمیشہ لڑائیوں میں آگے آگے رہنے والا جب مرتے دم تک نہ بھاگنے پر بیعت کرے گا تو مصیبت کے وقت اس کا ثابت قدم رہنا زیادہ ظاہر ہوگا۔ اور اس کے ثابت قدم رہنے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرنے میں دشمنوں کی ہلاکت واضح ہے۔ لہذا اکرار بیعت مفید ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن المنیرؒ تو فرماتے ہیں کہ تکرار بیعت کی حکمت یہ تھی۔ کہ سلمہ بن الاکوعؓ مقدم فی الحروب تھے۔ یعنی لڑائیوں میں آگے آگے رہنے والے۔ تو احتیاطاً عقد بیعت کی تاکید کی گئی لیکن حافظؒ نے یہ توجیہ بیان کی ہے کہ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ شہسوار اور پیادہ دونوں طرح کی لڑائی میں ماہر تھے۔ تو دونوں صفتوں کے اعتبار سے ان سے بیعت لی گئی۔ تو تعدد صفت تعدد بیعت کا باعث بنی۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ تاکید بیعت ان کی شجاعت اور ثابت قدمی میں مشہور ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہت بہتر ہے۔ آخر میں جاننا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح کی بیعت ثابت ہے۔ بیعت الاسلام بیعت الجہاد۔ بیعت الثبات یہ سب احادیث باب سے واضح ہیں لیکن بیعت سلوک و الثبات علی الدین یہ بیعت بھی فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں واقع ہوئی جب کہ مؤمنات مہاجرات سے بیعت لی گئی جس کا ذکر سورۃ ممتحنہ میں ہے جس کو آپؐ نے بیعت کے بعد تلاوت فرمایا تو یہ بیعت النساء مشائخ کا ماخذ بیعت السلوک ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الحدود میں حضرت عبادہؓ کی حدیث میں بیعت النساء کو جو زجر عن الفواحش پر مشتمل ہے بیان فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے لفظ رضی اللہ الخ آیت قرآنی سے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں نے بیعت علی الصبر کی تھی فلانزل اللہ علیہم السکینۃ بھی اس پر دال ہے۔

کانت رحمۃ من اللہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ وہ درخت خود اللہ کی طرف سے ایک رحمت تھا مگر فتنہ کے خوف سے اسے مخفی کر دیا گیا۔

زمن الحرة یہ ایک لڑائی ہے جو یزید بن معاویہؓ کی طرف سے ۶۳ھ میں مدینہ والوں سے لڑی گئی۔ ابن حنظلہ سے مراد حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ ہیں جنہوں نے یزید بن معاویہؓ کی بیعت ترک کر کے عبداللہ بن الزبیرؓ کی بیعت کر لی تھی جس پر مسلم بن عتبہؓ کی قیادت میں اہل مدینہ سے جنگ ہوئی جس میں ہزار ہا مرد عورتیں اور بچے مارے گئے۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

ترجمہ۔ امام اور حاکم لوگوں پر وہ چیز لازم کرے جو ان کی طاقت میں ہو

حدیث (۲۷۵۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ آتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَبَسَّأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَدُ عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَيْتُ رَجُلًا مُؤَدِّيًا نَبِيضًا يَخْرُجُ مَعَ أَمْرَانَا فِي الْمَغَارِزِ فَيَعِزُّمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءٍ لَا نَحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ إِلَّا أَنَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لَا يَعِزُّمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ وَإِنْ أَحَدَكُمْ لَنْ

يُزَالُ بِغَيْرِ مَا اتَّقَى اللَّهَ وَإِذَا حُكِّ فِي نَفْسِهِ حَسِيَّةٌ سَأَلَ رَجُلًا لَفْشَاهُ مِنْهُ وَأَوْحَكَ أَنْ لَا تَجِلُّوهُ
وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا أَذْكَرُ مَا خَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَمَا لَقَّبَ خُوبَ صَفْوَةَ وَبَقِيَ كُنُودُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ تحقیق آج میرے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس نے مجھ سے ایک معاملہ کے متعلق پوچھا جس کو میں نہیں جانتا کہ میں اس کو کیا جواب دوں پس اس نے کہا کہ ایسے آدمی کے متعلق خبر دیں جو طاعت و رسل ہو۔ خوش باش ہو۔ جو لڑائیوں اور ہمارے حاکموں کے ہمراہ روانہ ہوتا ہے پس ہم یہاں چیزوں کو لازم کرتا ہے جن کی ہم لوگ طاعت نہیں رکھتے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں اس بارے میں تم سے کیا کہوں۔ البتہ یہ بات ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے۔ پس قریب ہے کہ آپ ہم پر کوئی ایسا ریاستی حکم لازم نہیں کرتے تھے جس کو ہم بھی نہ کر سکتے ہوں۔ اور بے شک ایک تمہارا اس وقت تک بھلائی سے رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی چیز اس کے دل میں تردید پیدا کرے تو وہ کسی ایسے آدمی سے سوال کرے جہاں سے اس شک سے فساد نہ دے۔ یعنی شک دور کر دے۔ اور قریب ہے کہ ایسا آدمی تمہیں نہیں ملے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے دنیا میں سے جو کچھ باقی رہا ہے اس کی مثال میں اس طالب کی طرح بیان کرتا ہوں جس کا صاف حصہ تو پی لیا گیا ہو اور اس کا گملا حصہ باقی رہ گیا ہو۔

تشریح از شیخ لنگوہیؒ۔ - ماورد علیہ کیونکہ اگر امیر کی نافرمانی کے جواز اور حکم نہ ماننے کا فتویٰ دیا جائے تو ہر شخص امیر کے حکم کی مخالفت پر جری ہو جائے گا۔ اور دلیل یہ بیان کرے گا کہ میں تو اس مامور کی طاعت نہیں رکھتا اگر اس کے علاوہ کوئی اور جواب دیا جائے تو خلاف حق فتویٰ ہوگا کیونکہ جس امر کی طاعت نہ ہو اس کی تعمیل کرنا لازم نہیں آتا۔ اس مقصد کو عنوان بدل کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا جہاں حضرات کا رویہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ہاں صورت کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے ہی آپؐ کے اوامر کی تعمیل کرتے تھے۔ یعنی آپؐ کو حکم دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ بلکہ آپؐ کے فشاء کے مطابق کام کرتے تھے تو اس سے اشارہ ہوا کہ یہ حضرات قایت درجہ کی تعمیل امر کیا کرتے تھے تو ہم لوگوں کو بھی اسی طرح اپنے امیر کے سامنے ہونا چاہیے قبل از حکم ان کے فشاء کی تعمیل کی جائے اور ان سے پوچھ گچھ ترک کر دی جائے لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب تک کہ مامور یا ایما حکم ہو جس کی طاعت نہیں۔ تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ - علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کے توقف کا سبب یہ تھا کہ اگر ایک امام نے ایک لشکر کو جہاد یا کسی اہم کام کیلئے متعین کر دیا ہے تو اس کی تعمیل ان پر فرض مین ہوگی۔ پس اگر کوئی اس پر فتویٰ طلب کرے اور دعویٰ کرے کہ اس امر کی اسے طاعت نہیں ہے تو اس وقت فتویٰ دینا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر ہم کہیں کہ امیر کی اطاعت واجب ہے تو کہیں گے کہ زمانہ قاسد ہے اگر نافرمانی کے جواز کا فتویٰ دیا جائے تو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے توقف ہی بہتر ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے توقف کے بعد اطاعت امیر کے وجوب کا فتویٰ دے دیا۔ بشرطیکہ مامور بہ فتویٰ کے موافق ہو۔

لانحصیہا کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے کہ ہم ان امور کی طاعت نہیں رکھتے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ طاعت ہے یا معصیت ہے۔ تو لانحصیہا لاندیری کے معنی میں ہوگا۔ پہلا مطلب! امام بخاریؒ کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ اور دوسرا مطلب ابن مسعودؓ کے اس قول کے مطابق ہے۔

إِذَا حُكِّ فِي نَفْسِهِ حَسِيَّةٌ خَلَصَ بِهِ هُوَ كَمَا طَاعَ امِيرَ كَے بارے میں ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا تو ابن مسعودؓ نے وجوب طاعت کا حکم دیا۔ بشرطیکہ مامور بہ فتویٰ اللہ کے موافق ہو۔

نورک المسئول عند حافظ فرماتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا اعتقاد یہ تھا کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ لیکن ابن مسعود نے خصوصی جواب سے توقف کر کے ایک عام جواب کی طرف مدلول فرمایا۔ تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔ اور حدیث سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ جب کوئی مشکل امر پیش آ جائے تو توقف کرنا چاہئے تاکہ فساد برپا نہ ہو۔

فی امور الامورۃ کی اضافت الامورۃ کی طرف ہے۔ مراد وہ امور ہیں جو ریاست اور حکومت سے متعلق ہیں۔ لیکن امور شرعیہ جن کا تعلق عبادات اور طاعات سے ہو ان کی تعمیل تو ضروری ہے اس میں کوئی احتمال ہی نہیں۔

الامورۃ تمام شرائع نے لفظ الامورۃ استعمال فرمادیا ہے اور امورۃ کو منصوب پڑھا ہے۔ اور حتی فعلہ کو لا یعزم کی قاعدت قرار دیا ہے یا امرۃ کی قاعدت کہا ہے۔ صاحب الفیض فرماتے ہیں کہ اس عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ہمیں کسی چیز کا ایک مرتبہ حکم دیتے تھے تو ہم فوراً اس کی تعمیل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کو دوسری مرتبہ حکم دینے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔

تشریح اربع مشکوٰۃ۔ الامورۃ اگر اس سے مراد ماضی ہے تو یہ بھلا ہائی ہے! اگر غیور کے معنی بھی ہے تو پھر یہ بہ کدرۃ ہوگا۔ تشریح اربع ذکر کیا۔ کہانی فرماتے ہیں کہ غیور خدا میں سے ہے بقی کے معنی بھی ہیں اور مطلق کے معنی کے لئے بھی آتا ہے اس لئے اس جگہ بقیوں معنی کا استعمال ہے ان میں جردی فرماتے ہیں کہ ماضی کے معنی مراد لیتا قول اذ کر کے زیادہ مناسب ہیں۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا لَمْ يَقْبَلْ أَوَّلَ النَّهَارِ آخِرَ الْيَوْمِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب دن کے اول حصہ میں جنگ شروع نہ فرماتے تو جہاد کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا۔

حدیث (۲۷۵۲) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْخَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأَهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الْيَوْمِ لَقِيَ فِيهَا انْتَفَرَحَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَقْعَمُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ وَسَلُّوا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ فَإِذَا لَقِعْتُمُوهُمْ لَا ضَبْرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلِّ الشَّوْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنِّزِلَ الْكِتَابِ وَمُجَرِّئِ السَّحَابِ وَهَارِمِ الْأَعْرَابِ أَهْلِيهِمْ وَأَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابوفی نے عمر بن عبداللہ کی طرف لکھا اور اس کے کاتب ہالم فرماتے ہیں کہ میں نے اس خط کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ان بڑائیوں میں جن میں دشمن سے ان کا محاربہ ہوا سورج ڈھلنے تک انتظار فرمایا۔ پھر لوگوں میں غلبہ دینے کیلئے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! دشمن سے مقابلہ اور محاربہ کی تمنا نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت طلب کرتے رہو یہیں جب دشمن سے مقابلہ شروع ہو جائے تو صبر کرو۔ اور جان لو کہ جنت نکواریوں کے سائے کے نیچے ہے۔ (یعنی جنت مجاہد کے لئے ہے) پھر یہ دعا مانگی اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے ہادوں کو چلانے والے اور دشمنوں کے لشکروں کو شکست دینے والے انہیں شکست سے دوچار کر دے۔ اور ہماری ان کی خلاف مدد فرما۔

تشریح از قاسمی - لقاء کا لفظ ملاقات اور محاربہ کے معنی میں مشترک ہے۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف کا مطلب یہ ہے کہ جنت مجاہد کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ کھواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اور جہاد جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔

بَابُ اسْتِعْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ

ترجمہ۔ آدمی کا حاکم سے اجازت طلب کرنا

وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّمَا الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہر ایک مومن تو وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اور وہ لوگ جب آپؐ کے ہمراہ کسی اجتماعی معاملہ میں ہوتے ہیں تو وہ اس وقت تک چلے نہیں جاتے جب تک آپؐ سے اجازت طلب نہ کریں۔

حدیث (۲۶۵۳) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ أَخْبَى بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاحِيحٍ لَنَا قَدْ أَخْبَى فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِي بِجَبْرِكَ قَالَ قُلْتُ عَنِّي قَالَ فَتَعَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجْرَةً وَدَعَا لَهُ فَمَارَ آلُ بَنِي إِدْرِيسَ فَلَمَّا مَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بِجَبْرِكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَلْبَيْعُ عَلَيْهِ قَالَ فَاسْتَعْنَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاحِيحٌ خَيْرٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَبَيْعُهُ لِبَيْعَةٍ إِيَّاهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرُهُ حَتَّى أَبْلَغَ الْمَدِينَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذَنْتُكَ فَأَذِنَ لِي فَتَقَلَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيْنِي خَالَتِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَيْعِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَا مَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُكَ هَلْ تَزَوَّجْتُ بِكُرًا أَمْ نِيًّا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ نِيًّا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتُ بِكُرًا تَلَايِبُهَا وَتَلَايِبُكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَوَلَّى وَالِدِي أَوْ اسْتَعْشَدَ وَلِي أَشْرَافَ صِفَارٍ فَكُفِّرْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مَقْلُوبٌ فَلَا تَوَقُّفَهُنَّ وَلَا تَقَوْمَ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ نِيًّا يَتَقَوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتَوَقُّفَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قُبِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ خَلَعَتْ عَلَيْهِ بِالْبَيْعِ فَأَخْبَلَنِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهَ عَلَيَّ قَالَ الْمُعِيرَةُ هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا تَرَى بِهِ بَأْسًا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جہاد میں تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیچھے سے آ کر ملے۔ میں اپنے ایک ایسے اونٹ پر سوار تھا جو تھک چکا تھا۔ پس وہ بالکل چلنے کے قابل نہیں رہا تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہو گیا میں نے عرض کی کہ تھک گیا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے آئے اسے ڈانٹا اور دعا فرمائی پھر وہ سب اونٹوں کے آگے آگے چل رہا تھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اب اپنے اونٹ کو کیسے دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا کہ یہ بھلائی اور اچھائی اس کو آپؐ کی برکت کی وجہ سے پہنچی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم اسے میرے پاس بیچتے ہو۔ مجھے شرم آئی کیونکہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا اونٹ پانی کھینچنے والا نہیں تھا۔ پھر بھی میں نے کہہ دیا کہ کہ ہاں بیچتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اسے میرے پاس بیچ دو

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں شادی شدہ ہوں۔ مجھے پہلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ تو میں لوگوں سے پہلے مدینہ میں پہنچ گیا جب میں مدینہ میں آیا تو میرے ماموں نے میرے اونٹ کے متعلق دریافت کیا تو اس کے بارے میں جو کارروائی میں کر چکا تھا اس کی میں نے ان کو اطلاع دی۔ جس پر انہوں نے مجھے ملامت کی (کسا ب کیا کر دے) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب میں آپ سے اجازت طلب کر رہا تھا۔ تو آپ نے پوچھا کہ کنواری عورت سے شادی کی ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی تاکہ تم اس سے کھینچے اور وہ تم سے کھیل مذاق کرتی میں نے جواباً کہا یا رسول اللہ! میرے والد کی وفات ہوئی یا عہد ہو گئے اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ میں نے پسند نہ کیا کہ ان بھی عورت سے شادی کروں جو نہ ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر سکے اور نہ ہی ان کا انتظام کر سکے تاہم میں نے ایک بیوہ عورت پر تجربہ کار سے شادی کی ہے۔ جو ان کا انتظام بھی کرے اور ان کو ادب بھی سکھائے۔ جابر فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں صبح سویرے کو آپ کی خدمت میں اونٹ لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اس کی قیمت بھی ادا فرمادی اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔ مگر فرماتے ہیں کہ یہ ادائیگی کی بہتر صورت ہے جس میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

تشریح از شیخ منکونیؒ۔ فطمت الناس یعنی بعض لوگوں سے میں پہلے مدینہ پہنچا۔ غدوت کے لفظ سے ایہام ہوتا ہے کہ حضرت جابر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ پہنچے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جیسا کہ بہت سی روایات سے واضح ہوتا ہے۔ تو یہاں پر تاویل ضروری ہوگی۔ اسی قدم و قدمت بعدہ فغدوت یعنی آپ مدینہ پہنچے۔ میں آپ کے بعد پہنچا پھر صبح کو اونٹ لے کر آیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ نے بھی ان احادیث کو جمع کرنے کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک بہتر وجہ یہ ہے کہ حضرت جابر پہلے اپنے الہ و مال میں جو بنو سلمہ میں تھے حوالی مدینہ میں پہنچے۔ ازاں بعد وہ دوسری صبح مسجد نبویؐ میں آپ کے پاس پہنچے تو کعب درمی میں قلب منکونیؒ نے بھی یہ وجہ بیان فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ حضرت جابر کا گھر مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب کہ مناقب جابرؓ میں ہے کسا ب وہاں ان کی عبادت کرنے تشریف لے گئے تھے۔

تشریح از اقا کسیؒ۔ حضرت حسن بھرتی نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ کسی کو لشکر سے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک امیر سے اجازت طلب نہ کرے۔ لیکن سب فقہاء کے نزدیک یہ صرف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ لیکن اگر کسی امیر نے کسی کی کوئی دیوثی لگائی ہو۔ پھر اسے کوئی ضرورت لاحق ہو تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ ردہ ای الجمیل تو ثمن اور ثمن دونوں ان کو مل گئے۔

بَابُ مَنْ خَزَا وَهُوَ حَدِيثٌ عَهْدٍ بِعَرَبِيَّةٍ

فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جو شخص جہاد کیلئے نکلے جب کہ نہ یا شادی شدہ ہو اس بارے میں حضرت جابرؓ کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

تشریح از شیخ منکونیؒ۔ مطلب یہ ہے کہ جب دہن میں دل لگا ہوا نہ ہو تو جہاد میں جانے کی اجازت ہے۔ ورنہ جہاد کے معاملہ میں جدوجہد میں قتل پڑے گا۔ جیسا کہ حدیث جابرؓ دال ہے۔ کیونکہ اوائل نکاح میں یہ روایت آرہی ہے۔ کہ آپ نے پوچھا مایعجلك قلت كنت حديث عهد بعرس یعنی آپ نے پوچھا اتنی جلدی کیا پڑی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے نئی ہی شادی کی ہے۔ اور فیہ جابر سے پہلے باب کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْفَرَزَ وَبَعْدَ الْبِنَاءِ

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جس نے شب زفاف گزارنے کے بعد جہاد کو ترجیح دی اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یہ حدیث آگے آرہی ہے جس میں ہے کہ غزائیں من الانبیاء فقال لا یتبعنی رجل ملک بضع امراءہ ولما یبیتنی یعنی ایک نبی نے جہاد پر جاتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ شخص میرے ساتھ نہ جائے جو موت کی شرمگاہ کا مالک ہو لیکن ابھی اس نے اس سے ہمسفری نہیں کی۔ مقصد یہ ہے کہ جہاد میں فارغ البال ہو کر شامل ہو۔ اور غشی غشی اس کی طرف متوجہ ہو جیسے نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کا حکم ہے۔ تاکہ نماز کو کھانا نہ بنائے۔ بلکہ کھانے کو نماز بنائے۔ امام بخاری نے صرف حدیث کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا۔ کی بات یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی مادیت کے مطابق ایک حدیث کو دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔ جب کہ ان کا مخرج ایک ہو۔ بلکہ اختصار کر کے اشارہ فرمادیتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی لیکن یہ جواب اس لئے صحیح نہیں کہ دوسری جگہ متعرب امام بخاری اسے ذکر فرمائیں گے۔

بَابُ مُبَاذَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَرَزِ

ترجمہ گمبراہٹ کے وقت خود امیر وقت کا لوگوں سے پہلے نکل جانا۔

حدیث (۲۷۵۴) خَلَقْنَا مُسَلِّدَ الْبَحْرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرَزٌ فَوَكَّبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِيَأْتِيَهُمْ خَلْعَةً فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ حَسْبٍ وَإِنْ وَجَلْنَا لَكُنْهُوَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ مدینہ میں گمبراہٹ پیدا ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ واپسی آ کر فرمایا کہ ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔

بَابُ السَّرْعَةِ وَالرُّكُضِ فِي الْفَرَزِ

ترجمہ گمبراہٹ کی حالت میں جلدی کرنا اور گھوڑے کو تیز رفتاری کے لئے ایڑ لگانا۔

حدیث (۲۷۵۵) خَلَقْنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْبَحْرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَرَعَ النَّاسُ فَوَكَّبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِيَأْتِيَهُمْ خَلْعَةً بِعَيْنِنَا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَخَلْعُهُ فَوَكَّبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَمْ تَرَوْا هَذَا إِنَّهُ لَكُنْهُوَ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگوں میں دشمن کے آنے کی خبر پر خوف و ہراس پیدا ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے ست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اکیلے ہی ایڑ لگاتے ہوئے باہر نکل گئے۔ آپ کے پیچھے دوسرے لوگ بھی ایڑ لگاتے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہوئے آپ نے واپسی پر فرمایا کہ گمبراہٹ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر اس دن کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی نہیں بڑھا۔

”تشریح از قاسمی“ - روع کے معنی موت کے ہیں اور لم تراعوا میں لم بمعنی لا کے ہے۔ ماسبق بركة رکوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت کی بدولت اس کے بعد اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکا۔

بَابُ الْغُرُوجِ فِي الْفُرُوعِ وَخَدَهُ

ترجمہ۔ گھبراہٹ کے وقت اکیلے کل کھڑے ہونا

”تشریح از قاسمی“ - اس ترجمہ کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ یا تو اس وجہ سے کہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ملی یا سابق حدیث ہاں کفار یا مقصود باب یہ ہے کہ امام خوف و ہراس کے وقت سے تھا بغیر کسی رفیق کو ساتھ لئے کل سکا ہے۔ لا باس بہ۔

بَابُ الْجَعَالِ وَالْحُمْلَانِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی اجرت دینا یا سواری مہیا کرنا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِأَبْنِ عُمَرَ الْغُرُوقُ قَالَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أُهَيِّجَكَ بِعَظَائِفٍ مِنْ مَالِي قُلْتُ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ هُنَاكَ لَكَ وَلِيَّيَّ أَحِبُّ أَنْ يَكُونُ مِنْ مَالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا الْمَالِ لِيُجَاهِلُوا ثُمَّ لَا يُجَاهِلُونَ فَمَنْ قَعَلَهُ فَتَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا قُلِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَخُذْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ یا یہ کیا آپ بھی جہاد کیلئے چلیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال کے کچھ حصہ سے اس بارے میں تمہاری امداد کروں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مال کی وسعت کی ہے۔ مجھے مال کی ضرورت نہیں تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری دولت ہندی تمہیں مبارک ہو میرا مشافہہ یہ ہے کہ میں اس جہاد کے راستہ میں اپنا کچھ مال خرچ کروں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کچھ لوگ جہاد کرنے کی غرض سے اس مال میں سے لیتے ہیں۔ لیکن پھر جہاد میں نہیں لگتے۔ پس جس نے ایسا کیا ہم اس کے مال کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم اس سے اتنا مال لیں گے جس قدر اس نے بیت المال سے لیا ہے۔ طاووسؓ اور مجاہدؓ فرماتے ہیں کہ جب تجھے مال اس نیت سے دیا جائے تو جہاد فی سبیل اللہ میں لگو۔ پھر اب تمہاری مرضی تم اس کو جس طرح خرچ کرو اور اپنے گھروالوں کے پاس رکھ سکتے ہو۔

حدیث (۲۷۵۶) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ يَتَاعُ لِمَسَّالَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْعَرِيهِ فَقَالَ لَا تَشْعُرِيهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَلَاحِكَ.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فہرس کو جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ایک گھوڑا سوار کیلئے دیا۔ پھر میں نے اسکو دیکھا کہ وہ بکدیا ہے تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اس کو خرید سکتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اسکو تیرے صدقہ اور خیرات میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۷۵۷) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَجَلَهُ يَتَاعُ فَارَادَ أَنْ يَتَاعَهُ لِمَسَّالَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعَهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَلَاحِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک فہرس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا۔ پھر

دیکھا کہ وہ تو بیجا جا رہا ہے تو اس کے خرید کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا جس پر آپ نے فرمایا کہ اسے مت خرید کرو۔ اور اپنے صدقہ میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۷۵۸) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ النَّخَسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنِّي أَهْنَىٰ عَلَىٰ أَهْنَىٰ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لَا أَجِدُ حُمُولَةً وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَوْ دُرْتُ إِلَيَّ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَقَعَلْتُ ثُمَّ أُخِيْتُ ثُمَّ لَعَلْتُ ثُمَّ أُخِيْتُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر گراں گزرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا لیکن کبھی مجھے خود سواری نہیں ملتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مجھے سواریاں نہیں ملتیں جن پر میں لوگوں کو سوار کروں۔ اور یہ بھی مجھ پر گراں گزرتا ہے کہ یہ لوگ میرے سے پیچھے رہ جائیں۔ اور جہاد میں حصہ نہ لیں۔ کیونکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاؤں۔ پھر مجھے زخمہ کر دیا جائے پھر قتل کر دیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کر دیا جاؤں۔

تشریح از شیخ منگوقی۔ حملہ اور ما حملہم علیہ دونوں جملوں کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ٹکراؤ لازم نہ آئے اس لئے کہ تاکید سے تائیس بہتر ہے۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حملہ لکھنا پر محمول کیا جائے۔ اور دوسری سواری سے مراد عاریت وغیرہ ہو۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ حملہ سے مراد خود سواری کرنا اور ما حملہم علیہ سے مراد وہ سوار چاندی وغیرہ مراد ہے جس سے سواری خرید کی جاسکے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ دفع ہمارا کی جو دو صورتیں شیخ منگوقی نے بیان فرمائی ہیں شرح میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور یہ روایت کتاب بخاری میں کئی جگہ لائی گئی ہے۔ لیکن ان میں حملہ کا ذکر نہیں ہے صرف ما حملہم علیہ کا ذکر ہے اور وہ سب روایات قرآنی آیت کے مطابق ہیں۔ قلت لا اجد ما حملکم علیہ (الایہ) صرف اس مقام پر امام بخاری نے لا اجمع حملہ کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ البتہ نسائی اور مؤطا امام مالک میں لا یجدون حملہ کے الفاظ ہیں۔ اور بعض میں ہے لا اجد سعة فاحملہم ولا یجدون سعة فیتبعونی یعنی نہ مجھے اتنی وسعت حاصل ہے کہ ان کو سواری مہیا کر سکوں اور نہ وہ لوگ خود اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ سوار ہو کر میری پیروی کریں۔

تشریح از قاسمی۔ جعلائل جمع جعلہ کی وہ اجرت جو قائم مجاہد کو مہیا کرے۔ حملان حمل کی طرح مصدر ہے۔ این بطل فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال سے غازی اسلام کی اعانت کی نقلی طور پر یا کسی کو سواری مہیا کر دی تو اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لئے خود اجرت لے یا اپنے گھوڑے کے لئے اجرت حاصل کرے تو اسے امام مالک مکروہ کہتے ہیں اسی طرح کسی قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے اجرت لینا بھی مکروہ ہے۔ احناف کے نزدیک بھی اجرت لینا مکروہ ہے۔ البتہ اگر مسلمانوں میں کمزوری آ جائے اور بیت المال میں بھی کچھ نہ ہو تو پھر اجرت لی جاسکتی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اجرت پر جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ بادشاہ اجرت دے سکتا ہے اور کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جہاد فرض کفایہ ہے جو کچھ کرتا ہے وہ ادائیگی فرض ہے جس پر اجرت لینا ناجائز ہے۔ امام بخاری کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ غازی اجرت لے سکتا ہے پھر آیا وہ اس کا مالک بن جائے گا یا نہیں۔ ملک کی صورت میں ہر قسم کے تصرف کا مستحق ہے۔ ابن عمر کے اثر سے واضح ہوتا ہے کہ غازی کی اعانت مکروہ نہیں ہے اور حضرت عمرؓ کے گھوڑے کا واقعہ بھی دلیل ہے کہ رسول علیہ میں محمول کو ہر قسم کے تصرف کا حق ہے حتیٰ کہ وہ بیع و شراء بھی کر سکتا ہے۔

لا اجد حملہ یہ حدیث ترجمہ کے رکن ثانی یعنی حملان فی سبیل اللہ پر ہال ہے قتلت واحییت دونوں محمول کے سینے ہیں۔

بَابُ الْأَجِيرِ

ترجمہ۔ کرایہ کے فوجی کے بارے میں

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيرِ مِنَ الْمَقْتَمِ وَأَخَذَ عَطِيَّةَ بَنِ قَيْسٍ قَرَسًا عَلَى الْبِضْفِ
فَبَلَغَ سَهْمُ الْقَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ کراہیہ کو فحش کو قیمت کے مال میں سے حصہ دیا جائے گا۔ چنانچہ عطیہ بن قیس نے کسی سے گھوڑا نصف حصہ پر لیا پس قیمت میں سے گھوڑے کا حصہ چار سو دینار کو مانجا تو دو سو دینار انہوں نے خود کھ لئے اور دو سو دینار اپنے ساتھی کو دے دیے۔

حدث (٢٤٥٩) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرِ لَهُوَ أَوْثَقُ أَهْمَالِي لِي نَفْسِي لَأَسْتَاجِرَتْ أَجِيرًا لِقَاتِلِ رَجُلًا لَعَنَ أَحَدُهُمَا الْأُخَيْرُ لَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثِيْبَتَهُ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْلَرَهَا فَقَالَ أَمْلِغُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْبِضُهَا كَمَا يَقْبِضُ الْفَاعِلُ.

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں غزوہٴ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں نکلا اور ایک نو جوان اونٹ سواری کے لئے تیار کیا یہ میرے اعمال میں سے میرے دل میں سب سے زیادہ قابلِ اِحسان و عمل تھا۔ میں نے ایک آدمی کو کرایہ پر لیا جو دوسرے آدمی سے لڑا پڑا ان میں سے ایک نے دوسرے کو دائیوں سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچ لیا جس سے اس کے دونوں ہاتھ گالے دانت اکٹڑ گئے وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو باطل قرار دیا یعنی نہ قصاص لیا اور نہ ہی کوئی جرمانہ دیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تمہاری طرف دفعہ کئے رکھتا تاکہ تم اسے اس طرح چبائے جس طرح نر اونٹ چباتا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اجیر فی الجہاد کی دو حالتیں ہیں یا تو اسے خدمت کے لئے رکھا ہے یا لڑائی کے لئے۔ جو خدمت کے لئے رکھا گیا ہے۔ امام اور اوقافی۔ امام احمد اور اسحاقؒ کے نزدیک قیمت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اکثر حضرات اس کو حصہ دینے کے حق میں ہیں۔ ان کا استدلال حضرت سلمہؒ کی روایت سے ہے۔ جو مسلم میں ہے کہ میں حضرت طلحہؓ کا اخیر تھا۔ ان کے گھوڑے کی سائیکی کرنا تھا یا میں ہمد آ پانے قیمت میں سے حصہ مرحمت فرمایا۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اخیر کا کوئی حصہ نہیں۔ البتہ دو جنگ میں حصہ لے تو پھر حقدار ہوگا۔ اجیر للفعال کے بارے میں مالکؒ اور حنبلہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن اکثر حضرات اس کو حصہ دینے کے حق میں ہیں۔

لہذا علی النصف امام اور اہل امام احمد اس طرح معاملہ کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ مخبرہ پر قیاس کرتے ہیں لیکن ائمہ
ملاوہ کے نزدیک ایسا معاملہ جائز نہیں ہے۔

فاما عاجز و اجیر اس حدیث سے امام بخاریؒ نے استنباط کیا ہے کہ جہاد میں کسی اجیر کو اجرت پر لینا جائز ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي لَوَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔

حدیث (۲۷۶۰) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْزُومٍ الْخ أَن قَيْسَ بْنَ سَعْدِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ صَاحِبَ

يُؤَاوِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجُلٌ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن انصاری جن کے ہاتھ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنڈا تھا انہوں نے حج کا ارادہ تو احرام سے پہلے ہاتھوں کو کھٹا کیا۔ حدیث (۲۷۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَمْدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَمِيرٍ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الْبَيْتُ فَتَعَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحِطِلِينَ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لَيَاخُلِدَنَّ هَذَا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيِّ وَمَا تَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَخْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں حضرت علیؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے کیونکہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ تو حضرت علیؓ فرماتے تھے میں کیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ کل بڑے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر مل گئے۔ پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے انہیں حج نصیب کرنی تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور میں ہنڈا ایسے شخص کو دوں گا یا کل کو ہنڈا ایسا شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے۔ یا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ حج نصیب فرمائیں گے پس ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ آ گئے۔ جن کی ہم امید نہیں رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ حضرت علیؓ ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈا ان کو دے دیا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حج نصیب فرمائی۔ حدیث (۲۷۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلرَّايَةِ هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَا الرَّايَةَ.

ترجمہ۔ حضرت نافع بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو سنا کہ زبیرؓ سے فرما رہے تھے کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اسی جگہ ہنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

تشریح از قاضی۔ لواء راہ اور علم تینوں ہنڈے کے نام ہیں۔ دراصل ریحیں لنگر ہنڈے کو تھا تھا۔ پھر اس کے سر پہ لہرایا جاتا تھا۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کی فرض اس حدیث سے یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت قیس بن سعد انصاریؓ جو صاحب لواء تھے ان کا یہ ہنڈا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس قدر حدیث مرفوع ہوئی۔ جس کی اس جگہ ضرورت تھی۔ انا اختلف یہاں استعمال امام انکاری ہے۔ ماسترجوہ آگے دیکھنے کی وجہ سے ہمیں ان کے آنے کی امید نہیں تھی بہر حال وہ آ گئے۔ اس حدیث سے حضرت علیؓ کی فضیلت عظیمہ ثابت ہوئی اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ثابت ہوا کہ آپؐ نے جس طرح خبر دی تھی واقعہ بھی اسی طرح ہوا۔ حضرت عباسؓ والی روایت ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جس کو غزوہ فتنہ میں مفصل ذکر کیا ہے۔

دھنا کا اشارہ بھون کے مکان کی طرف ہے ان سب احادیث سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لڑائیوں میں ہنڈے رکھنا جائز ہے۔ اور ہنڈا کبھی امیر کے ہاتھ میں ہوگا اور کبھی اس کے قائم مقام کے ہاتھ میں۔

تشریح از شیخ منکویؒ - ہینا امرک یہاں استعمال ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حضرت ابن عباسؓ کی روایت کتاب المغازی غزوہ فتح مکہ میں منقل آئے گی۔ حافظ فرماتے ہیں کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نافع بن جبرؓ جس مقالہ کے وقت فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ نافع بن جبرؓ صحابی نہیں ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ مقالہ نافع بن جبرؓ نے حضرت عباسؓ سے فتح مکہ کے بعد کسی حج کے موقع پر سنا جب کہ وہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یا حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جمع ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ایک مہینہ کی مسافت کے اندر اندر میری رعب سے مدد کی گئی ہے

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ فُحَيْرٍ وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ سُلِّقَ بِيْ قُلُوبُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالرُّعْبِ بِمَا أَفْرَحُوا بِاللَّهِ. قَالَ جَابِرٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم قرطبہ کا فروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے یہاں کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا۔

حدیث (۲۷۶۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بُعِثَ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ لَقِينَا أَنَا نَائِمٌ ثُمَّ أُبَيْتُ بِمَفَاتِيحِ عِزِّ آلِ الْأَرْضِ

لَوْ جِئْتُ بِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ خَفَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْعَمَ تَسْلُوْنَهَا.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے

ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ دین اٹا کہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ جن کو میرے دلوں ہاتھوں میں رکھ دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مل بے اہتم لوگ ان خزانوں کو نکالو گے۔

حدیث (۲۷۶۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَ قُلَّ أَرْسَلَ

وَهُمْ بِاللَّيْلَةِ ثُمَّ دَخَا بِكُفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَعَ مِنْ لِرَاةِ الْكُفِّ كَفَّرَ عَنْهُ

الصُّعْبُ لَأَزْتَفَقَتِ الْأَصْوَاتُ وَأَخْرَجْنَا فَعَلْتُ لِأَصْحَابِي جُنَّ أَخْرَجْنَا لَقَدْ أَمَرَ بَنِي كَبْشَةَ

إِنَّهُ يَخَالُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان کو ابو سفیانؓ نے بتایا کہ ہرقل بادشاہ روم جب بیت المقدس میں تھا تو اس نے ان کے

پاس قاصد بھیجا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ منگوایا جب اس کی قراءت سے قاریغ ہوا تو اس کے پاس شور و غصب بہت ہوا

آوازیں بلند ہونے لگیں اور میں وہاں سے نکال دیا گیا۔ باہر نکل کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کہہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

محاملہ عظیم ہو گیا کہ اس سے بنی الاصفہر کا بادشاہ یعنی رومیوں کا بادشاہ ان سے ڈر رہا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - قاسم جابر سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کی ابتداء یوں ہے کہ اعطيت خمسالم يعطهن احد من

الانبياء الخ جس میں یہ بھی ہے نصرت بالرعب مدة شهر جس کی شرح کتاب التیمم میں گذر چکی ہے خصوصیت سے مراد محض حصول رعب نہیں بلکہ جو چیز اس سے پیدا ہوتی ہے یعنی دھن پر کامیابی وہ مراد ہے۔

جوامع الکلم میں اضافت مفت الی الموصوف ہے کہ کلمہ مختصر ہو اور معنی اس کے وسیع ہوں۔ اور یہ قرآن وحدیث دونوں کو شامل ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معانی کثیرہ کو کلمات قلیلہ سے ادا فرماتے تھے۔

مفاتیح خزائن الارض سے ان ممالک کی طرف اشارہ ہے جو امت کے ہاتھوں فتح ہوئے جن سے اکاسر اور قیصرہ کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے سونے اور چاندی کی کانیں مراد ہوں۔ تو وضعت فی یدی کا مطلب یہ ہوگا کہ مغرب وہ شہر فتح ہوں گے جس میں سونے چاندی کی کانیں ہوں گی۔ اور حافظ فرماتے ہیں کہ کل ترجمہ الہ یغالبہ ملک بنی الاصرہ ہے اور مدینہ منورہ اور جہاں قیصر بادشاہ روم رہتا تھا ان کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ الْقَوْلَى

ترجمہ۔ جہاد میں توشہ کا اٹھانا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے توشہ لے کر چلو بہترین توشہ پر بیزگاری ہے۔

حدیث (۲۷۶۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ تَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَايِهِ مَا تَرِبَطَهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرِبُطُ بِهِ إِلَّا بِطَائِفٍ قَالَ فَشَقِيهِ بِالنِّبْنِ فَارِبَطِيهِ بِوَاحِدٍ مِنَ السَّقَاءِ وَبِالْأَجْرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِلَّذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ الْبِطَائِفَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماعیل بن ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں سفری کھانا تیار کیا۔ فرماتی ہیں کہ ہمیں سفری کھانے اور پانی کے ٹکیزے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے ہم تھیلے اور ٹکیزے کو باندھ سکتے۔ تو میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تو کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے میں اس کو باندھ سکتی سوائے میرے کمر بند کے۔ تو آپ نے فرمایا اسے دو گلوں میں پانچوں کے چیر دو پھر ایک گلوں سے ٹکیزے کا منہ باندھ دو اور دوسرے سے کھانے کے تھیلے کو باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پس اس وجہ سے میرا نام ذو البٹائیف رکھا گیا۔

حدیث (۲۷۶۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَّازِيُّ عَنْ سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعَزُّوهُ لُحُومَ الْأَضَاجِجِ عَلَى هَيْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں مدینہ کی طرف قربانی کے گوشت کا توشہ لے کر جاتے تھے۔ حدیث (۲۷۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخَزَّازِيُّ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّ اللَّهَ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالضُّهَبَاءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَلَدَّغَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يَوُثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا

بِالسُّبُحِيِّ فَلَمَّا كُنَّا لَأَكْلُنَا وَخَرَبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمْضِ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَيْنَا.

ترجمہ۔ حضرت سید بن نعمان جبردیچے ہیں کہ وہ خیبر کی لڑائی والے سال جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب صہباء کے مقام تک پہنچے جو خیبر کا حصہ اور خیبر کے قریب ہے تو سب نے عصر کی نماز ادا کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا تو سوائے ستو کے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ لایا گیا پس ہم نے ان کو پانی میں ملا کر منہ میں ڈالا پس گاڑھے کو ہم نے کھایا اور پتلے کو بیا پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ نے کئی فرمائی اور ہم نے بھی کئی کی اور نماز ادا کی۔

حدیث (۲۷۸۸) حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ الْخ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَفْتُ أَرْوَاحَ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَائُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ لَفَعَلْ عُمَرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَائُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَرْوَاحِهِمْ فَلَدَعَا وَبَرَكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَأَخْتَصَى النَّاسَ حَتَّى قَرَّحُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا سفری کھانا کم ہو گیا۔ اور وہ بالکل محتاج۔ مفلس و قلاش ہو گئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی راستہ میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے انہیں حال سے خبردار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد تمہاری زندگی اور بقاء کیسے ہوگی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ! اونٹوں کے بعد ان کی زندگی کیا ہوگی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ لوگ اپنے بچے کچھ تو شے لے آئیں۔ آپ نے اس پر برکت کی دعا کی۔ پھر سب کے برتن منگوائے۔ تو لوگوں نے چلو پھر پھر کر پانی بیا حتیٰ کہ سب سیر ہو کر فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقہیہ ہائین اس میں یہ تصریح نہیں کہ انہوں نے کمر بند سارے کا سارا ختم کر دیا بلکہ اس نے دونوں امور کو جمع کر دیا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس نے کمر بند کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ تو اپنے لئے رکھا اور دوسرے حصہ سے زاد اور ستار کے بندھن ٹھیک کئے۔ تو اس جگہ جو روایت ہے وہ مختصر ہے۔ جس میں اس کے دو حصہ کر کے ایک سے زاد کو اور دوسرے سے منکیزے کو باندھا گیا۔ اور ان کا نام ذات النطالقین اگرچہ اسی وجہ سے رکھا گیا مگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس لیے سے عصمت اور عفت و پاکدامنی تھی۔ کیونکہ نطالقین کا کھولنا ایک نطاق کے کھولنے کی ہنسبست زیادہ مشکل ہوتا ہے اور حجاج نے اس نام کے ماتھان کو عار دلائی تھی کہ یہ تو خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ ہے۔ خادموں کا بھی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے وسط کمر میں پٹہ باندھتے ہیں کہ خدمت کرتے وقت ان کے کپڑے کھل نہ جائیں۔ تو پھر باندی سے کہنا یہ ہوگا جو خدمت اور مشقت میں مشغول ہونے کی وجہ سے درمیان کمر پٹہ باندھنے کی محتاج ہوتی ہے۔ حرہ عورت اس طرح نہیں ہے۔ وہ تو خدمت سے مستغنی ہوتی ہے۔ نہ اپنی نہ مال کی۔ اس لئے اس کو کسی طرح کی تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قلب گنگوہیؒ کی تائید حافظ بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ مانتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نطاق کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے تو زاد کو باندھا۔ اور دوسرے پر خود اکٹھا کیا۔ اسی وجہ سے ان کو ذات النطاق یا ذات النطالقین کہتے ہیں۔ تو تثنیہ اور افراد انہیں دو حیثیتوں سے ہے۔ فرضیکہ حضرت اسماءؓ کے ذات النطاق یا ذات النطالقین کے بارے میں مختلف اقوال اور مختلف روایات ہیں۔ اور

خود بخاری شریف کتاب الاطعمہ میں آ رہا ہے کمال شام ابن الزہیر کو مار دیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے یا ابن ذات النطاقین تو اس کے جواب میں وہ فرماتے تھے الیہا والایہ تلك شکاة ظاہر عنک عارھا۔ حافظ قمراتے ہیں کمال شام سے مراد لشکر حجاج ہے جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ الیاء کے معنی اعتراف کے ہیں۔ شکاة کے معنی شکایت کے ہیں۔ اور ظاہر کے معنی رائل کے ہیں۔ یعنی اللہ کی قسم اس کا مجھے اعتراف ہے۔ لیکن اس کی مار ڈال ہے۔ کیونکہ میری والدہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دیتی تھی۔ حجاج اس سے ان کی خدمت کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایک ایسی باغی کا بیٹا ہے جو خدمت گزار داخل و خارج ہونے والی تھی۔ انہوں نے ذات النطاقین ہونا تو تسلیم کر لیا لیکن خدمت عامہ کے لئے نہیں۔ خدمت نبوی کے لئے کمر بستہ رہتی تھی۔ تاہم میں مولانا محمد حسن کی کی تقریر میں ہے ذات النطاقین یہ لفظ مشترک ہے۔ درمیان مصدق یعنی پاکستان کے اور درمیان مزدور کے۔ اس لئے کہ مزدور کو کمر بند باندھتے ہیں۔ تاکہ کھل نہ جائے۔

تشریح از شیخ منگلویؒ۔ کنانہ تزود لحوم الاضعی امام بخاری قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سفر مدینہ میں توشہ لے جانا جائز ہے جو مبارک شہر اور وطن مألوف ہے۔ تو سفر جہاد میں زاد کا اٹھالے جانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ کیونکہ اس میں تو دشمن کی سر زمین میں سفر کرنا ہوتا ہے۔ خضبانہ کا پتہ نہیں۔ تو مسافر جہاد کو مزید قوت حاصل کرنے کے لئے زاد کی ضرورت ہے۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ قسطنطینی اور علامہ مینی بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے جراح حمل الزاد للسفر معلوم ہوتا ہے لیکن افعال یہ ہے کہ یہ سفر جہاد کا تو نہیں تھا۔ تو حجاب یہ ہے قیاساً سفر جہاد کے لئے حمل زاد کا جواز ثابت ہوا۔ حافظ اور کرمانی مطابقت کرنے سے سہاگت رہے ہیں۔ البتہ حافظ نے اتنا کہا ہے کہ حمل زاد تو کل کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث سے حمل زاد کا ذنب اور جواز ثابت کرنا بہت بعید ہے اس لئے کہ ایک تو آیت کریمہ میں تزود کا امر موجود ہے۔ دوسرے حضرت اسماءؓ کی حدیث فعل نبویؐ پر دلالت کرتی ہے۔

تشریح از قاضی سلہقویؒ فنی زانہم اہل حق کے معنی لفظ حق کے ہیں بلکہ کسی متعدی بھی استعمال ہوتا ہے جس کے معنی لفظی کاتے ہیں۔ ماہقاء کم بعد اہلکم یعنی مسلسل چلتے رہنا تو ہلاکت تک پہنچا دے گا اور حضرت عمرؓ نے خیبر کی لڑائی میں حمر اہلیہ کے ذبح کرنے کی فہمی سے بچو لیا کہ اب ان کی بجائے ان پر سواری کر کے منزل تک پہنچا جاسکتا ہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ معہ جتنا تیسرے رسالت ہوتا ہے اس کے ظاہر ہونے پر آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا ہے۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرَّقَابِ

ترجمہ۔ گردنوں پر توشہ کا اٹھانا

حدیث (۲۷۶۹) حَدَّثَنَا صَلَافَةُ بْنُ الْفَضْلِ النُّعْمَانِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا لَقِينَا زَادَنَا حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ لِيَّ كُلَّ يَوْمٍ ثَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَإِنْ كَانَتْ الثَّمَرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا لَقَلْعًا جَبِينُ لَقَدْ دَنَا حَتَّى آتَيْنَا الْبَحْرَ لَإِذَا حُوتٌ لَقَدْ لَقَلْعَةُ الْبَحْرِ فَأَكَلْنَا مِنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْيَيْنَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تین سو ۳۰۰ کے لگ بھگ جہاد کے لئے نکلے۔ کہ اپنے توشے اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے ہمارا یہ زاد ہم تک کہ ہم میں سے ایک آدمی ہر روز ایک کھجور کا دانہ کھاتا تھا تو ایک آدمی نے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا ایک کھجور آدمی کے کیا کام

آئی ہوگی یا کہاں پڑتی ہوگی۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ہمیں تو ان کھجوروں کے کم ہو جانے کا بھی غم ہوا جب کہ وہ ختم ہو گئیں یہاں تک کہ ہم سندر کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سندر نے ایک بڑی چھلی کنارے پر چھیک دی ہے جس کو ہم اپنے مرضی کے مطابق اٹھارہ دن تک کھاتے رہے۔

تشریح از قاضی: تقع من الرجل ای من جهة الغذاء والقوت یعنی ایک کھجور خدائے کیا کفایت کرتی ہوگی۔
وجعلنا ففدها یعنی ہم تو ان کے کم ہونے پر غمزدہ ہو گئے۔ جب وہ سب کھجور کے دانے ختم ہو گئے۔

بَابُ ارْذَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أُخْيَہَا

ترجمہ۔ عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ردیف بیٹھنا

حدیث (۲۷۷۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْخَلَّافِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَيْجٍ وَغُمْرَةٍ وَلَمْ ارْذُ عَلَى الْحَجِّ لَقَالَ لَهَا الْخَلَّافُ وَلَوْ دَلَّكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمَرَهَا مِنَ الْقَوْمِ فَانْظُرْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! میرے صحابہ تو حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر واپس لوٹے اور میں حج پر کوئی چیز زاد نہ کر سکی تو آپؐ نے ان سے فرمایا جاؤ۔ حضرت عبدالرحمنؓ انھیں اپنے پیچھے ردیف بنائے گا اور حضرت عبدالرحمنؓ کو حکم دیا کہ تنعیم کے مقام سے ان کو عمرہ کراؤ۔ پس آپؐ مکہ معظمہ میں انتظار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ عمرہ کر کے آ گئیں۔

حدیث (۲۷۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْعَلِيِّ قَالَ قَالَ أَمْرُئِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ ارْذُفَ عَائِشَةَ وَأَنْ أَعْمَرَهَا مِنَ الْقَوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنی بہن عائشہؓ کو ردیف بناؤ۔ پس میں نے ان کو میقات محکم سے احرام بندھوا کے عمرہ کرایا۔

تشریح از شیخ لنگوٹی:۔ اس باب کی احادیث کو مصنفؒ اس لئے لائے ہیں تاکہ اس قسم کے واقعات سفر میں پیش پیش آتے رہے ہیں۔ خصوصاً جہاد کے سفر میں لہذا ایمان کر دیا کہ یہ امور جائز ہیں۔ اس طرح دیگر ابواب بھی اسی ضمن میں آ رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا:۔ حافظ نے حدیث عائشہؓ کو اس جگہ لائے کی وجہ یہ بیان کی ہے اگرچہ اس ارذاف کا جواز حج کے لئے ثابت ہو تا ہے مگر چونکہ آپؐ کا ارشاد ہے جہاد رکن الحج کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ اس طرح حدیث باب سے مطابقت ہو جائے گی۔ دیگر بہت سے ابواب اسی قبیل سے آ رہے ہیں۔

بَابُ الْارْذَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

ترجمہ۔ جہاد اور حج میں ردیف بنانا

حدیث (۲۷۷۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ وَانْتَهَمَ لِيَصْرُخُونَ بِهِنَّ جَمِيعًا الْحَجَّ وَالْغُمْرَةَ.

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو طلحہؓ کا ردیف تھا بے شک وہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کے تبلیغ کی آواز بلند کرتے تھے۔
تشریح از قاضیؒ - مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جہاد کو بھی حج پر قیاس کیا جو عورتوں کیلئے جہاد کا حکم رکھتا ہے۔

بَابُ الرَّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

ترجمہ گدھے پر ردیف بنانا

حدیث (۲۷۷۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكْمَالٍ عَلَيْهِ لُطَيْفَةٌ وَأَزْدَتْ أَسَامَةَ وَرَأَاهُ.

ترجمہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پالان پر سوار ہوئے۔ جس پر دھاری دار گدھا پڑا ہوا تھا۔ اور اپنے پیچھے حضرت اسامہؓ کو ردیف بنایا۔ یہ واقعہ صحیح کہتا ہے۔

حدیث (۲۷۷۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَسُولٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ عَلَى رَاحِلِهِ مُرِدًّا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ خُفْمَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ مِنَ الْحَبَشَةِ حَتَّى آتَاخُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِوَفَّاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَسَامَةُ وَبِلَالٌ وَخُفْمَانٌ فَمَكَتْ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ لَأَسْبَقَ النَّاسَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَرٍ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَأَاهُ الْبَابَ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَّانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَسَبَّحْتُ أَنْ أَسْأَلَ كُنْتُ صَلَّيْتُ مِنْ مَسْجِدِهِ.

ترجمہ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ کے بالائی حصہ سے اپنے اونٹ پر سوار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو ردیف بنائے ہوئے داخل ہوئے آپؐ کے ہمراہ حضرت بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ جو در ہالوں میں سے تھے۔ آپؐ کے ہمراہ تھے یہاں تک کہ آپؐ نے مسجد اکراؤنی کو شہادیا حضرت عثمان حبشیؓ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کی چابیاں لے آئے۔ چنانچہ اس نے دروازہ کھولا آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہو گئے آپؐ کے ہمراہ حضرت اسامہؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان حبشیؓ داخل ہوئے۔ آپؐ بیت اللہ کے اندر دن کا ایک طویل عرصہ رہے پھر باہر تشریف لائے تو لوگ لپکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب سے پہلے آ دی تھے جو اندر داخل ہوئے جنہوں نے حضرت بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا ان سے دریافت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کس جگہ ادا فرمائی۔ تو انہوں نے اس مقام کی طرف اشارہ کر دیا جہاں پر آپؐ نے نماز پڑھی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ پوچھتا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعات اس جگہ ادا فرمائی تھیں۔

تشریح از شیخ کنگویؒ - ردیف علی الحمار باب کی پہلی حدیث کا جواز ثابت ہوا۔ اور امام بخاریؒ کا اس باب سے مقصد یہ ہے کہ گدھے پر ردیف بٹھانا جب جائز ہے جب گدھے پر دوسرا سوار گراں نہ ہو۔ اور اس کی طاقت کے مطابق اس پر بوجھ لا دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ لیکن ابن عمرؓ کی روایت کو اس باب میں لانے کی کیا وجہ ہے جبکہ اس میں حمار کا نہیں بلکہ دھاری دار گدھا ذکر ہے۔ تو حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس کی غرض قولہ اقبل یوم الفتح ہے جس سے ارداف اسامہؓ کو ثابت کرنا ہے علامہ

یعنی فرماتے ہیں کہ مطلق ارادہ کو ثابت کرنا ہے۔ فرق اس قدر ہوگا کہ وکوب علی الحمار کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع واضح ہوتی ہے کہ گدھے پر سوار ہو کر بھی ردیف کو پیچھے بٹھایا یا جماعتی اعظم ہے۔ اونٹنی پر ردیف بٹھانے سے کسا پ نے کسی سواری پر ردیف بٹھانے کو ماریں سمجھایا پ کی تواضع تھی۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرَّكَابِ وَنَحْوِهِ

ترجمہ اس شخص کے بارے میں جس نے رکاب کو پکڑا یا اس طرح سوار ہونے میں مدد دی

حدیث (۲۷۷۵) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَلَافَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَغْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَلَافَةٌ وَبَيْنَ الرَّجُلِ عَلَى ذَاتَيْهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَعَاذَهُ صَلَافَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَلَافَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَلَافَةٌ وَيُؤَمِّطُ الْاَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَلَافَةٌ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے ہر چوڑے پر یا ہڈی پر صدقہ واجب ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع کرتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل و انصاف کر دے یہ صدقہ ہے۔ اپنی سواری پر کسی آدمی کی مدد کر دے کسا سے سوار کر دے یا اس کا سامان سواری پر اٹھالے یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات بھی صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو انسان نماز کی طرف اٹھاتا ہے یہ بھی صدقہ ہے اسی طرح راستہ سے اپنے ارساں چیز کو ہٹا دے یہ بھی صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یعنی الرجل علی دابۃ یہ جملہ کل ترجمہ ہے اور حمل الراكب عام ہے کہ خواہ اسے سوار کرے یا اس کے اسباب کو اٹھا کر چلے تو او حمل کے لئے ہوگا۔ حمل الراكب کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کے سوار ہونے میں مدد دے اور غزوہ جین میں حضرت عباسؓ نے سواری کی رکاب پکڑ رکھی تھی اور ابوسفیانؓ نے لگام کو قہام رکھا تھا تو ترجمہ سے اس حدیث کی طرف اشارہ کر دیا۔

بَابُ كِرَاهِيَةِ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى الْأَرْضِ الْعَلَوِ

ترجمہ قرآن مجید کے نسخوں کو دشمن کے ملک میں سفر جہاد میں لے کر جانا مکروہ ہے

وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَابَعَةُ ابْنِ إِسْحَاقَ الْخ وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي الْأَرْضِ الْعَلَوِ وَهُمْ يُعَلِّمُونَ الْقُرْآنَ.

ترجمہ اور اس طرح محمد بن بشر کی سند سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ ابن اسحاق نے بھی ان کی متابعت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دشمن کے ملک میں سفر کرتے تھے اور وہ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

حدیث (۲۷۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى الْأَرْضِ الْعَلَوِ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید لے کر سفر کرنے کو منع فرمایا ہے۔

تشریح از بیح کتلوی۔ امام بخاری نے مختلف روایات لاکر ثابت کیا ہے کہ جواز بالامن ہے۔ یعنی امن کی صورت میں قرآن مجید لے جاسکتا ہے۔ اور نبی کو غیر امن سے مقید کیا ہے۔ اور وہم یعلمون القرآن کا جملہ ان کے منی پر واضح دلالت کر رہا ہے کیونکہ علم قرآن ہے تو تعلیم قرآن ضروری ہوگی۔ تعلیم عام ہے خواہ حفظ ہو یا کتابت ہو۔

تشریح از بیح ذکر کیا۔ امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مصحف لے کر دشمن کے ملک میں نہ جانا چاہیے۔ ممکن ہے دشمن ان کی بے ادبی کرے۔ ویسے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ خواہ وہ خطہ سے ہو یا مصحف سے دیکر کر پڑھے۔ تو مجاز ثابت ہوا۔ بعض حضرات لشکر کثیر اور قلیل کا فرق کرتے ہیں۔ اور بعض طہانیت کو شرط کر دیتے ہیں۔ اس لئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ سفر بالقرون سے سفر بالمصحف مراد ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ امام بخاری کا استدلال اس طرح ہے کہ جب تعلم القرآن جائز ہے تو تعلم بالمکتاب ہوگا تو جب علم القرآن فی الارض العلوی بکتاب وغیر کتاب جائز ہوا تو حمل القرآن الی الارض العلوی کا مجاز ثابت ہو گیا۔ جب کہ لشکر دشمن کی دست برد سے محفوظ ہو۔ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ امام مالک محسّر کبیر اور صفیر کا کوئی فرق نہیں کرتے اور مطلق ممانعت کے قائل ہیں۔ حال مجاز دالے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ممکن ہے اعداء اسلام کو رغبت فی الاسلام پیدا ہوا۔ مہین کی دلیل یہ ہے کہ کافر فی الحال نجس ہے۔ اور اللہ کا دشمن ہے۔ کیا محب ہے کہ وہ بین کا مرکب ہو جائے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگانا

حدیث (۲۷۷۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّاسِيُّ قَالَ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّبٌ وَقَدْ غَوَّجُوا بِالْمَسَاجِي حَتَّى أَهْنَأْتَهُمْ فَلَمَّا زَاوَهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْعَوْمِيسُ مُحَمَّدٌ وَالْعَوْمِيسُ فَلَجَّافُوا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ أَلَلَّهُ أَكْثَرُ غَيْرَيْتُ غَيِّبٌ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ لَسَاءَ صَبَاحَ الْمُتَلَبِّينَ وَأَصْبَحْنَا حُمْرًا فَطَبَعْنَاهَا لَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ فَأَكْثَفَتِ الْقُلُُورُ بِمَا فِيهَا تَابَعَهُ عَلَى عَنْ سَفِيَّانٍ وَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت آپ نے غیبر پر چڑھائی کی جب کہ وہ لوگ اپنے کدال اور کسی گردوں پر اٹھا کر باہر نکل رہے تھے پس جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ محمد ہیں اور ان کا لشکر ہے۔ محمد ہیں اور ان کا لشکر ہے۔ تو قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔ تو فرمایا اللہ اکبر غیبر پر باد ہو گیا۔ ترجمہ آیت کیونکہ جب ہم لوگ کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو دُور سے ہوتے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے اس لڑائی میں ہمیں بہت سے گدھے دستیاب ہوئے جن کے گوشت کو ہم نے پکانا شروع کر دیا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی حضرت ابو طلحہ نے اعلان کیا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول دونوں تمہیں گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔ پس ان کی ہڈیاں کے اندر جو کچھ سب اٹھ لے دیا گیا۔ روای طلی نے سفیان سے اس کی متابعت کی ہے دفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیدہ۔

تشریح از قاضی۔ قال اللہ اکبر کل ترجمہ ہے کہ حرم کی حرمت کے سبب میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ چونکہ ان کا شہ نہیں نکالا جاتا۔ بعض نے کہا کہ یہ گندگی کھاتے ہیں۔ ان میں اس فرماتے ہیں کہ شاید نبی اس وجہ سے ہو کہ سواری کا جانور ہے کہیں ختم نہ ہو جائے اکثر امت کا یہ قول ہے کہ حرمت مطلقان کی ذات میں ہے وجہ جو بھی ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْعُكْبَرِ

ترجمہ اللہ اکبر کہتے وقت آواز کو بلند کرنا یعنی نعرہ لگانا مکروہ ہے۔

حدیث (۲۷۷۸) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ يُوسُفَ النِّعَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَفْرَقْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَثَرْنَا إِزْتَفَعْتُ أَصْوَاتَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيذُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَذْعُونَ أَصَمَ وَلَا خَالٍ إِنَّهُ مَعَكُمْ أَنَّهُ سَمِعَ قُرَيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَلَدُهُ.

ترجمہ ایہودی اشعری فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے میں جب ہم کسی وادی سے اوپر جھانکتے تھے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے تھے کہ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی جانوں پر زنی کہو کیونکہ تم کسی بھرے اور غیر حاضر کو نہیں پکارتے۔ بے شک وہ تو ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے۔ بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے۔

تشریح از شیخ تگلوبی۔ امام بخاری کی فرض ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے وقت آواز اتنی بلند نہ ہو جائے جو حد وسط اور حجاز سے تجاوز کر جائے اور حد کراہت تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ اربعوا علی انفسکم کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مطلق ممانعت نہیں حد اعتدال سے تجاوز ممنوع ہے۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔۔۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے جہر بالذکر سے منع فرمایا جس سے بعض ائمہ و مشائخ بھی ذکر جہری کی ممانعت کے کمال میں ہیں لیکن حضرت شیخ تگلوبیؒ نے جہر حجاب دیا ہے کہ اربعوا علی انفسکم یہ حجاز پر نص ہے مبالغہ کی ممانعت ہے اور کوکب دہی میں شیخ تگلوبیؒ نے ایک اور حجاب دیا ہے کہ وہاں دشمن موجود تھا تو آپؐ نے منع فرمایا تاکہ دشمن کو ظلم نہ ہو جائے تو ممانعت امر خارج کی وجہ سے ہوئی پس ذکر سے ممانعت نہ ہوئی۔ البتہ کسی کو ذکر جہری سے ایذا کا خطرہ ہو تو پھر کراہت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور روح البیان کے حاشیہ میں ہے کہ یہ اختلاف مشارب اور مقامات کی وجہ سے ہے اہل غفلات کے لئے جہر مناسب ہے۔ احوال اہل غمور کے لئے خفہ مناسب ہے بخاری میں کہتا ہوں کہ صوفیاء کرام نے ان لوگوں کو ذکر جہری سے روک دیا جو درجہ مشاہدہ تک ترقی کر گئے اور جو درجہ مراقبہ میں ہیں ان کو ذکر جہری کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے درجہ انجاء کو پہنچے ہوئے تھے انہیں رہات اور چلہ کشی کی ضرورت نہیں تھی۔ بہر حال کوکب کے اندر روایات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اور مولانا عبدالحی کسینیؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا۔ کہ جس میں پچاس روایات سے ذکر جہری کو ثابت فرمایا ہے رسالہ کا نام سباحۃ الفکر ہے اور بذل المجہود میں شیخ طیل احمدؒ نے حدیث باب کا حجاب دیا ہے کہ مبالغہ فی الجہر سے ممانعت ہے اس لئے مطلقاً جہر کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ نہی آسانی اور زنی کرنے کے لئے ہے اس کیلئے نہیں کہ جہر غیر مشروع ہے اور حافظ نے طبری کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ حدیث سے کراہت رفع الصوت بالدعاء والذکر معلوم ہوئی اور عام سلف صالحین اسی کے قائل ہیں۔ لیکن امام بخاری کا تصرف تقاضا کرتا ہے کہ قائل کے وقت رفع صوت مکروہ ہے ورنہ دیگر مقامات پر ثابت ہے جیسے کتاب الصلوٰۃ میں گذرا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد عہد نبویؐ میں رفع الصوت بالذکر ہوتا تھا۔

بَابُ الْعُسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيَا

ترجمہ۔ جب کسی وادی میں اترے تو سبحان اللہ کہے

حدیث (۲۷۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ النَخَعِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب اوپر کو چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے اور جب کسی وادی میں نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

تشریح از قاضی۔ حدیث باب سے عجیب اور تسبیح کی تسمیم معلوم ہوتی ہے جس کا راز یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی مکان پر چڑھنا اللہ تعالیٰ کی بلندی اور کبریائی کا متقاضی ہے اور نیچے اترنا اللہ تعالیٰ کی تفہیم یعنی ہستی سے پاکی کو تقاضا کرتی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا غَلَا شَرَفًا

ترجمہ۔ جب کسی اونچے مکان پر چڑھے تو اللہ اکبر کہنا ہے

حدیث (۲۷۸۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النَخَعِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب کبھی اوپر کو چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

حدیث (۲۷۸۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ النَخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْفَزْوُ يَقُولُ كُلَّمَا أَوَّلَى عَلَى فَيْئَةٍ أَوْ لَفَيْئَةٍ كَبَرْنَا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْيَوْمَ تَالِيُونَ غَائِلُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِلُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَحْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَلَاحٌ لَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ قَالَ لَا.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی حج یا عمرہ اور میں خوب جانتا ہوں کہ آپؐ نے جہاد کا ذکر بھی فرمایا کہ جب واپس ہوتے تھے تو جب کسی گھاٹی پر چڑھتے یا کسی کھلے میدان کنگریوں والے میں پہنچتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ کلمات پڑھتے جیسا کہ ترجمہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساتھی نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے۔ اسی کے لئے حمد و ثناء ہے۔ وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ہم واپس لوٹنے والے ہیں اور اپنے رب کی طرف توبہ کرنے والے ہیں اس کی عبادت کرنے والے۔ اسی

کو ہمدہ کرنے والے۔ اور ہم اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔ صریح فرماتے ہیں میں نے سالم سے پوچھا کہ کیا حضرت عبداللہ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ سالم نے کہا نہیں فرمایا۔

تشریح از قاضی۔ لا اعلم یہ جملہ اضراب عن الحج والعمرة کیلئے ہے مقصد یہ ہے کہ اذا قلل من الغزو اولی بمعنی اشرف ثنیۃ کمالی۔ خندق جلیل میمان۔ احزاب سے مراد وہ قبائل ہیں جو منطلوبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

بَابُ يَكْتَبُ لِلْمَسَافِرِ مِثْلَ مَا كَانَ يَفْعَلُ فِي الْإِقَامَةِ

ترجمہ۔ مسافر کے لئے اسی طرح ثواب لکھا جاتا ہے جس طرح وہ اقامت کی حالت میں عمل کرتا تھا

حدیث (۲۷۸۲) حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِمْسِيُّ أَنَا أَبُو زُرَّةَ وَأَصْطَحَبُ هُوَ وَزَيْدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ لَمَّا كَانَ يَزِيدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُو زُرَّةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مِرَارًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ عَلَى الْقَبْرِ أَوْ مَسَافَرٍ يَكْتَبُ لَهُ مِثْلَ مَا كَانَ يَفْعَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم سکسکی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ تھے یزید سفر میں روزہ رکھتے تھے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعرؓ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مردہ بیان ہوتا ہے یا سفر اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے اسی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ جو وہ اقامت اور تہجد کی حالت میں عمل کرتا تھا۔

تشریح از شیخ کنگوی۔ - یکتب للمساویر ثواب اس وقت لکھا جائے گا جب کہ وہ مسافر اپنے سفر میں گناہ کار نہ ہو۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ - یعنی جب اس کا سفر کسی گناہ کیلئے نہ ہو۔ علامہ مینی اور قسطلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں ای فی سفر طاعة حافظ نے بہت سی روایات اس معنی میں نقل کر کے لکھا ہے کہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نوافل کے بارے میں ہے۔ صلوات فرض ساقط نہیں ہوگی۔ نہ سفر کی وجہ سے اور نہ ہی مرض کی وجہ سے بلکہ ادا کرے یا قضا کرے۔ ابن خثیرؒ نے اعتراض کیا کہ یہ وسعت میں لگایا کرتا ہے لیکن حافظ اس پر فرماتے ہیں کہ مسافر اور مریض جب عمل میں ہیں تو اس مسافر اور مریض کو نعم اور نفع سے زیادہ ثواب ملے گا۔

بَابُ السَّيْرِ وَخُذَهُ

ترجمہ۔ تھما سفر کرنا

حدیث (۲۷۸۳) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخِمْسِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ لَأَنْتَذِبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ لَنَبَهُمْ فَأَنْتَذِبَ ثُمَّ لَنَبَهُمْ فَأَنْتَذِبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ خَوَارِيًا وَخَوَارِيًا الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ أَلَمْ رَأَى النَّاصِرُ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم کام کیلئے خندق کی لڑائی کے موقع پر لوگوں کو پکارا کہ اس ہم پر کون جابجا تو حضرت زبیرؓ قلیل ارشاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آپؐ نے پکارا تو پھر بھی حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے۔ تیسری مرتبہ پکارا تو بھی حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک ہر نبی کا ایک خاص مددگار ہوتا ہے۔ میرا خاص مددگار حضرت

ذہر ہے۔ سفیان فرماتے ہیں بخاری کا معنی مدگار ہے۔

حدیث (۲۷۸۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخُزَاعِيُّ عَنْ ابْنِ عُمرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَالِدَةِ مَا أَغْلَمُوا مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَهْلٍ وَخَدَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کچھ قصائد ستر کرنے میں ہیں اگر لوگوں کو علم ہو جاتا جس قدر کہ میں جانتا ہوں کوئی سوار رات کے وقت تھام نہ کرتا۔

تشریح از قاسمی۔ مسرودہ کے بارے میں امام بخاری دودھ میں لائے ہیں ایک تو حضرت ذہر کا واقعہ کہ وہ تن تھا ہم پر گئے جس کی تشریح گذر چکی ہے دوسری حدیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تو جمع کی صورت یہ ہے کہ اگر رات کے وقت جانے کی ضرورت ہو اور قلبہ سلامتی کا ہو تو سیدر وحدہ جائز ہے جیسے حضرت ذہر کی حدیث دلالت کرتی ہے۔ اگر خوف و خطر لاحق ہو تو حذر کرنا چاہئے۔ ابن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ لڑائی کی مصلحت کیلئے ستر کرنا جائز ہے۔ جیسے جاسوی حالات معلوم کرنا انتظامات کیلئے جانا۔ ان سب کیلئے حجاز ہے۔ ان کے ماسوا کے لئے کراہت ہے۔

بَابُ السَّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

ترجمہ۔ چلنے میں جلدی کرنا

قَالَ أَبُو حَمِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيُعَجِّلْ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ ابو حمید فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو مدینہ کی طرف جلدی جا رہا ہوں جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہتا ہو تو وہ جلدی کرے۔ پس جب آپ نے مدینہ کو جھانکا اور

حدیث (۲۷۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخُزَاعِيُّ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَانَ يَخْبِي يَقُولُ وَآنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوُدَاعِ قَالَ لَكُنَّا بِمَسِيرِ الْعَنْقِ لَإِذَا وَجَدَ لِحْجَةً نَصْ وَالنَّصُ فَوْقَ الْعَنْقِ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زید سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع میں چال کے متعلق پوچھا گیا۔ انکی راوی کہتے ہیں کہ وہ کہہ رہے تھے اور میں سن رہا تھا لیکن یہ الفاظ پہلے میرے ذکر سے ساقط ہو گئے تھے اور دوسری دفعہ بیان کیا بہر حال حضرت اسامہ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی چال چلتے تھے۔ جب بھیڑ میں سے آپ کو فراخی مل جاتی تو پھر تیز رفتاری سے چلتے تھے نص من سے اوپر والی چال کا نام ہے۔

حدیث (۲۷۸۶) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْخُزَاعِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَلَبِقَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةً وَجَعٌ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ہمراہ تھا انہیں ان کی بیوی حضرت صفیہ بنت ابی عبیدہ کی

سخت بیماری کی خبر سنی تو انہوں نے جلدی چلا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب شفق کے فروغ کا وقت ہوا تو سواری سے اترے مغرب کی نماز ادا کی اور عشاء کی نماز کو بھی پڑھا اور ان دونوں کو جمع کر دیا اور فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب انہیں جلدی جانا ہوتا تھا تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے اور ان دونوں مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

حدیث (۲۷۸۷) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ الْخِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السُّفْرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَنْفَعُ أَخَذَ كُمْ نَوْمُهُ وَطَعَامُهُ فَإِذَا قَضَى أَخَذَ كُمْ نَهْمَةً فَلْيَتَجَلَّ إِلَى أَهْلِهِ۔ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سفر طاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو تہاری نیند کا ٹکڑا اور پیادہ رک دیتا ہے۔ پس جب بھی تم میں سے کوئی اپنی ضرورت پورے کر لے تو جلدی اپنے گھر والوں کے پاس واپس آ جائے۔

تشریح از شیخ کنکویؒ۔ فسقط عنی الخ لفظ انما اسمع عروۃ کا مقلد ہے۔ لیکن حوام کو قصہ سنایا تو اسے ذکر کر دیا حوام نے جب کسی کو سنایا تو بھی اس راہی کو ذکر کیا لیکن یحییٰ نے جب ابن المنفی سے اس کا ذکر کیا تو وہ جملہ معرضہ بول گیا۔ لیکن جلدی یاد آ گیا۔ جس کا انہوں نے تذکرہ کر دیا۔ اور اخیر میں اس کا ذکر کر دیا۔ اگرچہ اپنی جگہ پر اسے ذکر کر دیا۔ اور کان یحییٰ یقول یہ محمد بن المنفی کا مقلد ہے۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کان یحییٰ یقول۔ قال بخاری اور قال المنفی کے درمیان یہ جملہ معرضہ ہے۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ یقول وانا اسمع کے الفاظ الالا ذکر میں کئے تھے۔ بعد ازاں آخر میں ذکر کر دئے بلکہ اپنے اصل میں بھی اسے لکھ دیا۔

بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَأَاهَا تَبَاغُ

ترجمہ۔ جب کسی کو جہاد کے لئے گھوڑا سواری کے لئے دیا پھر دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔

حدیث (۲۷۸۸) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ الْخِ عَنِ هَمْرٍ أَنَّ هَمْرَ بْنَ الْعَطَابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ تَبَاغُ فَلَزَّادَ أَنْ يَتَغَاةَ لَسَّالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ لَا تَبْعُهُ وَلَا تَعُدَّ فِي صَلَاحِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کسی کو گھوڑا عہہ کر دیا۔ پھر اس کو پایا کہ وہ بک رہا ہے۔ ان کا ارادہ ہوا کہ اسے خرید کر لیا جائے۔ تاہم یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت فرمایا آپ کا ارشاد تھا کہ اسے مت خریدو۔ اور اپنے صدقہ میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۷۸۹) خَلَقْنَا إِسْمَاعِيلَ الْخِ عَنِ ابْنِ هَمْرٍ قَالَ سَمِعْتُ هَمْرَ بْنَ الْعَطَابِ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاتَّبَعْتُهُ أَوْ لَمَّا ضَاعَهُ الْبَدَى كَانَ حِنْدَةً فَلَزَّادْتُ أَنْ أَشْعِرِيهِ وَكُنْتُ أَنَّهُ بِإِغْفَةٍ بِرُغْصٍ لَسَّالْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ لَا تَشْعِرْهُ وَإِنْ بَدَرَهُمْ فَإِنَّ الْعَالِدَ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَقُودُ فِي قَيْبِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا فرماتے تھے میں نے کسی شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا سواری کے لئے عہہ کیا۔ پس اس شخص نے اس کو بیچنے کے لئے پیش کیا۔ اسے خرید لیا۔ میں نے اس کے خرید کر لینے کا ارادہ

کیا۔ مجھے گمان تھا کہ وہ سنے فرج پرچ دے گا اس بارے میں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اس کو مت خریدو اگرچہ ایک درہم کے بدلہ میں کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اپنے مہربان میں رجوع کرنے والا اس کئے کی طرح ہے چاہتی تے میں رجوع کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ منکویؒ۔ فتابعہ اگر حکم کا میخہ ہے پھر تو ظاہر ہے کہ اس کے معنی ہیں میں نے خریدنے کا ارادہ کیا تو حال ماضی کی حاکمیت استقبال کے لفظ سے کردی اس صورت میں فاردت ان اشعہ بہ معطوف ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ راوی کو شک ہے کہ حضرت عمرؓ نے صرف اتباعہ کے لفظ پر اکتفا کیا یا اس کی جگہ فاضاعہ الذی کان عندہ فاردت ان اشعہ فرمایا اور اگر اتباعہ فاعب کا میخہ ہے تو پھر مل طریق الاتفات ہے خرید کرنے کا ارادہ کو اجازت سے تعبیر کیا۔ اس وقت بھی معطوف وہی ہوگا جو پہلی توجیہ میں تھا۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ شیخ منکویؒ نے تو اتباعہ کی عجیب توجیہ فرمائی ہے لیکن حافظ قمراتے ہیں کہ اتباعہ اصل میں باعہ تھا جو عرض للبیع کے معنی میں ہے۔ کرمائی فرماتے ہیں اتباع معنی میں باع کے ہے کیونکہ بیع و شراء ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہے ہیں۔ چہے بقسما اشعر و ابہ انفسہم معنی میں باعوا کے ہے۔ انعقد البیع لنفسہ کے معنی ہیں۔

بَابُ الْجِهَادِ بِأَذْنِ الْأَبَوْنِ

ترجمہ۔ ماں باپ کی اجازت سے جہاد ہونا چاہئے

حدیث (۲۷۹۰) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو يَقُولُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَأْذِنَكَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحْسَنُ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَيْنَمَا لَجَّاهِلُهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اجازت طلب کرنے لگا۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے ماں باپ ذمہ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ذمہ ہیں آپ نے فرمایا ان میں سے جہاد کرو۔ **تشریح از قاضیؒ**۔ فہمہما المجاہد جار مجرور مقدم امر جہاد کے متعلق ہیں جو اختصاص کے قاعدہ کے لئے ہے تو اس سے مجاہد فی خدمت الوالدین ثابت ہوا جمہور علماء فرماتے ہیں اگر مسلمان والدین جہاد سے روک دیں تو جہاد حرام ہے کیونکہ ماں باپ کی خدمت فرض میں ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ البتہ نفیر عام کی صورت میں جب جہاد فرض میں ہو جائے تو پھر اذان کی حاجت نہیں ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَغْنَايِ الْأَهْلِ

ترجمہ۔ اونٹوں کی گردلوں میں گھنٹی وغیرہ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا بیان ہے۔

حدیث (۲۷۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَنَا بِشِيرِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَشْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَسِبْتُ أَنَّكَ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبْنَعِهِمْ لَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا أَنْ لَا تَبْقَيْنَ فِي رَلْبَةٍ بَعِيرٌ قِلَادَةً إِلَّا لَقِيعَتْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر انصاریؓ خبر دیتے ہیں کہ وہ بعض اشفار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ عبداللہ راوی فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ اپنے اپنے رات کے بیریہ میں تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیج کر اعلان

کرایا۔ کہ کسی اونٹ کی گردن میں زہ کا ہار یا مطلقاً ہار نہ بند دیا جائے۔ بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔

تشریح از شیخ کنکوئی۔ قلادة من وتر او قلادة اگر او کو شک مادی پر محمول کیا جائے تو توجہ کی تکلیف کرنے کی ہنسبت معاملہ آسان ہے۔ اگر اس متن میں ہتھ پھر تمیم بعد تخصیص ہے تو پھر اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے ہاتھ نہیں کر دیئے جائیں جو زینت یا کسی شرعی ضرورت کیلئے نہ ہوں۔

تشریح از شیخ ذکر یات۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ او تار کے ہارے میں تین قول ہیں اہل عرب نظر بد سے بچنے کے لئے کمانوں کی زہ یعنی تار جانوروں کی گردن میں ڈالتے تھے ان کے کالے کاظم دیا گیا کہ تقدیر الہی کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ امام مالکؒ کا بھی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نبیؐ اس وجہ سے ہے کہ سخت دوڑ کے وقت کہیں جانور کا گناہ نہ ہو جائے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں اس سے جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ دل تک ہوتا ہے۔ اور چرنے میں بھی دھواری ہوتی ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ ان ہاروں کے اندر گھنٹیاں باندھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ امام بخاریؒ نے روایت کے اس طریق کی طرف اشارہ فرمایا جس میں ہے لا یبقیٰ قلادة من وتر ولا جرس فی عنق بعیر الا قطع یعنی اونٹ کی گردن میں نہ کوئی ہار ہاتی رکھا جائے اور نہ ہی کوئی گھنٹی چھوڑی جائے بلکہ انہیں کاٹ دیا جائے۔ اس قول پر اہل وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ اہل کی تخصیص کی وجہ یہ بھی ہے کہ عموماً گھنٹیاں وغیرہ گھوڑوں کی گردن میں نہیں باندھی جاتیں۔ تو ترجمہ میں اہل کی قید عمومی حالت کے مطابق ہوئی۔ تو جمہور کے نزدیک یہ نبیؐ کی کراہت حزیہ کے لئے ہوگی۔ عند الحاجة جائز ہے۔ لیکن یہی حکم تعویذات کا ہے جب کہ ان میں قرآن مجید لکھا ہوا نہ ہو۔ اگر قرآن مجید لکھا ہوا ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ اگر اللہ کی برکت سے شفا نصیب ہوگی۔ اعمال قرآنی مؤلفہ مولانا قاضی اسی پٹنی ہے۔

بَابُ مَنْ أَكْتَبَ فِي جَيْشٍ فَعَوَّجَتْ إِمْرَأَتُهُ حَاجَةً

وَتَكَانَ لَهُ خُلُوعٌ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ

ترجمہ۔ جس شخص کا نام کسی لشکر میں لکھا گیا پھر اس کی بیوی جج پر جانے لگی یا کوئی اور ضرورت اور طرد عیش آگیا تو اس کو اجازت دی جاسکتی ہے۔

حدیث (۲۷۹۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَطَّابِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلَعُونَ رَجُلًا بِإِمْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرُونَ إِمْرَأَةً إِلَّا وَمَعَهَا مَخْرُومٌ لِقَامٍ وَرَجُلٌ لِقَالٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْتَبْتُ فِي خَزَائِنِ كَذَا وَكَذَا وَعَوَّجَتْ إِمْرَأَتِي حَاجَةً فَقَالَ أَكْتَبْتُ مَعَ إِمْرَأَتِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کوئی مرد کسی انجمنی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی عورت اکیلے سفر کرے بلکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ضرور ہو۔ ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میرا نام ملاں فلاں لڑائی میں لکھا جا چکا ہے۔ اور میری بیوی جج کے لئے جا رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ہمراہ جج کرو۔

تشریح از قاضی۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ اہم امور کو ماضی امور پر مقدم کیا جائے۔ جیسے سفر جج اور جہاد میں تدارخ ہو گیا تو سفر جج کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ جہاد میں تو اس کا قائم مقام اور ہو سکتا ہے جج میں جہاد ہی بیوی کے ساتھ ہو قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

بَابُ الْجَاسُوسِ وَالْعَجَسِ التَّبَحُّثِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَجَسَّسُوا وَلَقَدْ كُذِّبَتْكُمْ أَوْلِيَاءُ

ترجمہ۔ جاسوسی کرنا۔ تجسس حالات کی چھان بین کرنے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

حدیث (۲۷۹۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَسَقِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلَقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْحَةَ خَاحٍ فَإِنَّ بِهَا طَعْمَةً وَمَعَهَا كِبَابٌ لِمُعَلُّوهِ مِنْهَا لَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بَنَاهُ خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرُّوحَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعْمَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِبَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِبَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِي الْكِبَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الْيَابِثَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ خَافِضِهَا فَاتَّيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ خَاطِبٍ بَنِي أَبِي بَلْعَةَ إِلَى النَّاسِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خَاطِبُ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجْعَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلَصَّقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَلْفِيسِهَا وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قِرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يُخْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَخْبَيْتُ إِذْ لَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَعَدَّ حَتْلَهُمْ يَذَا يُخْمُونَ بِهَا قُرَاتِنِي وَمَا قَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا إِزْدَادًا وَلَا رَحْسِي بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَلَفَكُمُ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبِي أَضْرَبُ عَنْقِي هَذَا قَالَ إِنَّهُ لَدِ فَهَيْدٍ يَلْزَمُ وَمَا يُلْزِمُكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُكُونَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ يَلْزَمُ فَقَالَ أَهْمَلُوا مَا يَجْتُمِعُ لَقَدْ خَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سَفَهَانِ وَأَيُّ أَسْنَادٍ هَذَا.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہم پر بھیجا فرمایا تم چلے رہو۔ جب خار کے باغ کے پاس پہنچو تو وہاں تمہیں ایک اونٹ سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ۔ پس ہم مل پڑے کہ ہمیں ہمارے گھوڑے دوڑاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اس باغ تک پہنچ گئے۔ واقعی وہاں ایک اونٹ سوار عورت تھی۔ جس سے ہم نے کہا کہ خط لالہ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا خط لالہ یا کپڑے اتار دو۔ تو اس نے اپنے سر کے بالوں کے جڑے سے خط لالہ دیا۔ جس کو لیکر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ خط کھول کر پڑھا تو اس کا مضمون یہ تھا۔ خاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف جس کے ذریعہ اس نے جناب رسول اللہ کے ایک رادے کے متعلق خبر دی تھی آپ کہہ پڑھا تو کرنے والے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے خاطب یہ کیا خط ہے اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے سزا دینے میں جلدی نہ کیجئے میرا مدرن لیجئے کہ میں قریش کا حلیف ہوں۔ میرا کوئی ان سے کسی رشتہ نہیں ہے۔ اور آپ کے ہمراہ جس قدر مہاجرین ہیں مکہ میں ان کی رشتہ داریاں ہیں جن کی وجہ سے قریش ان کے اہل و عیال اور اموال کی حفاظت کریں گے میری خواہش ہوئی کہ جب یہ کسی قرابت نہیں ہے تو میں ان پر

ایک ایسا احسان کروں جس کی وجہ سے وہ لوگ میری قرابت کا لحاظ کریں۔ میں نے یہ کام نہ تو کفر کی بنا پر کیا ہے۔ اور نہ ہی دین اسلام سے بھرنے کی وجہ سے کیا ہے اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کیا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تمہیں کچھ بتا دیا ہے لہذا اسے کچھ نہ کہو حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا جو کلمہ یہ عاصب بدر کی لڑائی میں حاضر ہو چکا ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کرامؓ سے راضی ہو کر فرما دیا ہو کہ تم جو کچھ چاہو عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ سفیان فرماتے ہیں کہ یہ کیسی عجیب سند ہے۔

تشریح از قاضی۔ جاسوسی کا حکم یہ ہے کہ جب وہ کفار کی طرف سے ہو تو شرع مسلمانوں کی طرف سے ہو تو خیر ہے۔ آیت کریمہ کی ترجمہ سے مناسب یہ ہے کہ حدیث باب میں جو قصہ مذکور ہے وہ اس آیت کا شان نزول ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس سے کفار کے جاسوس کا حکم نکالا گیا کہ جب کسی مسلمان کو اس کی جاسوسی کا علم ہو جائے تو اس کا معاملہ حاکم اور امام تک پہنچائے جس پر وہ اپنی مناسب دوائے قائم کرے گا۔ اب علماء میں اختلاف ہے کہ کفار کے جاسوس کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

خارخ کشاور میں کے درمیان ایک جنگ کا نام ہے۔ ظعینہ اس عورت کو کہتے ہیں جو مودج میں ماری ہو۔ اس عورت کا نام سارہ تھا جو عمران بن ملح کی بھاری تھی۔ مصلحی کے معنی حلیف کے ہیں۔ عقالص بٹے ہوئے بالوں کا جھڑا ابو بلتعہ کا نام ماری تھا۔ عاصب کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی اس حدیث سے ایک تو آپؐ کا جہود ثابت ہو اور دوسرے اہل بدر کی فضیلت معلوم ہوئی۔

بَابُ الْكِسْفَةِ لِلْأَسَارِيِّ

ترجمہ۔ قیدیوں کو کپڑے پہنانا تاکہ ان کا تنگ چھپ جائے

حدیث (۲۷۹۴) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُعَمَّدٍ الْغَسَقِيَّ جَاهِلِيًّا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَيْلُرِ أَبِي بَسْرَةَ وَأَبِي بَالْعَاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَظَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ فَوَضَعَا فَرْجَهُ وَالْوَضْعُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَلْعَرَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَكَ نَزْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَا أَلَدَى الْبَسَةِ قَالَ ابْنُ عُثَيْمَةَ كَذَبْتَ لَهُ عَبْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ فَاحَبَّ أَنْ يَكْفِيَهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں جب بدر کی لڑائی ختم ہو گئی تو قیدیوں کو لایا گیا۔ جن میں حضرت عباسؓ کو بھی لایا گیا جن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے قمیص تلاش کی تو عبد اللہ بن ابی کی قمیص ان کے ذرا آئی یعنی ان کے مناسب تھی (کیونکہ یہ بھی حضرت عباسؓ کی طرح لمبے قد کے آدمی تھے) پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے لائے مرنے کے بعد اسے اپنی قمیص پہنائی لیکن بعد ازاں اس پہنائی ہوئی قمیص کو اس کے بدن سے کھینچ لیا کیونکہ وہ اس کا اہل ثابت نہ ہوا ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس عبد اللہ بن ابی کا آپؐ پر احسان تھا جس کا بدلہ آپؐ چکانا چاہتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ وَجَلَّ

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو جائے۔

حدیث (۲۷۹۵) خَلَقْنَا فَتْيَةَ بْنَ مُعَمَّدٍ الْغَسَقِيَّ سَهْلًا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَوْمَ غَيْرَ لَا غِلَظِينَ الرَّأْيَةَ هَذَا رَجُلًا يَفْعَحُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَبَّاتِ
النَّاسِ لِكُلِّهُمْ أَهْلُهُمْ يُعْطَى هَذَا فَعَلُوا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٍّ فَقِيلَ يَشْتَعِي عَنْتَبَهُ فَبَصَقَ فِي
عَنْتَبِهِ وَدَعَا لَهُ قَهْرًا كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعَ فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ فَقَالَ أَفَلَا يَلَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ
عَلَى رَسُولِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اذْهَبْهُمْ إِلَى الْأَسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهِ لَأَنْ
يُهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا غَيْرَ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

ترجمہ۔ حضرت اہل طہرات ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر اعلان فرمایا کہ کل آئندہ میں جہنم اس شخص کو
دوں گا جس کے ہاتھوں پر فتح نصیب ہوگی وہ ایسا آدمی ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں
گے۔ پس لوگوں نے وہ رات انتظار میں گزاری کہ یہ کیسی آپ جہنم کس کو عطا فرماتے ہیں تو جب صبح ہوئی تو سب کے سب اس کی امید رکھتے تھے تو
آپ نے پوچھا حضرت علیؑ کہاں ہیں؟ اٹھایا گیا کہ ان کی آنکھوں میں شکایت ہے آپ نے ان کی آنکھوں پر لب مبارک لگائی اور دعا فرمائی جس سے وہ
تندرست ہو گئے گویا کہ ان کو کوئی دوسری نہیں تھا پس آپ نے جہنم ان کو دے دیا جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک ان شرکین سے لڑتا
ہوں گا یہاں تک کہ ہم جیسے مسلمان ہو جائیں جس پر آپ نے فرمایا کہ اپنے قدم پر رکھو یعنی اپنے حال پر رہو یہاں تک کہ تم ان کے گمراہی
میں داخل ہو جاؤ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو۔ اور اسلام کے جو احکام ان پر واجب ہیں وہ ان کو تلاؤ۔ پس اللہ کی قسم البتہ تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی
ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پاس سرخ سرخ اونٹ ہوں جو عرب کے نزدیک محبوب مال شمار ہوتا ہے۔

بَابُ الْأَسَارِيِّ فِي السَّلَاسِلِ

ترجمہ۔ قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں

حدیث (۲۷۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہوتے ہیں جو جنت میں زنجیروں کے ساتھ داخل ہوں گے۔

تشریح۔ اڑا کا گئی۔ یعنی جگ میں وہ قیدی ہو کر زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی توفیق دے گا کہ وہ جنت میں
داخل ہو جائیں گے یا وہ مسلمان مراد ہیں جو کفار کے ہاتھوں قیدی بنیں کہ ان کے زنجیریں لگی ہوں۔ اسی حالت میں ان پر موت آ جائے تو وہ اسی
حالت میں جنت میں داخل ہوں گے۔ تو یہ قیدی جنت میں داخل کا موجب بنی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

ترجمہ۔ ان لوگوں کی فضیلت کے بارے میں جو تورات اور انجیل پر ایمان والوں میں سے اسلام قبول کریں

حدیث (۲۷۹۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْآمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا

لِيُحْسِنَ أَذْيَهَا ثُمَّ يُعْطِيَهَا فَيَعْرِوْ جُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ أَعْطَيْتُكُمَا بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُزْجَلُ فِي أَهْوَنِ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ حضرت مجددِ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عینِ آدمی ہیں جن کو دو ہر اثواب حاصل ہوگا ایک تو وہ شخص جس کی باندی ہو جو اس کو تعلیم دے اور اچھی خوب تعلیم دے ادب سکھائے اور خوب ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دو ہر اثواب ہوگا۔ دوسرا اہل کتاب میں سے وہ مؤمن شخص ہے جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا تھا اب نبی آخر الزمان پر بھی ایمان لے آیا اس کو بھی دو ہر اثواب ہوگا۔ تیسرا وہ غلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے یعنی عبادت کرتا ہے اور اپنے سرکار کی بھی خیر خواہی کرتا ہے۔ حضرت معنی نے فرمایا جاؤ یہ حدیث میں نے تجھے بغیر کسی مال کے دے دی۔ آدمی تو اس سے بھی آسان مسئلہ کیلئے مدینہ کی طرف کوچ کرتے تھے۔ تشریح از قاضی۔ حدیث مع شرح کے گزر چکی۔

بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يَتَّبِعُونَ قَيْصَابَ الْوُلْدَانِ وَالذَّرَارِيِّ

بَيِّنَاتُ كَيْفَ تَتَّبِعُهُ لَيْلًا نَيِّتًا

ترجمہ دار الحرب والوں پر شب خون مارا جائے جس میں بچے غلام اور اہل و عیال ہاتھ لگیں

بیِّنَاتُ ترجمہ سے خارج ہے امام بخاری اسی مادت کے مطابق ان الفاظ کی تفسیر بیان کریں گے جو قرآن مجید میں ماح ہوتے ہیں بیِّنَاتُ لَيْلًا نَيِّتًا

حدیث (۲۷۹۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَنَدِيُّ عَنِ الصَّغْبِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ مَرَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَنْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يَتَّبِعُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَيْصَابَ مِنْ نِسَاءِ هُمْ وَكَوَارِبُهُمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا حِمِّيَ إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّغْبُ لِي الدَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرٌ وَبِحَدَّثَنَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الصَّغْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌ وَهُمْ مِنْ آبَائِهِمْ.

ترجمہ حضرت محبت بن عثمان غمر ماتے ہیں کہ جب میں ابواء یا ودان میں تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر میرے پاس سے ہوا۔ آپ سے دار الحرب میں دار الحرب والے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جن مشرکوں پر شب خون مارا جائے تو ان کی عورتیں اور بچے قتل ہو جائیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ اور میں نے یہ بھی ان سے سنا کہ جاگیر تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور دوسری سند میں ہے ہم منهم جیسے عمر نے کہا ایسے نہیں کہ ہم من آبائهم۔

تشریح از قاضی۔ مقصد حدیث کا یہ ہے کہ نساء اور حبیبیان کا قتل بطریق بالتصدق مباح نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کے آباء تک بغیر ان کے روعے نہیں پہنچا جاسکتا۔ کیونکہ وہ مردوں کے ساتھ غلام ہیں تو پھر ان کا قتل کرنا جائز ہے۔

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ جنگ میں بچوں کا قتل کرنا کیا ہے

حدیث (۲۷۹۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ النَخَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وَجَدَتْ فِي بَعْضِ مَغَارِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْعُولَةً فَاتَّكَزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الْبَنَاتِ وَالصِّبْيَانِ.
ترجمہ۔ حضرت عبداللہ خمر دہے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لڑائیوں میں ایک عورت قتل شدہ پائی گئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کے قتل پر کبیر فرمائی۔

بَابُ قَتْلِ الْبَنَاتِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی میں عورتوں کا قتل کرنا

حدیث (۲۸۰۰) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَخَعِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْوَلَدِ وَجَدَتْ امْرَأَةً مَقْعُولَةً فِي بَعْضِ مَغَارِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الْبَنَاتِ وَالصِّبْيَانِ.
ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لڑائیوں میں ایک عورت قتل شدہ پائی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمادیا۔
تشریح۔ از قاتل۔ دلوں قسم کی روایات کو جمع کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ عورتوں اور بچوں کا قتل قصداً تو منع ہے۔ مگر جس اس لئے کہ وہ کمزور ہیں جنگ نہیں لڑ سکتیں اور بچے اس لئے کہ قتل کر کے وہ لوگ قاصر ہیں۔ حادی نے تو حضرت معبث کی روایت کو ناخ قرار دیتے ہوئے قتل النساء والصبيان کو جائز کہا ہے لیکن یہ مہمدمامت کے خلاف ہے۔

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب نہیں دیا جائے

حدیث (۲۸۰۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ النَخَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنِّي وَجَلَعْتُمْ قَلْبًا وَقَلْبًا فَأَخْرَفُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْنَا النُّعْرُوجَ إِلَيْنِ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا قَلْبًا وَقَلْبًا وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَلَعْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.
ترجمہ۔ حضرت ابومرہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ میں بھیجا۔ پس ارشاد فرمایا کہ اگر فلاں فلاں آدمی کو پالو تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔ جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ لہذا اگر ان کو پالو تو قتل کر دو۔

حدیث (۲۸۰۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَخَعِيُّ عَنْ حِكْمَةَ أَنَّ عَلِيًّا حَوْقِي قَوْمًا قَبْلَ أَنْ يَنْتَبِذُوا

لَقَالُوا كُنْتُمْ تُبَدِّلُونَ لَكُمْ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّمَا بَدَّلْتُ الْفِتْنَةَ الَّتِي كُنْتُ عَلَيْهَا إِلَىٰ دِينِ اللَّهِ الَّذِي أَنَا عَلَىٰ حَقِّهِ يُبَدِّلُ مَا يَشَاءُ لِمَن يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو بلادیا یہ غیر حضرت ابن عباسؓ کو بھی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان کو نہ جلاتا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے عذاب جیسا عذاب کسی کو نہ دو۔ اور میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل لیا اس کو قتل کرو۔

تفسیر از قاسمیؒ۔ قطعی حکم تو یہی ہے کہ آگ سے کسی کو عذاب نہ دیا جائے لیکن اگر لڑائی میں کفار پر غلبہ حاصل کرنے کا صرف یہی طریقہ رہ جائے تو پھر آگ لگائی جاسکتی ہے اس مسئلہ میں ملک کا اختلاف رہا ہے۔

ان وجعلتم فلاحا وفلاحا ایک تمہیدان ابن الاسود تھا جس نے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹ کو چمک ماری جب کہ وہ ہجرت کر رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ گر گئیں اور پیار ہو گئیں۔ فخر عطاء کے ہاؤ جود اس کو نہ پاسکا۔ بعد ازاں مسلمان ہوا۔ اور خلافتِ حادیہ تک زندہ رہا۔ دوسرا نافع بن قیس تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ لِمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّمَا فِدَاءٌ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ

أَوَارِزَهَا فِيهِ خَبِيرٌ ثَمَامَةُ وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ مَا كَانَ لِیَّبَنِي أَنْ يَكُونُوا لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْخِخَ فِي الْأَرْضِ يَفْخِخَ يَغْلِبُ فِي الْأَرْضِ فَيُهْزِلُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کے بعد احسان کر کے چھوڑ دو۔ یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔ کہ اس کے چھپا رکھ دینے جائیں۔ اس میں حضرت ثمامہ بن امل کی روایت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نبی کی شان کے لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ ملک میں غلبہ حاصل کریں۔ یعنی معنی غلبہ کے ہے کیا تم دنیا کے مال و اسباب چاہے ہو۔

تفسیر از قاسمیؒ۔ حدیث ثمامہؓ سے قصود یہ جملہ ہے ان تقتل تقتل ذمام وان تنعم تنعم علی شکر یعنی اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون دانے کو قتل کریں گے جس کا بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ انعام کر کے چھوڑ دیں گے تو ایک قدردان پر احسان کریں گے۔ وان كنت تريد المال فسل منه ما صنعت کا اگر آپ مال چاہے ہیں مجھ آپ چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقسیم پر کبیر نہیں فرمایا بعد اس پر منعت لگا کر چھوڑ دیا اس سے مجبور کے مسلک کو تقویت حاصل ہوئی۔ کہ کافر مردوں کا معاملہ امام کے سپرد ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو مفید ہو وہی امام کر سکتا ہے۔ مجاہد وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کافر قیدیوں سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے۔ حضرت حسن بصریؒ اور عطاء فرماتے ہیں کہ کفار قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ البتہ امام کو من اور فدیہ میں اختیار ہے۔ یا انہیں کا استدلال فاقتلوا المشركين سے ہے۔ اس لئے جس سے جزیہ لیا جائے وہ قتل نہیں ہے۔ ہائی نہیں۔

بَابُ هَلْ لِلْأَسِيرِ أَنْ يَقْتُلَ وَيَخْدَعَ

الَّذِينَ أَسْرَوْهُ حَتَّىٰ يَنْبَغُوا مِنَ الْكُفْرِ فِيهِ الْمَسْزُورُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ کیا مسلمان قیدی کسی کافر کو قتل کر سکتا ہے یا ان لوگوں سے دھوکہ کر سکتا ہے جنہوں نے اسے قید کیا ہے تاکہ ان کافروں

کی دست برد سے قتل کئے۔ اس بارے میں حضرت مسور کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اس سے حضرت ابوبصیر کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے ابو جہل و غیرہ حضرات کے ساتھ مل کر پہلے تو ان کی قید سے رہائی پائی بعد ازاں انہیں قتل و قمارت کیا۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مسجد کا قول یہ ہے کہ اگر کوئی کفار سے عہد و معاہدہ ہے تو اسے ہر کیا جائے۔ یہ امام مالک کا مسلک ہے۔ حتیٰ کہ وہ فرماتے ہیں ہمارا بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ اور عطاء فرماتے ہیں کہ اس بات پر عہد باطل ہے۔ جس کو پورا کرنا جائز نہیں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے قتل کی اجازت ہے لیکن مال لینا اور قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر عہد نہیں ہے تو ہر طور سے گویا غلامی کی اجازت ہے۔ غواہ قتل کرنا پڑے یا مال لینا پڑے اور آگ لگانی پڑے۔ چنانچہ حضرت ابوبصیر کے قصہ میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ ان کا عہد تھا یا نہیں تھا۔

بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرِّقُ

ترجمہ۔ جب کوئی مشرک کسی مسلمان کو جلادے تو کیا قصاص اسے جلایا جائے گا۔

حدیث (۲۸۰۳) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ قَمَائِيَّةٍ قَبِضُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آتِنَا رِسْلًا قَالِ مَا أَجَدَ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِاللُّؤْدِ فَانْطَلَقُوا فَخَسِرُوا مِنْ أَبْوَابِهَا وَأَلْبَابِهَا حَتَّى صَحَّوْا وَسَجَنُوا وَقَتَلُوا الرَّاهِيَّ وَاسْتَعْلَوْا الْإِبِلَ وَكَفَرُوا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَآتَى الصُّرَيْحُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى آتَى بِهِمْ لَقِطْعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُخِمَتْ لِكَيْ يَحْلَقَهُمْ بِهَا وَطَوَّخَهُمْ بِالخَمْرَةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقُونَ حَتَّى مَاتُوا قَالِ أَبُو قِلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَخَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ قبیلہ عکلی کے آٹھ آدمیوں کی ایک جماعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائی۔ اور وہیں ٹھہر گئی لیکن مدینہ منورہ کی آپ وہاں کو ناموافق پایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے کوئی اونٹنی کا دودھ تلاش کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرے پاس اور تو کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ تم لوگ مدقہ کے کچھ اونٹ ہیں وہاں جا کر رہو۔ چنانچہ وہ گئے ان کا پیچہ شاب اور دودھ پیا۔ تندرست ہو گئے۔ بلکہ پہلے سے مولے ہو گئے۔ اونٹوں کے گھران کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ پس ایک فریاد کرنے والے کی آواز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی آپ نے تلاش کنندہ ان کے پیچھے پیچھے ہیں ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ پکڑ کر لائے گئے آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیا جوڑا کو کی سزا ہے جس نے مال لیا ہو۔ پھر لوہے کی سلاخیاں گرم کرنے کا حکم دیا۔ جو سرے کی سلاخی کی طرح ان کی آنکھوں میں پھیری گئیں۔ اور ان کو سرخ چھروں والی حرہ زمین میں پھینک دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے تو ان کو پانی بھی نہیں پلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابوطالب فرماتے ہیں کہ انہوں نے قتل بھی کیا تھا اور مال بھی چرایا تھا اور سرقہ بالجبر کر کے اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی مول لی تھی۔ اور اللہ کی زمین میں ڈاکہ زنی سے فساد برپا کیا۔

تشریح از قاسمی۔ اگر اطفال ہو کہ ان کو آگ سے عذاب کیوں دیا گیا حالانکہ اس کی ممانعت ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ نزول الحدود اور آیہ محاربه اور نہی عن المثلہ سے پہلے کا ہے۔ لہذا یہ حکم منسوخ ہوگا۔ بعض اسے منسوخ نہیں مانتے۔ آپ نے یہ سب کام

قصاص کیا تھا کیونکہ گمراہوں کے ساتھ انہوں نے یہی سلوک کیا تھا۔ تو جواز قصاص اور نفی بغیر قصاص کے ہے۔ بحث گزر چکی ہے۔

باب: حدیث (۲۸۰۴) خَلَقْنَا يُحْيَىٰ بَنَیْ نُكْمِرُ الْخَالِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَرَضْتُ نَمْلَةً نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأَخْرَجْتُ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ فَرَضْتُكَ نَمْلَةً أَخْرَجْتُ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ فَتَسْبِحُ اللَّهَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ ایک چوٹی نے نبیوں میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا۔ تو انہوں نے چوٹیوں کی ہستی کو جلادیا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ چوٹی ایک نے آپ کو کاٹا تھا آپ نے ایک پوری جماعت کو جلادیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی تھیں۔

تشریح از اقامتی: یہ باب سابق باب سے فصل کے طور پر ہے۔ مناسبت واضح ہے کہ جلانے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے مستحق کو سزا ملے تو چوٹی والی حد سے اسٹارہ ماکر اگر ایک چوٹی کو جلانے تو عتاب نہ دیکھیں یا استدلال اس پر موقوف ہے کہ شرائع میں قبلنا ہمارے لئے حجت ہوں۔

بَابُ حَرْقِ النَّوْرِ وَالنَّحِيلِ

ترجمہ: مکانات اور کھجوروں کے درختوں کا جلانا

حدیث (۲۸۰۵) خَلَقْنَا مُسْلِمَةَ الْخَالِ قَالَ جَبْرِ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرَىٰ يُحْيَىٰ مِنْ ذِي الْخَلِصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خُصْعَمٍ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْهَمَائِيَّةِ قَالَ فَأَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ غَمَلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَتُبُّ عَلَى الْغَمَلِ فَضَرَبْتُ فِي صَلْبِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِهِ فِي صَلْبِي وَقَالَ اللَّهُمَّ كَبِّهْ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا فَأَنْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَبْرِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَهَارَكَ فِي غَمَلٍ أَحْمَسَ وَرَجَّالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: حضرت جریر فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھے ذی الخلیصہ کے بیت سے راحت نہیں پہنچاتے۔ ذی الخلیصہ قبیلہ بنو خثعم کے اعدا ایک گھر تھا جسے یعنی کعبہ کہتے تھے۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ احس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر گیارہ شہسوار تھے۔ اور میں گھوڑے پر بٹک کر نہیں بیٹھ سکا تھا۔ تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے آپ کی انگلیوں کے نشان میں نے اپنے سینے پر دیکھے اور دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کو بجا دے۔ اور اس کو کمال مکمل کر دے۔ چنانچہ وہاں یہ حضرات پہنچے اس کعبہ کو توڑا اور اسے جلادیا۔ تو حضرت جریر نے اس کی اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی۔ تو حضرت جریر کے قاصد نے آپ سے آ کر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کے پاس اس وقت پہنچا ہوں جب کہ میں اس معنوی کعبہ کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں گویا کردہ خالی پیٹ یا خارش ادنٹ ہے۔ یعنی وہ جل کر سیاہ را کھ ہو گیا ہے۔ پس آپ نے قبیلہ احس کے گھوڑوں اور ان کے سواروں کے لئے پانچ مرحرہ رکت کی دعا فرمائی۔

تشریح از اقامتی: احمس حضرت جریر کے قبیلہ کا نام ہے۔ ویسے اس کے معنی شجاع اور دین میں سخت اور مضبوط کے بھی آتے ہیں۔

حدیث (۲۸۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَعَلَ ابْنِي النَّضِيرَ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کے مجہودوں کے بارے میں فرمایا ہے۔
تفسیر از قاسمیؒ۔ مجہودو فرماتے ہیں کہ دشمن کے شہروں میں آگ لگانا اور غریب کاری کرنا جائز ہے۔ امام ابو ذریٰ البالیث اور ابو ثور
اسے مردود سمجھتے ہیں۔ ان کا استدلال حضرت ابو بکرؓ کی اس وصیت سے ہے جو انہوں نے لشکر کو روانگی کے وقت لرمائی تھی کہ ایسے کام نہ کرنا طبری
نے جواب دیا کہ نبی قصد پر محمول ہے۔ لیکن اگر قتال کے وقت امام اس کی طرف مجہود ہو جائے تو پھر جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا غناء یہ تھا
کہ غریب یہ شہر فتح ہو جائیں گے تو ان کی جائیدادوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے تاکہ ہمارے استعمال کے لئے باقی رہیں۔

بَابُ قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّائِمِ

ترجمہ سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنا

حدیث (۲۸۰۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَ عَنِ النَّوَّازِ بْنِ حَارِثٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي زَالٍ لِيَقْتُلُوهُ فَإِنْ طَلَّقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ لِدَعَلٍ حِصْنَهُمْ قَالَ لَدَخْتُ
فِي مَرْبُوطِ دَوَابِّ لَهُمْ قَالَ وَأَهْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ انْتَهَمُوا فَقَالُوا جَمَارًا لَهُمْ فَغَرَجُوا بِطَلَبُونَهُ
فَغَرَجَتْ فِي مَنْ غَرَجَ أَبُوهُمْ النَّبِيُّ أَطْلَبَهُ مَعَهُمْ فَوَجَلُوا الْجَمَارَ لَدَعَلُوا وَدَخَلُوا وَأَهْلَقُوا بَابَ
الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي ثُكُورِهِ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيحَ فَفَتَحْتُ بَابَ
الْحِصْنِ لَيْلًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا زَالٍ لَأَجْعَلَنَّيَ لِقَعْمَلْتُ الصُّوتَ لِعَصْرَتِهِ لِقَصَاحٍ لِعَصْرَجَتْ
ثُمَّ رَجَعْتُ كَمَا تَنِي مُهَيْتٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا زَالٍ وَهَيْزَتْ صَوْتِي قَالَ مَا لَكَ يَا مَلِكُ الْوَيْلُ لَكَ مَا
خَانِكَ قَالَ لَا أَفْرَى مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ لِعَصْرَتِي قَالَ وَهَيْزَتْ سَوْتِي فَيُنِي بَعْدِي ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى
فَرَعْتُ الْعَظْمَ ثُمَّ غَرَجْتُ وَأَنَا كَهَيْشٍ فَاتَيْتُ سُلَمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوَقَعْتُ وَجَلِي لِعَصْرَجَتْ
إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاهِيَةَ لَمَّا بَرَحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعْيًا أَبِي زَالٍ
تَاجِرُ أَهْلِ الْجَعْبَارِ قَالَ لَقُمْتُ وَمَا بِي قُلْبَةً حَتَّى آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَاهُ.

ترجمہ حضرت ہمام بن مازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت کو ابورافع کے قتل کے لئے بھیجا۔
جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا تھا۔ اور لوگوں کو اس پر ابھارتا تھا تو ان میں سے ایک آدمی عبد اللہ بن حکیم چل کر ان کے قلعہ میں داخل ہو
نے میں کامیاب ہو گیا وہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے جانوروں کے اسٹبل میں گھس گیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا معلوم ہوا کہ ان کا
ایک گدھا کم ہو گیا ہے اس کی تلاش کے لئے قلعہ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ دیکھا تا یہ چاہتا تھا کہ میں بھی ان کے ہمراہ گدھے کو تلاش کر رہا ہوں
تا کہ گدھا حال کو مل گیا وہ ایسے قلعہ میں داخل ہوئے تو میں بھی گھس گیا۔ اور رات کو انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور چاہیاں ایک طاق میں رکھ

دیں جس کو میں دیکھ رہا تھا۔ جب سب سو گئے تو میں نے چاہیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر میں ابورافع کے پاس آ کر بولا اے ابورافع اس نے مجھے جواب دیا میں نے اس کی آواز کا قصد کر کے اس کے کنارے ماری۔ تو وہ چیخا میں نکل جانے کے بعد پھر داخل ہوا۔ گویا کہ میں فریادیں ہوں تو میں بولا اے ابورافع اس وقت میں نے اپنی آواز بدل لی تھی۔ تو اس نے کہا کیا ہے میری ماں کے لئے ہلاکت ہو تو میں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں کہ کون میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کنارے ماری تو صوابی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اس پر اس قدر زور دیا کہ اس کی ہڈی ٹکھٹائی یعنی کڑک لگی میں حیرانی کے عالم میں نکلا ان کی سیرمی سے اترنے لگا تو گر پڑا تو میرے پاؤں کو چھٹ لگ گئی۔ بہر حال میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تو اس وقت تک یہاں رہوں گا جب تک موت کی خبر دینے والی کی آواز نہ سنوں۔ چنانچہ میں وہاں رہا یہاں تک کہ ابورافع تاہم اہل حجاز کی موت کی خبر دینے والی عورتوں کی آواز نہ سنی۔ پس میں کھڑا ہوا تو مجھے کوئی پتا نہ تھا کہ میں یہاں تک کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی۔

حدیث (۲۸۰۸) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْخَ هُوَ الْوَرَاءُ بْنُ هَارِثَ قَالَ بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْكَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَلَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَمِيكَ بَقِيَةً كَثَلًا فَفَعَلَهُ وَهُوَ نَائِمٌ. ترجمہ: حضرت براء بن مازن فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصار کی جماعت ابورافع کی طرف بھیجی تو حضرت عبداللہ بن عتبہ اس کے ہاں گئے رات کو حملہ کر کے سوتے ہوئے میں اسے قتل کر دیا۔

بَاب لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ

ترجمہ: دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرنا

حدیث (۲۸۰۹) خَلَقْنَا يُوسُفَ بْنَ مُوسَى الْخَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى جَمْعَ خَرَجٍ إِلَى الْخُرُوبَةِ لِقَاءَهُ لَإِذَا فِيهِ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الْيَوْمِ لَقِيَ فِيهَا الْعَلَوِ أَنْظَرُ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ وَسَلُّوا اللَّهَ الْعَالِيَةَ لَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاهْلَمُوا أَنَّ الْحَنَّةَ تَحْتَ ظِلِّ الشَّوْبِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُنْجَى السَّعَابِ وَهَارِمَ الْأَحْزَابِ أَهْرَمُهُمْ وَأَنْصَرْنَا عَلَيْهِمْ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ خَلَفْنِي سَالِمَ أَبُو النُّضَيْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ لَمَّا كَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ وَقَالَ أَبُو هَامِرٍ بِسَنَدٍ آخِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ لَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا.

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالمطلب کی طرف عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے خط لکھا جب کہ وہ مدینہ عمارت کی طرف کوچ کا ارادہ کر رہے تھے۔ پس میں نے اس خط کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ان لڑائیوں میں جن میں ان کی دشمنوں سے مدد بھیجی ہوئی آپؐ نے سورج ڈھلنے تک انتظار کیا۔ پھر لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے رہو۔ اور جب دشمن سے لڑائی شروع ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تم لوگوں کے سامنے ہے۔ پھر

يَزَلْ يُكَلِّمُهُ هُوَ اسْمَعُ مَن مِّنْهُ لَقَوْلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعب بن اشرف یہودی سردار کے قتل کا کون ذمہ لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بہت تکلیف دے چکا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اتودہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس نے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں قصداً دیا ہے کہ ہم سے چھڑے مانگتا ہے تو کعب نے جواب دیا۔ کہ خدا کی قسم! ابھی تو تم اور اس سے اسکا جاؤ گے۔ تو انہوں نے فرمایا ہم نے ان کی بھڑادی کر لی ہے۔ اب ہم لوگ اس وقت تک انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں کہ ان کا معاملہ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پس بامرادہ اس سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

تفہیم از شیخ کنکوفی۔ سمعته مروتین یہ مروی ہے کہ میں نے حضرت حسنؓ سے اس روایت کو دودھ مرچنا ہے۔ آگے شیخ نے یہ واضح چھوڑ دیا ہے جس میں صحیحہ فرمائی ہے کہ سفیان سے کہا گیا کہ یہ آیت لا تتخذوا عدوی الخ اسی بارے میں نازل ہوئی۔ سفیان نے کہا لوگوں کی روایات میں تو یہی ہے لیکن جو کچھ مجھے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے میں نے ان کی روایت کا کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میرا گمان یہ ہے کہ میرے علاوہ کسی نے بھی مروی دینار سے اسکو یاد نہیں رکھا

تفہیم از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ باب الجاسوس کا بعد احادیث حاطب بن ابی بلتعہ کی لائے جس کی فرض یہ ہے کہ کفار کی طرف سے جاسوسی کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصداً پر دال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ جاسوسی مسلمانوں کی طرف ہو جو کہ جائز ہے۔ کیونکہ آپؐ نے حضرت علیؓ وغیرہ حضرات کو اس کے لئے بھیجا تھا تا کہ جاسوسہ جودت کو پکڑ کر اس سے خط لے آئیں۔ و انھوہم بما یحب علیہم اس جملہ سے فرض یہ ہے کہ پہلے مکمل مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا ہے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو قتل سے رک جانا واجب ہے۔ اگر وہ جزیرہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں جب بھی ان کے قتل سے رکنا واجب ہے۔

لان یہودی اللہ تک یہ حضرت علیؓ کے مقلد کا بیان ہے جو انہوں نے فرمایا تھا کہ اسلام لانے تک میں انکے ساتھ لڑتا رہوں گا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے وہ فی نفسہ صحیح ہے کیونکہ اسلام لانے سے اسلام لانے کے قائل اور سبب بننے والے کو ثواب ملے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائیں اپنے کفر پر وہ جزیرہ ادا کرتے رہیں جب بھی ان کے قتل سے رکنا واجب ہے

تفہیم از شیخ زکریا۔ یہ جو کچھ کتب کنکوفیؒ نے فائدہ بیان کیا ہے وہ مسلم کی روایت کے مطابق ہے۔ فسادہم الی ثلاث خصال فان ہم ابوا ای عن الاسلام فسلہم الجزیۃ فان ہم اجابوک فاقبل منهم فکف عنهم کشتن چیزوں کی طرف مشرکین کو دعوت دو۔ پہلے تو اسلام اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان سے جزیرہ طلب کرو۔ اگر وہ جزیرہ دینا قبول کر لیں تو تم اسے لے لو اور ان کے قتل سے رک جاؤ۔

تفہیم از شیخ کنکوفی۔ بیانات لایلا امام بخاریؒ کا مقصد اس سے یہ ہے کہ تبییست کے مفہوم میں اور جو کچھ مینے اس سے مشتق ہوں ان میں لیل کا مفہوم مجہر ہے۔

تفہیم از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ اپنی مادیت کے مطابق حدیث میں جو لفظ وارد ہو وہ قرآن مجید میں جہاں جہاں واقع ہوا ہے اس کی تعبیر فرماتے ہیں کہ ایک تو واقعی ہو جائے دوسرے دونوں سے برکت حاصل ہو۔ اب بیانات لایلا یہ سورۃ اعراف میں آیا ہے۔ فجاءھا

بِأَسْنَا بَيِّنَاتٍ أَوْ هُمْ قَافِلُونَ اور دوسرا سورۃ نمل میں ہے۔ تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ أَوْ آخِرَىٰ بَيْتٍ مِّنْهُم غَيْرِ الَّذِي تَقُولُ ہے۔

امام اوزاعی امام مالک اور امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ نساء اور ولدان کو کسی حال میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ۔ امام ثوری اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر مشرکین کا قتل صبیحان اور نسلہ کو تلف کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان حضرات کا استدلال ہم من ابائهم سے ہے۔ میرے نزدیک امام بخاری کی تحویب اس پر دال ہے کہ وہ اس حدیث کو بیات یعنی شب خون پر محمول کرتے ہیں یہی جمہور کا قول ہے۔ اور ہابیہ میں ہے لا بأس برمیہم وان کان فیہم مسلم او تاجر الخ حتی رأیت الرصاصبعہ الخ اس سے مراد آپ کی انگلیوں کی خشک اور سکون ہے۔ مارنے کا اثر نہیں ہے۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ اکی تائید مشام کی روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے حتی وجئت بریدھا کبش نے انگلیوں کی خشک محسوس کی۔ کالہ جملہ اجوف الخ یہاں تشبیہ جملہ اجوف سے خالی ہونے میں ہے کہ کٹڑیاں جملہ کراہت سے کوکھلی ہو گئیں۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ کتاب البغازی میں ہے کانھا جملہ اجرب کردہ ایسا سیاہ ہو گیا کہ اب اس کی رونق اور زینت جاتی رہی اور جس روایت میں اجوف ہے اس کے معنی خالی کے ہیں۔ ظاہر ابوا معلوم ہوا اور پیٹ اس کا خالی ہو۔ امام بخاری نے بپ میں حرقی الدور والنخیل النی للمشرکین ذکر کیا ہے۔ جمہور تو حرقی اور تخریب فی بلاد العدو کو جائز فرماتے ہیں لیکن امام اوزاعی اور ابویور غیرہ مکروہ جانتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ درخت اور کھیتی تین قسم ہے ایک تو وہ جو مشرکین کے قلعوں کے قریب ہوں یا راستہ بنانے کے لئے ان کے تلف کرنے کی ضرورت ہو تو بغیر کسی خلاف کے جائز ہے۔ دوسرے وہ جن کے قلعہ کرنے سے مسلمانوں کو نقصان ہوتا ہو۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ گھاس چارے کے لئے تو ایسے درختوں وغیرہ کا کاٹنا حرام ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ جس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں۔ اور کفار کو فیض و غصب میں جتا کرنے کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ ایک تو وصیت ابو بکر کے مطابق ان کا کاٹنا جائز نہیں۔ اور دوسری روایت جمادی کی ہے۔ جسے کہ بنو نضیر کے ہافات جلائے گئے۔

تشریح از شیخ منکوی۔ فخر جنت فیمن خرج اگر یہاں کے ساتھ نہ لگتے بلکہ اصل میں کہیں چھپ جاتے تو وہ ابھی ہمدہ انہیں دیکھ لیتے اور یہ پکڑے جاتے۔ یہ صحابی کی فہم و فراست تھی کہ وہ اس ترکیب سے محفوظ رہ گئے۔

تشریح از شیخ منکوی۔ حتی اسمع الواعیۃ فاعیلہ نہ کرنے والی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ مردوں کو محفوظ رکھتی ہیں اور ان کا شمار کرتی ہیں۔ **تشریح از شیخ ذکر کیا۔** بعض نسخوں میں ناعیہ ہے۔ ناعیہ موت کی خبر دینے والی اور واعیہ وہی سے ہے۔ جس کے معنی آواز کے ہیں۔ جو مختل کے اوصاف ذکر کر کے بیان کرے۔

فعل النائم المشرک علامہ بیہی فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو قتل نیند سے بیدار ہونے والے کا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا حکم بھی ناہم جیسا ہے۔ لیکن محکم جواب یہ ہے کہ یہاں دینی نیند کے خیال میں ہے۔ اس لئے اس نے ناہمی جگہ سے حرکت کی اور نہ ہنر سے اٹھا تو اس کا حکم ناہم جیسا ہے۔ اس روایت سے مشرک کے قتل کا جواز بغیر دعوت کے ثابت ہوا لیکن بات یہ ہے کہ ان کو قتل ازین دعوت پہنچ چکی تھی۔ اور نیند کی حالت میں قتل اس لئے جائز ہوا کہ اس کے اسلام لانے سے مایوسی ہو چکی تھی جو دینی اقرآن سے معلوم ہوا۔

تشریح از قاسمی۔ الکذب فی الحرب کہ کذب تعریض یا اشارہ کتاب کی صورت میں ہو جاوے۔ جو چاہے۔ یث سے معلوم ہوتا ہے۔

ایسے جائز نہیں۔ ان الکذب یہ لکھ حدیث میں جو عذنا ہے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہمیں آداب شریعت ایسے بتائے جن میں تعجب و شگفتہ ہے۔ جو اللہ کی راہ میں محبوب ہے۔ متکلم کا مقصد یہ تھا مخاطب نے سمجھا کہ چندہ مانگ مانگ کر ہمیں مشکل میں ڈال دیا جو غیر محبوب ہے۔ چونکہ کعب بن اشرف نے نقص مہد کیا تھا اور مشرکین مکہ کو محاربة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابھارا تھا اسلئے اس کا قتل ضروری ہو گیا تھا۔ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے اس کو کوئی امان نہیں دی تھی۔ بلکہ بیع و شراء اور حکایت میں وقت گزارا۔ موقعہ پا کر قتل کر دیا۔

بَابُ الْقَعْبِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی والے لوگوں کو اچانک قتل کر دینا

حدیث (۲۸۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَغِبَ ابْنِ أَشْرَفٍ لِقَالِ مُحَمَّدٍ بْنُ مُسْلِمَةَ أَتَجِبُ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَذِنَ لِي فَأَقُولُ قَالَ قَدْ قُتِلَ.

ترجمہ۔ حضرت جابر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کعب بن اشرف یہودی کا قتل کرنے کا نامہ کون لیتا ہے۔ حضرت ابن مسلمہ نے فرمایا اگر آپ پسند فرمائیں۔ تو میں اسے قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ان باتوں کی مجھے اجازت دیں جو میں آپ کے بارے میں اس سے کہوں آپ نے فرمایا میں نے کر لیا تمہیں اجازت ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْإِخْتِيَالِ وَالْحَلْرِ مَعَ مَنْ

يُخْشَى مَعْرَتَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ

حدیث (۲۸۱۵) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ وَمَعَهُ أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَالَ ابْنُ صَبَادٍ لَقَدْ حَدَّثَ بِهِ لِي يَغْلِي فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلُ طَلَفَ يَغْلِي بِجُلُوعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَبَادٍ لِي لَطِيفٌ لَهُ فِيهَا زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أَنَّ صَبَادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَتْ يَا صَبَادٍ هَذَا مُحَمَّدٌ فَوَلَّيْتُ ابْنَ صَبَادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَ كَفَّهُ بَيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب ابن صباد کے حالات معلوم کرنے کے لئے چلے۔ آپ کو بتلایا گیا کہ وہ کھجور کے باغ میں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس باغ میں داخل ہوئے تو کھجور کے تنوں سے پھانچاؤ کرنے لگے جب کہ ابن صباد ایک گرم پھندے والی چادر میں باغ کے اندر تھا۔ جو اس چادر کے اندر ہی آواز کر رہا تھا ابن صباد کی والدہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ اور کہنے لگی اوصاف ایہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو ابن صباد کو دکر اٹھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی والدہ اس کے حال پر اس کو چھوڑ دیتی تو وہ کئی باتیں واضح کر دیتا۔

بَابُ الرَّجْزِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی کے اندر رجز کا نام کرنا

وَرَزَعَ الصَّوْبُ فِي حَقِّهِ الْخَنَاقِ فِيهِ سَهْلٌ وَأَتَسَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ يَرْبُذُ عَنْ سَلَمَةَ

ترجمہ اور سرگ گھومتے وقت آواز کو بلند کرنا اس میں حضرت اہل اور حضرت انس کی روایتیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور اس میں یزید بن سلمہ کی روایت بھی ہے۔

حدیث (۲۸۱۶) خَلَقْنَا مُسْلِمًا نَحْنُ الْهَرَاءُ بْنُ خَلَابٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْغَنَاقِ وَهُوَ يُنْقَلُ الْغُرَابُ وَارَى الْغُرَابُ خَفَرٌ صَلْبُهُ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرًا الشَّعْرَ وَهُوَ يُرْتَجَزُ بِرَجَزٍ عَبْدُ اللَّهِ
 اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا أَهْلَعْتَنَا وَلَا تَصَلَّحْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
 لَأَنزِلُنَّ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَكَيْتَ الْآلِفْدَامَ إِنْ لَا قَبْئَا
 أَنْ الْعِلْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبْنَا
 يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

ترجمہ حضرت ہمام بن عمار جرماتے ہیں کہ غنق کی لڑائی میں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپا لیا تھا اور آپ بہت بالوں والے آدمی تھے اس حالت میں آپ رجز یا اشعار پڑھ رہے تھے جو حضرت عبداللہ بن مسعود نے رجز کے لئے ترتیب دیے تھے۔ فرماتے تھے اللہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت حاصل نہ کر سکتے نہ صدقہ و خیرات کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے۔ ہمارے لوگ پر سکون و اطمینان ضرور نازل فرما اور جب ہماری دشمنوں سے ٹکریں ہو تو ہمارے قدموں کو بجائے رکھ بے شک ہمارے دشمنوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ جب وہ کسی فتنہ ساز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں اس وقت آپ آواز کو بلند کر دیتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَا يَقْبُثُ عَلَى الْغَيْلِ

ترجمہ جو شخص گھوڑے پر تک کر نہ بیٹھ سکے اس کے بارے میں

حدیث (۲۸۱۷) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنْزَرِيُّ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا زَالِي إِلَّا تَسْتَمُّ لِي وَجْهِي وَلَقَدْ حَكَّوْتُ إِلَيْهِ آتِي لَا أَكْبُثُ عَلَى الْغَيْلِ لَضَرْبَ يَدِي فِي صَلْبِي وَقَالَ اللَّهُمَّ بَقِيَّةَ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا.

ترجمہ حضرت جریر جرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا اور جب بھی آپ نے میرے چہرے کو دیکھا تو مسکرا دیے۔ میں نے آپ کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ میں اپنے گھوڑے پر تک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے میں مارا۔ اور فرمایا اے اللہ اسے لگا دے۔ اور اس کو کامل اور مکمل بنادے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قال کی حالت میں رخ صوت نا جائز ہے۔ البتہ رجز یا اشعار پڑھتے وقت جائز ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ رکوب خیل افضل اور اس میں تک کے بیٹھنے کی دعا بھی کی گئی ہے۔

بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِاخْرَاقِ الْحَصِيرِ

وَحَسْلِي الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيهَا اللَّحْمَ عَنْ وَجْهِهِ وَحَمَلُ الْمَاءِ فِي الْقُرْسِ

ترجمہ۔ دھم کا علاج چٹائی جلا کر کرنا اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون کو دھونا اور پانی کو ڈھال میں اٹھا کر لانا۔

حدیث (۲۸۱۸) خَلَقْنَا عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْخَالِ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ بَابِي هَسِيءٌ فَرَوَى جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي ثَرِيصِهِ وَكَانَتْ يَغْنِي لَابِطَةً تَفْسِلُ اللَّحْمَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَخَذَ حَصِيرًا فَأَخْرَقَ ثُمَّ خَشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت اہل بن سعد سادی سے لوگوں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا انہوں نے فرمایا آج لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا جو میرے سے زیادہ اس واقعہ کو جاننے والا ہو۔ حضرت علیؑ اپنی اُٹھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؑ کے چہرہ انور سے خونِ حق تعالیٰ میں چٹائی لے کر اسے جلایا گیا پھر اس کی راکھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو بھر دیا گیا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّزَارُعِ وَالْإِخْتِلَافِ

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جو جنگ کے اندر مکروہ ہیں

فِي الْحَرْبِ وَخَفَوْتِهِ مَنْ خَضِيَ إِمَامَةً وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَلْهَبَ رِجَالُكُمْ فَالْتَفَادَةُ الزَّيْجُ الْحَرْبِ.

ترجمہ۔ جھگڑا کرنا۔ اختلاف کرنا اور جو شخص امیر و امام کی نافرمانی کرے اس کی سزا کا ایمان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: جھگڑا نہ کرو پس بزدل ہو جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اکثر جائے گی۔ لہذا وہ فرماتے ہیں کہ تیغ سے مراد لڑائی ہے۔

حدیث (۲۸۱۹) خَلَقْنَا يَحْيَى الْخَ عَنْ بُرْذَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعْسِرَا وَيَسِّرَا وَلَا تَقْسِرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْلِفَا.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کے مختلف علاقوں کا حاکم بنا کر بھیجا اور ان سے فرمایا لوگوں پر آسانی کرنا سختی نہ کرنا۔ خوشخبری دینا نفرت نہ دلانا۔ ایک دوسرے کا کہنا ماننا اختلاف نہ کرنا۔

حدیث (۲۸۲۰) خَلَقْنَا عُمَرُؤُ بْنَ خَالِدٍ الْخَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرِّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا أَرْبَعِينَ رَجُلًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ لَقَالَ إِنَّ رَأَيْتُمُونَا تَعَطَّفْنَا الطُّغْرَ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَرَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَانَهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَؤُاءُ قَوْمُ قَالِ لَنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ الْبَيْتَاءَ يَشْلُونَ قُلْدَ بَدَتْ خَلَا جِلْهُنَّ وَأَسْرَفْنَهُنَّ وَالْعَتَابَ لِيَابَهُنَّ لَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْقَيْمَةِ أَيْ قَوْمَ طَهَرُوا أَصْحَابَكُمْ لَمَّا تَنْتَهَرُونَ لَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَتَسْتَعْمُ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَاللَّهِ لَنَا يَمِينُ النَّاسِ لِلْقَيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وَجُوهُهُمْ فَلَا بَلَّوْا مِنْهُمْ مَن قَدَاكَ إِذْ يَلْهَوْهُمْ الرَّسُولُ فِي أَعْرَافِهِمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَى

عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
يَوْمَ بَلَدٍ أَرَبَيْنِ وَمِائَةَ سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَبِيلًا فَقَالَ أَيْبَى الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَهَا هُمْ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَيْبَى الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي لُحَاظَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَيْبَى
الْقَوْمِ ابْنُ الْبُخَطَابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قَبِلُوا لَمَّا مَلَكَ عُمَرُ
نَفْسَهُ فَقَالَ كَلِمَتِ وَاللَّهِ يَا عَلِيُّ إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتُ لَأَخِيَاءَ كُلَّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوهُ كَ
قَالَ يَوْمَ يَوْمٍ بَلَدٍ وَالْحَزْبُ سَبْعَالٍ إِنَّكُمْ سَتَجْعَلُونَ فِي الْقَوْمِ مِثْلَهُ لَمْ أَثَرِ بِهَا وَلَمْ تَسُوْنِي ثُمَّ أَخَذَ
يُزَجِرُ أَهْلَ هُبُلٍ أَهْلَ هُبُلٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُوهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ
قَالَ قُولُوا اللَّهُ أَهْلِي وَاجْعَلْ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعَزْزَى وَلَا عَزْزَى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا
تُجِيبُوهُ قَالُوا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ لَهُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن مازب حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں حضرت عبداللہ بن جبیر کو
بیدل تیر اندازوں پر امیر مقرر فرمایا جو پچاس آدمی تھے۔ ان سے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہمیں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں جب بھی تم
اپنا اس جگہ سے نہیں ہٹا جب تک کہ تمہارے پاس پیغام نہ بھیجا جائے اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے مشرک لوگوں کو کھست دے دی ہے۔ اور ہم انہیں
روگردہ ہیں تب بھی اس مقام سے نہیں ہٹا جب تک کہ ہمارا قاصد نہ پہنچے پس مسلمانوں نے مشرکوں کو کھست دے دی۔ روای فرماتے ہیں کہ اللہ
کی قسم! میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دوڑتے دیکھا۔ جن کی ہڈیاں اور پاؤں کھل گئے تھے۔ جو اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے بھاگ رہی تھیں
حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا قیمت جمع کرو۔ اے میری قوم قیمت اکٹھی کرو۔ تمہارے ساتھی غالب آچکے ہیں۔ اب کس کا انتظار
کرتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے ان سے کہا بھی کہ کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بھول گئے ہو۔ جو انہوں نے تمہیں ارشاد
فرمائی تھی۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم تو لوگوں کے پاس ضرور آئیں گے تاکہ ہم لوگ مال قیمت حاصل کر سکیں۔ پس جب ان کے پاس
آئے تو ان کے چہرے پھیر دیے گئے۔ تو کھست خوردہ واپس ہوئے۔ پس یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ اللہ کا رسول انہیں ان کے پیچھے سے بلارہا
تھا اذ صعدون ولا تلون الایہ۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوائے بارہ آدمیوں کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ پس مشرکوں نے ان
کے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کی لڑائی میں مشرکین کے ایک سو چالیس آدمیوں کو
ہلاک کیا۔ ستر تو قید تھے اور ستر محتول تھے اس پر اہل سفیان نے تین مرتبہ اعلان کیا کہ کیا قوم میں ابن ابی قحافہ کو بکر صدیق موجود ہیں۔ یہ بھی تین مرتبہ کہا۔
پھر کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطاب موجود ہیں۔ یہ بھی تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جا کر کہنے لگا کہ میں یہ تین حضرات تو قتل ہو
چکے ہیں۔ جس پر حضرت عمرؓ اپنے لہس پر قابو نہ رکھ سکے بول پڑے۔ اے اللہ کے دشمن! اللہ کی قسم تو نے جھوٹ کہا۔ شک جن جن لوگوں کو تم نے مٹا
ہے پھر اللہ وہ سب کے سب زندہ ہیں۔ اور تیرے لئے وہ حالت رہ گئی ہے جو تجھے بری لگے گی۔ کہنے لگا آج احد کی لڑائی بدر کی لڑائی کے بدلہ میں
ہے۔ اور لڑائی تو ایک ڈول ہے۔ جو کبھی کسی طرف جاتا ہے بے شک اپنے کچھ محتولین میں تم مثلاً پاؤ گے۔ کہ ان کے ناک و کان۔ اعضاء کاٹنے

گئے ہیں۔ میں نے اس کا انہیں حکم نہیں دیا تھا اور اب یہ مجھے کوئی برا بھی نہیں لگ رہا۔ پھر جزیرہ اشعار پڑھنے لگا۔ اے صل! تو اونچا ہوا کہ اونچے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اے صل! تو بلند و برتر ہو گیا۔ (یہ ایک بت کا نام تھا) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کا جواب نہیں دیتے۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں آپ نے فرمایا تم کو اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارا عزتی بت ہے۔ جو عزت دینے والا ہے تمہارے لئے کوئی عزتی نہیں ہے۔ جس سے تمہیں عزت ملے۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا جواب نہیں دیتے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا تم جواب دو کہ اللہ ہمارا مدد کرنے والا ہے۔ تمہارا تو کوئی مددگار ہی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ منکوی۔ لسان الناصح ان حضرات نے آپ کے حکم کو حق سے نقل پر اور مدد خداوندی کے تحقق پر محمول فرمایا۔ ورنہ صریح مخالفت کیے کر سکتے تھے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ حضرت منکوی کی اس توجیہ پر حدیث کے یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ظہر اصحابکم ماتنظرون کہ تمہارے ساتھی غالب آگئے اب کس کا انتظار کر رہے ہو۔ یہ ان کی اجتہادی فطرت تھی۔ جس کو قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے۔ العما استعزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا کہ شیطان نے ان کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے ان کو بھسلا دیا تھا۔ اور منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض کا مقصد محض آخرت تھا۔ اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ فیستعلاش کر نے والوں کے بارے میں اتری۔ بتائیں بعض روایات میں اس کو حصیان رسول سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی سزا اسی معرکہ کا رزار میں مل گئی اور ان کی فتح شکست سے بدل گئی۔ اور اس کی نوبت اختلاف پڑ جانے کی وجہ سے آئی۔

تشریح از شیخ منکوی۔ قولہ العاصم ورجلانی اس حلقہ میں صرف بارہ آدمی ہو گئے اگرچہ دوسرے مقام پر منقر صحابہ کرام میں سے زیادہ تھے۔ **تشریح از شیخ ذکریا**۔ بعض روایات سے ان بارہ کے علاوہ حضرت طلحہ اور حضرت سعد کا نام بھی ملتا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ سات انصار اور یہ دو قریش کے آدمی حضرت طلحہ اور سعد تھے۔ تو یہاں پر بارہ آدمی کا حصر مہاجرین کے اہتیار سے ہوگا۔ یا یہ تعین بعض احوال کے اہتیار سے ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو صحابہ کرام میں انفرادی فکری کل مل گئی جب قریب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد کا مل ہو گیا تو سب منقر حضرات آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور انشا میں کتاب المغازی کے مطابق ان میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، طلحہؓ، زکریاؓ، اور انصار میں سے سات آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

بَابُ إِذَا فَرَّغُوا بِاللَّيْلِ

ترجمہ۔ جب رات کو لوگ گھبرا اٹھیں

حدیث (۲۸۲۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ أَصْجَعَ النَّاسِ لَاقًا وَلَقَدْ فَرَّغَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا فَخَلَقُوا هُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لَابِنٍ طَلْحَةَ غُرَبِيٍّ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَبْقَهُ فَقَالَ لَمْ تَرَاغُوا لَمْ تَرَاغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ يَخْرُجُ مِنَ الْفَرَسِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے سب سے زیادہ خوب صورت تھے۔ زیادہ فنی تھے اور

سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات میں مدینہ والوں نے ایک آواز سنی جس سے وہ گھبرا گئے۔ وہ ابھی جا ہی رہے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس راستے میں ان کو ملے جو حضرت ابو طلحہ کے نگلی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار تلواریں لٹکائے ہوئے تھے فرمایا کہ مت گھبراؤ۔ مت گھبراؤ۔ کوئی چیز نہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى

صَوْتِهِ يَأْصَبُحَاهُ حَتَّى يَسْمَعَ النَّاسَ

ترجمہ۔ جو شخص دشمن کو دیکھ کر اونچی آواز سے پکارے کہ یا صبا حہ کربج کی لوٹ کو پہنچ یہاں تک کہ لوگوں کو سنا دے۔

حدیث (۲۸۲۲) خَلَقْنَا الْمَجْيُئِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخَ عَنْ سَلَمَةَ أَلَّهْ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْعَابَةِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَيْتَةِ الْعَابَةِ لَقِيتُ غَلَامَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ فَلَمْ أَتَحَدَّثْ مَا بَيْنَكَ قَالَ أُحَدِّثُ لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَتَحَدَّثْ عَنْ غَلَامِهَا قَالَ خَطَفَانِ وَلَفَزَارَةٌ فَصَرَعْتُ فَتَلَّكَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعَتْ مَا بَيْنَ لَا بَعَثَهَا يَأْصَبُحَاهُ يَأْصَبُحَاهُ ثُمَّ أَتَلَفْتُ حَتَّى الْقَاهِمُ وَقَدْ أَعْلَوْهَا فَجَعَلْتُ أَرْوِيهِمْ وَأَقُولُ آتَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمَ يَوْمَ الرُّضِيعِ فَاسْتَقْلَقْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُشْرَبُوا فَالْقَلْبُ بِهَا أَسْؤَلُهَا فَلَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِنِّي أَهْجَلْتُهُمْ أَنْ يُشْرَبُوا سَقَيْتُهُمْ فَابْتِغَى ابْنُ الْأَكْوَعِ لِقَاحَ ابْنِ الْأَكْوَعِ فَاسْتَحْجَ ابْنُ الْقَوْمِ يَقْرُونَ لِي قَوْمِيهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ شہر دیتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا۔ غائب کی طرف جا رہا تھا یہاں تک کہ جب غائب کی گھائی کے پاس پہنچا تو مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا غلام ملا تو میں نے اس سے پوچھا میرے لئے اشوس ہوئے تھے کیا ہو گیا اس نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹیاں بکڑی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے بکڑی ہیں اس نے کہا غطفان اور خزاعہ کے لوگوں نے۔ تو حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ حج کرا وادی کہہ بند کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی ساری آبادی کو سنا دیا۔ یا صبا یا صبا بھر میں جلدی چلا یہاں تک کہ میں ان سے مل گیا جب کہ وہ ان اونٹیوں کو بکڑے ہوئے تھے۔ میں نے ان پر حیر برسانے شروع کر دیے۔ اور میں رجز یا اشعار پڑھتا تھا۔ میں اکوڑ کا بیٹا ہوں آج کینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ بہر حال ان کے پانی پینے سے پہلے پہلے میں نے ان سب اونٹیوں کو ان سے چھڑا لیا۔ میں ان کو ہاتھتے ہوئے لارہا تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سے ملائی ہوئے۔ میں نے بتلایا یا رسول اللہ! یہ لوگ پیاسے تھے میں ان کے حصکا پانی پینے سے پہلے جلدی ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ پس مجھے ان کے پیچھے بھیج دیجئے۔ پس آپ نے فرمایا ابن الاکوع تو نے تو بادشاہوں والا کام کیا ہے کسان پر غالب آ کر غلام بنالیا پس ان پر نری کو بھی نہ کرو۔ یہ لوگ اپنے لوگوں میں جا کر مہمانی کھا رہے ہوں گے جن سے ان کو قوت حاصل ہوگی۔ یہ آپ کا بھروسہ تھا کہ جیسے آپ نے خبر دی ایسا ہی ہوا اگر یقرون ہو تو قرار بکڑ چکے ہوں گے اب ان کے لئے تکلیف اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ کنکوی۔۔۔ اليوم يوم الرضيع اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ آج کا دن شریف لوگوں کے کے لئے کینوں سے متاثر ہونے کا دن ہے۔ رضيع سے لقمہ کینے لوگ مراد ہیں کیونکہ دودھ دودھ بغیر منہ سے دودھ پی لیتے ہیں تاکہ کسی مسکین اور مہمان کو دودھ دے دے کی آواز نہ آئے کہیں سوال نہ کر دے۔ یا مہمان سامنے نہ پہنچ جائے جب قمن سے جس لے کا تو اب وہ محفوظ ہو گیا۔ یہ معنی اس وقت ہیں جب لبن

خالفہ یعنی اونٹنی کا دودھ مراد ہوا۔ اگر لبن العرۃ یعنی عورت کا دودھ مراد لیا جائے تو ہم اس سے اتنا ہی آدمی مراد ہوگا جس کو دہ قرچہ ہوا۔ وہی اس نے کسی ایسے کام کے ہوں۔ گویا کدہ گھر سے باہر نکلا ہی نہیں بس مدت العرۃ کا دودھ ہی پیتا رہا۔

تشریح از قاضی ذکر کیا۔ یوم الرضیع کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ کرمائی فرماتے ہیں الرضیع راضع کی جمع ہے۔ جس نے ماں کے پستان سے ہی خدائے الہیہ پیا ہو۔ تو راضیع خنثیس اور کینہ مراد ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس قدر کینہ لوگ ہیں کہ بغیر دہنے کے خود غصہ سے دودھ پی لیتے ہیں تاکہ کوئی مہمان آواز نہ سن لے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ کس نے شرب عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے کینہ اور خنثیس عورت کا دودھ پیا ہے۔ تو کریم اور نسیم کا پھل مل جائے گا۔ اور چوتھے معنی یہ ہیں کہ لڑائی کا کون خیر بردھتا ہے اور کون نہیں رکھتا جو خیر بگاڑے ہو تو اسے لڑائی نے بچھن سے دودھ پلایا ہے اور خیر بگاڑ دیا ہے۔ اور چوتھے معنی یہ ہیں کہ خنثی نے دوسری کا اختیار فرمایا ہے۔

تشریح از قاضی۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ یا حبیبہ یا حبیبہ عورت ہالیت نہیں ہے۔ بلکہ کلمہ کے خلاف مد طلب کرنا ہے جسکی اجابت ہے۔

باب من قال خلها وانا ابن فلان

وقال سلمة خلها وانا ابن الاكوع

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے یہ لڑکیوں کا بیٹا ہوں جیسے حضرت سلمہؓ نے فرمایا یہ لڑکیوں کا بیٹا ہوں۔

حدیث (۲۸۲۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوَلَيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُؤَلَّ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُو سَفْيَانَ مِنَ الْحَارِثِ ابْنًا فَلَمَّا حَشِيَتْهُ الْمَشْرِكُونَ نَزَلَ فَبَعَثَ يَقُولُ آتَا النَّبِيَّ لَا كَذِبَ آتَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لَمَّا رَوَى مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدَّ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ سے کسی آدمی نے پوچھا کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں پیٹھ دے کر بھاگ گئے تھے۔ تو حضرت براءؓ نے فرمایا جب کہ میں سن رہا تھا کین بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن پیٹھ نہیں پھیری۔ ابوسفیان بن الحارث آپؐ کے غمخیز ہاگ بکلائے ہوئے تھے جب مشرکین نے آپؐ کو گھیر لیا تو آپؐ غمخیز سے اتر پڑے اور کہا شروع کیا میں واقعی نبی ہوں جس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اور اس دن آپؐ سے زیادہ بہادری کو نہیں دیکھا گیا۔

تشریح از قاضی۔ ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ انا ابن فلان اہل عرب غر اور مدح کے وقت بولا کرتے تھے تو لڑائی میں ایسے غمخیز کی اجازت نہ دے کر یہاں سے منہی عنہا سے نہیں ہے۔ ہائی خلہا یعنی یہ خیر اعازی میرے سے لے لو۔ واقعہ مسلم کے اندر ہے کہ حضرت سلمہؓ نے ایک آدمی کے خیر مانا جس کے پاؤں میں لگا۔ حتیٰ کہ اس کا بہلا اس کے کندھے میں گھس گیا تو حضرت سلمہؓ نے فرمایا۔ خلہا وانا ابن الاکوع۔

فلم یول الخ یعنی میرا لنگر نہ پھینکے۔ پھیری قوم کے بعض جلد باز بھاگ گئے تو اس کو کھٹ شمشیریں کیا باجا جب کہ لڑائی کا اختتام ہو۔

باب إِذَا نَزَلَ الْعَلُو عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ

ترجمہ۔ جب دشمن کسی آدمی کے فیصلہ پر پیچھے ہٹ آئے

حدیث (۲۸۲۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ بَنُو قُرَيْظَةَ

عَلَى حُكْمٍ سَعِيدٍ ابْنُ مَعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ لَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ
فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَيَّ سَبِّحُكُمْ لَجَاءَ لِيَجْلِسَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَيَّ حُكْمِكَ قَالَ لَيْتَنِي أَخُكُمُ أَنْ تَقْعَلَ الْمُقَاتِلَةَ
وَأَنْ تُسَيِّئَ الْبُرْثَةَ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتُ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

ترجمہ حضرت ابوسعید الخدری فرماتے ہیں جب بنو قریظ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر قلعہ سے نیچے اتر آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو بلا بھیجا جو آپ کے قریب تھے تو وہ گدھے پر سوار آپ کے پاس آئے جب قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سر دار کی طرف اٹھو اور انہیں گدھے سے اتار لو۔ چنانچہ وہ اتر کر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ یہود بنو قریظ آپ کے فیصلے پر اتر آئے ہیں تو انہوں نے فیصلہ سنایا کہ ان کے بالغ لوگ جوڑائی کرنے کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے سزا آپ نے ان میں بادشاہوں والا فیصلہ سنایا ہے یا ملک سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا ہے اور ایک روایت میں ملک بفتح اللام ہے تو اس سے جبرائیل فرشتہ مراد ہوگا۔

بَابُ فَعْلِ الْأَسِيرِ وَفَعْلِ الصَّبْرِ

ترجمہ قیدی کو قتل کرنا اور باندھ کر قتل کرنا

حدیث (۲۸۲۵) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ غَامَ
الْفُتُوحِ وَهَلَى رَأْسِهِ الْمُغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكُفَّةِ فَقَالَ الْغُلُوَّةُ.
ترجمہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غامہ میں داخل ہوئے جب کہ آپ کے
سر پر لہجہ کی ٹوپی تھی جب آپ نے اس کا تاج اتار دیا تو ایک آدمی نے آ کر کہا کہ ابن عطل خانہ کعب کے پرندوں سے چٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔
تشریح اگر قاتل کسی۔ عہد اللہ بن عطل نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی مول لی اسلام سے پھر گیا وہ باندھیاں مسلمانوں اور حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی جھگڑے کے لئے مقرر کی تھیں اور مسلمانوں کو قتل بھی کر دیا تھا تاہم یہ اس سے معافی نہ ملی اور قتل کر دیا گیا یہ کہذا قالہ العینی۔

بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ وَمَنْ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

ترجمہ کیا آدمی قید ہو جائے اور جو قید نہ ہو اور جو قتل ہوئے وقت دو رکعت نماز ادا کرے

حدیث (۲۸۲۶) حَدَّثَنَا أَبُو الْهَيْثَمِ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَشْرَةَ رَهْطٍ سَبِيَّةً عَيْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمُ بْنُ قَابَتٍ الْأَنْصَارِيُّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ غَزَمٍ أَنْ يَنْطَلِقُوا حَتَّى
إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاءِ وَهُمْ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذَكِّرُوا لِيَحْيَى مِنْ هَذِهِ يَنْقَالَ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَنَقَرُوا لَهُمْ
قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْنِ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامَ الْفَقْصُورَ الْأَرْهَمَ حَتَّى وَجَلُّوا مَا كَلَّمَهُمْ تَمَرًا تَزُودُهُ مِنَ الْمَدِينَةِ
فَقَالُوا هَذَا تَمَرٌ يَقْرُبُ الْفَقْصُورَ الْأَرْهَمَ فَلَمَّا رَأَوْهُمْ عَاصِمُ وَأَصْحَابُهُ لَجُّوا إِلَى فَلْيَدِ أَخَاطَ بِهِمْ

الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ أَنْزِلُوا وَاعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ وَلَا تَقْعُلْ مِنْكُمْ أَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ أَمَا أَنَا فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اإِلَّهِمُ أَخْبِرْنَا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَعَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ قَلْعَةً رَهْطٌ بِالْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ غُصْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ ذَكْوَةَ وَرَجُلٌ اأَمْرٌ فَلَمَّا اسْتَعْمَكُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قَيْسِيهِمْ فَأَوْتَقَوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الْفَالِكُ هَذَا أَوَّلُ الْقَدْرِ وَاللَّهِ لَا أَصْحَبَكُمْ إِنْ فِي هَؤُلَاءِ لَأَسْوَأُ مِنْهُدِ الْقَعْلَى لَجَرَزُورَةٌ وَعَالِجُورَةٌ عَلَى أَنْ يَضْجَهُمْ قَائِي فَقَعَلُوهُ فَأَنْطَلَقُوا بِغُصْبٍ وَابْنُ ذَكْوَةَ حَتَّى بَاغَوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَلَعَةٍ بَلَدٍ فَأَتَا عَاصِمًا بَنُو الْحَارِثِ بَنِي عَامِرٍ بَنِي تَوَكَّلٍ ابْنِ عَهْدٍ مَنَابٍ وَكَانَ غُصْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بَنِي عَامِرٍ يَوْمَ بَلَدٍ فَلَبِثَ غُصْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا فَأَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عِيَادٍ أَنَّ بَنَاتِ الْحَارِثِ أَخْبَرْتَهُنَّ أَنَّهُمْ جَمْعٌ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَعِجِلُهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنَا لِي وَأَنَا خَافِلَةٌ حِينَ آتَاهُ فَالَتْ فَوَجَلَتْهُ مَجْلِسُهُ عَلَى لَعْلِيمٍ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَزِعَتْ فَرُغَةً عَرَلَهَا غُصْبٌ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ تَعَشَيْنَ أَنْ أَلْعَلَّ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ غَيْرًا مِنْ غُصْبٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَلَتْهُ يَوْمًا مَا أَكُلَ مِنْ لَعْلِيمٍ غُصْبٌ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمَوْقٍ لِي الْحَبِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ قَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ رَزَقِي مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ غُصْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْعَلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ غُصْبٌ ذُرُونِي أَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ لَعْرُكُوهُ فَرَكَعُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَطْنُوا أَنْ مَا بِي جَزَعٌ لَعَوْلَتْهُمَا اإِلَّهِمُ أَحْصِيهِمْ عَدَدًا

مَا أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى آتِي شَقِي كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ تَبَارَكَ عَلَى أَوْصَالِ سِلْبِي مُضْرَعِي

فَقَعَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ غُصْبٌ هُوَ مَنْ الرَكَعَتَيْنِ لِجُلِي أَمْرِي مُسْلِمٍ قَوْلٌ صَبْرًا فَاسْتَعَجَبَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ غَيْرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارٍ فَرَنَسَ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ خَدَعُوا أَنَّهُ قَوْلٌ لِيُوتُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يَعْرِفُ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عَظَمَاءِ هُمُ يَوْمَ بَلَدٍ فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِقْلُ الطَّلَةِ مِنَ الدُّنْيَا فَحَمَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يُلْعَلُوا مِنْ لَعْلِيمِهِ شَيْئًا.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اقدہ بدر کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کے دس آدمیوں کو جاسوسی کیلئے بھیجا۔ جن پر امیر حضرت مام بن ثابتؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ جو حضرت مام بن عمر بن الخطابؓ کے دادا تھے۔ یہ حضرات چلتے رہے یہاں تک کہ جب حداد کے مقام تک پہنچے جو صحنان اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ تو حداد کے ایک قبیلہ جسے بولمیان کہا جاتا تھا ان کے سامنے ان حضرات کا ذکر ہوا تو قریب دو سو آدمی نکل کھڑے ہوئے ان میں سے ہر ایک حیرانہ آواز تھا تو وہ لوگ ان حضرات کے نشان قدم کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان حضرات کی کھجوریں کھانے کی گدہ کو پالیا جو یہ حضرات توشہ بنا کر مدینہ سے لائے تھے تو یہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کھجوروں

عرب (مدینہ) کے ہیں پھر وہ ان کے نشان قدم کے پیچھے چلے۔ جب ان کو حضرت ماسمؓ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھ لیا تو یہ حضرات ایک اونچے ٹیلے کی طرف پناہ گزین ہوئے۔ قوم کفار نے ان کو گھیرے میں لے لیا جنہوں نے ان حضرات سے کہا کہ تم یہچہ اتراؤ اور اپنے ہاتھ ہمارے حوالے کر دو تمہارے لئے ہماری طرف سے مہدویان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت ماسم بن ثابتؓ جو امیر لشکر تھے انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر کی ذمہ داری میں آج نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے نبی کو فخر کر دے بہر حال بنو لحيان کے آدمیوں نے ان پر حیروں کی بارش کر دی جس سے حضرت ماسمؓ و سات ہمراہیوں کے ساتھ قتل کر دیا ان کی طرف تین حضرات اتر کر آئے جنہوں نے ان کے مہدویان کا لحاظ رکھا ان میں سے ایک حضرت خبیث انصاری تھے۔ دوسرے ابن الدعوہ اور تیسرے اور آدی تھے جب ان کفار نے ان حضرات پر پوری طرح قابو پا لیا تو اپنی کمانوں کی زرہیں اتار کر ان کو ہاندھ دیا تو تیسرے آدی نے کہا کہ یہ پہلی بد مہدی ہے۔ میں تو ہرگز تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لئے تو ان حضرات معقولین کی جیروی کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے گھسیٹا اور اسے ساتھ چلنے پر تلے بغیر دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا جس پر انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت خبیثؓ اور ابن الدعوہ گولے کر وہ چلے یہاں تک کہ مکہ میں آ کر انہیں بیچ دیا۔ یہ بدر کے واقع کے بعد کا واقعہ ہے۔ حضرت خبیثؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید کر لیا کیونکہ حضرت خبیثؓ نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کر دیا تھا۔ تو حضرت خبیثؓ ان کے یہاں قیدی بن کر رہے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے عید اللہ بن عباسؓ نے بتلایا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتلایا کہ جب ان لوگوں نے حضرت خبیثؓ کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا تو حضرت خبیثؓ نے اس سے شرمگاہ کی صفائی کے لئے استراٹھا۔ میں نے عاریت پر انہیں استراٹھا دیا۔ میں بے پرواہ تھی کہ میرا ایک بیٹا جب ان کے پاس آیا تو حضرت خبیثؓ نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی ران پر بٹھا لیا اور استراٹھا ان کے ہاتھ میں تھا۔ میں اس قدر گھبرائی کہ میری گھبراہٹ کو حضرت خبیثؓ نے میرے چہرے میں بچکان لیا فرمانے لگے کیا تو گمان کرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا نہیں اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خبیثؓ سے ہجرت کوئی قیدی نہیں دیکھا اور اللہ کی قسم! میں نے ایک دن اسے انگوڑوں کا خوشا پنے ہاتھ میں لئے انگوڑ کھاتے دیکھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہیں تھا۔ اور وہ کہتی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیثؓ کو عطا فرمائی تھی۔ جب وہ لوگ ان کو حرم سے نکال کر لے گئے تاکہ حل یعنی حرم سے باہر اسے قتل کریں تو حضرت خبیثؓ نے ان سے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت دو۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ جنہوں نے دو رکعت نماز ادا کر لی۔ پھر فرمایا اگر یہ لوگ میرے حلق یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے کسی قسم کی گھبراہٹ لاحق ہے تو میں اپنی نماز کو لمبا کرتا۔ اے اللہ! ان کو گن گن کر ان کی بیخ کنی فرما۔ یعنی ان میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہے۔ اور پھر یہ اشعار پڑھے۔ جب میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر مجھے گر کر مرنا ہے۔ او یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو میرے گھڑے شدہ ہر عضو کے جوڑ میں برکت پیدا فرمادیں۔ پس حارث کے بیٹے نے ان کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیثؓ نے ہر اس مسلمان کے لئے جس کو چو کس باندھ کر قتل کیا جائے دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ جاری فرمادیا۔ جب حضرت ماسم بن ثابتؓ قتل کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ان حضرات کی خبر سنائی اور جو مسیحیتیں ان پر آئیں وہ بھی سب متا دیں۔ نیز انکاف قریش کو حضرت ماسمؓ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے کچھ آدی بھیجے کہ حضرت ماسمؓ کے بدن کی کوئی چیز لے آؤ جس سے وہ پہچانا جائے۔ کیونکہ انہوں نے بدر کی لڑائی میں ان کے عظیم سردار کو قتل کیا تھا۔ تو حضرت ماسمؓ کے لئے شہد کی زخمیوں کا بادل بھیجا گیا۔ جنہوں نے کفار کے قاصدوں سے ان کو محفوظ رکھا۔ تاکہ وہ ان کے بدن کے گوشت سے کوئی چیز کاٹ کر نہ لے جائیں۔

تشریح اشعشع مشکوٰۃ۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے متن اجزاء میں اس جملہ سے جز ثانی کتابت کیا بخیر اللہم ثلاثہ سے پہلے جز کتابت فرمایا۔
 هذا اول العذر الخ ان کی کارگزاری سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ سب کے قتل پر حلق ہو چکے ہیں۔ بہارک علی اوصال برکت کے معنی ارادہ غیر کے ہیں۔ کہ ان کو دشمنوں سے بچایا جائے اور اہانت سے محفوظ رکھا جائے۔

تشریح اشعشع زکریا۔ علامہ جتئی فرماتے ہیں حضرت خبیب اور ان کے دو ساتھیوں کے اتر آنے سے معلوم ہوا کہ دشمن کی قید میں چلا جانا جائز ہے۔ حضرت ثوری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مسلمان قیدی کا اپنے اوپر کسی کا کرکھنا یا دینا مکروہ ہے۔ البتہ مجبوری کی اور بات ہے۔ حافظ نے بھی حدیث سے اسی کو اخذ کیا ہے کہ مسلمان کا فری امان قبول کرنے سے رک جائے۔ اور اپنے اوپر کسی کو قابو نہ پالنے دے۔ لایمقطع من لحمہ شہدا کیونکہ انہوں نے قسم کھائی تھی لا یمس مشرکاً ولا یمسہ مشرک کہ نہ تو وہ کسی مشرک کو ہاتھ لگا سکتے اور نہ ہی کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگائے۔ اگر سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہانت سے تو بچایا اہل سے کیوں نہیں بچایا۔ تو کہا جائے۔ نہ کہ قتل تو شہادت جو مقصود و مطلوب مؤمن ہے۔ مروی ہے کہ حضرت خبیب کو جب اتارا گیا تو وہ چالیس دن تک ترو تارہ رہے۔ جن میں کئی غیر نہیں آیا۔ اور ان کے دھم پر خون اسی طرح جاری رہا۔

بَابُ فِکَاکِ الْاَسِیْرِ

ترجمہ قیدی کو چھوڑنا

حدیث (۲۸۲۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا لُحِقَ الْعَاقِبِيُّ بِغَنَى الْاَسِيرِ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَهَوِّدُوا الْمَرْبُوضَ.

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیدی کو چھڑاؤ۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ اور بیمار کی پیار پی کر دو۔

حدیث (۲۸۲۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى الْخ عَنْ أَبِي جَحْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِغُلَامٍ عِنْدَكُمْ خَشِي مِنْ الْوَحْشِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ الْقَسْمَةَ مَا أَغْلَمَهُ إِلَّا فَهْمًا يُؤَيِّنُهُ اللَّهُ وَرَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْقَتْلُ وَالْفِکَاکُ الْاَسِيرُ وَأَنْ لَا يَقْتُلَ مُسْلِمٌ بَغَائِرَ.

ترجمہ حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا قرآن مجید کتاب اللہ کے علاوہ بھی وحی کا کچھ حصہ تمہارے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ قسم ہے اللہ ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور وحی کو پیدا کیا۔ میں تو نہیں جانتا سوائے اس سمجھ کے جو اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو قرآن مجید کے اندر عطا فرمائے۔ اور وہ جو اس دستاویز میں ہے۔ میں نے پوچھا اس دستاویز میں کیا ہے۔ فرمایا ایت کے احکام۔ قیدی کا چھڑانا۔ اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

تشریح اشعشع زکریا۔ جہد طلبہ کا بھی مسلک ہے۔ کہ مسلمان قیدی کو کافر کی قید سے چھڑانا فرض کتابی ہے۔ لام مالک اور اہل حق میں یہ روایت فرماتے ہیں بیت المال سے اس کی رقم لگائی جائے۔ اور لام بوجہ حنفیہ کے نزدیک قیدیوں کا چھڑنا البتہ عہدوں کے بدلہ قیدی دیا جائے۔ جہد بھی فرماتے ہیں۔

بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ

ترجمہ مشرکین کو مال کے بدلے چھوڑنا

حدیث (۲۸۲۹) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ الْخ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ النَّصَارِ

إِسْعَاقُ نُوَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِنَ
لَفَتْنُوكَ لِإِنِّ أَخْبَيْنَا عَبَاسَ لِدَاءِ هُ لَقَالَ لَا تَدْعُونِ مِنْهَا دِرْهَمًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بَسْنِدِ أَخْبَرُ عَنْ
أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ لَجَاءَ هُ الْعَبَّاسُ لَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَعْطِينِي لِأَنِّي لَأَذْهَبُ نَفْسِي وَلَأَذْهَبُ عَقِيلًا لَقَالَ خُلِّفَهَا فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ حضرات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے ہو
ئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے بھانجے عباس کے فدیہ کو ہم چھوڑ دیتا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اس کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ
چھوڑو۔ اور ابراہیم نے دوسری سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ بحرین کا مال جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں لایا گیا تو آپ کے چچا عباس آپ کے پاس تشریف لائے کہنے لگے یا رسول اللہ اچھے مال عتایت فرمائیے۔ کیونکہ میں نے اپنا
فدیہ بھی ادا کیا تھا اور اپنے بھائی قتیل کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا لالو تو اس کے کپڑے میں بھر کر آپ نے مال ان کو عطا فرمایا۔

حدیث (۲۸۳۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخُ عَنْ جُبَيْرٍ وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَلَدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر جو ہند کے قیدیوں میں آئے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے۔
تشریح از قاسمی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑا جاسکتا
ہے۔ اور انہیں فرماتے ہیں کہ اساری بدر سے فدیہ لینے والوں پر عتاب نازل ہوا۔ اس لئے فدیہ لینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ابن حاتم فرماتے ہیں
کہ ہمارا مشہور مذہب یہی ہے کہ مفاد اہل مال جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ السَّلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

ترجمہ۔ جب کوئی حربی دارالاسلام میں بغیر امان کے داخل ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۸۳۱) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَعَلَ لَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلَبُوهُ وَافْتَلُوهُ لَفَتْلَهُ فَتَقَلَّهَ سَلْبَةً.

ترجمہ۔ حضرت بن اکوع فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ جب کہ آپ سفر میں تھے تو
وہ آ کر آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھا باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ اس محل دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تلاش کرو اور قتل کر دو چنانچہ جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کا چھوڑا ہوا مال حضرت سلمہ قاتل کو دے دیا۔ کیونکہ مقتول حربی تھا۔ امان لکھ نہیں آیا تھا۔

بَابُ يُقَاتِلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا يُسْتَعْرَفُونَ

ترجمہ۔ ذمی لوگوں کی طرف سے حفاظت کیلئے لڑائی کی جائے اور نقص عہد کی صورت میں غلبہ کے بعد ان کو غلام نہ بنایا جائے

حدیث (۲۸۳۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَأَوْصِيَهُ بِلِقَةِ اللَّهِ وَذِمَّتِهِ رَسُولُهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُؤْتَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَائِفَتُهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کی بدولت ذمیوں سے ان کے عہد کو پورا کیا جائے۔ اور یہ کہ ان کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

تشریح از شیخ کنکوئی۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان کو غلام نہ بنائیں۔ اور نہ ہی بغیر حفاظت کے ان کو چھوڑا جائے کہ دوسرے انہیں غلام بنالیں۔ اس معنی پر اوصیۃ بدمۃ اللہ الخ اور لا یکلفون الخ دلالت کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث سے عدم استرقاق ثابت ہوتا ہے کہ اوصیہ سے ان پر شفقت کرنے کی وصیت ہے جو متقاضی ہے کہ انہیں غلام نہ بنایا جائے۔ ابن القاسم فرماتے ہیں کہ نقل عہد کی صورت میں انہیں غلام بنایا جاسکتا ہے۔ امام بخاریؒ اس اختلاف سے مطلع ہو کر اس باب کے انعقاد سے اس کا رد فرماتے ہیں۔ اگرچہ ابن قدامہ نے اس عدم استرقاق پر اجماع نقل کیا ہے مگر ممکن ہے انہیں اس اختلاف کی اطلاع نہ ہوگی ہو یا اجماع ائمہ اربعہ مراد ہو۔

تشریح از قاسمی۔ یقاتل من ورائہم کا مطلب یہ ہے کہ کافر حربی کے حملہ سے ان کا بچاؤ کیا جائے۔ لا یکلفو اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مقدار جزئیہ یا حاکم انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامِلِهِمْ

ترجمہ۔ کیا ذمی لوگوں کی طرف سے سفارش لی جاسکتی ہے اور ان سے معاملات کیسے ہوں۔

بَابُ جَوَائِزِ الْوَلَدِ

ترجمہ۔ وفد کو عطایا دیئے جائیں

حدیث (۲۸۳۳) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْخَزَنَتِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ يَوْمَ النُّجَيْفِ وَمَا يَوْمُ النُّجَيْفِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضِبَ دُمْعُهُ الْخَضْبَاءَ فَقَالَ إِفْعَلْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُ النُّجَيْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ بَكَيْتُمْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَصِلُوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازَعَ فَقَالُوا أَهْجَرِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُونِي فَاذْهَبِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصِي عِنْدَ مَوْتِهِ بِفَلْبِ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاجْزُوا الْوَلَدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُمْ أَجْزُهُمْ وَلَيْسَتْ الْفَالِقَةُ وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُفِيرَةَ بَنَ عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْهَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوبُ وَالْعَرَجُ أَوَّلُ يَهَامَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہیں کادن اور تمہیں کادن کیا ہے۔ پھر رو پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں نے ٹکڑیوں کو تر کر دیا۔ پھر فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری تمہیں کے دن سخت ہوئی تو فرمایا کتاب کاغذ لے آؤ تاکہ میں تمہیں ایسا خط لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ پس یہ لوگ جھگڑ پڑے۔ کوئی کہتا تھا کاغذ روایات دینا چاہیے۔ کوئی کہتا تھا نہیں دینا چاہیے۔ اور نبیؐ کے پاس جھگڑا نہیں کرنا

چاہیے۔ کہنے لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوڑ رہے ہیں بعد میں پوچھ لیں گے۔ یا اللہ کے رسول نے کوئی فضول کلام نہیں فرمایا۔ بہر حال آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حالت مراقبہ میں میں ہوں وہ اس حالت سے بہتر ہے جس کی طرف تم بلا تے ہو۔ یعنی کتابت کی طرف۔ اور موت کے وقت آپؐ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ دوسرے یہ کہ آنے والے دُفود کو ایسے ہی عطایا دو جیسے میں ان کو دیا کرتا تھا۔ اور تیسری بات میں بھول گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابو یعقوب بن محمد نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے پوچھا کہ جزیرۃ العرب کیا ہے انہوں نے فرمایا مکہ۔ مدینہ۔ یثرب۔ یمن اور یعقوب نے فرمایا عرج کے مقام سے تھامہ کی حدود شروع ہوتی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ذی سے سفارش کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت جابرؓ کے لئے آپؐ نے یہودی سے سفارش فرمائی تاکہ اس کے قرضہ میں تخفیف کر دے۔

اھجر رسول اللہ ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب قلم دوات اور کاغذ کے طلب کرنے پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض کہتے تھے کہ آپؐ نے کوئی فضول کلام نہیں کیا کہ اس میں اختلاف کیا جائے۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ تاکہ آپؐ تمہارے درمیان فیصلہ فرمادیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ قلب گنگوہی نے ترجمہ کو ثابت کرنے کے لئے جو حدیث جابرؓ بیان فرمائی ہے وہ واضح ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے حدیث جابرؓ اس باب میں ذکر نہیں فرمایا۔ دیگر شراح حضرات کے جواب مشہور و معروف ہیں کہ ناہنیں سے سبھو گیا۔ مصنفؒ سے سبھو گیا۔ لکھنے کا ارادہ تھا فرصت نہ ملی۔ یا یاد نہ رہا۔ البتہ دوسرے ترجمہ کے لئے جو حدیث ابن عباسؓ بیان فرمائی ہے۔ وہ ترجمہ الباب کے بالکل مطابق ہے۔ جس پر کوئی اشکال نہیں۔ فتح اور کرمانی کے نسخہ میں پہلے باب جواز الوفد ہے۔ بعد ازاں باب هل يستشفع الخ ہے۔ حافظ قمر ماتے ہیں کہ فربری کے جمع نسخوں میں باب جواز الوفد باب هل يستشفع سے مؤخر ہے تو اب اجیزا۔ الوفد تو دوسرے ترجمہ کے مناسب ہے۔ لیکن پہلے ترجمہ کا ماض چھوڑ دیا۔ جس کے لئے کوئی حدیث مناسب نہیں ملی اور نسفی کے نسخہ میں باب جواز الوفد بالکل حذف ہے۔ اس میں صرف باب هل يستشفع وارد ہے۔ پھر اس کی مناسبت میں کئی رموز تلمائے گئے۔ کہ اثر ارج کا تقاضا ہے ان کے پاس سفارش نہ کی جائے۔ اور وفد کے اکرام سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم معلوم ہوا۔ یا الی اهل الذمہ میں ای بمعنی لام کے ہے کہ کیا ان کے بارے میں امام سے سفارش کی جاسکتی ہے۔ اور ان سے حسن سلوک کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ تو آخر جوا من جزیرۃ العرب عدم استشفاع کو اور اجیزا و الوفد سے حسن سلوک کو ثابت کیا۔ کیونکہ وفد میں کافر عربی ذی وغیرہ سب داخل ہیں۔ اھجر رسول اللہ میں راجع یہ ہے کہ ہمزہ استفہام کا موجود ہے۔ اور اس سے مراد اس جگہ مریض کا وہ کلام ہے جو غیر معظّم اور غیر معتد بہ ہوتا ہے۔ اور اس کا وقوع صحت اور مرض میں نمی سے محال ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حالتوں میں معصوم ہوتے ہیں۔ ما یینطق عن الہوی اور آپؐ کا شاد ہے انی لا اقول فی الغضب والرضا الا حقاً کہ میں حصہ اور رضا کی صورت میں حق بات ہی کہتا ہوں۔ تو کہنے والے کا مقصد یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدت مرض میں کوئی فضول کلام تو نہیں کر رہے۔ دوات قلم اور کاغذ کیوں نہیں پیش کرتے۔ تاکہ آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی جائے۔ یہ جواب بالکل ٹھیک ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ شک کی بنا پر کہا گیا ہے۔ لیکن کہا صحابہ کرامؓ سے انکار نہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر انکار کرتے تو ضرور نقل ہوتا۔ ماری فرماتے ہیں کہ صریح امر کے باوجود صحابہ کرامؓ کا اختلاف کرنا اس پر دال ہے کہ یہ امر حتمی نہیں تھا بلکہ اختیاری تھا۔ اس لئے اختلاف ہوا اور حضرت عمرؓ کی رکاوٹ نے اس کو مزید سہارا دیا۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا ان کے قوی۔ وہ بردال ہے۔ کہ اگر آپؐ نے

کلی ایسے امور لکھ دیجے کہ شاہدان کی قیام سے عاجز آجائیں۔ کہیں عذاب کے مستحق نہ ہو جائیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ پر کوئی کبیر نہیں فرمائی۔ بلکہ سکوت اختیار فرمایا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ امر اختیار ہی تھا۔ اور حضرت عمرؓ کی رائے صواب تھی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ شدت کرب کی وجہ سے وہ تخفیف کے درپے ہوں۔ کہ شدت درد میں آپؐ کی تکلیف میں اضافہ نہ کیا جائے۔ نیز شیخ منکوقؒ کے اقادہ کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت لکھنا چاہیے تھے۔ اگر کسی جاتی تو نفس کے مقابلہ میں اختلاف کرنے والے مستحق عذاب ہوتے۔ اسلئے عمرؓ پر نہ لکھی گئی۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا ادعیٰ لی ایاک الخ۔

تشریح از قاسمی۔ اجماعہ جواز و فد کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مہمان نوازی کی جائے۔ اور حتی الامکان ان کی اعانت کی جائے خواہ وفد میں آنے والے لوگ کافر ہوں یا مسلمان ہوں بہر حال ان کی تقسیم اور اکرام ضروری ہے۔

بَابُ الْعَجْمَلِ لِلْوَفْدِ

ترجمہ وفد کے آنے کی صورت میں بن ٹھمن کر رہنا

حدیث (۲۸۳۳) خَلَقْنَا بَعْضَ بَنِي مُكْمَرٍ الْخَبَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ وَجَدَ عُمَرُ خَلَّةً اسْتَعْبَرَنِي تَبَاغَ لِي السُّوقِ لَأَتِي بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي بَعْتُ هَذِهِ الْخَلَّةَ فَتَجَمَّلُ بِهَا لِلْعَجْمَلِ وَالْوَفْدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذِهِ لِيَأْسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ مَا لَحَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَلَّةٍ دِيْنَا جَ لَأَلْبَلُ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِيَأْسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ فَقَالَ تَبِعْتُهَا أَوْ تَصِيبُ بِهَا بَعْضُ خَاجِجِكَ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک گاڑ محمدؐ کا خوب صورت جڑا ہوا دار میں بکھتے ہوئے پایا جس کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہہ گئے یا رسول اللہ آپؐ اس جڑے کو خرید لیں تاکہ محمدؐ کے موقعہ پر اور وفد کی آمد پر آپؐ اس سے زینت حاصل کریں۔ آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پاس کو وہی پہنے گا جس کا آخرت میں حصہ نہ ہوگا۔ بہر حال کہ عرصہ ٹھہرے وہ جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا پھر آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک دیوڑھی بھیج دیا۔ جس کو لے کر حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ آپؐ نے تو فرمایا تھا کہ یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پاس وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ پھر آپؐ نے اسے میرے پاس بھیج دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اس کو بھیج دو پاس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر لو چنانچہ انہوں نے اسے اپنے شرک بھائی کے پاس مکہ میں بھیج دیا۔ تشریح از قاسمی۔ آپؐ نے اس قسم کے لباس سے قبل کوئی فرمایا تھی کہ جس کا جوار ثابت ہوا۔ ورنہ آپؐ اس سے بھی منع فرمادیجے۔

بَابُ كَيْفَ يُغَرَّضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

ترجمہ۔ بچے پر اسلام کیسے پیش کیا جائے

حدیث (۲۸۳۵) خَلَقْنَا عِدَّةً مِنَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ الْخَبَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ لِي زَهْلَبَ مِنْ

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ
يَلْعَبُ مَعَ الْفُلَمَّانِ حِينَئِذٍ أَطْعَمَ بَنِي مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَخْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى
ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَتَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِنْتُ
بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَا بَنِي صَادِقٍ وَكَاذِبٍ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى قَدْ خَبَأَتْ
لَكَ خَبِيئَاتٌ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْسِنَا فَلَنْ تَعُدَّ وَقَلْدَرَكُ قَالَ
عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ
تُسَلِّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَعْلِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبَى بَنُ كَعْبٍ بِأَيِّمَانِ النَّخْلِ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ يَتَقَبَّحُ بِجُلُودِ النَّخْلِ وَهُوَ يَحْتَلِ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَإِنَّ صَيَّادَ
مُضْطَجِعًا عَلَى فِرَاجِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ لَوَأَتْ أُمَّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يَتَقَبَّحُ بِجُلُودِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ فَقَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ تَرَكْتَهُ بَيْنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ عَلَى اللَّهِ
بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدُّجَالَ فَقَالَ إِنِّي أَتَلِيكُمْ كُمُوهَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَتَلَى قَوْمَهُ لَقَدْ آتَلَى نُوحٌ قَوْمَهُ
وَلَكِنْ سَأَلُوا لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَهُ لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغْوَرُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوَرٍ.

ترجمہ حضرت ابن عمر سے مروی ہے۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ
جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابن صیاد کی طرف چلے یہاں تک کہ بنو مغالہ کے اونچے نیچے کے پاس پہنچیں کہ ہمراہ اسے کھیتے ہو
ئے پایا۔ اور وہ ان دونوں بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اس کو علم نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ کو خوب غور سے دیکھا۔ کہنے لگا کہ میں گوا
ہی دیتا ہوں کہ آپ ان بڑھ لوگوں کے رسول ہیں۔ اس نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے
ہیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں جس پر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جمودا دونوں آتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ اس پر
رہا لگ گیا ہے۔ کوئی واضح بات اس کے پاس نہیں ہے۔ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزمائش کے لئے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے
کوئی چیز دل میں چھپائی ہے۔ بتاؤ کیا ہے کہنے لگا دُخ ہے۔ حالانکہ دُخان دھواں تھا۔ آپ نے فرمایا دُور ہوا ہے مرتبہ سے آگے نہ بڑھو حضرت عمرؓ نے

عرض کی یا رسول اللہ مجھے احادیث دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر واقعی یہ وہی دجال ہے تو اس پر کبھی غالب نہیں آ سکتا۔ اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب دونوں اس مجھد کے باغ کی طرف گئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آپ اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ نے مجھد کے عموں کے ساتھ بچپن کا شروع کر دیا۔ تاکہ کسی حیلہ سے ابن صیاد کی کوئی بات سن لیں۔ اس کے دیکھنے سے پہلے۔ اور ابن صیاد اپنے ہنر پر لیٹا ہوا تھا ایک ایسے گدیے نما چادر پر کاس کے اندر سے ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی ابن صیاد کی ماں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ کسا آپ مجھد کے عموں سے فکا بچاؤ کر کے بات سننا چاہتے ہیں۔ تو اس نے ابن صیاد سے کہہ دیا کسے صاف پیاس کا نام تھا جس پر ابن صیاد جلدی اٹھ کھڑا ہوا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتی تو وہ کچھ واضح بیان کرتا۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ان کے باپ ابن عمر نے فرمایا کہ بعد ازاں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جن جن مسیحیوں کے مسخ ہیں اس کے ساتھ آپ کی حمد و ثناء کی۔ پھر دجال کا تذکرہ فرمایا اور شافریا کہہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہو حقیقی روح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرا چکے ہیں۔ لیکن میں اس کے بارے میں ایک ایسی بات تلاؤں گا جو آج تک کسی نبی نے نہیں کہی۔ چاہتے ہو کہ وہ دجال کا نام ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ احوال نہیں ہیں۔

تشریح از قاضی۔ ابن صیاد کے اس قصہ سے تمام بخاری یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ ابن صیاد قریب الملوغ تھا یعنی ابھی بچہ تھا کہ آپ نے تشہد انی رسول اللہ سے اس پر اسلام پیش کیا۔ اگر وہ مان لیتا تو اس کا اسلام صحیح تھا۔ ورنہ اسلام پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے ابن صیاد سے امتحان کے لئے سوالات اس لئے دریافت کیے تاکہ صحابہ کرامؓ ساقیوں پر اس کا باطل پر ہونا واضح ہو جائے۔ چنانچہ اس نے خود اقرار کیا کہ اس کے پاس چھوٹا شیطان آتا ہے۔ اگر حق پرست ہوتا تو صرف صادق فرشتہ ہی اس کے پاس آتا۔ یہ دوسرا قصہ پہلی سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

قال سالم قال ابن ہشام یہ تیسرا قصہ ہے جو پہلی سند کے ساتھ معمول ہے۔ ابن صیاد کے بارے میں بہت اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا یہ وہی دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ اگر اشکال ہو کہ دلائل عقلیہ ناقض ہیں کہ وہ خدا نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ حس اور عقل دونوں کو جمع کر کے ظاہر کیا گیا کہ عوام پر جہالت کس قدر غالب ہے کہ ایسے شخص کے تابع ہو گئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِلْيَهُودِ أَتَسْلِمُوا أَمْ تَقُولُونَ قَالُوا الْمَقْبَرَةُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حدیث ہے یہ کہنا کہ اسلام لے آؤ بیچ جاؤ گے مقبرہ کی طرف سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ

وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ لَهُمْ

ترجمہ۔ جب کچھ لوگ دارالحرب میں مسلمان ہو جائیں اور ان کا مال اور زمین بھی ہو تو وہ انہیں کا ملک ہوگا

حدیث (۲۸۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخ عَنْ أَنَسَةَ بِنْتِ زَيْدٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْزِلُ هَذَا فِي خُجَيْبٍ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنَزِلًا ثُمَّ قَالَ لَنَحْنُ نَأْزِلُونَ هَذَا بِغَيْبٍ بَيْنِي كَمَانَةَ الْمُتَعْصِبِ

حَيْثُ قَامَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ خَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُبَايَعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ اپنے حج کے موقع پر آپ کہاں قیام فرمائیں گے آپ نے فرمایا کہ کیا قتل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا کہ کل ہم لوگ بنو کنانہ کی وادی میں پڑاؤ کریں گے جس کو وادی مصب کہا جاتا ہے جہاں پر قریش نے کفر پر رہنے کی قسمیں اٹھائی تھیں۔ اور یہ یوں ہوا کہ بنو کنانہ نے بنو ہاشم کے خلاف قریش سے قسمیں اٹھوائی تھیں کہ وہ بنو ہاشم سے فرید و درخت کریں گے اور نہ ہی وہ ان کو کھانا دیں گے امام ذہری فرماتے ہیں خیف کے معنی وادی کے ہیں۔

حدیث (۲۸۳۷) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخَزَّازُ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيْئًا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيْئُ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَاتَّبِعْ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَذْخِلْ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ وَإِيَّاهُ وَنَعْمَ ابْنُ عَوَفٍ وَنَعْمَ ابْنُ عَفَّانٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهَلَّكَ مَا هَيَّجَهُمَا يَرْجِعَا إِلَى تَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ إِنْ تَهَلَّكَ مَا هَيَّجَهُمَا يَأْتِيَا بَيْنَهُمَا لِقَاؤُهُمَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَلْفَاكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَاءُ أَيْسَرُ عَلَى مِنَ اللَّحَبِ وَالْوَرَقِ وَإِنَّ اللَّهَ إِنْهُمْ لَيَرَوْنَ إِنِّي قَدْ ظَنَمْتُهُمْ إِنَّهَا لِبَلَادُهُمْ فَاتْلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ لِي سَبِيلُ اللَّهِ مَا حَمَمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ حَبْرًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے ایک غلام کو جسے منی کہہ کر پکارا جاتا تھا اسے سرکاری چراگاہ میں حاکم مقرر کیا اور اس سے فرمایا اے منی مسلمانوں پر اپنے بازو ملا لینا یعنی ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا مقبول و منظور ہوتی ہے اس چراگاہ میں تھوڑے اونٹوں والے اور تھوڑی بکریوں والوں کو داخل ہونے دینا لیکن ابن عوف اور ابن عفان کے موشیوں سے بچتے رہنا کیونکہ ان اغنیاء کے موشی اگر ہلاک ہو گئے بھوک کی وجہ سے وہ تو اپنے کھیتوں اور بھجڑ کے بانگوں کی طرف واپس جا کر گزارہ کر لیں گے۔ لیکن اگر تھوڑے اونٹوں والے اور تھوڑی بکریوں والے کے موشی بھوک کی وجہ سے مر گئے تو وہ اپنے گھریا اولاد سمیت میرے پاس آ کر کہیں گے اے امیر المؤمنین ہماری فریاد سنو تو دیکھو میں ان کو اس حال میں چھوڑنے والا نہیں ضرور مجھے اس کا انتظام کرنا ہوگا تو چراگاہ کا پانی اور اس کی گھاس یہ میرے لئے سونے اور چاندی عروج کرنے سے آسان ہے۔ اور اللہ کی قسم یہ لوگ گمان کریں گے کہ میں نے چراگاہ بنا کر ان پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ یہ شہر ان کے تھے جن کے لئے جاہلیت میں بھی انہوں نے لڑائی لڑی۔ اور انہیں شہروں پر وہ اسلام کے اندر داخل ہوئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میرے پاس نہ ہوتا یہ مال گھوڑوں کا جن پر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مجاہدین کو سوار کرتا ہوں جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ تو میں ان کے شہروں میں باشت بھڑدین کو بھی چراگاہ نہ بناتا۔

تشریح از قاسمی۔ اس باب کے انعقاد سے امام بخاری کی غرض خفیہ پر رڈ کرتا ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ حربی دارالحرب میں مسلمان ہو کر وہیں مقیم رہے۔ حتیٰ کہ مسلمان اس شہر پر غلبہ حاصل کر لیں تو وہ اپنے مجمع مال کا حقدار ہے۔ مگر اس کی زمین اور مکانات مسلمانوں کے لئے فیہ بن جائیں گے۔ امام ابو یوسف کی مخالفت کرتے ہوئے جمہور کی موافقت کرتے ہیں۔ حدیث باب بھی جمہور کی تائید کر رہی ہے۔ کہ جب کوئی حربی

مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے مال اور اراضی کا مالک رہے گا۔ امام بخاری نے جب حضرت قتیل کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جعفر اور علیؓ تو ابوطالب کی جائیداد کے وارث مسلمان ہونے کی وجہ سے نہ بن سکے قتیل اور طالب کا فرخے باپ کی وفات کے بعد وہی وارث ہوئے۔ قتیل بعد میں مسلمان ہو گیا۔ تو حضرت قتیلؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو عبدالمطلب کے سب مکانات بیچ دیئے۔ اور یہی سلوک دیگر مسلمانوں کے مکانات اور اراضی کے ساتھ ہوا۔ تو جب قتل از اسلام حضرت قتیل کے تصرف نے جائز قرار دیا تو بعد از اسلام تو بطریق اولی اس کا حقدار ہے۔ تو اس سے ترجمہ اور حدیث میں مطابقت واضح ہو گئی۔

حتمی اس چراگاہ کو کہتے ہیں جو امام صدقہ کے جانوروں کیلئے مختص کر دے۔ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن ابن عوفؓ اور عثمان ابن عفانؓ کثیر المال صحابہ کو چراگاہ میں جانور چرانے سے اس لئے روکا کہ وہ غنی لوگ ہیں سونا چاندی خرچ کر کے مال مویشی کے لئے پانی اور چارہ کا انتظام کریں گے۔ تو وہ مال مویشی والوں کیلئے مشکل ہو گئی۔ ویسے ان کو بھی ممانعت نہیں ہے۔ لیکن ان کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

بہینہ تو بہت بمعنی گمر کے ہے۔ بہینہ تو اولاد کے معنی میں ہے۔ بہر حال معنی واحد ہے کہ وہ مع بال بچوں کے میرے پاس آ جائیں گے۔ یا امیر المؤمنین انافقیہی میں محتاج ہوں یا امیر المؤمنین اناحق میں حقدار ہوں افتار کہم ان میں ہزہ انکار کیلئے نہیں کہ میں ان کو محتاج نہیں چھوڑ سکتا۔ ضرور بہت المال سے سونا چاندی خرچ کر کے گھاس چارہ اور پانی کا انتظام کرنا پڑے گا۔

الہم یسرون الخ یعنی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلاد جو اراضی اور مکانات پر مشتمل ہیں زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں ان کے ملک ہیں۔ میں نے غمر زمین کو چراگاہ میں بدل دیا تو مسلمانوں کی مصلحت کے لئے کیا ہے۔ صدقہ اور جہاد کے گھوڑوں کے لئے قتل اعزازی کی ہے۔ تو اس روایت کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی قاتلو اعلیہا فی الجاہلیۃ اسلموا علیہا فی الاسلام کہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں یہ ان کی ملکیت ہیں۔ ان کے ملک سے نکلے نہیں۔ احاف کا استدلال قرآن مجید کی آیت للفقراء الذین اخرجوا من ديارهم سے ہے۔ کہ مکانات سے نکالنے کے بعد ان کو فقراء کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مکانات ان کی ملکیت سے نکل چکے ہیں۔

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسِ

ترجمہ۔ حاکم کا مجاہدین کے نام لکھنا

حدیث (۲۸۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْخِ عَنْ خَلِيفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكُتِبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسُ مِائَةٍ رَجُلٍ فَلَقْنَا نَعَافَ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقْنَا أَيْتَانَا أَبْعَلَيْنَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَخَذَهُ وَهُوَ خَائِفٌ.

ترجمہ۔ حضرت خلیفہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ پس ہم آپ کے لئے پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ کر لے گئے۔ جس پر ہم نے کہا کہ کیا آج پندرہ سو ہو کر ہم کسی سے ڈر سکتے ہیں یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ہمارا امتحان لیا گیا یہاں تک آج کیا آدمی ڈرتے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔

حدیث (۲۸۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْخِ عَنْ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَا هُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ بَيْتٍ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَةٍ.

ترجمہ۔ اعمش سے مروی ہے کہ ہم نے ان کو پانچ سو پایا اور ابو معاویہ فرماتے ہیں کہ چھ سو اور سات سو کے درمیان۔

حدیث (۲۸۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخَنَّاسُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تُحِبُّنْتُ فَنِي هَزْوَةً كَذًّا وَكَذًّا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ أَرْجِعْ لِمَنْعُكَ مَعَ امْرَأَتِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا نام فلاں فلاں جنگ اسلام کے لئے لکھا گیا ہے۔ حالانکہ میری بیوی بچ پر جانے والی ہے آپ نے فرمایا اور ایس جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ ج کر دو تشریح از قاسمی۔ یعنی سفیان کی روایت جوامع سے ہے اس میں غسارہ کے ساتھ الف کی زیادتی ہے۔ لیکن ابو حمزہ کی روایت جوامع سے ہے اس میں یہ زیادتی نہیں۔ بلکہ صرف عجمستانہ کے الفاظ ہیں۔ اور ابو معاویہ کی روایت میں ماہین سمعانیہ الی سبعمائہ کے الفاظ ہیں۔ تو ان میں جمع بین الروایات کی صحیح صورت یہ ہے کہ یہ کتابت مختلف اوقات کی ہے یا چھ سو سے سات سو تک خاص کردینہ میں تھے۔ اور پھر سوار و مرد کے مسلمان تھے۔

فلاننا عاف الخ میں ہمزہ استعظام انکاری کا محذوف ہے۔ ابتدائینا سے اشارہ اور خلاف عثمان کی طرف ہے کہ امراء کو فحشا ولید بن عقبہ جیسے لوگ نمازوں میں تاخیر کرتے تھے۔ صحابہ کرام خفیہ وقت پر نماز الگ ادا کر کے قنہ کے خوف سے ان کے ہمراہ دوبارہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الْدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کسی بدکار آدمی سے بھی دین کی تائید کرا دیتا ہے۔

حدیث (۲۸۳۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَنَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ فَهِلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ يَمْنُنُ يُلْحِي الْأَسْلَاحَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا خَضِرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ فَيَالَا حَبِيبُهَا فَاصَابَتْهُ جَوَاحِدَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ فُلْتُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لِأَنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ فَيَالَا حَبِيبُهَا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ لَكَاذَ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّ يُؤَيِّدَ قَبِيْلَتَهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ جَوَاحِدَةٌ فَهِلْنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجَوَاحِدِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ اللَّهُ أَكْثَرَ أَهْلَهُ اتَّبَعَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِأَلَا قِتَادِي بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں حاضر تھے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ یہ جہنمی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے اتنی سخت لڑائی لڑی کہ اسے گہرے زخم آ گئے پس کہا گیا یا رسول اللہ وہ آدمی جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اس نے تو آج اتنی سخت لڑائی لڑی ہے اور وہ مر بھی چکا ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنمی ہے مادی فرماتے ہیں قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے۔ پس وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ کہا گیا کہ وہ ابھی تک نہیں مرا لیکن اسے زخم سخت پہنچے ہیں پس جب مائت ہوئی تو وہ زخموں پر صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اللہ اکبر کا نعروں لگا کر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو کہ جنت میں مسلمان جی کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوگا اور بے شک اللہ تعالیٰ قاسم و قاضی آدمی کے ذریعہ اپنے دین کی تائید فرما دیتا ہے۔

تشریح اراقامی۔ اگر اطفال ہو کہ آپ کا ارشاد لا نستعین بمشرك فافسق فاجر سے تاثر کیسے ہوئی۔ محاب یہ ہے کہ پاس وقت کے ساتھ خاص تھا۔ یا قاجر سے مراد غیر شرک ہے۔ پہلا جواب بھی ہے کیونکہ غزوہ حنین میں مغوان بن امیہ حاضر تھا حالانکہ وہ شرک تھا۔

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ أَمْرٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

ترجمہ۔ جب دشمن کا خوف ہو تو لڑائی میں بغیر امیر بنائے کوئی امیر بن جائے۔

حدیث (۲۸۴۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةُ زَيْدًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخْلَعَهَا جَعْفَرًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخْلَعَهَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخْلَعَهَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ أَمْرٍ لَفُتِحَ عَلَيْهِ مَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ جُنَدُنَا وَقَالَ إِنَّ عَهْدِي لَعَلِّدٍ كَانَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جند حضرت زیدؓ نے پکڑا پس وہ شہید ہو گئے پھر اس کو حضرت جعفرؓ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اس کو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے بغیر امیر بنائے جند کے پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی اور مجھے خوشی نہیں تھی یا ان کو پسند نہیں تھا کہ وہ شہداء ہمارے پاس ہوتے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ان کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

تشریح اراقامی۔ یہ غزوہ موت کا واقعہ ہے جو عہد اولیٰ ۸ھ میں واقع ہوا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا اخذ الراية سيف من سيوف الله ففتح الله على يديه۔ یعنی جند کے کو اللہ تعالیٰ کی کواہوں میں سے ایک کو امیر یا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

ترجمہ۔ امیر کا کچھ لنگر کے ذریعہ مدد کرنا

حدیث (۲۸۴۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَاهُ رِجْلٌ وَذُكْوَانٌ وَغَصِيَّةٌ وَبَنُو لَحْيَانَ فَرَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ اسْلَمُوا وَاسْتَعْمَلُوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمْلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ آتَسُّ كُنَّا نَسْمِيهِمُ الْقُرَاءَ يَحْمِلُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَأَنْعَلُوا بِهِمْ وَقَتْلُوهُمْ فَكَفَتْ شَهْرًا يَلْحَقُوا عَلَى رِجْلٍ وَذُكْوَانٍ وَبَنِي لَحْيَانَ وَقَالَ فَكَادَهُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِهِمْ قَرَأْنَا الْأَنْبِلَاءُ قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَجِسَى عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ رَفَعَ بَعْدَ ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ رعل، ذکوان، غصیہ اور بنو لحيان کے لوگ آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اپنی قوم کے خلاف آپؐ سے انہوں نے مدد طلب کی تو آپؐ نے ان کی امداد کے لئے ستر انصار روانہ فرمائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم انہیں قراء کے نام سے پکارتے تھے جو دن کو لڑائیاں جمع کرتے تھے اور رات کو نوافل پڑھتے تھے چنانچہ وہ لوگ ان کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب وہ دیر معویہ تک پہنچے تو ان سے بد مہدی کی۔ اور ان قراء حضرات کو قتل کر دیا۔

ہیں آپؐ نے ایک ماہ تک دعا و قنوت پڑھی رطل و ذکوان اور بنو لحيان پر ہمد عا کرتے رہے۔ اور قنود فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھتے رہے۔ **الابلقوا عنا الخ۔** ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ حقیقت ہم لوگ اپنے رب سے مل چکے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم کو اس نے راضی کر دیا۔ بعد ازاں یہ آیت اٹھالی گئی یعنی منسوخ ہو گئی۔

تشریح از قاسمی۔ ماہسور لی الخ یعنی وہ حال جس کے اندر اب وہ ہیں وہ اس حال سے افضل ہے جو ان کا حال ہمارے پاس رہ کر ہو تا۔ بنو لحيان اصحاب بئر معونہ میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ اصحاب رجع میں سے ہیں۔ جن کے سردار حضرت ماحم بن ثابتؓ تھے ماحم بن طفیل نے بد مہدی کرتے ہوئے بنو مسلم کے قبائل کو اصحاب بئر معونہ پر جمع کیا تھا۔ جنہوں نے ان حضرات کو قتل کر دیا۔

بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرَصَتِهِمْ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کی چوپال پر تین دن تک قیام کرنا۔

حدیث (۲۸۴۳) **خَلَقْنَا مُحَمَّدًا بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ دَخَلْنَا النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ نَابِعَةٍ مُعَادَا وَعَبْدًا لَا عَلَى.**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک حضرت ابوطالبؓ سے روایت کرتے ہیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم پر غالب آجاتے تھے تو سستانے کیلئے تین راتوں تک ان کے میدان میں قیام پزیر رہتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ دشمن سے بالکل کوئی خطر نہ ہو ان جوڑی فرماتے ہیں کہ غلبہ کے بعد اس لئے بھی ٹھہرنا چاہیے تاکہ غلبہ کے آثار معلوم ہو جائیں۔ دوسرے احکام کا نفاذ ہو سکے۔ اور لوگوں کی محفلیں کم ہو جائیں۔ محاذ اور مہدالابی نے اسی کی متابعت کی ہے۔

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنی جنگ اور سفر کے اندر ہی مال غنیمت تقسیم کر دیتا ہے۔

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَلَدِ الْخُلَيْفَةِ فَأَصْبَحْنَا غَنَمًا وَلَا لَعَلَّ عَشْرَةَ مِنَ الْغَنَمِ بَيْنَهُ.

ترجمہ۔ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ذی الحلیفہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جہاں پر ہمیں بہت سی بکریاں اور اونٹ غنیمت کے طور پر ملے۔ پس آپؐ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔

حدیث (۲۸۴۵) **خَلَقْنَا هَلْبَةَ ابْنُ خَالِدٍ الْخ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ إِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَبْعَةِ أَنَّهُ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حَنْبَنٍ.**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ جہاں پر آپؐ نے حنین کی غنیمتوں کو تقسیم فرمایا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی فرض احتاف پر رد کرنا ہے جو فرماتے ہیں کہ دارالحرب میں مال غنیمت کو تقسیم نہ کیا جائے۔ جن کی دلیل یہ ہے کہ ملک غلبہ سے حاصل ہوگا۔ اور مکمل غلبہ جمعی حاصل ہوگا جب دارالاسلام میں مال پہنچ جائے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ تقسیم حاکم کی رائے کے سپرد ہے۔ اور تمام غلبہ مسلمانوں کے مال کو محفوظ کر لینے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

کیا جاتا ہے اور سفیان ثوری اور ایک روایت امام سے یہ ہے کہ مطلقاً یعنی کل اڑت سے و بعد صاحب مال وہی حقدار ہے۔

بَابُ مِنْ تَكَلُّمٍ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّطَانَةِ

ترجمہ اس شخص کے بارے میں جو فارسی بولتا ہے یا کوئی اور بھی زبان میں بات کرتا ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَاعْبُدُوا اللَّهَ سُبُحَّانَهُ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ

ترجمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہاری زبانوں اور رنگوں کے مختلف ہونے میں اللہ کی قدرت کا دخل ہے۔ اور دوسری آیت کہ ہم نے کوئی رسول آج تک نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں۔

حدیث (۲۸۴۸) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخَطَّابِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبًا يُهَيِّمُهُ لَنَا وَطَحْنَتْ صَاعًا مِنْ خَبِيرٍ فَتَعَالَي أَنْتَ وَتَفَرَّ لَصَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ يَا أَهْلَ الْعَنْدَقِ أَنْ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا فَهَيَّ هَلَاكُكُمْ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بڑا ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو بھی نہیں لئے ہیں۔ پس آپ اور کچھ قہوڑے سے اور آدی آجائیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا اے خندق والو! حضرت جابر نے تمہا رے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ تم سب کو بلا لے۔ سو فارسی زبان میں طعام کو کہتے ہیں۔

حدیث (۲۸۴۹) حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى الْخَطَّابِيُّ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَى قَوْمِي أَصْفَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةِ سَنَةٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَلَنَحْبُثُ أَلْعَبُ بِخَعِيمِ النَّهْوَةِ فَلَنَهْرِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبِلِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَبِثْتُ حَتَّى ذَكَرْتُ.

ترجمہ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید فرماتی ہیں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میرے بدن پر زرد رنگ کی قمیض تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سندسہ عبد اللہ راوی فرماتے ہیں کہ یہ لفظ حبشی زبان میں اچھا ہے اچھا ہے کے معنی میں آتا ہے وہ فرماتی ہیں میں بھی جناب کی صحبت سے کھانا شروع کر دیا۔ میرے باپ نے مجھے ڈانٹا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی ہے جانے دو پھر آپ نے ارشاد فرمایا اس کو یوسیدہ کرو پھر انا کرو۔ یوسیدہ کرو پھر انا کرو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب تک ام خالد زعفران ہیں اسے یاد کرتی رہیں اور محمول کی صورت میں معنی ہوں گے جب تک زعفران ہیں لوگوں میں ان کا چرچا رہا۔ اور ذکرت کی خمیر قمیض کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے میضہ معروف کا ہوگا کہ جب تک زعفران ہیں اس قمیض کو یاد کرتی رہیں۔ یا اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اور ایک روایت میں وکنت ہے کہ وہ قمیض یوسیدہ ہو کر سیاہ ہو گئی۔

حدیث (۲۸۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ لَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَخْ كَخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَا لَا

تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ مِنْهُ الْحَسَنَةَ بِالْحَسَنَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ تَعِشْ امْرَأَةً مِثْلَ مَا عَاشَتْ أُمُّ خَالِدٍ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی نے صدقہ کی کجور میں ایک کجور کا دانہ اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال دیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ کھڑا کر روک دیا جنہیں معلوم نہیں کہ ہم اہل بیت صدقہ نہیں کھایا کرتے حضرت مکرّمہ فرماتے ہیں سنہ جثی زبان میں خوبصورت کے معنی میں آتا ہے اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے ایسی زندگی نہیں گزاری جیسی حضرت ام خالدہ نے گزاری۔
تشریح از قاسمی۔ اگر سوال ہو کہ ان احادیث کو کتاب الجہاد سے کیا مناسبت ہے تو جواب یہ ہے کہ یہی روایت کی مناسبت تو ظاہر ہے کہ وہ واقعہ حضور و صدیق کا ہے اور باقی احادیث اس کی متابعت میں لائی گئی ہیں۔

بَابُ الْغُلُولِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ترجمہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص بھی غنیمت کے مال میں خیانت کرے گا وہ اس مال کو قیامت کے دن لائے گا۔

حدیث (۲۸۵۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَرَ الْغُلُولَ لَعْنَتُهُ وَعَظَّمْ أَمْرَهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ حَتَّى يَهْلِكَ أَوْ يَهْلِكَ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ خَمْعَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْنَيْ فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَهْلَفْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَابِثٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْنَيْ فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَهْلَفْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْنَيْ فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَهْلَفْتُكَ وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ عَنْ أَبِي حَتَّانٍ فَرَسٌ لَهُ خَمْعَةٌ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان غلبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے آپ نے خیانت کا ذکر فرمایا۔ غلول اور اس کی شان کو بڑا عظیم جرم قرار دیا اور فرمایا کہ قیامت میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں گا کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو جس کی سے کی آواز ہو اس کی گردن پر کھوڑا سوار ہو جس کی چھتا نے کی آواز ہو مجھے پکار کر کہے یا رسول اللہ میری مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ سفارش کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے میں تو جنہیں اللہ کے احکام پہنچا چکا اور اس کی گردن پر اونٹ سوار ہوگا۔ جس کی بلال نے کی آواز ہوگی۔ کہے گا یا رسول اللہ میری مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ جسے احکام پہنچا چکا کسی کی گردن پر بے آواز سنا چاندی مسلط ہوگا۔ کہے گا یا رسول اللہ میری مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں جنہیں احکام پہنچا چکا اور کسی کی گردن پر چوہنچو پڑے کل رہے ہوں گے۔ کہے گا یا رسول اللہ میری فریاد سی کہ میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو احکام پہنچا چکا۔ ابوبکر ابوجحان سے فرس لے حصصہ نقل کیا ہے۔

بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ

ترجمہ تھوڑی سی خیانت کا کیا حکم ہے

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَقَ مَنَاعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے ذکر نہیں کیا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس کا مال واسباب جلادیا۔

حدیث (۲۸۵۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثِقَلِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةٌ لَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَلَذَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا غَبَاءَةً فَلَذَعَلَهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كِرْكِرَةٌ يَغْنَى بَطْنُ الْكَافِ وَهُوَ مُضْبُوطٌ كَذَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مال واسباب کی حفاظت کے لئے ایک آدمی تھاجس کو کرکرہ کہا جاتا تھا۔ پس وہ مر گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں ہے۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ تو ایک کل یا بچہ اس نے خیانت کر لیا تھا امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابن سلام نے کرکرہ مضبوط کیا ہے۔ یعنی کاف کے ذریعے کے ساتھ اور اس طرح مضبوط ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ ذُبْحِ الْإِبِلِ وَالْفَنَمِ فِي الْمَغَائِمِ

ترجمہ۔ قیمت کے مال میں سے اونٹ اور بکریوں میں سے کسی کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔

حدیث (۲۸۵۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّخَعِيُّ عَنْ زَالِعِ بْنِ خُلَيْجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَى الْحَلِيفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَأَصْبَحْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرِيَّاتِ النَّاسِ فَعَجَلُوا لِنَصْبِ الْفُلُورِ فَأَمَرَ بِالْفُلُورِ فَأُكْفِفَتْ ثُمَّ قَسَمَ لَعَدَلْ عَشْرَةٌ مِنَ الْفَنَمِ بِبَعْضِ لَنَدٍ مِنْهَا بَعْضٌ وَلِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرُ لَطَلَبُوهَا فَأَغَاهُمُ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَسَبَهُ اللَّهُ فَقَالَ هَلِيبُ الْبَهَائِمِ لَهَا أَوَابِدٌ كَأَوَابِدِ الْوُحْشِ فَمَانَدَ عَلَيْهِمْ فَأَضَعُوا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ جَلِيئِي إِنَّا نَرَجُوا أَوْ نَعَاثُ أَنْ نَلْقَى الْعَدْلَ وَهَذَا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى الْفُلْبُحِ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَتَهَرَ اللَّحْمُ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَاخِلُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَالظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبْشَةِ.

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ذی الحلیفہ میں آنحضرتؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ لوگوں کو بھوک نے ستایا ہمیں کچھ اونٹ اور بکریاں مال قیمت میں دستیاب ہوئیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سب سے آخری حصہ میں تھے۔ پس جلدی میں لوگوں نے ہاڑیاں چڑھا دیں۔ آپؐ نے خبر ہونے پر ہاڑیوں کو الٹ دینے کا حکم دیا کیونکہ وہ بغیر اجازت کے ذبح کئے گئے تھے پھر آپؐ نے مال قیمت کو تقسیم فرمایا اس ۱۰ بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا قوم میں گھوڑوں کی کمی تھی بے چاروں نے اونٹ کو قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے ان کو تھکا کر عاجز کر دیا۔ تو ایک آدمی نے اس کے تیر کس کے مارا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا جس پر آپؐ نے فرمایا چھ پاؤں میں سے بھی وحشی جانوروں کی طرح غیر مانوس جانور ہوتے ہیں۔ پس جوان میں سے تم سے بھاگ جائے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو حضرت عمارؓ یہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا رافعؓ نے فرمایا کہ میں خطر و لاحق ہوا کہ کل ہماری دشمن سے لڑائی چھڑ گئی اور ہمارے پاس چھری نہ ہو تو کیا ہم ہرگز اسے سے ذبح کر سکتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو کدھار چھ خون بہا دے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا جائے تو اس کو کھا سکتے ہو لیکن

دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کرنا۔ اس بارے میں مقرب تمہیں حدیث بیان کروں گا سنا ہے دانت تو ہڈی ہے۔ اور ناخن حمشوں کی چھری ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مایکروہ یہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تقسیم فہائم سے پہلے ان کو ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کے لئے قبل از تقسیم مال قیمت کھانے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا پھل ہوں۔ اسی طرح حیوانات کا ذبح کرنا اور ان کا کھانا بھی جائز ہے۔ البتہ امام شافعی ضرورت اور حاجت کی قید لگاتے ہیں۔ اب امام بخاریؒ کی حدیث باب سے اشکال پیدا ہوا جس کی توجیہ میں اختلاف ہے امام بخاریؒ کا میلان مطلق کراہت کی طرف ہے۔ خواہ قبل از تقسیم ہو یا بعد از تقسیم۔ اجازت کے بغیر استعمال ناجائز ہے۔ قطب گنگوہیؒ نے بھی اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ شرارؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ قصہ دارالاسلام کا ہے۔ دارالحرب کا نہیں۔ یا طعام میں قلت تھی یا ذبح زیادتی کی بنا پر تھا۔ چنانچہ حافظ قزماؒ نے ہیں کہ محل ترجمہ امروہ بالکفاء القدور ہے۔ اور اہمیت ذبح بغیر اذن کی وجہ سے ہے۔ یا اوپر ملنے کو مقبوت مالی پر حمل کیا جائے کہ صرف شور با اظہیل دیا گیا۔ گوشت کو تلف نہیں کیا۔ بلکہ اسے مغام میں واپس کر دیا۔

بَابُ الْبَشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

ترجمہ۔ فتوحات کی خوشخبری دینا

حدیث (۲۸۵۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى النَخَعِيُّ قَالَ لِي جَبْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْبُحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْنَنَا فِيهِ خُفْعَمٌ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةِ فَأَنْطَلَقْتُ لِي غَمْسِيْنٌ وَمِائَةٌ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَتُبُّ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِي صَلَوِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ لِي صَلَوِي فَقَالَ اللَّهُمَّ تَبَّعْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا فَأَنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَخَرَّقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَبْرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَانَتْهَا جَمَلٌ أَجْرَبَ لَهَا رِكَ عَلَى خَيْلٍ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خُمْسَ مَرَاتٍ قَالَ مُسَدَّدٌ فِي خُفْعَمٍ.

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے ذی الحلیفہ سے آرام کا بچاؤ وہ قبیلہ خفعم میں ایک گھر تھا جسے کعبہ یمانیہ کے نام سے پکارتے تھے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سو پچاس قبیلہ احس کے آدمیوں کو لے کر چلا جو سب کے سب شاہ سوار تھے میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو آپؐ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا۔ جس کی انگلیوں کے نشان مجھے اپنے سینہ میں نظر آئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے عبادے اور اسے کامل و مکمل بنادے چنانچہ وہ تشریف لے گئے کعبہ یمانی کو توڑا اور اسے جلادیا جس پر انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دینے کیلئے ایک آدمی بھیجا تو حضرت جریرؒ کے قاصد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق دے کر آپؐ کو بھیجا ہے میں اس وقت آپؐ کے پاس آیا ہوں جب کہ میں نے اس کو غاشی اونٹ کی طرح کالا سیاہ بنادیا۔ آپؐ نے احس کے گھوڑوں اور ان کے شہسواروں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مسدد فرماتے ہیں بیت فی خفعم کے الفاظ صحیح ہیں۔

بَابُ مَا يُعْطَى لِلْبَشِيرِ

وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ خَمْنٍ بَشِيرًا بِالنُّبُوَّةِ

ترجمہ۔ خوشخبری دینے والے کو کیا دیا جائے۔ حضرت کعب بن مالک کو جب توبہ کی قبولیت کی خوشخبری سنائی گئی تو انہوں نے اپنے دو کپڑے اتار کر دے دیے۔

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

ترجمہ۔ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت فرض نہیں ہے

حدیث (۲۸۵۵) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرَغْتُمْ فَاغْلُظُوا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا اب فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا فرض نہیں رہا۔ اب تو جہاد اور اس کی خالص نیت رہ گئی اور جب تمہیں جہاد کیلئے بلایا جائے تو کل کھڑے ہو۔
تشریح از قاضی۔ جو شخص دارالحرب سے ہجرت کرنے پر قادر ہے اس پر ہجرت واجب ہے تاکہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اگر عاجز ہے تو ان کفار میں اقامت جائز ہے۔ اگر تکلیفیں اٹھا کر کل جائے تو ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث (۲۷۵۶) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى النَّخَعِيُّ عَنْ مُجَافِرِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ مُجَافِرٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا مُجَالِدٌ يُتَابِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَكِنْ أُنَابَعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت مجاشع اپنے بھائی مجالد بن مسعود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ فرمانے لگے یہ مجالد ہے جو ہجرت پر آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن اسلام پر میں اس کو بیعت کر لیتا ہوں۔
حدیث (۲۸۵۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ عَطَاءِ يَقُولُ فَخْتُ مَعَ عُثَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِغَيْرِ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مِنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

ترجمہ۔ حضرت عطاء تابعی فرماتے ہیں کہ میں عید بن عمیر کے ہمراہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ جبل ثبیر حذافہ میں قیام پذیر تھیں۔ انہوں نے ہم سے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ فتح کر دیا تو اس وقت سے کہہ سے ہجرت کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

بَابُ إِذَا أَضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شَعْوَرٍ

أَهْلُ الدِّمَةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللَّهَ وَتَجَرَّ بِدِينِهِنَّ

ترجمہ۔ جب آدمی مجبور ہو جائے کہ ذی لوگوں کے بالوں کو دیکھے یا مؤمن عورتوں کو دیکھے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کریں اور ان کو شک کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حدیث (۲۸۵۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ غُفَمَائِيًّا فَقَالَ لِإِبْنِ عَطِيَّةٍ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّي لَا عِلْمَ مَا أَلَدَى جَرًّا صَاحِبِكَ عَلَى الْيَمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ يُعْطِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ اتُّوَا رَوْحَةَ كَذَا وَتَجْلُونَ بِهَا امْرَأَةً أَهْطَاها حَاطِبٌ كِتَابًا فَاتَيْنَا الرُّوحَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُعْطِرَ جَنًّا أَوْ لَا جَرَّ ذَنْكَ فَانْخَرَجَتْ مِنْ حُجْرَتِهَا فَارْسَلَتْ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْبَلْ وَاللَّهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا أَرُدُّكَ لِإِسْلَامِ الْإِسْخَابِ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يُلْقِعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ فَاتَّخِذْتُ أَنْ أَتَّعِدَ عَنْهُمْ يَدًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَمَزْتُ دَغْنِي أَضْرِبُ غُفَّةً فَإِنَّهُ لَقَدْ نَالَ فَقَالَ مَا يُلْبِسُكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَلَدٍ فَقَالَ إِعْلَمُوا مَا حِسْتُمْ فَهَذَا الَّذِي جَرَّاهُ.

ترجمہ۔ ابو عبد الرحمن عثمانی نے ابن عطاء طوی سے کہا میں خوب جانتا ہوں کس چیز نے میرے صاحبِ حضرت علیؑ کو خون بہانے کی جرأت دی میں نے ان سے سنا دہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور حضرت زبیرؓ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہم پردہ نہ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کے باغ کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کو حضرت حاطبؓ نے خط دیا ہے وہ لے آؤ۔ یہ حضرات اس باغ کے پاس پہنچے تو فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عورت سے کہا خط نکالو۔ اس نے کہا مجھے تو اس نے کچھ نہیں دیا۔ تو ہم نے کہا یا تو وہ خط نکالو ورنہ میں تجھے نکال دوں گا تو اس نے اپنے سر کے جوڑے سے یا کر بند باندھنے کی جگہ سے نکال کر دیا۔ جس پر آپؐ نے حاطبؓ کے پاس آدی بھیجا تو انہوں نے آ کر فرمایا کہ آپؐ جلدی نہ کریں۔ اللہ کی قسم! میں کافر نہیں ہوں۔ بلکہ اسلام سے تو میری محبت اور بڑھ گئی ہے۔ البتہ بات یہ ہے کہ آپؐ کے دیگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک کا مکہ معظمہ میں کوئی نہ کوئی آدی ایسا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے مال اور مالی حوال کی حفاظت فرمائے گا۔ لیکن میرا ایسا کوئی آدی نہیں ہے تو مجھے یہ بات پسند آئی کہ میں مکہ والوں پر احسان کر دوں تاکہ وہ الٰہی و مالی حوال کی حفاظت کریں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سہارا دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُکی گردن اڑا دوں۔ کیونکہ اس نے نفاق سے کام لیا ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا تمہیں کیا علم ہے شاید اللہ تعالیٰ نے بددعاؤں پر ہمارے کفر فرما دیا ہو کہ جو مرضی آئے عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ پس یہ چیز ہے جس نے ان کو جرأت دلائی ہے۔

تشریح از قاضی۔ حدیث باب کو ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہوگی کہ بعض روایات میں حجاز تھا کی بجائے عقاصہا سے ہے۔ جسے جھوڑا کہتے ہیں۔ عورت کے ہال دیکھنا تو اس سے ثابت ہوا۔

لا جو تک سے نکال کر ثابت ہوا۔ عورت چمکنا مان لے کر آئی تھی اس لئے اہل ذمہ میں داخل ہو گئی۔ کیونکہ اہل ذمہ بھی معاہدہ ہوتے ہیں یا حجزہ سے مراد عقدہ ہے۔ بالوں کا جھوڑا۔

بَابُ اسْتِجْبَالِ الْغَزَاةِ

ترجمہ۔ مجاہدین کا استقبال کرنا

حدیث (۲۸۵۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي النَّبِيِّ مَلِكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِإِبْنِ جَعْفَرٍ

اَلَّذِیْ تَلَقَّیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلْنَا وَتَرَکْنَا۔
ترجمہ۔ حضرت ابن ابی نعیرؓ نے ابن جعفرؓ سے فرمایا کہ کیا تمہیں یاد ہے جب ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا میں تم اور ابن عباسؓ تھے۔ فرمایا ہاں اغوب یاد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تو سوار کر لیا اور ابن ابی نعیرؓ تھے چھوڑ دیا۔

حدیث (۲۸۶۰) حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ الْخِ قَالَ السَّائِبُ بْنُ یَزِیدٍ ذَهَبْنَا نَتَلَقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبَّانِ اِلَى قَبِیَّةِ الْوَدَاعِ۔

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم یحییٰ کے ہمراہ قبیۃ الوداع تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کیلئے گئے تھے۔ تو مجاہدین کا استقبال دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جب مجاہد جہاد سے واپس آئے تو کون سے دعائیہ کلمات کہے۔

حدیث (۲۸۶۱) حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ إِسْمَاعِیلَ الْخِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَلَّ کَثْرَ قَلَّا قَالَ الْیُّوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَاۤیِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِلُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَهْدُهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحَدَّ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے۔ پھر فرماتے انشاء اللہ ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے۔ اس کی عبادت کرنے والے۔ اسکی حمد و ثناء بیان کرنے والے اور اپنے رب کو سجدہ کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اپنے بندے کی مدد فرمادی اور اس نے اکیسے لشکروں کو شکست دے دی۔

حدیث (۲۸۶۲) حَدَّثَنَا اَبُو مَغْمَرٍ الْخِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَةً مِنْ حُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلِهِ وَقَدْ اَزْدَتْ صَفِیَّةُ بِنْتُ حَمٰی لَعَفْرَتْ نَافِلَةً فَصُرِّعَا جَمِیْعًا فَالْتَحَمَ اَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِی اللّٰهُ لِدَاکَ قَالَ عَلَیْکَ الْمَرْءَةُ فَلَقَبَ تَوْبًا عَلٰی وَجْهِهِ وَاتَّأَمَّا فَالْقَاہَا عَلَیْہَا وَاصْلَحَ لَہُمَا مَرْکَبُہُمَا فَرَبَّیْنَا وَاکْتَفَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَخْرَفْنَا عَلٰی الْمَدِیْنَةِ قَالَ الْیُّوْنُ تَاۤیِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِلُوْنَ کَلِمَ یَزُوْلُ یَقُوْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان سے آپ کی واپسی ہوئی تو ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر بی بی صفیہؓ بن جی گوردیف بنایا ہوا تھا۔ تو آپ کی اونٹنی پھسل پڑی جس کے نتیجہ میں دونوں کے دونوں اکٹھے زمین پر گر پڑے۔ تو حضرت ابو طلحہؓ جلدی مٹس گئے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے آپ کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔ تو حضرت ابو طلحہؓ نے کپڑا اپنے منہ پر لپیٹ لیا۔ بی بی کے پاس آ کر اس کپڑے کو ان پر ڈال دیا۔ دونوں کی سواری کو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ دونوں حضرات سوار ہوئے تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جلو میں لے لیا۔ پس جب مدینہ پر ہماری نظر پڑی تو آپ

نے فرمایا کہ ان تائبوں عابدوں لوہا حامدون یہ کلمات دعائیہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

حدیث (۲۸۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةٌ مُزِدْفَهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بَيْنَ بَعْضِ الطَّرِيقِ غَفَرَتْ النَّاقَةُ فَضَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبْ قَالَ الْفَحْمُ عَنْ بَعْضِهِ فَآتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَالْقَى أَبُو طَلْحَةَ نَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَالْقَى نَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهَا عَلَى رَاحِلَتِهَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِقَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَهْرَلُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُونُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّتَنَا حَامِلُونَ لَكُمْ يَزُلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ وہ اور حضرت ابوطالحہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بی بی صفیہ تھیں۔ جن کو آپ نے اپنی اونٹنی پر ردیف بٹھلایا تھا۔ جب آپ راستہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی صفیہ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطالحہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا اپنے اونٹ سے جلدی سے اترے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے لگے اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ کیا آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی آپ نے فرمایا لیکن تم بی بی صفیہ کی خبر لو تو حضرت ابوطالحہ نے اپنا کپڑا اپنے چہرہ پر ڈالا اور ان کا قصد کیا۔ اور آتے ہی وہ کپڑا ان پر ڈال دیا۔ تو وہ عورت اللہ کھڑی ہوئی۔ حضرت ابوطالحہ نے ان کا پالان پھر ان کی اونٹنی پر باندھ دیا۔ پس دونوں حضرات سوار ہوئے چلتے چلتے جب مدینہ کے قریب پہنچے یا فرمایا کہ مدینہ منورہ پر نظر پڑی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات دعائیہ پڑھنے شروع کئے۔ انہوں تائبوں عابدوں لوہا حامدون پس آپ برابر یہ دعا پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ قلب تو با علی وجہ تاکہ بی بی صفیہ کو نہ کہیں اس لئے منہ لپیٹ لیا جب ان کے پاس پہنچے تو وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔ تشریح از شیخ زکریا۔ ملائمہ قسلائی نے بھی یہی کہا ہے کہ اپنا منہ اس لئے لپیٹ لیا کہ بی بی صفیہ پر نظر نہ پڑے۔ پھر ان کے اوپر وہ چادر ڈال دی تاکہ لوگوں کی آنکھوں سے انہیں چھپا دیں۔

تشریح از قاسمی۔ من عسکان اس سے صحیحہ فرمادی کہ خزوہ صحیحہ سے واپسی نہیں تھی بلکہ خزوہ عسکان سے تھی جو مدینہ میں بلکہ فردہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔ جس میں بنو لحيان سے لڑائی ہوئی۔ اکھٹا ای احطنا گھیرا ڈال لیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

ترجمہ۔ جب سفر سے واپس آئے تو صلوٰۃ تحیۃ السجدا اکرے

حدیث (۲۸۶۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ خَرِّبٍ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي أَدْخِلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز تہجد ادا کرو۔

حدیث (۲۸۶۵) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ كَثْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضَحَى دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِصَلَاةٍ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُجْلِسَ.

ترجمہ۔ حضرت کثب سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے اشراق کے وقت تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہو جاتے اور پہلے سے پہلے دو رکعت نماز تہجد ادا کرتے۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُلُومِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْطُرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ

ترجمہ۔ سفر سے واپسی پر کھانا کھانا۔ اور ابن عمر جو شخص آپ کے پاس آ جاتا اس کا روزہ افطار کراتے تھے

حدیث (۲۸۶۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جُزُورًا أَوْ بَقَرَةً زَادَ مَعَاذَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اخْتَرَى مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا بِوَرَقَتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دُرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَلْيَبْحَثَ فَاكْكُلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ أَلْبِسَ الْمَسْجِدَ لِأَصْلِي رَكَعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مدینہ تشریف لاتے تو اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔ معاذ راوی نے اپنی پسند سے یہ زیادہ نقل کیا ہے۔ کہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ایک اونٹ دوادقہ ایک درہم یا دو درہم پر خرید لیا۔ جب صرار کے مقام تک پہنچے تو آپ کے حکم سے گائے ذبح کی گئی۔ سب نے مل کر اس کا گوشت کھا یا پس جب آپ مدینہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز تہجد ادا کروں اور مجھے اونٹ کی قیمت بھی وزن کر کے دی۔

حدیث (۲۸۶۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكَعَتَيْنِ صِرَارًا مَوْضِعَ نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں جب سفر سے واپس آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعت نماز تہجد ادا کرو۔ صرار مدینہ کے اطراف میں ایک مقام کا نام ہے۔ جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ قُرْصِ الْعُصْبِ

ترجمہ: انجمن حاصل قیمت کا فرض ہونا

حدیث (۲۸۶۸) خَلَقْنَا هَذَانِ الْيَوْمَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كُنْتُ لِي خَارِفٌ مِنْ نَحْسِي مِنَ الْقَوْمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَانِي خَارِفًا لَصَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهِي إِلَيْهِ لَقِيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ مِنَ الْعُصْبِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَيْتُ بِقَاطِعَةٍ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُكَ رَجُلًا صَوَّاهًا مِنْ بَنِي قَيْنِقَاعٍ أَنْ يُرْتَجَلَ مَوِيٌّ لِقَائِي بِأَذَى أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَاهِغِينَ وَأَسْعِيَنَ بِهِ لِي وَلِئِمَّةٍ حُرَيْسِي قَبِيلَنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِلِي مَقَاهَا مِنَ الْأَقْطَابِ وَالْفَرَائِبِ وَالْجِبَالِ وَخَارِفَاتِي مُنَاجِيَانِ إِلَى جَنْبِ حُمْرَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجَعْتُ جَنَّتْ جَمْعَتْ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا خَارِفَاتِي لَدَا جَمْعَتِ أَسْبِغْتُهُمَا وَهَقَرْتُ خَوَاصِرَهُمَا وَأَجِدُ مِنَ الْكِبَادِيهِمَا فَلَمْ أَتْلِكُ غَنِيٍّ جَنَّتْ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمُنْكَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ قَتَلَ هَذَا فَقَالُوا قَتَلَ حُمْرَةُ بْنُ هَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي حَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَكْتُ حَتَّى أَتُحِلَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِنْدَةُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ هَذَا حُمْرَةُ عَلَى نَاقَتِي لَجَبْتُ أَسْبِغْتُهُمَا وَتَقَرَّ خَوَاصِرُهُمَا وَهَقَرْتُ ذَاتِي بَيْتَ مَعَةٍ حَرْبٍ لَدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَدِّ آيَةٍ فَارْتَدَّتْ ثُمَّ انْطَلَقْتُ بِمِشْيِ وَأَتَيْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتُ إِلَيْهِ فِيهِ حُمْرَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ حَرْبٌ لَطِيفٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حُمْرَةَ فِيمَا قَتَلَ فَإِذَا حُمْرَةُ قَدْ قَبِلَ مُحَمَّرَةً هَيْئَةً فَتَنَظَّرَ حُمْرَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعِدَ النَّظَرَ فَتَنَظَّرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعِدَا النَّظَرَ فَتَنَظَّرَ إِلَى سَوْبِهِ ثُمَّ صَعِدَ النَّظَرَ فَتَنَظَّرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حُمْرَةُ هَلْ أَتَيْتُمْ إِلَّا هَيْئَةً لِأَبِي فَقَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ قَبِلَ فَتَكْصِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقَبَتِهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

ترجمہ: حضرت حسن بن علیؑ جو سچے ہیں کہ جناب علیؑ نے فرمایا کہ بدر کی لڑائی میں سے میرے حصہ کی ایک اونٹنی تھی اور ایک اونٹنی جناب نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شمس میں سے صاف فرمائی تھی جس جب میں نے بی بی قاتلہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل کرنے کا ارادہ کیا تو ہوا قبضہ کے ایک سارے میں نے وعدہ کر لیا وہ میرے ساتھ چلے گا اور ہم کرن ہوئی لائیں گے جنہیں میں ساروں کے پاس سچ کر اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مددوں گا۔ پس دریں اثنا کہ میں اپنی اونٹنیوں کا سامان بھی پالان تویرے اور دریاں جمع کر رہا تھا اور میری اونٹنیاں انصار کے ایک آدمی کے حجرہ کے پہلو میں بیٹھی تھیں جب میں جمع کرنے والا مال جمع کر کے واپس آیا تو کیا دیکھا ہوں کہ میری دونوں

وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی وراثت نہیں ملتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب مسلمانوں کیلئے صدقہ ہے۔ جس پر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو گئیں پس حضرت ابوبکر صدیق سے سلام و کلام چھوڑ دیا اور یہ ہجرت ان کی وفات تک جاری رہی۔ اور وہ فاطمہ الزہراء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں اور وہ عاکشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے جس مال متروک کا مطالبہ کیا تھا وہ مال ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیرہ مذکور میں صدقات کا مال چھوڑ گئے تھے جن کے دینے سے حضرت ابوبکر صدیق نے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں وہ کوئی چیز نہیں چھوڑنے والا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے بلکہ میں تو اسی پر عمل کر رہا ہوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ میں نے اگر آپ کے معمولات میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو بیشک جاؤں گا۔ البتہ دینہ کے صدقہ کے اٹاک تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو حراعت پر دیے تھے۔ خیر اور مذکور کے اٹاک حضرت عمرؓ نے روک رکھے تھے کسی کو نہیں دیئے تھے۔ فرمایا یہ دونوں اٹاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہیں۔ ان حقوق کیلئے جو آپ کو بخش آتے تھے۔ دیگر مصائب کے لئے اور ان کا معاملہ اس خلیفہ اور حاکم کے سپرد تھا جو امور ولایت کا حاکم مقرر ہو۔ چنانچہ وہ آج تک اسی حالت پر ہیں۔ امام بخاریؒ تعوی کی لفظی تحقیق فرماتے ہیں۔ کہ غزوہ باب الفحل میں سے ہوا بخرو میں۔ اس کے معنی نہیں آنے کے ہیں چنانچہ یعروہ و اھواہی کے معنی نہیں آنے کے ہیں۔

تشریح از شیخ منگوینی۔ فضیلت فاطمہ النبیہ راوی کا اپنا گمان ہے کہ ان کے عدم نظم سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ ناراض ہو گئیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ اس بات پر پشیمان تھیں کہ انہوں نے مطالبہ کرنے میں جلد بازی سے کیوں کام لیا تو عدم نظم عمامت کی وجہ سے تھا یا آنکہ اس بارے میں کلام نہ کرنے کا عہد کر لیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اپنے اوپر غضب ناک ہوئیں کہ ایک دنیاوی مطالبہ کے لئے خلیفہ المسلمین کے پاس کیوں گئیں کیونکہ وہ ابوبکر صدیقؓ تو خلیفہ راشد تھے کسی پر ظلم کرنے والے نہیں تھے اگر ان کا حق بنا تو وہ خود ادا کرتے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غضب ناک ہوئیں اور ان سے بالکل سلام کلام ترک کر دیا تو یہ جرم خود ان پر عائد ہوتا ہے نہ کہ صدیق اکبرؓ پر کیونکہ حضرت ابوبکرؓ ان کے باپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کر رہے تھے اور انہوں نے دنیا کی خاطر ان سے سلام و کلام ترک کر دیا اور مسلمان کو بغیر شریعہ کے تین دن سے زیادہ سلام و کلام نہ کرنا ویدہم کا مستحق بناتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بعض حضرات نے حضرت فاطمہ کے عدم کلام کو مسئلہ میراث کے بارے میں کہا ہے لیکن روایت اس کی تائید نہیں کرتی البتہ امام شعبیؒ نے نقل کیا ہے ان ابا بکر عداد فاطمہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو ادائیں بلا کر ان کو راضی کر لیا اور حدیث کے لاندوت کے بارے میں ان کا اعتقاد خصوصیت کا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عموماً پر معمول کیا۔ علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کا ہجران عن لقاء تھا۔ اور ہجران محرم یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام و کلام نہ ہو۔ جب بعد ازاں وہ اپنی مرض کی وجہ سے ملاقاتی نہیں ہوئیں تو ہجران محرم کا تحقق کیسے ہوگا۔ اور حافظہ کے کلام کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ لبی ابی امی نے گھرا مال و حمال کہتے محض اللہ کی رضا اس کے حبیب کی رضا اور تم نعل بیت کی رضا کے لئے چھوڑا ہے۔ میں نے میراث نبویؐ کو اپنے لئے قبول کر رکھا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ مصارف میں خرچ کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کلام سننے کے بعد وہ راضی ہو گئیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے لاندوت والی حدیث پر عمل کرنا واجب تھا۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کرتے تو مامی ہوتے۔ اب ناراضگی حضرت فاطمہؓ کی اسلئے ہو سکتی ہے کہ چلو اس وجہ سے نہ سبھی گھرا کسی اور طریق سے ان کو کچھ دے دیتے نہ محرم نہ کرتے لیکن اللہ انہوں میں وہ ایسا نہ کر سکے۔ دوسرے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا زہد۔ عبادت۔ فقر اور مساکین پر شفقت مشہور تھی۔ وہ اس طرح کا مال لینے پر کیسے آمادہ ہو سکتی تھی۔ البتہ اگر شرعاً حق بنا تو مطالبہ کیا تھا۔ لے لیتیں۔ چنانچہ غضب

نگوئی تو کہ دردی میں اس مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ نے لا نفوت کو محمولات پر محمول کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے اسے عموم پر حمل کیا۔ تو اس بنا پر حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی ناراضگی جب مال کی وجہ سے نہ ہوئی بلکہ ایک امر شرعی کی وجہ سے ہوئی۔ تو اب بخاری کی روایت کے مطابق نہ تو کسی توجیہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کے ترک کلام مع الہی بکر پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ایک امر شرعی کی وجہ سے حضرت کعبؓ اور ان کے ساتھیوں سے آپؐ نے اور مسلمانوں نے بچاس دن تک بائیکاٹ جاری رکھا۔ تو یہ قول ہوئی جب سلام و کلام کا سلسلہ جاری ہوا۔ مزید بحث اور جز میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حدیث (۲۸۷۰) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ الْحِمْصِيُّ أَذْخَلَ عَلَيَّ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ لَسَّالَةً عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَقَالَ مَالِكُ بَيْنَا أَنَا وَجَالِسٌ فِي أَهْلِي جِئْتُ مَعَ النَّهَارِ إِذَا رَسُولُ هَمْرٍ مِنَ الْعَصَابِ يَأْتِينِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَذْخَلَ عَلَيَّ هَمْرٌ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَيَّ وَقَالَ سَمِعْتُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ لِرَافِي مُعْكِي عَلَيَّ وَسَادَةٌ مِنْ أَهْلِ لَسَّالَتِكَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ يَا مَالِكُ إِنَّهُ لَيَمُوتُ هَلَكْنَا مِنْ قُرْبِكَ أَهْلُ أَهْيَابٍ وَلَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرُخْخٍ فَأَلْبَسْتُهُ فَأَلْبَسْتُهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَمَرْتُ بِهِ غَيْرِي قَالَ أَلْبَسْتُ أَهْلَهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا وَجَالِسٌ هُنْدَةُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفُلًا قَالَ هَلْ لَكَ فِي هُفْمَانَ وَهَبِ الرَّحْمَنِ ابْنِ هُوْبٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَهَّاشٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ لَدْخُلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفُلًا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَهَبَاشٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا لَدْخُلًا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ هَبَاشٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلْبَسَ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهَمَّا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا آتَاهُ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِ بَنِي النَّبِيِّ فَقَالَ الرَّهْطُ هُفْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلْبَسَ بَيْنَهُمَا وَأَرْخَ أَخْلَعْنَاهُ مِنَ الْأَجْرِ قَالَ هَمْرٌ هَبِذْكُمْ أَنْفُسُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِأَذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَلَافَةً يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ لَقَدْ قَالَ ذَلِكَ فَالْكَبَلُ هَمْرٌ عَلَى عَلِيٍّ وَهَبَاشٍ فَقَالَ أَنْفُسُكُمَا اللَّهُ اتَّعَلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ قَالَ ذَلِكَ قَالَ هَمْرٌ لَوْنِي أَخْلَعْتُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ لَقَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْقِيَمِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا آتَاهُ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ إِلَى قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ هَذَا خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ مَا أَحْزَانَهَا ذُنُوبُكُمْ وَلَا اسْتَغْنَى بِهَا عَنْكُمْ لَقَدْ أَخْطَأْتُمْوه وَبَقِيَ إِلَيْكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ لَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتَوَقَّعُ عَلَى أَهْلِهِ لَفَقَةً سَيَبُوهُمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ لِيَجْعَلَ مَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ لِعَمَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتِهِ أَنْفُسُكُمْ

بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالَوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَهَبَاسٍ اَنْشُدْكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ
 هُمُ ثُمَّ تَوَلَّى اِلَهَ رِيْثَةَ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَقَبْتُهَا اَبُو بَكْرٍ لَقَوْلِ فِيْهَا بِمَا حَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّ فِيْهَا لَصَادِقًا
 بَارَ وَاجِدًا تَابِعَ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَلَّى اِلَهَ اَبَا بَكْرٍ فَكُنْتُ اَنَا وَلِيُّ اَبِي بَكْرٍ لَقَبْتُهَا سَعْدِيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ
 اَحْمَلُ فِيْهَا بِمَا حَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا حَوَّلَ فِيْهَا اَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّ فِيْهَا
 لَصَادِقًا بَارَ وَاجِدًا تَابِعَ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَايَ تَكْلِمَايَ وَكَلِمَتُكُمَا وَاجِدَةً وَاَمْرُكُمَا وَاجِدَ جِئْتِيْ يَا
 هَبَاسُ تَسْأَلِيْنِ نَعِيَّتِكَ مِنْ اَبِي اَحِبِّكَ وَجَاءَ بِيْ هَذَا يُرِيْدُ عَلَيَّا يُرِيْدُ نَعِيْبَ اِمْرَاَتِيْ مِنْ اَبِيْهَا
 فَلَقْتُ لَكُمَا اِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثْ مَا تَرَكْنَا صَلَافَةً فَلَمَّا بَدَا لِيْ اَنْ
 اَذْكُرَهُ اِلَيْكُمَا فَلَمْ اِنْ يَجْعَلَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا عَلَيَّ اَنْ عَلَيَّكُمَا هَذَا وَمِمَّا قَالَ لَعَمْرُا لِيْ فِيْهَا بِمَا
 حَوَّلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اِلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا حَوَّلَ فِيْهَا اَبُو بَكْرٍ وَبِمَا حَوَّلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا
 فَلَقْتُمَا اَذْكُرْتُمَا اِنَّ هَذَا لَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا لَانْشُدْكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهَمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ
 نَعَمْ ثُمَّ اَكْبَلْ عَلَيَّ عَلِيٍّ وَهَبَاسُ فَقَالَ اَنْشُدْكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ
 لَقَلَّ عِيسَانِ مِثْلِيْ لَعْنَاءَ هُمُ ذَلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ اَلَيْسَ بِاَلَيْهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَلَيْسَ فِيْهَا لَعْنَاءُ
 هُمُ ذَلِكَ لَاقِنْ هَجَزَ تَمَّا هُنَا فَاَذْكُرْتُمَا اِلَيَّ لَقِيْتِيْ اَكْبُرْتُمَا هَا.

ترجمہ حضرت مالک بن ادریس فرماتے ہیں کہ وہی اٹھا کہ سورج چڑھ آیا تھا میں اپنے اہل دیہات میں بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت عمر بن
 الخطاب کا کامد میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ امیر المومنین جن میں ہمارے ہیں جلدی پہنچے۔ تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر کی
 خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب کہ وہ چار پائی کے بان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چار پائی اور آپ کے درمیان کوئی کدیلا نہیں تھا۔ بس وہ چوڑے کے کمر کا
 سہارا لے بیٹھے تھے۔ میں سلام طلب کر کے کہ بیٹھ گیا۔ انہوں نے فرمایا اے مالک حیرتی قوم کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے تھے کچھ مانگتے تھے۔ میں
 نے کچھ خود اس مال میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اس پر قبضہ کر کے ان میں تقسیم کر دیں۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! آپ
 میرے علاوہ کسی اور کو اس کا حکم دیتے تو بھڑکا آپ نے فرمایا اٹھو اے آدمی اسے قبضہ میں لے لو اسی حالت میں میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کا
 وہ بان برفاؤ آ کر کہنے لگا کہ حضرت عثمان حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔
 آپ نے فرمایا! انہیں اجازت ہے۔ وہ حضرات داخل ہوئے۔ سلام کیا پھر بیٹھ گئے۔ برفاؤ بھی خود ہی سی دی بیٹھ گیا پھر آ کر کہنے لگا کہ حضرت علی اور
 عباس آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں ان کا اجازت ہے پس وہ بھی داخل ہوئے سلام کیا اور بیٹھ گئے پس حضرت عباس نے فرمایا اے
 امیر المومنین میرے اور ان یعنی حضرت علی کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اور یہ دونوں حضرات بنو النضیر کے اس مال کے بارے میں جھگڑتے ہو
 نے آئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نبی یعنی علیہ کیا تھا اس پر حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے بھی عرض کی کہ اے
 امیر المومنین آپ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر کے ایک کو دوسرے سے آرام پہنچائیں کیجیے تالی بہت ہو چکی ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا اللہ

تعالیٰ تم پر شفقت اور مہربانی فرمائے میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم اور رکے ہوئے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کسی کیلئے وراثت نہیں چھوڑتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ لوگوں میں صدقہ ہے۔ اس سے غرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد تھی۔ ساری جماعت نے کہا واقعی آپ نے ایسا ہی فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا انہوں نے فرمایا بے شک آپ نے یہی ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس معاملہ کے بارے میں میں تمہیں۔ رعیت بیان کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فیئ کے مال میں اپنے رسول کو خاص کیا ہے۔ کہ اس میں آپ کے سوا کسی کو کچھ نہیں دیا۔ پھر آیت فیئ مملکات فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اپنے رسول پر حصہ فرمایا تم لوگوں نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس شخص پر چاہے بقصد دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والے ہیں۔ تو یہ فیئ کا مال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا ہاں ہمہ اللہ کی قسم! آپ نے اس کو تم سے روک کر اپنے آپ کو تم پر ترجیح دی ہو۔ بلکہ آپ نے وہ نبی کا مال بھی تمہیں دے دیا اور تمہیں کے اعداء سے پھیلا دیا حتیٰ کہ اس میں سے یہ مال باقی بچ گیا۔ تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ وہ اس سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے کہ اس مال سے سال بھر کا خرچہ نہیں دیتے تھے۔ پھر جو کچھ بچ رہتا وہ اس کو اسی میں خرچ کرتے جہاں اللہ کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ بھرا اس پر عمل کیا۔ میں تمہیں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو یہ سچ ہے سب نے کہا ہاں سچ ہے۔ پھر آپ نے خصوصیت سے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم بھی اسے سچ جانتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا ہاں! پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں۔ تو اس جاگیر بنو نضیر پر حضرت ابو بکرؓ نے قبضہ کر لیا۔ اور اس میں سے اسی طرح خرچ کرتے رہے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اس معاملہ میں سچے نیکو کار ہدایت یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والے تھے پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی تو میں حضرت ابو بکرؓ کا جانشین ہوا۔ میں نے اپنی خلافت کے دو سال تک اس جاگیر پر قبضہ رکھا اور اس میں ایسے ہی خرچہ کرتا رہا جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ اس میں میں نے صداقت کا دامن نہیں چھوڑا۔ نیکو کار۔ ہدایت یافتہ اور حق کا پیروکار رہا۔ پھر تم دونوں حضرات میرے پاس آئے اور اس بارے میں گفتگو کرنے لگے مطالبہ تمہارا ایک تھا۔ معاملہ بھی ایک تھا۔ اے عباسؓ تم اس لئے آئے کہ اپنے بھتیجے کا حصہ مانگتے تھے میں نے تم دونوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پھر تم نے مطالبہ کیا کہ تولیت کے طور پر دے دو۔ کچھ عرصہ سوچ بچار کے بعد مجھے بھی مناسب معلوم ہوا کہ تمہیں دے دوں پس میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم کو اسی شرط پر میں نے قبضہ دیا تھا۔ ساری جماعت نے کہا ہاں آپ نے سچ فرمایا۔ پھر حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کی قسم لے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی شرط تولیت پر تم کو اس پر قبضہ دیا تھا تو ان دونوں نے بھی کہا کہ ہاں آپ نے اسی شرط پر دیا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اب مجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں میں اس کے سوا اس جاگیر میں اور کوئی فیصلہ نہیں کروں گا اگر تم لوگ تولیت سے تنگ آ گئے ہو تو پھر اس کا قبضہ مجھے واپس کرو۔ میں اس کا خود ہی تمہاری بجائے کفیل اور ضامن ہوں گا۔

تشریح از قاضیؒ۔ فس کی غریبت و اعلموا العما فنعلم سے ثابت ہے۔ پانچواں حصہ قیمت کا اللہ کے رسول کے لئے ہے۔ اب آپ کے بعد اس کا مصرف کیا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مصارح المسلمین میں صرف ہو۔ اور بقیہ چار اقسام فائنین میں تقسیم ہوں۔ جیسا کہ آیت میں ذکر ہے۔ پھر اس فس کو بھی اس طرح رد کر کے تقسیم کیا جائے۔ احناف کا ایک قول یہی ہے۔ اگرچہ دوسرا قول یہ ہے کہ چار اقسام تو تقسیم ہوں اور فس بہت العمال میں جمع ہو۔ شارف بن رسیدہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ آپؐ نے فس میں سے ان کو اونٹنی دی۔ یعنی حضرت علیؓ کو تو معلوم ہوا کہ فس ابتدا میں فرض ہو چکا تھا۔ حالانکہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ ابھی تک فرض نہیں ہوا تھا۔ مثل بمعنی مسکونے میں دھت تھے۔ یہ واقعہ تحریم غیر سے پہلے کا ہے۔ آپؐ نے حضرت حمزہ سے مواخذہ اس لئے نہ کیا کہ وہ کیا جائے نشہ کی حالت میں کیا کچھ کر گذریں۔ عبید اس لئے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ حضرت عبدالملک ان سب کے دادا تھے۔

لفظہا عمرہ الی علیؓ و عباسؓ اس کے متولی کے طور پر اس میں قہر کریں۔ اور اپنے حق کے مطابق اس میں سے اپنے اور بھی خرچ کریں۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی اس میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ پھر حضرت حسنؓ بعد ازاں علی بن حسینؓ کے قبضہ میں رہا اس میں سے کوئی بھی اس کا مالک نہیں بنا۔

وامرہما الی من ولی ولی الامر اگر اشکال ہو کہ حدیث قاطعہ میں فس کا ذکر تو نہیں ہے پھر یہ حدیث ترجمۃ الباب سے کیسے مطابق ہوگی۔ تو جواب یہ ہے کہ علامہ جتبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قاطعہؓ نے خیبر کا حصہ بھی مالکا۔ تو خیبر کا کچھ حصہ صلحاً ہوا اور کچھ حصہ عنوة یعنی بذورح ہوا۔ اور بخاری شریف میں کتاب الخدای میں آ رہا ہے کہ حضرت قاطعہؓ نے مایہی من خمس خیبر کے حلقہ سوال کیا تھا تو امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اسی وجہ سے اگلی حدیث بھی ترجمۃ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔

و مال کجور کے چوں سے بنا ہوا بان جو چار پائیوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قد خص رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فس اور فی کے بارے میں امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دونوں بہت العمال میں جمع کئے جائیں۔ پھر ماکم اپنے اجتہاد سے اقارب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خرچ کرے۔ لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ فس اور فی میں فرق ہے۔ فس کو تو آیات قرآنی کے مطابق مصارف میں خرچ کیا جائے۔ جن کا ذکر سورۃ انفال کے اندر ہے۔ البتہ مال فیہ کو امام اپنے اجتہاد سے مصارح المسلمین میں خرچ کر سکتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فیہ کے بھی پانچ حصے کئے جائیں۔ چار اقسام تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصارح المسلمین میں خرچ فرمائیں اور فس افس محض آپؐ اور آپؐ کے اقارب کے لئے ہوگا۔

احفاظ بمعنی جمع فلما ہذا الی الخ اگر سوال ہو کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ نے دوسری دفع کیوں مطالبہ کیا۔ جب کہ لانورث سے ان کو جواب مل چکا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ان کا مطالبہ علی وجہ التعلیل تھا کہ ہمیں مالکانہ قبضہ دیا جائے۔ دوسری دفع ان کا مطالبہ تو لیت کے طور پر تھا کہ ہم متولی بن کر تصرف کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا مطالبہ مان لیا۔ اور انہیں دے دیا لیکن حضرت عباسؓ عظیم اور مدبر آدمی تھے۔ آدمی کو سلیقہ سے خرچ کرتے تھے۔ حضرت علیؓ شاہ خرچ تھے۔ بے فکر ہو کر خرچ کرتے تھے جس سے شرکت پر غمخیز پیدا ہوا۔ تو لیت اور شرکت میں تقسیم کا مطالبہ کیا۔ اگر ایسا نہ دیا جاتا تو پھر وہی مالکانہ تقسیم ہو جاتی۔ کہ حضرت عباسؓ نے پیچھے جی آدمی جانیدار لے لی اور حضرت علیؓ داناو نبیؐ نے اپنی بیوی کا نصف ترکہ وصول کر لیا۔ بنا بریں حضرت مرد دوسری دفعہ بھی تقسیم پر رضی نہ ہوئے۔ بل کہ کام کرتے ہوئے ہوا اور نہ قبضہ واپس کرو۔

بَابُ أَذَاءِ الْخُمْسِ مِنَ الدِّينِ

ترجمہ: خُمس کا ادا کرنا دین میں ہے

حدیث (۲۸۷۱) خَلَقْنَا أَبَوَيْنَا النِّعَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَلَدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبْعَةِ بَنِي تَيْمَنَ وَتَيْمَنُ كَفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَكُنَا نَعْبُلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ بِهِ وَلَنَدْخُوا إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَ مَا قَالَ امْرُؤُكُمْ بَارِعٌ وَأَنْتَاهُمْ عَنْ أَرْبَعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ خِدَاةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحَقُّهُ بِبَيْتِهِ وَالْأَمُّ الصَّلَاةُ وَالنَّعَاءُ الزَّكَاةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤْكُوا لِلَّهِ خُمْسَ مَا خَبِثْتُمْ وَأَنْتَاهُمْ عَنِ اللَّبَاءِ وَالنَّفِيرِ وَالْحَقِّقِ وَالْمَوْفِقِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرا تیس قبیلہ کا دفعتاً کر کے لگا یا رسول اللہ! آپ نے کہا ہمارا یہ قبیلہ رجب ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کنارے پر ہے۔ ہم آپ تک سوائے اشہر حرام کے حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا شری حکم بتلائیے جس پر ہم بھی عمل کریں۔ اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ اور چار سے روکتا ہوں۔ ایمان باللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی جائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک گرہ لگائی۔ اور نماز قائم رکھنا۔ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اور یہ کہ جو تم خبیثت کا مال حاصل کرو اس میں سے خُمس ادا کرو اور تمہیں ان برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔ دہاء۔ نفیر۔ حقیق۔ اور موفیق یہ مرجان ہیں جن میں شراب پائی جاتی ہے۔

بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ

ترجمہ: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں کا خرچہ کہاں سے ادا ہوتا رہا۔

حدیث (۲۸۷۲) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ النِّعَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْقِيَنَّ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكَتُ نَفَقَةَ نِسَائِي وَمَوْتِي عَامِلِي لَهْوٍ صَلَافَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ورثہ ہونے کے بعد اگر کوئی قسیم نہ کریں۔ میرے ترک میں سے میری بیویوں کے خرچہ اور میرے حکام کی تنخواہوں کے بعد جو کچھ بچے وہ سب صدقہ ہے۔

حدیث (۲۸۷۳) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي حَسَنَةَ النِّعَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لِي تَقِي مِنْ خَيْرٍ بِأَكْلِهِ لَوْ كُنْتُ إِلَّا فَطَرْتُ خَيْرٌ لِي رَبِّ لِي لَا أَكُلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ لِكَلَّتُهُ لَقْنِي.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ حال یہ تھا کہ میرے گھر میں اتنی چیز بھی موجود تھی جس کو کوئی بکروالا حیوان کھا لیتا۔ البتہ ایک دن یا کچھ میری لکڑی کے ٹاپے میں تھے جن کو میں کھاتی رہی یہاں تک کہ کافی عرصہ ہی پر گزر گیا۔ بس میں نے ان کی بھرتی کر لی تو وہ بھی ختم ہو گئے۔

حدیث (۲۸۷۴) خَلَقْنَا مُسْلِدَةَ النِّعَ سَمِعْتُ عُمَرُو بْنَ الْخَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَسْلَاحَةً وَتَغْلَةً الْبَيْضَاءِ وَأَرْضًا قَرَّتْهَا صَلَافَةٌ.

ترجمہ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اپنے چھریا اور سفید پتھر کے کچھ بھی نہ چھوڑا اور کچھ زمین چھوڑی تھی یہ سب صدقہ ہیں۔

تشریح از قاضی۔ حوالہ حاصل سے کیا مراد ہے۔ طامہ کربائی تو اس سے غلیظہ حاکم مراد لیتے ہیں۔ اور بعض حضرات نے کعبہ کے بانوں پر جو گمان مقرر تھے ان کی اجماع مراد لی ہے۔ اور بعض نے اس سے آپ کی قبر کعبہ کے والا مراد لیا ہے لیکن پہلے معنی راجح ہیں۔ جو حضرت عمرؓ کی حدیث کے مطابق ہیں۔ شطر کے معنی نصف اور بعض نے وقت مراد لیا ہے۔ رف بتشدید الف کلازی کا طاقی حضرت عائشہؓ کی روایت کو ترجمہ میں اس لئے داخل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے گھر سے انہوں نے کوہِ گزرا کیا معلوم ہوا ان کا اثر چاہے آپ کے مذمت تھا۔ لکن کتبہ لفظی اگر اطلاق ہوا آپ کا ارشاد ہے کہ بیعِ شراہ میں کیل کرنا باعثِ برکت ہے۔ یہاں سلبِ برکت کا سبب بن گیا تو منافات اس طرح رفع ہوگی کہ بیعِ شراہ میں کیل کرنا باعثِ برکت ہے لیکن خرچ کرنے میں تو کل کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے احاطہ مانگ جانے کے مترادف ہے۔ اور حاکم نے یہ بنو النبیہؓ کی زمین خریدنے کے حاصل میں سے نفقہ نسلانہ کرنے کے بعد مصارع المسلمین میں خرچ کیا جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوتِ الْتَهْنُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَقُرْنٌ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ.

ترجمہ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ اور یہ کہ گھروں کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آپ گھروں میں ٹھہری رہیں۔ اور نبی کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔

حدیث (۲۸۷۵) خَلَقْنَا جَبَّانَ بْنَ مُؤَمِّسٍ الْخِ النَّخِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُتَمَرَّضَ فِي بُيُوتِنَّ فَأُذِنَ لَهُ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں بیماری کے دن گزاریں گے تو سب نے آپ کو اجازت دے دی۔

حدیث (۲۸۷۶) خَلَقْنَا ابْنَ أَبِي مُرَيْمٍ النَّخِ قَالَتْ عَائِشَةُ تَوَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بُيُوتِنَّ وَفِي تَوَتْنِ مَسْجِدِي وَنَحْوِي وَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رَيْفِي وَرَيْفِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسُوءٍ لِيُصَلِّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَا فَأَخْلَقَتْهُ لِمَصْنُوعَةٍ ثُمَّ مَسْتَقْبَةً بِهِ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور اس حال میں ہوئی کہ آپ کا سر مبارک میری چھری چھوئی اور میرے بچے کے درمیان تھا۔ اور بعض نے عمر سے گردن کا حصہ مراد لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری اور آپ کی قہوک مبارک کو جمع فرمادیا۔ اس طرح کہ حضرت عبدالرحمنؓ مسواک لے کر حاضر ہوئے۔ آپ اس کے استعمال سے گزر رہے تھے۔ میں نے اس کو

لے کر چاہا پھر آپ کو سواک کرائی۔

حدیث (۲۸۷۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُفَيْرٍ الْخِزَامِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوُّرَةً وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ لَامَتْ تَنَقَّلَتْ لِقَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ جَنَدَ بَابِ الْمَسْجِدِ جَنَدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا وَجُلَّانَ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَتْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ اللَّحْمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَتْلُغَ فِي قُلُوبِكُمَا هَيْبَتًا.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن خفیر زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتی ہیں کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد نبوی میں احکام میں تھے تو وہ ان سے ملنے آئیں پھر واپس گھر جانے کیلئے کھڑی ہوئیں تو ان کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسجد کے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے جو بی بی ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے نزدیک ہے۔ تو ان دونوں کے پاس انصار کے دو آدمی گزرے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہہ کر آگے بڑھ گئے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اور انہیں کہہ کر چلو جان لو کہ یہ میری بیوی صفیہ تھیں انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ ہم آپ پر ایسا گمان کر سکتے ہیں اور یہ بات انہیں بڑی گراں گزری جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کی اس جگہ تک پہنچتا ہے جہاں تک خون پہنچتا ہے مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بدگمانی نہ ڈال دے۔

حدیث (۲۸۷۸) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ ابْنِ الْمُنْبَرِ الْخِزَامِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ارْتَفَعْتُ فَوْقَ بَيْتِ خَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ حَاجَتَهُ مُسْتَعْبِرَ الْقَبِيلَةِ مُسْتَظِيلَ الشَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں بی بی خفصہ کے کمر کی چھت پر چڑھا تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے قضاء حاجت کرتے دیکھا۔

حدیث (۲۸۷۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ ابْنِ الْمُنْبَرِ الْخِزَامِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجُورِهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت ادا فرماتے تھے جب کہ ابھی دھوپ ان کے حجرہ سے نہیں اُٹھ رہی تھی۔

حدیث (۲۸۸۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخِزَامِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوِطَيْنَا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْبَيْتَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يُطْلَعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو حضرت عائشہ بھی رہائش گاہ کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے عین مرتبہ فرمایا کہ اس طرف سے تہہ نمودار ہوگا جہاں سے سورج کا کنارہ نکل رہا ہے۔

حدیث (۲۸۸۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جُنْدَهَا وَأَتَتْهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَعِذُّ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَعِذُّ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَاهُ فَلَا تَأْتِي حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ الرِّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خریدتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ انہوں نے ایک انسان کی آواز سنی جو حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہوئے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص تو آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں ہوگا جو حضرت حفصہ کا رضاعی چچا لگتا ہے۔ اور رضاعت بھی وہی رشتہ حرام کر دیتی ہے جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوت النبی کی نسبت و اضافت آپ کی طرف بھی ہے اور ازواج مطہرات کی طرف بھی ہے۔ لہذا ازواج مطہرات کی طرف اضافت تو تمسک کی وجہ سے ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل ان بیویوں کو ان مکانات کا مالک بنادیا تھا۔ لہذا بعد ازاں کما فہو صدقہ سے اعتراض نہیں ہوگا کہ یہ حجرات تو ملک نبوی میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان بیوت کی نسبت ادنیٰ ملازمت اور ادنیٰ تعلق کی وجہ سے ہے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ حافظ قمرائے ہیں کہ امام بخاری اس ترجمہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ازواج مطہرات کی طرف بیوت کی نسبت تو دوام استحقاق کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ جب تک وہ ازواج زندہ ہیں وہ رہائش پذیر رہیں گی۔ کیونکہ نفقہ اور سکنی ازواج مطہرات کا خاصہ نبوی میں سے ہے۔ تاکہ یہ وہاں آپ کے حق میں بٹھیں رہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مالک نہیں بنایا تھا۔ ورنہ ان کی وفات کے بعد ان کے ورثاء ان مکانات کے وارث ہوتے۔ حالانکہ ان کو اگر کرمہ نبوی میں شامل کر لیا گیا۔ تاکہ ملکہ المسلمین کو قائمہ پہنچے جیسا کہ ان کے نفقات کے ساتھ ہوا میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاری نے ترجمہ میں دو آیات ذکر فرمائی ہیں ان میں سے ایک کے اندر تو بیوت کی اضافت ازواج مطہرات کی طرف ہے اور دوسری میں خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ تو اس سے امام بخاری نے ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور مناسب البہن سے اشارہ ہے کہ ترجیح اسی قول کو ہے جو حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے ازواج مطہرات کو مالک بنادیا تھا۔ قطب گنگوہی نے بھی اپنی تقریر کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ واصل مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔

صاحب جمل لا یموت بیوت النبی الا ان یؤذن لکم یعنی نبی کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو چک کہ آپ جنہیں داخلہ کی اجازت نہ دے دیں۔ تو اس میں دلیل ہے کہ بہت غاویہ کا ہوتا ہے جسکی تو اسے اجازت دینے کا اختیار ہے۔ اگر احتمال ہو کہ ماہی فی بیوت کن میں ازواج کی طرف اضافت ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اضافت الی النبی تو ملک کی وجہ سے ہے۔ اور اضافت الی ازواج اضافت الی محل ہے۔ درحقیقت بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاء کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو ازواج مطہرات کا ملک قرار دیتا ہے کیونکہ یہ وہاں اپنی موت تک بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہیں۔ کیونکہ یہ مکانات آپ نے اپنی زندگی میں ان کو عہہ کر دیئے تھے۔ دوسرا طائفہ یہ کہتا ہے کہ عہہ نہیں بلکہ آپ نے رہائش کیلئے ان کو مکانات دیئے تھے کہ مرتے دم تک وہ ان مکانات میں رہائش پذیر

رہیں گی بجایا ہے۔ ابن عبد البر ابن العربی وغیرہم حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ جیسے ان کے لفظات میں لکھا ہے۔ ایسے کئی بھی مسئلہ رہا۔
ما تروکت بعد الفتنۃ نسائی ومؤنة عاملی لہو صلیۃ اورائل طم کی اس پر دلیل ہے کہ وہ تاحیات سکونت پذیر ہیں۔ ان کی وفات کے بعد
ان کے دروہاء مالک نہیں ہے بلکہ سہیل نبوی میں اضافہ کر دیا گیا۔

تشریح از قاضی حسن عائشۃ الخ ملازمہ بنتی فرماتے ہیں اس حدیث سے ترجمہ کے ساتھ مطابقت ہوگی کہ حضرت عائشہؓ گمان
کا مسکن تھا مالک نہیں تھا۔

ہنا الفتنۃ ای جانب الشرقی جولوگ حضرت عائشہؓ کے گھر کو فتنی کہہ سکتے ہیں وہ نحو کے لفظ سے قائل ہو گئے کیونکہ حضرت عائشہؓ
کا گھر تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد تھا۔ کیا اسے فتنی کہہ کر اورد کے شرم پائیے۔
لورن الشیطن سے مراد اس۔ جماعت اور امت کے آتے ہیں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ ذِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَلْبِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ وَمِمَّا لَمْ يَذْكُرْ قِسْمَةً وَمَنْ
خَفَرَهُ وَتَقْلِبَهُ وَالْيَدِ مِمَّا يَتَوَكَّلُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَهُ وَقَلْبِهِ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رومہ آپ کی لاشی آپ کی تلواری آپ کا خیال اور انگوٹھی کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے۔ اس
طرح جو چیزیں خلفاء کرام نے ان میں سے آپ کے بعد استعمال کیں جن کی قسم کا ذکر نہیں ملا۔ اور آپ کے ہاں جو تھا اور آپ کے برتن جن میں
مجاہد کرام اور دیگر حضرات آپ کی وفات کے بعد ان میں شریک پائے گئے۔

حدیث (۲۸۸۲) خَلَقْنَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ الْخِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا اسْتَعْلَفَ بَعْدَهُ
إِلَى الْبَحْرَيْنِ لَمْ يَجِبْ لَهُ هَذَا الْكَبَبُ وَخَعَمَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْعَالَمِ ثَلَاثَةً اسْطُفِي مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ
سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب طائفہ بنائے گئے تو انہوں نے مجھے عرب کا حاکم بنا کر بھیجا اور یہ خط لکھا جس پر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سے ہر لکھی۔ ہر کے نقش میں تین طرے تھے ہر ایک طرے میں رسول دوسری طرے میں اور اللہ کا نقش تیسری طرے میں تھا۔

حدیث (۲۸۸۳) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْخِ خَلَقْنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ
جَرْدَ أَوْثَنِ لَهُمَا قَالَا لَنْ لَخَلَقْنِي قَابَتْ إِلَيْنَا بَعْدَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے ہمارے دکھانے کے لئے دو ایسے جوتے ظاہر کئے جو ہالوں سے خالی تھے۔
اور ان کے گلے دو تھے جو بعد ازاں ثابت ہوئی کہ حضرت انسؓ سے بیان کیا کہ وہ دونوں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے تھے۔

حدیث (۲۸۸۴) خَلَقْنَا مُحَمَّدَ بْنَ بَشَارٍ الْخِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مَثْبُتًا
وَقَالَتْ لِي هَذَا نَزَعَ رَوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ
أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِذَا رَأَا عَلَيْكُمَا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِّنْ هَلِيبِ الْعِزِّ تَذْخُونَهَا الْمَلِكَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے دکھانے کیلئے حضرت مائکہؓ نے ایک گاڑی کھلی نکالی۔ فرمایا کہ اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نہیں ہوئی۔ اور سلیمان نے ابو ہریرہؓ سے یہ زائد الفاظ نقل کئے ہیں کہ حضرت مائکہؓ نے ایک گاڑی چادر نکالی جو یمن کی معنومات سے تھی اور ایک کھلی بھی جس کو تم لوگ ملبہہ گاڑی کہتے ہو۔

حدیث (۲۸۸۵) خَلَقْنَا هَبْلًا عَنْ أَبِي خَمْزَةَ الْخِزَامِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ لَدَخَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الْبَيْتِ سِلْسِلَةً مِنْ لُحْيَةٍ قَالَ حَاصِمٌ زَأَيْتَ الْقَدَحَ وَهَرَبْتَ لِيهِ.
ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لڑوٹ گیا تو اس کی جھسک جگہ ایک چاندی کی زنجیر بنا دی گئی۔ مامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا اور اس سے پانی بھی پیا۔

حدیث (۲۸۸۶) خَلَقْنَا سَوِيْدًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْخَزَرِيِّ الْخِزَامِيِّ عَنْ أَبِي خَمْزَةَ الْخِزَامِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ لَدَخَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الْبَيْتِ سِلْسِلَةً مِنْ لُحْيَةٍ قَالَ حَاصِمٌ زَأَيْتَ الْقَدَحَ وَهَرَبْتَ لِيهِ.
ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے یہ سلسلہ لہجہ سے لیا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے یہ سلسلہ لہجہ سے لیا ہے۔

حدیث (۲۸۸۷) خَلَقْنَا لُحْيَةً عَنْ أَبِي خَمْزَةَ الْخِزَامِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ لَدَخَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الْبَيْتِ سِلْسِلَةً مِنْ لُحْيَةٍ قَالَ حَاصِمٌ زَأَيْتَ الْقَدَحَ وَهَرَبْتَ لِيهِ.

نَاسٍ لَفَشَكُوا شَعَاةَ عُفْمَانَ فَقَالَ لِيْ عَلِيٌّ اذْهَبْ اِلَى عُفْمَانَ فَاعْبِرْهُ اَنْتَهَا صَدَقَةٌ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ شَعَاكَ يَعْمَلُونَ بِهَا فَاتَّبِعْ بِهَا فَقَالَ اَغْنِيَهَا عَنَّا فَاتَّبَعَتْ بِهَا عَلِيًّا فَاعْبَرَتهُ فَقَالَ ضَعُفَهَا حَيْثُ اخْلَقَهَا قَالَ الْحَمِيدِيُّ النِّعَ عَنْ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ اُرْسِلْنِي اَبِيْ خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ اِلَى عُفْمَانَ لِاَنَّ فِيْهِ اَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

ترجمہ۔ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو بمائی سے یاد کرنے والے ہیں تو انہوں نے بھی انہیں اس دن بمائی سے یاد کیا جس دن لوگ ان کے پاس آ کر حضرت عثمانؓ کے مصلین کی شکایت لے کر آئے تھے تو حضرت علیؓ نے مجھے حکم دیا کہ تم حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر دو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ کی دستاویز تو یہ ہے۔ اپنے مصلین کو حکم دو کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں میں اس کو لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اس مجھ کو ہم سے پیچھے کر دو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس اور مجھ موجود ہے۔ تو میں اس کو لے کر وہاں حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور ان کو دعا کی اطلاع دی۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا اس کو اسی جگہ کو جہاں سے اسے اٹھایا تھا۔ حمیدی اپنی سند سے فرماتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے یہ کہا کہ مجھے میرے باپ نے بھیجا فرمایا یہ دستاویزات لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤ کیونکہ اس میں صدقات کے بارے میں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں وہ درج ہیں۔

تشریح از شیخ منگوینیؒ۔ اس باب سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت جو ترک چھوڑا اس میں سب مسلمان شریک ہیں۔ کیونکہ وہ صدقہ ہے۔ لیکن وہ مال جس کا آپؐ نے قبل از موت کسی کو مالک بنا دیا یا سب کا اشتراک تو ثابت ہے لیکن تولیت کا قبضہ کسی صحابی کا ہے۔ تو وہی اس کا متولی اور محافظ ہوگا۔ اور کسی کو اس میں تصرف اور حاکم کا حق نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کی فرض یہ ثابت کرنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ترک کا نہ تو کسی کو مالک بنایا اور نہ ہی کسی کے پاس اسے بھیجا محض حرم کے لئے کسی کے پاس چھوڑ دیا۔ تو وہی شخص اس کا متولی اور محافظ ہوگا۔ اگر یہ میراث ہوتی تو اسے بھیجا جاتا یا تقسیم کیا جاتا۔ اس لئے اس کے بعد امام بخاریؒ نے فرمایا معاملہ مذکور قسمتہ و معاہدہ یعنی وہ چیزیں نہ تو ان کی تقسیم کا ذکر ہوا ہے اور نہ چیزیں صحابہ کرامؓ نے بطور حرم اپنے پاس رکھ لیں۔ علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ اجزا پر مشتمل ہے۔ اور باب میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی میں آپؐ کی انگوٹھی کا ذکر ہے۔ دوسری میں طین مبارک کا۔ تیسری میں گاڑی چادر کا۔ چوتھی میں پیالہ کا۔ پانچویں میں تلوار کا اور چھٹی میں اس مجھے کا ذکر ہے جس میں صدقات کا بیان تھا۔ درج۔ عصا۔ شعر اور برتنوں کا ذکر نہیں ہوا۔ پھر ان روایات کو علامہ بیہقیؒ نے ذکر کیا ہے۔ جن میں ان اشیاء کا بیان موجود ہے جن کو امام بخاریؒ مختلف ابواب میں ذکر کر چکے ہیں یا ذکر کریں گے۔ ان ابواب کو حکم الکتاب بمعالم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استعمال الخلفاء کو ثابت کیا۔ کیونکہ کتاب اللباس میں آ رہا ہے کہ یہ انگوٹھی حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں۔ آخر میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے عرار میں کے اندر گر گئی۔ بسیار کوشش کے باوجود نہ مل سکی۔

تشریح از شیخ منگوینیؒ۔ اٹھنا هنا النع اس کو موعودہ ہم تو پہلے ہی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ کسی اور پر عمل نہیں کر رہے۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ میرے نزدیک بہتر تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس وہ مجھے صدیق اکبرؓ کا تھا جس پر وہ عمل کرتے تھے۔ جس کا ذکر مؤطا امام مالکؒ کے اندر موجود ہے۔ اور کتاب مسالک شرح مؤطا امام مالکؒ میں ابن العربیؒ نے تصریح کی ہے کہ ماہی کے بارے میں عین

دستاورزات تھیں۔ کتاب ابی بکر۔ کتاب عمرو بن حزم۔ اور کتاب عمر بن الخطاب۔ جس پر حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں عمل کرتے رہے۔ تو حضرت عثمانؓ کا عمل کتاب الشیعین پر ہوا۔ جس کو وہ ترجیح دیتے تھے۔

تشریح از قاضی۔ قطع فی دہیا کہ سوکن کی طرف سے جو ان کو کلفت ہوگی وہ ان کے دین کو ہکا بڑوے گی۔ اور اس پر مبرزہ کر سکیں گی۔ سور بن عمرؓ کے قصہ کو اس سے یہ مناسبت ہے کہ جیسے سوکن سے حضرت فاطمہؓ کو کدورت حاصل ہوگی ایسے حیرے اقراء کے قلبہ سے تجھے کدورت ہوگی۔ مجھے دوسو میں اس نکواری خوب حفاظت کروں گا۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ لِنَوَائِبِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاجِينِ وَالْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصَّلَاةِ وَالْأَزْمِلِ حِينَ سَأَلَهُ فَاطِمَةُ وَحَكَّتْ إِلَيْهِ الطَّعْنَ وَالرُّحَى أَنْ يُعْلِمَهَا مِنَ الْخُمُسِ فَوَكَّلَهَا إِلَى اللَّهِ. ترجمہ اس بات کی دلیل کے بارے میں کہ خمس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات پر خرچ ہوتا تھا۔ اور مساکین اس کا مصرف تھے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحے طالب ملوں اور بیگانہ پر خرچ کرنے کو ترجیح دی۔ جب کہ آپؐ کی بیٹی فاطمہؓ الزہراءؓ نے آپؐ کو آٹا پیسے اور مکی چلانے کی شکایت کی کہ انہیں قیدی عورتوں میں سے ایک خادمہ دی جائے تو آپؐ نے ان کو اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم دیا ہامدی ندی۔

حدیث (۲۸۸۸) حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُخَبَّرِ الْخَطَّابِيُّ أَنَّ فَاطِمَةَ إِهْتَكَّتْ مَا تَلْفَى مِنَ الرُّحَى مِمَّا تَطْعَنُ فَبَلَفَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِسَنِي لَاتَعْتَهُ تَسْأَلُهُ عَادِمًا فَلَمْ تَوَافِقْهُ لَذَكَّرَتْ إِبْرَاهِيمَ لَفَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَّرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةَ لَهُ لَاتَانَا وَلَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَلَمْ نَجِدْ عَلَى مَكَانِكُنَا حَتَّى وَجَدَتْ بَلَدًا فَلَمْ تَعْرِ عَلَى صَلْبِي فَقَالَ أَلَا أَذَلُّكُمْ عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمُوهُ إِذَا أَخْلَعْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبَّرَ اللَّهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدًا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبَّحًا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَا.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کو آپؐ سے جو تکلیف پہنچی تھی اس کی انہوں نے شکایت کی۔ پس انہیں یہ خبر بھی پہنچی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی عورتیں آئی ہوئی ہیں۔ پس وہ آپؐ کے پاس خادمہ مانگنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آپؐ سے ملاقات کا اتفاق نہ ہو سکا۔ تو اس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ سے کیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کا آپؐ سے ذکر کیا۔ پس آپؐ ہمارے پاس اس وقت تشریف لے آئے جب ہم لوگ اپنے اپنے بستروں میں داخل ہو چکے تھے ہم اٹھنے لگے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پس آپؐ بھی میرے بستر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپؐ کے قدموں کی ٹھک محسوس کی۔ بہر حال آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز سے بہرہات نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ جب بستر میں جانے لگو تو چونتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پر دعویٰ تسبیح فاطمی تمہاری طلب کردہ چیز سے بہتر ہے۔

تشریح از شیخ منگوینی۔ روایت سے ترجمہ الباب پر اس حیثیت سے دلالت کی کہ حضرت فاطمہؓ نے اس ضرورت کے متعلق آپؐ سے سوال کیا۔ معلوم ہوا کہ خمس آپؐ کی ضروریات کے لئے تھا۔ حضرت فاطمہؓ کی ضرورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی۔

جس پر آپؐ نے مساکین بیگانگان کو ترجیح دی۔

لو جلدت ہرود قلعمیہ الخ یہ شخصک حسی نہیں تھی بلکہ اس سے سکون اور اطمینان مراد ہے۔ جب کہ الامر فوق الادب تھا۔ تو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ دونوں اپنے بستر سے نہیں اٹھے۔ بلکہ آپؐ ان دونوں کے درمیان بستر میں جا کر بیٹھ گئے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ ملامہ یعنی فرماتے ہیں کہ ہذا باب فی بیان الدلیل علی ان الخمس لنواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ وابغار ہ معنی میں لاجل ابغار ہ کے ہے۔ اور حین مائلہ کا ظرف ہے۔ ملامہ سنوئی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے الدلیل مبتداء ہے۔ اور اس کی خبر قولہ حین مائلہ فانه حین ذلک ما عطاہا بل و کلہا الی اللہ یعنی جب انہوں نے سوال کیا تو آپؐ نے کیا جواب دیا۔ تو جواب یہ ہوا کہ اس وقت آپؐ نے ان کو کچھ نہ دیا بلکہ اللہ کے سپرد کیا کہ اس پر مکرر مدد کریں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جس آپ کا حق تھا۔ جس طرح آپؐ چاہتے اس میں تصرف کرتے تھے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کو تمام مصارف میں خرچ کرتے تھے۔ بلکہ بعض مصارف میں استعمال کرتے تھے۔ صاحب فیض فرماتے ہیں کہ چنانچہ چاہیے کہ چار اقسام تو خالصین کے لئے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہا جس اللہ تعالیٰ نے اس کے مستحقین چھ بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تحرک کے لئے ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی وفات کے ساتھ ساقط ہو گیا۔ وہ گئے آپ کے قربت دار وہ اگر فقیر ہیں تو ان کو فقر کی وجہ سے دیا جائے گا۔ قربت نبوی کا اہتمام نہیں۔ البتہ فقراء قربت داروں کو اعطاء کے معاملہ میں دوسروں پر ترجیح دی جائے گی۔ اب چھ میں سے صرف تین مصارف باقی رہ گئے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں وہ مستحقین نہیں بلکہ مصارف ہیں۔ حاکم کو اختیار ہے جیسے چاہے جس قدر چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ شاید امام بخاریؒ نے مسلک امام مالکؒ کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے کہ قسمۃ الی الخمس الی الامام یقسمہ کیف شاء۔ اور اس پر چار تراجم قائم کئے پہلا تو یہی ہے جس کے نیچے حدیث شکایت لائے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ذی القربۃ مستحق ہوتے تو آپؐ بی بی فاطمہؓ کو ضرور خادمہ صطا فرماتے۔ دوسرا ترجمہ قولہ تعالیٰ کان اللہ خمسہ وللرسول جس کی تفسیر اس قول سے کی۔ الرسول القسم ذلک کہ تقسیم کا اختیار رسول کو ہے۔ جیسے چاہے تقسیم کرے۔ تیسرا ترجمہ صفحہ ۲۰ پر ہے ان الخمس لنواب المسلمین جس سے معلوم ہوا کسی خاص قسم کے ساتھ بخش نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے خیر انصار اور حضرت جابرؓ کو صطا فرمائے جو کہ ذی القربۃ میں سے نہیں تھے چھترا ترجمہ صفحہ ۲۰ پر ہے۔ الدلیل علی ان الخمس للامام یہ سب تراجم قریب العالی ہیں۔ مقصد ان سب کا ایک ہے۔ جس سے امام مالکؒ کے مسلک کی موافقت کرنا ہے۔ صاحب حمل نے فانہ خمسہ الخ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس کی چھ اقسام ہیں۔ یہ ابو العالیہ کا قول ہے۔ پہلی قسم خانہ کعبہ کی تعمیر و غیرہ میں خرچ ہو۔ باقی پانچ اقسام میں پانچ میں تقسیم ہوں۔ بعض نے کہا اللہ کا حصہ بہت الحال میں جمع ہو۔ اور بعض نے اسے ہم رسول میں ضم کیا ہے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ تعظیم کے لئے ہے۔ اور باقی پانچ پانچ اقسام پر صرف ہوں۔ اور بعض اداوی میں یہ بھی ہے کہ حدود و اوقات النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا حصہ مصارف المسلمین میں صرف ہوگا۔ یہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک رائے امام پر موقوف ہے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا حصہ اور ذی القربۃ کا حصہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی ساقط ہو گیا اب سارے تین اقسام میں صرف ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی جس کو باقی تین اقسام میں صرف کرتے تھے۔ یعنی۔ مساکین۔ ابن السہیل۔ اہل الصلفہ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث شکایت میں اہل الصلفہ کا ذکر نہیں ہے۔ شاید امام بخاریؒ نے حدیث کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ہے واللہ لا عظیمکم و ادع اہل الصلفہ یعنی میں اہل صلفہ کو چھوڑ کر تمہیں نہیں دوں گا۔ اور بعض طرق میں ہے سبقکم البغامی بنی تم سے بہت کر گئے۔

لا الہد الحسی ظاہر روایت سے ہر د حسی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعات فی الامور لوقی الادب سے صحیح منقول ہے بعض روایات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اراد ان یقہما کان حضرت نے اپنے کا ارادہ کیا تو آپ نے منع فرمادیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ

يَغْنِي لِلرَّسُولِ فَسَمِ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا قَائِمٌ وَخَارِبٌ وَاللَّهُ يُعْطِي. ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا پیرا شاد ہے کہ بے شک اس قیمت کا اس اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے ہے یعنی رسول اس کو تقسیم کرے گا اس لئے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ میں تو باطلے والا اور خرابی ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

حدیث (۲۸۸۹) خَلَقْنَا أَبَوَ الْوَلِيدِ الْخَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَلَدَ لِرَجُلٍ مِنَّا مِنَ الْأَنْصَارِ هَلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ خُتْبَةٌ فِي حَبِيبٍ مَنصُورٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَى خُفْيَى فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَبِيبٍ سَلَمَانٌ وَلَدَ لَهُ هَلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوا بِأَسْمَاءٍ وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَةٍ فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَائِمًا أَلَيْسَ بَيْنَكُمْ وَقَالَ خُصَمَاءُ بَعْثَ قَائِمًا أَلَيْسَ بَيْنَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ الْخَ عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَائِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِأَسْمَاءٍ وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے انصار میں سے ایک آدمی کے لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا۔ شعبہ منصور کی روایت میں فرماتے ہیں کہ اس انصاری نے کہا کہ میں اسے اپنی گردن پر اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام نہ رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کہو بے شک مجھے قاسم ہی بتایا گیا ہے۔ کہ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور مردوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کی کہ اس نے قاسم نام رکھنے کا ارادہ کیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام نہ رکھا میری کنیت نہ کہ۔

حدیث (۲۷۹۰) خَلَقْنَا مُحَمَّدَيْنِ يُؤَسِّفُ الْخَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وَلَدَ لِرَجُلٍ مِنَّا هَلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَائِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا تُكْنِيكَ أَبَا الْقَائِمِ وَلَا تَتَّبِعُكَ عَيْنًا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِلنَّبِيِّ هَلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَائِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا تُكْنِيكَ أَبَا الْقَائِمِ وَلَا تَتَّبِعُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِأَسْمَاءٍ وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَةٍ فَإِنَّمَا أَنَا قَائِمٌ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک آدمی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے قاسم رکھا۔ تو انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابو القاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے۔ اور نہ ہی اس سے حیر آ کر شہری ہونے دیں گے۔ تو وہ شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میرے لڑکا پیدا ہوا پس میں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار کہنے لگے کہ ہم تجھے ابو القاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے۔ اور نہ ہی اس سے حیر آ کر شہری ہونے دیں گے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کیا۔ پس میرے نام کے ساتھ نام

رکھ سکتے ہو۔ میری کثیت کے ساتھ کثیت نہ کہو۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ میں تو قاسم ہی ہوں۔

حدیث (۲۸۹۱) حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى النَخَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَاللَّهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ الْاُُمَّةُ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ.

ترجمہ حضرت امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں کچھ عطا کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تو ہاتھ والا ہوں اور یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

حدیث (۲۸۹۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْنَانَ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيَكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضْعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تو میں تمہیں دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے روکتا ہوں سوائے ان کے نہیں کہ میں تو ہاتھ والا ہوں وہاں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ملتا ہے۔

حدیث (۲۸۹۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ النَخَعِيُّ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ يَغْتَرِبُ حَتَّى فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ حضرت خولہ انصاریہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک کچھ اللہ تعالیٰ کے مال میں با حق تمہیں گے۔ یعنی تصرف کریں گے کہ ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہوگی۔

تشریح از شیخ کنگوئی۔ امام بخاری کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ فحش کی نسبت اللہ جبارک و تعالیٰ کی طرف تو حرم کیلئے ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس اعتبار سے ہے کہ آپ اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ مالک نہیں ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ اور پہلے باب میں جو حجاج نبویہ کا ذکر ہوا تھا تو حجاج نبوی حجاج مسلمین ہیں کوئی الگ نہیں ہیں۔ اور امام بخاری نے اپنے اس مدعا پر اس طرح دلیل قائم کی کہ آپ نے اپنا نام قاسم رکھا ہے۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ معلوم رہے کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس کے مالک تھے۔ یا ان کے سپرد اس لئے کیا گیا تاکہ آپ اسے تقسیم کریں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس رسول کو کہاں رکھا جائے۔ دوسرے مسئلہ پر تو اب سابق میں مفصل بحث ہو چکی۔ اب پہلا مسئلہ بھی امام بخاری کا مقصد ہے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ وللرسول قسم ذلك الخ آیت کریمہ کی تفسیر میں جو مختلف اقوال ہیں امام بخاری نے ان میں سے ایک کو اختیار کیا ہے۔ کہ آپ خمس الرسول کے مالک نہیں تھے۔ بلکہ قاسم تھے۔ اکثر حضرات فرماتے ہیں للرسول میں لام تملیک کا ہے۔ قیمت کے مال میں سے خمس الخمس رسول کا حصہ ہے۔ خواہ آپ قتال میں حاضر ہوں یا نہ ہوں۔ پھر آپ اس کے مالک ہوں گے یا نہیں۔ دونوں قول شافعیہ کے ہیں للث لہ۔ امام بخاری کا قول دوسرے میلان کی طرف ہے کہ مالک نہیں ہوں گے۔ چنانچہ علامہ کرمائی بھی فرماتے ہیں کہ یعنی للرسول

قسمة لا ان سہما منه لہ یعنی آپ کو محض تقسیم کرنے کا اختیار ہے خمس میں سے حصہ آپ کا نہیں ہوگا۔ کہ آپ اس کے مالک ہو جائیں۔ چنانچہ باب کی چار احادیث سے ثابت کر دیا کہ آپ محض قاسم تھے۔ قاسم کا لفظ تو اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ البتہ مخازن کا لفظ حضرت امیر معاویہ کی ایک حدیث میں آیا ہے۔ العما اننا مخازن واللہ یعطی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ قال عمرو انما شعبۃ الخ اس سے امام بخاری بتلاتا چاہتے ہیں کہ اسم کے بارے میں دو افکا اختلاف ہے کہ اس لڑکے کا نام باپ نے محمد رکھا تھا یا قاسم رکھا تھا۔ مؤلف دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایک تو متابعت کے ذریعہ اور دوسرے دوسری روایت کو لا کر مثلاً دیکھو کہ قاسم ہی نام رکھنا چاہتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ گمراہتے ہیں کہ امام بخاری شعبہ پر اختلاف کو بیان کر رہے ہیں کہ کیا انصاری نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھنا چاہا یا قاسم۔ تو سفیان ثوری کی روایت سے ترجیح اسی کو دی کہ وہ اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھنا چاہتے تھا۔ اور دوسری ترجیح معنی اعتبار سے ہے کہ انصار کا الکاف قاسم نام رکھنے پر تھا۔ تاکہ یہ ابوالقاسم نہ بن جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ لا ینکونوا یکنی لانما ابوالقاسم الخ اس سے ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت نہیں ہے ورنہ آپ گمراہتے العما انما ابو القاسم۔ بلکہ یہاں ایک مفہوم پر تنبیہ کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بیٹوں کے نام قاسم رکھو گے تو تم ابوالقاسم بن جاؤ گے۔ تو اس وقت اشتہار اور غلط مطلب لازم آئے گا۔ جس سے عمار کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوگی۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح میں ابوالقاسم ہوں ایسے قاسم بھی ہوں۔ تو ابوالقاسم کی صورت میں اس آدمی کی لادت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جائے گی۔ اگرچہ وہ اس کی مراد نہ ہو۔ لیکن بہر حال اس نسبت سے بچنے کے لئے اس کا ترک کر دینا اولیٰ اور افضل ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ شیخ گنگوہی نے کوکب درری میں مفصل بحث کرنے کے بعد فرمایا ہے الاصح ان الذبی مقید بزمان حیوۃ۔ یعنی کنیت یا نام رکھنے سے ممانعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود تھی۔ اب نہ کوئی اشتہار ہے نہ التماس کا خطرہ ہے۔ لہذا اب دونوں جائز ہیں۔ حافظ گمراہتے ہیں کہ اس میں پانچ مذاہب ہیں۔ الاول المنع مطلقاً کہ نہ نام رکھنے نہ کنیت۔ دونوں کی ممانعت ہے۔ یہ مذہب امام شافعی اور ظاہریہ کا ہے۔ دوسرا جمہور کا مسلک ہے کہ حجاز مطلقاً اور نبی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک قحی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لئے ابوالقاسم کنیت نہ ہو۔ دوسرے کے لئے جائز ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ محمد نام رکھنا ہی مطلقاً ممنوع ہے۔ اسی طرح ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ منع مطلقاً آپ کے عہد تک قحی بعد میں محمد اور احمد والے کے لئے کنیت ابوالقاسم ناجائز ہے۔ دوسرے کیلئے جائز ہے۔ علامہ مہدی نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ نبی منسوخ ہے۔ اور ترمذی شریف کی روایت ملتی ہے استدلال ہے۔ یا رسول اللہ ان ولدی بعدک سلام اسمہ باسمک واکتبہ بکنیتک قال نعم کہ حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام اور اپنی کنیت آپ کی کنیت سے رکھ سکتا ہوں۔ آپ نے ہاں کہہ کر جواب دیا۔ اور حاشیہ کوکب میں ہے۔ ادب المفرد میں خود امام بخاری نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

علی اذی الرسول علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ حدیث باب کا قاضا ہے کہ طاعت نبی التماس اور ایذا ہے۔ جو عہد رسالت تک محض رہے گی۔ اب محض نبی حزیہ کے لئے رہ جائے گی۔ تاکہ معنی خواہی پیدا نہ ہو۔

تشریح از شیخ کنکوئی۔ بھرو حق کا مطلب یہ ہے کہ اپنا استحقاق ظاہر کر کے مجھ سے اپنا حصہ لے لیں۔ حالانکہ ان کا حق نہیں تھا۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ بھرو حق کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے مال میں باطل طریقہ سے تصرف کرتے ہیں خواہ تقسیم کے ذریعہ ہو یا غیر تقسیم کے۔ تو موقوف نام ہوں گے اس سے ترجمہ سے مناسبت ہوگی۔ چنانچہ علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ حدیث غولہ کا ترجمہ سے مناسب ہونا چاہیے۔ البتہ بغیر حق سے بغیر قسمت حق مراد لیا جائے گا۔ اگرچہ حق کا لفظ عام ہے لیکن ہم اسے قسمت سے تفصیل کریں گے تاکہ ترجمہ سے مناسبت ثابت ہو جائے۔ حافظ گراتے ہیں کہ اس قہد کی ضرورت نہیں ہے۔ عمومیت کی صورت میں بھی اموال فیہ اور قیمت میں قسمت کی شرط ملحوظ ہوگی کہ انہیں بدل سے تقسیم کیا جائے جس میں کتاب وصفت کی پیروی ہو۔ امام بخاری اس حدیث کو لا کر جالحین کو ڈرانا چاہتے ہیں کہ ناحق مال کھا کر قیمت میں رسوائی سے بچے۔ نیز ان احادیث سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اسم اور کسی میں مناسبت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ضروری اور قاعدہ کلیہ نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو امام کی تقسیم کے بغیر قیمت کا مال لے گا وہ ماضی ہوگا۔ اور حکام کو بھی روکا گیا کہ وہ ناحق کوئی مال نہ لیں۔ بلکہ اہل دھمال کو بھی اس سے روکیں۔ اور شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ گراتے ہیں کہ مراد از غرض بنام حق طلب قسمت آن از الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھرو وجہ عدالت است یا مگر ظن از غیبت ہمیش و پس از قسمت الحضرت الخ۔ یعنی غرض ناحق سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عادلانہ طریقہ کے خلاف تقسیم کا مطالبہ کیا جائے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے کم آگے پیچھے کوئی قیمت کا مال لیا جائے۔

تشریح از قاسمی۔ اگر افعال ہو کہ حدیث قاطرہ سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا تو کہا جائے گا کہ اہل صفوہ قاطرہ الزہراء پر ترجیح دینا بھی اہل النبی اہل الصفہ ہے۔ اور اسلیل قاضی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خمس الخمس کی تقسیم کا حق امام کو ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی اپنی سے خمس کو روک دیا۔ تو معلوم ہوا کہ ذوی القربی کا حق بھی ختم ہو گیا۔ امام محمدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ مژرور حضرت علیؓ نے بھی ذوی القربی کو ساقط فرادیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَجَلْتُ لَكُمْ الْفَنَائِمَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعَدْتُكُمْ اللَّهُ مَغَالِمَ كَثِيرَةٍ تَأْخُذُونَهَا فَتَعْبِلَ لَكُمْ هَلِيمٌ وَهِيَ لِلْعَامَةِ حَتَّى يَمِيتَهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ تمہاری غنیمتیں حلال ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا جن کو تم حاصل کرو گے۔ پس وہ انعام جلدی تمہیں دے دیا۔ پس یہ آیت عام ہے۔ جس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

حدیث (۲۸۹۳) خَلَقْنَا مُسْلِمًا خَالٍ عَنْ غُرُوزِ الْبَارِقِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَنِيمُ مَغْفُورَةٌ لِي نَوَاصِيهَا الْغَنِيمُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت مردہ باری جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا مگھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں غیر قیامت کے دن تک ہانہ نہ دی گئی ہے۔ آخرت میں اجر و ثواب اور دنیا میں قیمت کا مال۔

حدیث (۲۸۹۵) خَلَقْنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَنْزِيرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

هَلَكَ كَسْرِي فَلَا كَسْرِي بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَهْصَرٌ فَلَا قَهْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَقْفُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسری یا شاہ قارس ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا۔ اور جب قہصر یا شاہ روم ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی قہصر نہیں ہوگا اس ذات کی قسم جس کے بعد قدرت میں میری جان ہے تم مسلمان لوگ ضرور بالحدود ان دونوں بادشاہوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

حدیث (۲۸۹۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي خَالٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كَسْرِي فَلَا كَسْرِي بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَهْصَرٌ فَلَا قَهْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَقْفُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ حضرت جابر بن سمیرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا اور جب قہصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قہصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے بعد قدرت میں میری جان ہے ضرور بالحدود ان دونوں بادشاہوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے۔

حدیث (۲۸۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْخِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْتُ لِي الْفَنَائِي.

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے لئے خبیثوں کا مل حلال کیا گیا ہے۔ حدیث (۲۸۹۸) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفُلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِلَى الْجِهَادِ فِي سَبِيلِهِ وَتَضِيئُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ إِلَى مَسْجِدِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ هَيْبَةٍ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے خاص ہو گیا جو اللہ کے راستہ میں لڑا جسے جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے کلمات کی تصدیق کے سوا کسی چیز نے اسے نہیں نکالا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا خاص ہے کہ یا تو اسے شہید کر کے جنت میں داخل کرے گا۔ یا جس شہکار نے سے وہ وادہ ہوا تھا اس کی طرف اسے قادی بنا کر واپس کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ آخرت کا ثواب اور دنیا کا مال قیمت بھی حاصل کرے گا۔

حدیث (۲۸۹۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَزَأَ إِلَيَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعُنِي وَجَلَّ مَلِكٌ يُضْعِفُ إِمْرًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا وَلَمَّا بَنَى بِهَا وَلَا أَحَدَ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدَ إِفْعَرَى هَمَامًا أَوْ عُلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وَلَا يَمْنَحُ لَقَرًا لَدُنَّا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَوَةَ الْعَصْرِ أَوْ قُرْبًا مِنْ ذَلِكَ لَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ أَلَلَّهُمْ أَحَبُّهَا عَلَيْنَا لَحَبَسَتْ حَتَّى لَقَعَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَجَمَعَ الْفَنَائِي لَجَاءَتْ يَتْنِي النَّارُ لِيَأْكُلَهَا لَمْ تَطْعَمَهَا

لَقَالَ إِنْ مِنْكُمْ حُلُولٌ فَلْتَأْتِيَنَّ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَوْ كُنْتَ يَدٌ وَجُلٌّ بِيَدِهِمْ لَقَالَ لَكُمْ الْقُلُوبُ فَلْتَأْتِيَنَّ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍكَ فَلَوْ كُنْتَ يَدٌ وَجُلٌّ لَيَنَّ أَوْ لَقَدْ بِيَدِهِمْ لَقَالَ لَكُمْ الْقُلُوبُ فَجَاءُوا بِرَأْسِ جَنْفٍ رَأْسٍ بَقَرَةٍ مِنْ اللَّحْبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتْ النَّارُ لَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّهُ لَنَا الْفَنَّاكُمْ رَأَى مُنْغَفًا وَهَجْرًا فَاحْلُوهَا لَنَا.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی یوشع بن نونؑ نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ مجاہد چلے جو اپنی ہوی کی شرم گاہ کا مالک ہو چکا ہو لیکن وہ ہمسری کا ارادہ کر رہا ہو ابھی اس نے ہمسری نہ کی ہو۔ اس طرح جس شخص نے گمروں کی تعمیر شروع کی ہو اور ابھی تک چھتیں نہ ڈالی ہوں۔ یا جس نے مکرمیاں یا حاملہ وطمیناں غرض کی ہوں اور وہ انکی ولادت کا انتظار کر رہا ہو ایسے اہم امور چھوڑ کر انہوں نے جہاد شروع کیا۔ اور ایک ہمسعی (بیت المقدس) کے پاس انہیں مصر کی نماز کا وقت آ گیا یا اس کے قریب ہو گیا تو انہوں نے سورج سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو بھی اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ اور میں بھی اسی کاما مورہوں اے اللہ! جب تک جہاد ختم نہ ہو اس کو اس وقت تک ہم پردہ رک لے یعنی غروب نہ ہو۔ چنانچہ سورج رک گیا غروب نہ ہوا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہمسعی پر انہیں فتح نصیب نہ فرمائی تو اس خلیفہ نے خیموں کا مال جمع کیا۔ آگ ان خاتم کو کھانے کے لئے آئی لیکن اس نے ان کو چھکا بھی نہیں۔ تو اس نبی نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت ہے۔ پس تم میں سے ہر قبیلہ کا ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے چنانچہ ایک آدمی کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ سے چٹ گیا پس اس نبی نے فرمایا تمہارے اندر خیانت ہے۔ پس تمہارا سارا قبیلہ میری بیعت کرے۔ پس اس قبیلہ میں سے دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چٹ گئے۔ فرمایا پس تمہارے اندر مال فحشیت کی خیانت موجود ہے۔ چنانچہ وہ لوگ گائے کے سرے کی طرح سونے کا ایک سر لے آئے۔ پس اس کو پھاڑی پر رکھا آگ آئی اور اسے کھا گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خاتم کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔ اس لئے کہ ہمارے ہی کمزوری اور ہماری درمندی کو دیکھا پس ان خاتم کو اب ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔

تفسیر از قاسمیؒ۔ اسی للعامۃ یعنی آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فحشیت کا مال علحدۃ المسلمین کے لئے ہے۔ لیکن سنت نے بیان کر دیا کہ اربع اشخاص غائبین مقاتلین کے لئے ہے۔ اور جس اللہ کے رسول کا ہے۔ وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اس باب میں امام بخاریؒ چھ احادیث لائے ہیں۔ پہلی تو عروہ ہارثی کی ہے۔ جس میں گھوڑے کی فحشیت بتائی گئی کہ وہ اجراء فحشیت حاصل کرنے کا سبب ہے۔ دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کے ساتھ ان کے خزانے فحشیت کی شکل میں مسلمانوں میں تقسیم ہوں گے چنانچہ ایسا ہوا۔ تیسری حدیث جابر بن سمرہؓ کی بھی اس طرح ہے۔ چوتھی حدیث جابر بن عبد اللہؓ کی ہے جس میں اسحت فی الغنائم کا بیان ہے۔ اور پانچویں حدیث ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں مجاہد فی سبیل اللہ کے تکفل کا بیان ہے۔ جس میں فحشیت بھی آگئی ہے۔ اور چھٹی حدیث جس میں ایک نبی کے جہاد کا ذکر ہے کہ فحشیت ان کے لئے حلال نہیں تھی ہمارے لئے حلال ہو گئی۔

بَابُ الْفَيْمَةِ لِمَنْ هَبَهُ الْوَلَقَةُ

ترجمہ فحشیت اس کا حق ہے جو معرکہ کارزار میں حاضر ہو

حدیث (۲۹۰۰) خَلَقْنَا صَلَافَةَ الْخِ عَنِ ابْنِ حُمَرُ لَقَالَ قَالَ حُمَرُ لَوْلَا اِيجُزُ الْمُسْلِمِينَ مَا لَقَعْتُ لَرَبَّةً اِلَّا لَسَمَعْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْمَتَهُ.

ترجمہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر آخری مسلمانوں کے محرم رہنے کا خوف نہ ہوتا تو جو بستی بھی فتح ہوتی میں اسے فاقین میں تقسیم کر دیتا۔ جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

تشریح از قاضیؒ۔ علامہ کرائی فرماتے ہیں کہ اگر ہر مفتوحہ مسیحی کی اراضی فاقین پر تقسیم کر دی جاتیں تو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے کچھ باقی نہ رہتا۔ تاہم یہی حضرت عمرؓ نے ان اراضی کو فتح کران کی قیمت فاقین میں تقسیم کر دی۔ اور العنیمۃ لمن شہد الوقعہ یہ حضرت عمرؓ کا اثر ہے جس کو سند عبدالرزاق نے سند صحیح سے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ کہ حدیث کا قاضی تو یہ تھا کہ اراضی بھی فاقین میں تقسیم کر دی جاتیں۔ لیکن آخر مسلمان کی مصلحت کی خاطر ان اراضی کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اور ان پر عراج مقرر کر دیا۔ جو مصالح مسلمانوں میں صرف ہو۔ اگر سوال ہو کہ مسلمان فاقین کو ان کے حق سے کیوں محروم کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ بیع غیرہ سے ان کی حق رسی کر کے کل مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ جیسے عراقی اراضی کو وقف فرمایا۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

ترجمہ۔ جس شخص نے قیمت کے حصول کیلئے جہاد کیا کیا اس کا ثواب کم ہو جائے گا۔

حدیث (۲۹۰۱) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ خَلَقْنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِي قَالَ قَالَ أَخْرَأَيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ يُدْتَمِرُ وَيُقَاتِلُ يُبْرَى مَكَانَهُ مَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ فِي الْعُلَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیکھاتی ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آدمی حصول قیمت کیلئے جہاد کرتا ہے۔ دوسرا شہرت کیلئے۔ تیسرا شہادت میں اپنا مقام و مرجع دکھانے کیلئے کرتا ہے۔ تو ان میں سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا کون ہے فرمایا جو شخص اس لئے جہاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

تشریح از قاضیؒ۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کو ثواب کم ملے گا۔ ایک میں لالچ ہے۔ دوسرا شہرت چاہتا ہے۔ تیسرا دیکھا کار ہے غلوں والا آخری ہے جسے کمال ثواب ہوگا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدِمُ عَلَيْهِ وَيُخْبَأُ لِمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ خَابَ عَنْهُ

ترجمہ۔ حاکم جہاد کے پاس آجائے اسے قیمت تقسیم کر کے دے دے۔ چنانچہ یہاں تقسیم سے غائب ہوا اس کیلئے چھپا کر دے۔

حدیث (۲۹۰۲) خَلَقْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْخِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَيْتُ لَهُ أَلِيَّةٌ مِنْ دِتَاجٍ مُزْدَرَّةٍ بِاللَّحَبِ فَخَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَعْرُومَةٍ ابْنِ تَوَلَّى فَبَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَةُ الْمُسَوَّرَةِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ اللَّهُ لِي لَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ لَبَاءً فَطَلَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِالزَّوَادِ فَقَالَ يَا أَبَا الْمُسَوَّرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ يَا أَبَا الْمُسَوَّرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي خَلْقِهِ جِلَّةٌ وَزَوَّاهُ ابْنُ خَلِيفَةٍ عَنْ أَبِي تَوْبٍ وَقَالَ خَاتِمُ الْخِ عَنْ الْمُسَوَّرِ لَبِئْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلِيَّةٌ تَابَعَةُ اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی سلمیہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیڑہ میں کی تھائیں وہ آپ کے طور پر بیٹھیں جن کو سونے کے ٹکڑے ملے ہوئے تھے آپ نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ اور ان میں سے ایک کو حضرت عمر بن نوفل کے لئے الگ کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ وہ آئے کہ ان کے ہمراہ ان کا بیڑا مسجد بن عمرؓ میں بھی تھا جس وہ آ کر کھلا دے پکڑے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے لئے بلاؤ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سن لی تو وہ چلے کر آپ کے پاس پہنچے۔ ملائے اور اس کے پیچھے سمیت ان کا استقبال کیا فرماتے لگے اے ہمارے سوا اس کلمہ میں نے تمہارا بے لئے چہا کہ تمہارا اس نے سخت دوبا اختیار کیا تھا جس کو آپ نے ملائے اور زنی سے جواب دیا۔ حاتم نے اپنی سند سے مسجد بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ تھائیں آپ نے ان کو بیڑہ سے روایت کرنے میں یہی سب کی حاجت کی ہے۔

تشریح از قاضی۔ خلیفہ ہذا الک البیع یہ شرکین کی طرف سے حد یہ ہوا تھا۔ جو آپ کے لئے حلال تھا۔ اور نفی کی طرح آپ نے جس کو جا ہوا اٹھا کیا۔ جس کو جا ہوا ترجیح دے دی۔ لیکن یہ حکم مابعد کے حکام کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہدایا ان کو بطور شہادت کے دیئے جاتے ہیں۔

تاجہ اللہیت خلاصہ یہ ہے کہ ایوب کے دو شاگرد تو اس پر حلق ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن تیسرے عماد بن زید نے اسے موصول کر دیا۔ امام بخاری نے موصول کرنے والوں پر وہ ان کے حفظ کے ساتھ دیکھا۔

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَرِيقَةَ وَالنَّبِيَّ وَمَا أُعْطِيَ مِنْ ذَلِكَ فِي تَوَاتُرِهِ

ترجمہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنقرہ اور ہنقرہ کی جائیدادوں کو کیسے تقسیم کیا اور ان میں سے اپنی ضروریات کیلئے کیا کچھ دیا۔

حدیث (۲۹۰۳) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي الْأَسْوَدِ الْبَيْهَقِيَّ مَسْجُودًا أَسَى بَنِي مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّعْلَيْنِ حَتَّى التَّحَنُّنِ فَرِيقَةَ وَالنَّبِيَّ لَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ دیں جن سے کر دیتے تھے۔ جب ہنقرہ اور ہنقرہ کے ملائے تھے تو اس کے بعد آپ انصار کو ان کی کچھ دیں واپس کر دیتے تھے۔

تشریح از قاضی۔ اس باب میں امام بخاری حضرت انسؓ کی روایت مختصر لائے ہیں۔ کتاب المغازی میں مفصل آئے کی خلاصہ یہ ہے کہ ہنقرہ کی اراضی نفی کا مال تھا جو خالص آپ کا حق تھا۔ جس کو آپ نے مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ انصار نے جو ہانت بطور ہمدردی کے انہیں دیئے تھے وہ واپس کر دیں۔ اور ان کو نفی کے مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے مستغنی ہو گئے۔ پھر جب ہنقرہ نے ہمدردی کی ان کا محاصرہ ہوا اور حضرت سعید بن معاذؓ کے فیصلہ پر مدافعت ہوئے تو ان کی جائیداد کو آپ نے اپنے سب اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ اور اپنے حصہ سے اپنی ضروریات مثلاً نقد مال و ہمال و دیگر مصارف سلاح اور کراخ میں صرف فرمایا اس تفصیل سے ترجمہ سے پورے مطابقت ہو گئی۔

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلَاةِ الْأَمْرِ

ترجمہ جن لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حکام کے ساتھ مل کر جہاد کیا کمال میں زندگی اور موت کے بعد برکت ہوگی۔

حدیث (۲۹۰۴) خَلَقْنَا إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْبَيْهَقِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لِمَا وَلَّفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ

الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُلْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَا يَنْقُضُ الْيَوْمَ إِلَّا هَالِكًا أَوْ مَكْلُومًا وَإِنِّي لَا أَرَانِي إِلَّا
سَاقِلَ الْيَوْمِ مَكْلُومًا وَإِنْ مِنْ أَكْبَرِهِمْ لَكُنِّي الْأَعْرَى يَتَقَرَّبُ مِنِّي مِنْ مَا لَنَا هُنَا فَقَالَ يَتَقَرَّبُ مِنِّي
مَالِنَا فَالْأَعْرَى وَأَوْعَى بِالْقَلْبِ وَقُلْتُ لِيْنِي يَغْنَى عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ تِلْكَ الْقَلْبُ فَإِنْ فَضَلَ
مِنْ مَالِنَا فَضَلَ بَعْدَ لَعْنَاءِ اللَّيْنِ لَقُلْتُ لَوْلَاكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ فَلَوْلَا زِي بَعْضُ
بَنِي الزُّبَيْرِ مَحْتَبٍ وَهَبَادٍ وَلَهُ يَوْمٌ بِسَعَةِ بَيْنَ وَبَيْنَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَجَعَلَ يُوصِيَنِي بِأَخِيهِ
وَيَقُولُ يَتَقَرَّبُ إِنْ هَجَزْتُ عَنْهُ فَاسْتَعِينْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ لَوْلَا مَا كَرِهْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى تُلْكَ يَا أَبَتِ
مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللَّهُ قَالَ لَوْلَا مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ ذِيهِ إِلَّا تُلْكَ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَلْعَنَ عَنْهُ
دِينَهُ لِقَضِيهِ لَقَوْلِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَدْعُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرْضَمِنَ مِنْهَا الْقَابَةَ وَآخِذِي عَشْرَةَ دَارٍ
بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبُصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمُصْرٍ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دِينَهُ الْيَدَى عَلَيْهِ إِنْ الرَّجُلُ
كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ لَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ لَقَوْلُ الزُّبَيْرِ لَا وَلَكِنَّهُ سَلَفَ لَأَيُّ أَخْشَى عَلَيْهِ الضُّعْفَةَ وَمَا وَلَى
أَمَارَةً لَعْدٌ وَلَا جَبَانَةً خَرَجَ وَلَا هِنًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي خَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ
أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهَفْصَانٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَحَسِبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْنِ لَوْ جَعَلْتُهُ أَلْفَى أَلْفٍ
وَمِائَتِي أَلْفٍ قَالَ فَلَقِي حَكِيمُ بْنُ جِرَازٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَيْمَى كَيْفَ عَلَى أَيْمَى مِنَ
اللَّيْنِ لَحَسِبْتُ لَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيمٌ وَاللَّهِ مَا أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَلِيمٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ الْفَرَاهِيكَ
إِنْ كَانَتْ أَلْفَى أَلْفٍ وَمِائَتِي أَلْفٍ قَالَ مَا أَرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا فَإِنْ هَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا
بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ الْأَعْرَى الْقَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ فَتَابَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفٍ أَلْفٍ وَسِتٍّ مِائَةٍ
أَلْفٍ ثُمَّ لَمَّ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُؤَا فِينَا بِالْقَابَةِ فَآتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى
الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنْ هِئَنَّمْ تَرَكْنَهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ فَإِنْ هِئَنَّمْ جَعَلْتُمُوهَا
فِيهَا تُزَيَّرُونَ إِنْ أَخَرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ قَالَ لَا فَطَعْتُمَا لِي لِقِطْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَكَ مِنْ هُنَا
إِلَى هُنَا قَالَ فَتَابَ مِنْهَا لِقِطْعِي دِينَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُمٍ وَنِصْفُ قَدِيمٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ كَمْ
وَعِنْدَهُ عُمَرُ بْنُ هَفْصَانَ وَالْمُنْبِلِيُّ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قَوْمَتِ الْقَابَةُ قَالَ كُلُّ
سَهْمٍ مِائَةُ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَشْهُمٍ وَنِصْفُ قَالَ الْمُنْبِلِيُّ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا
بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ بَنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَنِصْفُ
قَالَ أَخَذْتُكَ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَتَابَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتٍّ مِائَةِ أَلْفٍ
فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ لَعْنَاءِ ذِيهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ أَلَيْسَ بَيْنَنَا مِيرَاثًا قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَلَيْسَ بَيْنَكُمْ

حَتَّىٰ آتَانِي بِالْمُؤَيَّمِ أَرْبَعَ مِائِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الْزُّبَيْرِ ذَنْبٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْبِضَ بِهِ قَالَ فَبَجَلْتُ كُلَّ
سَنَةِ يُنَادِي بِالْمُؤَيَّمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ مِائِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ بِسْوَةٍ وَزَلَّعَ الْفُلُكُ
فَأَصَابَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيعُ مَا لِيهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ جمل کی لڑائی میں جب میرے باپ شہید ہوئے تو مجھے بلایا تو میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا
فرمانے لگے اے میرے پیارے بیٹے آج کے دن ظالم یا مظلوم ہی قتل ہوگا اور میرا خیال ہے کہ میں آج مظلوم ہو کر قتل کیا جاؤں گا اور مجھے بڑی فکر
اپنے قرضے کی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قرضہ ہمارے مال میں سے کچھ ہائی چھوڑے گا۔ فرمایا اے بیٹے! ہمارا مال بیچ کر میرا قرضہ ادا کرنا۔ اور دوسرے
حصہ مال کی میں وصیت کرتا ہوں اور ایک لاکھ میرے دونوں بیٹوں یعنی عبداللہ بن الزبیر کے دونوں بیٹوں کے لئے ہوگا۔ فرماتے تھے ایک لاکھ کو
پھر تین حصوں میں تقسیم کر دینا اگر قرضہ کی ادائیگی کے بعد کوئی چیز بچ جائے تو اپنی اولاد پر تین حصوں میں تقسیم کر دینا۔ وراثت فرماتے ہیں کہ عبداللہ
بن الزبیر کی اولاد میں سے بعض لوگ زہر کے بعض بیٹوں کے ہم عمر تھے۔ عصب اور عہاد۔ بہر حال حضرت زہر کے ان دونوں کو بیٹے اور پوتیلیاں
تھیں حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے باپ نے اپنے قرضہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ کہنے لگے اے بیٹے! اگر تم قرضہ کی ادائیگی میں کسی چیز
میں عاجز آ جاؤ تو میرے مولا سے مدد طلب کرنا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا تھا کہ مولا سے ان کی مراد کیا ہے۔ یہاں تک
کہ میں نے پوچھا اے میرے باپ تمہارا مولا کون ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ہے فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر قرضے کے بارے میں جب بھی مجھے کوئی پریشانی
لااق ہوئی تو میں پکارا تھا اے زہر کے مولا زہر کا قرضہ ادا کر دے تو وہ کوئی نہ کوئی قرضہ کی ادائیگی کی صورت پیدا کر دیتے تھے۔ پس حضرت زہر
شہید ہو گئے انہوں نے اپنے پیچھے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم۔ البتہ کچھ جاگیریں تھیں۔ قاہرہ کی جاگیر گیارہ مکان مدینہ میں۔ دو مکان البصرہ میں
ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں تھا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ قرضہ ان کا کسی فضول خواجہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ایک آدمی اپنا
مال لا کر ان کے پاس امانت رکھتا تھا۔ حضرت زہر فرماتے ہیں نہیں یہ امان نہیں ہوگا جس کی ضمان نہیں ہوتی بلکہ قرضہ ہوگا جسے تلف ہونے پر ادا کیا
جائے گا۔ ویسے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں امانت ضائع نہ ہو جائے۔ اور میرے باپ نے یہ کثرت مال کیلئے نہ تو کبھی کوئی حکومت کا عہدہ قبول کیا تھا اور
نہی خواجہ زمین گردی رکھی تھی۔ اور نہ ہی اور کوئی ذریعہ آمدنی تھا۔ مگر یہ کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ
اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیتے تھے اور اس قدر مال قیمت ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے
ان کے قرضہ کا حساب لگایا تو وہ بائیس کروڑ روپے بنتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر کو حضرت حکیم بن حزامؓ ملے پوچھنے لگے کہ اے
بیٹے میرے بھائی پر کتنا قرضہ تھا۔ تو میں نے تمام قرضہ ان سے چھپا لیا کیونکہ کچھ ادا ہو چکا تھا۔ میں نے کہا ایک لاکھ روپے ہے۔ تو حضرت حکیمؓ نے
فرمایا اللہ کی قسم! میرے خیال میں تمہاری تمام جائیداد اس قرضہ کی ادائیگی کی قفل نہیں ہو سکتی۔ تو حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا
کہ اگر وہ قرضہ بائیس کروڑ روپے ہو تو پھر میرے خیال میں تم لوگ تو اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے پس اگر تمہیں کچھ مشکل پیش آئے تو میرے
سے مدد طلب کرنا۔ حضرت زہرؓ نے قاہرہ کی جاگیر کو ایک لاکھ ستر ہزار میں خرید لیا تھا۔ جس کو حضرت عبداللہؓ نے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ میں بیچا۔ اور
اطمان کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے کہ جس شخص کا کوئی قرضہ حضرت زہرؓ کے ذمہ ہو تو وہ ہمارے پاس قاہرہ کی جاگیر میں آ جائے۔ تو ان کے پاس
حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حریف لائے جن کا زہرؓ پر چار لاکھ کا قرضہ تھا جنہوں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں تمہاری خاطر یہ
سارا قرضہ معاف کر دوں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو تو اسے سب سے آخر میں مجھے ادا کر دینا پہلے اوروں سے نہ لے لو۔ حضرت

عبداللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تو انہوں نے کہا اچھا میرے لئے ایک قطعہ لگ کر لو۔ حضرت عبداللہ نے اس کی تعمین کر دی کہ اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک ہوگا۔ بہر حال حضرت عبداللہ ان قطعہ کو بیچ کر قرضہ ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قرضہ پورا ادا ہو گیا۔ اور اس جاگیر میں سے صرف ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔ تو یہ وفد بن کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آئے۔ جن کے پاس عمرو بن عثمان منذر بن الزہیرؓ اور ابن زعمہ بیٹھے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ قاجہ کی جاگیر کی کیا قیمت پڑی انہوں نے کہا ہر حصہ ایک لاکھ کا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس قدر حصے باقی رہ گئے انہوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔ تو منذر بن زہیرؓ نے کہا ایک حصہ تو میں نے ایک لاکھ کے بدلہ میں لے لیا۔ عمرو بن عثمان نے کہا دوسرا حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا۔ ابن زعمہ نے کہا تیسرا حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید کر لیا۔ حضرت امیر معاویہؓ پوچھتے ہیں کہ اب کتنا باقی رہ گیا۔ انہوں نے فرمایا ڈیڑھ حصہ۔ تو انہوں نے فرمایا اس کو میں ایک لاکھ پچاس ہزار میں خرید کر لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس چھ لاکھ میں بیچا۔ جب حضرت عبداللہ بن الزہیرؓ باپ کے قرضہ کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو حضرت زہیرؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کر دو۔ جس پر حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا۔ جب تک کہ حج کے موقعہ پر چار سال تک اعلان نہ کروں کہ خیر دارا جس شخص کا قرضہ حضرت زہیرؓ کے ذمہ موجود ہمارے پاس آئے ہم اسے ادا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زہیرؓ ہر سال حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے جب چار سال گزر گئے تو انہوں نے ان کی جائیداد ان ورثاء میں تقسیم کی۔ مادی کہتے ہیں کہ حضرت زہیرؓ کی چار بیویاں تھیں۔ تیسرا حصہ وصیت کا جائیداد متروکہ سے اٹھا لیا گیا۔ تو ہر عورت کو ایک کروڑ میں لاکھ دوپے ملے۔ ان کا تمام مال متروکہ پچاس کروڑ میں لاکھ تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ کم بقی قال اربعة سهم ونصف البغ ظاہر اسطوط ہوتا ہے کہ سولہ حصے تھے ہر حصہ ایک لاکھ میں ہوا۔ حالانکہ پہلے کہا تھا کہ ایک کروڑ چھ لاکھ میں ہوا تو اکیلے قاجہ کی جاگیر ادائیگی قرضہ کو کافی نہ ہوئی بلکہ مراد یہ ہے کہ قاجہ کے علاوہ اور مکانات بھی تھے۔ پھر قاجہ کی اراضی یعنی شروع کی یہاں تک کہ جب اسکے ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے تو ان کو بیچ کر قرضہ کی ادائیگی کو مکمل کیا۔ پھر وصیت پورا کرنے کے لئے بقیہ جائیداد کے بیچنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ قطب گنگوہی کا قاعدہ ظاہر ہے۔ حافظ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ محض قاجہ بیچ کر قرضہ ادا نہیں کیا۔ بلکہ دوسرے مکانات بیچ کر قرضہ اور وصیت کو پورا کیا گیا۔ کیونکہ گذر چکا کہ قرضہ ایک کروڑ دو لاکھ تھا اور قاجہ کی قیمت ایک کروڑ چھ لاکھ تھی۔ لیکن اس حدیث میں چند اشکال ہیں ان میں سے سخت اشکال آخر حدیث میں ہے کہ ہر بیوی کو ایک کروڑ اور دو لاکھ ملا۔ اور مجمع مال پچاس کروڑ دو لاکھ تھا۔ تو یہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔ چنانچہ کرائی فرماتے ہیں کہ ان سب صورتوں میں حساب صحیح نہیں ہے۔ تو میرے نزدیک احسن جواب یہ ہے کہ عندالوقت ان کے پاس یہی مقدار تھی جو آخر حدیث میں ہے پچاس کروڑ دو لاکھ۔ لیکن جاگیر کی پیداوار اور مکانات کی فروخت سے چار سال کے عرصہ میں یہ مالیت بڑھ کر نوے کروڑ اور چھ لاکھ تک جا پہنچی۔ اور بقول حافظ چار سال کی مدت اس لئے تجویز ہوئی کہ یمن۔ شام۔ عراق۔ مصر ان ولایت میں آدھی ایک ایک سال میں پیغام پہنچا سکتا ہے جس کے لئے حج کا موقعہ نہایت مناسب ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرض خواہ نقد وصولی کا تقاضا کریں تو انتظام کرنے تک ادائیگی میں تاخیر جائز ہے۔ بہر حال اس روایت سے ترجمہ ثابت ہوا کہ قاری اسلام کیلئے زعمی اور موت کے بعد اس کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ دیکھئے حضرت زہیرؓ کا مال کیسے بڑھا اور یہ سب جہاد کی برکت تھی کہ مال قیمت کی قیمت میں اس قدر اضافہ ہوا۔

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمْرَةٍ بِالْمَقَامِ هَلْ يُسْتَهْمُ لَهُ

ترجمہ۔ حاکم کسی قاصد کو کسی ضرورت کے لئے روانہ کرے یا اسے کسی شہر میں اقامت کا حکم دے تو کیا ان کیلئے بھی نفیست میں سے حصہ نکالا جائے گا

حدیث (۲۹۰۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ إِنَّمَا تَقَبَّلَ عُثْمَانُ عَنْ بَلَدٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَخْتَصُّ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرْبُوعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرًا زَجَلِي مِمَّنْ هَذَا بَلَدًا وَمَهْمَةً.

ترجمہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس لئے قاصد کو اس کے مکان کے قاصد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رضی اللہ عنہا کو بھیجا تو انہیں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے لے لیا کہ شہر کا۔ انہیں شہر کا حصہ دے گا۔ تشریح از قاضی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا کیلئے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال نفیست میں سے حصہ دیا۔ اور فرمایا اللھم ان عثمان فی حاجۃ رسولک۔ ترجمہ کہ حضرت عثمان جنہارے رسول کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گئے ہیں۔ بہر حال ان کو اجر بھی ملا اور حصہ نفیست بھی ملا تو انہیں بیت کا الزام فاطمہ ہے۔ کیونکہ وہ امیر کے حکم کے مطابق کام کر رہے تھے۔

بَابُ مَنْ قَالَ وَالِدَيْهِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ

لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ مَا سَأَلَ هَوَاؤُنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِضَاعِهِ فَيُنْفِقُ مِنْهُمُ لِقَعَلْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْقَالِ مِنَ الْخُمْسِ وَمَا أَهْطَى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَمْرًا خَمِيرًا.

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے کہا کہ دلیل میں اس بات پر کہ اس مصالح مسلمانوں پر خرچ ہوتا تھا۔ یہ ہے کہ حوازیں کے قبیلہ نے اپنے رضاعی رشتہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سہا۔ یہ اموال کا سوال کیا۔ پس مسلمانوں سے اسے حلال کر لیا اور وہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے وعدہ فرماتے تو اسے فسی کے مال یا نفیست کے شئ میں سے عطا فرماتے اور جو کچھ آپ نے انصار کو اور حضرت جابر بن عبد اللہ کو خیر کے مجروروں میں سے عطا فرمایا یہ بھی شئ میں سے تھا۔

حدیث (۲۹۰۶) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ زَعَمٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ وَمُسَوَّرَ بْنَ مَعْرُومَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْنَا بِهَذَا هَوَاؤُنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُرَدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ وَمَسْتَهْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَبِيبِ إِلَيَّ أَصْلُهُ لَأَخْتَارُوا إِخْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّنَى وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّعَظَرُ إِخْرَهُمْ بِضَعِّ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ جِئْنَا قَلَّ مِنَ الْعَلَائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ رَأَى إِلَيْهِمْ إِلَّا إِخْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَنَتَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَأَخَوَانُكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاؤُنَا فَكَايَرَيْنِ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْتَهُمْ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْطِبَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى تُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَبَعْنَا ذَلِكَ بِمَا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ آذَنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ وَمَنْ لَمْ يَأْذُنْ لَا رَجْعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا خِرْقَاءُ كُمْ أَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ لِكَلِمَتِهِمْ خِرْقَاءُ هُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ بِهِمْ قَدْ طَبَعُوا فَأَذِنُوا لِهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ سَيِّئِ هَؤُلَاءِ.

ترجمہ: مردان بن الحکم اور مسد بن عمر مقرر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قبیلہ حواریں کا وفد آیا تو انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ ان کے اموال اور قیدی عورتیں واپس کر دی جائیں۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ باتوں میں سے پسندیدہ بات وہ ہے جو سچی ہو۔ پس تم ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر سکتے ہو۔ یا قیدی عورتیں یا مال مویشی۔ کیونکہ میں نے تمہارے لئے بہت دیر تک انتظار کیا۔ اور واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی پر دس سے زیادہ عاتقین ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب انہیں واضح ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دو چیزوں میں سے صرف ایک چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا حضرت ہم تو قیدی عورتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں خلیفہ بننے کیلئے کھڑے ہوئے۔ جن جن تعریفوں کا اللہ تعالیٰ مستحق ہے جب آپ نے وہ تعریفیں بیان کر دیں تو اس کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی تابع ہو کر آئے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ میں ان کی قیدی عورتیں واپس کر دوں۔ تو جو شخص تم سے خوشدلی سے یہ کہنا چاہے تو کہو کہ اور جو شخص یہ پسند کرے کہ پہلا طئی کا مال جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا ہم اس میں سے اس کو حصہ دیں گے تو وہ اس طرح کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے خوشدلی سے اسے کر دیا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ کون تم میں سے اجازت دیتا ہے اور کون اجازت نہیں دیتا۔ واپس جا کر اپنے نماہندوں کے ذریعہ یہ معاملہ ہمارے تک پہنچاؤ۔ چنانچہ لوگ واپس ہوئے ان کے نماہندوں نے ان سے بات چیت کی۔ پس وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر خبر پہنچانے لگے۔ ان سب حضرات نے خوشدلی سے اجازت دے دی ہے۔ پس یہ واقعہ ہے جو حواریں کے قیدیوں کے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔

حدیث (۲۹۰۷) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْخ قَالَ كُنَّا حِنْدَ أَبِي مُوسَى فَأَتَانِي ذِكْرُ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ تَمِيمُ اللَّهِ أَحْمَرُ كَانَتْ مِنَ الْمَوَالِي لَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ خَبْنًا فَقُلْتُ لَهُ لِمَ خَلَفْتَ لَا أَكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَا حِلَّ لَكُمْ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَخْضَرِيِّينَ نَسْتَعْمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي إِهْلٍ لَسَالُ عَنَّْا فَقَالَ أَهْنِ الْبَقَرُ الْأَخْضَرِيُّونَ فَأَمَرْنَا بِعَمْسٍ ذُوْدُ خَرِّ الْبُرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا فَلَمَّا مَا صَنَعْنَا لَا يَبَارِكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا لِمَ خَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَتَسَيِّئُ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ إِنْ هَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا غَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

ترجمہ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ایسویؓ کے پاس تھے کہ مرثیٰ کا تذکرہ ہوا۔ اور آپؐ کے پاس ایک آدمی قبیلہ قحطان کا تھا جو کھرا سرخ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قحطان نامی قوم میں سے ہے پس آپؐ نے اس کو کھانے کے لئے بلایا اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا جس سے مجھے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں نے قسم کھائی کہ اب آئندہ میں اسے نہیں کھاؤں گا۔ تو حضرت ایسویؓ نے فرمایا آؤ میں تمہیں اس بارے میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ میں قبیلہ اشعر کے کچھ لوگوں کے ہمراہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم آپؐ سے جہاد کے لئے سواری کے لئے اونٹ مانگتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ کیونکہ میرے پاس ایسا کوئی جانور نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں اتفاق سے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیمت کے اونٹ آ گئے۔ آپؐ نے ہمارے متعلق لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں ہم حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہمارے متعلق حکم دیا ان کو پانچ اونٹ سوئی اور سفید کوہان والے دیے جائیں۔ پس جب ہم لوگ اونٹ لے کر چلے تو ہم نے آپس میں کہا یہ ہم نے کیا کیا ہمارے لئے تو ان اونٹوں میں برکت نہیں ہوگی اس لئے ہم واپس لوٹے اور آپؐ سے عرض کی کہ ہم نے آپؐ سے سواری مانگی تھی آپؐ نے قسم کھائی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ اب آپؐ نے دے دی۔ تو کیا آپؐ بھول گئے۔ فرمایا میں کون ہوں تمہیں سوار کرنے والا۔ میں نے تو تمہیں سوار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سواری دی ہے۔ اور اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا جب اس کے غیر کو اچھا سمجھتا ہوں تو اسی امر خیر کو انجام دیتا ہوں اور قسم کھول کر اس کا کفارہ ادا کرتا ہوں۔

حدیث (۲۹۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ النَّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقِيَ سَرِيَّةً لَهَا عِنْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَبْلَ تَجِدَ لَفَيْمُوا إِبِلًا كَثِيرًا لَكَانَتْ سِبَاهُ مَهُمُ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَتَقْلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے۔ بہت سے اونٹ ان کو قیمت میں ملے جنہیں تقسیم کیا گیا تو ان مجاہدین کے حصہ میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ حریدانعام میں ملا۔

حدیث (۲۹۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ النَّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْقِلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً يَسُورِي قَسَمَ عَامَّةِ الْجَنَاحِ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ان سرایا کو خصوصی طور پر انعام دیتے جن کو عام لشکر کے حصہ کے علاوہ دیا جاتا تھا۔

حدیث (۲۹۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَلَّغْنَا مَخْرُجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْنُ بِالْيَمَنِ لَعَرَجْنَا مَهَا جَرَيْنِ إِلَيْهِ آتَا وَخَوَانِ لِي آتَا أَصْفَرُهُمْ أَحْلَهُمَا أَبُو نُزْدَةَ وَالْأَخَرُ أَبُو زُهْرٍ إِمَّا قَالَ فِي بَعْضٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةِ وَخَمْسِينَ أَوْ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَلِيمَةً فَأَلْفَقْنَا سَلِيمَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَالَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَلَا يَلِيمُوا مَعَنَا فَلَا لَمْنَا مَعَهُ

حَتَّىٰ لَقِينَا جَمِيعًا فَوَافَقَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَحَ غَمِيرٌ لَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ لَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا لَسَمْنَا لِأَخِيذِ خَابٍ عَنْ فَتَحِ غَمِيرٍ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شِئِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ لَسَمْنَا لَهُمْ مَعَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کی خبر اس وقت پہنچی جب ہم یمن میں تھے تو ہم ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے میں اور میرے دو بھائی بھی تھے جن میں سب سے چھوٹا میں ہی تھا ان میں سے ایک ابو بردہ اور دوسرے ابو رمح تھے۔ فرمایا تو چہرہ کیا کہا کہ تین یا با دن آدمی میری قوم کے تھے ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ جس نے ہمیں مجاشی بادشاہ کے پاس جوشہ پہنچا دیا۔ اس جوشہ میں ہماری اتفاق ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے ہو گئی حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھیجا ہے اور ہمیں یہیں قیام کرنے کا حکم دیا ہے پس تم بھی ہمارے ساتھ یہیں مقیم ہو جاؤ پس ہم بھی ان کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم سب اکٹھے ہو کر مدینہ منورہ آئے ہماری ملاقات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوئی جب کہ آپؐ مجبور کو خر کر چکے تھے پس آپؐ نے مال قیمت میں سے ہمارا حصہ مقرر فرمایا فرماتے ہیں کہ میں اس میں سے عطا فرمایا۔ جو شخص فزودہ خیبر سے غیر حاضر تھا ان میں سے کسی کو بھی آپؐ نے مال قیمت میں سے کچھ نہ دیا مگر ان لوگوں کو دیا جو حاضر تھے۔ سوائے ہمارے کشتی والوں کے اور حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے کہ آپؐ نے ان کو اسباب غنیمت حضرت جعفرؓ کے ساتھیوں کے حصہ عطا فرمایا۔

حدیث (۲۹۱۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَالِجِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَدَّ جَاءَ بَنِي مَالِ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أُعْطِيَتْكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَنْجِ حَتَّىٰ لَبِىَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَىٰ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَنْنٌ أَوْ حِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَاتَّبَعَهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَخَالِي فَلَمَّا وَجَّعَلُ سَفِيَانُ يَخْفُوا بِكَفَرِهِ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَبِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَاتَّبَعْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ اتَّبَعْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْغَالِقَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَأَمَّا أَنْ تُعْطِنِي وَإِنَّمَا أَنْ يَتَّخِلَ عَنِّي قَالَ قُلْتُ تَتَّخِلُ عَلَيَّ مَا مَنَعَكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ قَالَ سَفِيَانُ وَخَلَقْنَا غُمُرًا خَضِيًّا فَجَابِرٌ فَخَالِي حَبِيبٌ وَقَالَ خَلَقْنَا فَوَجَلَتْهَا خُمْسٌ بِأَلَةٍ قَالَ لَعَلَّهَا مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَغْنِي ابْنُ الْمُنْكَبِرِ وَأَيُّ ذَاؤٍ أَذَوَاءَ مِنَ الْبُهْلِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آ گیا تو میں تجھے اس قدر اس قدر اس قدر دوں گا۔ آنحضرتؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہ مال نہ آیا بعد ازاں جب بحرین کا مال آ گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے جس شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قرضہ ہو یا کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرضہ اور وعدہ پورا کریں گے۔ چنانچہ میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ اس اس مقدار کا وعدہ

فرمایا تھا تو انہوں نے مجھے تین چلو بکر کر دیے۔ سفیان اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے چلو بھرتے تھے پھر فرماتے کہ اس طرح دیا اور ابن المنکدر نے فرمایا اسی سند کے ساتھ کہ کبھی سفیان یوں کہتے تھے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا میں نے جناب ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر آ کر سوال کیا تو انہوں نے کچھ نہ دیا۔ پھر آ کر سوال کیا تو کچھ نہ دیا۔ میں نے کہا مجھے کچھ دیتے ہو تو دے دو یا مجھ سے بھل کر دے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ تو کہتا ہے کہ میرے سے بھل کرتے ہو۔ حالانکہ میں نے ایک مرتبہ بھی تمہیں انکار نہیں کیا۔ مگر میرا ارادہ یہی تھا کہ میں تجھے دوں گا سفیان دوسری سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے میرے لئے چلو بکر کر دیا۔ فرمایا اس کو بکر کر دو میں نے کہا تو وہ پانچ سو روپے تھے فرمایا اتنی مقدار میں رقم دہر چار دے لے اور ابن المنکدر اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے یہ بھی فرمایا کہ بھل سے زیادہ پیاری اور کیا ہو سکتی ہے۔

حدیث (۲۹۱۲) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَسَّمُ خَيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَخَذِلْ لَقَالَ لَهُ حَقَّقْتَ إِنْ لَمْ أَخَذِلْ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اندھ میں قیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی بول پڑا کہ آپ انصاف کریں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو بھک گیا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

تشریح از شیخ منگوینیؒ۔ من قال جو کچھ ترجمہ سے نتیجہ لکھے گا وہی قول کا مقول ہوگا جو معدوم ہوگا۔ جمہور کی طرف سے امام بخاری کو جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے ان کے حصہ سے کی کر کے سوال کیا۔ یہ نہیں کہ آپؐ نے وہ شمس دے دیا جو آپؐ کا حق تھا۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ من قال یہ لفظ ہندی نسوں میں ہے۔ کرمانی۔ عسقلانی۔ قسطلانی اور یمنی میں نہیں ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اس باب کا عطف اس سے آٹھ ابواب پہلے کے ترجمہ پر ہے۔ جس میں فرمایا الدلیل علی ان العمص لنواب رسول اللہ اور ایک باب بعد میں فرما رہے ہیں عن والدلیل علی ان العمص للامام ان تراجم کے جمع کی صورت یہ ہے کہ شمس مصارع مسلمانوں کے لئے ہے۔ جس کے متولی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ نے اپنی ضروریات کے مطابق اپنے لئے رکھ کر باقی کو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ترجمہ ہر مسلک کے مطابق ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اس کا قائل نہیں ہے کہ شمس صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کوئی حق نہیں اور نہ ہی کسی حاکم کا اس میں حق ہے۔ اور اس کا بھی کوئی قائل نہیں کہ محض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شمس کے مستحق ہیں۔ مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے پہلی توجیہ مناسب ہے کہ ہذا رکعات اپنے لئے رکھ کر بقیہ کو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں۔ اور اس میں مذاہب تین سے زیادہ ہیں۔ حافظ نے اسے سات تک پھیلا دیا ہے۔

الجواب عندہ یعنی جمہور کی طرف سے امام بخاریؒ کے استدلال کا جواب یہ ہے۔ علامہ یمنیؒ فرماتے ہیں کہ قاضیین سے ان کے حصہ کو حلال کر لیا یا ان کے حصوں سے انہیں دست بردار کر دیا۔ حافظ نے تو والدلیل میں داؤ کو عطف کے لئے قرار دیا ہے اور معطوف علیہ آٹھ ابواب قبل کو کہا۔ جس پر علامہ یمنیؒ نے اعتراض کیا کہ ایسا بجز عطف بھی کہیں ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان آٹھ ابواب کی احادیث حائل ہوں۔ یہ داؤ عطف کا نہیں ہے۔ بلکہ بغیر معطوف کے ایسا کی مقامات پر آئے گا۔ اسے داؤ استخارج کہتے ہیں۔ بڑے بڑے اساتذہ سے یہی سنا ہے۔

واللہ لا حولکم آپ کا قسم کھانا یہ قسم سوال کا دوا دوا بندہ کرنے کے لئے اور ان کو بالکل ناامید کر دینے کے لئے تھا۔ تاکہ اس کے بعد وہ کسی قسم کی سواری کا طمع نہ کریں۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ حافظ بھی فرماتے ہیں کہ قرطبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال سے مدد کرنے کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔ اور جب سوال کا پور کرنا ہو تو بھی قسم کھا سکتا ہے۔ اور باتوں سے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جاسکتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ تحللہا ای عاملہا بہا معاملۃ الحلال کہ میں نے اس سے حلال والا معاملہ کیا۔ کیونکہ قسم منعقد نہیں ہوئی۔ یا کفارہ ادا کرنے میں نے اسے حلال کر لیا ہے۔ مگر یہ جب ہے جب کہ حلف سے حقیقی قسم مراد ہو۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں کہ تحللہا تحلل سے ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ قسم کی ذمہ داری سے عہدہ ہما ہوا۔ کہ حرام سے حلال کی طرف رجوع کیا۔ تو اس کی دوسو تیس ہیں۔ یا تو اشتہار کا اعتقاد کر لے یا کفارہ کے ذریعہ حلال کر لے یا میری آپ نے فرمادیا ما عندی ما احکمکم البخ۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ وای داء ادواء من البخل ظاہر یہ ہے کہ یہ حضرت ابو بکرؓ کا کلام ہے۔ اگرچہ محض اسے ابن امکدر کی طرف منسوب کر رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابن امکدر کے سوا اور کسی راوی نے اسے ذکر نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ مؤلفؒ نے اس باب میں جس قدر عطایا کا ذکر کیا ہے وہ سب فہم میں سے دے چکے گئے ہیں اور یہ دیوایات بھی اسی لئے اس باب الغصص میں لائی گئی ہیں۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ شراح نے اس کلام کی توجیہ میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ خود اس کتاب کے کتاب المغازی میں آ رہا ہے کہ خود ابو بکرؓ نے فرمایا اقلت لبخل حتی وای داء ادواء من البخل قالہا لالا اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ کرمانیؒ نے بھی ان الہاب کو جمع کرنے کی یہ صورت بیان فرمائی ہے کہ من حیث الحق ان تراجم میں کوئی تفاوت نہیں کہ نواب رسول نواب مسلمین ہیں۔ اس میں تصرف کا حق آپ کو بھی تھا۔ اور آپ کے بعد امام کو بھی حاصل ہے۔ اس ترجمہ کے کئی اجزاء ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ فرماتے ہیں الوعد من النبی تو حدیث جائزہ کے بیان سے ثابت ہے۔

الانفال من الغصص یہ حدیث ابن عمرؓ سے ثابت ہے جس سے امام بخاریؒ نے باب کو قسم کیا ہے۔ استعانت اناۃ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے کے ہیں۔ تاخیر کرنا۔

حتى لعطیہ یہ کل ترجمہ ہے۔ کہ ظاہر ہے کہ آپؐ نے ان کو فہم سے دیا ہے۔ ذوق الطلاق تین سے دس اونٹ تک ہوتا ہے خواء غری جمع ہے۔ جس کے معنی سفید کے ہیں۔ خوی جمع ذوق کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ مراد موٹی اور سفید کو ہانے ہیں۔ جو بہت چربی اور مٹا پے پر مشتمل ہوں۔ ثم حملہم ظاہر یہی ہے کہ فہم میں سے دیا ہے۔ فطروا۔ تفطیل اس العام کو کہتے ہیں جو امام کسی مجاہد کو اسکی حسن کارکردگی پر دیتا ہے۔ بعض علامہ تو فرماتے ہیں کہ اسے اس قیمت میں سے دیا ہے۔ اور بعض اسے فہم میں سے دینے کا قول کرتے ہیں۔

فاسہم لنا سے امام بخاریؒ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان حضرات کو فہم میں سے دیا۔ ایک تو ترجمہ اس پر دال ہے دوسرے معقول نہیں ہے کہ آپؐ نے مقابلین سے اجازت مانگی ہو۔ البتہ ابن المنصورؒ فرماتے ہیں کہ اصل قیمت میں سے دیا گیا۔ حدیث کا سیاق اس پر دال ہے۔ اگر فہم میں سے ہوتا تو پھر ان کی کیا خصوصیت ہے۔ آپؐ کو ہر طرح کا حق حاصل ہے۔ جس کو چاہیں عطیہ کریں جس سے چاہیں روک لیں۔ بلکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کو اخصاص اور بعدہ جو مخصوصہ بالغالمن ہیں۔ ان میں سے ان لوگوں کو دینے کا اختیار ہے جو غزوہ میں حاضر نہ ہوں۔ لیکن فہم میں اپنے اختیار سے کسی کو فہم نہیں کر سکتا۔ اس طرح آخری حدیث جس میں صرف تقسیم قیمت کا ذکر ہے اس کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام کو خدا نام۔ الفال۔ فہم اور اخصاص سب میں تقسیم کا اختیار حاصل ہے۔

بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَسَارِيِّ مِنْ خَيْرٍ أَنِّي يُعْمَسُ

ترجمہ کہ بغیر کس کے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں پر احسان کر سکتے ہیں

حدیث (۲۹۱۳) خَلَقْنَا اسْحَقَ بْنَ مَنْصُورٍ الْخَزَنِيَّ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ فِي أَسَارِي بَلَدٍ لَوْ كَانَ مُطْعَمُ بْنُ عَبْدِ خَيْثَمَةَ لَمْ يَكُنْ فِي هَؤُلَاءِ النَّعَى لَقَرَّ كُفُّهُمْ لَهُ.

ترجمہ حضرت جبر بن مطعم سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا مگر وہ ان بدیدار لوگوں کے بارے میں بات چیت کرتا تو اس کی خاطر میں ان کو چھوڑ دیتا۔

تشریح از قاضی - مطعم بن عدی وہ شخص ہے جس نے قریش کے باغیٹ کے وقت اس معاہدہ کو ختم کرانے کی کوشش کی تھی جس میں لکھا تھا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے خرید و فروخت شادی می سب بند اور تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند رکھا تھا۔ مطعم بن عدی نے اس معاہدہ کو ختم کرانے میں اہم کردار ادا کیا تھا جس کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بدلہ دینا چاہتے تھے۔ اور طائف سے واپسی پر اس نے اپنے جوار میں آپ کو پناہ دی تھی۔

لَقَرَّ كُفُّهُمْ لَهُ اس سے مطعم ہوا کہ امام قیدیوں سے فدیہ نہ لے کر احسان کر سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک خاتم تقسیم نہ ہو جائیں تاہمیں کا ملک ختم نہیں ہوگا۔ البتہ بعد تقسیم کے ان کا ملک قرار پائے گا یہی حنیفہ اور مالکیہ کا مسلک ہے امام شافعی قبل القسمة بھی ان کو مالک قرار دیتے ہیں۔ اور حدیث باب کا حجاب پہنچتے ہیں کہ خاتمیں نے خوش دلی سے اس کو قبول کر لیا تھا۔ لیکن حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی طرف اشارہ کرے۔ لہذا افریقین کا استدلال صحیح نہیں۔ مطولات میں مزید بحث دیکھی جا سکتی ہے۔ نعنی سے قیدی بدر کے مراد ہیں جن سے فدیہ لیا گیا۔

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْعُمَسَ لِلْإِمَامِ

ترجمہ باب دلیل میں اس بات پر کہ کس امام کا حق ہے۔

وَأَنَّهُ يُعْطَى بَعْضُ قَرَابَتِهِ ذُونُ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطْعَلِبِ وَبَنِي هَاشِمٍ

مِنْ عُمَسٍ غُبَيْرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَعْطَهُمْ بِذَلِكَ وَلَمْ يَعْضُ قَرَابَتًا ذُونُ مَنْ أَخْرَجَ إِلَيْهِ

وَأَنَّ كَانَ الْإِلَهِ أَهْطَى لِمَا يَشْكُرُوا إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسْتَعْتَمُ فِي جَنْبِهِ مِنْ قَوْمِهِمْ وَخَلْقَانِيهِمْ.

ترجمہ اور یہ کہ وہ اپنے بعض رشتہ داروں کو دے اور بعض کو نہ دے دلیل یہ ہے کہ بغیر کے کس میں سے آپ نے بنو مطلب، بنو ہاشم کو کچھ دیا۔ اور عمر بن مہاجر نے فرماتے ہیں کہ آپ نے ان کو امام بھی نہ کہا کہ کسی کو نہ دیں۔ نہ کسی قریشی کو خاص کر دیا ہو اور اس سے جزیادہ محتاج ہو۔ اس کو نہ دیا ہو اور یہ کہ آپ نے اس شخص کو دیا ہے جس نے اپنی ضرورت کی حمایت آپ کو کی۔ اگرچہ وہ رشتہ دار تھا۔ مگر حاجت مند تھا اس لئے آپ نے دے دیا۔ اور ان کو بھی دیا جو قریش کی قوم اور ان کے طائفوں کی طرف سے اسلام کے سبب ان کو تکالیف پہنچی تھیں۔ اس کو وجہ سے نکالت نہیں کی۔

حدیث (۲۹۱۳) خَلَقْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ الْخَزَنِيَّ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَغُفْمَانُ بْنُ

غُفْمَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْطَيْتَ بَنِي الْمُطْعَلِبِ وَتَرَكْتَنَا

وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطْعَلِبِ

وَهَاجِمَ هَنِيءٍ وَاحِدَةً لَّالَ اللَّيْثِ خَلَّتَيْنِ يُونُسَ وَرَادَ قَالَ جَهَنَّمَ وَلَمْ يُعْصِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَيْنِ هَبْدِ خَمْسٍ وَلَا لَيْتَيْنِ نَوَافِلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ خَمْسٍ وَهَاجِمٌ وَالْمُطْلَبُ إِخْوَةٌ لِأُمَّهُمْ هَاجِمَةٌ بَنَتْ مُرَّةً وَكَانَ نَوَافِلُ أَعْمَاهُمْ لَا يَبْنُوهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت حمیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ نے ہبی مطلب کو تو دیا لیکن میں محروم رکھا۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ سے ایک درجہ قربت رکھتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بنو المطلب اور بنو ہاشم ایک ہی چیز ہیں۔ لیث نے اپنی سند سے یہ بھی زیادہ کیا کہ آپ نے دتو بنو عبد خمس کے لئے حصہ دیا اور نہ ہی بنو نوافل کے لئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عبد خمس اور ہاشم اور مطلب ماں جائے بھائی ملائی ہیں۔ کہ ان کی ماں حالانکہ بنت مرہ تھی۔ اور نوافل ان کے اخیانی بھائی یعنی باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ ماں الگ الگ تھی۔

تفہیم از شیخ کنکوی۔ قال ابن اسحاق الخ اس کے ذکر کرنے سے اس بات پر صحیحہ کہ ہے کہ یہ تقسیم اگر قربت کی وجہ سے ہوئی تو بنو ہاشم اور بنو عبد خمس مساوی تھے۔ تو بنو عبد خمس کو ضرور حصہ دیتا لیکن یہ عطیہ کسی اور وجہ سے تھا۔

تفہیم از شیخ زکریا۔ مساوی اس لئے فرمایا کہ یہ چاروں اخیانی بھائی تھے کہ ان کا باپ مٹا تھا۔ مصطفیٰ نے نسب تو دیا لیکن نوافل کی ماں کا ذکر نہیں کیا۔ وہ والدہ والقدہ بنت ابن عدی ہے۔ اور ابن یحییٰ نے نسب میں بیان کیا ہے ہاشم اور مطلب کو بنو ان اور بنو خمس اور نوافل کو ابھران کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں الفت تھی۔ جس نے ان کی اولاد میں بھی سرایت کی۔ تاہم یہی قریش نے صحیحہ میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو جمع کیا۔ بنو خمس اور بنو نوافل کو نہیں لکھا۔ جب کہ شعب ابی طالب میں ان کی نظر پڑی ہوئی تو اسلام اور جاہلیت میں الفت کی وجہ سے آپ نے ان دونوں حنی کو واحد قرار دیا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُعْصِمِ الْأَسْلَابَ وَمَنْ فَعَلَ فَعِيلاً

لِلَّهِ سَلْبُهُ مِنْ خَيْرٍ أَنْ يُعْصِمَ وَخُحْمُ الْإِمَامِ فِيهِ.

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اسلاب سے شمس نہیں نکالتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کسی کو قتل کیا اس کا مال و اسباب اسی قاتل کا ہے اس میں شمس کا ذکر نہیں ہے۔ اور سلب کے بارے میں امام کا حکم کیا وجہ رکھتا ہے۔

حدیث (۲۹۱۵) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَوَّارِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَوْثٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَابْنُ أَبِي قَتَابَةَ فِي الصَّبِّ يَوْمَ بَلَدٍ لَنُكْرُثَ عَنْ يُونُسَ وَهَمَالِي لَوَادَا أَنَا بِفَلَاتَمِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثُهُمَا أَشْنَاهُمَا تَعَمَّتْ أَنَّ أَكُونَ أَنَّنِ أَحْلَعُ مِنْهُمَا لَعَمْرِي أَحْلَعُهَا لَقَالَ يَاهُمَ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ فَلَمْ تَعَمْ فَلَمْ تَعَمْ مَا حَاجَبَكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَبِي قَالَ أَخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي تَقْسِي بَيْنَهُمَ لَوْنٌ وَرَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادُهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَحْمَلُ مِنَّا لَتَعَمَّتْكَ لِذَلِكَ لَعَمْرِي الْأَخَرُ لَقَالَ لِي مِثْلُهَا فَلَمْ أَنْسَبْ أَنَّ نَكْرُثَ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَمُوتُ فِي النَّاسِ فَلَمْ تَعَمْ إِلَّا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَايَ لَأَبْقَدَ رَأَهُ بِسَمْعِهِمَا لَعَمْرِي هَذَا حَتَّى قَتَلَهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ

لَقَالَ أَيُّكُمْ قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ لَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَتَنَظُرَ لِي
السَّيْفَيْنِ لَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ وَسَلَبَهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ وَكَانَا مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍوَاءَ وَمُعَاذُ بْنُ
عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعْتُ يُوسُفَ صَالِيٍّ وَإِبْرَاهِيمَ أَبَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہمدکی لڑائی میں میں قطار کے اندر ٹھہرا ہوا تھا کہ میں نے اپنے دائیں اور بائیں
انصار کے دو ایسے لڑکوں کو دیکھا جو بالکل نو عمر تھے میری اتنا قہقہہ کہ میں ان سے زیادہ طاقتور کے درمیان ہوتا تو ان میں سے ایک نے میری چنگی کاٹی۔
کہنے لگا اے چچا کیا آپ اب جہل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا ہاں اگر تمہیں اس سے کیا کام ہے اے بچے! کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو
گالیاں دیتا ہے۔ کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک جدا
نہیں ہوگا جب تک کہ ہم دونوں میں سے جلدی کرنے والا نہ مر جائے۔ مجھے اس کی بات سے بہت تعجب ہوا۔ پھر دوسرے نے چنگی کاٹ کر اس کی طرف
رح سے میرے سے بات کی۔ پس میں تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے اب جہل کو دیکھ لیا جو لوگوں میں گھوم پھر رہا تھا۔ میں نے کہا دیکھو بھائی وہ تمہارا
مطلوب ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے تھے پس دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور اس پر تلواروں کے اس قدر وار کئے کہ
اسے دونوں نے قتل کر دیا۔ پس وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لئے واپس ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اسے قتل کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے قتل کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواروں کو
پونچھا تو نہیں انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے دونوں کی تلواروں کو بغور دیکھا۔ فرمایا واقعی تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ لیکن معتول کا مال و اسباب وہ
معاذین عمرو بن الجموح کے لئے ہوگا اور وہ دونوں معاذین عمرو بن الجموح تھے۔ امام محمد بخاری فرماتے ہیں کہ
یوسف نے اپنے استاد صالح اور اس کے باپ ابی ایہم دونوں سے اس کو سنا ہے۔

حدیث (۲۹۱۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخِزْنِيُّ عَنْ أَبِي قَعَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْفَقِينَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ كُنَّ غَلَا
رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَعْلَزْتُ حَتَّى اتَّبَعْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى خَبَلٍ عَابِقِهِ فَأَقْبَلَ
عَلَيَّ لَعْنَتَيْنِ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَفْرَسْتُ الْمَوْتَ فَأَرْسَلْتَنِي لِلْحِفْظِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ مَنْ
قَتَلَ فَيْتِلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ فَيْتِلًا لَهُ
عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ قَالَ الْغَالِيَةُ مِقْلَةً لَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلَبُهُ
جَنْدِي فَأَرْجِهْ عَنِّي لَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْوَيْلُ لِي رَحِمَ اللَّهُ عَنْهُ لَا مَا اللَّهُ إِذَا لَا يَقْعَدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ
اللَّهِ يَتَأْتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيكَ سَلَبَهُ لَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَدَقَ فَأَعْطَاهُ لَيْعُفُ الْبَزْعِ فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْرُوفًا لِي بَنِي سَلَمَةَ لِأَنَّهُ لَأَوَّلُ مَا تَلَقَّيْتُ لِي الْإِسْلَامَ.

ترجمہ۔ حضرت ابولہٰد فرماتے ہیں کہ حنین کی لڑائی میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ پس جب فریقین میں

لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں کا کچھ آگے پیچھے ہوتا ہو گیا۔ تو میں نے ایک مشرکوں کے آدمی کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے ایک آدمی کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ میں گھوم کر اس کی پچھلی طرف سے آیا یہاں تک کہ میں نے اسے کندھے کی رگ پر تلوار سے وار کیا تو وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا مجھے اتنا سخت جھوٹا کہ اس سے مجھے موت کی بھائی لگی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کو موت نے آدھا چا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا میں وہاں سے بھاگ کر حضرت عمر بن الخطابؓ سے ملائی ہوا میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے بولے اللہ کا بھی حکم تھا۔ پھر لوگ واپس لوٹے اور آپؐ لڑائی سے فارغ ہو کر تشریف فرما ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہوا اور اس پر اس کا گناہ بھی موجود ہو تو اس کا مال وصت اس اسی قاتل کا ہوگا میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ کوئی میرے لئے گواہی دینے کے لئے تیار ہے پھر میں بیٹھ گیا پھر فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہوا اور اس پر کوئی گناہ بھی نہیں کر دے تو اس مقتول کا مال وصت اس اسی کا ہوگا۔ میں پھر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے کوئی گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ تیسری مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اعلان فرمایا۔ میں نے کھڑے ہو کر اسی طرح کہا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکرؓ انھیں کیا ہو گیا ہے بار بار کھڑے ہوتے ہو میں نے آپؐ کی خدمت میں سارا قصہ بیان کر دیا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اس نے سچ کہا اس کا مال داسباب میرے پاس ہے آپؐ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بول پڑے اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا اس وقت آپؐ ایسے آدمی کی طرف قصد نہیں کریں گے جہاں اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرح ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی طرف جہاد کرتا ہے۔ اسے چھوڑ کر کیا آپؐ اس مال سلوہ کو تجھے دے دیں گے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہا۔ پس آپؐ نے وہ مال حضرت ابو بکرؓ کو دے دیا۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی زد کو فروخت کر کے بنو مسلمہ میں ایک باغ خرید لیا یہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام کے اندر اپنا سرمایہ بنایا۔

تشریح از شیخ منگووی۔ - بین اھلھما اھلھ کے معنی اقویٰ کے ہیں کیونکہ یہ دونوں بچے ہیں شاید مغربی کی وجہ سے بھاگ جائیں کہیں ان کی یہ حرکت میرے اندر اثر انداز نہ ہو جائے کہ میں بھی ان کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوں۔ کیونکہ ادھر عمر آدمی لڑائیوں میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ شدت اور قوت کی وجہ سے بھاگنے سے گریز کرتا ہے۔

مسلبہ للمعادین عمرو الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا مال وصت معاذ بن عمروؓ کو اس لئے حمایت فرمایا کہ آپؐ نے اس کی تلوار میں اس قدر خون دیکھا جس سے آپؐ کا غم نہ ہو گیا کہ ایسا جمل کو گھائل کرنے میں ہی کاٹل ہے۔ لہذا قاتل بھی ہے غلام اس کی تلوار زنی پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ - حافظ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے امام بخاریؒ کی فرض ہے کہ اس کے آخر میں ہے کلاھما قتلہ مسلبہ للمعادین عمروؓ اس سے امام بخاریؒ ثابت کر رہے ہیں کہ مال سلب کا قاتل کو دینا یہ بھی امام کی رائے کے سپرد ہے۔ اور امام بخاریؒ کی تو حریہ برآں یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر قاتل کو دینا واجب ہوتا تو آپؐ ایسا جمل کے مال وصت کو ان دونوں میں تقسیم کر دیتے۔ کیونکہ اس کے قتل میں دونوں شریک تھے۔ تو جب آپؐ نے ایک کی قصص کر دی تو معلوم ہوا کہ قاتل سے سلب کا مستحق نہیں ہوتا۔ بلکہ تینیں امام سے مستحق بنتا ہے۔ لیکن جہود طلبا اس کا حجاج ب دیتے ہیں کہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سلب کا مستحق وہی ہوگا جس نے مقتول کو گھائل کر دیا۔ اگرچہ اس کی تلوار زنی میں دوسرا بھی شریک ہو جائے۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی تلواروں کے خون کو دیکھ کر معلوم کر لیا کہ مقتول کے جسم سے خون نکالنے میں کس کی تلوار کا زیادہ دخل ہے۔ تاکہ اسے مقتول کا سلب دیا جائے۔ ہاں آپؐ نے کلاھما قتلہ اس لئے فرمایا تاکہ دوسرے کی ولداری ہو جائے۔ میرے نزدیک صحیح روایات میں ہے کہ ایسا جمل کو قتل کرنے والے تین آدمی تھے۔ معاذ بن عمروؓ۔ معاذ بن عمرو بن الجموحؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ جیسا کہ مغازی میں آ رہا ہے۔ تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ حملہ تو معاذ بن عمروؓ نے کیا ہوگا۔ معاذ بن عمروؓ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اس کے بعد معوذ نے تلوار مار کر اسے شہید کر دیا ہو

گا۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر کاٹا ہوگا۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جاتی ہیں۔ البتہ کلا کما فعلہ کو اس پر محمول کیا جائے گا ان دونوں حضرات کی ضربات سے وہ ابوجہل معقول کے درجہ تک پہنچ گیا۔ ابھی تھوڑی سی رقی باقی تھی جیسے مذہب میں رہ جاتی ہے۔ اس اثنا میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بات چیت ہوئی۔ جس نے اس کی گردن اڑا دی۔ علامہ حنفیؒ نے امام طحاوی کے طرز استدلال پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب آپؐ نے ان دو حضرات میں سے ایک کو ابوجہل کا مال و متاع دے دیا تو یہ آپؐ کے ذاتی اختیار کی بنا پر تھا۔ کیونکہ آپؐ نے اس دن من فعل فعلہ للہ سلبہ نہیں فرمایا تھا۔ ورنہ دونوں آدمی اگر کسی کے قتل میں شریک ہوں تو مال معقول دونوں میں برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین کے تحت آپؐ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ایک کو دیا۔ دوسرے کو نہیں دیا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبَهُمْ وَخَيْرَهُمْ مِنَ الْعُمَسِ وَنَحْوِهِ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ۔ کہ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو دیتے تھے وہ عُمس وغیرہ سے دیتے تھے عبداللہ بن زیدؓ نے
جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۹۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْخِمْسِيُّ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ جَزَاءٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالِ غَيْرُ خُلُوٍّ لَمَنْ أَعْدَلَهُ بِسَعَادَةٍ نَفْسٍ يُورِكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْدَلَهُ بِأَهْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يَتَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ خَيْرٌ مِنَ الْبَيْدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّذِي بَخَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَى أَحَدًا يَفْعِدُنِي شَيْئًا حَتَّى أَتَارِقَ اللَّيْلَ لَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُلْغُوا حَكِيمًا يُعْطِيهِ الْعَقَاءَ لَهَا بِي أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ يُعْطِيهِ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَخْبَرْتُ عَنْهُ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْ لَهَا بِي أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرِزَا حَكِيمًا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَلَّى.

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن جزامیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مالا تو آپؐ نے مجھے حصار فرمادیا۔ پھر مالا تو آپؐ نے دیا۔ لیکن فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال سرسبز اور بھلا ہے۔ جس نے اس کو دل کی طاقت سے حاصل کیا اس کیلئے تو اس میں برکت ہوگی۔ اور جس نے حرص سے اسے حاصل کیا اس میں اس کیلئے برکت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ شخص اس طرح ہو جائے گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) وہ نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہوتا ہے۔ تو حضرت حکیمؓ پر اس قدر اثر ہوا کہ فرمانے لگے یا رسول اللہ! اتم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپؐ کے بعد کسی شخص سے اس کی کوئی چیز کم نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو ملیہ دینے کیلئے بلایا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! اس پر اس کا وہ حق نہیں کرتا ہوں جہاں اللہ تعالیٰ نے مال نہیں میں سے اس کیلئے مقرر کیا ہے۔ تو یہ لینے سے انکاری ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت حکیمؓ نے کسی سے کوئی چیز لیکر اسکے مال میں کی نہیں کی یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حدیث (۲۹۱۸) خَلَقْنَا أَبَوَيْنِ الْغَمَامِ الْخِ أَنْ هُمُورَيْنِ الْغَمَامِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَكُنْ عَلَيْنِ إِغْمَاكَاتٍ يَوْمَ لِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقِي بِهِ قَالَ وَأَصَابَ هُمُرٌ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَنِي خُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا لِي بَعْضُ ابْنَيْ ثَوْبٍ مَكَّةَ قَالَ لَمَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنِ سَنِي خُنَيْنٍ فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ لِي السَّكَبِ فَقَالَ هُمُرٌ يَأْخُذُ اللَّهُ أَنْظَرُ مَا هَذَا فَقَالَ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنِ السَّنِي قَالَ الْهَضْبُ فَأَرْسَلَ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَالِغٍ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْجَعْرَانِ وَزَلُّوا أَهْمَمَرُ لَمْ يَغْفَ عَلَيْنِ عُبْدُ اللَّهِ وَزَادَ جَعْرَتُهُنَّ حَارِمُ الْخِ عَنْ ابْنِ هُمُرٍ قَالَ مِنْ الْغَمَامِ وَزَادَ مَغْمَرُ الْخِ عَنْ ابْنِ هُمُرٍ لِي النَّظَرِ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ يَوْمَ.

ترجمہ۔ حضرت مروان الغلاب نے عرش کی یا رسول اللہ امانہ جاہلیت میں میں نے ایک دن کے احکامات کہیں کی نظر مانی تھی آپ نے حکم دیا اسے پھرا کر دیا۔ مادی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کو حنین کی قیدی عورتوں میں سے دو باعریاں حاصل ہوئی تھیں جن کو آپ نے مکہ کے بعض گھروں میں پابند کر دیا۔ مادی کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی قیدی عورتوں پر احسان کر دیا تو وہ کسی گلیں میں کودتی پھرتی تھیں حضرت عمر نے خورسن کر فرمایا کہ اے محمد اللہ کیوں کیا معاملہ ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی قیدی عورتوں پر احسان کر کے چھوڑ دیا ہے۔ تو آپ حضرت عمر نے ان عمر سے فرمایا جاؤ ان دونوں باعریوں کو چھوڑ دو۔ حضرت تابع فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اند سے عمرہ نہیں کیا اگر عمرہ کیا ہوتا تو حضرت محمد اللہ پر عمل نہ ہوتا۔ عمرہ نے اپنی سند سے ان عمر سے یہ الفاظ دو احادیث کہتے ہیں کہ دو باعریاں اس میں سے تھیں۔ اور عمر نے اپنی روایت میں ہر کے بارے میں یہم کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث (۲۹۱۹) خَلَقْنَا مُؤَسَى بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْخِ خَلَقْنِي هُمُورَيْنِ تَغْلِبَ قَالَ أَغْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنْعَ الْغَمَامِ لَكَائِهِمْ هَعْوًا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أَغْطِي قَوْمًا أَخَافُ كَلَمَهُمْ وَجَزَاءَهُمْ وَأَكِلُ الْقَوْمَا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ لِي قُلُوبُهُمْ مِنَ الْغَمَامِ وَالْغَمَامِ مِنْهُمْ هُمُرٌ وَنَنْ تَغْلِبَ فَقَالَ هُمُورَيْنِ تَغْلِبَ مَا أَجِبُ أَنْ لِي بِكَلِمَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُرُ النِّعَمِ وَزَادَ أَبُو حَاجِمٍ عَنْ جَعْرَتِهِ الْخِ خَلَقْنَا هُمُورَيْنِ تَغْلِبَ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي بِمَالٍ أَوْ بِسَنِي فَكَسَمَهُ بَهْلًا.

ترجمہ۔ حضرت مروان تغلب فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا۔ اور دوسرے سے روک لیا جس پر لوگ آپ سے ناراض ہوئے۔ جس پر آپ نے فرمایا میں جن لوگوں کو دیتا ہوں مجھے ان کے لڑے ہوئے اور گمراہی کا خطرہ ہوتا ہے۔ ان کی تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں۔ اور بعض لوگوں کو میں اس خیر اور فتنی کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے۔ ان میں سے مروان تغلب فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کے بدلے میں تو اپنے لئے سرخ اونٹ بھی پھینچیں کرتا۔ ابو حاتم نے یہ الفاظ راہ نقل کئے ہیں کہ حضرت مروان تغلب حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا یا قیدی عورتیں آئیں جس کو آپ نے اس طرح تقسیم فرمایا۔

حدیث (۲۹۲۰) خَلَقْنَا أَبَوَيْنِ الْخِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَغْطِي

فَرَزْنَا أَنَا لَقْنَهُمْ لَا تَنْهَمُ حَبِثٌ عَهْدٌ بِجَاهِلِيَّةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قریش کو اس لئے دیتا ہوں کہ اس سے میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ جاہلیت کے زمانہ کے قریب ہیں۔ اس طرح ان کے دل بندہ جائیں گے۔

حدیث (۲۹۲۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شَيْخُنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ آتَاَهُ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا آتَاَهُ لَطُوفٌ يُعْطَى رَجُلًا مِّنْ فَرَزْنِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ الْأَوَّلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطَى فَرَزْنًا وَيُدْخُلُنَا وَسَيُؤَلِّفُنَا تَفْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ لِيَجْمَعَهُمْ لِيُفِي قَبْلَهُ مِنْ أَكْمٍ وَلَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فَقَهَاؤُهُمْ أَمَّا ذُورًا وَإِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَسٌ مِنَّا حَدِيثُهُ أَتَانَهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطَى فَرَزْنًا وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسَيُؤَلِّفُنَا تَفْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رَجُلًا حَدِيثٌ عَهْدِهِمْ بِكُفْرٍ مَا تَرْضَوْنَ أَنْ يُلْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجَعُونَ إِلَى رَحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرَ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَجِينَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي آثَرَ خَلِيلَتِي فَأَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک خبر دیتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر حوازیں کے اموال کو حاطا فرمایا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے فسی کے طور پر حاطا فرمایا۔ پس آپ نے قریش کے آدمیوں کو سو سو سو۱۰۰۰ اونس دینے شروع کیے تو انصار کہنے لگے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کرے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواریں ابھی تک ان کے خون سے تر ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات چیت پہنچی تو آپ نے انصار کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ سب ایک چوڑے کے غیسے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ ان کے ساتھ ان کے سوا اور کوئی نہ ہو جس جب سب جمع ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ تک پہنچی ہے۔ تو ان کے سمجھدار لوگوں نے آپ سے کہا حضرت ہم میں سے جو عقلمند لوگ تھے انہوں نے تو کچھ نہیں کہا البتہ ہم میں سے نو خیز و عمر لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کرے جو قریش کو دیتا ہے اور ہمیں چھوڑ دیتا ہے حالانکہ ہماری تلواریں ابھی تک ان کے خون سے تر ہیں فرمایا میں ان لوگوں کی تالیف قلب کے لئے اس لئے دیتا ہوں کہ وہ ابھی بھی کفر کے زمانہ کے قریب ہیں۔ کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو مال و اسباب لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کا رسول لے کر لو۔ پس اللہ کی قسم! جس چیز کو تم لے کر لو گے وہ بہتر ہے اس چیز سے جس کو وہ لے کر لو گئے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم راضی ہو چکے جس پر آپ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے بعد اپنے اوپر بڑی بڑی سخت ترجمات کو دیکھو گے۔ صبر کرنا۔ یہاں تک

کہ تم لوگ عرض کوڑ پھا لیا اور اس کے رسول سے ملاقات کر دے۔ حضرت اس فرماتے ہیں انہوں میں سے مبرن ہو سکا۔

حدیث (۲۹۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَثْعَمِيُّ جُمُعَةُ بْنُ مَطْعَمٍ أَنَّ هَؤُلَاءِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حَنْبَلٍ عَلِقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطُرُّهُ إِلَى شَجَرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَهُ فَوَلَفَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ اهُطُونِي رِدَاءِي فَلَوْ كَانَ حَدُّ هَذِهِ الْعِصَاءِ نَعْمًا لَقَسَمْتُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجْلُونِي بَعْضُكُمْ وَلَا تَكُلُونَهَا وَلَا جَبَانًا.

ترجمہ۔ حضرت جیمہ بن مطعم فرماتے ہیں کہ دریں اثنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب کہ آپ کے ہمراہ بہت سے لوگ تھے۔ جب کہ آپ حنین سے واپس آ رہے تھے تو دیہاتی لوگ آپ سے چٹ چٹ کر رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو ایک ٹیکر کے درخت کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ بلکہ انہوں نے آپ کی چادر مبارک بھی اچک لی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے۔ فرمایا میری چادر مجھے واپس دے دو۔ پس اگر کانٹے دار جھنڈ کے برابر میرے پاس اونٹ ہوتے تو میں ضرور ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا۔ پھر تم لوگ نہ مجھے تکلیف پہنچاؤ گے نہ چھوڑاؤ نہ بدلوں گے۔

حدیث (۲۹۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْسِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بُرْدٌ تَجَرَّائِي خَلِيطُ الْحَاجِيَةِ فَأَذْرَكُهُ أَهْرَابِي فَجَلَبَنِي جَلَبَةً حَبِيبَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَرَتْ بِهِ حَاجِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ حِلَّةٍ جَلَبَنِيهِ ثُمَّ قَالَ مُرْنِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي هُنَاكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَصَبَحَكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِقَطَاوٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر نمرانی چادر تھی جس کا کنارہ سخت گاڑھا تھا ایک دیہاتی نے آپ کو پکڑا اور چادر کو تاخت کھینچا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کے کنارہ کو دیکھا کہ چادر کے کنارہ نے اس کے سخت کھینچنے سے نشان کر دیے ہیں پھر کہنے لگا اے اللہ کے رسول اس مال سے جو اللہ تعالیٰ کا آپ کے پاس ہے میرے لئے عطا کرنے کا حکم دیجئے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے پس دیے پھر اس کے لئے طیب کا حکم دیا۔

حدیث (۲۹۲۴) حَدَّثَنَا حُفَمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حَنْبَلٍ أَثَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَنْزَعَ بْنَ جَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُثْمَانَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أَنَسًا مِنَ الْأَعْرَابِ الْقَرَبَ فَأَثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ إِنْ هَذِهِ الْقِسْمَةُ مَا حَبِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا تُخْبِرُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْنَهُ فَأَخْبَرْتُهُ لَقَالَ لَمَنْ يُعْطَى إِذَا لَمْ يُعْطِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ رَجِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أَوْدَى بِكَ كَثِيرٌ مِنْ هَذَا فَصَبْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب حنین کی جنگ ختم ہو گئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ چنانچہ ان ترع بن جابس کو سو اونٹ عطا فرمائے۔ اور اسی طرح حضرت عبیدہ کو بھی اسی قدر دیے۔ اور عرب کے بڑے بڑے شرفاء کو لوٹا دیا گیا۔ پھر

حال اس دن تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دے کر زیادہ مال دیا۔ تو ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم! کہ یہ وہ تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا۔ یا اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ تو میں نے کہا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اس کی اطلاع دوں گا۔ چنانچہ میں نے آکر آپ کو اطلاع دی۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کرتے تو اور کون عدل و انصاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موعی علیہ السلام پر دم کرے ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی۔ لیکن آپ نے میرا کیا۔ مجھے بھی میرا کرنا چاہیے۔

حدیث (۲۹۲۵) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ هِشْلَانَ الْخِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنْتُ أَقْلُ النَّبِيَّ مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ أَلَيْسَ أَطْلَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى زَيْنَبِ وَهِيَ مَبْنِي عَلَى قَوْسٍ وَهِيَ أَبُو حَضْرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلَعَ الزُّبَيْرَ أَوْحَا مِنْ أَقْوَالِ بَنِي النَّظِيرِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ میں حضرت زہیرؓ کی اس جاگیر سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتی تھی جو زمین آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جاگیر کے طور پر عطا فرمائی تھی۔ اور وہ میرے فرخ دو تہائی کا صلہ پر تھی۔ ابو حزرہ اپنی سند سے ذکر کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونفیر کے اموال میں سے حضرت زہیرؓ کو زمین عطا فرمائی تھی۔

حدیث (۲۹۲۶) خَلَقْنَا أَحْمَدَ بْنَ الْمُقْلَمِ الْخِ عَنْ أَبِي حُمَرٍ أَنَّ حُمَرَ بْنَ الْغَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ غَيْبَرٍ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُودِ وَلِلرُّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَسَأَلَ الْيَهُودَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرَأَهُمْ عَلَى أَنْ يَتَّكُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ يَصِفُ الْغَمْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأَهُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَأَقْرَأُوا حَتَّى أَجْلَاهُمْ حُمَرٌ لِي أَمَارِيهِ إِلَى تَيْمَاءَ أَوْ أَرْنَحَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے یہود و نصاریٰ کو ملک حجاز سے جلا وطن کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیبر والوں پر قابض ہوئے تھے تو آپ نے یہود کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ فرمایا اور عادت یہ تھی کہ جب بھی کوئی علاقہ فتح ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے۔ رسول اللہ کے لئے اور مسلمانوں کیلئے ہوتا تھا۔ تو یہود نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں غیبر میں اس شرط پر رہنے دیں کہ ہانوں کی ساخت پر داحت کا عمل ان کی ذمہ داری ہوگی اور ان کے لئے پھل کی آمدنی کا نصف ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی اس شرط پر ہم لوگ تمہیں غمیر نے دیں گے۔ پس وہ یہود اس وقت تک برقرار رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں انہیں حجاز یا ریماء کی طرف جلا وطن کر دیا۔

تشریح اربعہ گنگوئی۔ لاصاب عمر جان معن الخ اس سے ترجمہ کا دوسرا جزء ثابت کرتا ہے۔ یعنی غیر مؤکدہ القلوب کو عطا کرنا۔

تشریح اربعہ ذکر کیا۔ واضح ہے کہ حضرت عمرؓ مؤکدہ القلوب میں سے نہیں تھے۔ ان کو حنین کی سہا یا میں سے دہانہ یوں کا عطا کرنا ترجمہ کے دوسرے جزء کو ثابت کرتا ہے۔

انکم مسعدون بعدی الیہ شہیدہ جب آپ نے دیکھا کہ تقسیم کے بارے میں ان کی بدگمانیاں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصوم تھے اس لئے جو کچھ انہوں نے کیا بالکل ٹھیک کیا۔ تو مہاجرین اپنے امام حکومت میں ان کے ساتھ جو بدسلوکی کرنے

والے تھے آپؐ نے اس سے ان کو ڈرایا اور دعا دی مال و اسباب سے بے پروا ہو کر صبر کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ بشارت بھی تھی کہ تم اس صبر کی وجہ سے عرض کوڑ پر مجھ سے ملاقات کرو گے تو گویا کہ بھٹسی اور بھٹی ہو اس اقاؤد سے قطب کنگوئیؒ نے مناسبت کھان فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ کنگوئیؒ۔ اس سے ترجمہ کی مناسبت بیان فرمائی۔ کہ یہ لوگ اگر کامل الایمان ہوتے تو جو انہوں نے کیا ایمانہ کرتے۔ ایسے آنکھ دماغت میں بھی اگر امر الی کامل الایمان ہوتا کیجی تائی کا معاملہ نہ کرتا۔ بہر حال ان سب کو عطا کرنا ان سے ان سب کی تالیف قلب کے لئے تھا۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اعراب اور امر الی کی بدسلوکی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو عطا کرنا یہ سب تالیف قلب کے لئے تھا۔

تشریح از شیخ کنگوئیؒ۔ تو کہم علی ان یکلو ا شرار کو تو مناسبت ثابت کرنے میں پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ لیکن حضرت شیخ کنگوئیؒ مناسبت ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ جب آپؐ نے اہل خیر کے باقات کا تحفیہ لگا کر ٹکٹ یا ریح چھوڑ دینے کا حکم دیا جب کہ روایات سے واضح ہے تو یہ بھی اعطاء ہوا۔ لیکن یہ اعطاء غیر مکتوبہ القلوب کے لئے ہے۔ اگر اس سے مراد مؤمنین ہوں۔ اگر عام لوگ ہیں خواہ وہ مؤمن کامل ہوں یا جن کا ایمان ابھی کامل نہیں ہوا یا جو ابھی تک مؤمن نہیں ہوئے تو پھر یہ اعطاء ان کی تالیف قلب کیلئے ہے۔ تو یہ اعطاء من الشمس ونبوہ دونوں کے قبیلہ سے ہوگا اس لئے کہ اس آمدنی کا جو حصہ مسلمانوں کو پہنچے گا پہلے اس کا ٹکٹ کو چھوڑ دینے کی صورت میں ہوتا ہے بھی ان کے ٹکٹ ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو کچھ ان کے حصہ سے کم ہوگا خواہ وہ ریح ٹکٹ اور ٹکٹ کو چھوڑ دینے کی صورت میں ہوتا ہے بھی ان کے ٹکٹ سے کم ہوا۔ تو اتنی مقدار جو مسلمانوں کی طرف سے ملے گی گویا کہ یہ بھی اعطاء ہے خوب نور سے سمجھو کیونکہ بہت سے سائنہ کو اس میں توجہ ہوا ہے۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ قطب کنگوئیؒ نے عجیب طریقہ سے مناسبت بیان فرمائی ہے۔ ورنہ بہت سے شرار نے دوسرے سے مناسبت کا انکار کر دیا۔ چنانچہ حافظ بخاریؒ میں لکھتے ہیں کہ ابن الحنفیہؒ فرماتے ہیں کہ باقی تو سب احادیث ترجمہ سے مناسبت رکھتی ہیں لیکن یہ آخری بدایت جس میں اہل خیر کا ذکر ہے وہ تو بالکل مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس میں تو اعطاء کا ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن دوسرے مقام سے اس کی مطابقت جہات معلوم ہوتی ہیں۔ جس سے ترجمہ سے مناسبت ہو جائے گی۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں بالکل مطابقت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اعطاء کا ذکر ہی نہیں۔ لیکن جواب یہ ہے کہ دوسرے مقام سے جہات اعطاء کا ثبوت ملتا ہے۔ اس اعتبار سے ترجمہ داخل کرنا صحیح ہوگا۔ اور شیخ الاسلامؒ بھی شرح کے اندر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس مال بنو نصر کو بھی اموال خیر میں شمار کیا ہو۔ اور قلمبہ سے مراد عام ہو۔ خواہ وہ شیخ کے ذریعہ ہو یا صل کے ذریعہ۔ تو اس طرح اعطاء مؤلفۃ القلوب و غیر المؤلفۃ من اموال بنی النصر ثابت ہوگا۔ اور شیخ کنگوئیؒ نے صحیح کہا لانہم فانیہ غریب الخ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حکیم بن حزام مکتوبہ القلوب میں سے تھے۔ تو ان کا اعطاء ثابت ہوا جس سے ترجمہ کا جرم اول ثابت ہے حال نالغ لم یحضر من جمعوہ کا مکرہ اگرچہ حضرت نافع کو معلوم نہ ہو سکا لیکن دیگر حضرات سے آپؐ کے چار عمرے حقول ہیں جو مشہور ہیں اس لئے ان کا انکار کوئی نقصان دہ ثابت نہ ہوگا۔

عمرو بن قنبل کا الایمان تھے۔ اس لئے آنجنابؐ کے ارشاد سے خوش ہوئے۔ مال اللہ کے لکھ کا اضافہ تفہیم اور تکبیر کیلئے ہے اور اسی حین سے جوہیؒ کا مال حاصل ہوا وہ عظیم و کبیر تھا۔ چنانچہ روایات سے ثابت ہوا کہ چھ ہزار تو قیدی عورتیں تھیں چوبیس ہزار اونٹ تھے۔ اور چار ہزار اونٹ قیدی تھے۔ اور چالیس ہزار سے زائد مکریاں تھیں۔

رجالاً من قریش اهل مکہ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے ان کی تالیف قلب کے لئے آپؐ نے یہ عطا یا دیئے۔ الاستشار کے معنی افراد بالخصوص۔ قاصروا ای علی حد الاطواء چنانچہ یہ ترجیحات حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اور ان کے بعد شروع ہوئیں جن کی حکایت حضرات انصار نے حضرت معاویہؓ سے کی۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر آپؐ نے تمہیں کیا تلقین کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قاصروا فرمایا تھا۔ تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا پھر آپؐ کے حکم کی تعمیل کرو اور صبر کرو۔

حتى تلقوا علی الحوض یہ جنت کی بشارت ہے اور صبر کی جزا ہے۔ ثم لا تجدونی بغيلاً ولا كدوا ولا جباناً پہلے جملہ کی مناسبت باب سے ظاہر ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کدوا سے اشارہ ہے کہ میں نے ایفاء وعدہ کر کے اعطاء کر دیا۔ اور لا جباناً سے اشارہ ہے کہ یہ میرا اعطاء کسی خوف اور رعب سے نہیں ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مناسبت لقسمۃ ہینکم سے مستفاد ہے۔ نجران۔ شام۔ حجاز اور یمن کے درمیان واقع ایک مقام کا نام ہے۔

ما عدل لہما اور قاضی مباحث فرماتے ہیں کہ سب النبی یعنی نبی کو گالی دینا کفر ہے۔ جس کی سزا قتل ہے۔ لیکن تالیف لغیرہم آپؐ نے اسے قتل نہیں کیا۔ تاکہ لوگوں میں مشہور نہ ہو جائے کہ آپؐ اپنے اصحاب کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ اور بنو نضیر کی اراضی کا اعطاء یہ ترجمہ کے دوسرے حصہ کو ثابت کرتا ہے۔

وغيرہم من النعمس الخ فرخ نویل کا ہوتا ہے ثلثی فوسخ چوبیل ہوا۔ تو اراضی زیر چوبیل کے قاصدہ پر تھی جہاں سے حضرت اسامہؓ کھلیاں اٹھا کر لاتی تھیں۔

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرَبِ

ترجمہ کھانے پینے کی چیزیں جو دارالحرب میں ملیں ان کا کیا حکم ہے

حدیث (۲۹۲۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ قَالَ كُنَّا مَعَاصِرِينَ لِقُصْرٍ خَبِيرَ قَوْمِي إِنْ سَانَ بِجَرَابٍ فِيهِ خَضَعٌ فَتَزَوْتُ لِأَخِيهِ فَأَتَيْتُكَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْتَبْتُ مِنْهُ. ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے قتل کا گمراہ کیا ہوا تھا کہ ایک انسان نے ایک تمیلا پھینکا جس میں چربی تھی تو اس کو پکڑنے کیلئے میں جلدی کر دیا میں نے اصرار کیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جس سے مجھے شرم آگئی۔

حدیث (۲۹۲۸) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَصِيبُ فِي مَغَارِنَا الْعَسَلَ وَالْعَبَّ فَأَكَلَهُ وَلَا نَرَفَعُهُ. ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنی لڑائیوں کے اصرار شہداء اور انہوں نے کھاتے تھے۔ جنہیں ہم کھاتے تو تھے لیکن اٹھا کر نہیں رکھتے تھے۔

حدیث (۲۹۲۹) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ أَصَابَتْنا مَجَاعَةٌ لِكُنَّا فِي خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَعَزْنَاهَا فَلَمَّا خَلَبَ الْقُلُوزُ نَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفَيْتُوا الْقُلُوزَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لَحُومِ الْحُمُرِ هَيْتَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ لَمْ نَحْمَسْ قَالَ وَقَالَ آخِرُونَ حَرَمَهَا الْبَعَّةُ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَمَهَا الْبَعَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن ابی اونیؓ فرماتے ہیں کہ خیر کی سڑکی راتوں میں ہمیں بھوک نے سخت ستایا جب خیر کی لڑائی ختم ہو گئی تو ہم گدھوں پر ٹوٹ پڑے۔ پس ان کو ذبح کر ڈالا۔ پھر جب ہاڑیاں اٹھنے لگیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کتبہ نے اعلان کیا کہ ہاڑیوں کو اڑیل دو۔ اور گدھوں کے گوشت میں سے کچھ بھی نہ کھو۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اونیؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے منع فرمایا کہ ان کا شس نہیں کھالا گیا۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ آپؐ نے بالکل ان کو حرام قرار دے دیا اور میں نے سعید بن جبیرؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ بالکل حرام قرار دیا۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ مسالت سعید بن جبیرؓ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے اس لئے پوچھا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے خاص شاگرد تھے۔ اور ابن عباسؓ گدھے کے گوشت کی حلت کے قائل تھے۔ لیکن حضرت سعید بن جبیرؓ کو دیگر صحابہ کرامؓ سے اس کی حرمت کی تحقیق ہو گئی۔ تو انہوں نے بالیقین حرمت کا فتویٰ دیا۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ سعید بن جبیرؓ سے سوال کی تخصیص کا جو قائدہ قطب کنگوہیؒ نے بیان فرمایا وہ بہترین ہے۔ البوداؤد نے بھی ابن عباسؓ کا یہی مذہب نقل کیا ہے کہ کافر اہل علم کے نزدیک تو اس کی حرمت ہے۔ البتہ ابن عباسؓ سے رخصت کی روایت ہے۔ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں اب اس کی حرمت میں کسی کا اختلاف نہیں رہا۔ آج صحیح علماء مسلمین اس کی تحریم پر متفق ہیں۔ جابر بن عبداللہؓ سے بھی نبی کی روایت مروی ہے۔ اور شیخ کنگوہیؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ہاب کی دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مجاہدین کو بھارت حاجت مال قیمت میں سے کھانے پینے کی چیز لینا جائز ہے۔ جب کہ اس سے مقصود مالیت بنانا نہ ہو۔ جیسے کہ حمر اہلیہ کو ذبح کر کے استعمال کرنے لگے کہ آپؐ نے ان کے گوشت کے استعمال سے روک لیا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بدون اجازت امام کی چیز کا لینا جائز نہیں ہے۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ حلة لہی من لحوم الحمر الاہلیہ کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف تھا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ للہاتھان کا گوشت حرام ہے۔ اور بعض کسی عارض کی وجہ سے کہتے تھے۔ بہر حال اس کی حریم بحث کباب المغازی میں آئے گی۔ بعض فرماتے ہیں کہ گدھا گند کی کھاتا ہے۔ البتہ کے معنی قطع کے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بہر حال جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جن اشیاء کا تحقق غذا سے ہے۔ یا جو چیزیں مادہ غذا کا قائدہ دیتی ہیں۔ اس طرح جانوروں کا گھاس ان کا نقل از قسمت اور بعد از قسمت لینا جائز ہے۔ خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ استصحیت منہ یعنی مجھے اپنے اس حریصانہ فعل سے عمامت ہوئی۔ لیکن جواز ثابت ہو گیا کہ آپؐ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ بلکہ یاو داؤد طرابلسی میں ہے کہ اس کے آخر میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہو لک کہ وہ خیرے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمَوَادِعَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ باب الزکوٰۃ یعنی زمینوں کے لئے جزیہ اور اہل حرب سے کسی مدت معین تک کسی مصلحت کی وجہ سے جنگ میں پھرتی جانے والی قوتوں کے لئے۔ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلْيُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَلَا يَخَافُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا يُخَوِّفُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَى قَوْلِهِ صَاحِرُونَ أَذِلَّةٌ وَمَا جَاءَ فِي أَخْلِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالْمُعْتَمِرِ وَقَالَ

بْنُ هُبَيْرَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فَلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا هَانُ أَهْلُ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ كُنَائِرٍ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ قَالَ لُجَيْلٌ ذَلِكَ مِنْ قَبْلِ الْهَسَارِ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس آیت سے جزیہ کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے جو لوگ اللہ پر اور آخری دن پر یقین نہیں رکھتے ان سے جزیہ وصول کرنے تک لڑتے رہو اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عمرات کو حرام قرار نہیں دیتے۔ جیسے اہل کتاب اس سے بھی جزیہ لو۔ وہم صاہرون تک۔ صاہروں میں دلیل۔ مسکنہ سکین کی صدد ہے۔ اسکن من فلان کے معنی ہے کہ وہ اس سے زیادہ محتاج ہے کہ کسی کدوٹ اسے سکون دے نہیں اور یہود نصاریٰ مجوسی اور مجیسوں سے جو جزیہ لیا گیا اس کے بارے میں جو کچھ وارد ہے۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں ابن ابی نجیح سے کہ میں نے حضرت مجاہد سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ شام والوں پر تو چار دینار دی گئی کس جزیہ ہے اور یمن والوں پر محض ایک دینار تو انہوں نے فرمایا یہ فرق محض دولت مندی کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

حدیث (۲۹۳۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِزْمِيُّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ أَوْسٍ لَعَلَّاهُمَا بِجَالَةِ سَنَةِ سَبْعِينَ هَاجَ حَجٌّ مُضْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبُصْرَةِ حِينَ دَرَجَ زَمَزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِحُجْرَةَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَخْنَفِ فَلَمَّا نَا كِتَابَ حُمْرَتِ بْنِ الْغَطَابِ قَبْلَ مَوْبِهِ بِسَنَةِ لَوْلُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَخْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ حُمْرٌ أَخَذَ الْجَزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنَ الْمَجُوسِ هَجَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ ان دونوں کو بجالہ نے سن ستر ہجری میں حدیث سنائی جس سال کہ مصعب بن الزہریؓ ہجرہ والوں کو حج کر رہے تھے دحرم کی میٹھی کے پاس سنائی بجالہ فرماتے ہیں کہ میں جری بن معاویہؓ جو اخف کے چچا تھے میں ان کا میرٹھی تھا۔ ہمارے حضرت عمر بن الخطابؓ کا والا نامان کی وفات کے ایک سال پہلے پہنچا۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ مجوس کے ذی عمرس کو کلاخ سے جدا کر دو اور حضرت عمرؓ مجوس سے جزیہ نہیں لیتے تھے۔ یہاں تک حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے گواہی دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجوس سے جزیہ لیتے تھے۔

حدیث (۲۹۳۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخِزْمِيُّ عَنْ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَعْرُومَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ خَلِيفَةُ لِنَبِيِّ هَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ فِيهِدَ بَلَدًا أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقِيَ ابْنَا هُبَيْرَةَ بَنِي الْجَوَاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالِحُ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءُ بَنِي الْحَضَرِيِّمْ لَقَدِيمِ أَبُو هُبَيْرَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ لَسَمِعَتْ الْأَنْصَارُ يَقُولُونَ ابْنُ هُبَيْرَةَ لَوَالَفْتُ صَلَوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْقَجَرُ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَاهُمْ وَقَالَ أَطْنَكُمْ لَدِ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا هُبَيْرَةَ لَدِ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بُشْرُوا وَأَقِيلُوا مَا يَسُرُّكُمْ لَوْ أَنَّ اللَّهَ لَا الْفَقْرُ أَغْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَغْشَى عَلَيْكُمْ أَنَّ تَبَسَّطَ عَلَيْكُمْ

اللَّيْثُ كَمَا بُسِطَتْ عَلَيَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَا فُسُوها كَمَا تَنَا فُسُوها وَتَهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عوف انصاری جو بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے۔ اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے۔ انہوں نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسعید بن الجراح کو بحرین کا جزیہ لانے کیلئے بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر حضرت علامہ ابن الحضرمی جو حاکم مقرر کیا تھا جس حضرت ابوسعید بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کی خبر سن لی تو صبح کی نماز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا جب آپ انہیں فجر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو مسکرا دیئے فرمایا ہر امکان یہ ہے کہ تم نے حضرت ابوسعید کے حلق بن لیا کہ وہ کوئی چیز لے کر آئے ہیں یہ بولے ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارا مقصود حاصل ہوا اور جو چیز تمہیں خوش کرے اس کی امید لگاؤ پس اللہ کی قسم! مجھے تم پر عھد شکنی کا خطرہ نہیں ہے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ وہ دنیا تم پر ایسے پھیلا دی جائے گی جیسے تم میں سے پہلے لوگوں پر پھیلائی گئی ہیں تم بھی اس دنیا میں ایسے رعبت کرو گے جیسا کہ انہوں نے اس میں رعبت کی تھی اور تمہیں دنیا ایسے ہلاک کرے گی جیسے کان کو ہلاک کیا۔

حدیث (۲۹۳۲) حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ يَتْقُوبَ النَخَعِيُّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَبِيبَةَ قَالَ بَقِيَ عُمَرُ النَّاسُ فِي الْقَدَائِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ فَأَسْلَمَ الْهَزْمَرَانِ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَعِيرُكَ فِي مَقَارِي هَلِيمٍ قَالَ نَعَمْ مَقَلْنَا وَمَقَلْ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ هَلَوِ الْمُسْلِمِينَ مَقَلْ طَائِرٌ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رَجُلَانِ فَإِنْ كُتِبَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَ الرَّجُلَانِ بِجَنَاحِ وَالرَّأْسِ وَإِنْ خُدِيعَ الرَّأْسِ كَفَّهَتْ الرَّجُلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرَى وَالْجَنَاحُ قَبْضُ وَالْجَنَاحُ الْأَخَرُ فَالرَّأْسُ لِمَنِ الْمُسْلِمُونَ فَلْتَهَيُّوْا إِلَى كِسْرَى وَقَالَ بَكْرٌ وَرَبَّادٌ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَبِيبَةَ قَالَ فَلَدَبْنَا عُمَرَ وَاسْتَعْمَلْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مَقْرُونٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعُلُوِّ وَخَرَجَ هَلِيمًا حَامِلٌ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا لَقَامَ تَرْجَمَانٍ فَقَالَ لِكُلِّمْنِي وَجَلَّ مِنْكُمْ لَقَالَ الْمُفِيرَةُ سَلْ هُمَا هِنَتْ قَالَ مَا أُنْعَمُ قَالَ نَحْنُ أَنَاسٌ مِنَ الْقَرَبِ كُنَّا فِي هِقَاءٍ حَبِيدٍ وَبَلَاءٍ حَبِيدٍ نَمُصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوْبَ مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبَسُ الْوَبْرَ وَالشُّعْرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ لَبِينًا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَقِيَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِينَ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ إِنَّمَا نَبِيَّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمُّهُ فَأَمَرْنَا نَبِيَّنَا رَسُولَ رَبِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَالِ لَكُمْ حَتَّى تَقْبَلُوا اللَّهَ وَخَلْدَهُ أَوْ تَوَفُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِهِ رَبَّنَا أَنَّهُ مَنْ قُبِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نِعَمٍ لَمْ يَرِ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلِكٌ فَلَا يَهْتَمُّ لَكُمْ لَقَالَ النُّعْمَانُ رَبُّمَا أَفْهَكَ اللَّهُ مِثْلَهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَتِيمُكَ وَلَمْ يُغْرِكَ وَلَكِنِّي فَهَدْتُ الْإِنْعَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَابِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَقَرُ حَتَّى تَهْبُ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

ترجمہ۔ جبکہ بن جیہ تالیفی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بڑے بڑے شہروں کو فتح کرنے کیلئے مجاہدین کو بھیجا جو شہروں سے جہاد کرتے تھے۔ انہوں کا بادشاہ ہر حران مسلمان ہو گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ہر حران! میں تجھ سے ان لڑائیوں کے بارے میں مشورہ طلب کرتا ہوں اس لئے کہا ہاں! ان شہروں کی مثال اور جو لوگ ان شہروں میں مسلمانوں کے دشمن رہتے ہیں (قارس۔ اسمان۔ آذر باعجان) اس پرندے کی طرح ہے جس کا سر ہودہ باز دھوں اور دودھ کے پاؤں ہوں اگر پرندوں میں سے ایک پر لوث جائے تو دودھ پاؤں سر ایک باز دھکڑا ہوتا ہے اگر دوسرا باز لوث جائے تو دودھ پاؤں اور سر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اگر سر پھوڑ دیا جائے تو پاؤں اور دھول باز دھ اور سر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ سر تو کسوی ہے باز تو قہصر ہے اور دوسرا باز دھ قارس ہے۔ پس آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ کی طرف کوچ کریں۔ (جب یہ باز دھ کٹ جائیں گے تو سر نرم ہو جائے گا) پھر پس حضرت عمرؓ نے ہمیں طلب فرمایا اور ہم پر نعمان بن مقرن کو حاکم مقرر فرمایا ہم جس وقت دشمن کے ملک میں پہنچے تو ہمارے مقابلہ کیلئے کسریٰ کا حاکم چالیس ہزار فوج لے کر آیا۔ تو اس کے ترجمان نے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے ساتھ ہات چیت کرے۔ تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا پوچھو جو تمہاری مرضی ہو۔ اس نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے فرمایا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم لوگ سخت بد بختی اور سخت مصیبت میں تھے ہم بھوک کی وجہ سے چلے اور غمگیناں چوستے تھے شہم اور بالوں کے کپڑے پہنتے تھے درختوں اور پتھروں کی پوچا کرتے تھے اس صورت حال پر کافی عرصہ گزر گیا کہ ہمارے رب کو جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے ہمارے حال پر رحم آیا کہ اس نے ہماری طرف ہمارے میں سے ایک ایسا نبی بھیجا جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے چکنا تھے ہیں۔ ہمارے نبی اور ہمارے رب کے رسول نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس وقت تک تم سے لڑائی جاری رکھیں جب تک تم اللہ کیلئے کی عبادت نہیں کرنے لگ جاتے یا یہ کہ تم جزیہ ادا کرو (یہ لوگ مجوسی تھے۔ معلوم ہوا مجوس سے جزیہ لینا جائز ہے) اور ہمارے نبی نے ہمارے رب کے پیغامات میں سے ہمیں یہ خبر سنائی کہ ہم سے جو بھی شہید ہو گیا وہ جنت کی ایسی نعمتوں کی طرف پہنچے گا جن کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی اور جو ہم میں سے باقی رہے گا۔ وہ تمہاری گردنوں کا مالک بنے گا۔ جس پر نعمان بن مقرنؓ نے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا کہ ایسے ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی حاضر رکھا۔ پس نہ اس نے آپ کو پشیمان کیا اور نہ سوا کیا اس مکالمہ سے فراغت کے بعد حضرت مغیرہؓ نے دن کے اول حصہ میں قتال کے کام میں مشغول ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت نعمانؓ نے فرمایا کہ آپ بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائیوں میں حاضر رہے ہیں لیکن آپ نے ہواؤں کے چلنے کا انتظار نہیں کیا لیکن میں بہت مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول ہمار یعنی دن کے پہلے حصہ میں قتال شروع نہ کرتے تو ہواؤں کے چلنے اور رماڑوں کا وقت حاضر ہونے کا انتظار فرماتے تھے ایک تو اوقات عبادت سے حرم حاصل کرتے دوسرے ہواؤں کا چلنا نصرت و کامیابی کا سبب ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ارادہ دنانیر سونے کی قیمت احتاف کے نزدیک اڑتالیس درہم بنتی ہے۔ اور اہل یمن کے ہر فقیر اور غنی پر ایک ایک دینار جزیہ مقرر فرمایا تھا۔ کیونکہ ان سے اس پر مصالحت ہوتی تھی۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ حافظ قمر ماتے ہیں اس اثر سے معلوم ہوا کہ جزیہ میں تفاوت جائز ہے۔ جمہور کے نزدیک کم از کم جزیہ ہر سال کیلئے ایک دینار ہے۔ جس کا احتاف فقیر کے لئے مختص کرتے ہیں۔ متوسط کے لئے دو دینار اور غنی کے لئے چار دینار۔ شوافع کے نزدیک امام کی روشنی کر سکتا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ چالیس دینار سے زائد وصول نہ کرے۔ اور جو طاقت نہیں رکھتا اس سے کبھی بھی کر سکتا ہے۔ او جزیہ کے اندر میں نے بڑی سلاطین سے بحث کی ہے۔ اور اس فصل کو چھ مسائل میں مختصر کیا ہے کہ جزیہ کس سے لیا جائے ان کے کتنے اقسام ہیں۔ جزیہ کب واجب ہوگا اور کتنا واجب ہوگا۔ کب ساقط ہوگا اور جزیہ کے کتنے اقسام ہیں۔ اور مال جزیہ کا کہاں خرچ کیا جائے۔ ان سب کی تفصیل او جزیہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

لاجل المصالحة سے اس اثر کی توجیہ بیان فرمائی۔ کیونکہ بظاہر اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ چار دینار سب پر ہیں۔ ان میں فقیر اور غنی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جزیہ دوم ہے۔ جزیہ مسلح۔ اور جزیہ جبر۔ جزیہ مسلح تو وہی ہوگا جس پر مصالحت ہوئی۔ جزیہ جبر وہ ہے جو ائمہ کرام کے درمیان مختلف فیہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں جو عثمان بن حنیف کو جزیہ وصول کرنے کا حکم دیا وہی قابل عمل ہوگا۔ کہ غنی کی وجہ سے کسی نہ کی جائے گی۔ اور غنی کی وجہ سے اس مقدار سے زیادتی نہ ہوگی۔ فقراء ہر سال بارہ درہم یا ایک دینار۔ واسطہ پر چوبیس درہم یا دو دینار۔ اور اقلیاء پر اڑتالیس درہم یا چار دینار۔ اور مقدرات سابع پر موقوف ہیں محل اس میں دخل اعدائے نہیں ہو سکتی۔ یہ مسلک امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مقدار ایک دینار ہے۔ اکثر کی کوئی حد نہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک اہل ذہب پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم ہیں ان میں کسی دہشی نہیں کی جائے گی۔ لایہ کہ نصف کی وجہ سے امام حنفیہؒ کو دے۔

فللم یملک ولم یغزوک ظاہر معنی اس کا یہ ہے کہ جب تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد بالکفار کیا ہے تو تمہیں شکست نہیں ہوئی بلکہ دشمنوں پر غالب آئے۔ تو ہمیں بھی ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیے جن کی رعایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اس لئے تالی اور انتظار کر لیں جلد ہازی نہ کریں کیونکہ جب ہم نے آپ کی سیرت کا اتباع کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائیں گے۔ فقال النعمان الخ ای للمغیرۃ قتلها ای مغل هذه الشدة خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے حضرت نعمانؓ پر تاخیر قتال کا الزام مانگا کیا تو انہوں نے حضرت فرمائی کہ میں انتظار کر رہا ہوں کہ برکت و عبادت کا وقت آئے تو جب قتال شروع کریں۔ اور قصہ یہ ہے کہ اہل فارس نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم فہر عبور کر کے ہمارے پاس آتے ہو یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آئیں۔ تو حضرت نعمانؓ نے فرمایا کہ تم فہر عبور کر کے دشمنوں تک پہنچو۔ چنانچہ جب ان کی ٹہ بھیر ہوئی تو دیکھا کہ وہ تو ایک دوسرے کے ساتھ لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ حضرت مغیرہؓ نے ان کی کفرت کو دیکھ کر فرمایا کہ دشمن کو تیاری کا موقع نہ ملنا چاہیے بلکہ جلدی ان پر حملہ ہو جائے۔ حضرت نعمانؓ نے فرمایا واقعی آپ بہت عسائیوں کے مالک ہیں۔ لیکن میں تو جلد ہازی نہیں کروں گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اتباع کروں گا تاکہ اس کے سبب ہمیں کامیابی نصیب ہو۔ اور یہ واقعہ ۱۹ یا ۲۱ ہجری کا ہے۔

بَابُ إِذَا وَادَعَ الْإِمَامُ مَلَكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ

ترجمہ۔ جب حاکم کسی علاقہ کے بادشاہ کیلئے جزیہ چھوڑ دے تو کیا بقیہ حضرات کو بھی اس کی پابندی کرنی چاہیے یا نہیں۔

حدیث (۲۹۳۳) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَّوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَوَّكَ وَأَهْدَىٰ مَلَكَ أُمَّةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بِهَضَاءٍ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ بِهَجْرِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید ساعدیؒ فرماتی ہیں کہ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اہلہ ساحل سمندر کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سفید غمر بطور ہدیہ کے دیا۔ اور کچھ مٹی چادریں بھی پہنائیں۔ تو آپؐ نے ان کے لئے ان کی بحرئ حدود کی حکومت کا پردانہ لکھ دیا۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ لکھ لہم بہجورہم جب کہ مصالحت اور مکاتبت امام اور حاکم کے بغیر نہیں ہوتی اور وہ بادشاہ بھی

جماعت کا حکم رکھتا ہے۔ کتب لہم کے الفاظ اس پر دال ہیں تو مطلوب ثابت ہو گیا کہ حاکم اور بادشاہ کی مصالحت اور مکاتبت سب کی طرف سے ہوگی۔ اگر روایت میں کتب لہ بصیفہ مفرد ہو تو بھی مدعی واضح ہے۔ کہ بادشاہ کی مصالحت بغیر سب افراد کی مصالحت ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شارح تراجم فرماتے ہیں کہ آپ کا ہدیہ قبول کرنا یہ خبردار کرتا ہے کہ آپ نے ان سے صلح کر لی اور آپ کا ان کو سمجھ دینا حکومت لکھ کر دینا یہ مشعر ہے کہ بادشاہ اور رعایا سب مصالحت میں داخل ہو گئے۔ حافظ قرأتے ہیں کہ اگر چہ روایت بخاری میں نہ تو امان کا صیغہ ہے اور نہ ہی طلب کا صیغہ ہے۔ لیکن عادت یہ ہے کہ بادشاہ جب ہدیہ بھیجتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ملک باقی رہے اور ملک کی بقاء و رعیت کے ساتھ ہوتی ہے۔ تو اس سے نتیجہ یہی نکلا کہ بادشاہ کی مصالحت یہ رعیت کی مصالحت ہے۔ لیکن محض قیاس نہیں بلکہ بعض طرق حدیث میں ہے۔ اتاہ ملک اہلہ لصلاحہ واعطاء الجزیۃ۔ جو کہ میں اہل کا بادشاہ کا بیچا اس نے صلح کی اور جزیہ بھی دیا تو آپ نے اس کو بحری جاگیر لکھ دی۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ طاع کرام اس پر تو متفق ہیں کہ امام کی صلح میں رعایا بھی داخل ہوگی۔ لیکن اس کے برعکس میں کہ رعایا کی امان میں بادشاہ داخل ہوگا کہ نہیں۔ اس میں اختلاف ہے اکثر حضرات بھی فرماتے ہیں کہ اس کی لفظ تعیین ضروری ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قرینہ کی وجہ سے ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ غیر کے لئے امان طلب کرنا اپنے آپ کو خارج کرنے والا نہیں ہوتا۔ لہذا وہ بھی داخل ہوگا۔ کتب لہم اس جگہ سے اور کتاب الزکوۃ میں کتب لہ لکھا ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِأَهْلِ الْبَلَدِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبَلَدُ الْقَهْدُ وَالْأَهْلُ الْقَرَابَةُ

ترجمہ۔ جن لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے ان کے متعلق وصیت قرآن مجید میں لایا ہے کہ وہ مؤمن الا ولا ذمۃ کہ وہ مؤمن کے بارے میں نہ تو کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی عہد و پیمان کا۔ اس ذمہ کے معنی عہد اور مال کے معنی قرابت کے ہیں۔

حدیث (۲۹۳۳) حَدَّثَنَا اَبُو اَيُّوبَ الْخَثَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ جُوَیْرَةَ بِنْتُ قَلْبَةَ التَّيْمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالًا اَوْصَانَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ اَوْصِيَكُمْ بِبَلَدِ اللَّهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةٌ نَبِيَّكُمْ وَرِزْقُ عِبَادِكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جویریہ بن قدامہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سنا جبکہ ہم نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں وصیت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی ذمہ داری کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی تمہارے نبی کا عہد و پیمان ہے۔ اور یہی تمہارے مال و مال کی روزی کا سبب ہے۔ کیونکہ اس عہد سے جزیہ ملے گا جو مسلمانوں میں تقسیم ہوگا۔ اور ان کی ضروریات میں خرچ ہوگا۔

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنَ الْبُحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبُحْرَيْنِ وَالْجَزْيَةِ وَلَمَنْ يُقَسِّمُ الْفَيْءَ وَالْجَزْيَةَ

ترجمہ۔ باب اس جاگیر کے بارے میں جو آپ نے بحرین سے مقرر فرمائی۔ بحرین کے مال کے بارے میں جو آپ نے وعدہ فرمایا اور اس کے جزیہ کے بارے میں اور کس شخص کے لئے مال فئی اور جزیہ تقسیم کیا جائے گا۔

حدیث (۲۹۳۵) خَلَقْنَا أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ الْخَسْعِيَّ قَالَتْ كَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ يَكْتُمُ لَهُمُ بِالْبُخْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتُمَ بِأَخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِوَفْلِهِمَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا خَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَوْرَةَ فَأَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْخَوْضِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا علاقہ ان کے لئے لکھ دیں وہ کہنے لگا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ جب تک اس قدر جاگیر آپؐ ہمارے قریشی بھائیوں کے لئے نہ لکھ دیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ان کے لئے حب ہوگا جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ بہر حال یہ بات انصار حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے رہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے بعد تم ترجعات دیکھو گے کہ تمہیں نظر اعماد کیا جائے گا تو تم اس وقت تک مبرا کرنا یہاں تک کہ آپؐ لوگ مجھے حوض کوثر پہنچ کر ملیں۔

حدیث (۲۹۳۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَسْعِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي لَوْ لَدَّ جَاءَ نَا مَالُ الْبُخْرَيْنِ لَدَّ أَهْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ مَالُ الْبُخْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهُ حِنْدٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِلَّةٌ فَلْيَأْتِنِي فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَّ كَانَ قَالَ لِي لَوْ لَدَّ جَاءَ مَالُ الْبُخْرَيْنِ لَدَّ أَهْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا فَقَالَ لِي إِخْوِي لَمَحُورٌ حَفِيَّةٌ فَقَالَ لِي خَلَعًا وَهَدُونَهَا لِذَا هِيَ خُمْسٌ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخُمْسٌ مِائَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس قدر دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی بعد ازاں بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا جس شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے تاکہ میں آپؐ کا وعدہ پورا کروں۔ تو آپؐ کی خدمت میں میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو تجھے اتنا اتنا کا دوں گا۔ تو ابوبکرؓ نے فرمایا چلو بھروسہ (بک بھروسہ) میں نے خوب بک بھروسہ کیا انہوں نے فرمایا اس کو گنوا شمار کرو۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ تو انہوں نے مجھے ڈیڑھ ہزار روپے عطا فرمائے۔

حدیث (۲۹۳۷) قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ الْخَسْعِيُّ عَنْ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبُخْرَيْنِ فَقَالَ انْزُورُوا فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرُ مَالٍ أَبِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ الْقَبَاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْطَيْتَنِي إِنِّي لَأَكْفَيْتُ نَفْسِي وَلَأَكْفَيْتُ عَقِيلًا قَالَ خُلْ فَخَلَا لِي قُرْبَهُ ثُمَّ خَفَبَ يَقُولُ لَكُمْ يَسْطَلِعُ فَقَالَ مَرَّ بَعْضُهُمْ بِرَفْعَةٍ إِلَى قَالَ لَا قَالَ لَأَرْفَعُهُ أَتَى عَلَى قَالَ لَا فَتَرَفْتُهُ ثُمَّ خَفَبَ يَقُولُ لَكُمْ يَرَفَعُهُ عَلَى قَالَ لَا قَالَ لَأَرْفَعُهُ أَتَى عَلَى قَالَ لَا فَتَرَفْتُهُ ثُمَّ أَخَعَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ لَمَّا زَالَ يَنْجِعُهُ بَصَرُهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ جَوْرِهِ لَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَّ مِنْهَا ذَرْعُهُ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ اس کو مسجد نبوی

میں پھیلا دو اور یہ مال ان مالوں میں سے سب سے زیادہ تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا تو احکام آپ کے چکا مہاس مٹرانے لگے یا رسول اللہ! مجھے مال محتات فرمائیں کیونکہ بدر کی لڑائی میں میں نے اپنا فدیہ بھی ادا کیا اور اپنے پیچھے قتل کا بھی ادا کیا تو آپ نے فرمایا لے لو۔ تو انہوں نے اپنے کپڑے میں بک بھر بھر کر ڈالے۔ پھر اسے اٹھانے لگے لیکن ندا اٹھا سکے۔ کہا کہ اپنے کسی صحابی کو حکم دیں جو مجھے یہ ٹھنڈی اٹھوادے۔ آپ نے فرمایا خود اٹھاؤ پھر انہوں نے فرمایا اچھا آپ خود اٹھوادیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تو انہوں نے اس میں سے کچھ مال گرا دیا۔ پھیک دیا۔ پھر اسے اٹھانے لگے لیکن ندا اٹھا سکے فرمایا اپنے کسی صحابی کو اٹھوانے کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں کہنے لگے اچھا خود اٹھاؤ دیں فرمایا نہیں۔ تو دوسری بار انہوں نے کچھ اور گرا دیا پھر اس ٹھنڈی کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور چل پڑے۔ آپ نے براہِ پائی دیدان کے پیچھے جا نے لگی۔ یہاں تک کہ وہ ہم سے چھپ گئے۔ آپ ان کے حرم اور لالچ پر تعجب کر رہے تھے پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک اس جگہ سے نہیں کھڑے ہوئے کہ جب تک وہاں سے اس مال میں سے ایک درہم بھی نہ رہا۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاری نے ترجمہ میں تین عنوان قائم کئے ہیں۔ اور اس کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔ جو علی الترتیب ترجمہ کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ پہلے حدیث انصار والی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ جاگیر کو قبول نہ کیا۔ تو آپ نے چھوڑ دیا۔ مصنف نے ہا القوۃ کو ہا الفعل کے قائم مقام قرار دیا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی۔ اور مقرر شدہ جزیہ یا جاگیر بھی دینا چاہتے تھے لیکن مہاجرین کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی وجہ سے خود بھی محروم رہے۔ اور ان کو بھی محروم رکھا۔ بلکہ حریدہ بآں آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ آج تو تم ان سے اس قدر سلوک کر رہے ہو لیکن مستقبل میں وہ لوگ تمہیں نظر انداز کر دیں گے۔ پھر میر کرنا چنانچہ ایسا ہوا۔ دوسری حدیث حضرت جابرؓ کی ہے جس میں فنی اور جزیہ کو جن میں محروم و خصوص کی نسبت ہے۔ کیونکہ جزیہ بھی فنی میں سے ہے۔ تو اس سے دوسرے جزیہ کو ثابت کیا۔ تیسری حدیث حضرت انسؓ کی ہے جس سے تیسرے جزیہ کو ثابت کیا ہے کہ امام و حاکم کو اختیار ہے جزیہ اور فنی میں سے جس قدر چاہے عطا کر سکتا ہے۔ آپ علماء کا اختلاف ہے کہ فنی کی تقسیم علی السوۃ ہو یا علی التفضیل ہو۔ حضرت عائشہؓ عطاء دارا مال شائق فرماتے ہیں کہ فنی کا مال ہر ماہ سب پر تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمرؓ۔ عثمانؓ۔ اور امام مالکؓ فرماتے ہیں کہ امام بعض کو بعض پر فضیلت دے سکتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور سفیانؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات امام کی رائے پر ہے۔ چاہے کسی کو کسی پر فضیلت دے یا ہر ماہ سب پر تقسیم کرے۔

بَابُ اِذَا قَامَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

ترجمہ۔ جس شخص نے کسی معاہدہ کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا تو اس کا کتنا گناہ ہے۔

حلیث (۲۹۳۸) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفِصٍ الْخِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَأَنَّ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرْخَ رَابِعَةَ الْجَنَّةِ وَإِنْ رُبِعَهَا تَوَجَّلَ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی معاہدہ کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی ہوا سے محروم رہے گا حالانکہ جنت کی ہوا تو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ بغیر جرم کا لفظ اگرچاس حدیث میں نہیں ہے لیکن قواعد شرعیہ سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ نیز بعض طرق میں تصریح ہے۔ اگرچاس میں بغیر حق کے لفظ وارد ہوا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ مؤمن تو معطل فی النار نہیں ہوتا۔ تو کہا جائے گا اول پہلے اسے جنت کی ہوا میں نہیں ہوگی۔ سزا بھگتنے کے بعد بلا غر جنت میں جائے گا۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْرَثَكُمْ كَمَا أَوْرَثَكُمْ اللَّهُ بِهِ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہم اس وقت تک تمہیں برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں برقرار رکھیں گے۔ پھر نکال دیں گے۔

حدیث (۲۹۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَعَرَّجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَلَكِ الْأَمِينِ فَقَالَ أَسْلِمُوا تَسْلِمُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ لَعَنَ لَعْنُ يُجِدُ مِنْكُمْ بِمَا لِهَ خِيَانًا فَلْيَبْعُوا وَلَا تَعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں انعام مسجد نبویؐ میں تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے۔ فرمایا کہ یہودی کی طرف چلو۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم ان کے مدرسہ تک پہنچے جہاں ان کی کتاب پڑھائی جاتی تھی۔ یا جہاں ان کا عالم کتاب کا درس دیتا تھا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے یہودیو! اسلام لے آؤ ورنہ جاؤ گے۔ اور غریب جان لو کہ ملک کی سر زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اس سر زمین سے بے دخل کر دوں پس جو شخص تم میں سے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی پالے تو اسے بیچ دے۔ ورنہ جان لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

تشریح از شیخ المنکلبیؒ۔ لَعْنُ يَجِدُ مِنْكُمْ بِمَا لِهَ خِيَانًا مقصد یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص سونا۔ چاندی یا جو بھی اس کا مال مقولات میں سے ہے اس کو اس کے بیچنے اور اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے۔ اور مال سے مراد مبیعہ اور حبی سے مراد من ہوگا۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حبی سے مراد رغبت ہو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے جو شخص مال کو بیچنے میں رغبت رکھتا ہو وہ بیچ کر اس کی قیمت حاصل کر کے اپنے ہمراہ لے جاسکتا ہے۔ ورنہ بڑی بڑی چیزوں کا لے جانا خطا چارہ پائی۔ صغیر وغیرہ ان کا لینا مشکل ہے۔ تو حبی سے مراد رغبت اور حرص ہوا۔ اگر بمعالہ میں ہاء سے مراد کہ من ہو تو مقصد بہت واضح ہے۔ معنی یہ ہوا کہ تم میں سے جو شخص بھی اپنے مال میں سے کوئی چیز حاصل کر لے تو وہ اسے اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ کہ غمناک چیز کو لے جائے یا بیچ کر اس کی قیمت لے جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ بمعالہ میں ہاء بمعنی کے لئے ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ من یجد منکم اگر وہاں سے ہے تو معنی ہوں گے جسے مشتری دستیاب ہو۔ یا بھر دہ بمعنی محبت سے ہے بمعنی تو غرض یہ ہے کہ جس پر اپنے مال کا فراق گراں ہو تو اس کو بیچنے کی اجازت ہے۔ باقی رہا یہ کہ ان یہودیوں سے کون سے یہودی مراد ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہ یہودی مراد ہیں جو بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد مدینہ میں رہ گئے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ یہودی مراد ہوں جنہوں نے کچھ عرصہ باقی رہنے پر اس کی جی تو آپؐ نے کسی یہودی کو مدینہ میں رہنے کی اجازت نہ دی اور اس طرح خیر سے بھی ان کو نکال دیا۔

حدیث (۲۹۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي حَبِشٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ الْغَيْمِ وَمَا يَوْمَ الْغَيْمِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ كَفَعَةُ الْحَبْصِ فَلَمْ يَأْتِ الْغَيْمَ مَا يَوْمَ الْغَيْمِ قَالَ اشْفَلْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُعِلَ لَقَالِ اعْطُونِي بِحَبِيبِ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ اَبَدًا لَقَسَّارُ جُؤَا وَلَا يَنْبَغِي
عِنْدِي تَنَازُعٌ لَقَالُوا مَا لَهُ اَنْحَبَرَ اسْتَظْهِمُوهُ لَقَالَ ذُرُونِي لَالِدِي اَنَا فِيهِ غَيْرُ مِمَّا تَذْهَبُونَ اِلَيْهِ
لَا اَمْرُهُمْ يَنْقُضُ لَالِ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاجْزُوا الْوَلَدَ يَنْخُ مَا كُنْتُ اَجِزُهُمْ
وَالْفَالِقَةُ غَيْرُ اِمَّا اَنْ سَكَّ عَنْهَا وَاَمَّا اَنْ قَالَهَا فَتَسْبِيحُهَا قَالِ سَفِيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے اس کا دن کیا ہے پھر رو پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں نے نگریوں کو تر کر دیا میں نے پوچھا
اے ابو عباس! یہم کیسے کیا ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کھیت کی ہڈی لے آؤ۔
جس پر میں تمہیں ایسی کتاب تحریر (کلمہ) دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے پس لوگ جھڑنے لگ گئے۔ حالانکہ نبی کے پاس جھڑنا نہیں
چاہیے تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا آپ کو کیا ہو گیا۔ کیا آپ نے کوئی فضول بات کی ہے۔ یا کیا تم اسے یہود و ہات سمجھتے ہو پس آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ
دو کلمہ نہ کرو جس حالت میں میں اس وقت ہوں وہ اس حالت سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو پس آپ نے ان کو تین باتوں کا حکم
دیا ایک تو یہ ہے کہ جزیرہ العرب یعنی حجاز مقدس سے مشرکین کو نکال دو۔ اور آنے والے نواد کی ایسی خاطر مراعات کرو جیسے میں ان کے ساتھ کرتا
تھا تیسری بات ہے آپ نے اس سے سکوت فرمایا۔ یا آپ نے فرمایا اور میں بھول گیا۔ سفیان فرماتے ہیں کہ یہ قول سلیمان کا ہے۔

تشریح از شیخ منگوئی۔ ذرونی الذی انما لہ الخ ان کلمات سے ثابت ہوا کہ کتابت واجب نہ تھی۔ ورنہ آپ اس کو ہرگز نہ
چھوڑتے۔ بلکہ جس بات کی کتابت کا آپ نے ارادہ فرمایا تو خلافت ابو بکر کی تھی۔ جس کو آپ نے اولاً قطع مناعت یعنی جھڑنا ختم کرنے کیلئے
اچھا سمجھا۔ لیکن جب آپ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ مسلمان اس مسئلہ پر متفق ہو جائیں گے تو آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں یا
ای اللہ والمسلمون فهو اہی بکرم او کما قال یعنی اللہ اور مسلمان ابو بکر کے سوا اور سے انکار کر دیں گے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یہ بحث پہلے کی جگہ گزر چکی ہے۔ اس مقام پر شیخ منگوئی نے جو کتابت خلافت ابو بکر کا قاعدہ بیان کیا ہے یہ بھی
گزر چکا ہے۔ نیز اہ واقہ یوم الغمیس کا تھا۔ اور آپ بعد ازاں یوم الاثنين تک زعمہ رہے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں
آپ کو بیماری سے آفتہ رہا۔ اور خبر پڑے کہ انصار کے مناقب بیان فرمائے۔ اگر کوئی ضروری چیز قابل کتابت تھی تو آپ اس کو ہرگز نہ چھوڑتے۔

تشریح از شیخ منگوئی۔ ہذا من قول سلیمان استاد کو چھوڑ دینا یا شاگرد کا لفظی کرتا یہ تردید سلیمان کی طرف سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظہ پر تعجب ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہذا من قول سلیمان یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ اور اسامیل نے
تصریح کی ہے۔ اس کا قائل سفیان بن عیینہ ہے۔ اور داؤد کا قول حافظہ نے نقل کیا ہے کہ تیسری بات والوصیۃ بالقرآن ہے۔ اور مہلب کہتے ہیں
کہ وہ حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی ہے۔ جب کہ لوگوں نے بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حبش اسامہ کی روانگی میں اختلاف کیا تو
حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عند موتہ یعنی اپنی موت کے وقت مجھے اس کی روانگی کی وصیت فرمائی تھی۔ اور
بھول خاصی مہاش وہ لا تھعلوا قہری وثنا تھا۔ یعنی میری قبر کی ہون کی طرح پوجا نہ کرنا۔ میری قبر کو بت نہ بنانا۔

تشریح از قاسمی۔ اخرجوا المشرکین امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں جزیرہ عرب سے تمام کفار کو نکالا جائے۔ نہ وہ اس جگہ
رہائش اختیار کر سکتے ہیں نہ ان کو سفر کرنے کی اجازت ہے اور یہ حکم امام شافعی کے نزدیک حجاز مقدس یعنی مکہ مدینہ اور یحماہ کے ساتھ مختص ہے لیکن

داخل نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ میں ان کے داخل کی اجازت دیتے ہیں سکوت کی نہیں مابین کی دلیل المال المشرکون بحسب الایہ ہے۔

بَابُ إِذَا غَلَرِ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ

ترجمہ جب مشرک لوگ مسلمانوں سے بد مہدی کریں تو کیا ان کو معافی دیا جاتی ہے

حدیث (۲۹۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا لَحِثَتْ خَيْبَرُ أَهْلِيكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَافَ فِيهَا سَمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هُنَا مِنْ يَهُودَ لَجَمْعُوا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ خَيْبَرٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبَوُكُمْ قَالُوا قُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبَوُكُمْ قُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ قَالَ لَهُلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ خَيْبَرٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذَبْنَا كَمَا عَرَفْتَهُ لِيْ أَيْبُنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَغْلَفُونَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتَسُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا تَغْلِفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ خَيْبَرٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّيْءِ سَمًا قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا تَسْتَعْرِضُ وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی بکری کا دہرہ پیش کیا گیا جس میں دہرہ تھا جس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس قدر یہود اس جگہ موجود ہیں میری طرف ان سب کو جمع کرو۔ جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے پوچھا اگر میں تم سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کروں تو کیا تم مجھے اس کے بارے میں سچ سچ بتاؤ گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے۔ انہوں نے کہا فلاں ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا بلکہ تمہارا باپ تو فلاں ہے انہوں نے کہا ہاں ابوالقاسم! اگر ہم نے جھوٹ کہا تو آپ ہمارے جھوٹ کو پہچان جائیں گے۔ جیسا کہ آپ نے اس کو ہمارے باپ کے بارے میں پہچان گئے۔ تو آپ نے پوچھا چھٹی لوگ کون ہوں گے انہوں نے بتلایا کہ تمہارا ساعرہ تو ہم رہیں گے۔ پھر تم لوگ اس میں ہماری قائم مقامی کرو گے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں دلیل و غرار ہو گے اللہ کی قسم اس میں ہم تمہاری قائم مقامی ہرگز نہیں کریں گے پھر پوچھا کہ اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا مجھے سچ سچ بتاؤ گے انہوں نے کہا ہاں ابوالقاسم! فرمایا کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں دہرہ لایا تھا۔ کہنے لگے ہاں۔ تمہیں اس کام پر کس چیز نے برا سمجھتے کیا۔ انہوں نے جوابا کہا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اگر آپ بھولے ہیں تو اس طرح ہم آپ سے راحت حاصل کر لیں گے۔ اگر آپ نبی ہیں تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح از قاضی۔ اگر سوال ہو کہ گناہ گار مسلمان بھی جہنم میں داخل ہوں گے۔ تو کہا جائے گا کہ یہود تو کافر تھے انہیں جہنم میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر سوال ہو کہ گناہ گار مسلمان بھی جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے اس طرح ہے کہ اہل خیبر نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فدا کر دیا کہ کیا یہ یہودی کے ہاتھ ایک دہرہ لی بکری کا گوشت بھیجا جس کو آپ نے معاف کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صرف اسی کو قتل کر دیا یا تو اس کو معاف کر دیا اس عورت کے قتل ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا

ترجمہ۔ جس شخص نے عہد بیان توڑ دیا حاکم اور امام کا اس پر بددعا کرنا۔

حدیث (۲۹۳۲) حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَقُلْتُ إِنَّ لَنَا بِزَعْمِ إِبْنِكَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبٌ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمَّا فَتَرَ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَهْلِهِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ يَشْكُ فِيهِ مِنَ الْقُرَآءِ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَعَرَضَ لَهُمْ هَوْلَاءِ فَفَعَلُوهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ لَمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت امام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ دعا قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں تو انہوں نے فرمایا قنوت و رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا لاں آدی تو آپ کے متعلق کہتا ہے کہ آپ قنوت و رکوع بعد رکوع پڑھتے ہیں۔ فرمایا اس نے جھوٹ کہا پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے حدیث بیان کی۔ کہا آپ نے قنوت نازلہ کو ہمیں پھر رکوع کے بعد پڑھا ہے۔ جس میں آپ بنو سلیم کے بعض قبائل پر بددعا کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر اس میں شک کرتے تھے قاری حضرات کو مشرکین کی طرف تعلیم کے لئے بھیجا تو ان قبائل نے ان حضرات کا مقابلہ کر کے انہیں قتل کر دیا حالانکہ ان قبائل کے درمیان اور آپ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا جس قدر آپ ان پر غمناک ہوئے اس قدر اور کسی پر غمناک نہ ہوئے یا جتنا احسان پر آیا اور کسی پر نہیں آیا۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجَوَارِهِنَّ

ترجمہ۔ عورتوں کا امان دینا اور ان کے پناہ دینے سے نفہ ان کا ہونا۔

حدیث (۲۹۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَ أَنَّ سَمْعَةَ أُمَّ هَانِئٍ وَبِنْتَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ دَخَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامَ الْفُجْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَطَائِفَةٌ بِنْتُهُ تَسْعُرُهُ لَسَنَتُهُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَلِيمٌ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ وَبِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ لَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ مُلْعَجًا فِي قُوبٍ وَاجِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمَيٍّ عَلَيَّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا لَدَى أَجْرَتِهِ فَلَانِ بْنِ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَجْرُونَا مَنْ أَجْرُبَ يَا أُمُّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَلِكَ ضُحًى.

ترجمہ۔ حضرت ام حانیؓ فرماتی ہیں کہ کبھی کہ کے موقع پر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراءؓ آپ کو پردہ کئے ہوئے تھیں۔ پس میں نے آپ پر سلام کیا آپ نے پوچھا یہ کون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں آپ نے فرمایا ام حانیؓ کا آنا مبارک ہو۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر اٹھ رکھتے نماز ادا فرمائی۔ جب کہ آپ ایک کپڑے کو پیچھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! امیر ماں جایا بہائی حضرت علیؓ فرماتے

ہیں کہ وہ اس آدمی کو قتل کر دیں گے جس کو میں نے پناہ دی ہے وہ فلاں بن ہبیرہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام حانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی اے پناہ دے دی۔ ام حانی نے فرمایا یہ اشراق کا وقت تھا۔

تشریح از قاضیؒ۔ حضرت ام حانیؓ حج مکہ کے سال مسلمان ہوئیں جو ہبیرہ کے نکاح میں تھیں جن سے ان کی اولاد پیدا ہوئی ان میں سے ایک کا نام ام حانی تھا۔ جس سے ان کی کنیت ام ہانی ہوئی۔ اور شاہد ان کی مراد ہبیرہ کا بیٹا جحان سے تھا یا جحان کا رب تھا جس نے ان کی گردن پر دوش پائی تھی۔

بَابُ ذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَجَوَارِهِمْ وَاحِدَةٌ يُسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ

ترجمہ۔ مسلمانوں کی ذمہ داری اور ان کا پناہ دینا ایک ہی ہے ان کا ادنیٰ آدمی بھی اس کی کوشش کر سکتا ہے

حدیث (۲۹۳۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُزَيْمٍ قَالَ قَالَ عَطَبَةُ عَلِيٍّ فَقَالَ مَا جِئْنَا بِكِتَابٍ نَقَرَهُ إِلَّا بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا فِيهِ هَلِيهِ الصَّحِيفَةُ فَقَالَ فِيهَا الْجَرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْإِبِلِ وَالْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ هُنَّ إِلَى كَلْبَا لَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَلَا أَوْ أَوْى فِيهَا مُخْبِئًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهَا صَرَفٌ وَلَا حِلٌّ وَمَنْ تَوَلَّى هُنَّ مَوَالِيَهُ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ لَمَنْ أَخْفَرَهُ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ.

ترجمہ۔ یزید بن خزیمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ نے غلبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس کوئی الگ کتاب نہیں ہے جس کو ہم پڑھتے ہوں۔ مگر صرف یہی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور جو کچھ اس دستاویز میں ہے۔ جس میں دشمنوں کے احکام اور دین کے اذیتوں کی عمریں درج ہیں۔ اور مدینہ میر پھار سے لے کر اس طرح ٹورنیک حرم ہے۔ جس شخص نے اس میں کوئی نئی چیز پیدا کی یا کسی مجرم کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کی نسل عبادت قبول کرے گا اور نہ ہی غرض کو۔ اور جو شخص اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو اس پر بھی اس طرح لعنت ہوگی اور مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہی ہے۔ پس جس شخص نے کسی مسلمان سے بد عہدی کی اس پر بھی اسی طرح لعنت ہے۔

تشریح از قاضیؒ۔ اس باب کی غرض یہ ہے کہ ہر مکلف خواہ وہ کم درجہ کا ہو۔ یا شریف ہو اس کا پناہ دینا مستحب ہے۔ کرمانی فرماتے ہیں۔ ادناہم میں عورت۔ بچہ۔ غلام اور یتیم سب شامل ہیں۔ عورت کی پناہ حدیث ام ہانیؓ میں گزر چکی۔ مہدی پناہ کو بھی جمہور علماء نے جائز قرار دیا ہے خواہ وہ لڑائی میں حصہ لے یا نہ لے۔ البتہ امام الاصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ جہاد میں حصہ لینے والے کی امان جائز ہے دوسرے کی نہیں۔ صبی کے بارے میں اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کی امان جائز نہیں ہے۔ البتہ مالکیہ اور حنبلیہ موافق اور معبود وغیرہ میں تفریق کرتے ہیں اور یتیموں کی امان بھی بلا خلاف نہ جائز ہے۔ جیسے کافر کی امان ناجائز ہے۔ لیکن اخضر یہ موضع ترجمہ ہے۔

بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَانَا وَلَمْ يُحْسِنُوا أَسْلَمْنَا

ترجمہ۔ باب جب مشرکین صبا نا کہیں اور مسلمان اچھی طرح نہ کہہ سکیں۔ صبا نا ہم اسلام کی طرف بھر گئے۔

وَقَالَ ابْنُ عُثْمَرَ لَجَعَلُ خَالِدٍ يَقُولُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرَأُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ عُثْمَرُ إِذَا قَالَ مَعْرُوسٌ فَقَدْ آمَنَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمُ لَا تَأْسَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے صہابہؓ کہا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! جو کچھ خالدؓ نے کیا ہے میں اس سے بری و بیزار ہوں۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان نے کافر سے کہہ دیا معروض یعنی ذرمت تو اس نے اس کو نہادہ دے دی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ اور اس طرح کسی مسلمان نے کافر سے کہا کہ اپنی ضرورت بیان کر دلا ہاس کوئی گھڑ نہ کر دے تو یہ بھی امان ہوگا اس کافر سے کوئی چیز چھانڈ نہ کی جائے گی۔

تشریح از شیخ مکتوفی۔ فقال کذب یعنی قہار رسائل کے کلام سے یہ معلوم ہوتا تھا بعد الرکوع قنوت نازلہ پر دوام رہا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع صرف ایک مہینہ تک رہی۔ البتہ قنوت پر احتیاف کے نزدیک قبل الرکوع علی الدوام ہے۔

تشریح از قاسمی۔ قالوا صہابا ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ مقاصد کا اظہار دلائل سے ہوتا ہے۔ دلیل لفظی ہو یا غیر لفظی اور وہ بھی جس لغت میں ہو اس کا اظہار کیا جائے گا۔ نیز ایہ ترجمہ بھی امام بخاریؒ کے ان تراجم میں سے ہے جس میں حدیث باب کے اندر تو ترجمہ کے الفاظ وارد نہیں ہوئے لیکن بعض طرق میں وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس مقام پر ترجمہ میں صہابا کا لفظ ہے۔ جس کا حدیث باب میں ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعض طرق حدیث میں مذکور ہے حضرت خالد بن ولیدؓ کا نظریہ یہ تھا کہ جب تک صریح الفاظ میں اصل معنادہ کہیں ان کا اسلام مستحکم نہیں۔ اور نہ ہی ان سے قتال ترک کیا جائے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں حضرت خالدؓ کے قتل کرنے پر راضی نہیں ہوں۔ کئی الفاظ امان میں بھی کافی ہیں۔

بَابُ الْمَوَادَّةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ

بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلُهُ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْتَنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (الایہ)
ترجمہ۔ باب جنگ بندی کر دینا اور مشرکین کے ساتھ مال یا غیر مال پر صلح کر لینا۔ اور جو عہد کو پورا نہ کرے اس کے گناہ کا بیان ہے۔ (ترجمہ آیت) اگر یہ لوگ صلح کی طرف جھکاؤ کریں تو آپؐ بھی اس کی طرف جھک جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔

حدیث (۲۹۳۵) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ النَّخَعِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَبِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بَنِي زَيْدٍ إِلَى غَمَّارٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَلُحَ لِقَائِهِمْ فَتَوَلَّاهُمَا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلِ وَهُوَ يَنْشَحُطُ فِي دَمٍ قَبِيلًا لَدُنْكَ ثُمَّ لَبِثَ الْمَيْمَنَةُ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَبِّصَةُ وَخَوَاصُّهُ إِنَّا مَسْعُودٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنَعَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِكُلْمٍ فَقَالَ كَبِيرٌ كَبِيرٌ وَهُوَ أَخَذَ الْقَوْمَ فَسَكَّتْ لَكُلْمًا فَقَالَ اتَّخِذُوا قَوْمًا وَتَسْعِجُوا قَوْمًا أَوْ صَاحِبَكُمْ فَانْطَلَقُوا وَكَثِيفٌ نَحِيفٌ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرِ قَالَ فَتَبَرَّكُمُ يَهُودُ بِغَمْمِ بْنِ فَقَالَ كَثِيفٌ تَأْخُذُ إِيمَانُ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَتَقَلُّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَدِهِ.

ترجمہ۔ حضرت اہل بن ابی حمزہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن اہل اور محبصہ بن مسعود بن زیدؓ یہ دونوں غمیر کی طرف چلے۔ جب کہ غمیر والوں سے ان دونوں صلح تھی پس یہ دونوں حضرات الگ الگ ہو گئے۔ حضرت محبصہ عبداللہ بن اہل کے پاس پہنچے تو وہ اپنے خون میں رات بہت شہید ہو چکے تھے۔ پس انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ پھر مدینہؓ کر حال بتایا تو عبدالرحمن بن اہل اور محبصہ و حمزہؓ جو دونوں مسعود کے بیٹے

تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عبدالرحمن بولنے لگے۔ آپ نے فرمایا بولے کو آگے کر دو۔ بولے کو بولنے دو وہ عبدالرحمن ان سب لوگوں سے نوخیز چھوٹے تھے۔ چنانچہ یہ خاموش ہو گئے۔ اور ان دونوں نے منگھو کی آپ نے پوچھا کیا تم قسم اٹھاؤ گے تاکہ تم لوگ اپنے قاتل کے یا اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم کیسے قسم اٹھا سکتے ہیں جب کہ نہ ہم حاضر تھے اور نہ ہی ہم نے کسی کو دیکھا تو آپ نے فرمایا پھر تو یہودی پچاس تھیں اٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی ہم کافر لوگوں کی قسموں کا کیسے اہتمام کریں گے۔ بہر حال آپ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرمادی۔

تشریح از شیخ منگھوئی۔ وہی یومئذ صلح یہ کل ترجمہ ہے۔ کیونکہ ان دونوں اہل غیرہ سے مصالحت نہ تو بالمال تھی نہ غیر مال پر تھی۔ بس ایسے ہی جنگ بندی کا معاہدہ تھا۔

ثم من لم يلف بالعهد کے ترجمہ کو امام بخاری نے دوسری جگہ کر کرده احادیث سے ثابت کیا ہے۔ یہ بھی ان کی عادت میں سے ہے اور من فعل معاہدا لم يوردا لحة الجنة والحديث وغيره احادیث سے الہم شاذ کو ثابت فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ ذکر کیا۔ علامہ مہنتی فرماتے ہیں کہ وہی یومئذ صلح سے ترجمہ کو ثابت فرمایا۔ اور نعلقلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام مطابقت کو لیا کہ جس سے مصالحت مع المشركین کا ثبوت ہوا۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ آیا مشرکین سے مال پر صلح کرنا جائز ہے امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ عند الضرورت تو مشرکوں کو مال دے کر صلح کر لینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مسلمان مشرکین سے قتال کرنے سے عاجز ہو جائیں تو بغیر کسی مال کے بھی لینے دینے کے ان سے صلح جائز ہے۔ جیسے صلح حدیبیہ واقع ہوئی۔ علامہ مہنتی فرماتے ہیں کہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب صلح مسلمانوں کے حق میں ہو تو امام مال نے کرایہ کے درودوں صورتوں میں صلح کا اختیار رکھتا ہے۔ اور اس مال صلح کو جزیرہ کے مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔ ان جملہ المسلم فاجتمع لہا کا بھی تقاضا ہے۔ امام احمد تو ایسی صلح کو بالکل ممنوع قرار دیتے ہیں۔ کہ رقم دے کر صلح کرنا مسلمانوں کے لئے ذلت کا باعث ہے۔ امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔ لیکن یہ غیر ضرورت پر محمول ہوگا۔ ضرورت کے وقت تو اجازت ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے ہلاک ہونے یا قید ہو جانے کا خطرہ ہو تو جیسے قیدی کو نقد پیدے کر چھڑانا جائز ہے ایسے قتل قیاد اور جنگی قیدی بنانے سے نقد پیدے کا جائز ہوگا۔

تشریح از قاضی۔ ان جملہ المسلم یہ آیت کریمہ مشرکین کے ساتھ مصالحت کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ تسع حقون دم قتالکم کہ اس سے تمہارا حق ثابت ہوگا۔ غرہ وہ قصاص ہو یا دیت ہو۔ امام شافعی فرماتے ہیں جب کفار قسم اٹھالیں تو دیت بھی اٹھ جائے گی۔ احناف کا مسلک یہ دیت اور قصاص دونوں واجب ہیں جب کہ ابن کمال کے واقعہ میں آپ نے دونوں کو جمع کیا۔ تہو نکم یہودی یعنی قصاص اور قید سے بری ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ قسامہ دیت کو واجب کرتی ہے ہم خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے اسی سے احناف قسامہ اور دیت کے قائل ہوئے۔

بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

ترجمہ باب عہدین کو پورا کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث (۲۹۴۶) خَلَقْنَا يَحْيَىٰ بْن مَكْنَرٍ الْغَنِيَّ أَنَّ هَبْدَ اللَّهِ بْنِ هَبْنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ خُوَبٍ

أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن امیہؓ نے انہیں خبر دی کہ ہرقل بادشاہ روم نے ان کے پاس قریش کے اس واقعہ میں آدی بھیجا جو واقعہ تجارت کے لئے شام گیا ہوا تھا۔ اس مدت میں جس میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو کفار قریش کے ساتھ صلح کے لئے معین فرمایا تھا۔

تشریح ارقاسیؒ۔ اس حدیث سے امام بخاری اشارہ فرما رہے ہیں کہ ہند ہر امت کے نزدیک فتح اور مذہب موم ہے۔ یہ رسولوں کی صفات میں سے کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ مہدی کی پاسداری کرتے ہیں۔

بَابُ هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ

ترجمہ۔ باب ہے جب ذمی کسی سے جادو کرے تو کیا اس کو معاف کیا جاسکتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعَ أَهْلِي مِّنْ سَحَرٍ مِّنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتَلَ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَنَعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مِّنْ صَنْعَةٍ وَكَانَ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

ترجمہ۔ ابن شہابؓ فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھا کہ کیا معاہدین میں اگر کوئی شخص جادو کرے تو کیا اس کو قتل کرنا جائز ہے انہوں نے فرمایا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جادو کیا گیا۔ آپؐ نے جادو کرنے والے کو قتل نہیں کیا اور وہ اہل کتاب میں سے تھا۔

تشریح ارقاسیؒ۔ اذّا سحر جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اہل ہند و سحر کو قتل نہ کیا جائے۔ البتہ اسے سزا دی جائے اگر وہ اپنے عمر سے کسی کو قتل کر دے یا کوئی حادثہ پیدا کرے تو پھر اسے پکڑا جائے گا۔

کان من اهل الكتاب ترجمہ ذی کے لفظ سے ہے۔ سوال اہل ہند کے لفظ سے۔ اور جواب اہل الکتاب کے لفظ سے ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہند اور مذہب ہم معنی ہیں۔ اور اہل کتاب سے معاہدہ مراد ہیں ورنہ عربی تو واجب القتل ہوتا ہے۔

حدیث (۲۹۳۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخِزْمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَحَرَ خَتَمِي كَانَ يُعْمَلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ خَيْفًا وَلَمْ يَضْنَعُهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال گزرتا تھا کہ فلاں کام کر لیا ہے۔ حالانکہ نہیں کیا ہوا تھا۔

تشریح ارقاسیؒ۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں ترجمہ کا ذکر نہیں ہے چونکہ حدیث سابق کے قصہ کا یہ ترجمہ ہے۔ جس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

بَابُ مَا يُحْتَذَرُ مِنَ الْغُلِيِّ

ترجمہ۔ باب ہے بدھدی کی جن چیزوں سے بچا جائے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يُغْلِبُوا أَنْ يُغْلِبُوا فَإِنَّ خَشْيَةَ اللَّهِ وَهُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَفْسِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ

وَأَلَّفَ بَيْنَ الَّذِينَ أُوْهِمُوا (الایہ)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر یہ لوگ آپ سے جو کہ وہی کا ارادہ کریں کہ تو اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے۔ دوسری آیت اللہ تعالیٰ تو ہے جس نے آپ کو اپنی نصرت سے اور مؤمنین کے درجہ امام اہل ایمان اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔

حدیث (۲۹۳۸) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ النَّخَعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْفَةَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَزْوَةٍ تَبْكُوبُ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَقَالَ أَهْلُكَ سَعَاتَيْنِ يَلْدِي السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ قُبْحُ الْبَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقَعَصِ الْفَنَمِ ثُمَّ اسْتِغَاظَةُ الْمَالِ حَتَّى يَغْطِيَ الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَكَيْفُ سَاعِطَا ثُمَّ لَيْتَهُ لَا يَتَقَى بَيْتَ مِنَ الْقُرْبِ إِلَّا دَخَلَهُ ثُمَّ هَلَنَّةُ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ابْنِي الْأَصْفَرِ فَهَذَا يُؤْذِنُ لِمَا تَوَلَّوْكُمْ تَحْتَ لَمَانَيْنِ خَاتَمَةٍ تَحْتَ كُلِّ خَاتَمَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

ترجمہ حضرت عرف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ ایک چلے کے غمرہ میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے پہلے جو چیزیں گن لو۔ پہلے تو میری رحلت دوسرے بیت المقدس کی فتح تیسرے وہابی موت جو تمہیں ایسے پکڑے گی جیسے بکریوں کو دبا کی دھب سے جلدی موت آ جاتی ہے۔ چوتھے مال کی فراوانی یہاں تک کہ ایک آدمی کو سود بیار دیا جائے گا تو وہ اسے ٹھوڑا سمجھے ہوئے ناراض ہوگا۔ پانچواں پھر ایک قندوسا دیر پا ہوگا۔ جس سے عرب کا کوئی گھر محفوظ نہ رہے گا بلکہ قندوسا گھر میں داخل ہو جائے گا۔ چھٹا ایک مصالحت تمہارے درود میں کے درمیان ہوگی لیکن وہ تم سے بدعہد نکرتے ہوئے تمہارے پاس آئی ۸۰ چلے لے کر آئیں گے۔ ہر چلے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

تشریح الاقامی۔ ترجمہ کی آیت سے اشارہ ہے کہ اگر دشمن کی طرف سے بدعہدی کا خطرہ ہو تو صلح کرنا چاہیے جب کہ تمہیں بھی اٹھائی ہوں تو الماحزمت ہو کل علی اللہ پر مہروسہ کرتے ہوئے صلح پر قائم رہو اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوگی۔

موتان یہ الفت ہو نعم ہے۔ دوسروں کے نزدیک موتان فتح کے ساتھ ہے۔ دواصل موتان اس دہاء کو کہتے ہیں جو جانوروں میں پھیل جاتے۔ اس سے صحیح ہے کہ جانوروں کی دہاء کی طرح یہ دہاء انسانوں میں جلدی پھیلے گی۔ یہ طاعون کی بیماری تھی جو خلافت عمر میں پھیلی۔ جس سے ستر ہزار مسلمان تین دن کے اندر مر گئے۔ اور قندوسا حضرت عثمان کی شہادت سے شروع ہوا جو اس کے بعد جاری ہے۔ اور چھٹی طاعت ابھی واقع نہیں ہوئی وہ جنگ بدر کی صلح ہوگی جس پر عملدرآمد نہیں ہوگا۔ لبنان اور فلسطین کی لڑائیاں کئی سال سے جاری ہیں۔ صلح ہوتی ہے پھر لڑائی چل جاتی ہے۔ صدق اللہ وصدق رسولہ۔

بَابُ كَيْفَ يُنْبِذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ

ترجمہ معاہدین سے اگر عہد ختم کرنا ہو تو کیسے کیا جائے

وَقَوْلُهُ وَإِنَّمَا تَغَاوَنَ مِنْ قَوْمٍ بِمِثْلَةِ مَا نَبَذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ (الایہ)

ترجمہ اگر تمہیں کسی قوم سے غد کا خطرہ لاحق ہو تو ان سے عہد کو برابر طریقہ پر ڈالو۔

حدیث (۲۹۳۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِيمَنْ يُؤَدِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ

بِمَعْنَى لَا يَخُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَكُوفُ بِالْبَيْتِ غُرَبَانٌ وَيَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمَ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْفَرُ فَكَبِدَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَخُجَّ حَامَ حَبَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي خُجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت ابو بکرؓ نے ان لوگوں میں بھیجا جو منی کے مقام پر قربانی کے دن یہ اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی عمارت و عورت بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ اور یوم الحج الاکبر بھی قربانی کا دن دسویں تاریخ ذی الحجہ ہے۔ حج کو اکبر اسلئے کہنے لگے کہ لوگ عمرہ کو حج امر کہتے تھے۔ تو اس سال میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو مہد کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ حج الوداع جس میں خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہے کسی مشرک نے حج نہیں کیا۔

تشریح از قاضی۔ علی سواہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھیج کر مہد کے ختم ہونے کی اطلاع دی جائے۔ یا سواہ بمعنی مثل اور عدل کے ہے۔ آپ کو جب مشرکین کے نقص مہد کا علم ہوا تو آپؐ نے اعلان کرنے کے لئے معین بھیجے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ خَلَدَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں جس نے معاہدہ کیا اور پھر بد مہدی کی۔

وَقَوْلِ اللَّهِ الَّذِينَ عَاهَدْتُ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْفُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَوْءَةٍ (الآیہ).

ترجمہ۔ وہ لوگ جن سے آپؐ معاہدہ کریں پھر وہ اپنے معاہدہ کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں۔

حدیث (۲۹۵۰) خَلَقْنَا قَسِيَّةَ بَنِي سَعْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبَعَ خِصَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ خَلَدَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خِصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خِصْلَةٌ مِنَ الْيَفَاقِ حَتَّى يَذْهَبَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار خصلتیں ہیں جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا وہ شخص ہے جو جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب بھی وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے جب بھی کسی سے معاہدہ کرے تو اس سے بد مہدی کرے اور جب بھی کسی سے جھگڑا کرے تو جھگڑ کرے جس شخص کے اندر ان میں سے ایک خصلت بھی ہوگی جب تک اسے چھوڑے گا نہیں یہ منافق کی خصلت اس میں باقی رہے گی۔ الا واحد من کل ترجمہ ہے۔

حدیث (۲۹۵۱) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بَنِي كَثِيرٍ النَّحْ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنْهْنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِيهِ لَهُ لَصِيحِفَةٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَاظِرٍ إِلَى كَذَا لَمَنْ أَحَدْتُ حَدَّثًا أَوْ أَوْى مُعَدِّيًا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ حَدَلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاجِدَةٌ يُسْنَى بِهَا أَكْذَابُهُمْ لَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا حَدَلٌ وَمَنْ وَالِي قَوْمًا يَغْتَرِبُونَ مَوَالِيَهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا حَدَلٌ قَالَ أَبُو مُوسَى النَّح عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْعَلُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا فَيُجِبَلْ لَكَ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَاتِبًا يَا أَيُّهَا هُوْنَرَةُ قَالَ إِيَّيْ
وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُوْنَرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمُصَلِّي قَالَ لَوْ أَعَمَّ ذَلِكَ قَالَ تَنْتَهَكَ ذِمَّةَ اللَّهِ
وَذِمَّةَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَشِدْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لِمَنْتَعُونَ مَا لَيْسَ إِلَيْهِمْ

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن مجید اور جو کچھ اس مجید میں ہے اس کے
سوا کچھ نہیں لکھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جملہ عازے سے فوراً یک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی لٹا دیا یا کسی لٹا دی کو پتہ نہ
دی تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی ہتھکڑیاں اس کی نڈی کوئی فرض اور نہ لٹل عبادت قبول ہوگی۔ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری
ایک ہے اس کیلئے اس کا کھڑا دی بھی کوشش کر سکتا ہے۔ میں جس شخص نے کسی مسلمان سے بدعہدی کی تو اس پر بھی اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام
لوگوں کی ہتھکڑیاں ہوگی۔ نڈی اس کی کوئی لٹل اور نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی۔ جس شخص نے اپنے آپ کو کسی قوم کی طرف بغیر ان کے باپ یا بعض
کے منسوب کیا تو اس پر بھی اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ نہ اس کی لٹل اور نہ فرض عبادت قبول ہوگی۔ دوسری سند کے
ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کفار سے نڈی کوئی دینار اور نہ کوئی درہم خرچ کا وصول کر سکو گے۔ ان سے کہا گیا کہ
اے ابو ہریرہؓ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کیسے ہوگا فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہؓ کی جان ہے یہ بات میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ اور جو سچے کلمے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کس وجہ سے یہ ہوگا کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی
ذمہ داری کی بے مرضی کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ ذی لوگوں کے دلوں کو سخت کر دیں گے۔ تو وہ لوگ جزیہ ادا کرنا روک دیں گے۔

تشریح از شیخ منگووی۔۔۔ تنہک الخ کہ تم لوگ اہل ذمہ سے بدعہدی کر دے گے اور ان پر ظلم کرو گے تو وہ لوگ اطاعت اور جزیہ کی
ادائیگی سے رک جائیں گے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔۔۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اس بے مرضی میں ہر قسم کا جہود ظلم شامل ہے جس کی وجہ سے اہل ذمہ اداء جزیہ سے رک
جائیں گے۔ چنانچہ مسلم کی بدایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے کہ اہل عراق نے نقد اور فلفلہ دینار رک لیا۔ اس حدیث سے ایک علم
النبوت۔ دوسرے اہل ذمہ سے وفا داری کا حکم ثابت ہوا۔ کیونکہ مولیٰ جزیہ میں مسلمانوں کا مفاد ہے۔ ظلم کی وجہ سے جب اہل ذمہ قتل مہد کریں
گے تو مسلمانوں کو ان سے کچھ وصول نہ ہوگا۔ جس سے ان کے حالات بدل جائیں گے۔ تنہک ذمہ یہ مل ترجمہ ہے۔

باب حدیث (۲۹۵۲) خَلَقْنَا عِبَادَنَا الْخَنِيعَ سَوِيًّا قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ فِيهِ حَدَّثَ صَيْفِي
قَالَ نَعَمْ لَسَوِيًّا مَهْلًا بَنُ خَنْيَفٍ يَقُولُ الْهَمُّوْا رَأَيْتُمْ يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ
أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهٖ وَمَا وَضَعْنَا أَسْأَلَنَا عَلَى عَوَائِدِنَا لِأَمْرِ يَفْطِنُنَا إِلَّا أَسْهَلُنَا بِنَا
إِلَى أَمْرِ نَعْرِفُهُ خَيْرَ أَمْرٍ هَذَا.

ترجمہ۔ حضرت امش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو دائلؓ سے پوچھا کہ کیا آپ صغین کی اس لڑائی میں شامل تھے جو حضرت علیؓ اور
حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان لڑی گئی۔ انہوں نے فرمایا ہاں ایس میں نے سہل بن حنیفؓ سے سنا وہ فرماتے تھے تم اپنی رائے کی فکر کرو میں جنگ
میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر کوتاہی کرتا تو ابو جندلؓ جب دشمنوں میں بکڑے ہوئے واپس گئے تو ہمارے لئے حکم نبوی کی مخالفت کرنا
آسان تھی سخت نکال کرنا۔ لیکن اجماع نبوی میں رک گیا۔ آج بھی ظاہر خصوص کی وجہ سے توقف کر رہا ہوں کہ مسلمانوں سے کیسے لڑائی لڑوں۔ چنا

نہی فرماتے ہیں کہ اپنی مسجد کی وجہ سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا کیونکہ ہم نے کبھی اپنی تلواریں کندھوں پر نہیں رکھیں۔ مگر ان تلواروں نے جس کسی معاملہ کو ہم سمجھتے تھے تو آسان کر دیا۔ مگر ان مسلمانوں کی آپس کی لڑائی کا معاملہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا اس لئے توقف ہے۔

حدیث (۲۹۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَخَعِيُّ أَبُو وَائِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِّينَ لَقَامَ سَهْلُ ابْنُ حَنْظَلَةَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهَمُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحَنْظَلِيَّةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا لَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَسَ قِتَالُنَا فِي الْجَنَّةِ وَفَلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَعَلَى مَا تُعْطِي اللَّيْلَةُ فَبَيْنَا آتِرَجُوعَ وَلَمَّا يَخُفُّمُ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَاذْطَلِقْ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِفْلٌ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَتَرَكْتُ سُورَةَ الْقَنْعِ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَنْعَ هُوَ قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو دائل حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صفین کی لڑائی میں موجود تھے کہ حضرت اہل بن حنیف اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمائے گئے لوگو! ذرا سوچو یہ حکیم پر جو صلح ہوئی ہے بظاہر ابتداء میں یہ اچھی نہیں معلوم ہو رہی۔ لیکن اس کا انجام بہتر ہو گا جیسے صلح حدیبیہ کی ابتداء میں صحابہ کا تم پر جبر ہوا۔ لیکن اس کا انجام اچھا رہا۔ کدوہ صلح کما باعث بنی۔ دینا اور آخرت کی برکتیں نازل ہوئیں جس کو شیخ نے تعبیر کیا گیا ہے۔ غور سے سنو! ہم صلح حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اگر ہم اسے لڑائی سمجھ کر لڑتے تو لڑائی بڑی سخت لڑتے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب حمزہؓ لائے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ شرکین مکہ باطل پر نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر پوچھا کیا ہمارے حقو لین جنت میں اور ان کے حقو لین جہنم میں نہیں ہوں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر کس وجہ سے ہم اس حیثیت کو اپنے دین میں کیوں قبول کریں۔ کیا ہم ایسے حال میں واپس جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور ہمارے درمیان جنگ کا فیصلہ نہ کر دیں آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس پر بھی حضرت عمرؓ کی عقلی نہ ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے وہی کچھ کہا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔ تو انہوں نے وہی جواب دیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۃ فتح نازل ہوئی جس کو آپ نے حضرت عمرؓ پر تلاوت کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا یہی فتح ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہی فتح کا پیش خیمہ ہے۔

حدیث (۲۹۵۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَلِمْتُ عَلَى أُمِّی وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَبِیْ عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذَا عَابَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَلِكِهِمْ مَعَ أَيْمَانِهَا فَلَا تُسْطَعِثُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّی قَلِمْتُ عَلَى وَهِيَ رَاغِبَةٌ إِلَى حِلِّهَا قَالَ نَعَمْ حِلِّهَا.

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر عمراتی ہیں کہ میری والدہ جو مشرک تھی اور اس کا نام قلمہ تھا۔ اس زمانہ میں اپنے باپ عبدالمطلب کے ہمراہ

آئیں۔ جب قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا ہوا تھا اور ان سے مدت دس سال معین فرمائی تھی۔ پھر حال حضرت اسامہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہے جب کہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہے۔ یا میرے مال میں دھبہ دیکھنے والی ہے۔ کیا میں اس سے صلہ رُحی اور اچھا سلوک کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم اس سے اچھا سلوک کر سکتی ہو۔

تشریح از شیخ منکویؒ۔ اھموا ایک الیغ یہ ان لوگوں کو خطاب ہے جو حضرت ہلؓ کو قتال کی ترغیب دے رہے تھے۔ اور وہ آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ ان کے جناب کا خلاصہ یہ ہے کہ صلہ رُحی سے خالی نہیں۔ اگرچہ تم لوگوں کی آمادہ قتال کو صحیح سمجھ رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ صلہ حدیبیہ کے موقع پر ہماری مخالفت میں قتال تھی۔ بلکہ ہم سب مسلمان قتال کی خبر سے پرہیز تھے۔ ہاں صلہ ہمارے لئے بھڑکی اس طرح جنہیں بھی لائق نہیں کہ قتال کو تمہاری آماجگاہ تصور کریں۔ کیونکہ قتال مفاسد سے خالی نہیں۔ کیونکہ تمہارا حریف مد مقابل مسلمان ہے۔ جب صلہ مشرکین کے ساتھ بھڑکات ہوئی تو جب وہ مسلمانوں کے ساتھ ہونے کیوں نہ مفید ثابت ہوگی اس واقعہ میں اس پر بھی حبیہ کرتا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی رائے اور فکر کو صواب نہ سمجھے۔ بسا اوقات انسان کی رائے غلط ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو صواب پر سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہم لوگ حدیبیہ کے واقعہ میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اگر ہم کثرتِ آراء کی بنا پر آنحضرتؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر دیتے۔ لیکن ہم نے اپنی آراء کو چھوڑ کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ جس سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے۔ تجارت بڑھی۔ مکرخ ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ اھموا الیغ حضرت ہل بن حنیف حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت علیؓ کے بعض ساتھی حکیم کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کا غطاء تھا کہ لڑائی جاری رہے۔ حضرت ہلؓ نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو صلہ حدیبیہ کو ہم اکثر لوگ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس صلہ کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے تو معلوم ہوا کہ صلہ کے بارے میں آپؐ کی رائے اہم اور قابلِ مدح تھی۔ علامہ حقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلؓ جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور مشین کی لڑائی میں موجود تھے وہ دونوں فریق کو سمجھتے فرما رہے ہیں کہ لڑائی اچھی نہیں صلہ بھڑ ہے۔ کیونکہ یہ لڑائی مسلمانوں کے درمیان ہے جو تمہارے بھائی ہیں۔ لہذا صلہ اچھی رہے گی جس طرح حدیبیہ صلہ مشرکین کے ساتھ ہوئی جو مفید رہی۔ لڑائی سے مفاسد برآمد ہوئے۔ دراصل یہ لوگ حضرت ہلؓ کو لڑائی سے گریز کرنے والا تصور کر رہے تھے۔ میں گریز کرنے والا نہیں لیکن صلہ کا اچھا سمجھتا ہوں۔

الصلح عھدا صلہ حدیبیہ کی بجائے یہم ابی جھل اسلئے کہا کہ جب حضرت ابو جھل مشرکین کی طرف واپس کر دیا گیا اور اس کے باپ ہل نے اپنے بیٹے کے منہ پر چھڑ مار کر ان کا منہ توڑ دیا تو مسلمانوں کا اشتعال اور بڑھ گیا۔ جب کہ حضرت ابو جھلؓ نکار رہے تھے کہ کیا مجھے شرکوں کی طرف واپس کر رہے ہو۔ دیکھ نہیں رہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے کیا کیا اذیتیں پہنچائی ہیں تو اس سے مسلمانوں کے جذبات اور بھی مشتعل ہوئے لیکن اطاعتِ رسولؐ کا جذبہ سب پر غالب رہا صلہ کو برقرار رکھا ایسے تم بھی صلہ کو برقرار رکھو لڑائی مول نہ لو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب بلا ترجمہ کے تحت امام بخاریؒ دو حدیثیں لائے ہیں ایک حضرت ہل بن حنیفؓ کی اور دوسری حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی۔ پہلی حدیث سے تو ترجمہ کو اس طرح ثابت کیا۔ قریش نے صلہ کو برقرار نہ رکھا انقض شد کیا۔ انجامِ فتح مکہ اور ان کا مقہور ہونا ہوا معلوم ہوا کہ قدرِ موسم ہے اور اس کا مقابلہ ایماہ عہدِ مدوح ہے اور دوسری حدیث کا تعلق باب سے اس طرح ہوا کہ عدمِ قدر اس کا متقاضی ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے بھڑ سلوک کیا جائے۔ اگرچہ وہ اصل کے دین کے مخالف کیوں نہ ہو۔

بَابُ الْمُصَالِحَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ

ترجمہ۔ مصالحت خواہ تین دن کیلئے ہو یا اس سے کم و بیش کسی وقت معلوم کے لئے ہو ہر طرح سے جائز ہے۔

حدیث (۲۹۵۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصَانَ النِّخَ حَدَّثَنِیَ الْبَرَاءُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَغْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَشْرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِحُلَّتَانِ السَّلَاحِ وَلَا يَدْخُرُوا مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ بِكُتُبِ الشَّرْطِ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَكُتِبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعَكَ وَلَقَاتَيْنَكَ وَلَكِنْ أَكُتِبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا وَاللَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَا وَاللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا يَكُتِبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِّي أُمْنَحُ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ وَاللَّهُ لَا أَمْنَاهُ أَبَدًا قَالَ فَأَرَادَهُ قَالَ فَأَرَاهُ أَيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتْ الْأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا مُرْصَا حَبِكَ فَلْيَرْجِعْ لَدُنْكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

ترجمہ۔ حضرت براء حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ قضا کرنے کا ارادہ کیا تو مکہ والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان سے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ انہوں نے شرط لگائی کہ آپ مکہ میں تین رات سے زیادہ قیام نہیں کریں گے۔ اور مکہ میں داخلہ گوارہ کی بنیادوں کے ساتھ ہوگا۔ یعنی گوارہ میں قیام میں ہوں گی۔ جو صلہ سلامتی کی علامت تھی۔ اور ان قریش میں سے کسی ایک کی آپ دعوت نہیں کریں گے یا کسی کو اپنی طرف نہیں بلائیں گے پس حضرت علی بن ابی طالب نے ان کے درمیان شرائط بعضی شروع کیں تو مضمون لکھا کہ یہ صلہ نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو ہم نہ تو آپ کو داخلہ مکہ سے روکتے بلکہ آپ کی بیعت کر لیتے۔ لیکن یہ مضمون لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے طے کیا ہے۔ جس پر آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں اور اللہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ حضرت علی نہیں لکھ رہے تھے۔ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ کا کلمہ منادیں حضرت علیؑ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تو اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا وہ جگہ مجھے دکھاؤ۔ تو حضرت علیؑ نے وہ جگہ دکھا دی۔ جسے آپ نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا پس جب آپ مکہ میں دوسرے سال داخل ہوئے اور وہ تین دن گزر گئے تو قریش حضرت علیؑ کے پاس آئے کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ اب کوچ کریں۔ حضرت علیؑ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں بھائی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لا مدعو امنهم احدا ای الی الاسلام یعنی آپ اہل مکہ میں سے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعوت الی الاسلام مراد ہے۔ اور کتاب الصلح میں گزر چکا ہے کہ یہ معاہدہ میں لکھا گیا ان لا یمخرج من اهلها باحد ان اراد ان یتبعہ یعنی آپ کسی مکہ والے کو نکال کے نہیں لے جائیگے اگرچہ وہ آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ بھی کرے۔

تشریح از قاسمیؒ - مصالحت علی ثلثة ایام سے کم و بیش مدت معلومہ پر صلح کرنے کا جواز معلوم ہوا۔ ہذا معہ وہ بظاہر اس سے مخالفت امر رسول اللہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حضرت علیؑ نے قرآن سے معلوم کر لیا یہ حکم وجوب کے لئے نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حدیث قرطاس میں سمجھ لیا تھا۔ کہ ایہی بکتاب میں امر وجوب کے لئے نہیں ہے۔ لیکن وہاں شور مچاتے ہیں۔ یہاں حضرت علیؑ کے معاملہ میں کوئی شور نہیں مچاتا۔

بَابُ الْمَوَادَّعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرُكُكُمْ مَا أَفْرُكُكُمْ اللَّهُ بِهِ.

ترجمہ۔ بغیر مدت مقرر کئے بھی مصالحت اور جنگ بندی ہو سکتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے فرمایا تھا کہ اس وقت تک تم کو خیبر میں ٹھہرنے دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں ٹھہرائیں گے۔

بَابُ طَرَحِ جَيْفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبَيْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ لَعْنٌ

ترجمہ۔ مشرکین کی لاشوں کو کنویں میں پھینک دینا اور ان کی کوئی قیمت وصول نہ کرنا

حدیث (۲۹۵۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُفْمَانَ الْخِزْجِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا وَخَوْلَةُ نَاسٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُفَّةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسُلَى جُزُورٍ فَلَقَّاهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ ثَلَاثَةٌ فَاطْمَعُوا فَاتَّخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ االلَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَائِكَةُ قُرَيْشٍ االلَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلٍ ابْنُ هِشَامٍ وَغُفَّةُ ابْنُ رَبِيعَةَ وَهَيْبَةُ ابْنُ رَبِيعَةَ ابْنُ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةُ ابْنُ خَلْفٍ أَوْ ابْنُ خَلْفٍ فَلَقَّاهُمْ فَعَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَالْقُوا فِي بَيْتِ غَيْرِ أُمَيَّةٍ أَوْ ابْنِ لَانَةَ كَانَ رَجُلًا ضَعِيفًا فَلَمَّا جَرَوْهُ تَقَطَّعَتْ أَوْ صَالَهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبَيْرِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اس اثنا میں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجددہ ریز تھے اور آپ کے ارد گرد مشرکین قریش کے کچھ لوگ تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط ایک ذبح شدہ اونٹ کی اوچھری گندگی سمیت لے آیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر آکر ڈال دی۔ جس سے آپ سر نہ اٹھا سکے حتیٰ کہ حضرت قاطمہ الزہراءؓ انہیں اور انہوں نے آپ کی پیٹھ سے اسکو ہٹایا اور ایسا کرنے والوں کو بدھادی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بدھا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ قریش کی اس جماعت کو پکڑ لے اے اللہ ابو جہل بن ہشام پر گرفت فرما۔ عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف ان سب کو اپنی گرفت میں لے لے چنانچہ میں نے ان سب کو دیکھا کہ یہ لوگ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور ان کی لاشوں کو ایک اندھے کنویں میں پھینکا گیا سوائے امیہ یا ابی بن خلف کے کہ وہ ایک موٹا بھاری بھر کم آدمی تھا۔ پس جب صحابہ کرام نے اس کی لاش کو ٹانگ سے پکڑ کر کھینچا تو کنویں میں پھینکے جانے سے پہلے پائل اس کا جوڑ جوڑ جدا ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ طرح جیف المشرکین ولا یؤخذ لہم لعن مشرکین کی لاشوں کی قیمت وصول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ بیع کے اعداد اگرچہ بیع کی تو ہیں مضر ہوتی ہے لیکن کچھ نہ کچھ اعزاز ضرور ہوتا ہے جس سے اس کی قیمت پڑتی ہے کیونکہ اگر ذی شان نہ ہو تو اس میں رغبہ نہ ہوتی۔ تو ہمیں مشرکین کی لاشوں کے بیچنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ ان کا اعزاز نہ ہو۔ فلما جروہ الخ وجہ یہ ہے کہ مشرکین کے جسم موت کے بعد بڑے رہنے کے وجہ سے پھٹ گئے اور پھول گئے۔ جب لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد ان کی لاشوں کو کنویں میں پھینکنے کا ارادہ ہوا تو ان میں سے جو بھاری بھر کم تھا اس کا کھینچنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ جوڑ جدا ہو گئے تھے اور اعضاء پھٹ گئے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ لا یؤخذ لہم لعن سے امام بخاری نے ترمذی کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابن عباس سے مروی

ہے کہ جب مشرکین نے نوفل بن عبد اللہ کی لاش کو خرید کرنا چاہا جو خندق میں گس گیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا نہ ہمیں اس کی قیمت کی ضرورت ہے اور نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے۔ اور سیرت ابن عساکم میں ہے کہ وہ اس کی دس ہزار روپے قیمت ادا کرنا چاہتے تھے۔ جسے آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور گرم ترین دن ہونے کی وجہ سے ان کی لاشیں پھٹ چکی تھیں۔ اور سوچ جانے کی وجہ سے اس کے رنگ سیاہ ہو گئے اور جے پھٹ گئے۔ تشریح از قاسمیؒ۔ عبد اللہ بن ابی معیط بدر میں قتل نہیں ہوا۔ بلکہ جنگی قیدی بنا اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے قتل کیا۔ رابعہ اور ابی بن خلف میں سے بھی صحیح یہ ہے کہ رابعہ بن خلف بدر میں قتل ہوا اس کا بھائی ابی احد کی لڑائی میں مارا گیا کذا قالہ العینی۔

بَابُ اِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

ترجمہ۔ نیکو کار اور بدکار سے بدعہدی کرنے والے کا گناہ کیا ہے۔

حدیث (۲۹۵۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخَنَّاسُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوِ آتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنْصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ہر بدعہدی کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا۔ ایک راوی کہتا ہے کہ اس کو گاڑا جائے گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ قیامت کے دن وہ جھنڈا دکھائی دے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔

حدیث (۲۹۵۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخَنَّاسُ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوِ آتَى يُنْصَبُ لِعَذْرَبِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ ہر بدعہدی کرنے والے کے لئے جھنڈا اس کی عذاری کے مطابق گاڑا جائے گا۔

حدیث (۲۹۵۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ لَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ إِذَا سَتَفَرْتُمْ فَأَنْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ أَنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمُ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْقَطُ لِقَطْعَتِهِ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخَرُ فَإِنَّهُ لَقِيْنِهِمْ وَلِيُوْبِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ اب مکہ سے ہجرت کرنا فرض نہیں ہے۔ لیکن اب تو صرف جہاد اور اس کی نیت رہ گئی ہے البتہ جب عام لام بندی کا حکم ہو جائے تو پھر سب نکل کھڑے ہوں۔ اور فتح مکہ کے دن آپؐ نے یہ فرمایا کہ یہ شہر مکہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسے اس دن سے حرم بنایا ہے جس دن کسا سان و زمین کو پیدا فرمایا۔ پس وہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اس میں کسی کے لئے میرے سے پہلے بھی قتال حلال نہیں تھا اور نہ میرے لئے حلال ہے البتہ دن بھر کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ پس اب وہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ نہ اس کا کاٹنا کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو وہاں سے بھگایا جائے۔ اور

ندہی اس کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کی سال بھر تک تعریف کرتا رہے۔ اور نہ ہی اس کی گھاس کھڑی جائے حضرت مہاس نے فرمایا رسول اللہ اگر اذخو کترن بوٹی جو ہمارے لوہاروں اور گھروں کی چھتوں کے کام آتی ہے۔ آپ نے اذخو کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ بعض امور منکرہ ایسے ہیں جب مؤمن کامل ان کا ارتکاب کرے تو ان میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن فاسق جو اپنے ایمان میں پختہ نہیں ہے اس کے لئے ان کا ارتکاب ممکن نہیں ہے۔ تو اس مقام پر بھی وہم ہوتا تھا کہ شاید غدر مؤمن کامل کے لئے جائز ہو۔ فاسق فاجر کے لئے ناجائز ہو۔ تو امام بخاری نے اس باب سے اس وہم کو دفع کر دیا۔ اس لئے کہ روایت مطلق ہے اور کل غادر میں کل کا لفظ عموم پر دلالت کرنے والا ہے۔ جس میں سب افراد شامل ہوتے ہیں۔ کسی کی تخصیص نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اثم الغادر عموم اس طرح ہے کہ خواہ یہ غدر نیکو کار کسی بدکار سے یا بدکار کسی نیکو کار سے کرے غدر ہر صورت میں ناجائز ہے۔ میرے نزدیک دونوں ترجموں میں گناہ کی نوعیت کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جس کے لئے امام بخاری نے چند ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ اس لئے کہ غدر کے گناہ کی کئی اقسام ہیں۔

مؤمن کامل قلعہ گنگوہی نے ہو اور فاجو کی بہترین توجیہ فرمائی ہے۔ کہ بعض امور مؤمن کامل کے لئے جائز فاسق کیلئے ناجائز۔ جیسے البتہ الربیع البقل کہنا۔ مؤمن کامل کے لئے جائز فاسق کے لئے مکروہ ہے۔ اس طرح یوم الشک کاروزہ مؤمن کامل کیلئے جائز فاسق کے لئے ناجائز۔ اس کے اور نظائر بھی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فصح مکة الخ اس حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہے کہ آپ نے یوم فتح مکہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا الخ۔ تو کسی کے مال اور جان کے درپے ہونا یہ غدر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حرمت کی بے حرمتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابن بطلان فرماتے ہیں کہ محارم اللہ الہمی بندوں سے اللہ کا معابد ہے۔ جو شخص بھی بے حرمتی کرے گا وہ غدار ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا۔ پھر فرمایا مکہ میں قتل و قتل حرام ہے۔ تو اس سے اشارہ ہوا کہ سب مسلمان امن میں ہیں۔ اب کوئی ان سے غدر نہیں کرے گا۔ کیونکہ من دخلہ آمنہ کے تحت ان کو امان مل چکی ہے۔ ابن نمیر یوں توجیہ کرتے ہیں مکہ معظمہ کی حرمت عامہ ہے آپ کو بھی صرف گھڑی بھر کے لئے اجازت ملی تھی۔ اب کوئی مؤمن نیکو کار اس کی حرمت پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اور کرمانی فرماتے ہیں انفروا سے ترجمہ ثابت ہے کہ ائمہ سے غدر نہ کرو۔ ان کا حکم مالو اور علامہ عینی بھی انفروا سے ترجمہ کو ثابت کرتے ہیں کہ انفروا کا معنی ہے لا تغلروا کیونکہ جب عام لام بندی کی حالت میں جنگ میں لگنا واجب ہوا تو یہ غدر کی حرمت کو مستلزم ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے مکہ کی حرمت کو حلال سمجھنے میں غدر نہیں کیا۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا کہ ایک گھڑی کی اجازت ملی۔ ورنہ کسی طرح بھی غدر جائز نہیں تھا۔ قسطلانی نے خاموشی اختیار کی ہے۔ کوئی وجہ مناسبت ذکر نہیں فرمائی۔

تشریح از قاسمی۔ لا یعضد شو کہ اس سے مراد درختوں کا کاٹنا ہے۔ اور تفسیر صمدی سے مراد ان کا شکار کرنا ممنوع ہے اخلاء سے تر گھاس کاٹنا ممنوع ہے۔ اذخو کترن بوٹی کو آپ نے مستثنیٰ فرمادیا۔

الحمد للہ بارہواں پارہ بخاری کا اس پر ختم ہوا

لامع الداری کا دوسرا جلد بھی یہاں تک ختم ہو گیا۔ اب تیسرا جلد شروع ہوگا۔ انشاء اللہ آج یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بروز بدھ

بوقت دوپہر اختتام پذیر ہوا۔ آگے تیسرا پارہ کتاب بد الخلق سے شروع ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیرھواں پارہ

کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

ترجمہ۔ کتاب مخلوق کی ابتداء کیسے ہوئی

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

ترجمہ۔ باب جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں آیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قَالِ الرَّبُّعُ ابْنُ خَيْثَمٍ وَالْحَسَنُ كُلُّ عَلَيْهِ هَتَيْنَ هَتَيْنَ وَهَتَيْنَ مِثْلَ لَتَيْنِ وَلَتَيْنِ وَمِثْلَ وَمِثْلَ وَصَبِيٍّ وَالْقَيْنَا أَلْفَاظًا عَلَيْنَا حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ لِلْعُوبِ النَّصَبِ أَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَلْبَهُ.

ترجمہ۔ اللہ وہی تو ہے جو مخلوق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کو لوٹائے گا۔ اور یہ لوٹانا اس پر بہت آسان ہے۔ ربیع بن خثیم اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ کلی یعنی ابتداء اور اعادہ دونوں اس پر آسان ہیں۔ غرضیکہ اہون بمعنی ہتین کے ہے اور ہتین یا تشدید والتخفيف دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے۔ یعنی ہتین دھن جیسے لَتْنِ وَلَتْنِ اور مِثْلَ وَمِثْلَ اور صَبِيٍّ وَصَبِيٍّ المعینا کیا ہم تھک گئے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تم کو نئے سرے سے پیدا کیا تو کیا عاجز آ گیا وہ تھک گیا۔ وانشا کم بمعنی خلقکم کے ہیں۔ لغوب کے معنی تھکاوٹ کے ہیں۔ جو ای مامسنا من لغوب میں ہے۔ تمہارے پیدا کرنے کے بعد کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی اطواراً طور کی جمع ہے۔ جس کے معنی دور کے ہیں۔ طوراً کذا وطوراً کذا۔ عدا طوره ای قدرہ یعنی اپنی قدر سے تمہاؤں کو کر گیا۔ صلی معنی طور کے قدر کے ہیں پھر زمان و غیر زمان کے لئے استعمال ہوا۔

حدیث (۲۹۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِي تَمِيمٍ ابْشُرُوا قَالُوا بَشَرْتَنَا فَأَعْطَيْنَا لَفْظًا وَجْهَهُ فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ ابْشُرُوا قَالُوا بَشَرْتَنَا قَالُوا قَبْلَنَا قَالُوا قَبْلَنَا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعُرْشِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عُمَرَانُ رَأَيْتُكَ تَقْلُتُ لَيْتَنِي لَمْ أَكُنْ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو تميم کے کچھ لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنو تميم اجنت کی بشارت حاصل کرو اور دین میں کچھ پیدا کرو۔ انہوں نے کہا بس آپ کو بھی دین کی باتوں پر بشارتیں سناتے رہتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ مال و دولت بھی عطا فرمائیں۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خیر ہو گیا۔ پھر یمن کے لوگ آ گئے آپ نے

فرمایا اے ہمنوا! تم دینی احکام پر خوشخبری کو قبول کرو۔ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی پیدائش اور عرش کی ابتداء کو بیان فرمانے لگے۔ اچانک ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے عمران تمہاری اونٹنی چھوٹ کر بھاگ گئی انہوں نے فرمایا کاش میں مجلس نبوی سے کھڑا نہ ہوتا۔ آپ کی باتیں منتہا رہتا۔

حدیث (۲۹۶۱) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ حَفْصٍ النَخَعِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَقَلْتُ نَاقِيًى عَلَى الْبَابِ فَأَتَانَا نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالُوا الْهَلُوا الْبُشْرَى يَا نَبِيَّ تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ بُشِّرْتَنَا فَأَعْبَلْنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالُوا الْهَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هَذِهِ الْأَمْرِ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَتَدَايى مُنَادٍ فَهَبْتَ نَاقَتَكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ لِذَا هِيَ يَقْطَعُ ذُونُهَا السَّرَابَ فَوَاللَّهِ لَوِ دِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا وَرَوَى عِيسَى عَنْ رُقَيْبَةَ عَنْ قَبَسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ جِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ لِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَلَدِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلَ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی اونٹنی کو ہاندہ دیا۔ تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ تو آپ نے فرمایا اے بنو تمیم دین کی کچھ پیدائش پر جنت کی بشارت قبول کرو۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ ہمیں بہت خوشخبریاں سناچکے۔ آپ کچھ مال و متاع بھی تو دیں۔ دوسرے کہا۔ پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ احکام الہی پر اے یمن والو! تم خوشخبری کو قبول کرو اس لئے کہ بنو تمیم نے تو اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یا رسول اللہ! اسے قبول کر لیا۔ کہنے لگے کہ ہم تو آپ سے اسی نفع فی الدین کے بارے میں پوچھنے آئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت موجود تھا جبکہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور آپ کا عرش پانی پر تھا۔ اور ذکر یعنی لوح محفوظ میں ہر چیز پیدا ہونے والی لکھ دی۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس اس وقت ایک پکارنے والے نے پکارا کہ ابن الحصین تمہاری اونٹنی چلی گئی۔ پس میں اس کی تلاش میں چل پڑا۔ پس وہ تو اتنی دور چلی گئی کہ اس کے اور میرے درمیان وہ ریت جو دو پہر کو پانی معلوم ہوتا ہے وہ حائل ہو گیا۔ یعنی وہ جلدی دوڑ گئی پس اللہ کی قسم! میری یہ خواہش تھی کہ میں اسکو چھوڑ دیتا۔ اور دوسری سند جو یمنی سے ہے اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بہت دیر تک کھڑے ہو کر وعظ بیان کرتے رہے۔ پس آپ نے ہمیں مخلوقات کی پیدائش۔ معاش اور محاد تک کو بیان فرمایا۔ کہ چلتی لوگ اپنی اپنی منازل میں اور چمنی اپنے اپنے مقامات میں داخل ہوں گے۔ یہ سب کچھ بتایا جو یاد رکھ سکتا تھا اس نے اسے یاد رکھا۔ اور جس نے بھولنا تھا اس نے اسے بھلا دیا۔

حدیث (۲۹۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ يَوْمَ يَقُولُ اللَّهُ شَعْمِي بَنُ آدَمَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْعِمَنِي وَيُكَلِّبُنِي وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَمَا شَعْمُهُ

فَقُولُهُ إِنَّ لِي وَلَدًا وَأَمَّا تَكْلِيْفُهُ فَقُولُهُ لَيْسَ يُعْذِلُنِي كَمَا بَدَأْنِي.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بلند و برتر فرماتا ہے مجھے آدم کا بیٹا گالی دیتا ہے۔ حالانکہ اسے مجھ کو گالی دینا مناسب نہیں ہے۔ اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ اسے یہ لائق اور مناسب نہیں ہے اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس کا کہنا ہے کہ میرے لئے اولاد ہے۔ اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے نہیں لوٹا بیگا جیسا کہ اس نے مجھے ابتدا میں پیدا کیا۔

حدیث (۲۹۶۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ لِي كِتَابَهُ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کے پیدا کرنے سے فارغ ہوئے تو اپنی اس کتاب لوح محفوظ میں جو اسی کے پاس عرش کے اوپر ہے یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غیض و غضب پر غالب رہے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔۔۔ فامی اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ العینا بالخلق الاول میں ہاء نے عینا کو متعدی کر دیا ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ جب ہم نے تم کو پیدا کیا تو کیا تمہاری پیدائش نے ہمیں عاجز کر دیا البتہ یہاں فاعل کو حذف کر دیا گیا کیونکہ ظرف اس پر دلالت کرتا ہے اور حکم کے قائم مقام ہے۔ جو دوسری آیت میں وارد ہے۔ ہین انشاءناکم تو جب لفظ انشاء کا ذکر آ گیا تو اس کے معنی بیان کر دیئے۔ کہ انشاء بمعنی خلق لیکن جبکہ آیت میں انشاء کا ذکر ہے تو تفسیر میں بھی خلقکم کو لائے۔ صرف خلق پر اکتفا نہیں کیا۔ طورہ ای قدرہ مقصد یہ ہے کہ طور کے اصلی معنی قدر کے ہیں۔ پھر زمان اور غیر زمان کی مقدار کو طور کہنے لگے فامیہا عن الخ یعنی اجمالاً بتلایا کہ قضی اللہ الخلق یہ محل ترجمہ ہے۔ اس باب سے مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ قدم سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔ بلکہ سب کے سب محدث اور مخلوق ہیں۔

ب۔ نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

(غالب) از مرتب مغرلہ

تشریح از شیخ زکریا۔۔۔ کتاب بدء الخلق کو بیان کرنے کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ صحیح بخاری انواع حدیث کی اقسام میں سے جامع ہے۔ اور جامع کے اندر حدیث کے آٹھ ابواب جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخ بھی ہے۔ تو امام بخاریؒ نے یہاں سے ابواب التاريخ کو بیان کرنا شروع کیا ہے۔ جس کو کتاب التفسیر تک لے جائیں گے۔ کیونکہ میرے نزدیک کتاب المغازی کوئی مستقل الگ کتاب نہیں ہے بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک حصہ ہے۔ جس کو کتاب المغازی سے پہلے شروع کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کے ابواب بہت پہلے ہوئے تھے۔ اس لئے اس کو الگ کتاب کا نام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جیعہ الوداع کا باب ذکر فرمایا ہے۔ اور مرض اور وفات کے ابواب بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ سب آپؐ کے احوال کا مکمل ہیں اس کا بیان مقدمہ میں ہو چکا ہے۔ بدء بمعنی ابتداء۔ حافظ فرماتے ہیں بدء الخلق میں بدء بمعنی ابتداء کے اور خلق معنی میں مخلوق کے ہے۔

العینا الخ قطب گنگوہیؒ کے معنی کی تائید شراح کے اقوال سے ہوتی ہے۔ جو فرماتے ہیں ما اعجزنا الخ الاول کہ ہمیں خلق اول سے کس چیز نے عاجز کیا۔ مولانا محمد حسن مکی لکھتے ہیں الخالق الاول القی علیہا کہ کیا خلق اول نے ہم پر عاجزی ڈال دی۔ تو یہ حاصل معنی کی تفسیر ہوئی۔ صاحب جمل فرماتے ہیں بالخلق الاول میں ہاء سببیہ کے لئے یاعن کے معنی میں ہے۔ اور استفہام انکاری ہے۔

مَتنِیْہِہُ لَمْ یَعْمَرْ عَنِ الْاِبْدَاءِ فَلَا تَعْمَرْ عَنِ الْاِعَادَةِ تَوْحَاہُ مَعْنٰی یٰحٰی ہُوئے کہ ہم خلقِ اوّل کی وجہ سے عاجز نہیں ہو گئے۔

فی الایۃ الاخری اذ انشاء کم من الارض امام بخاری نے اذ انشاء کم کے معنی حین انشاء کم نقل فرمائے ہیں چونکہ آیت میں انشاء کم تھا تو تفسیر میں محض خلق نہیں فرمایا بلکہ خلقکم فرمایا۔

عدا طورہ حافظ فرماتے ہیں کہ طور کذا و طور کذا سے قد خلقکم اطوار کی تفسیر کرنا مقصود ہے۔ کہ مختلف احوال و ادوار سے گذر کر پیدا فرمایا۔ نطفہ، مضغہ، علقہ وغیرہا۔ بعض نے صحت اور بیماری کے مختلف احوال سے تفسیر کی ہے۔ اور بعض نے مختلف رنگ اور مختلف زبانوں سے تفسیر کی ہے۔ اور ابن اثیر نے اطوار، تارات، ملک مودہ، ملک مودہ وغیرہ۔ اور مولانا محمد حسن کئی کی تقریر میں ہے عدا طورہ بڑھ گیا اپنے انداز سے۔

حتی دخل اهل الجنة یہ اخبرنا کی غایت ہے۔ ای اخبرنا عن مبتداء الخلق شیئا بعد شیء الی ان انتہی الاخبار عن حال الاسطرار فی الجنة والنار: لیکن مبتداء، معاش اور معاد تک کی خبریں بتلا دیں۔ یہ آپ کا مجزہ تھا کہ ان سب اخبار کو ایک ہی مجلس میں بیان فرمایا۔ یہ جوامع الکلم کی شان تھی۔

مما قضی الخلق ای خلق الخلق ای قضی کے معانی میں سے ایک فرع بھی ہے۔ حکم، اتفاق امضی کے ہیں علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش خلقِ قلم سے مقدم ہے۔ جس قلم نے مقادیر کو لکھا۔

تفسیر از قاسمیؒ - لم یکن شیء وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ قدیم اور ازلی ہے۔ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ نہ پانی نہ عرش۔ نہ روح۔ کیونکہ سب اشیاء غیر اللہ تعالیٰ ہیں۔

کان عرشہ علی الماء کا مطلب یہ ہوا کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا فرمایا۔ پھر عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔ حدیث عماء پر حضرت نا لوتیؑ کا رسالہ قائل دید ہے اور اس کا کچھ حصہ مولانا قاری محمد طیبؒ نے اپنی کتاب فطری حکومت میں نقل فرمایا ہے۔ (مرتب)

اخبرنا ای عن جمیع احوال المخلوقات رحمتی غلبت غضبی اور بعض روایات میں سبقت کے الفاظ ہیں یہ سبقت اور غلبہ تعلق کے اعتبار سے ہے جو حادث ہے۔ کیونکہ رحمت ذات مقدسہ کا تقاضا ہے۔ اور غضب بندے کے جرم پر موقوف ہے اور رحمت تو اس بچے پر بھی ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے۔ یا جو دودھ پیتا ہے۔ یا دودھ چھوڑ چکا ہے۔ نہ اس سے طاعت کا صدور ہوا اور نہ ہی کوئی گناہ سرزد ہوا۔ جمہ سے وہ غضب کا مستحق ہوتا۔ رحمت اور غضب تعلق کی وجہ سے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ یا دونوں صفات نہیں بلکہ فصل ہیں۔ اور افعال میں تقدیم و تاخیر ہوتی ہے۔ صفت تو قدیم اور لازم ہوتی ہے۔ جس میں انقطاع نہیں ہوتا۔ فافہم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبْعِ اَرْضَيْنِ

ترجمہ۔ باب سات زمینوں کے بارے میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الایۃ) وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ السَّمَاءُ سَمَكُهَا بِنَاءُهَا الْمُعْبُكُ اسْتَوَاءُهَا وَحُسْنُهَا وَادْنَتْ سَمِيعَتْ وَأَطَاعَتْ وَأَلْقَتْ أَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوْتِ وَتَغَلَّتْ عَنْهُمْ طَحَلًا دَحَلَهَا السَّاجِرَةُ وَجْهَ الْاَرْضِ كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ نُومُهُمْ وَسَهْرُهُمْ۔

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس نے ساتوں آسمان پیدا کئے اور ان جیسی زمینیں پیدا کیں یعنی سات۔ السقف المرفوع سے مراد آسمان ہے وفع سمکھا اس کی بنا اور عمارت کو بلند کیا۔ والسماء ذی الحبک اس کا ہموار ہونا اور اس کی خوبصورتی۔ اذنت کے معنی اس نے سن لیا اور فرمانبرداری کی۔ والقت یعنی زمین نے جو کچھ مردے وغیرہ اس میں تھے سب کو باہر پھینک دیا۔ وتخلت اور ان سے خالی ہوگئی۔ طعھا یعنی زمین کو پھیلایا۔ بالساھر مدئے زمین جس میں جاندار رہتے ہیں اسی میں ان کا سونا اور جاگنا ہے۔

حدیث (۲۹۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنَّاسٍ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ فَلَيْدَ شَيْءٍ طَوَّلَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان زمین کے بارے میں جھڑا تھا وہ اپنی بھوپھی عاتشہ کے پاس آئے اور اس جھڑے کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا اے ابوسلمہ! زمین سے بچتے رہو۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے زمین کی ہاشت کے مقدار کسی پر ظلم کیا تو سات زمینوں کا ہارا سکے گلے میں ڈالا جائیگا۔

حدیث (۲۹۶۵) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ لَيُدَّ اسْتِدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَلْسَنَةً اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مَثَوِيَّاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرَّ الْيَدَيْنِ جُمَادَى وَشَعْبَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ زمانہ گھومتا ہوا اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ سال بارہ مہینہ کا ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت و عزت والے ہیں۔ تین تو مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

حدیث (۲۹۶۶) حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَنَّازِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ خَاصَمْتُهُ أَرَوِي فِي حَقِّي رَعِمْتُ أَنَّهُ انْتَقَصَ لَهَا إِلَى مِرْوَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أَتَقِصُّ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شَهْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظَلَمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي الزُّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زید سے مروی ہے کہ اروئی کا ان سے جھڑا ہو گیا مروان کی طرف وہ کہتی تھی کہ حضرت سعید نے اس کی زمین کم کر دی ہے۔ تو حضرت سعید نے فرمایا کہ میں اس کے حق میں سے کچھ کی کر سکتا ہوں۔ جب کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے زمین کا کچھ حصہ بھی ظلم کر کے لے لیا تو اس کے بدلے قیامت کے دن سات زمینیں اس کے گلے کا ہار بنا ڈالی جائیں گی۔ ابن ابی الزناد ہشام سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید نے مجھے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

تشریح از شیخ لنگوتیؒ۔ کان فیہا الخیوان شاید زمین کو ساہرہ کہنے کی یہی وجہ ہو کہ اس میں حیوانات کا سونا اور جاگنا ہے کان شک سے اسلئے بیان کیا کہ یقین نہیں ہے۔ یا ساہرہ اور ارض کے درمیان کسی علاقہ حجاز کا تین نہیں ہے۔ استعمال الحال للمحل کیا گیا ہے۔ یعنی حال بولا اور محل مراد لیا۔

قد استدار کھیتہ الخ یعنی زمانہ اب ایسے ہو گیا جیسے پہلے تھا کہ اس میں کوئی تغیر و تبدل طاری نہیں ہوگا جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے تھے۔ در زمانہ تو اپنی ہیئت پر چل رہا ہے۔ لیکن عربوں نے اس میں تغیر کر دیا کہ مینوں کو ان کے اوقات سے بدل دیا۔ محرم میں لڑائی لڑی اور صفر کو محرم بنا دیا اسی کو تغیر شمار کیا گیا ہے۔ یوم خلق السموات والارض اگر اوضہ میں ہے تو ہجرت جہ پر اس کی دلالت ظاہر ہے۔ اگر مفرد کا مینہ ہو تو الارض پر الف لام جنس کا ہوگا۔ یا مہد خارجی کا اس سے اس روایت کی طرف جس میں سبع اوضہ کے الفاظ وارد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الساہرة قرآن مجید میں ہے۔ فاذا هم بالساہرة۔ تو علامہ مثنیٰ فرماتے ہیں کہ زمین کا نام ساہرہ اس لئے رکھا گیا کہ مخلوقات کا سونا اور جاگنا اسی میں ہے۔ اور قلب لنگوتیؒ نے شک کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ انہوں نے کان کو بتشدید النون پر محل کیا۔ علامہ مثنیٰ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ انہوں نے لعل سے اس کی تفسیر کی ہے۔ لیکن عام شراح حضرات نے اس کو لفظ ما من الکون پر محمول کیا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے بھی تکرر ترجمہ کیا ہے۔ بود در روئے زمین جائد اران۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے قیامت کی زمین مراد ہے۔ جوارض بیضاء عفراء ہوگی۔ یعنی یہ وہ زمین ہوگی جس پر نہ کوئی گناہ کیا ہوگا نہ خون بہایا گیا ہوگا۔

کھیتہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ کاف مصدر محدود کی صفت ہے ای استدار استدار قفطل حالہ یوم خلق السموات الخ اور زمان کا لفظ اگر چہ قلیل و کثیر وقت پر بولا جاتا ہے۔ لیکن اس جگہ اس سے مراد سال ہے۔ تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ عرب کے لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کر لیتے۔ اس کو نسبی کہا جاتا ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے انما النسی زیادۃ فی الکفر بلکہ ہر سال ایک مہینہ کو دوسرے مہینہ تک منتقل کرتے رہے۔ پس جب یہ سال ہوا تو وہ اپنے زمان مخصوص کی طرف گھوم پھر کر آ گیا۔ اور بعض حضرات نے تو کہا ہے کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال تک اپنے حج کو اسے مؤخر کر دیا۔ تاکہ سال اپنی اصلی حالت پر آ جائے تاکہ حساب صحیح ہو جائے۔ یہی حجۃ الوداع کا سال تھا چنانچہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کا حج ذی قعدہ میں تھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں ہوا۔

بلفظ الجمع امام بخاریؒ کا مقصد اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ آیت کریمہ میں ومن الارض مفلہن آیا ہے اس کو ثابت کرنا ہے کہ زمین کے بھی سات طبقات ہیں۔ جیسے آسمان ایک دوسرے کے اوپر ہیں اسی طرح زمین کا حال ہے۔ اور بھیگی وغیرہ میں ہے سبع ارضین فی کل ارض آدم کا دمکم ونوح کنو حکم و ابراہیم کلہم اہکم ونہی کنہم میرے نزدیک امام بخاریؒ کی تنویہ بالارضین سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ حالانکہ آیت میں السموات کا ذکر پہلے ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ آسمان اور زمین میں سے افضل کون ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ آسمان افضل ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی۔ اور وہاں ابلیس نہیں ہے اور بعض نے کہا زمین افضل ہے۔ کیونکہ وہ مدفن نبی ہے۔ اور ملامی قاریؒ نے شرح المناکب میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیاء علیہ السلام کی قبر اقدس کی جگہ جو آپ کے اعضاء شریفہ کو ڈھانپے ہوئے ہے وہ روئے زمین کے قطعات سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور آسمان کی افضلیت کے قائل ہیں۔

بَابُ فِي النُّجُومِ

ترجمہ۔ باب ستاروں کے بارے میں

وَقَالَ لِقَادَةُ زَيْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحِ خُلِقَ هَذِهِ النُّجُومُ لِغَلَبِ جَعَلَهَا زَيْنَةً لِلْسَّمَاءِ وَزُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا لِمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ أَعْطَا وَأَضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَشِيمًا مُتَفَرِّجًا وَالْأَبُ مَا يَأْكُلُ الْإِنْعَامَ وَالْإِنْعَامُ الْخَلْقُ بَرَزَخَ حَاجِبٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَلْفَا مَلْفَةً وَالْغَلَبُ الْمُلْطَفَةُ فِرَاشًا مِهْدًا كَقَوْلِهِ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ نَكَدًا قَلِيلًا.

ترجمہ۔ حضرت قادہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں یعنی ستاروں سے زینت بخشی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ستاروں کی پیدائش کی حکمت کی تین چیزیں بتائی گئی ہیں۔ آسمان کی زینت۔ دوسرے شیاطین کے لئے چوٹکا اور نشانیاں جن سے راہ معلوم کیا جاتا ہے جس نے ان وجوہ کے علاوہ کوئی اور تاویل کی تو اس نے غلطی کی اور اپنا حصہ دنیا آخرت کا ضائع کر دیا۔ کہ وہ عمال یعنی باتوں میں مشغول ہو گیا۔ اور اس نے ایسے علم کے حاصل کرنے کے لئے تکلیف اٹھائی جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے تفسیر فرمائی ہشیم تدریجہ الریح ای متغیرا۔ اب کے معنی ہیں چارہ جس کو جانور کھاتے ہیں۔ الانعام کے معنی مخلوقات کے ہیں۔ برزخ کے معنی پردہ کے ہیں۔ اور مجاہد فرماتے ہیں الفا مالفہ معنی لپٹے ہوئے اور یکی معنی غلب کے ہیں۔ یعنی لپٹے ہوئے۔ لغوات بمعنی بھونکا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین میں تمہارے لئے لٹکاتا ہے۔ نکدا لا یخرج الانکدا کے معنی تھوڑا۔

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

ترجمہ۔ سورج اور چاند کے حساب کی صفت کیا ہے

قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحَى وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَغْلَوْنَهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةٌ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهَبَانٍ ضَحَاها ضَوْءُهَا وَأَنْ تَدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتَرْضَوْهُ أَحَدُهُمَا ضَوْءُ الْآخِرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَشِيشَيْنِ نَسْلُجُ نَخْرُجُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَيُجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاهِبَةً وَهَيْبَةً تَشَقُّقُهَا أَرْجَائُهَا مَا لَمْ يَنْشَقْ مِنْهَا فَهِيَ عَلَى خَافَتِهِ كَقَوْلِكَ عَلَى أَرْجَاءِ الْبَيْرِ أَغْطَشَ وَجَنَ أَظْلَمَ وَقَالَ الْحَسَنُ كَوَّرَتْ تَكْوَرُ حَتَّى يَلْغَبَ ضَوْءُهَا وَاللَّيْلُ وَمَا وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ اتَّسَقَ اسْتَوَى بَرُوجًا مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْخُرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْخُرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسُّمُومُ بِالنَّهَارِ يُقَالُ يُولُجُ يَكْوَرُ وَلِيَجْعَلَ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلَتْهُ فِي شَيْءٍ.

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ حوسبان الرحی کہ چکی کے حساب سے۔ کہ درمیانی رخ سے ان کا فاصلہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ اور مجاہد کے علاوہ دوسرے حضرات نے حسان کے معنی حساب اور منازل کے کئے ہیں۔ کہ وہ دونوں ان منزلوں سے تہاؤ نہیں کرتے اور حسان حساب کی جمع ہے۔ جیسے شہاب کی جمع شہبان ہے۔ والشمس وضوحا میں ضحا کے معنی روشنی کے ہیں۔ لا الشمس ان تدرك القمر یعنی ایک کی روشنی

دوسری کی روشنی کو چھپالے۔ ایسا ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ ولا اللیل سابق النہار یعنی دونوں جلدی جلدی ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں۔ نسلخ ہم ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک چلتا رہتا ہے۔ وہی یومئذ و اھیئوا اس کو چیرتا ہے۔ ارجاء ہا اور جو حصہ اس سے نہ بچے وہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا۔ جیسے کہتے ہیں الرجاء البراء ای جوانب البراء۔ اغطش اور جن دونوں کے معنی تاریک کے ہیں۔ اور حضرت حسن فرماتے ہیں کدوت ای نکود یعنی سورج لیٹا جائے گا یہاں تک کہ اس کی روشنی پٹی جا نیگی واللیل و ماوسق جو جانوروں کو جمع کرتی ہے۔ انسق یعنی ہموار ہوا۔ بروجا سورج اور چاند کے منازل ہیں۔ الحورور دن کے وقت صوب کے ساتھ جو لو چلتی ہے وہ حورور ہے۔ ابن مہاسن اور روایت فرماتے ہیں کہ حورورات کو اور مسمودن کو ہوتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بولج بکور کے معنی میں ہے۔ ولہجہ ہر وہ چیز جس کو تو دوسری چیز میں داخل کر دے۔

حدیث (۲۹۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ غَرَبَتِ الشَّمْسُ تَلِدُنِي أَبْنٌ تَلْعَبُ فَلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَلْعَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوجِبُكَ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يَقَالُ لَهَا إِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے حضرت ابو ذر سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بھڑ جاننے والے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورج جا کر عرش الہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ پھر اجازت مانگتا ہے۔ پس اسے اجازت دی جاتی ہے۔ مغرب یہ سجدہ کرے گا۔ لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اجازت طلب کرے گا اس کو اجازت نہیں ملے گی۔ بلکہ اس سے کہا جائے گا جہاں سے تم آئے ہو وہاں واپس چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ کہ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چل رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ غالب اور علم والے کا نظام الاوقات ہے۔

حدیث (۲۹۶۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكْوَرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن پیٹ لئے جائیں گے۔ یعنی بے نور ہو جائیں گے۔

حدیث (۲۹۶۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ النَّخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے تھے کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت اور کسی کی زندگی کا وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو نماز پڑھو۔

حدیث (۲۹۷۰) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو نہ تو کسی کے مرنے کی وجہ سے بے نور ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کے پیدا ہونے پر۔ پس جب تم ان کو دیکھو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

حدیث (۲۹۷۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَزَّازِيُّ قَالَ عَائِشَةُ أَخْبَرَتُنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ لِكَبْرٍ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ الْاُولَى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ الْاُولَى ثُمَّ سَجَدَ سَجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ قَعَلَ فِي الرُّكْعَةِ الْاُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَالْزِعُوا إِلَى الصَّلَاةِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن سورج چھوٹا ہوا یعنی سورج گرہن لگا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر تکبیر کی۔ پھر ایک لمبی قرأت پڑھی۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا۔ پھر اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اور سمع اللہ لمن حمد کہا۔ پھر اسی طرح قیام کیا لمبی قرأت کی جو پہلی قرأت سے کم تھی پھر ایک لمبا رکوع کیا جو پہلی رکعت سے کم تھا۔ پھر لمبا سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر اس وقت سلام پھیرا جب کہ سورج روشن ہو چکا تھا پس لوگوں کو کسوف الشمس یعنی سورج گرہن کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جو نہ تو کسی کی موت پر اور نہ ہی کسی کی پیدائش پر بے نور ہوتے ہیں پس جب تم ان دونوں کو بے نور ہوتے دیکھو گھبراتے ہوئے نماز کی طرف جاؤ۔

حدیث (۲۹۷۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا.

ترجمہ۔ حضرت ابومسعود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب تم ان دونوں کو دیکھو تو نماز پڑھو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کہ حسان الرحمنی الخ مقصد یہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں اپنے مقرر شدہ پروگرام کا خلاف نہیں کرتے جیسے چکی اپنے مقررہ دور کے خلاف نہیں گھومتی۔ بلکہ جو قرب و بعد اس کا قطب سے مقرر ہے اس کے خلاف اس کا گھومنا ممکن نہیں ہے۔

قال غیرہ غرض یہ ہے کہ ان دونوں کے اقوال کی مراد میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک کا قول الگ الگ نقل کر دیا اگرچہ مقصود مدعا ایک ہے۔ حسان اس تفسیر سے مقصد یہ ہے کہ یہ کلمہ جیسے مصدر ہے ایسے جمع کے اوزان میں سے بھی ہے تو یہ لفظ مشترک ہوا۔

قوله ينتشق منها الخ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول والملك علی ارجائها یہ اس وقت ہے جب کہ آسمان نہ پٹھا ہو جب پٹ جائے گا تو پھر کنارے کہاں ہوں گے۔ پھر اس کے معنی بیان فرمائے ای علی حافته جیسے کہتے ہیں علی ارجاء البہر جس کے معنی ہیں اطراف البہر اور ولجہ یعنی لعلہ بمعنی مفعولہ کے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - لا یخلفان الخ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ مقصد اور مراد یہ ہے کہ وہ دونوں اپنی حرکت روحیہ ددریہ کے مطابق چل رہے ہیں۔ اس سے تمہاد نہیں کرتے۔ تو گویا تشبیہ جبری علی وضع واحد و موضع واحدش ہوئی۔ یعنی دونوں ایک طریقہ پر اور ایک ہی جگہ پر چل رہے ہیں۔ جن میں تغیر ممکن نہیں ہے۔ ورنہ شمس و قمر دونوں کی حرکت دولابی ہے۔

حسبان جماعۃ الحساب علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ حسبان کسی تو خفوان کی طرح مصدر مستعمل ہوتا ہے اور کبھی جمع حساب کی ہے جیسے شہا بہک جمع شہان ہے۔

وہیہا تشققھا فہی یومئذ واہیہ میں وہی کی تغیر تشقق سے کی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں واہیہ بمعنی معززہ ضعیفہ، ریزہ ریزہ ہو کر زور ہو جائے۔

علیٰ ارجائہا جمع رجاء کی۔ کنویں کی من کو کہتے ہیں تو معنی ہوں گے الملک الی حافات السماء یعنی آسمان کے پھٹنے کی وقت فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب آسمان پھٹے گا تو فرشتے پھٹنے والی جگہوں سے ہٹ کر کناروں پر چلے جائیں گے۔ اگرچہ صفحہ اولیٰ کے وقت فرشتوں پر موت آجائے گی۔ لیکن قبل ازیں وہ تھوڑی سی دیر کے لئے آسمان کے کناروں پر ٹھہریں گے۔ یا الامن شاء اللہ کے تحت مستثنیٰ ہوں گے۔ اور قرآن مجید میں ہے لم یخلفوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولہجہ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ ولہجہ بردوزن فعلہ ولوج سے مشتق ہے جس کے معنی دخول کے ہیں۔ اور بعض مفسرین نے ولجہ کے معنی خیانت دھوکہ اور راز کے کئے ہیں۔ یعنی کوئی مسلمان کسی مشرک کو اپنے راز نہیں بتائے گا مطلب یہ ہے کہ مؤمنین کے سوا کسی کو اپنا ولی اور رازدار نہ بناؤ۔

تشریح از قاسمیؒ - حتیٰ تسجد اگر اشکال ہو کہ سورج کی توپیشانی نہیں ہے اور تابعداری اسے ہمیشہ حاصل ہے۔ تو پھر سجود کے کیا معنی ہوئے۔ تو جواب یہ ہے کہ مساجد عند الغروب کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے۔ اور اجازت طلوع من المشرق کی طلب کی جاتی ہے۔

والشمس تجری لمستقر لہا کی تفسیر بعض حضرات نے یہ فرمائی ہے وہ اپنی اس مدت تک چلتا رہے گا جو اس کی بقاء عالم کیلئے مقرر ہے۔ اور بعض نے مستقر سے مراد غایۃ اور قیامیٰ لیا ہے جو گری میں اوپر کو چڑھتا ہے اور پھر نزول کرتا ہے۔ باقی تحت العرش قرار پکڑنا یہ غیب کی خبر ہے۔ جس کو نہ ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت بتا سکتے ہیں۔ البتہ فلاسفہ کے اعتراضات اور اس کے جوابات علامہ محمود آلوسیؒ نے روح المعانی میں نقل فرمائے ہیں کہ جب سورج دن رات چل رہا ہے ہمارے بلاد میں دن ہے اور امریکہ میں رات ہے تو پھر سجود کس وقت ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو خود انہوں نے مقدمات قائم کئے کہ ایک جد اسلی ہوتا ہے۔ دوسرا جد مثالی ہوتا ہے۔ وہ جد مثالی بھی جد اسلی کی طرح کام کرتا ہے۔ تو سورج کا جد اسلی برابر چلتا رہتا ہے۔ جد مثالی الگ ہو کر سجود ریزہ ہوتا ہے پھر جد اسلی سے آ کر مل جاتا ہے۔ اور جد مثالی اور اس کی حرکات کو لاسفہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ قابل دید بحث ہے فار جمع الی روح المعانی۔

یکوڈان یعنی سورج اور چاند جمع کر کے لپیٹ لئے جائیں گے۔ جیسے بگڑی لپٹی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ

الرِّيَّاحَ بُشْرًا لِّبَن يَذِي رَحْمَةً (آلۃ)

ترجمہ - فاصفا یعنی وہ ہوائیں جو ہر چیز کو توڑیں گی لوائح ملائحہ ملحقہ یعنی عالمہ۔ اعصار ریح عاصف یعنی سخت چلنے والی ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف عمود کی طرح چلے جس میں آگ ہو اور قرآن مجید میں ہے ریح فیہا صر جکے معنی شندک کے ہیں۔ نشرانا شر

کی جمع بمعنی مطروق۔ اگر بشرًا ہو تو بشیر کی جمع خوشخبری دینے والی ہوائیں۔

حدیث (۲۹۷۲) حَدَّثَنَا آدَمُ النَّحْ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالْغَبَا وَأَهْلِكْتُ غَاذًا بِالْذُّبُورِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا پردا ہوا جو شرق سے چلتی ہے میری اس سے مدد کی گئی اور بچھو ۱ جو مغرب سے چلتی ہے اس ہوا سے عادی قوم کو تباہ کیا گیا۔

حدیث (۲۹۷۳) حَدَّثَنَا مَعْنَى بْنُ إِسْرَاهِيلَ النَّحْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ الْبَلَّ وَأَذْبَرَ وَذَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَإِذَا أَطْمَرَتِ السَّمَاءُ سَرَى عَنْهُ لَفَرَفَتُهُ عَائِشَةُ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَأَوْهُ غَارَ ضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْ ذُنُوبِهِمْ. اللَّهُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں سے کسی بادل کو دیکھتے جس کے متعلق برسنے کا خیال ہوتا تو وہ ایک حال پر برقرار نہیں رہتے تھے۔ کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی گھر میں داخل ہوتے کبھی اس سے باہر نکلتے۔ بہر حال خوف کی وجہ سے پریشان ہوتے تھے۔ اور آپؐ کا چہرہ انور بدل جاتا پس جب بارش برس لیتی تب آپؐ کی پریشانی دور ہوتی جس کو حضرت عائشہؓ خوب پہچانتی تھیں پوچھنے پر آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا شاید ایسا ہو جیسا عادی قوم نے کہا تھا جب کہ انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہا خدا عارضِ مطر بنا یعنی یہ سامنے آنے والا بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ "لواقع ای ملاح یعنی ہوائیں لاقحہ نہیں ہوتیں بلکہ ملقحہ ہوتی ہیں۔ لیکن لازم بمعنی متعدی کے ہے کہ پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ حقیقی معنی لاقحہ کے حاملہ کے ہیں۔ مراد ملقحہ ہے۔"

تشریح از شیخ زکریا۔ "امام بخاریؒ نے اس سے اشارہ فرمایا ہے کہ آیت کریمہ وارسلنا الرياح لملاقحہم جمع ہے۔ جو ملقحہ کی جمع ہے۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ہوائیں ایک جہ سے لاقحہ حاملہ ہیں کہ وہ پانی کو اٹھانے والی ہیں۔ اور دوسری وجہ سے ملقحہ ہیں۔ محمولہ ہیں کہ وہ بادلوں میں عمل کرتی ہیں۔ چنانچہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں الرياح لتحمل الماء لتلقح السحاب کہ بادلوں کو لے کر چلتی ہیں۔ اس طرح غجرتی ہیں جس طرح اونٹنی دودھ دیتی ہے کہ وہ باش برساتے ہیں۔"

تشریح از قاسمی۔ "آندھی اور بادلوں کے آنے کے وقت آپؐ کی پریشانی چہرے کا تغیر اور اضطراب کیوں تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے مَا كُنَّا لَعَلَّهِمْ وَأَنْتَ لَهُمْ الْآيَةُ کہ جب تک آپؐ ان کے اندر ہیں ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ اور ان اللہ لا یخلف المیعاد کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتے۔ تو وجہ یہ تھی کہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی بیعت طاری ہو جاتی۔ ان اللہ علی کل شیء قدير ہے۔ وعدہ کے باوجود اگر وہ عذاب بھیج دے تو اسے ضرورت قدرت حاصل ہے اس لئے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اس کو علماء دیوبند نے امکان کذب سے تعبیر کیا ہے۔ وقوع کذب تو محال ہے۔ امکان کذب قدرت و اختیار کی وجہ سے ہے۔ جس پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ دیوبندی تو اللہ تعالیٰ سے کذب کے صدور کے قائل ہیں۔ حالانکہ کہا وقوع اور کجا امکان۔ سمجھ کی بات ہے۔"

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

ترجمہ۔ فرشتوں کے ذکر کے بارے میں

وَقَالَ النَّسَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّافُونَ الْمَلَائِكَةُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام حبر الیہود نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام تو فرشتوں میں سے یہود کا دشمن ہے اور ابن عباس فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے نحن الصافون کہ ہم تو صف بائیں والے ہیں۔ اس سے فرشتے مراد ہیں۔

حدیث (۲۹۷۵) حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ الْخَعَنِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ وَذَكَرَ يَغْنَى رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَاتَيْتُ بِطُغَيْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُِّلِّيٍّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشَقَّ صَلْدِي مِنَ النَّخْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِيَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا وَأَتَيْتُ بِدَايَةِ آيَةٍ أَنِيضُ ذَوْنَ الْبَهْلِ وَلَوْ أَنَّ الْحِمَارَ الْهَرَّاقِ لَانْطَلَقَتْ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى آتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا وَلَيَعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَيَعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى عِيسَى وَيَحْيَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ آخِ وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَيَعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ فَاتَيْتُ يُوسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ آخِ وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قِيلَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَيَعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا مِنْ آخِ وَنَبِيِّ فَاتَيْتُ السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَيَعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ فَاتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ آخِ وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ السَّادِسَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ

أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرَحَبًا بِهِ وَلَيْعَمَ الْمَجْبِيُّ جَاءَ فَاتَّيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَرَحَبًا بِكَ مِنْ آخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى فَقِيلَ مَنْ أَنْكَاكَ قَالَ يَارَبِّ هَذَا الْقَلَامُ الَّذِي بَعَثَ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْفَضْلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي فَاتَّيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرَحَبًا بِهِ وَلَيْعَمَ الْمَجْبِيُّ جَاءَ فَاتَّيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرَحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنَبِيٍّ فَرَفَعَ لِي الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَغُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ وَرَفَعَتْ لِي سِلْرَةً الْمُتَنَهَى فَإِذَا نَبَقَهَا كَانَتْ قِلَالٌ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَانَتْ إِذَا الْفُؤُولُ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النَّبِيلُ وَالْقُرَاطُ ثُمَّ لِرُضْتِ عَلَى خَمْسُونَ صَلَوةً فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوسَى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ لِرُضْتُ عَلَى خَمْسُونَ صَلَوةً قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالِجْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَإِنْ أَمْتِكَ لَا تُطِيقُ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّهْ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلَاثِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا فَاتَّيْتُ مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَاتَّيْتُ مُوسَى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهُ قُلْتُ سَلَّمْتُ بِخَيْرِ قُنُودِي أَنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ لِرِضَتِي وَخَفَقْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجَزْتُ الْحَسَنَةَ عَشْرًا وَقَالَ هَمَامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن مصدق فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں بیت اللہ کے پاس کچھ نیند اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا کہ آپ نے دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی کا ذکر کیا یعنی تین آدمی جو فرشتے تھے جو انسانی شکل میں تھے۔ تو میرے پاس سونے کا تھال لایا گیا۔ جو دانش اور یقین سے لبریز تھا تو میرے سینے سے لے کر پیٹ کے نچلے حصے تک چیرا گیا۔ پھر اس کے باطن کو زعم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اور میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو پھر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا۔ یعنی براق لایا گیا اس پر سوار ہو کر میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم لوگ آسمان دنیا تک پہنچے تو پوچھا گیا کون ہے کہا گیا کہ جبرائیل ہوں پوچھا گیا یہ آپ کے ساتھ دوسرا کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ کیا آپ کیلئے طلبی کا حکم بھیج دیا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا کہ مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان پر سلام کیا انہوں نے فرمایا مرحبا اے بیٹے اور نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا یہ کون ہے کہا گیا کہ جبرائیل ہے پوچھا گیا کہ آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلبی کے لئے حکم بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو پھر میں عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام کے پاس پہنچا تو ان دونوں نے فرمایا مرحبا اے بھائی اور نبی آنا مبارک ہو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے۔ وہاں بھی پوچھا گیا کہ کون ہے۔ کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا آپ کی طرف طلبی کا فرمان بھیجا جا چکا ہے۔ کہا گیا ہاں کہا

کیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے ان پر سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا مرحبا اے بھائی اور نبی۔ آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر چوتھے آسمان پر پہنچے وہاں بھی پوچھا گیا کہ کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کے پاس طلی کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا گیا مرحبا ہو اور آپ کا آنا مبارک ہو۔ تو میں حضرت اور یس علیہ السلام کے پاس آیا۔ جن پر میں نے سلام کیا انہوں نے کہا بھائی اور نبی مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم چنانچہ جن پر میں نے سلام کیا تو انہوں نے فرمایا وہاں بھی پوچھا گیا یہ کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلی کا فرمان بھیجا گیا ہے۔ کہا گیا ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچے جن پر میں نے سلام کیا تو انہوں نے فرمایا اے بھائی اور نبی مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم چنانچہ آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلی کا فرمان بھیجا جا چکا ہے۔ آپ کیلئے مرحبا ہو اور آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جن پر میں نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا بھائی اور نبی آپ کیلئے مرحبا ہو۔ پس جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا۔ کہنے لگے اے میرے رب! یہ ایک نوجوان لڑکا ہے۔ جس کو میرے بعد مبعوث کیا گیا۔ وہ اپنی امت کے افراد کو جنت میں داخل کریگا جو میری امت کے داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بلاؤے کا پیغام بھیجا جا چکا ہے۔ ان کے لئے مرحبا ہو اور ان کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان پر سلام کیا انہوں نے فرمایا بیٹے اور نبی کے لئے مرحبا ہو خوش آمدید ہو۔ پھر بیت المعمور میرے لئے کھول دیا گیا۔ جس کے بارے میں میں نے جبرائیل سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یہ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ ہے۔ جہاں ہر روز ۷۰ ستر ہزار فرشتہ نماز پڑھتا ہے جب وہ خارج ہوتے ہیں تو پھر آخر تک وہ واپس نہیں آئیں گے پھر مجھے سدۃ المنتہی دکھائی گئی۔ جس کے ہر مقام ہجر کے سنگوں کی طرح تھے اور اس کے پتے سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ ہاتھوں کے کان ہیں اس سدرہ کے تنے کے پاس چار نہریں ہیں۔ دو نہریں باطن کی ہیں اور دو ظاہر کی ہیں جن کے بارے میں میں نے جبرائیل سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا باطنی نہریں تو جنت کی ہیں۔ کوثر اور سلسبیل۔ اور دو ظاہر کی فرات اور نیل ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آ کر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا آپ نے کیا بتایا۔ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں لوگوں کے حال کو آپ سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ میں نے ہنسی اسرائیل کا سخت تجربہ کیا ہے۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کی طرف واپس جا کر تخفیف کا سوال کریں۔ چنانچہ میں نے واپس جا کر تخفیف کا سوال کیا تو چالیس نمازیں کر دیں پھر اسی طرح واپس جا کر سوال کیا تو میں کر دی گئیں۔ پھر اسی طرح مکالمہ ہوا تو میں کر دی گئیں۔ پھر بات چیت ہوئی تو دس رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا بتایا۔ میں نے کہا کہ اب پانچ کر دی ہیں۔ تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں نے کہا اب میں نے تسلیم کر لیا ہے تو اعلان ہوا کہ میں نے اپنا فریضہ اسی طرح جاری رکھا ہے۔ البتہ اپنے بندوں سے تخفیف یعنی کمی کر دی ہے ایک نیکی کے بدلے دس کا ثواب دوں گا۔ مام اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جنہوں نے بیت المعمور کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۷۹۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ النَخَعِيُّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْلُوقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بَطْنِ أَبِيهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيَوْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيَّ أَوْ سَعِيدَهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیث بیان کی اور وہ سچے ہیں اور سچے کہے گئے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کسی ایک کی پیدائش اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں جمع رہتی ہے۔ پھر اس طرح چالیس دن تک ایک علقہ کی شکل میں اور اسی طرح چالیس دن تک مضغہ یعنی گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں اور اسے چار چیزوں کے متعلق حکم دیتے ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ لکھو یہ کیا اعمال کرے گا نیک یا بد۔ اور روزی کیا ہوگی۔ اور اس کی عمر کتنا ہوگی۔ چوتھے یہ ہے نیک بخت ہوگا یا بد بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے پس تم میں سے ایک آدمی برابر عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور جنت کے درمیان محض ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا ہوا اس پر سے سبقت کرتا ہے۔ پس وہ جہنمیوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ عمل جہنمیوں کے کرتا ہے۔ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے۔ پس وہ جنتیوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔

حدیث (۲۹۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَلَاخِبَةً فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَلَاخِبَةً فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیلؑ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبرائیل ان سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبرائیل آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتے ہیں۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

حدیث (۲۹۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السُّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ فَيُضَى فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرْقِي الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَتَسْتَمِعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُفَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَلْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں۔ اور ان معاملات کا ذکر کرتے ہیں جن کا آسمان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پس شیاطین چوری اس کو سن لیتے ہیں پھر وہ جہنمیوں کے پاس القاء کرتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

حدیث (۲۹۷۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنَ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَكُ يُكْتُبُونَ الْأَوَّلَ لِلأَوَّلِ لِأَيِّهَا
جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَّأَ وَجَاءَ وَاسْتَمِعُوا لِلدُّكْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں میں ہر دروازے پر آ کر سب سے پہلے آنے والے اس کے بعد آنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ پس جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور آ کر ذکر وصیحت سننے ہیں۔

حَدِثُ (۲۹۸۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنِازِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَنٌ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أَتَشَدُّ فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ التَفْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَتَشْكُ بِاللَّهِ أَسْمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي أَلَلَّهُمْ آيِلُهُ بِرُوحِ الْقَلْبِ قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن مسیبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا مسجد نبوی سے گزر ہوا۔ جب کہ حضرت حسانؓ اشعار پڑھ رہے تھے۔ جس پر انہوں نے اعتراض کیا تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا کہ میں تو اس مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا تھا جب کہ اس میں تیرے سے بہتر شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی۔ پھر حضرت حسانؓ حضرت ابی ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے کہ اے حسان! تم مشرکین کی جھوکا پیری طرف سے جواب دو۔ اے اللہ اروح القدس (جبرائیل) سے اس کی تائید فرما حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہاں سنا تھا۔

حَدِثُ (۲۹۸۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْخَذَّاجِيُّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَنٍ أَهْجُهُمْ أَوْهَا جَهْمٌ وَجَبْرَيْلٌ مَعَكَ.

ترجمہ۔ حضرت جبرائیلؑ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا ان کی بھیجاں کرو۔ جبرائیلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔

حَدِثُ (۲۹۸۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْخَضَّاجِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَاتِبِي أَنْظُرْ إِلَى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِي مَسْجِدِ بَنِي غَنَمٍ إِذَا مَوْسَى مَرَّ كَبَّ جَبْرَيْلُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس شخصے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلی میں تھا۔ موسیٰؑ نے یہ الفاظ اذکار کئے۔ جبرائیلؑ کی سواری کی وجہ سے اگر مرکب ہو تو ان کی تیز رفتاری کی وجہ سے جو غبار اٹھ کر گلی پر چھا گیا تھا۔

حَدِثُ (۲۹۸۳) حَدَّثَنَا قُرُوبَةُ الْخَضَّاجِيُّ عَنْ عَالِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي الْمَلِكُ أَخِيَانًا فِي مِثْلِ صَلَافَةِ الْجَرَسِ فَيَقْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِي الْمَلِكُ أَخِيَانًا رَجُلًا فَيَكَلِّمُنِي فَأَعِنِّي مَا يَقُولُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشامؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان میں سے ہر صورت میں وحی آتی ہے۔ کبھی تو فرشتہ کی آواز گھنٹی کی آواز کی طرح مسلسل آتی ہے پس جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے تو جو کچھ اس نے کہا میں اس کو محفوظ کر چکا ہوتا ہوں۔ اور یہ حالت مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے جو میرے

ساتھ بات چیت کرتا ہے۔ تو جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

حدیث (۲۹۸۴) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَلْفَقَ رَوْحَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ قُلْ هَلُمَّ لِقَالِ أَهْلِ بَيْتِي ذَاكَ الْيَوْمِ لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا تو جنت کے داروغے اسے پکاریں گے اے فلاں! ادھر آؤ۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یہ تو وہ شخص ہے جس پر کوئی ہلاکت اور عذاب الہی نہیں ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو گے۔

حدیث (۲۹۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیل ہے جو آپ پر سلام پڑھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس پر بھی سلام ہو۔ اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ آپ یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

حدیث (۲۹۸۶) حَدَّثَنَا أَبُو بَعِيرٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجِبْرِيلَ أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا قَالَ فَزُرْتُ وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ آپ اس سے زیادہ ہمارے پاس ملنے کے لئے کیوں نہیں آتے۔ جس پر آیت نازل ہوئی کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے ہی نیچے اترتے ہیں جو کچھ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے ہے وہ سب اسی کیلئے ہے۔

حدیث (۲۹۸۷) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْقَانِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَرْيِدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَافٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ نے قرآن مجید مجھے ایک لفت پر پڑھایا ہے۔ پس میں برابر زیادتی طلب کرتا رہا۔ حتیٰ کہ قرأت سات لفت تک پہنچ گئی۔

حدیث (۲۹۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپؐ کی رمضان شریف میں ہوتی تھی جب کہ جبرائیلؑ آپؐ سے ملائی ہوتے تھے۔ اور جبرائیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپؐ سے ملتے تھے اور آپؐ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ پس البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپؐ سے جبرائیلؑ ملتے آندھی سے بھی زیادہ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ اور فاطمہؓ الزہراءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب جبرائیلؑ آپؐ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ یعنی یاد رس کی بجائے یعارضہ کے الفاظ استعمال کئے۔

حدیث (۲۹۸۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ غُرُورَةُ أَمَّا إِنْ جِبْرِيلُ قَدْ نَزَلَ فَصَلِّ أَمَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ أَغْلَمَ مَا تَقُولُ يَا غُرُورَةُ قَالَ سَمِعْتُ بِشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَخْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خُمْسَ صَلَوَاتِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَإِنْ رَنَى وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ.

ترجمہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے عصر کی نماز میں کچھ دیر کی عروہ بن زبیرؓ نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت جبرائیلؑ اترے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا عروہ کچھ کہو کیا کہتے ہو۔ عروہ نے کہا (لوسند سن لو) میں نے بشیر بن ابی مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے حضرت جبرائیلؑ اترے انہوں نے میری امامت کی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری نماز پڑھی۔ پھر تیسری نماز پڑھی۔ پھر چوتھی نماز پڑھی۔ پھر پانچویں نماز۔ ابو مسعودؓ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں نمازوں کو اپنی انگلیوں سے گنتے تھے۔ حضرت ابی ذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ نے مجھے بتلایا کہ آپؐ کی امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا فرمایا کہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ انہوں نے فرمایا اگر چودہ زنا اور چوری بھی کرے۔ آپؐ نے فرمایا اگر چہ یہ بھی کرے۔

حدیث (۲۹۹۰) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةُ يَتَعَالَبُونَ مَلَائِكَةً بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةً بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا لَيْكُمُ فَهَسَالُهُمْ وَهُوَ أَغْلَمُ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَيْنَاهُمْ يُصَلُّونَ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے اندر رات گزاری پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کے احوال سے خوب واقف ہے فرماتے ہیں تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور جب ان کے پاس آئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ کنکوہیؒ - ذکر الملاحکۃ اس باب میں جس قدر روایات لائی گئی ہیں وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فرشتے موجود ہیں اور ان کا ثبوت ہے۔ یہی باب کی غرض ہے۔

یدخل الجنة من امته حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی امت کے متعلق تورات سے معلوم ہوا ہوگا۔ جب آپؑ کو دیکھا تو قصہ یاد آگیا اس لئے رشک کیا۔

اما الظاهر ان الفرات والنیل جب دونوں نہریں دنیا میں جاری ہوئیں تو انہوں نے دنیا کے آثار اور خصائص کو اختیار کر لیا اس حالت پر باقی نہیں رہیں جس حالت میں اس عالم کے اندر تھیں۔ اور ان نہروں کا اس جگہ ہونا یہ تقاضا نہیں کرتا کہ ہمارے سامنے ان کا کوئی منبع اور مخرج نہ ہو۔ کیونکہ وہاں ان کی درازی یعنی لمبائی چوڑائی باطنی ہے۔ جس کا اعتبار اسی حیثیت سے ہوگا۔

سلمت شاید یہ حلیم سے ہو جس کے معنی حکم کو قبول کرنے اور مان لینے کے ہیں۔ فی البیت المعمور یعنی انہوں نے ان سے صرف بیت المعمور کا قصہ روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - ملاحکۃ جمع ملک کی جو الوکۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی رسالت کے ہیں۔ یہ سببوں کا قول ہے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ اس کا اصل لاک ہے۔ اور بھی کئی اقوال ہیں۔ اور جمہور اہل اسلام ملائکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ہر ایک اجسام میں جن کو مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ اور ان کا ٹھکانا آسمانوں میں ہے۔ ملائکہ کے حالات اور ان کی کثرت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض کو حافظ نے بیان کیا ہے۔ اور احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر ہے۔

قدم المصنف مصنفؒ نے ملائکہ کا ذکر انبیاء سے پہلے کیا ہے۔ حالانکہ ہالا جماع انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ایک تو ملائکہ کی خلقت پہلے ہے۔ دوسرے قرآن کی آیات اور احادیث میں ان کا ذکر انبیاء سے پہلے ہے کل آمن باللہ وملائکته وکعبہ ورسله (الایہ)۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ اور رسل کے درمیان تبلیغ (دُئی و احکام) کا واسطہ ہیں بنا بریں مناسب معلوم ہوا کہ ان کا ذکر پہلے کیا جائے۔ اور ان کی کثرت کا ذکر حدیث اسراء میں ہے کہ بہت المعمور میں ہر دن ستر ہزار فرشتہ داخل ہوتا ہے پھر قیامت تک انہیں بعد ازاں موقع نہیں ملے گا۔ حکماء فرماتے ہیں کہ ملائکہ جو ہر جگہ ہیں۔ جو حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں جن کی دو قسمیں۔ ایک شان تو استغراق فی معرفۃ الحق ہے یہ ملائکہ مقربوں ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو آسمان سے زمین تک قضاء و قدر کے فیصلہ کے مطابق امور کو انجام دیتے ہیں۔ یہ مدبرات الامور کہلاتے ہیں۔

فاغبط علیہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رد ناحسد کی وجہ سے نہیں تھا۔ کیونکہ حسد تو ممنوع ہے۔ بلکہ بطور نفوس کے تھا کہ میں اس اجر سے کیوں محروم رہا۔

قوله غلام الخ یہ نقص کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اللہ کی قدرت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ جو کمالات سن رسیدہ حضرات کو حاصل نہ ہو سکے وہ کم عمری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئے۔ پھر نماز کی تخفیف کا مشورہ دے کر آپؐ نے اس کی تطانی کر دی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے قلوب میں وہ رحمت رکھی ہے جو دوسرے لوگوں کے قلوب میں نہیں ہے۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام اپنی امت پر رحمت کی وجہ سے رو دیئے۔ اور ادھر امت محمدیہ پر پچاس کی پانچ نمازیں بھی رحمت کی دلیل ہیں۔

اخلل اثار اشیاء الدنیا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء یہی فرماتے ہیں کہ جنت اب بھی موجود ہے۔ لیکن وارد دنیا کی صفت سے

متصف ہونے کی وجہ سے اس کے آثار ان لا تجوع لہا ولا تعری کہ اس میں نہ بھوک ہوگی اور نہ کوئی ننگا ہوگا۔ نہ پیاس ستائے گی۔ اور نہ دھوپ ہوگی۔ بنا بریں ان انہار کو برکت کی وجہ سے جنت کی طرف بہت کر دی۔

لا یكون لهما منبع ولا مخرج فی اصلہا ای فی اصل سدرة المنتہی اربعۃ انہار مسلم شریف میں ہے لیل فروات۔ سبحان۔ جہان۔ تو ممکن ہے میری کارِ رحمت جنت میں ہو اور اس کے نیچے سے نہریں نکل رہی ہوں تو انہا من الجنة کہنا صحیح ہو۔ الباطنان کے متعلق حدیث میں ہے ہوا کو نو سلسبیل خلاصہ یہ ہوا کہ سدرة کا اصل تو جنت سے ہے۔ پھر یہ نہریں جنت سے نکل کر چلتی چلتی زمین تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے اور نہریں پھولتی ہیں۔ اور علامہ عینی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ تمام پانی صغرة بیت المقدس کے نیچے ہیں وہاں سے دنیا میں پھیلتے ہیں۔

سلمت یعنی میں نے پانچ نمازوں کو تسلیم و قبول کر لیا اب مجھے حیا آتی ہے اس لئے پھر اللہ کی دربار میں نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ علامہ عینی اور قسطلانیؒ نے بھی اس معنی کو اختیار کیا ہے۔ حدیث معراج میں آ رہا ہے۔ سالت ربی حتی استجبت ولكن ارضی واسلم کہ میں نے رب سے اتنا مالکا کا رب مجھے حیا آتی ہے۔ لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔

قصۃ البیت المعمور یعنی حمام نے قصہ بیت المعمور کو قصہ اسراء الگ کر دیا۔ لیکن سعید اور حشام نے حدیث انسؓ میں دونوں کو جمع کر دیا۔ امام بخاریؒ کے قول کے مطابق صحیح روایت حمام کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث اسراء میں ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی آسمانوں میں آپؐ سے ملاقات ہوئی۔ حالانکہ ان کے اجساد تو اپنی قبروں میں ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ارواح کو اجساد کی شکل دے دی۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے لئے ان کے اجساد کو حاضر کیا جائے۔ پھر ان انبیاء کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

رموز مملکت غیش خسر داں داند

بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالْمَلَكَةُ

فِي السَّمَاءِ فَوَافَقَتْ إِحْدَهُمَا الْأُخْرَىٰ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ۔ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے بھی آسمانوں میں آمین کہتے ہیں پس جب یہ دونوں ایک دوسرے کے موافق ہو جاتے ہیں تو اس آدمی کے پچھلے گناہ سب بخشے جاتے ہیں۔

حدیث (۲۹۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَادَةً لَهَا تَكْلِيلٌ كَأَنَّهَا نَمِرَةٌ فَجَاءَ لِقَامِ بَيْنَ الْبَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ فَلَمَّا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَالُ هَذِهِ الْوَسَادَةِ قَالَتْ وَسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضَطَّجِعَ عَلَيْهَا قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمَلَكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّورَةَ يَعْذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک گدی یا بچھا دیا جس میں تصویریں تھیں۔ گویا کہ وہ رنگ برنگی چادر تھی۔ پس آپؐ آ کر دونوں دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور آپؐ کا چہرہ انور شفیق ہونے لگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں کیا ہو

گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس گدیے کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ ایک گدیہ ہے جو میں نے آپؐ کے لئے بنایا ہے۔ تاکہ آپؐ اس پر لیٹ سکیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ اور جو شخص تصویریں بناتا ہے اس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جس چیز کو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ کرو۔

حدیث (۲۹۹۲) حَدَّثَنَا ابْنُ مَقَاتِلٍ الْخِ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ تَمَائِيلٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں مجسمے کی تصویریں ہوں۔

حدیث (۲۹۹۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ الْخِ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرَضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعَدَنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسْتَرٍ فِيهِ نَصَاوِيرٌ فَقُلْتُ لِمَنْبِدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِي أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي النَّصَاوِيرِ فَقَالَ إِنَّهُ قَالَ إِلَّا زَكَمَ فِي ثَوْبٍ آلا سَمِعْتَهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرَهُ

ترجمہ۔ حضرت ابو طلحہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں فوٹو ہو۔ بوسر راوی فرماتے ہیں کہ جب زید بن خالد بیمار ہوئے تو ہم ان کی بیکار پرسی کے لئے گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں۔ پس میں نے عبد اللہ خولانی سے کہا کیا وہ ہمیں تصاویر کے بارے میں حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کپڑے کے اندر جو نقش و نگار رہتے ہوئے ہیں (یعنی درخت وغیرہ کی تصویر ہے کسی نئی روح کی نہیں ہے) کیا تو نے ان سے یہ نہیں سنا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ انہوں نے تو اس کا ذکر کیا تھا۔

حدیث (۲۹۹۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخِ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنِيْرًا لَقَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیلؑ نے آنے کا وعدہ کیا۔ نہ آئے پوچھنے پر فرمایا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یا کتا ہو۔

حدیث (۲۸۹۵) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا لک الحمد کہو۔ کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے مطابق ہو گیا تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

حدیث (۲۹۹۶) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَوةُ تَحِبُّهُ وَالْمَلِيكَةُ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَوةٍ أَوْ يُخَدِّثَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک تمہارا اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکتی ہے اور فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس کی بخشش فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ جب تک کہ نماز سے کھڑا نہ ہو یا بے وضو نہ ہو۔

حدیث (۲۹۹۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنِزَلِيُّ عَنْ أَبِيهِ يَعْلَى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَا يَا مَالِكُ قَالَ سَفِينٌ فِي قِرَاءَةِ اللَّهِ وَنَادَا يَا مَالِكُ.

ترجمہ۔ حضرت یحییٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر پڑھتے ہوئے سنا دوا یا مالک اور سفیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی قرات میں ہے یا مال یعنی منادی مرحوم ہے۔ اور مالک داروغہ جہنم کا نام ہے۔ جہنمی قیامت کے دن یہ کہہ کر اسے پکاریں گے۔

حدیث (۲۹۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ الْخَنَزَلِيُّ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَلَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مُهْمُومٌ عَلَى وَجْهِهِ فَلَمْ أَسْتَفِيقْ إِلَّا وَأَنَا بِقُرُونِ الْعُغَابِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَعَابَةِ قَدْ أَطْلَعْتَنِي فَظَنَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جَبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا زِدُوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلِكَ الْجِبَالِ لِنَامِرَةٍ بِمَا شِئْتَ. فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلِكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ أَنْ أَطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَغْشِيَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُوا أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مِنْ يَقْبَلُ اللَّهَ وَحَدَّهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو احد کے دن سے زیادہ سخت ہو۔ فرمایا تیری قوم قریش کی طرف سے جو کچھ تکالیف مجھے پہنچیں ان کی تو کوئی حد نہیں ہے لیکن ان میں سے زیادہ سخت دن عقبہ والا تھا جس دن میں نے اپنے آپ کو ابن مبرد۔ یا لیل بن عبد کلال کے پیش کیا تو جو کچھ میں اس سے چاہتا تھا اس کے ہاں میں اس نے کوئی جواب نہ دیا یا اس نے میری دعوت قبول نہ کی۔ میں اس حال میں واپس آیا کہ میرے چہرے پر غم و غم کے آثار نمایاں تھے۔ پس مجھے اس وقت تک افاقہ نہ ہوا جب تک کہ میں قرن العالی میں تھا تو میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیلؑ تھے۔ جنہوں نے مجھے پکار کر کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کی اس بات کو سن لیا ہے جو انہوں نے آپ سے کہی۔ اور جو کچھ انہوں نے الٹا جواب دیا اس کو بھی سن لیا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپ ان لوگوں کے ہارے میں جو کچھ چاہتے ہیں اس کا آپ ان کو حکم دیں بلکہ خود پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا مجھے سلام کیا۔ پھر کہا اے محمد صلی

اللہ علیہ وسلم پس یہ بات آپؐ نے جبرائیلؑ کی سن لی۔ آپؐ جو کچھ چاہیں اس پر عمل ہوگا اگر آپؐ چاہیں تو مکہ کے یہ دونوں پہاڑ ابوقیس اور قبیعان ان پر چکا دوں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیٹیوں میں سے ایسا شخص نکالے جو اللہ تعالیٰ وحدہ کی عبادت کرے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔

حدیث (۲۹۹۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَبْرِائِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ زَيْنَ بْنَ حَبِيبٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَمَّا كَانَ قَابُ قَوْسَيْنِ

أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِئِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسحاق شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زین حبیبؒ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق پوچھا قَاب قَوْسَيْنِ اودنی (الایہ) تو انہوں نے فرمایا ہمیں حضرت ابن مسعودؓ نے حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ نے جبرائیلؑ کو دیکھا کہ اس کے چھ سو پر تھے۔

حدیث (۳۰۰۰) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُلَامٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ قَالَ رَأَىٰ رَفْرَفًا

أَخْضَرَ سَدًّا أَلْفَى السَّمَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ سے ولقد رآی من آیات ربہ الکبریٰ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ نے سبز رُفرف کو دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو روک رکھا تھا۔

حدیث (۳۰۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَمَّاسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ رَغِمَ أَنْ مُحَمَّدًا رَأَىٰ رَبَّهُ فَقَدْ

أَعْظَمَ وَلَكِنْ لَقَدْ رَأَىٰ جِبْرِئِيلَ فِي صُورَتِهِ وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الْأَلْفَى.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے بہت بڑی بات کہی ہے۔ لیکن آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو اس کو اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا۔ جب کہ وہ اُفق کے درمیان حصہ کو روکنے والے تھے۔

حدیث (۳۰۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ قَالَتْ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا

فَتَدَلَّىٰ لَمَّا كَانَ قَابُ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِئِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهُ أَتَىٰ هَذِهِ

الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ النَّبِيِّ هِيَ صُورَتُهُ لَسَدًّا أَلْفَى.

ترجمہ۔ حضرت یونسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہاں جابجا جس میں ہے پھر وہ قریب ہوئے اور لگ گئے۔ پس دو کمائوں کے درمیان کا یا اس سے بھی قریب فاصلہ دیا تو انہوں نے فرمایا یہ جبرائیلؑ علیہ السلام تھے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موما انسان کی شکل میں آتے تھے اس مرتبہ وہ اپنی اس شکل کے اندر آئے جو اس کی ہے۔ پس جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا۔

حدیث (۳۰۰۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي النَّضْرِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ

رَجُلَيْنِ أَتَيْنِي قَالَا أَلَيْسَ يُوقَدُ النَّارُ مَا لَكَ خَاوِزُ النَّارِ وَأَنَا جِبْرِئِيلُ وَهَذَا مِيكَائِيلُ.

ترجمہ۔ حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے پس انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس کو آپؐ نے دیکھا کہ وہ آگ دہکا رہا ہے وہ تو مالک داروغہ جہنم ہے۔ میں جبرائیلؑ ہوں اور یہ میکائیلؑ علیہ السلام ہیں۔

حدیث (۳۰۰۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَدُوٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاسِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا عَلَيَّهَا لَعْنَتُهَا الْمَلَكُوتُ حَتَّى تُصْبِحَ تَابِعَهُ أَبُو حُمَزَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاتا ہے تو وہ انکار کرتی ہے۔ پس وہ ناراض ہو کر رات گزارتا ہے۔ تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

حدیث (۳۰۰۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَرَعْنِي الْوَحْيُ فَفَرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ قَوْلُهُتُ بَصْرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِخِرَاءٍ قَاعِدًا عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِلُونِي زَمِلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَأْتِيهَا الْمَلَكُ إِلَى فَاهُ جُرَّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجُزُ الْأَوَّلَانِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ پھر میرے سے وحی کافی عرصہ منقطع ہو گئی۔ پس دریں اثنا کہ میں چل رہا تھا کہ آسمان سے میں نے ایک آواز سنی تو میں نے آکھ اٹھا کہ آسمان کی طرف دیکھا پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس عار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان اور در زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ جس کو دیکھ کر میں مرعوب ہو گیا۔ حتیٰ کہ زمین کی طرف گر گیا۔ پس میں اپنے گھروالوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے کھلی اڑھا دو۔ مجھے کھلی اڑھا دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اے کھلی اڑھ کے سونے والے اٹھ اور ڈرا۔ والو رجز فلاحجو اور بتوں کو چھوڑ دے ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ الرجز کے معنی بتوں کے ہیں۔

حدیث (۳۰۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمٍّ نَبِيَّكُمْ يَغْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِي بِي مُوسَى رَجُلًا أَدَمَ طَوًّا لَا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبَطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا حَارِثَ النَّارِ وَالذُّجَالَ فِي أَبَابِ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تُكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ أَنَسُ وَأَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَكُوتُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدُّجَالِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس رات جس میں مجھے میرا کئی مکی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک گندم کوئی رنگ کے آدمی ہیں۔ لمبے قد کے گھونگھریا لے والوں والے گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک درمیانی قد کا آدمی دیکھا جس کے تمام خلقی اعضاء درمیانے تھے سرخی اور سپیدی کی طرف مائل تھے۔ سر کے بال نہ گھٹان نہ کھلے بلکہ درمیانے تھے۔ اور میں نے مالک جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی ان نشانوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائیں۔ پس آپ ان کی ملاقات میں شک کرنے والے نہ ہوں حضرت انسؓ اور ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ فرشتے مدینہ منورہ کی دجال سے گہرائی کریں گے۔

تشریح از گنگوہیؒ۔ باب اذا قال احدكم النع اس جگہ باب کی زیادتی یہ نسخ کا تصرف ہے۔ ورنہ اس باب میں جس قدر

روایات ہیں وہ سب باب اول کی ہیں۔ جو وجود ملائکہ پر دلالت کرتی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لفظ باب کی زیادتی قدیم وجدید شرح کے نزدیک ایک مشکل مسئلہ بنا رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ فرماتے ہیں کہ سرے سے اس باب کا جو دعویٰ نہیں ہے۔ جیسے محدثین بھدا الاسناد کے لئے ح کلمہ لکھ دیتے ہیں یہ بھی ایسا ہی ہے۔ میرے نزدیک یہ باب ترجمہ سابقہ کو ثابت کرنے والا ہے علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اس باب کے ذکر کرنے کی اس جگہ کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ اس باب کی سب احادیث باب سابق کے ساتھ متصل ہیں اس لئے بہت سے نسخوں میں یہ لفظ باب نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ بھدا الاسناد لکھ دیتے تو اشکال زائل ہو جاتا۔ صاحب الفہم فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے ذکر میں اس باب کا لانا اسلئے ہے کہ فرشتوں کی ڈیوٹی یہ بھی ہے کہ وہ آمین کہا کریں۔ نمرقہ مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ نمرقہ سے مراد بڑا قالین ہے جسے بچھایا جاتا ہے۔ کیونکہ پچھلے صفحات پر گزرا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فلتأخذت منه نمرفتن کہ میں نے اس سے دو گدے بنا لئے۔ ایک تو چھوٹا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا قالین کی طرح بڑا تھا جو ایک جگہ بڑا رہتا تھا۔ چھوٹے ٹکڑے کی تعداد پر تو مٹ چکی تھیں لیکن اس بڑے کی باقی رہ گئی تھیں۔ بہر حال جو تعداد پر پردہ میں ہوں تو کمرہ ہیں اور جو رندی جائیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلم اشفق یعنی غم و ہم کی شدت سے افاقہ نہ ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابوطالب اور خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد ۱۱ھ بعثت نبویؐ میں آپؐ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں کے تین سردار تھے۔ عبد۔ یالیل حبیب۔ اور مسعود۔ جنہوں نے آپؐ کی پذیرائی نہ کی۔ بلکہ پتروں سے آپؐ کو فحش کر دیا نیز! عقبہ سے عقبہ مٹی والا مراد نہیں ہے۔ بلکہ عقبہ طائف کا مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روف اخضر روف سے وہ لباس مراد ہے جس کو حضرت جبرائیلؑ پہنے ہوئے تھے۔ تو روف کو دیکھنا جبرائیل کا دیکھنا ہوا۔ اور اس کا فنی کو مہر لیتا یہ بھی جبرائیل کا روکنا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ روف بزرگ پڑے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان سے جبرائیلؑ کے پر مراد ہوں جن کو انہوں نے پھیلا رکھا تھا جیسے کہ کپڑے پھیلائے جاتے ہیں۔ اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ جبرائیلؑ کو روف کے جوڑے میں دیکھا گیا۔ تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ روف ایک حلہ پوشاک ہے۔ جس کی تائید متکین علی روف سے ہوتی ہے۔ پھر اس جگہ ایک اختلافی مسئلہ مشہور ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا نہیں۔ حضرت عائشہؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہم روایت باری کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ما کذب الفؤاد ما رأی قال رأی ربہ بفؤادہ مرتین تو اثبات ابن عباسؓ اور نفی عائشہؓ کو اس طرح جمع کیا جائیگا کہ نفی کو رؤیہ البصر پر رؤیہ کو رؤیہ فؤاد پر محمول کیا جائے گا اور رؤیہ الفؤاد سے رؤیہ القلب مراد ہے۔ محض حصول علم نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے عالم باللہ علی الدوام تھے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں وقف کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس بارے میں کوئی دلیل قطعی نہیں ہے اور فریقین کے دلائل متعارض اور قابل تاویل ہیں۔ اور قطب گنگوہیؒ نے اس مسئلہ کو کوکب دری میں دو جگہ بیان کیا ہے۔ دونوں مذہبوں کو جمع کرتے ہوئے فرمایا کہ روایت کا وقوع بقوة القلب ہے۔ جس کا طول بصارت میں ہوا۔ اور نفی کرنے والا ادراک البصاری نفی کرتا ہے۔ مطلق روایت کی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَانْهَآ مَخْلُوقَةٌ

ترجمہ۔ جو کچھ جنت کے حالات کے بارے میں آیا ہے اور یہ کہ وہ ابھی پیدا شدہ ہے۔ اب جنت کی نعمتوں کے بارے میں جو قرآنی آیات ہیں ان کی تفسیر فرماتے ہیں۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْخَبْثِ وَالْبَوْلِ وَالْبَزَاقِ كُلَّمَا رَزِقُوا أَتَوْا بِشَيْءٍ ثُمَّ أَوْتُوا بِآخَرَ قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ أَتَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا يَشْبَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعَامِ قُطُوفُهَا يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءَ وَادَانِيَةٌ قَرِيبَةٌ الْآرَائِكُ السَّرُورُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّصْرَةُ فِي الْوُجُوهِ وَالسَّرُورُ فِي الْقُلُوبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِيلًا حَدِيدَةً الْجَرِيَّةُ غُولٌ وَجَعُ الْبَطْنِ يَنْزِفُونَ لَا تَلْعَبُ عُقُولُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ دِهَاقًا مُمْتَلِئًا كَوَاعِبُ نَوَاهِدِ الرَّحِيقِ الْحَمَرُ التَّسْنِيمُ يَقُولُوا شَرَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ خِتَامُهُ طِينُهُ مِسْكٌ نَضَاحَتَانِ قِيَاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُونَةٌ مَنْسُوجَةٌ مِنْهُ وَحِصْنٌ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ مَا لَا أَذْنَ لَهُ وَلَا غُرُورَةَ وَالْأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الْأَذَانِ وَالْعَرَى غُرْبًا مُثْقَلَةً وَاجْلَعَا غُرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصَبْرٍ يُسَبِّحُهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرَبِ وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْعَبِجَةُ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكْلَةُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُوحُ جَنَّةٍ وَرِخَاءُ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُودُ وَالْمَمْرُودُ الْمُوقَرُّ حَمَلًا وَيُقَالُ أَيْضًا الَّذِي لَا شَوْكَ لَهُ وَالْعُرْبُ الْمُحْبَبَاتُ إِلَى أَرْوَاحِهِمْ وَيُقَالُ مَسْكُوبٌ جَارٍ وَقُرْبَى مَرْفُوعَةٌ بِفَضْلِهَا فَوْقَ بَعْضٍ لَقُوا بِاطِلَا تَأْتِيَنَا كَلْبًا أَفْنَانِ أَغْضَانِ وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانَ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ مُلْهَمَانِ سَوَادَاوَانِ مِنَ الرَّيِّ.

ترجمہ۔ ازواج مطہرہ اس میں پاک بیویاں ہوں گی جو حیض۔ پیشاب اور نکاح سے پاک ہوں گی۔ کَلَمًا رَزِقُوا کَلَمًا کے لفظ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ جب ان کو کوئی چیز دی جائے گی بعد ازاں دوسری دی جائے گی تو کہیں گے کہ یہ نعمت تو ہمیں پہلے مل چکی ہے۔ حالانکہ یہ نعمت دوسری مرتبہ دی ہوئی پہلی کے مشابہ ہوگی۔ اور ذائقہ مختلف ہوگا۔ قُطُوفُهَا دَانِیَہ یہ جملہ حالیہ ہونے کی وجہ سے یہ خوشے ان کے قریب قریب ہوں گے جیسے چاہیں پھل توڑیں گے۔ دَانِیَہ بمعنی قریبہ۔ عَلِی الْآرَائِکِ جمع اریکہ کی بمعنی تخت۔ سرور جمع سرری کی چار پائی کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں تخت مراد ہے۔ وَلَقَاهُمْ نَصْرَةٌ وَسُرُورٌ۔ نصرة کے معنی ترقی اور سرور کے معنی خوشی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ نصرة چہرے میں ہوگی اور خوشی دل میں حاصل ہوگی۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے سلسبیلہ تیز دھارے والی۔ غول کے معنی پیٹ کا درد۔ یَنْزِفُونَ کہ ان کی عقلیں زائل نہیں ہوں گی۔ لَاحِبُهَا غُولٌ وَلاہم عنہا یَنْزِفُونَ یعنی اس شراب سے نہ تو پیٹ کا درد اٹھے گا اور نہ ہی پیٹنے والوں کی عقلیں گم ہوں گی۔ آگے ابن عباس کی تفسیر ہے۔ کاسا دھاقا چھلکتے ہوئے پیالے۔ دھاقا بمعنی بھرا ہوا۔ کَوَاعِبُ کَاعِبُ کی جمع وہ عورت جس کے پستان اٹھے ہوئے ہوں۔ نَوَاهِدُ الرَّحِيقِ خالص شراب۔ تَسْنِيمُ مزاجہ من تسنیم یعنی اس کی ملونی۔ تسنیم یعنی نہر تسنیم کی ملونی ہوگی جو جنتیوں کی شراب پر غالب ہوگی۔ وہ پانی بالا خانہ اور محلات کے اوپر چالو ہوگا۔ خِتَامُہ مِسْک۔ ختام وہ مٹی جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔ وہ کستوری ہوگی۔ نَضَاحَتَانِ وہ چشمے جو نوارے کی طرح ہر وقت چلنے والے ہوں گے۔ عَلِی سُرُورِ مَوْضُونَةٍ وہ تخت جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ مَوْضُونَةٌ منسوجہ بنے ہوئے اس سے وَحِصْنٌ الْفَالِقَةُ مِثْلُ الْکَمَرِ (زین) جو سونے چاندی سے مرصع ہوتا

ہے۔ ہا کو اب و اہا بریق کو اب اور ابریق کی جمع ہے۔ کو ب تو وہ کوزہ (لوٹا) جس کا نہ کان ہو اور نہ کڑا ہو یعنی پکڑنے کی جگہ نہ ہو۔ اور نہ ہی ٹوٹی ہو اور ابریق وہ لوٹا جس کا کان اور کڑا ہو۔ یعنی اس کے پکڑنے کی جگہ ہو۔ جعلنا فیہا ابکارا عربا ابراہیم یعنی ہم جنت کی عورتوں کو باکرہ محبوبہ اور ہم جولی بنائیں گے۔ عرب را کے ضمہ کے ساتھ عرب کی جمع ہے۔ جیسے صبور اور صبور جمع آتی ہے ایسی خوب صورت عورت جو خاوند کو پسند ہو اہل مکہ اسے عربیہ کہتے ہیں۔ اور مدینہ والے عنجدہ اور عراق والے شکلة کے نام سے پکارتے ہیں۔ پھر مجاہد کی تفسیر ہے۔ فیہا روح و ربھان روح کا معنی باغ بھی ہے اور آسائش بھی۔ ربھان کا معنی روزی اور قرآن مجید میں جنت کی نعمتوں میں شمار ہوتا ہے۔ فی سدر مخصود و طلع مخصود و ظل ممدود و ماء مسکوب۔ مخصود جس میں کاٹنا نہ ہو۔ سدر معنی پیری۔ طلع مخصود کیلئے ہو گئے جو تہ بہ تہ رکھے ہوں گے۔ الموز مخصود کے معنی نہیں ہیں۔ بلکہ موصوف کا ذکر کیا ہے۔ موز کیلا۔ المنصود بہمازی بوجہ والے کو بھی کہتے ہیں۔ العرب وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کو محبوب ہوں۔ ماء مسکوب کا معنی جاری پانی۔ فرش مرفوعہ وہ قالین جو ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوں گے۔ یا فرش سے مراد وہ عورتیں جو انجی شان سے بٹھائی گئی ہوں گی۔ لا یسمعون فیہا لغوا ولا نالہما لغو کے معنی فضول باتیں۔ تا شیم کے معنی بھوت ہے۔ ذواتا الفان فن کی جمع ثمنی۔ الفان اغصان وجنا الجنین دان یعنی دو باغوں کے پھل جو چنے جائیں گے وہ قریب ہوں گے۔ جنا کے معنی پھل اور دان کے معنی قریب۔ مدھامتان سبزی کی وجہ سے کالے یا ہو گئے ہوں۔

حدیث (۳۰۰۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ النَخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْفَدَاةِ وَالْعِشْيِ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَمَنْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمَنْ أَهْلُ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو صبح و شام اس کا لٹکا نا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ پس اگر جنتی ہے تو جنتیوں والا لٹکا نا اگر جہنمی ہے تو اہل جہنم کا لٹکا نا دکھایا جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۰۸) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ النَخَعِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا میں نے جنت میں جہانک کر دیکھا تو اکثر اس کے ہاں فقراء تھے۔ جہنم میں جہانک کر دیکھا تو اکثر اس کی ہاں عورتیں تھیں۔

حدیث (۳۰۰۹) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ النَخَعِيُّ أَنَّ أَبَاهُ رَوَاهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَبَيْنَا رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا امْرَأَةً تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قُصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقُصْرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ تَكُنْ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ آخِرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب کہ آپ نے فرمایا کہ دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت محل کے کونہ میں وضو کر رہی ہے۔ یا ایک عورت بہت خوب صورت چمک رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت عمر کا ہے تو مجھے حضرت عمر کی غیرت یاد آ گئی تو میں پیٹھ دے کر پھرا جس پر حضرت عمر زور پڑے کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔ یعنی سب کچھ تو آپ کے طفیل ملا ہے۔

حدیث (۳۰۱۰) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طَوَّلَهَا فِي السَّمَاءِ قُلُتُونَ مِثْلًا فِي كُلِّ رَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لَا يُرَاهُمُ الْآخَرُونَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَوْثُ بْنُ غُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سِتُونَ مِثْلًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن قیس اشعرئی سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا خیمہ خود ار موتی کا ہوگا جس کی لمبائی آسمان میں تیس میل ہوگی۔ اس خیمہ کے ہر کونے میں مؤمن کے لئے اہل و عیال ہوں گے جن کو دوسرے نہیں دیکھیں گے۔ دوسری سند کے ساتھ ابی عمران سے ساتھ میل کی روایت ہے۔

حدیث (۳۰۱۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ أَغْدَذْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا کھٹکا ہوا۔ اگر اس کی تصدیق چاہے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ ترجمہ کوئی نبی نہیں جانتا کہ جو جو انھوں کی خشک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔

حدیث (۳۰۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلْبِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةُ الْبَدْرِ لَا يَنْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَحِطُونَ وَلَا يَنْفَوْطُونَ فِيهَا الذَّهَبُ أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ وَمَجَامِرُهُمْ الْأَلْوَةُ وَرَشْحُهُمْ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مِنْهُمَا سَوْقَاهُمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی شکلیں چودھویں رات کی چاند کی طرح ہوں گی۔ جنت میں نہ کھٹکھاریں گے نہ ہی سنگ یا ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ پھریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کے کٹھے سونے اور چاندی سے بنے ہوں گے۔ اور ان کی دھونیاں اگر بتی حود ہندی کی ہوں گی پسینہ ان کا کستوری کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ خوب صورتی کی وجہ سے گوشت کے پیچھے ان کی ہڈیوں کے مغز دکھائی دیتے ہوں گے۔ نہ تو ان جنتیوں میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ آپس میں کوئی بغض و عناد ہوگا۔ ان سب کے دل ایک ہوں گے۔ صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔

حدیث (۳۰۱۳) حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةُ الْبَدْرِ وَالَّذِينَ عَلَى أَرْهَمِهِمْ كَأَشِدُّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مِنْ سَائِلِهِمَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَا

يَسْقُمُونَ وَلَا يَمْتَحِطُونَ وَلَا يَنْصُقُونَ اِنْتَهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَقَوْدُ
مَجَامِرِهِمُ الْاَلْوَةُ قَالَ أَبُو الْيَمَانِ يَغْنَى الْقَوْدُ وَرَشَحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاِبْكَارُ اَوَّلُ
الْفَجْرِ وَالْعِشِيِّ مِثْلُ الشَّمْسِ اَنْ تَرَاهُ تَغْرَبُ.

ان میں کوئی اختلاف اور بعض وعناد نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کیلئے دودو بیویاں ہوں گی حسن و جمال کی وجہ سے ان کے گوشت کے پیچھے
سے ان کی پندلیوں کے مغز دکھائی دیتے ہوں گے۔ صبح سویرے اور شام کے وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔ وہ بیمار نہیں ہوں گے اور
نہ سبک بہائیں گے اور نہ کھٹکھاریں گے ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کے نگینے سونے کے ہوں گے اور ان کی دھونیوں کے
انکارے اگر ہتی کے ہوں گے۔ ابوالیمان فرماتے ہیں۔ الوہ کے معنی عود ہندی کے ہیں۔ اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا۔ مجاہد فرماتے ہیں ابکار
فجر کے اوّل حصہ کو اور عشی سورج ڈھلنے سے لے کر یہاں تک کہ ڈوب جائے گا۔

حدیث (۳۰۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ عَلَى
صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار یا ستر لاکھ
جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کا پہلا اس وقت تک داخل نہ ہوگا یعنی سب کے سب بیک وقت ایک قطار میں داخل ہوں گے۔ ان سب کے چہرے
چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

حدیث (۳۰۱۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ سُنْدُسٌ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهِ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دبیز ریشم کا چغہ ہدیہ کے طور دیا گیا اور ریشم کے پہننے
سے منع فرمایا کرتے تھے پس لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں
میری جان ہے۔ جنت میں حضرت سعد بن معاذؓ کیس انصار کے رومال اس سے زیادہ خوب صورت ہوں گے۔

حدیث (۳۰۱۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَثْوَبٌ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلُوا يَفْعَجُونَ مِنْ حُسْنِهِ وَلَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ریشمی کپڑا لایا گیا۔ جس کے حسن اور نرمی سے لوگ
تعجب کرنے لگے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذؓ سید الانصار کے رومال اس سے بہتر ہوں گے۔

حدیث (۳۰۱۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوَاطِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت اہل بن سعد ساعدی نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک چابک کی جگہ دنیا اور اس کے اندر رہتی چیزیں ہیں ان سب سے بہتر ہے۔

حدیث (۳۰۱۸) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْخ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک طوبی کا درخت ہے جس کے سائے میں اونٹنی سو سو سال تک چلتا رہے تو اسے قطع نہیں کر سکے گا۔

حدیث (۳۰۱۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَأَقْرَأُ إِن شِئْتُمْ وَظِلٌّ مُمْدُودٌ وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک جنت میں ایک ایسا طوبی درخت ہے جس کے سائے میں سو ایک سو سال تک چلتا رہے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو۔ فی ظل ممدود یعنی دراز سائے ہیں۔ اور جنت کے اندر تمہارا بے کسی ایک کے کمان کی مقدار کی جگہ جن جن چیزوں پر سورج طلوع کرتا ہے یا غروب کرتا ہے ان سے بہتر ہے۔

حدیث (۳۰۲۰) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَذْرِ وَالَّذِينَ عَلَى الْأَرَامِ كَأَحْسَنِ كُوكَبٍ دَرِي فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا تَبَاغُضُ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسَدُ بِكُلِّ أَمْرٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْخَوَرِ الْعَيْنِ يُرَى مَخْ سَوَقِيهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعِظَمِ وَاللَّحْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بیشک پہلا ٹولہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل و صورت پر ہوگا اور ان کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ آسمان کے سفید چمک دار عظیم ستارے سے بھی زیادہ خوب صورت ہوں گے۔ ان کے دل ایک آدمی کی کے دل کے ساتھ دھڑکتے ہوں گے۔ ان میں آپس میں کوئی بغض اور حسد نہیں ہوگا۔ اور ہر ایک آدمی کی دو بیویاں ہوں گی۔ جو موتی آنکھ والی حوروں میں سے ہوں گی ان کی پندلیوں کا مغز ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا۔

حدیث (۳۰۲۱) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الْخ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ إِنَّ لَهُ مَوْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں اس کیلئے دودھ پلانے والی ہوگی جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔ کیونکہ وہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔

حدیث (۳۰۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكُوكَبَ الذَّرَرِيُّ
الْغَابِرَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ
الْأَنْبِيَاءِ لَا يُلْغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رَجُلًا آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا بیشک جنتی لوگ اپنے اوپر سے
بالا خانے والوں کو خوب اچھی طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم لوگ سفید چمک دار ستارے کو خوب دیکھتے ہو جو افق کے اندر مشرق یا مغرب سے جا رہا
ہو یہ فرق درجات کی فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں تک ان کے سوا
اور کسی کی رسائی نہیں ہو سکے گی۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ بندے ہوں گے جو
اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ منادیل سعد بن معاذ الخ انصار کے اس سردار سعد بن معاذؓ کو یہ بشارت خصوصیت کے ساتھ اس لئے دی
گئی کہ جب انہوں نے اپنے خلفاء یہود کے بارے میں قتل اور سب کا فیصلہ دیا تو ان کے بارے میں یہ وہم ہوا کہ شاید اس فیصلہ کی پاداش میں انہیں
جنت میں داخلہ نہ ملے۔ تو آپؐ نے خبر دی کہ وہ تو اہل جنت میں سے ہیں اور ان کے جنتی رومال اس شان کے ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے تو خصوصیت کی وجہ ان کی تحکیم کو قرار دیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک تخصیص کی وجہ یہ
ہے کہ حضرت سعدؓ کو جب قبر میں رکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک تسبیح اور تکبیر کہتے رہے۔ صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے
فرمایا کہ اگرچہ ان کی وفات پر عرش الہی کا نپ اٹھا آسمان کے دروازے کھل گئے اور ۷۰ ستر ہزار فرشتہ ان کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ بایں ہمہ وہ قبر
کے حلفہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کیونکہ وہ پیشاب سے احتیاط نہیں کرتے تھے۔ بنا بریں آپؐ نے فرمایا۔ استنزہوا من البول فان عامہ
عذاب القبر منہ۔ کہ پیشاب سے بچتے رہو کیونکہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ولکل منہم زوجتان۔ منہم کی ضمیر کا مرجع دونوں گروہ ہو سکتے ہیں۔ یا ان میں سے صرف دوسرے
گروہ کی طرف اشارہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت گنگوہیؒ نے جو دو احتمال بیان فرمائے ہیں دونوں صحیح ہیں۔ لیکن دوسرے احتمال پر پھر پہلے گروہ کی
بیویاں دو سے زیادہ ہوں گی۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ وہ دو بیویاں دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی۔ ورنہ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر
مؤمن کے لئے بہتر ۲ عورتیں اور دو بیویاں ولد آدمؑ میں سے ہوں گی۔ چونکہ اس بارے میں روایات مختلفہ ہیں۔ اس لئے ابن القیمؒ فرماتے ہیں
احادیث صحیحہ میں دو بیویوں سے زائد کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن دوسرے حضرات نے جواب دیا ہے زوجان جنتان اور عینان کی طرح ہے کہ
تثنیہ سے تکثیر اور تعظیم مراد ہے۔ جیسے لبیک وسعدیک۔ اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جنت میں مردوں کی بنسبت عورتیں
زیادہ ہوں گی۔ اور صلوة کسوف میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ اکثر اہل النار عورتوں کو دیکھا۔ تو دفع تعارض کی یہ صورت ہوگی کہ عورتیں ابتداء میں
جہنم میں زیادہ ہوں گی۔ گناہوں کی سزا بھگت کر جب جنت میں داخل ہوں گی تو ان کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو جائے گی۔ صاحب فیضؒ فرماتے
ہیں کہ اکثریت نساء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے مشاہدہ کی تھی۔ اس سے جمیع نساء یا جمیع ازمان کے مشاہدہ کا حکم بیان نہیں ہوا۔ نیز
بخاری کی تصریح کے مطابق وہ زوجتان من الحور العین ہوں گی بنات آدمؑ سے نہیں ہوں گی تو اشکال نہیں رہے گا۔

تشریح از قاسمی۔ انہا مخلوقہ اس سے امام بخاری نے معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ جنت دروازہ اب موجود نہیں ہیں قیامت کے دن موجود ہوں گی۔ تو امام بخاری نے اس باب میں احادیث کثیرہ ذکر کر دیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت اب بھی موجود ہے۔ اور اس کے حالات و صفات بھی بیان فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ان کان من اہل الجنة یعرض علیہ من مقاعد اہل الجنة مقصود ترجمہ پر واضح دلیل ہے۔ اسی طرح اطلعت فی الجنة بھی واضح دلیل ہے۔

تتوضا وضات سے شتق ہے۔ تو اس کے معنی حسن اور پاکیزگی کے ہیں۔ اگر وضوء سے ہے پھر واضح ہے۔
یسبحون یہ تلذذ کے لئے ہوگا تکلیف کی بنا پر نہیں۔ بکرة وعشیا اگرچہ جنت میں طلوع وغروب نہیں ہوگا۔ لیکن ان کی مقدار مرا د ہے۔ یا دوام مراد ہے۔

بَابُ صِفَةِ ابْوَابِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ جنت کے دروازوں کا حال

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّفَقَ رَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيهِ عِبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دو قسم کی چیزیں خرچ کیں اس کو جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔
اس بارے میں حضرت عبادہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔

حَدِيثُ (۳۰۲۳) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ ابْوَابٍ فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ۔
ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے جس میں روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ صفة ابواب الجنة قطب گنگوہی نے اختلاف کی وجہ سے ابواب الجنة سے تعرض نہیں کیا حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے صفة ابواب الجنة کا ترجمہ قائم فرمایا ہے۔ شاید صفت سے ان کی مراد یا تو نام بیان کرنا ہے۔ یا عدد بیان کرنا ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حافظؒ کا تخمینہ ہے۔ دراصل امام بخاری نے حدیث میں جو ریان کا لفظ وارد کیا ہے اس کے متعلق بتلاپا ہے کہ وہ باب کی صفت ہے۔ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے آٹھ میں منحصر نہیں ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں۔ جن پر احادیث دال ہیں۔ چنانچہ حاکم کی روایت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الضحیٰ ہے۔ باب الکاظمین ہے۔ باب الراضین ہے۔ کیونکہ جب اعمال کثیرہ ہیں تو ابواب بھی کثیرہ ہوں گے۔ میرے نزدیک جمع بین الروایات کی صورت یہ ہے کہ اصلی اور بڑے دروازے تو آٹھ ہیں۔ باقی چھوٹے چھوٹے دروازے بہت ہیں جن کا شمار نہیں۔ حتیٰ کہ جنت عدن کے ستر ہزار دروازے ذکر کئے جاتے ہیں۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَانْهَا مَخْلُوقَةٌ

ترجمہ۔ جہنم کے حالات اور یہ کہ وہ اب بھی پیدا شدہ موجود ہے

عَسَافًا يُقَالُ غَسَقَتْ عَنْهُ وَيَفْسُقُ الْجُرْحُ وَكَانَ الْعَسَاقُ وَالْعَسِيقُ وَاحِدٌ غَسِلَيْنِ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غَسِلَيْنِ فَعَلَيْنِ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالذَّبْرِ وَقَالَ عَكْرِمَةُ حَصَبٌ

جَهَنَّمَ حَطَبٌ بِالْحَبْشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ حَاصِبًا الرِّيحُ الْعَاصِيفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصَبٌ جَهَنَّمَ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ هُمْ حَصْبُهَا وَيُقَالُ حَصَبٌ فِي الْأَرْضِ ذَهَبٌ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنْ حَصَبَاءِ الْحِجَارَةِ صَدِيدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ خَبَثٌ طَفَنَتْ تُورُونَ تَسْتَخْرِجُونَ أَذْرَيْتُ أَوْقَدْتُ لِلْمَقْوِينَ لِلْمَسَافِرِينَ وَالْقَى الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيمِ سَوَاءُ الْجَحِيمِ وَوَسَطُ الْجَحِيمِ لَشَوْبًا مِنْ حِمِيمٍ يَخْلُطُ طَعَامُهُمْ وَيَسَاطُ بِالْحِمِيمِ زَفِيرٌ وَشَهيقٌ صَوْتُ شَدِيدَةٍ وَصَوْتُ ضَعِيفٍ وَرَدًا عِطَاشًا غَيًّا خُسْرَانًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُسْجَرُونَ تَوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ وَنَحَاسُ الصُّفْرِ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ يُقَالُ ذُوقُوا بِأَشْرَؤَا وَجَرَبُوا وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذُوقِ الْقِيمِ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَاهُمْ يَغْدُوا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرِيحٌ مُلْتَبِسٌ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مَرَجَتْ دَابَّتُكَ تَرَكْتَهَا.

ترجمہ۔ غساقا بقول غسقت عینہ اس کی آنکھ بے نور ہوگئی۔ کہ اس سے زرد پانی بہنے لگا۔ ویفسق الجرح زخم بہہ پڑا۔ کان الفساق والغسق واحد یعنی فعال اور فاعل ہم معنی ہیں۔ یہ حمیما وغساقا کی تفسیر ہے۔ جس سے مراد وہ پیپ ہے جو سخت گرم اور بدبودار ہو گا۔ غسلین کل شیئ غسلته فخرج منه شیئ فهو غسلین فعلین من الغسل من الجرح والدبر یعنی جب کسی چیز کو دھوؤ الا تو جو چیز اس سے نکلے وہ غسلین کہلاتی ہے۔ جیسے انسان کے زخم اور جانور کے پھوڑے سے جو کچھ نکلے تو یہ فعلین کا وزن ہوا۔ غسل مشتق منہ ہے۔ عکرمہ کی تفسیر ہے حصب جہنم یہ حبشی زبان میں سوختی لکڑی کو کہتے ہیں عکرمہ کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں حاصبا من الریح سخت آندھی۔ حاصب وہ چیز جس کو ہوا پھینکتی ہے۔ اسی سے حصب جہنم ہے۔ یعنی جن لوگوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا وہی حصب ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ حصب فی الارض۔ ذہب اور حصب حصبا سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کنکری اور پتھر کے ہیں۔ صدید۔ من ماء صدید بمعنی پیپ اور خون۔ خبت ای خبت طفتن بجھ جائے گی۔ تورون تستخرجون اوریت اوقدت یعنی النار التی تورون بمعنی نکالتے ہو۔ اور اوریت اوقدت جلایاروشن کیا میں نے للمقوین للمسافرین والقی القفر یعنی قی کے معنی جنگل کے ہیں۔ جس میں کوئی بڑی نہ ہو۔ وقال ابن عباس صراط الجحیم سواء الجحیم وسط الجحیم یعنی جہنم کا درمیانی حصہ۔ زفیر وشہیق صوت شدید وصوت خفیف یعنی سخت آواز اور دھیمی آواز ہوگی۔ ورذا عطاشا غیا فسوف یلقون غیا مجاہد فرماتے ہیں یسجرون فی النار یسجرون آگ میں دہکائے جائیں گے۔ توقد بہم النار آگ ان کے ساتھ دہکائی جائے گی۔ نحاس الصفر پتیل۔ یصب علی رؤوسہم ان کے سروں پر پتیل پلٹا جائے گا۔ یقال ذوقوا بأشروا وجرؤا ذوقوا عذاب الحریق جلانے والے عذاب کا تجربہ کرو۔ ارتکاب کرو۔ یہ منہ کے پکھنے کے معنی میں نہیں ہے۔ مارج خالص من النار مارج الامیر رعیتہ بادشاہ نے اپنی رعایا کو چھوڑ دیا۔ اذا خلاہم بعدوا وبعضہم علی بعض جب کہ ان کو اکیلا چھوڑ دے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے پھریں۔ مریح ای امر مریح ملتبس رلا ملا۔ مارج امر الناس اختلط لوگوں کا معاملہ رل مل گیا۔ مارج البحرین مارجت دابتک ترکتها۔ مارج البحرین دونوں سمندروں کو ملا دیا۔ مارج یکسر الراغساد کے معنی میں ہے۔

حدیث (۳۰۲۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخِزَامِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ حَتَّىٰ قَاءَ الْفَيْءُ يَعْنِي التَّلَوُّلُ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فرماتے تھے ٹھنڈا کرو۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ڈھل گئے جھک گئے۔ فرمایا سخت گرمی جہنم کے سخت جوش میں سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْخِزَامِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ کیونکہ سخت گرمی جہنم کے سخت ابال میں سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۶) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخِزَامِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَىٰ رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلْتُ بَعْضُيَ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفْسَيْنِ نَفْسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٌ فِي الصَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ فِي الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ فِي الزَّمْهَرِيرِ. ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے رب بعض حصوں نے بعض کو کھالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور دوسرا سانس گرمی میں پس یہ سخت حرارت جو تم پاتے ہو اس کے سانس کی وجہ سے ہے اور سخت سردی زمہریر سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِزَامِيُّ عَنْ أَبِي حُمَزَةَ الضُّبَيْعِيِّ قَالَ كُنْتُ أَجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمَّى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءٍ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ أَوْ قَالَ بِمَاءٍ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَامٌ. ترجمہ۔ حضرت ابو حمزہ ضبعیؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا کرتا تھا ایک مرتبہ مجھے بخار چڑھ گیا تو انہوں نے فرمایا اے زمر کے پانی کے ساتھ اپنے سے ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جہنم کے ابال میں سے ہے۔ پس اس کو پانی سے یا زمر کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام کو شک ہے۔

حدیث (۳۰۲۸) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الْخِزَامِيُّ أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمَّى مِنْ قَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ. ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ بخار جہنم کے جوش میں سے ہے۔ پس اس کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر کے اپنے سے دور کرو۔

حدیث (۳۰۲۹) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخِزَامِيُّ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بخار تو جہنم کے ابال میں سے ہے۔ پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث (۳۰۳۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِذُوهَا بِالْمَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بخار جہنم کے ابال میں سے ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث (۳۰۳۱) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لِكَافِيَةٍ قَالَ لُفْضَلَتْ عَلَيْهِنَ بِتِسْعَةٍ وَبِثْنَيْنِ جُزْءٍ كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری دنیا کی آگ تو جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ یہی کافی تھی۔ فرمایا آخرت کی آگ کو ان دنیا کی آگوں پر ابتر حصہ زیادتی دی گئی ہے۔ وہ سب کی سب اس کی حرارت جیسی ہیں۔

حدیث (۳۰۳۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمُنْبَرِ وَنَا دَوَاهَا مَا لِكِ.

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر یہ پڑھتے تھے سنا کہ جہنمی پکاریں گے۔ مالک دافعہ جہنم۔

حدیث (۳۰۳۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ الْخ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأَسَامَةَ لَوَأْتَيْتَ فَلَانًا فَكَلَّمْتَهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْرُونَ إِنِّي لَا أَكَلِمَتُهُ إِلَّا أَسْمِعُكُمْ إِنِّي أَكَلِمَتُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَلْفَحَ بِأَبَا أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ إِنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَذَلُّقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَذُورُ كَمَا يَذُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيُّ فَلَانٍ مَا شَانِكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آئِيهِ وَأَنَّهُ كُنتُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَإِيَّاهُ غُنْدَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو داؤدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کہا گیا کہ تم فلاں یعنی عثمانؓ کے پاس جاؤ اور مسئلہ اختلافی کے بارے میں ان سے گفتگو کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم مجھے ایسا سمجھتے ہو۔ میں ان سے اس بارے میں بات چیت نہیں کرتا۔ خبردار میں تمہیں سنا چاہتا ہوں کہ میں ان سے خفیہ گفتگو کرتا ہوں۔ میں کوئی فتہ کا دروازہ نہیں کھولنا چاہتا اور نہ ہی میں پہلا فتہ کا دروازہ کھولنے والا پسند کرتا ہوں۔ اور نہ ہی اس آدمی کے متعلق جو مجھ پر حاکم ہے یہ کہتا ہوں کہ وہ تمام لوگوں سے بہتر ہے۔ اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ اور اس چیز کے کہ جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے آپؐ سے کیا کہتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا میں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا

کہ آپؐ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا جس کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ جس سے آگ کے اندر اس کی انتڑیاں جلدی نکل پڑیں گی پس وہ ان انتڑیوں کے ارد گرد ایسے گھومے گا جیسے گدھا اپنی چٹکی کے ارد گرد گھومتا ہے پس جہنمی اس پر جمع ہو جائیں گے پس اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا یہ کیا حال ہے کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا۔ وہ کہے گا کہ میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا۔ اور تمہیں برائیوں سے روکتا تھا اور خود ان کو سرانجام دیتا تھا۔ اس کو فخر نے روایت کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ صراط الجحیم قرآن مجید میں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فاہدوہم الی صراط الجحیم اور فراہ فی سواء الجحیم تو ابن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق دونوں جگہ وسط کے معنی ہیں۔ اور قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں سواء الجحیم میں موصوف طریق محذوف ہے۔ اور سواء کے معنی مستوی کے ہیں۔ میرے نزدیک بخاری کے نسخہ کی عبارت تھی فہما یتان اولاهما قوله تعالیٰ فاہدوہم الی صراط الجحیم جس کی تفسیر طریق الجحیم ہے اور دوسری آیت فراہ فی سواء الجحیم ہے جس کی تفسیر سواء الجحیم بمعنی وسط الجحیم ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ زہیر وشہیق۔ زہیر اذل آواز اور شہیق آخر آواز جس کو قوی اور ضعیف آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ عادت یہی ہے کہ پہلے قوی آواز نکلتی ہے۔ بعد میں ضعیف ہو جاتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابوالعالیہ کی تفسیر میں ہے کہ زہیر ملق کی اور شہیق سینے کی آواز ہے۔ اور داؤدی فرماتے ہیں شہیق گدھے کی وہ آواز جو خٹ آواز کے بعد رہ جاتی ہے۔ بنا بریں قطب گنگوہیؒ نے قوی اور ضعیف سے تفسیر فرمائی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مارج۔ مارج کے معنی خالص کے ہیں۔ دراصل مرج کے معنی چھوڑنے کے ہیں اور چھوڑنا کبھی خلوص کا سبب بن جاتا ہے۔ اور کبھی رل مل جانے کا باعث بنتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے دونوں آیتوں کے معنی میں اختلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں مارج سے اشارہ ہے خلق الجنان من مارج من النار جس کی تفسیر خالص سے کی گئی ہے۔

مرج الامیر رعیتہ کہ حاکم نے رعایا کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کرنے لگے۔ اور قولہ مریج سے الی امر مریج کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں مریج کے معنی ملتبس رلے ملے کے ہیں۔ مرج ای اختلط کے معنی میں ہے۔ لیکن مرج باب مسمع سے ہے۔ اور مرج بفتح الراء باب نصر سے ہے۔ اس کے معنی ترک کے ہیں۔ جیسے مرجت داہنک ای ترکھا۔ الحاصل اس کلام سے امام بخاریؒ نے تین آیات کی تفسیر فرمائی ہے۔ پہلی قسوة الرحمن کی ہے۔ مارج من النار جس کے معنی خالص کے ہیں۔ اسی کا ذکر ہا ب جہنم کے مناسب ہے۔ دوسری آیات مرج البحرین یلتقیان سورہ رحمٰن کی اور امر مریج سورۃ ق کی آیت ہے جن کو لفظ مرج کی مناسبت سے ذکر فرمایا۔ مرج الامیر یہ دوسری آیت سورہ رحمٰن کے مناسب ہے۔ جس کے معنی ترک کے ہیں۔ اور مریج کے معنی مختلط کے ہیں۔ بعض حضرات نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا ہے کہ جب امام بخاریؒ کا مقصد احادیث صحیحہ کو جمع کرنا ہے تو یہ لغات کی بحث میں کیوں پڑ گئے۔ شراحؒ نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ ان لغات سے امام بخاریؒ ان آیات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو باب کے مناسب ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ حافظ القرآن والحدیث ہیں۔ تو ان کے ذہن ثاقب میں یہ بات آئی کہ ناظرین بخاری کا ذہن ان لغات سے ان آیات کی طرف منتقل ہو جائے جو باب کے مناسب ہیں۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی کتاب جامع للروایۃ والدرایۃ ہے۔ عقل ونقل

دونوں کو جمع کرتی ہے تو عقل کا تقاضا ہے کہ غرائب حدیث اور غرائب قرآن کی شرح کر دی جائے۔ تو اس سے تفسیر القرآن اور تفسیر الحدیث دونوں کا فائدہ حاصل ہوا۔ لیکن میرے نزدیک یہ محض تفسیر نہیں ہے بلکہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو ترجمہ سے متعلق ہیں اور کبھی ان کی مناسبت سے دوسری لغات بھی ذکر کر دی جاتی ہیں چونکہ بدء الخلق اور قصص الانبیاء کے بارے میں ایسی احادیث موجود نہیں تھیں جو امام بخاری کی شرط کے موافق ہوتیں۔ لہذا غرائب قرآن کی شرح کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ تو تفسیر نفع سے خالی نہ ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ان کائنات لکالیہ اس سے مقصد زیادتی کا سوال کرنا نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے ضعف و کمزوری کا بیان کرنا ہے کہ جب وہ اس کی تاب نہیں لاسکتے تو جو آگ اس سے اہتر ۶۹ گنا زیادہ ہے اس کا تحمل کیسے ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ واقعی ان کی سزا کے لئے یہی آگ کافی تھی تو وہ آگ جو اس سے کئی گنا زیادہ ہے اس کا تحمل کیسے ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ جب یہ دنیا کی آگ گناہ گاروں کے عذاب کے لئے کافی ہے تو نار آخرت کی کس کو طاقت کو ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تائید فرمائی۔ تاکہ خالق اور مخلوق کی سزائیں تمیز ہو جائے۔

مسبحین جزا کے بارے میں حافظ فرماتے ہیں کہ عدد مخصوص مراد نہیں ہے۔ بلکہ تکثیر مراد ہے۔ کیونکہ روایات میں ہے کہ اس آگ کو تو دس مرتبہ یا ستر مرتبہ ٹھنڈا کر کے بھیجا گیا ہے۔ تو یہ اختلاف جہنم کے طبقات کے اختلاف کی وجہ سے ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ حضرت اسامہؓ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگ جو گمان کرتے ہو کہ میں کھل کر حضرت عثمانؓ سے والیوں کے بارے میں بات چیت نہیں کرتا یہ صحیح نہیں۔ اس لئے خفیہ طور پر تو میں ان سے کہتا رہتا ہوں۔ علاوہ اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے۔ کسی کا امیر ہونا مجھے اس سے مانع نہیں ہے کہ وہ غیر معصوم اور بہتر آدمی ہے۔ اس لئے ان کو نصیحت نہ کروں اور امر بالمعروف سے رک جاؤں۔ البتہ فتنہ و فساد سے ڈرتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ بعدد شیء سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرض یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ اگرچہ مبشر بالمجنۃ ہیں اور میرے امیر محترم ہیں لیکن وہ معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو سکتی ہو شاید قوی عصیبت نے انہیں کسی خلاف طبع کام پر آمادہ کر دیا ہو۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ بہت سے امراء نیکی کا حکم کریں گے لیکن خود اس پر عمل نہیں کریں گے۔ اور خلاف شرع امور سے منع کریں گے لیکن خود ان کے مرتکب ہوں گے۔ تو حضرت عثمانؓ اگرچہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں لیکن حمیت قوی نے ان کو آمادہ کر لیا ہو کیونکہ وہ بھی انسان ہیں معصوم تو نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ جیسے کتاب الفتن میں آ رہا ہے کہ حضرت اسامہؓ نے فرمایا میں خفیہ طور پر ان سے بات کر چکا ہوں۔ البتہ کھلم کھلا پروپیگنڈا کر کے فتنہ برپا نہیں کرنا چاہتا۔ اور توضیح کے اندر ہے الایکلمہ سے مراد ان کے علانی بھائی ولید بن عقبہ کے متعلق ہے کہ شہادت کے باوجود وہ ان کی سزائیں پیش کر رہے تھے۔ اور حضرت اسامہؓ حضرت عثمانؓ کے خواص میں سے تھے۔ بنا بریں لوگوں نے ان سے بات چیت کرنے کو کہا جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ سزا تو میں کہہ چکا ہوں بر ملا اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ باقی مجھے اور کوئی خوف و خطر لاحق نہیں ہے۔ پھر ان کو اس آدمی کا قصہ سنایا جس کو جہنم میں ڈالا جائیگا جو امر بالمعروف نہیں کرتا تھا۔ اور کرمانیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی بات چیت حضرت عثمانؓ کے گورنروں کے بارے میں تھی کہ انہوں نے اپنے اقرباء کو نوازا ہے۔ تو حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ میں خفیہ طور پر ان کو نصیحت کر چکا ہوں۔ علاوہ اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے۔ طبری فرماتے ہیں کہ علماء کا

اختلاف ہے کہ امر بالمعروف کو بعض حضرات تو ہر حال میں واجب کہتے ہیں ان کا استدلال الفضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائز سے ہے۔ کہ ہر خالم بادشاہ کو کلمۃ حق سنانا بہترین جہاد ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں انکار منکر اس وقت واجب ہے جبکہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو۔ اور بعض نے انکار بالقلب کو کافی سمجھا ہے اور اقوال بھی ہیں۔ بہر حال حدیث سے تعظیم الامراء ان کے ساتھ ادب کا لحاظ اور لوگ جو کچھ ان کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہوں ان سے حاکم کو آگاہ کرنا۔ تاکہ لوگ پروپیگنڈا سے رک جائیں۔ یادہ حاکم خود ان کے شر سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کر لے۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ تسلیق جلدی سے لکنا۔ القاب بمعنی اعماء و تنزلیاں۔ حضرت اسامہؓ کی غرض اس حدیث کے سننے سے یہ ہے کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کیسے رک سکتا ہوں۔ جب کہ میں نے اس آدمی سے متنازعہ کے بارے میں آپؐ سے حدیث سنی ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ میرے امیر ہیں لیکن نہ ان کو میں خیر الناس سمجھتا ہوں اور نہ ہی ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہنے سے رک سکتا ہوں۔ اور تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ خود حضرت عثمانؓ اس کو مزادینے میں کیسے پس و پیش کر سکتے ہیں۔ جب کہ سستی برتنے والے عقاب کا انہیں علم ہے۔

بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَهْلِفُونَ بِرُمُونٍ يَعْنِي سَيْفِيكُمُ جَانِبَيْكُمْ كَيْفَ يَكُونُ - دُحُورًا مَطْرُودِينَ يَهْكَأَنَّ هَوْنَهُ - وَاصْبُ بَعْمَنِي دَائِمٌ بِمِشْهَآ كَيْفَ ابْنِ عِمَّاسٍ كَيْ تَغِيرَ هُوَ مَدْحُورًا مَطْرُودًا دُورَ بَيْحِنَا كَيْ يَوَا. وَيَقَالَ مَرِيدٌ أَمْتَمَرْدَا سَرَّشْ - بَنَكْهَ قَطْعُهُ كَرَنَاتُورْتَا - وَاسْتَفْزُزْ اسْتَخْفِ دُورَاؤْ - بِتَخْلِكُ الْفَرْسَانَ كَمْوَرْتَا - وَالرَّجُلُ الرَّجَالَةَ جَمْعٌ هُوَ جَسَدٌ كَادَادُ رَاجِلٌ هُوَ - جَيْسَ تَاجِرٍ كَيْ جَمْعٌ تَجَرٌ أَوْ صَاحِبُ كَيْ جَمْعٌ صَحْبٌ. لَا حَتَّكَ نَزْرَتٌ يَعْنِي اسَ كَيْ نَسْلُ كَوَيْخُ وَهْنٌ سَاكَمِزْدُوں كَا - قَرِينٌ بَعْمَنِي شَيْطَانٌ سَاكَمِزْدُوں كَا -

حديث (٣٠٣٣) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَارَنَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْلُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ أَشْعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ أَتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَاؤِي أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَا أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَّعَ الرَّجُلُ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجَفَّ طَلْعَةٌ ذَكَرَ قَالَ فَابْنُ هُوَ قَالَ فِي بَنِي ذُرَّوَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ نَخَلَهَا كَأَنَّهَا رَأَتْ الشَّيَاطِينَ فَقُلْتُ اسْتَخَرَجْتَهُ فَقَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَاؤِي اللَّهُ وَخَشِيتُ أَنْ يُشِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَ الْبَيْرُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال گذرنا تھا کہ یہ کام آپ نے کیا ہے یا نہیں کیا (لیکن یہ شک عورتوں کے بارے میں ہوتا تھا۔ امور دین کے بارے میں نہیں جس سے نبوت میں نقص لازم آئے) یہاں تک کہ ایک دن ایسا آیا کہ آپ نے دعا کی پھر دعا مانگی پھر فرمایا اے عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علاج بتلا دیا ہے جس میں میری شفا ہے کہ میرے پاس دو آدی آئے ایک تو میرے سر ہانے بیٹھ گیا۔ اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس آدی کی بیماری کیا ہے۔ اس نے کہا آپ پر جادو کیا گیا ہے پوچھا کس نے جادو کیا ہے۔ بتلایا البید بن الاصم نے کیا ہے۔ کہا کس چیز میں جادو کیا ہے۔ کہا کہ ایک سنگ تھا ہے کتان کی اٹیا ہے مجھ کو خوشے کا غلاف ہے۔ پوچھا وہ کہاں ہے۔ فرمایا کہ ذردان کے کنویں میں ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اس کنویں کی طرف تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اس کنویں کے ارد گرد کھجوروں کا جھنڈا یا روسا لٹایا طین یعنی سانپوں کے سر ہوتے ہیں۔ یا یہ کہ ان کی شکلیں قبیح ہیں دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔ جس پر میں نے کہا کہ کیا آپؐ نے اس کو نکلو الیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ مزید کارروائی کرنے سے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں یہ شرفقتہ نہ برپا کر دے۔ پھر اس کنویں کو بند کر دیا گیا۔

حدیث (۳۰۳۵) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَائِلِيَةِ رَأْسٍ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ فَلَيْتَ عَقْدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَاصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی میں تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کی جگہ پر پڑھتا ہے کہ رات ابھی دراز ہے سوئے رہو پس اگر کوئی بیدار ہو گیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز بھی پڑھ لی تو سب کی سب گرہیں کھل جاتی ہیں۔ تو خوشی خوشا پاک دل ہو کر صبح کرتا ہے۔ ورنہ کندہ دل اور ست الوجود ہو کر صبح کرتا ہے۔

حدیث (۳۰۳۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَرَ أَنْ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا فَرُزِقًا وَلَدَا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہوتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھنا اور جو بچی بچہ تو ہمیں عطا فرمائے اس کو شیطان سے دور رکھنا۔ اگر انہیں یہاں بچہ پیدا ہوا تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

حدیث (۳۰۳۷) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَهُ حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سویا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ صبح کر دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں۔ یا فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ الْخ عَنْ ابْنِ عُمرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَلَدْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحْنِتُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ الشَّيْطَانِ لَا أَذْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَ هِشَامٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو اس وقت تک نماز کو چھوڑ دو جب تک سورج خوب ظاہر نہ ہو جائے۔ اور اس طرح جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو بھی اس وقت تک نماز چھوڑ دو جب تک کہ

سورج غروب نہ ہو جائے اور اپنی نماز کے اوقات طلوع اور غروب شمس کے وقت مقرر نہ کرو۔ کیونکہ وہ سورج شیطان کے دوستوں کے درمیان لکھا ہے۔ شیطان بلا الف لام اور مع الف لام کہا مجھے نہیں معلوم ہشام نے کون سا لفظ کہا۔

حدیث (۳۰۳۹) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابی سعید فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اس کے آگے سے گزرے تو اسے روکے اگر انکار کرے تو دوبارہ روکے اگر پھر بھی انکار کرے تو اب اس کے ساتھ لڑ پڑے کیونکہ بلاشبہ شیطان ہے

حدیث (۳۰۴۰) حَدَّثَنَا قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ الْهَيْثَمِ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَاتَانِي ابْنُ فَجْعَلٍ يَخْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَ كَرِ الْحَدِيثُ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کے لئے مجھے ہمہ جہان مقرر فرمایا تو رات کو ایک آنے والا آیا اور اس نے غلہ سے جھولی بھری شروع کی۔ تو میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ میں تیرا معاملہ خروبا بالغرور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اٹھاؤں گا۔ پھر پوری حدیث ذکر کی۔ جس کے آخر میں اس نے بتایا کہ جب رات کو بستر پر لیٹے کا ارادہ کرو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نگران رہے گا۔ اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئیگا یہاں تک کہ تم صبح کے وقت میں داخل ہو گے جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہت جھوٹا لیکن تجھ سے بچ کہہ گیا ہے وہ شیطان ہے۔

حدیث (۳۰۴۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مِنْ خَلْقِ رَبِّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَه.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے ایک کے پاس شیطان آکر کہتا ہے کہ فلاں کو کس نے پیدا کیا فلاں کو کس نے پیدا کیا۔ جب یہاں تک پہنچ جائے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے اور رک جائے۔

حدیث (۳۰۴۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے رحمت کے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو بیڑیاں اور زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔

حدیث (۳۰۴۳) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ إِنَّا غَدًا نَأْتِي قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے نو جوان ساتھی سے فرمایا کہ صبح کا کھانا لے آؤ تو اس نے کہا دیکھئے جب ہم نے پتھر کے پاس قیام کیا تو میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اور یہ مجھے شیطان نے بھلوا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تک تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی جب تک کہ اس مکان سے آگے نہ نکل گئے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔

حدیث (۳۰۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَهُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے خبردار! فتنہ و فساد یہاں سے برپا ہوگا جہاں شیطان کا سینک لگتا ہے۔

حدیث (۳۰۴۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْنَعَ اللَّيْلُ أَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَيْنِ تَنْتَشِرُونَ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَأَوْكِبْ سِقَاءَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَخَمِرْ إِيَّاكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ تَعَرَّضَ عَلَيْهِ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب رات کا آنا ہو جائے یا فرمایا کہ رات کا آنا ہو تو اپنے بچوں کو باہر لٹکنے سے روک لو کیونکہ شیاطین اس وقت روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ پس جب عشاء کی ایک گھڑی چلی جائے تو پھر ان کو چھوڑ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کر لو۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا لو اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کے مشکیزے کا تسمہ سے منہ بند کر لو۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن کو ڈھانک لو۔ اگرچہ عرض میں کوئی چیز رکھ کر ہو۔

حدیث (۳۰۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُحِّيٍّ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاتَتْهُ أَرْوَاهُ لَيْلًا فَحَدَّثَتْهُ ثُمَّ قُمْتُ فَأَنْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكُنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَمَرٌ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُسُلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُحْيٍ فَقَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِّ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْلِبَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا أَوْ قَالَ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت صفیہ بنت ححیؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں احکاف کی حالت میں تھے۔ میں رات کے وقت آپؐ سے ملنے آئی۔ فارغ ہو کر میں واپس جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپؐ بھی مجھے واپس کرنے کے لئے میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ان کی رہائش حضرت اسامہ بن زیدؓ کے مکان میں تھی تو انصار کے دو آدمیوں کا وہاں سے گزر ہوا جب انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھ لیا تو جلدی چلنے لگے تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہ میری بیوی منیہ بنت حنفیہ ہے۔ وہ کہنے لگے۔ سبحان اللہ! رسول اللہ! بھلا آپ کے متعلق بھی کوئی بدگمانی ہو سکتی ہے۔ جس پر آپ نے فرمایا شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہیں تمہارے دل میں کوئی برا خیال یا کوئی چیز نہ ڈال دے۔

حدیث (۳۰۴۷) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبْتَانِ فَاَحْلَهُمَا اِحْمَرٌ وَجْهَهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَا اَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوا لَهُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ وَهَلْ بِنِيْ جُنُوْنٌ.

ترجمہ۔ حضرت سلیمان بن صرد فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالی دینے لگے۔ پس ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر وہ اس کو کہہ لے تو جو غصہ موجود ہے وہ چلا جائے گا اگر وہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگتا ہوں تو اس کا غصہ چلا جائے گا۔ پس لوگوں نے اس سے جا کر کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اللہ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگو۔ تو کہنے لگا کیا مجھے جنون ہے میں کوئی پاگل ہوں۔

حدیث (۳۰۴۸) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي عُبَيْسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنْ اَحَدُكُمْ اِذَا اَتَى اَهْلَهُ قَالَ جَنِيْنِي الشَّيْطَانُ وَجَنِيْبِ الشَّيْطَانِ مَا رَزَقْتَنِيْ فَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يُسَلِّطْ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے ہمستر ہو اور یہ دعائے اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس کی اولاد سے دور رکھ جو تو مجھے عطا فرمائے۔ پس اگر ان کے یہاں بچہ ہوا تو نہ تو شیطان اسے نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی شیطان کا اس پر غلبہ ہوگا۔

حدیث (۳۰۴۹) حَدَّثَنَا مَعْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ صَلَّى صَلَوةً فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَاَشَدُّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَاَمْكِنِيْ اللَّهُ مِنْهُ فَلَذَكَرَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک نماز ادا کرنی شروع کی تو فرماتے ہیں کہ شیطان پیش آ گیا جس نے مجھ پر ایسا حملہ کیا کہ میری نماز توڑ دیتا۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر قدرت عطا فرمائی۔ پس بقیہ حدیث کو ذکر فرمایا۔

حدیث (۳۰۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تُودِيَ بِالصَّلَاةِ اَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَاِذَا قُضِيَ اَقْبَلَ فَاِذَا قُضِيَ اَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُوْلُ اَذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى لَا يَدْرِي اَتَلَا صَلًى اَمْ اَرَبَعًا فَاِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلًى اَوْ اَرَبَعًا سَجَدَ سَجْدَتِي السُّهُوِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کیلئے اذان شروع ہوتی ہے تو شیطان پاد مارتا ہوا پیچھے دے کر بھاگتا ہے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آتا ہے۔ پھر جب تکبیر نماز شروع ہوتی ہے تو پیچھے دے کر بھاگتا ہے جب وہ بھی ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آتا ہے۔ انسان اور اس کے دل کے درمیان دوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے فلاں کام فلاں کام یاد کرو۔ یہاں تک کہ انسان نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار رکعت پڑھی ہیں۔ تو جب کسی کو یہ علم نہ ہو کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی ہیں۔ تو وہ دو سجودے ہو کے ادا کرے۔

حدیث (۳۰۵۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ

يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِأَصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ يَطْعَنُ فِي الْحِجَابِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدم کے بیٹے کے پہلو میں شیطان اپنی انگلی سے چونکا مارتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے کہ ان کو چونکا مارنے لگا۔ تو اس کا چونکا اس پردہ میں لگ گیا جس میں وہ لیٹے ہوئے تھے۔

حدیث (۳۰۵۲) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ

قَالَ أَفِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں کہ میں شام کے ملک میں آیا تو لوگوں نے کہا۔ یہاں حضرت ابو الدرداءؓ صحابی ہیں ہم ان سے ملنے چلے گئے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ تم میں وہ شخص موجود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی ہو۔ یا شیطان کو روکا ہو۔ وہ حضرت عمار بن یاسرؓ تھے۔

حدیث (۳۰۵۳) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا عَنْ مُغِيرَةَ وَقَالَ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عَمَارًا قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ الْمَلَائِكَةُ تَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيْطَانُ

الْكَلِمَةَ فَتَقْرُهَا فِي أُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تَقْرُ الْقَارُورَةُ فَيَزِيدُونَ مَعَهَا مَاتَهَا كَذِبَةً.

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان کے شر سے محفوظ رکھا اس سے مراد حضرت عمار بن یاسرؓ ہیں اور لیث نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ فرشتے اس معاملہ کے متعلق بادل میں باتیں کرتے ہیں جو زمین میں واقع ہونے والا ہوتا ہے۔ عنان کے معنی غمام یعنی بادل فرشتے بادلوں میں باتیں کرتے ہیں۔ بس شیطان اگر کلمہ حق کو سن لیتے ہیں۔ پھر وہ نجومیوں کے کانوں میں اس طرح نکادیتے ہیں جیسے شیشی میں کوئی چیز رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ نجومی اس کے ساتھ ۱۰۰ سو جھوٹ اور بڑھادیاتے ہیں

حدیث (۳۰۵۴) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّائِبُ

مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَفَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے پس تم میں سے کسی ایک کو جمائی آئے تو جس قدر ممکن ہو اسے روکے۔ کیونکہ جب کوئی جمائی لیتے وقت جا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

حدیث (۳۰۵۵) حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هَرِمَ الْمُشْرِكُونَ لَصَاحَ ابْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَجْتُمْ فَرَجَعْتُ أَوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدْتُ هِيَ وَأَخْرَجْتُمْ فَانْظُرُوا حَذِيفَةَ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي فَوَ اللَّهِ مَا خَتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ لَمَّا رَأَتْ لِي حَذِيفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ خَيْرٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب احد کی لڑائی واقع ہوئی تو مشرکین شکست کھا گئے۔ تو ابلیس نے چیخ کر کہا کہ ادا اللہ کے بندو! پچھلے لوگوں سے لڑو۔ تو کفار کا پہلا بھاگتا ہوا گروہ واپس ہوا۔ تو پہلے اور دوسرے گروہ نے مل کر لڑائی شروع کی۔ حضرت حذیفہؓ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے باپ ایمان کو مسلمانوں نے پکڑا ہوا ہے یہ کہتے رہے کہ اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مسلمان نہ رہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے لگے اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔ یہ تم نے کیا کیا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ کو آخری دم تک یہ حزن و دُلاں باقی رہا۔ یہ ان کے لئے بہتری تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے لائق ہوئے۔

حدیث (۳۰۵۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْخ قَالَ عَائِشَةُ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْيَتَابِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ إِفْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز میں ادھر ادھر تاکہ جھانک کر رہے۔ فرمایا یہ کامل نماز سے اچک لینا ہے۔ کہ تم میں سے کسی کی نماز کو نقصان پہچانے کے لئے شیطان جھپٹ کر اٹھالیتا ہے۔

حدیث (۳۰۵۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ الْخ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا أَحْلُمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُرْ عَنْ يُسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور سچے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جس سے اسے ڈر لگے تو وہ بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے شر سے پناہ پکڑے تو وہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

حدیث (۳۰۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَشْرُ رِكَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمَسِّيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِالْفَضْلِ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کلمات لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر سو۱۰۰ مرتبہ پڑھتا ہے تو اسے دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو۱۰۰ نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو۱۰۰ ایمانیاں مٹادی جائیں گی۔ اور اس دن سارے کے لئے یہ کلمات شیطان۔ سے حفاظت کا سامان ہو جائیں

گے۔ یہاں تک کہ شام کے وقت میں داخل ہو جائے۔ اور کوئی شخص اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں لاسکتا۔ مگر ہاں جو شخص اس سے زیادہ عمل کر لے۔

حدیث (۳۰۵۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِثَمِيُّ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمَنَّهُ وَيَسْتَحْكِرُنَّهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَمَنْ يَتَخَذُونَ الْحِجَابَ فَإِذِنْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ لِقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهْبَنَ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَذَوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهْنِئْنَ وَلَا تَهْبَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ نَعْمَ أَنْتَ أَفْظُ وَأَغْلَطُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَيْتِكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فُجَاءًا إِلَّا سَلَكَ فُجَاءًا غَيْرَ فَجَحٍ

ترجمہ۔ حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ آپؐ کے پاس قریش کی عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور اس کثرت سے پوچھ پچھا کر رہی تھیں کہ ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ پس جب حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو سب اٹھ کر پردہ میں چلی گئیں۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی تو وہ داخل ہوئے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اے اللہ کے رسول! آپؐ کو ہمیشہ ہنسائے اور خوش رکھے۔ فرمایا مجھے ان عورتوں کی طرف سے تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں۔ جب تیری آواز سنی تو جلدی سے پردہ کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپؐ اس کے زیادہ حقدار تھے کہ وہ عورتیں آپؐ سے ڈرتیں۔ پھر کہنے لگے کہ اداہنی اپنی ذات کی دشمنی کیا تم میرے بے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں ڈر نہیں لگتا۔ انہوں نے کہا ہاں! آپؐ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تند خو اور سخت مزاج ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب کبھی بھی شیطان راستہ چلتا ہوا کہیں تمہیں مل جائے تو آپؐ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلنے لگتا ہے۔

حدیث (۳۰۶۰) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَرِيرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِمْ فَلَمَّا قَالَ الشَّيْطَانُ بَيْتٌ عَلَى خَيْشُومِهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک کو ضرور چھڑک کر صاف کرے۔ کیونکہ شیطان انسان کے نتھنے پر رات بسر کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ قمراتے ہیں کہ ابلیس عجمی نام ہے اکثر یہی ہے۔ بعض حضرات اسے عربی لفظ ابلیس بمعنی ہنس سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس کا نام فرشتوں میں عزرائیل تھا۔ بعد ازاں ابلیس بنا۔ قرآنی آیات اور احادیث اس کے حالات پر دلالت کرتی ہیں۔ مسلم کی روایت حضرت جابرؓ سے ہے کہ وہ سمندر کے پانی پر اپنا تخت بچھا دیتا ہے پھر اپنے لشکر کو بھیج کر لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کرتا ہے۔ اور شام کو ان سے رپورٹ لیتا ہے۔ اس کے نزدیک معظم وہی ہوتا ہے جس کا تہذیب ہوا ہو۔ جو خاندان نبویؐ میں تفرقہ ڈال دے وہ اسے اپنے مقرب بناتا ہے۔

ہے۔ علامہ یحییٰ نے نقل کیا ہے کہ ابلیس کی اولاد بہت ہے۔ مقابل فرماتے ہیں اسکی ایک ہزار اولاد ہوئی جو خود نکاح کرتے ہیں روزانہ بچے جننے ہیں اور اٹھ بچے دیتے ہیں۔ صاحب جمل نے سورہ کہف میں ذویت ابلیس پر سب سے کلام کیا ہے۔ امام بخاری نے سورہ زخوف کی آیت میں جو قرین کا لفظ آیا ہے اس سے شیطان مراد لیا ہے۔ میرے نزدیک اس جگہ قرین بمعنی شیطان نہیں بلکہ مصاحب اور ساتھی کے معنی میں ہے۔ البتہ میرے نزدیک اس سے اشارہ سورہ والصفات اور ق میں جو لفظ قرین ہے وہاں بمعنی شیطان کے ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

نخلھا کانھا ای نخل تلک البستان والحدیقہ یعنی اس باغ کی کجوریں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بخاری شریف میں باب السحوفی کتاب الطب میں آ رہا ہے کان رؤس نخلھا رؤس الشیاطین گویا رؤس النخل کو رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ ممکن ہے قباحث میں تشبیہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ شیاطین سے سانپ مراد ہوں۔ چنانچہ بعض عرب بعض سانپوں کو شیطان کہتے ہیں۔ تو علامہ سندھی فرماتے ہیں رؤس الشیاطین محل ترجمہ ہے کہ ان کے ستر قبیح المنظر تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ استخرجہ ای اظہرت امرہ للناس یعنی آپؐ نے اس جادو کا معاملہ لوگوں کے سامنے کیوں ظاہر نہیں فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے روایات استخرا ج وعدم استخرا ج میں تطبیق بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا ہے کہ عدم استخرا ج عدم اظہار للناس پر محمول ہے اور جن روایات سے اخراج ثابت ہوتا ہے اس سے مراد ان اشیاء کا نکالنا مراد ہے جس سے جادو کیا گیا تھا۔ نکلنے کے بال۔ کجوری سیپ وغیرہ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم دفنت البشر آلات سحر کے نکالنے کے بعد کنویں کو بھر دیا گیا ورنہ کنواں غیر کی ملکیت تھا آپؐ اس میں دفن کے ذریعہ کیسے تصرف کر سکتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولوی محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے۔ لوگوں کے سامنے اظہار اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ یہودی کو لوگ ملامت کرتے۔ وہ لوگوں کے سامنے دلیل ہوتا اور لوگ بھی اس کے شر سے محفوظ ہوتے۔ باقی کنویں کے دفن کرنے کے مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ نے قواعد فقہیہ کا لحاظ کیا ہے۔ ورنہ خود روایات بخاری میں تصریح موجود ہے۔ فامرو بها لدفنت کہ حضورؐ کے حکم پر اس کنویں کو بند کر دیا گیا۔ اور ابن سعد کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ محرم ۷۷ھ کا ہے۔ جب کہ آپؐ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو یہودی لیبید بن الاعمصم کے پاس آئے اور اسے تین دینار پر بھر کرنے پر آمادہ کر لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احارہ الله من الشیطان یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت عمار بن یاسرؓ پر شیطان مسلط نہیں ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس میں وبع عمار یدعوہم الی الجنۃ ویدعوہ الی النار کہ انوس ہے حضرت عمارؓ نہیں جنت کی طرف بلائیں گے۔ اور وہ انہیں جہنم کی طرف دعوت دیں گے۔ یا حضرت عائشہؓ کی روایت کی طرف اشارہ ہے ما غیر عمار بین امرین الا اختار ارشدهما (رواہ الترمذی) کہ حضرت عمارؓ کو جب دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جائے تو جوان میں سے نمیک ہوتا ہے اسی کو وہ اختیار کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ شیطانی امر سے محفوظ رہتے ہیں۔ لوگوں نے اور بھی احتمال ذکر کئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک صحیح یہی ہے کہ حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول لیا جائے کہ حضرت عمارؓ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ شیطان ان پر مسلط نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فی اذان الکھان جیسے ایک شیشی کا منہ دوسری شیشی کے منہ پر رکھ کر ایک کی چیز دوسری میں داخل کی جاتی ہے یہی شکل رہینۃ شیطان۔ جن۔ اور نجوی کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - وجہ شبہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ قطب گنگوہیؒ نے جو وجہ شبہ بیان فرمائی ہے یہی علامہ خطابیؒ کا قول ہے۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ داس القارورہ کو داس الوعاء سے تشبیہ دی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - احکام شیطان کی طرف سے یہ فریب تھا۔ تاکہ پہلا اور آخری گروہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور مسلمانوں کو بھل دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کا مقصد اس سے یہ تھا کہ مسلمان آپس میں لڑیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب دونوں لشکر غلط ملط ہو گئے تو مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ حضرت حذیفہؓ کے باپ ایمان اسی اشتہاء میں شہید ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - انت الفظ و اغلط چونکہ تدریجی اور سخت مزاحی سے مذمت کا پہلو لگتا تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع فرمایا کہ جو غلطی اور غلطی دین کے اندر ہو وہ محمود ہے۔ اور صلحاء کرام کی عادتوں میں سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظؒ فرماتے ہیں کہ الفظ اور اغلط اسم تفصیل کے صیغے ہیں۔ جو فعل میں شرکت کو تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفصوا من حولك الخ تو اس تعارض کا جواب دیتے ہوئے حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس لفظ اور غلط کی نفی ہے جو صفت الازمہ کے طور پر ہو۔ انکار منکر کے وقت یہ صفت محمود بن جاتی ہے اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت عظیمہ ثابت ہوتی ہے کہ شیطان ان کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ باقی اس سے دوسرے کی ممانعت معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت حصہؓ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ان الشيطان لا يلقى عمر منذ اسلم الا خرو لو جبهه کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہیں شیطان جب بھی آپ سے ملاتی ہوتا ہے تو وہ منہ کے بل گر پڑتا ہے۔ تو اس سے حضرت عمرؓ کی صلابت دینی ثابت ہوتی ہے علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ شیطان جب بھی حضرت عمرؓ کو دیکھتا ہے تو ہماگ کھڑا ہوتا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس فضیلت عظیمہ سے حضرت عمرؓ کا معصوم ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حدیث سے صرف فرار شیطان کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے ممنوع نہیں ہے۔ یہاں مولانا حسین علیؒ بخاری کی تقریر میں ہے کہ رافضی اہل السنۃ پر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم آگئی۔ حالانکہ حضرت عمار بن یاسرؓ کی فضیلت سے جب ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی جو خاصۂ انبیاء ہے تو حضرت عمرؓ کی عصمت بھی لازم نہیں آئے گی۔

تشریح از قاسمیؒ - ملائکہ خیر محض تھے ان کے ذکر کے بعد محض شیاطین کا ذکر مناسب تھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ خیر اور شر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ خیال الہیہ یہ کرنے نہ کرنے کا خیال محض امور نساء کے بارے میں تھا۔ سحر و غیرہ سے امور نبوت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ مشط گنگما۔ مشاققہ بعض نے کتاب کے نام کو کہا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے وہ بال مراد ہیں جو گنگما کرنے کے بعد ٹوٹ کر نکل آتے ہیں۔ جف طلعه مجبور کے خوشہ کی سیپ جس سے خوشہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ بود و دان یازی اردان یہ بنو ذریق کے باغ میں واقع تھا۔

هل ہی جنون وہ یہ سمجھا کہ استغاذہ صرف مجاہدین اور پاگلوں کے لئے مختص ہے۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ حصہ و غضب شیطان کے اثرات میں سے ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وہ محض منافقین میں سے تھا۔ یا اکھڑ دیا تھا۔

لم یضروه الشيطان مقصد یہ ہے کہ بالکل اس پر شیطان مسلط نہیں ہو گا کہ کوئی نیک عمل ہی اسے نہ کرنے دے جمع ضرر دوسرے اور ہر انگیزہ خبی مرا نہیں ہے۔ نساء من قریش سے مراد ازواج مطہرات ہیں جو زیادتی نقد کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْجَنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ

يُفَصِّحُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي الْإِلَهِ بِخُشَا فَلَا يَخَافُ بَخْسًا مِنْ هِيَ جَس كَعْنِي لَقَص كَعِي

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ وَنَمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سُرَوَاتِ
الْجِنِّ قَالَ اللَّهُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الْجَنَّةَ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ سَتَحْضَرُ لِلْحِسَابِ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ عِنْدَ الْحِسَابِ
حديث (۳۰۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي شَيْبَةَ يَقُولُ قَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
لَإِذَا كُنْتُ فِي غَيْبِكَ وَبَادَيْتُكَ فَأَذْنْتُ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعُ صَوْتَكَ بِالْبَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى
صَوْتِ الْمُؤْمِنِينَ جَنَّ وَلَا إِنْسٍ وَلَا شَيْءٍ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ إِلَى قَوْلِهِ فِي
ضَلَالٍ مُبِينٍ مَضْرُوبًا مَعْدِلًا صَرَفْنَا أَيْ وَجَّهْنَا

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے حضرت عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ مکیوں اور دیہات کو پسند کرتے ہیں پس
جب آپ اپنی مکیوں اور دیہات کے اندر ہوں اور نماز کے لئے اذان کہیں تو اذان کے لئے آواز کو خوب بلند کریں۔ کیونکہ مؤذن کی آواز کی انتہا
کو جو جن۔ انسان یا کوئی دوسری چیز نے کی تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گی ابوسعید فرماتے ہیں کہ یہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا تو اس حدیث سے جن کا وجود ثابت ہوا یہی باب کی غرض ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ باب سابق سے وہم ہوتا تھا کہ شیطان ایک جن ہے۔ جس سے شر کے سوا کسی نیکی کی امید نہیں کی جاسکتی تو اس
باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ نے اس وہم کو دفع کر دیا کہ جن بھی انسان کی طرح مکلف ہیں۔ فرمانبردار کو ثواب اور گناہگار کو عذاب ہوگا۔ شیطان
اگرچہ جن جنات میں سے ہے لیکن وہ اپنی شیطنت اور نافرمانی کی وجہ سے مرجوم ہوا۔ نہ کہ جن ہونے کی وجہ سے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جن کی قوم موجود ہے۔ اور وہ مکلف
ہونے کی وجہ سے جزا و سزا کے مستحق ہوں گے۔ فلاسفہ نادقہ اور قدریہ ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور
احادیث متواترہ سے ان کا وجود ثابت ہے۔ اور عقل کے نزدیک ان کے اثبات میں کوئی قباحہ نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالجبار معتزلی کہتا ہے کہ ان کا
اثبات صحیح ہے عقل سے نہیں ہے حشویہ کے سوا باقی سب اہل نظر ان کو مکلف مانتے ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ انبیاء جن و انس سب
کی طرف مبعوث ہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے بھی کوئی نبی آیا یا نہیں۔ پھر جب وہ مکلف ہیں تو طاعت پر ان کو ثواب ملے گا۔
اور محاسبی پر عذاب ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ انسانوں کے مدخل میں داخل ہوں گے یا نہیں۔ اس میں چار
قول ہیں۔ اکثر کا قول یہ ہے کہ داخل ہوں گے۔ امام مالکؒ کا قول ہے کہ وہ بعض الجنۃ میں ہوں گے تیسرا قول ہے کہ وہ اعراف میں ہوں
گے۔ چوتھا قول توقف کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ ان کا کوئی ثواب نہیں۔ سوائے اسکے کہ ان کو جہنم سے نجات ملے گی پھر ان سے کہا جائے گا
کہ مٹی ہو جاؤ جس پر کافر کہے گا بقول الکافر بالیتسی کنت ترابا کہ کاش میں بھی مٹی ہو جاتا جیسے بھانہ اور جن مٹی ہو گئے۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ

کا افتادہ مسلک جمہور پر مبنی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا استدلال سورۃ احقاف کی اس آیت سے ہے یَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيَهْجُرْكُمْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ کہ تمہیں دردناک عذاب سے نجات حاصل ہوگی۔

وَإِنْ كَانَ مِنْهُمْ جِيسَا کہ سورۃ کہف کی نص سے ثابت ہے کہ فسجد والا ابلیس کان من الجن کہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا وہ جنوں میں سے تھا۔ صاحب جمل نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کا مسلک یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا اور اسے اسجد اکامرا سے کیسے شامل ہوگا۔ اور پھر استثناء بھی صحیح نہیں ہوگا۔ ہاں کان من الجن کا مقصد یہ ہے کہ وہ فحشاء جن میں سے تھا۔ نوعاً ملائکہ میں سے تھا یا ملائکہ کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ غفلت ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین کا قول استثناء متصل اصل پر ہے اور شیخان اسے منقطع قرار دیتے ہیں جس میں تاویل کی ضرورت نہیں لیکن خلاف اصل ضرور ہے۔ ترجمہ میں امام بخاریؒ نے ایک آیت یا معشر الجن الخ کہ اے جن اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو میری آیات تم پر بیان کرتے تھے۔ اور مجاہد کی تفسیر میں ہے جعلوا ابنہ وبنی الجنۃ نسباً کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان نسب ثابت کیا ہے۔ چنانچہ کفار قریش کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جن سرداروں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حساب کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ امام بخاریؒ کا استدلال الم یاتکم رسل (الایۃ) سے ہے۔ عقاب پر تو بندروں کو اللہ کا ارشاد دال ہے اور ثواب پر لکل درجات معاملاً کہ ہر ایک کیلئے اعمال کی وجہ سے مختلف درجات ہوں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ

الْجِنِّ إِلَى قَوْلِهِ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ مَضْرُوبًا مَعْدِلًا پھرنے کی جگہ صَرَفْنَا وَجْهَنَا ہم نے ان کو پھیر دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَبَتْ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ

ترجمہ۔ کہ ہم نے زمین میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جانور پھیلادینے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثَّغْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكْرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسُ الْجَبَانِ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ثعبان زسانپ کو کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سانپوں کی کئی قسمیں ہیں۔ جان۔ الافاعی۔ اسود۔ افاعی انبی کی جمع ہے اڑدھا کو کہتے ہیں جو مونٹ ہے۔ زکو افسوان کہتے ہیں۔ ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ سانپ ایک ہزار سال تک رہتا ہے۔ اور اسود اسود کی جمع کا لے سانپ کو کہتے ہیں جو اخٹ الحیات ہے۔

اخذ بناصيتها ناصية بول کر اس سے ملک اور غلبہ مراد لیا جاتا ہے۔ صافات یعنی اپنے پروں کو پھیلانے والے ہیں۔ یقبضن یعنی اپنے پروں کو سمیٹ لیتے ہیں۔

حدیث (۳۰۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أَقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَأَقْتُلُوا ذَا الطُّفَيْتَيْنِ وَالْأَبْرَفَانِهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرِ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبْلَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَيْنَا أَنَا أَطَارِدُ حَيَّةً لَأَقْتُلَهَا فَنَادَانِي أَبُو ثَابِتَةَ لَا تَقْتُلَهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ

وَهُيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُعْمَرٍ قَرَأَنِي أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ الْخ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آپؐ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ فرماتے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالو۔ بالخصوص ذوالطفین۔ کوجس کی پیٹھ پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ اور ابتر کوجس کی ڈم چھوٹی ہوتی ہے۔ جو بینائی کو زائل کر دیتے ہیں اور حمل گرادیے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ میں ایک سانپ کو بھگا رہا تھا تاکہ میں اسے مار ڈالوں پس مجھے ابولبابہؓ نے پکار کر فرمایا کہ اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا کہ آپؐ کیسے فرما رہے ہیں۔ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا بعد ازاں آپؐ نے گھریلو سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ سانپ کافی عرصہ سے ان کے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے کہ ابولبابہؓ نے مجھے دیکھا یا زید بن خطابؓ نے دیکھا اور صالحؓ کی روایت میں بغیر شک کے رانی ابولبابہؓ وزید بن خطابؓ وارد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ باب قولہ اللہ عزوجل وبث فیہا الخ جب کہ عادت ہمیشہ سے یہ چلی آرہی ہے کہ حقیر چیزوں کو عظیم ذات کی طرف منسوب نہیں کرتے چنانچہ فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو محض عقل اول کو پیدا کیا باقی جو کچھ اس عالم کون و فساد میں ہے وہ سب عاقل عاشر کی پیداوار ہے۔ تو امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر فلاسفہ کا رد کیا ہے کہ عالم کا ہر ہر ذرہ اور زمین پر چلنے پھرنے والے سب جانور خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ذلیل ہوں یا شریف سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

الالہ المخلوق والامور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ اور سب پر اسی کا حکم چلتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین نیز! جس قدر روایات اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ ان سب سے مقصود یہی ہے کہ ان جانوروں کا ذکر آیات قرآنیہ اور احادیث میں موجود ہے۔ البتہ بعض روایات میں جو اس قدر سے زائد فائدہ تھا تو باب باندھ کر اس پر متنبہ فرمایا ہے اور وہ فائدہ روایت میں پایا جاتا ہے۔ پھر اس کی مناسبت سے روایات نقل کی ہیں جیسے یہاں فرمایا باب خیر مال المسلم وباب خمس من الدواب چونکہ یہ دونوں باب کثیر الفوائد تھے۔ اس لئے باب کہہ کر ان پر متنبہ فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وبث فیہا سے حافظؒ نے استدلال کیا ہے کہ ملائکہ اور جنات کی پیدائش سب مخلوقات سے پہلے ہے۔ یا یہ کہ پیدائش آدمؑ سے پہلے ہی باقی سب مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ اور اس مقام پر دابۃ کے لغوی معنی مراد ہیں۔ مابعد علی الارض یعنی جو جانور زمین پر چلے پھرے۔ اور مسلم میں ہے کہ تمام دواب کو اللہ تعالیٰ نے نے بدھ کے دن پیدا فرمایا اور آدم جمعہ کو پیدا ہوئے۔ اس سے بھی سبقت خلق معلوم ہوئی۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں آیات ذکر کر کے جمیع حیوانات کی اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ حیوانات کی تین اقسام ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کا مسکن زمین ہے۔ جیسے حشرات اس کی طرف اشارہ حیات کا ذکر کر کے کیا۔ دوسری قسم وہ ہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ وما من دابۃ الا هو اخذ بناصیحتها (الایۃ) سے کیا ہے۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتا ہے پرند کی طرف اشارہ اولم یروا الی الطیر سے کیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اخذ بناصیحتها میں ناصیہ پیشانی کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عرب کے قول کے مطابق ناصیہ فلان فی ید فلان کہ فلان کی پیشانی فلان کے ہاتھ میں ہے۔ جب کہ وہ اس کی طاعت اور فرمانبرداری میں ہو۔ بنا بریں جب کسی قیدی کو چھوڑتے تھے تو اس کی پیشانی موٹ لیتے تھے۔ تاکہ علامت رہے۔

العقل الاول فلاسفہ کے خرافات شرح عقائد نسفیہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ کہ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو نہیں

جانتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے وہو بکل شئی علیم۔ وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ شئی کلی اور جزئی سب کو شامل ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ الواحد لا یصدر منه الا واحد اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقلِ اقل کو پیدا کیا ایک سے زائد پر اس کو قدرت نہیں ہے۔ اس کا ردّ و هو علی کل شئی قدیر سے کیا۔ اور ہر یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کا علم نہیں ہے۔ اور نظام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمل اور قح کی پیدائش پر قادر نہیں ہے۔ اسی قسم کے اور بھی ان کے نفوٹ ہیں جن کا حکماء نے ردّ کیا ہے۔ خلق کل شئی و هو بکل شئی علیم خالق کل شئی فاعبدوہ۔ هل من خالق غیر اللہ۔ الا الہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین۔ امام بخاریؒ نے اس آیت کو آخر کتاب میں ذکر کیا ہے۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ خلق بمعنی مخلوقات کے ہے۔ اور امر کا معنی تصرف فی الکائنات ہے۔ تو اس سے ان لوگوں کا ذکر نام مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ شمس و قمر اور ستاروں کا اس عالم کے اندر تصرف ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ کل ماسوی اللہ تعالیٰ یا تو عالم خلق میں سے ہوگا۔ یا عالم امر میں سے ہوگا۔ کیونکہ خلق بمعنی تقدیر کے ہے۔ تو ہر جسم اور اور جسمانی چیز مقدار معین کے ساتھ ہوگی۔ تو یہ عالم خالق ہوا۔ اور جو چیز حجمیہ اور مقدار سے بری ہے وہ عالم ارواح اور عالم امر ہے۔ تو اجرام فلکیہ اور کواکب عالم خلق میں سے ہوئے۔ ملائکہ وغیرہ عالم امر میں سے ہوئے۔ اور احادیث صحیحہ اس کے مطابق ہیں۔ اور انسان جب غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ عالم خلق اللہ کی تسخیر میں ہے۔ اور عالم امر تدبیر اللہ میں ہے۔ اور روحانیات کا جسمانیات پر غلبہ تقدیر الہی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے فرمایا لا الہ الخلق والامر الخ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جن اشیاء کا ادراک حواس کرتے ہیں وہ عالم خلق ہے۔ اور جن کا ادراک حواس نہیں کرتے وہ عالم امر ہے۔ مجدد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ تحت العرش جو کچھ ہے وہ عالم خلق ہے۔ اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ عالم امر ہے۔ اور شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں جن اشیاء اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ پیدا فرمایا ہے وہ عالم امر ہے۔ اور جن کو بلا واسطہ اشیاء پیدا فرمایا وہ عالم خلق ہے۔ تو روح عالم امر کی شئی ہوئی کیونکہ وہ بلا واسطہ مخلوق ہے۔ بخلاف جسم کے کہ وہ اربعہ عناصر سے پیدا شدہ ہے۔ اور امام بخاریؒ نے بھی خلق اور امر کے باہمی فرق کی طرف قال ابن عیینہ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

باب خیر مال المسلم الخ یہ ضابطہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے یہ امام بخاریؒ کے اصول موضوعہ کے مطابق ہے۔ بعض شراح کو جب مناسبت معلوم نہ ہو سکی تو کہنے لگے یہ باب خیر مال المسلم یہ شارح لکھنے کی غلطی ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہؓ جس میں ظلم کا ذکر ہے اس کی مطابقت تو ترجمہ سے ظاہر ہے۔ باقی احادیث ترجمہ سے مطابقت نہیں رکھتیں قطب گنگوہیؒ کی توجیہ کے مطابق سب روایات ترجمہ سے مناسبت ہو جاتی ہیں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ باب اذا وقع الذباب الخ کو بالکل حذف کر دینا اولیٰ ہے۔ اس طرح باب خمس من الدواب بھی لائق حذف ہیں۔ کیونکہ ان کو ترجمہ سے کوئی مناسبت نہیں۔

بَابُ خَيْرِ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ شَعْفَ الْجِبَالِ

ترجمہ۔ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر پھرتا رہے۔

حدیث (۳۰۶۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخَلَدِيُّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ يَتَّبِعُ بِهَا شَعْفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَقْرُبُ بَيْدَتِهِ مِنَ الْفَتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارشی علاقوں میں پھرتا ہوگا۔ جس کی بدولت فتنوں سے اپنے دین کو بچالے گا۔

حدیث (۳۰۶۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْقُمْرُ وَالْخَيْلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْقُلْدَاءُ دِينُ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْفَنَمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کفر کا سرخیز مشرق کی طرف ہے۔ غر اور بڑائی کوڑے والوں اور اونٹ والوں اور دیہاتوں میں ہوتی ہے۔ جھانٹوں کی دھول کے پاس آواز لگانے والے ہیں۔ اور سکون و تواضع بکری والوں میں ہوتی ہے۔

حدیث (۳۰۶۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُقْبَةَ عَنْ غُفَّاءَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْيَمَنِ لَقَالَ الْإِيمَانُ يَمَانُ هُنَا أَلَا إِنَّ الْقِسْوَةَ وَغِلْظَ الْقُلُوبِ فِي الْقُلْدَاءِ دِينُ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قُرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رُبْعَةٍ وَمُضَرٍّ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عمرو ابی مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان و یقین تو یمنی لوگوں کا پختہ ہے۔ خبردار جہاد اور دل کی سختی ان لوگوں کے اندر ہوتی ہے جو اونٹوں کی دھول کی جڑوں کے پاس آوازیں لگانے والے ہیں جہاں سے شیطان کی دو جھمٹیں یا دو سیٹگ نکلتے ہیں۔ یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر میں جو مدینہ سے مشرق کی طرف رہتے تھے اور کفر و ضلالت میں سخت تھے۔

حدیث (۳۰۶۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْتَلُوا اللَّهَ مِنْ قُضِيِّهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهْيَ الْجَمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ مرغی کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ کیونکہ وہ مرغی فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کے پیچنے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگو۔ کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔

حدیث (۳۰۶۷) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَمِيعٍ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِيحَاتِكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَخْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَأَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ النَّخَعِيُّ أَنَّ سَمِيعَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَمَا أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا آغاز شروع ہو جائے یا فرمایا جب تم شام کرو تو اپنے بچوں کو روک لو۔ کیونکہ شیاطین اور جنات وحشرات الارض سب اس وقت زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دو۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دو۔ کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ عمرو بن دینار نے بھی ایسے روایت نقل کی ہے لیکن اس میں وادکرو اسم اللہ نہیں ہے۔

حدیث (۳۰۶۸) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَقَدْ ثَأْمَةُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرِي مَا فَعَلْتُ وَإِنِّي لَا أَرَاهَا إِلَّا الْفَارُ إِذَا وَضِعَ لَهَا الْبَانُ الْإِبِلَ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وَضِعَ لَهَا الْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِي مِرَارًا فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کم ہوئی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا سلوک ہو امیر تو خیال ہے کہ وہ جماعت چوہے ہیں۔ جب ان کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتے اور جب بکری کا دودھ رکھا جائے تو چہاں شروع کر دیتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت کعب اخبار کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے کہا ہاں! تو یہ سوال انہوں نے مجھ سے کیا بار کیا تو میں نے کہا کہ کیا آپؐ نے تورات پڑھی ہے۔

حَدِيث (۳۰۶۹) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزْغِ الْفَوَيْسِقِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمْرًا بِقَتْلِهِ وَرَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرلا کے متعلق فرمایا کہ یہ بد معاش جانوروں میں سے ہے۔ لیکن میں نے آپؐ سے یہ نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہو۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

حَدِيث (۳۰۷۰) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْخ أَنَّ أُمَّ شَرِيكَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْآوَزِ الْخ.

ترجمہ۔ حضرت ام شریک خبر دیتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کرلے کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔

حَدِيث (۳۰۷۱) حَدَّثَنَا غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوا ذَا الطُّفَيْتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَمَلَ تَابِعَهُ حَمَادُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذو الطفینین یعنی وہ سانپ جس کی کمر میں دو کیریں ہوں اسے مار ڈالو کیونکہ وہ بینائی کو تلف کرتا ہے۔ اور حمل کو نقصان پہنچاتا ہے حماد بن سلمہ نے ابواسامہ کی متابعت کی ہے۔

حَدِيث (۳۰۷۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْآبَتَرِ وَقَالَ إِنَّهُ يُصِيبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبْلَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی دم والے اتر سانپ کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا وہ بینائی کو نقصان پہنچاتا ہے اور عورت بچل کو ضائع کر دیتا ہے۔

حَدِيث (۳۰۷۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ نَهَى قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا لَهُ فَوَجَدَ فِيهِ سَلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ أَقْتُلُوهُ فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذَلِكَ فَلَقِيتُ أَبَا لُبَابَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجَنَانَ إِلَّا كُلُّ ابْتَرَدَى طُفَيْتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوهُ.

ترجمہ۔ ابن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ جناب ابن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالتے تھے پھر انہوں نے روک دیا۔ فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار گرائی تو اس کے اندر سے سانپ کی چھتری ملی جن میں وہ چھپتا ہے تو فرمایا دیکھو وہ سانپ کہاں گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے دیکھ لیا تو فرمایا اس کو مار ڈالو پس اس وجہ سے میں انہیں مار ڈالتا تھا لیکن بعد ازاں میری ملاقات حضرت ابولبابہؓ صحابی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان گھروں میں چھپنے والے سانپوں کو قتل نہ کرو۔ البتہ ہر وہ سانپ جو چھوٹی دم والا اور اس کی کمر میں سفید دھاریاں ہوں اس کو مار ڈالو۔ کیونکہ وہ بچہ کو ماں کے پیٹ سے گرا دیتا ہے اور بچائی کو لے جاتا ہے۔ پس اسے مار ڈالو۔

حدیث (۳۰۷۴) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ فَحَدَّثَهُ أَبُو

لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ جَنَانِ الْبُيُوتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالتے تھے حضرت ابولبابہؓ نے انہیں حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا جو گھروں میں چھپنے والے ہیں چنانچہ ابن عمرؓ ان کے قتل کرنے سے رک گئے۔

بَابُ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ

ترجمہ۔ پانچ جانور بد معاش ہیں ان کو حرم پاک میں بھی قتل کیا جائے۔

حدیث (۳۰۷۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ

يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحَدْيَا وَالْغَرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور بد معاش ہیں۔ جن کو حرم پاک میں بھی قتل کر دیا جائے۔ چوہا۔ بچھو۔ چیل۔ کوا۔ اور باڈا لاکتا۔

حدیث (۳۰۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحَرِّمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ

وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغَرَابُ وَالْحَدْيَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کو اگر کسی شخص نے احرام کی حالت میں مار ڈالا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ایک بچھو ہے۔ دوسرا چوہا۔ تیسرا باڈا لاکتا۔ چوتھا کوا۔ اور پانچویں چیل ہے۔

حدیث (۳۰۷۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ قَالَ خَمَرُوا لَابِيَةً وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ

وَأَجِفُّوا الْأَبْوَابَ وَأَكْفِتُوا صَبِيَّانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ فَإِنَّ لِلْجَنِّ إِنْشَارًا وَخَطْفَةً وَأَطْفَنُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ

الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفَوَاسِقَ رُبَّمَا اجْتَرَتْ الْفَيْئَلَةَ فَأَخْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْخَزَّازِيُّ فَإِنَّ لِلشَّيَاطِينِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اس حدیث کو مرفوع روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو اور مشکیزوں کو تسمہ لگا دو اور دروازے بند کر دو اور اپنے بچوں کو شام کے وقت بالکل روک لو۔ کیونکہ جنات نے اس وقت پھیلنا اور اچک لیٹنا ہوتا ہے۔

اور سوتے وقت چراغ بھی بجالیا کرو۔ کیونکہ ایک چھوٹی سی شریر چوہا یا بااوقات چراغ کی بجی کو کھینچ لیتی ہے اور اس سے سارے گھروں کو جلا دیتی ہے ابن جریر کی روایت میں جنات کی بجائے شیاطین کا ذکر ہے۔

حدیث (۳۰۷۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلَةُ حُرْقًا فَلَانَا لِنَتَلَقَّهَا مِنْ فِيهِ إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا فَأَبْتَلَنَّا لِنَتَلَقَّهَا لَسْبَقَتْنَا لَفَدَخَلَتْ لِحُجْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْتَ شَرُّكُمْ كَمَا وَلَيْتُمْ شَرُّهَا وَعَنْ إِسْرَافِيلَ الْخَثْعَمِيِّ قَالَ وَأَنَا لِنَتَلَقَّهَا مِنْ فِيهِ رُطْبَةٌ وَتَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ خثعمی نے ہیں کہ ہم ایک غار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ سورہ والعصر تلا کر رہے تھے اور انزل ہوئی جس کو ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک سے ہی حاصل کیا اچانک ایک ساپ اپنی بل سے باہر نکلا ہم اس کی طرف لپکے تاکہ اسے مار ڈالیں۔ لیکن ہم سے آگے نکل گیا اور اپنی بل میں گھس گیا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔ جس طرح تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ ہم نے تارہ تارہ آپ کے ذہن مبارک سے اس صورت کو حاصل کیا۔ ابو عوانہ نے متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۰۷۹) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ امْرَأَةً فِي النَّارِ فِي هِرَّةٍ رَتَلَتْهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگی جسے اس نے ہاندھ رکھا تھا تو اسے خود کھلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے گھاس پھوس سے کھاتی۔ عبید اللہ نے بھی ابو ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حدیث (۳۰۸۰) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتِ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَارِهِ فَأَخْرَجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ بَسَّتْهَا فَأَخْرَجَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فُهَلَا نَمْلَةٌ وَاحِدَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا تو آپ کو ایک جھونپڑی نے کاٹ لیا آپ نے اپنے سامان کے متعلق حکم دیا کہ وہ اس درخت کے نیچے سے نکال لیا جائے۔ پھر ان چوٹیوں کے بھٹے کے متعلق حکم دیا کہ اسے آگ کے ساتھ جلا دیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی طرف وحی آگئی کہ آپ نے صرف ایک چوٹی کو کیوں نہ جلا دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ اس سے اشارہ قبیلہ ربیعہ اور مصر کی طرف ہے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور ان کا کفر شدید تھا۔ جس سے مسلمان جماعتوں کو سخت اذیت پہنچتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے کوکب درہی کے اندر بھی اس سے بحث کی ہے کہ دیگر قبائل اسلام، غفار وغیرہ تو جلد مسلمان ہو گئے۔ لیکن اہل مشرق کے قبائل ربیعہ اور مصر نے بہت دیر سے شدید مقابلہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ نیز! آنے والے واقعات

بھی ان میں نمودار ہونے والے تھے۔ مثلاً خروج دجال علی اهل مدینہ بھی مشرق سے ہوگا۔ جس قدر یعنی لوگ اس کا مقابلہ کریں گے اور کوئی نہیں کرے گا۔ اس لئے آپؐ نے دونوں فریقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اہل مشرق تو کفر کا گڑھ ہے۔ اور ایمان بھنچوں کا قابل ستائش ہے۔ بہر حال کربانیؑ نے فدائین کی تعریف میں حضرت شیخؒ کی موافقت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہی قبیلہ بنی سعد اور معصر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بدعا فرمائی ہے وہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ اللہم اشد وطاک علی معصر واجعلہا علیہم سنین کسینی یوسف (الحدیث) اے اللہ قبیلہ معصر پر اپنی گرفت سخت کر دے۔ اور ان کو ایسی قحط سالی میں مبتلا فرما جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ لیکن حافظ قرطباتیؒ پرین حدیث باب کا اشارہ کفر مجوس کی طرف ہے جو فارس کے باشندے تھے۔ اور وہ اہل مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہے جو کفر اور غرور میں بے پناہ قوت کے مالک تھے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نامہ کو بھی پارہ کر کے پھاڑ دیا تھا اور قیامت کے دن تک آنے والے فتن بھی ادھر سے ہی سراٹھائیں گے۔ چنانچہ آپؐ کی خبر کے مطابق فتنوں کا ظہور مشرق کی طرف سے ہو رہا ہے اور جس قدر بدعات و رسوم پھیل رہی ہیں ان کا سرچشمہ بھی مشرق ہے۔

اعاذ اللہ من شرورہم میرے نزدیک دو حدیثیں مختلف ہیں۔ ایک سے تو ان فتن کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عثمانؓ کے وقت سے برپا ہوئے جنگ جمل۔ صفین۔ ظہور حجاج فی ارض العراق پر سب مشرق میں واقع ہیں۔ اور دوسری حدیث جس میں فرمایا گیا حدیث یطلع قرن الشیطن اس سے خروج دجال یا جوج وغیرہ کی طرف سے اشارہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ افکار الوردیہ سے مقصد یہ ہے کہ میں نے تورات میں نہیں پڑھا۔ جس سے وہم گذرے کہ میرے علم کا مدار تورات پر ہے بلکہ مجھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خرد دینے سے علم ہوا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات نہیں پڑھی کہ مجھے اس سے علم حاصل ہوتا۔ بلکہ یہ علم تو سارع النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ باقی جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مسموح مسخ شدہ قوموں کی نہ تو نسل چالو ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے نشانات باقی رہتے ہیں۔ جیسے بندہ تاد و خیر مستقل امت ہیں مسموح نہیں ہیں۔ حدیث باب جس سے قازہ کا مسموخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد نزول وحی سے نقل کا ہے۔ اس لئے آپؐ نے یقین کے ساتھ نہیں فرمایا جب یہ علم وحی سے حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی مستقل امت ہے۔ مسخ شدہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ کا قول صحاحؒ نے نقل فرمایا ہے کہ مسخ تین دن سے زیادہ نہیں رہتا نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ہی ان کی نسل چلتی ہے جس کی تائید میں اور روایات بھی نقل کی گئی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاحرق بالنار۔ احرق بالنار کا مطلب یہ ہے کہ آگ میں گھاس پھوس اور اجڑا ہن ڈال کر جلایا گیا۔ حافظ قرطباتیؒ ہیں کہ اہل عرب انسان کی رہائش گاہ کو وطن کہتے ہیں۔ اونٹوں کے مسکن کو مھن اور شیر کے مسکن کو مھوین اور غابہ کہا جاتا ہے۔ ہرن کے مسکن کو کناہ اور گد کے مسکن کو وجار۔ اور پرندے کے گھونسلے کو خش اور زبور (بھڑ) کے چمچے کو کور۔ اور چوہنی کے مسکن کو قریہ کہتے ہیں۔ بتائیں کہا گیا کہ امر للقریۃ النمل لاحرق تو قریہ ان کے اجتماع کا مقام ہوا۔

ہلا لعملة واحدة یعنی جس چوہنی نے آپؐ کو تکلیف پہنچائی تھی اسی کو جلایا جاتا۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ موزی حیوان کو آگ سے جلانا جائز ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہوا فتح من لھنا جفت ہوں۔ اور ان کے خلاف ہماری شریعت میں حکم نہ آیا ہو۔ ہماری شریعت میں احواق بالنار کسی حیوان کا جائز نہیں ہے۔ اس نبی پر حساب زیادتی پر ہو ممکن ہے احواق بالنار ان کی

شریعت میں جائز ہو۔ بلکہ بعض نے تو ایک قصہ نقل کیا ہے۔ تو اس صورت میں یہ عتاب جواباً ہوگا۔ انکار انہیں ہوگا۔ اس نبی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام تھے۔ بعض کے ہاں موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور بعض نے داؤد علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ اور شیخ زکریاؒ نے چیونٹی کے عجائبات نقل فرمائے ہیں جو قابل دید ہیں۔

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذَّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ

فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنْ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ ذَاءٌ وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءٌ

ترجمہ۔ کبھی جب کسی کے مشروب میں گر پڑے تو اسے غوطہ دینا چاہئے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے۔ حدیث (۳۰۸۱) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ النَّخَعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذَّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنْ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ ذَاءٌ وَالْأُخْرَى شِفَاءٌ۔ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے مشروب میں کبھی گر پڑے تو اسے ڈکی دے دے۔ کیونکہ اس کے دوپر میں سے ایک کے اندر بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔

حدیث (۳۰۸۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُسَوِّمَةٍ مَوْتٌ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ حُقْفَهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغَفِرَ لَهَا بِذَلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ایک فاحشہ عورت کی اس وجہ سے بخشش ہوگئی کہ اسکا گزر ایک کتے کے پاس سے ہوا جو بغیر من کے ایک کنویں پر ہانپ رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ پیاس اس کو مار ڈالتی۔ پس اس نے اپنا موزہ اتارا اسے اپنے دوپٹے سے باندھا اور اس کیلئے پانی کھینچا لایا تو اس کی وجہ سے بخشش گئی۔

حدیث (۳۰۸۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَأَجِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو طلحہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں پالتو کتا ہو یا فوٹو یعنی جی دار کی تصویر ہو۔

حدیث (۳۰۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ النَّخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث (۳۰۸۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّخَعِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطًا إِلَّا كَلْبَ حَرْبٍ أَوْ كَلْبَ مَا فِيهِ سَبِيَّةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شوقیہ کتے کو روک رکھا تو روزانہ اس کے

اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہے گا سوائے کھیتی اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے۔ کہ جن کے رکھنے کی اجازت ہے۔

حدیث (۳۰۸۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ النَخِ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّيْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنَ التَّنْثِي كَلْبًا لَا يُغْنِي زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلِّ يَوْمٍ قِيرَاطًا فَقَالَ السَّائِبُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذِهِ الْقَبْلَةِ.

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر شنیویؒ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے کوئی ایسا کتا رکھا جو نہ تو اس کی کھیتی کے کام آتا ہے اور نہ ہی کسی شخص والے جانور کے کام آتا ہے۔ تو روزانہ اس کے عمل سے ایک قیراط کا ثواب کم ہوتا رہے گا۔ سائب نے پوچھا کہ کیا اس حدیث کو آپ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس نے کہا ہاں اس قبلہ کے رب کی قسم! میں نے آپ سے سنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہ ابواب سابقہ ابواب کی طرح ہیں جن میں دواب کا ذکر ہے۔ اتنی مناسبت کافی ہے باقی روایات کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت واجب نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فی احدی جناحہ الخ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ وہ زہر کو پہلے اور شفاء والے پر کو موثر کرتی ہے اور ایسی معلومات الہی بہت ہے۔ دیکھو شہد کی کمی کے پیٹ میں تو شہد ہے لیکن اس کے ڈنگ میں زہر ہے۔ اڑدھا کو دیکھو اس کے منہ میں زہر بھی ہے تریاق بھی ہے۔ قالہ الکومانی۔ آج کل روشن خیال طبقہ ایسی احادیث پر تمسخر کرتا ہے۔

امر بقتل الکلاب جب کتوں کی کثرت ہو جائے۔ آج کل باؤ لے لے کتے کے مار ڈالنے کا حکم ہے۔ باقی غیر ضرر رساں کو بھی نہیں مارنا چاہئے۔ کلب زرع ماشیہ اور حرامہ والے کی آج بھی اجازت ہے۔

قیراط اور بعض روایات میں قیراطان وارد ہے۔ تو یہ اختلاف مواضع کے اعتبار سے ہوگا۔ کہ مدینہ کی شرافت کی وجہ سے اس میں کتے پالنے والے کا دو قیراط ثواب کم ہوگا۔ دیگر مقامات والے کا ایک قیراط ثواب کم ہوگا۔ قیراط کی مقدار کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ یہ کتاب بدء الخلق کا آخری حصہ ہے۔ اس لئے ان احادیث کا ذکر ہوا جن میں بعض مخلوقات کا ذکر ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کِتَابُ الْأَنْبِيَاءِ

بَابُ خَلْقِ آدَمَ وَذُرِّيَّتِهِ

ترجمہ۔ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کا ذکر ہے

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَادَّ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ۔ کہ اس کو یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے بطور اطلاع کے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

صلصال وہ مٹی جس میں ریت ملی ہوئی ہو وہ ایسے بجتی ہے جیسے پکی ٹیکری بجتی ہے۔ فخرار وہ ٹیکری جو آگ سے پکائی گئی ہو حمامسون کے معنی بدبودار کے ہیں اور ایسا گارا جو خشک ہو جائے تو وہ جتا ہے۔ اس لئے صل کے معنی لیتے ہیں تو صل سے صلصل بنا۔ جیسے صوالباب سے صوصو بنا جس کے معنی بند کرنے کے ہیں۔ جیسے کبیئہ سے کبکبیئہ مراد لیتے ہیں کہ میں نے اس کو اوندھے منہ کر دیا تو وہ اوندھے منہ کر گیا۔ فمرت بہ فحملته حملہ خلیفہ۔ فمرت بہ کہ وہ حمل کو لئے پھرتی ہے یہاں تک کہ اسے وضع حمل ہو جاتی ہے۔ گویا کہ براہ اس کو حمل رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے پورا کر لیتی ہے۔ ان لا تسجد میں لازائدہ ہے۔ تسجد کے معنی میں ہے۔

بَابُ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَادَّ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الْاٰیةُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلٰیہَا خَالِطٌ اِلَّا

عَلٰیہَا خَالِطٌ میں لما الا کے معنی میں ہے۔ اِلَّا عَلٰیہَا خَالِطٌ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ سَكَبٍ مِّنْ كَبَدٍ

معنی شدہ خلق کے ہیں۔ یُوَادُّی سَوَاقِیْکُمْ وَرِیْشَا میں ریشا کے معنی مال کے ہیں۔ اور ابن نمیر نے فرمایا

کہ ریشا اور ریش ایک چیز ہے اس سے لباس کی ظاہری زینت مراد ہے۔

ماتمنون یعنی عورتوں کے رحم میں نطفہ گرتا ہے۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے انہ علی رجعه لقاہو اس سے وہ نطفہ مراد ہے جو مرد کے

اطلیل ذکر میں ہوتا ہے۔ کل شیء خلقہ اور الشفع والوتر میں شفع سے مراد آسمان ہے۔ اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ فی احسن

تقویم کے معنی ہیں فی احسن خلق۔ اسفل سافلین۔ الامن امن۔ ان الانسان لفی خسو میں خسو کے معنی گمراہی کے ہیں۔ پھر اسی

سے الامن امن کا استثناء کیا۔ من طین میں لازب کے معنی لازم کے ہیں۔ اگر اشکال ہو کہ آسمان تو سات ہیں تو وہ طبع کیسے ہوئے۔ کہا جا

ئے گا کہ شفع بمعنی جوڑا کے ہے۔ کہ زمین و آسمان جوڑا۔ ایسے شمس و قمر۔ لیل و نہا جوڑا ہیں۔ بحر و بر جوڑا ہیں۔ جن و انس جوڑا ہیں۔ نشتشک

ای فی خلق نشاء جس مخلوق میں ہم چاہیں۔ یہ لا یعلمون کی تفسیر ہے۔ نسبح بحمدک یعنی ہم تیری تعظیم بیان کرتے ہیں۔ اور ابو العالیہ

کی تفسیر ہے اقلی ادم اور ربنا ظلمنا کے کلمات میں فازلہما ای استزلہما یعنی ان کو پھسلادیا۔ لم یتمسہ بمعنی لم یغیر کے ہے۔

ابن کے معنی متغیر کے ہیں۔ المستنون کے معنی بھی متغیر کے ہیں۔ حماء حماۃ کی جمع ہے۔ وہ بگڑا ہوا گارہ ہے۔ یخصفان جنت کے پتوں

کو لے کر لیں گے۔ کہ جنت کے پتے ایک دوسرے کو لپٹے ہوئے تھے۔ سو انہما یعنی ان کی شرم گاہوں سے کنایہ ہے۔ متاع الیٰ حسین کچھ مدت تک لطف اٹھاتا ہے یہاں سے لے کر قیامت کے دن تک اور حسین کا لفظ عرب کے ہاں ایک گھڑی سے لے کر اس وقت تک کو شامل ہے جس کا عداد حا ط نہیں کر سکتا۔ قبیلہ یعنی اس کی جماعت جن میں سے خود شیطان بھی ہے۔

حدیث (۳۰۸۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطَوَّلَهُ سِتُونَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ أَذْهَبَ فَلَئِمَ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعَ مَا يُخَيُّونَكَ تَحِيَّتَكَ وَتَعِيَّتَهُ ذُرِّيَّتَكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا۔ پھر فرمایا ان فرشتوں کی جماعت پر جا کر سلام کرو۔ اور جو وہ سلام کا جواب دیں اس کو غور سے سنو۔ کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا چنانچہ انہوں نے جا کر السلام علیکم کہا تو جواب ملا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پس ہر شخص قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی شکل پر جنت میں داخل ہوگا۔ پس مخلوقات کا قد گھٹنے گھٹنے یہاں تک آ پہنچا جواب ہے۔

حدیث (۳۰۸۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْنٍ ذُرِّيَّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةٌ لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَفَوِّطُونَ وَلَا يَتَفَلَّوْنَ وَلَا يَمْتَحِطُونَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِيرُهُمُ الْآلُؤَةُ الْأَنْجُوجُ غُودُ الطَّيِّبِ وَأَرْوَاجُهُمُ الْخُورُ الْعَيْنُ عَلَى خَلْقِي رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلا گروہ مسلمانوں کا جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل پر ہوگا پھر اس کے بعد والے آسمان میں جو سب سے زیادہ چمکدار ستارہ ہے اس کی شکل پر ہوں گے۔ نہ تو وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ پھریں گے نہ تمویکس گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔ یعنی نہ سنک بہائیں گے۔ ان کے کٹھے سونے کے ہوں گے۔ ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ان کی انگلیشیوں میں اگر بتی ہوگی جس کو انجوج بھی کہتے ہیں۔ اور گروہ ایک خوشبودار گلڑی ہے عود ہندی کہتے ہیں۔ ان کی بیویاں موٹی موٹی آنکھوں والی سفید حوریں ہوں گی۔ وہ جنتی سب ایک آدمی کی خصلت پر ہوں گے اور بلندی اور اونچائی میں اپنے باپ آدم کی شکل پر ساٹھ گز کے ہوں گے۔

حدیث (۳۰۸۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا اخْتَمَلَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَصَحَّحَتْ أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَشَبُّهُ الْوَلَدُ.

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیمؓ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں رکتے۔ کیا عورت کو جب احتلام آئے تو اس پر غسل واجب ہے آپؐ نے فرمایا ہاں جب کہ وہ منی کا پانی دیکھے۔ حضرت ام سلیمؓ تعجب سے ہنسنے لگیں اور پوچھا کیا عورت کو بھی

احتمام ہوتا ہے جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر احتلام نہیں آتا تو پھر بچہ ماں باپ کے ہم شکل کیوں ہوتا ہے۔

حدیث (۳۰۹۰) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ الْح عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَلَغَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ مُقَدِّمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَأَتَاهُ فَقَالَ سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيُّ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخَوَالِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَتِي بَيْنَ إِيفَا جَبْرِئِلُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ذَاكَ عَذُو الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ أَمَّا الشُّبَّةُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمِرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاءٌ هَ كَانَ الشُّبَّةُ لَهُ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُهَا كَانَ الشُّبَّةُ لَهَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتُتُ إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَهْتَوْنِي عِنْدَكَ فَجَاءَ بَ الْيَهُودَ وَدَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ لِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَغْلَمْنَا وَابْنُ أَغْلَمِنَا وَابْنُ أَخْيَرْنَا وَابْنُ أَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالُوا أَغَاذَةُ اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا أَشْرُنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوا فِيهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی خبر پہنچی تو وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے کہ حضرت میں آپؐ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں جن کا علم سوائے نبیؐ کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ کہنے لگے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے اور چلتی لوگ پہلے پہلے کیا کھانا کھائیں گے۔ اور کس وجہ سے بچہ باپ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور کس وجہ سے اپنی ماؤں کی طرف کھینچتا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے متعلق ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام مجھے بتا کر جا رہے ہیں قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی تو آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اٹھا کر جمع کرے گی۔ اور جنتیوں کا پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہے جو اچھا اور لذیذ ہوتا ہے۔ اور بچے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ مرد جب عورت سے ہمبستر ہوتا ہے پس اگر اس کا پانی رحم مادہ میں عورت کے پانی سے پہلے پہنچ گیا تو بچہ اس سے ہم شکل ہوگا اور جب عورت سبقت کر جاتی ہے تو بچہ اس کے ہم شکل ہوتا ہے۔ حضرت عید اللہ بن سلامؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر فرمایا یا رسول اللہ! یہودی لوگ بہت بہتان طراز ہیں۔ اگر آپؐ کے سوال کرنے سے پہلے ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو مجھ پر آپؐ کے پاس طرح طرح کی ہتھیں تراشیں گے۔ چنانچہ یہود آئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ گھر کے اندر چلے گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ تمہارے اندر کس قسم کے آدمی شمار ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں اور ہم میں سے بہتر اور بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اگر حضرت عبداللہ مسلمان ہو جائے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے اس سے پناہ دے۔ تو حضرت عبداللہؓ ان کی طرف باہر تشریف لا کر کہنے لگے کہ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے

لائق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تو کہنے لگے کہ سن لو ہم میں سے بدترین آدمی اور بدترین آدمی کے بیٹے ہیں۔ پھر ان کو خوب گالیاں دینے لگے۔

حدیث (۳۰۹۱) حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ يَعْنِي لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَاءُ لَمْ تَخُنْ أَنْفَى زَوْجَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ یعنی اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اگر حواء زوج آدم نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاندان سے خیانت نہ کرتی خیانت حواء سے مراد فاحشہ نہیں ہے بلکہ خاندان کے بارے میں ایسی بات کو مان لینا ہے۔

حدیث (۳۰۹۲) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الصِّلَعِ أَغْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ نُفْسُهُ كَسَرَتْهُ وَإِنْ تَرَكَتُهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ کیونکہ عورت ہڈی سے پیدا شدہ ہے۔ اور ہڈی میں سے بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر والا ہے۔ پس اگر تم اسے سیدھا کرنا شروع کرو گے تو توڑ ڈالو گے۔ اور کسرھا طلا فحاش اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔ اور اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی لہذا عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کہ ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔

حدیث (۳۰۹۳) حَدَّثَنَا عُمرُ بْنُ حَفْصٍ الْخ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْلُوقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ فِي بَطْنِ امْرَأَةٍ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَتَعَثَّ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بَارِعَ كَلِمَاتٍ فَيَكْتَسِبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيئَهُ وَسَعِيدَهُ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی اور آپ سچے ہیں۔ اور سچے مانے گئے ہیں فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں رہتی ہے۔ پھر وہ اسی طرح چالیس دن تک علقہ لوتھڑے کی شکل میں اور پھر اسی طرح چالیس دن تک مضغہ گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار چیزیں لکھنے کے لئے فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ فرشتہ اس کے اعمال اور اس کی عمر اس کی روزی اور یہ کہ وہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت ہوگا یہ سب لکھ دیتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس آدمی جنہیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان محض ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ لکھی ہوئی تقدیر اس پر غلبہ کرتی ہے۔ پس جنتیوں والے عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اس طرح آدمی جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پس لکھی ہوئی تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے تو وہ جنہیوں کے کام کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۹۴) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ يَا رَبِّ نُطْقَةً يَا رَبِّ عِلْقَةً يَا رَبِّ مُضْغَةً فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَذْكَرٌ أَمْ أُنْثَى يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرُّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحم مادر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے تو کہتا ہے یا رب اب یہ نطفہ ہے یا رب اب علقہ ہے۔ یا رب اب یہ مضغہ ہے۔ اور جب اسے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ یا رب یہ نر ہے یا مادہ یا رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ پس اس کی روزی کیا ہے۔ پس اس کی عمر کتنی ہے پس یہ سب چیزیں حکم مادر میں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث (۳۰۹۵) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفْصٍ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صَلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جنہیوں میں سے آسان اور بالکل ہلکے عذاب سے پوچھے گا کہ اگر تیرے لئے روئے زمین کی سب چیزیں ہوتیں تو کیا تو ان کو اس عذاب سے بچھڑا دے گے لئے قربان کر دیتا۔ وہ کہے گا ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تو جب کہ تو ابھی آدم کی پیٹھ میں تھا اس سے بھی آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ لیکن تم نے تو انکار کیا کہ میں تو شرک ضرور کروں گا۔

حدیث (۳۰۹۶) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ خَفْصٍ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دِمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ظلماً قتل نہیں ہوگا۔ مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر اس کے خون کا حصہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے ہی سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ جاری کیا کہ اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔۔۔ صلصال طین۔ بھجی ہوئی مٹی۔ کیونکہ صلصال کے معنی میں آواز ماخوذ ہے۔ اور مٹی اس وقت تک آواز نہیں کرتی جب تک اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ مل جائے۔ جیسے ریت وغیرہ۔ اور بعض نے اس کے معنی بد بودار کے کئے ہیں۔ بہر حال جو معنی بھی ہوں یہ مضاعف رباعی ہے۔ جس کا اصل صل ہے۔ جس کے معنی میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے اسے ملحق بالرباعی بنایا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔۔۔ حافظ فرماتے ہیں کہ انبیاء جمع نبی کی ہے جو نوبہ بمعنی رفعت اور بلندی کے ہے۔ نبوت بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس پر چاہے وہ احسان کر دیتا ہے۔ کوئی شخص اپنے علم سے اور نہ ہی کشف سے اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی صلاحیت کی وجہ سے اس کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اور اس کے حقیقی شرعی معنی یہ ہیں کہ جس کو نبوت مل جائے وہ نبی ہے۔ یہ ایسی صفت ہے جو نہ تو نبی کے جسم کی طرف رجوع کرتی ہے نہ ہی اسے عارض ہوتی ہے۔ اور نہ خود اس کو نبی ہونے کا علم ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ میں نے تجھے نبی بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت جیسے نیند اور غفلت سے باطل نہیں ہوتی اس طرح موت سے بھی زائل نہیں ہوتی۔ نیز! حافظ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں

ایک حدیث مشہور ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں اور یہ بھی حضرت انس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر بھیجے چار ہزار بنی اسرائیل میں مبعوث فرمائے اور چار ہزار باقی لوگوں میں سے اور ابن جوزی نے تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ چار سریانی نبی ہیں۔ آدم۔ شیث۔ ادریس اور نوح اور چار عرب میں سے ہیں۔ ہود۔ شعیب۔ صالح۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی۔ اور بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰ ہیں۔ اور آخری نبی عیسیٰ ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ عدد انبیاء کا حتمی نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اور بھی ہوں۔ ہمیں جمیع انبیاء اور رسل پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ امام بخاری جس طرح مسائل فقہیہ میں مجتہد ہیں اس طرح تاریخ میں بھی مجتہد ہیں۔ مؤرخین کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے۔ چنانچہ جمہور المؤرخین فرماتے ہیں کہ ادریس نوح کے اجداد میں سے ہیں لیکن امام بخاری ان کی مخالفت کرتے ہوئے ان کا زمانہ نوح کے زمانہ کے بعد کہہ رہے ہیں ان کا استدلال معراج کی حدیث سے ہے جس میں ادریس نے بالبنی الصالح والاح الصالح فرمایا ہے۔ کہ ادریس اجداد نوح میں سے ہوتے۔ الا ان الصالح نہ کہتے بلکہ الابن الصالح کہتے۔ اس طرح دوسرے مواضع کی ترتیب بھی ان کا مستدل ہے۔ اور ترتیب انبیاء میں ذوالقرنین کا زمانہ جناب عیسیٰ اور محمد کے ادوار کے درمیانی زمانہ کو قرار دیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ذوالقرنین طویل اللہ کے زمانہ میں تھا۔ لیکن اس سے یونانی ذوالقرنین مراد ہے۔ اور صلصال کے بارے میں حافظ فرماتے ہیں کہ یہ وہ خشک مٹی ہے جس کو آگ سے نہ بنایا گیا ہو۔ جب اسے بجایا جاتا ہے تو وہ آواز کرتی ہے۔ جب آگ سے پک جائے تو وہ فحار ہے۔ اور ہر وہ شے جس کی آواز ہو وہ صلصال ہے۔ فتح الباری میں حافظ نے کہا ہے کہ صلصال کی تفسیر بدبودار سے کرنا یہ مجاہد نے کہا ہے۔ ابن عباس کی تفسیر میں مسنون کی تفسیر منتن بدبودار سے کی گئی ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ لغت میں صلصال کے معنی بھی بدبودار کے آتے ہیں اسی سے صل اللحم صلوة جب کہ پک کر بدبودار ہو جائے۔ اور صل سے صلصل اس طرح مضاعف بنا۔ جیسے صر سے صرصر بنتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ فموت ای استمر بها ہمیشہ رہی کبھی ساقط نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ آیت قرآنیہ ہے۔ حملت حملاً خفیفاً فموت بہ اس کی تفسیر استمر بها الحمل حتی وضعہ سے کی ہے کہ موت کی خمیر حوا کی طرف راجع ہے کہ برابر اس کو اٹھائے رہی حمل گرائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ فی شدة خلقی یعنی سخت اس کی طبیعت اور جبلت بن گئی۔ یہاں تک انسان انکی وجہ سے مصائب اور شدائد کو مچیلنے والا بن گیا۔ یا معنی یہ ہیں کہ انسان شدت اور مصیبت میں پیدا ہوا کہ ہمیشہ شدائد اور مصائب میں مبتلا رہے گا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ قسطلانی فرماتے ہیں کہ شدت خلقی بفتح الخاء ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان پیدا ہوا کہ دنیا کے مصائب اور آخرت کے شدائد برداشت کرتا رہے گا۔ اور بعض نے فرمایا کہ انسان جیسی جفاکش مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمائی۔ بایں ہمدہ اضعف الخلق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ انہ علی رجعه لقادر اللہ تعالیٰ خلق جانی کو خلق اول کی جگہ احلیل میں رد کرنے پر قادر ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ جلالین میں ہے کہ انسان کی موت کے بعد اسکے اٹھانے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ حمل میں ہے کہ نطفہ کو اس صلب کے اندر لوٹانے پر قادر ہے جس سے اسے نکالا تھا۔ اور خازن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نطفہ کو احلیل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ اور صحیح اور اقوی قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کے اعادہ بعد الموت پر قادر ہے۔ اور یہی یوم بلی السورۃ کے مناسب ہے اور شیخ گنگوہی نے جو تجویہ (تفسیر) بیان فرمائی ہے وہ مولانا حسین علی پناہی کی تقریر میں بھی ہے۔

لقادر علی خلقه فی الصلب بعد القائه فی الرحم یعنی آدمی ایک مرتبہ مٹی کو خارج کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ میں دوسری مٹی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے۔ علی رجعه یعنی رحم سے ایک مرتبہ مٹی نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ رحم میں مٹی پیدا کرنے پر قادر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کل شی خلقه مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کا مثل اس کی جنس یا غیر جنس سے موجود ہے وہ مٹنے سے جیسے آسمان اور زمین مٹنے میں اور جن کا مثل نہیں ہے وہ وتر ہے۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس تقریر سے وہ اشکال زائل ہو گیا کہ مصنفؒ نے السماء کو مٹنے کہا ہے۔ حالانکہ آسمان سات ہیں اور زمین کے بھی سات طبقات ہیں تو دونوں طاق ہوئے جفت نہ ہوئے۔ حالانکہ مجاہد کی مراد اس تفسیر سے یہ ہے کہ جس چیز کا مقابل موجود ہے۔ وہ مٹنے سے جس کا مقابل نہیں ہے وہ وتر ہے۔ چنانچہ مجاہدؒ کل شی خلقنا زوجین کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جیسے کفر و ایمان۔ شقاوت و سعادت۔ لیل و نهار۔ آسمان و زمین وغیرہا اور وتر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ان اللہ وتر بحسب الوتر اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وتر سے یوم عرفہ مراد ہے۔ اور شفیع سے یوم الذبح مراد ہے جو لیال عشر کے مناسب ہے۔ مفسرین حضرات کے اور اقوال بھی ہیں۔ انزلہما استزلہما چونکہ استعمال کا سین طلب کے لئے ہوتا ہے۔ اور وہی اس جگہ مقصود ہے۔ کیونکہ شیطان زلت اور پھسلنے کا سبب تو بن سکتا ہے پھسلنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس لئے ازل کی تفسیر استزل کی ہے۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں انزلہما ای دعاہما الی الزلۃ کہ ان کو پھسلنے کی طرف بلایا۔ اور مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے کہ ازال کے معنی ازالاق کے ہیں۔ اور استزلہما کے معنی ہیں طلب الازلال من السماء الی الارض اس کے حقیقی معنی مراد نہیں کہ شیطان نے ان دونوں کے ہاتھوں سے پکڑ کر آسمان سے زمین کی طرف پھینک دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقالوا سلام علیکم لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا طریقہ ہمیں اسی طرح بتلایا کہ لفظ وعلیکم کو سلام پر مقدم کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے سلام کے جواب میں لفظ سلام کی تقدیم علیکم پر معلوم ہوتی تھی۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے بتلادیا آپ کی تعلیم علیکم لفظ سلام پر مقدم ہے۔ چنانچہ جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ جواب میں وعلیکم کا سلام پر مقدم ہونا افضل ہے۔ اور صحت جواب میں یہ بھی شرط ہے کہ وعلیکم سلام کے بعد واقع ہو۔ نہ کہ دونوں اکٹھے واقع ہوں۔ اکثر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ اگر دونوں نے دفعۃً واحدۃً سلام کہہ دیا تو دونوں پر جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور نوویؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر وادعطف کے بغیر کسی نے صرف علیکم السلام کہہ دیا تو اس میں دو قول ہیں۔ جمہور تو جائز سمجھتے ہیں۔ جیسے قالوا سلاماً قال سلام میں ہے اور امام رازیؒ نے تقدیم وعلیکم کا عجیب نقطہ بیان کیا ہے کہ یہ سبویہ کا کہنا ہے کہ اہم فلا ہم مقدم کیا جاتا ہے۔ وعلیکم السلام کہنے سے عجیب کے نزدیک قائل کی اہمیت زیادہ ہے۔ نیز وعلیکم السلام تقدیم کی وجہ سے حصر کا فائدہ دیتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ معامرہم الانوۃ الانجوج اور عود الطیب خوشبودار لکڑی یہ تینوں الفاظ مترادف ہیں جن کو ایک دوسرے کی تفسیر کے لئے لایا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ لفظ النجوج اس جگہ الوفا کی تفسیر ہے والعود تفسیر التفسیر ہے اگر سوال ہو کہ جنت میں اس دعویٰ کی کیا ضرورت ہے جب کہ جنتیوں کا پسینہ خود کستوری ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں کسی دفع ضرر کے لئے نہیں

ہوں گی۔ کہ مثلاً کھانا بھوک کی وجہ سے اور پانی پیاس رفع کرنے کے لئے ہوگا۔ اور نہ ہی خوشبودار دودھ کرنے کیلئے ہوگی بلکہ وہ برابر لذت پسوں کی اور پے در پے نعمتوں کی بارش ہوگی۔ باقی راہ حدیث میں مستون ذرا عا وارد ہے حافظ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ممکن ہے ہر ایک کا اپنا ذرا عا مراد ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مخاطبین کے نزدیک جو ذرا عا مشہور تھا وہی مراد ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نبی کی تخصیص نہیں بلکہ جس کو نبی نے خبر دی ہو جیسے جہاد یہود کو بھی کتب سادہ سے ان باتوں کا علم ہو چکا تھا چنانچہ عبد اللہ بن سلام صحابہ الیہود کو بھی علم تھا۔ باقی اکثر اہل عرب نہ تو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی وہ اہل کتاب تھے۔ اس لئے ان کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے علم ہوا۔ اور کتب سادہ سے خبر دینا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے کہ ایک آدمی بتلا رہا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اپنے اس افادہ سے اس وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن سلام نبی نہیں تھے تو ان کو کیسے علم ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ لا یعلمہن الا نبی او من یاخذ منه او من کتابہ تو ان باتوں کا جواب دے دینا یہ آپ کا مجزہ تھا۔ جس سے حضرت عبد اللہ بن سلام کو علم الیقین حاصل ہو گیا۔ اور ممکن ہے کہ اس جواب کے علاوہ اور معجزات بھی اس کے نزدیک علم الیقین کا باعث بنے ہوں۔ یہ جواب سونے پر سوہا کہ ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اول طعام اگر اشکال ہو کہ ایک حدیث میں آتا ہے جنتیوں کا پہلا کھانا زمین ہوگی جس کو روٹی بنا کر کھا جائیں گے۔ تو جواب یہ ہے کہ اقلیت ان دونوں میں اضافی ہے یا یہ کہ دونوں اکٹھے کھائے جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ وہ حدیث شیخین کی روایت سے مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ کہ زمین روٹی ہوگی اور مصلیٰ کا ساں ہوگا۔ پھر علماء میں اختلاف ہے کہ یہ کھانا دخول جنت سے پہلے ہوگا یا بعد میں ہوگا۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا زمین حقیقتاً روٹی بنے گی یا یہ تشبیہ کے طور پر ہوگا۔ تو اس سے دنیا کے نظام کو بالکل ختم کرنے کی طرف اشارہ ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قبل ان تسالہم بھتونی اسلام ظاہر کرنے سے پہلے حضرت عبد اللہ بن سلام کے حالات پوچھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ جب انہوں نے اسکی خیریت و فضیلت تسلیم کر لی تو اب ان کے اسلام سے یہود کا تعنت اور ہٹ دھرمی واضح ہو گئی اور ان کے صحابہ الیہود کے اسلام سے ان پر الزام مائد ہو گیا۔ اگر اعتراف فضیلت سے پہلے ہی ان کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر دی جاتی تو طرح طرح کی جہتیں لگاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث میں نزاع الولد کے بارے میں شیخ گنگوہیؒ نے کوئی بحث نہیں کی۔ حافظ نے کلام کیا ہے کہ مسلم میں ہے۔ اذا علما الرجل ما المرأة اشبه اعمامہ واذا علما ماء المرأة ماء الرجل اشبه اخوالہ۔

ترجمہ۔ کہ جب آدمی کا پانی عورت کی منی پر غالب آ جاتا ہے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ گیا تو بچہ ماموں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور بزار میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے۔ عورت کی منی زرد اور پستی ہوتی ہے۔ جو ان میں سے غالب آ گیا بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔ غلبہ سے مراد سبقت ہے۔ تو علوی معنوی ہوا۔ اور بعض نے علو کو تذکیر و تانیث کا سبب قرار دیا ہے۔ اور سبقت کو مشابہت کا باعث کہا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لکان اشبه لها الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ترجمہ کی طرف اشارہ ہوا۔ کیونکہ ولد ذریت میں سے ہے۔ اور ترجمہ ہے فی خلق ادم و ذریتہ الخ۔

لولد بنی اسرائیل پوری حدیث میں ہے کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو نہ کھانا خراب ہوتا اور نہ ہی گوشت بدبودار ہوتا کیونکہ انہیں من و سلی کے ذخیرہ کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ تو اس طرح ان کو سزا دی گئی کہ ان کا کھانا اور گوشت گل مرزا جاتا تھا۔

لولد حواء الخ۔ اماں حواؑ نے شیطان کی چکنی چیزیں ہاتوں میں آ کر اکل شجرہ پر آمادہ کر لیا۔ چونکہ حواء بنات آدم کی والدہ ہے۔ تو ولادت کی وجہ سے بیٹیاں والدہ کے مشابہ ہونگی کہ بات کو بنا کر سنوار کر شوہر کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے خاوند کو قول اور فعل سے بات ماننے پر آمادہ نہ کر لیتی ہو۔ یہی اس کی خیانت ہے۔ معاذ اللہ خیانت فاحشہ مراد نہیں ہے۔ تو ترجمہ خلق آدم و ذریعہ سے ثابت ہو گیا کہ جہلت عورتوں میں سرایت کر گئی۔

استوصوا بالنساء خیرا قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ استیصحا کا معنی وصیت کو قبول کرنا ہے کہ جب یہ عورتیں میز می پل سے پیدا ہوئی ہیں تو ان کی میز می پن پر مبر کرنا تا کہ تم ان سے فائدہ حاصل کر سکو۔ جیسے پہلی سیدمی کرنی چاہو تو سیدھا ہونے کی بجائے ٹوٹ جائے گی اسی طرح عورت سیدمی نہیں ہوگی ٹوٹ سکتی ہے۔ و کسرها طلاقھا اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق ہو جائے گی اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کی خلقت آدم کی ہائیں پہلی سے ہوئی ہے۔ تو خلق آدم و ذریعہ ترجمہ ثابت ہو گیا۔ حواء حور سے پیدا نہیں ہوئی۔ جیسا کہ الفضیوں کا عقیدہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے خلق منها زوجھا کہ آدم کے جوڑے کو اسی سے پیدا کیا۔

کفل منها یہ جزاء تائیس ہے قتل کی بنیاد اس نے رکھی جو اس کا اپنا فعل ہے۔

لاتنرزوا ذرۃ و ذرا آخری کہ کوئی جی کسی جی کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا کا خلاف نہ ہوا۔

بَابُ الْأَرْوَاحِ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ

ترجمہ۔ کہ رو میں جمع شدہ جماعتیں ہیں

حدیث (۳۰۹۷) وَقَالَ اللَّيْثُ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ لِّمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَاتَنَا كَرَمْنَهَا اِخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ رو میں تو جمع شدہ جماعتیں ہیں جو ان میں سے ایک دوسرے کو پہچان گیا وہ تو الفت و محبت کرے گا۔ اور جن میں آشنائی نہ ہوگی وہ بیگانہ ہو گئے۔

تشریح از قاضیؒ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ارواح کی جنسیں تو ایک ہیں۔ لیکن ان کے انواع مختلف ہیں۔ تعارف کا مقصد یہ ہے کہ وہ صفات جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا فرمائی ہیں جن کی اس صفات و اخلاق میں موافقت ہوگی اور جن میں موافقت نہ ہوگی ان میں منافرت پیدا ہوگی۔ کتاب الانبیاء سے اس باب کو مناسبت اس طرح ہے کہ اس باب سے شاید اشارہ ہو کہ آدم و اولادہ مرکب من البدن و الروح۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے پیروکاران میں مناسبت قدیمہ ہے۔ اور لمعات میں شیخؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث باب میں دلیل ہے کہ ارواح اعراض نہیں ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ اجسام سے پہلے تھے۔ اس سے ارواح کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ لمعات میں فرماتے ہیں کہ دنیا الہام الہی سے آباد ہے۔ ان میں یاد کو کوئی دخل نہیں۔ اس وطن میں ان میں آپس میں آشنائی اور بیگانگی

پیدا ہوئی۔ اسی وجہ سے اس دنیا میں نیکوں کو نیکوں سے محبت اور میلان پیدا ہوتا ہے۔ اور بدوں کو بدوں سے مناسبت ہوتی ہے اگرچہ بعض عوارض اور اسباب کی وجہ سے اس کے خلاف ہو جائے۔ لیکن آخر مآل اور انجام وہی ہوگا جو اصل میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

قَالَ إِنَّهُ عِبَادِي بِأَدْعَى الرَّأْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا عِنْدَ جَوْظِ هَرَمِيسَ مَعْلُومٌ هُوَ۔ اَلْقَلْبِيُّ رُكَّ جَانًا۔ اَمْسِكِي وَفَارَ التَّوَرُ نَبْعَ الْمَاءِ بِحَنِ پانی اہل ہذا وَقَالَ عَمْرُوَةٌ وَجْهَ الْأَرْضِ عِنْدَ تَوْرَ عَمْنَى رَوْنِ زَمِينِ كَيْ هِي۔ وَقَالَ مُجَاهِدُ الْجَوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَنْزِزَةِ۔ یعنی جدوی ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ذاب کے معنی حال کے ہیں۔ اِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا الْخ۔

حدیث (۳۰۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الْخ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتَانِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ أَتَى لَأَنْلِزَ كُفْمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَلْدَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَلْدَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغَوْرٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغَوْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لوگوں میں وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر دجال کا ذکر کیا پس فرمایا کہ میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے آج تک اپنی امت سے نہیں کہی۔ تم جانتے ہو کہ دجال کا نام ہوگا اور اللہ تعالیٰ امور (کانا) نہیں ہے۔

حدیث (۳۰۹۹) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَغَوْرٌ وَإِنَّهُ يَجِيئُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَأَتَى يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَأَتَى يَقُولُ إِنَّهَا النَّارُ هِيَ الْجَنَّةُ وَإِنِّي أَلْدِرُكُمْ كَمَا أَلْدَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو کسی نبی نے آج تک اپنی قوم کو نہیں بتلائی۔ بے شک وہ کانا ہوگا اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہمراہ جنت اور دوزخ کی شکل کی چیزیں ہوں گی جس کو وہ جنت کہتا ہوگا وہ دراصل جہنم ہوگی جس کو وہ جہنم کہے گا وہ دراصل جنت ہوگی اور میں بھی تم کو اس سے اس طرح ڈراتا ہوں جس طرح نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

حدیث (۳۱۰۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيئُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ يَقُولُونَ اللَّهُ تَعَالَى هَلْ بَلَغْتَ يَقُولُونَ نَعَمْ أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَغْتُمْ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَبِيِّ فَيَقُولُ لِنُوحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ فَيَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَكَذَا لَكُمْ جَعَلْتُكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَالْوَسْطُ الْعَدْلُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کے دربار میں

حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے۔ کیا آپ نے اپنی امت کو میرے احکام پہنچائے تھے۔ وہ جواب دیں گے ہاں اے میرے رب پس اللہ تعالیٰ آپ کی امت سے دریافت کریں گے کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی پس وہ کہیں گے نہیں ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کیا کوئی شخص تمہارے لئے گواہی دینے کے لئے تیار ہے۔ تو ہم امت محمدیہ کے لوگ گواہی دیں گے کہ واقعی نوحؑ نے ان کو تبلیغ کی تھی۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے کہ اس طرح ہم نے تم کو درمیانی عادل امت بنایا۔ تاکہ تم سرکاری گواہ کی حیثیت سے لوگوں کے خلاف گواہی دو۔ وسط کے معنی عدل کے ہیں۔

حدیث (۳۱۰۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خَزَامَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةِ فَرُوعَ إِلَيْهِ الزَّرَّاعُ وَكَانَتْ تَعْجِبُهُ فَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَذَرُونَنِي بَيْنَ يَدَيْهِمْ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاطِرُ وَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَقَدْ ذَلُّوا مِنْهُمْ الشَّمْسُ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَّغَكُمْ إِلَّا تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يُشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ أَبُوكُمْ أَدَمُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ إِلَّا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآخِرِينَ مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَقَضَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى نُوْحٍ فَيَأْتُونَهُ نُوْحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا مَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ إِلَّا تَرَى إِلَى مَا بَلَّغْنَا إِلَّا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ نَفْسِي نَفْسِي أَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ وَاسْأَلْ تُعْطَى قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا أَحْفَظُ سَائِرَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ضیافت میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپؐ کو بازو کا گوشت اٹھا کر دیا گیا جو آپؐ کا پسندیدہ تھا۔ آپؐ اس سے نوح نوح کر کھانے لگے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو کیسے ایک کھلے میدان میں جمع فرمائیں گے کہ ان کو ہر دیکھنے والا دیکھ سکے گا۔ اور ہر بیکار نے والا ان کو سنا سکے گا۔ اور سورج ان کے قریب آچکا ہوگا۔ تو کچھ لوگ کہیں گے کہ کیا تم اپنے حال کو دیکھتے نہیں ہو کہ کہاں تک اس نے تمہیں پہنچادیا ہے۔ کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب کی طرف تمہاری سفارش کر سکے۔ تو کچھ لوگ کہیں گے کہ تمہارا باپ آدم موجود ہے۔ تو لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ پس ان سے کہیں گے کہ اسے آدمؑ کو ابو البشر ہے۔ تمام انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور تیرے اندر اپنی روح پھونکی۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ تجھے سجدہ کریں۔ اور تجھے جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپؐ اپنے رب کی طرف ہماری سفارش نہیں کرتے کیا آپؐ اس حال کو دیکھ نہیں رہے جس میں ہم ہیں اور جنو بہت ہم تک پہنچی ہے۔ تو وہ فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غضب ناک ہے کہ ایسا غیظ و غضب نہ تو

اس سے پہلے آیا اور نہ ایسا بعد میں آئے گا اس نے مجھے درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ اب تو مجھے اپنی جان کی فکر ہے اور وہ خود سفارش کا مستحق ہے۔ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت لوحؑ کے پاس جاؤ۔ تو لوگ حضرت لوحؑ کے پاس آئیں گے۔ اور ان سے کہیں گے کہ آپ زمین والوں کی طرف پہلے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود تمہارا نام عہد شکور بندہ شکر گزار رکھا ہے کیا ہماری اس حالت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم جلا ہیں اور اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جو ہم کو پہنچ چکی ہے کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب کی طرف سفارش نہیں کر سکتے۔ وہ فرمائیں گے میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس قدر غیظ و غضب نہ پہلے ہوا تھا اور نہ ہی اس جیسا بعد میں ہوگا میں تو اپنی ذات کیلئے فکر مند ہوں کہ کوئی میرے لئے سفارش کرے۔ تم لوگ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔ پس وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں عرش الہی کے نیچے سجدہ ریز ہو جاؤ گا۔ پس مجھ سے کہا جائے گا اے محمدؐ اُسجدے سے اپنا سر اٹھاؤ۔ جس کے لئے آپ سفارش کریں گے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ جو آپ مانگیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ محمد بن عبید راوی کہتے ہیں کہ باقی حدیث مجھے یاد نہیں۔

حدیث (۳۱۰۲) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَهَلَلُ مِنْ مُذَكِّرٍ مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لوحؑ کے قصہ میں لہل من مذکر پڑھا۔ جیسے کہ تمام لوگوں کی قرأت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ہادی الری ظاہر نظر میں جو ہمارے لئے ظاہر ہوا لفظی ترجمہ تو یہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ غور و خوض کرتے تو انبیاءؑ کی وہ بھی پیروی نہ کرتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ ان لوگوں کی خُصاست بالکل ظاہر ہے۔ پوشیدہ نہیں کہ کسی غور و خوض کی ضرورت پڑے۔ لہذا کے لفظ کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ عموماً مفسرین کی عادت ہے کہ وہ الفاظ کی تفسیر حکم کے میضہ سے کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود آیت کے اندر یہ معنی ملحوظ ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ہادی الرای میں ہادی بمعنی ظاہر کے ہے۔ جس کی مختلف توجیہات ہیں۔ ایک یہ کہ لوگ ظاہر میں آپ کے پیروکار ہیں باطن اس کے خلاف ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ابتدائی رائے میں آپ کے قبیح ہو گئے انہوں نے اپنی رائے میں احتیاط نہیں برتی۔ پورا غور و خوض نہیں کیا۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ ردیل لوگ ہیں جن کی رذالت ظاہر باہر ہے۔ اس وقت راکھ رُوئے العین سے وہ گا۔ رُوئے قلبی مراد نہ ہوگی۔ چنانچہ ایک قرأت میں مجاہد سے منقول ہے ہم اراذلنا ہادی الرای العین الخ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں ماضیہ لنا اول النظر قبل التامل یعنی سوچ بچار سے پہلے اول ہی نظر میں جو ظاہر ہو اس کو مان لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وفار التور جمہور مفسرین کی طرح مکرّمہ نے بھی تنور کی تفسیر میں مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے معنی روئے زمین کے ہیں۔ کیونکہ مشہور معنی تنور سے پانی کا ابلا محال ہے۔ لیکن میرے نزدیک دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ مولانا محمد حسن کی کی تقریر میں ہے نبع الماء من التور والمعروف کہ پانی تنور سے اہل پڑا اور مکرّمہ نے تنور کی تفسیر وجہ الارض یعنی روئے زمین سے کی ہے۔ مکرّمہ اور زہری فرماتے ہیں کہ لوحؑ سے کہا گیا جب پانی روئے زمین پر پھیل جائے تو کشتی میں سوار ہو جانا۔ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فار التور ای طلع الفجر ونور الصبح یعنی فجر پھوٹ پڑے اور صبح کی روشنی ظاہر ہو جا

ئے۔ حسن۔ مجاہد۔ شعبی۔ اور اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ تنور سے وہ غار مراد ہے جس میں روئیاں پکائی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تنور پتھر کا تھا جس میں حضرت حواء روئیاں پکائی تھیں۔ جو حضرت نوحؑ تک پہنچا تو نوحؑ سے کہا گیا جب تم دیکھو کہ پانی اس تنور سے ابل رہا ہے تو کشتی پر سوار ہو جانا۔ پھر اس کے مقام میں اختلاف ہے۔ شعبی۔ تو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ نوحی کو ذہ میں تھا۔ اور مقابل فرماتے ہیں کہ تنور آدم کا تھا جو شام کے علاقہ عین درددہ میں تھا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ ہندوستان میں تھا۔ اور بخوی نے تینوں اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ حضرت حسنؓ کا قول صحیح ہے کہ تنور کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یجمع اللہ تعالیٰ یہ نیا کلام ہے۔ لم استفہام ہے جس پر کلام تمام ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ کی تقریر اس طرح واضح ہے کہ جب آپؐ نے فرمایا انا سید الناس یوم القیامہ پھر آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے یہ کس وجہ سے ہوگا۔ پھر یجمع اللہ الخ سے وجہ ذکر فرمائی۔ چنانچہ آگے خود حدیث میں آ رہا ہے ہل تدرون مما ذلک کہ تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہوگا۔

یجمع اللہ الخ سے اس کی وجہ ذکر فرمائی۔ چنانچہ بعض نسخوں میں ہم ذلک کے لفظ وارد ہوئے ہیں اور بعض نسخوں میں ہم کی بجائے بمن آیا ہے۔ تو علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں بمن بظہر ذلک تو پھر ظہور سیادت کے سبب کا بیان ہوگا۔ ثبوت سیادت نہ ہوگا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ یوم القیامہ کی تخصیص اسلئے ہے کہ اس سیادت کا ظہور اس دن ہوگا کہ سب انبیاء آپؐ کے جہنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انت اول الرسل یعنی اولو العزم رسولوں میں سے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اول الرسل پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ نبی تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ وہ کسی نہ کسی شریعت پر عبادت کرتے ہوں گے اور پھر اولاد نے ان سے لیا ہوگا۔ بنا بریں اول رسل تو آدمؑ ہوئے۔ تو ایک جواب تو یہ ہے کہ نوحؑ کی رسالت اہل الارض کے لئے تھی۔ اور آدمؑ کے زمانہ میں زمین پر اور کوئی آبادی نہیں تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی رسالت صرف اپنی اولاد تک تھی۔ تو یہ رسالت تربیت اولاد کیلئے ہوئی۔ اور نوحؑ کی رسالت اس امت کی تمام امتوں کے لئے تھی جو شہروں میں پھیل چکے تھے۔ اور آدمؑ کی اولاد صرف ایک شہر تک محدود تھی۔ اور نوحؑ کفار اہل الارض کی طرف رسول تھے۔ یا یہ کہ اولو العزم رسول نوحؑ تھے تو اس وقت اولیت حقیقہ ہوگی۔ شیخ گنگوہیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ہذا اولی الاقوال۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی پیدائش آدمؑ کی وفات کے ایک سو بیس سال بعد ہوئی۔ اور تین سو پچاس سال کی عمر میں انہیں نبوت ملی۔ اور طوفان کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے۔ اور آپؐ کی کل عمر ساڑھے نو سو سال تھی۔ جو دی دجلہ۔ اور فرات کے جزیرہ کے درمیان ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہاں کشتی نوحؑ آ کر رکی تھی۔

الذر نوح قومہ ان کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ یہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے قوم کو عذاب الہی سے ڈرایا۔ پہلے رسول تو صرف رشتہ و ہدایت للاولاد کے لئے تھے۔ یا اس لئے کہ وہ ابوالبشر ثانی تھے۔ کہ طوفان کے بعد زمین پر جو قوم آباد ہوئی وہ ان کے چاروں بیٹوں کی اولاد تھی۔ تمثال کا معنی صورت۔ تشفع آپؐ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ معلوم رہے کہ شفاعت ائرو دی کئی اقسام ہیں۔ جو سب کی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہوں گی۔ اس لئے آپؐ صاحب الشفاعات ہیں۔

لعل لراہ العامة یعنی ادغام اور دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ قرآن مشہور ہے۔ ادغام اور دال مجھے قرآن شاذہ ہے۔

بَابُ وَإِنَّ الْيَاسَ لِمَنْ الْمُرْسَلِينَ

ترجمہ۔ بے شک الیاس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ آلَا تَتَّقُونَ إِلَىٰ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ قَالَ بَنُو عَبَّاسٍ يُذَكِّرُ بِخَيْرٍ سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ يُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْيَاسَ هُوَ إِدْرِيسُ.

ترجمہ۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو۔ تو رکنا علیہ فی الآخرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ آخرین میں انہیں خیر سے یاد کیا جاتا ہے الیاسین پر سلام ہو۔ ہم احسان کرنے والوں کو اس طرح بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے ابن مسعود اور ابن عباس سے ذکر کیا جاتا ہے الیاس وہی ادريس ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یاد کر بخیر یہ ترکنا علیہ فی الآخرین کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ہم نے ان کو آخری لوگوں میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ ان کی اچھی تعریف کرتے تھے۔ اور بعض روایات میں جو ہے کہ یہ سلام علی الیاسین کی تفسیر ہے تو اس سے مرا دیا ہے کہ جو اس جگہ ذکر ہوا۔ ہاتی سلام علی الیاسین کو صرف اشارہ کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اس کی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ترکنا علیہ فی الآخرین ای ثناء جمیلاً وثناء حسناً اور مافی الروایات سے شیخؒ نے ابن عباس کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے سلام علی الیاسین ای یاد کر بخیر۔ اور یہ بھی کہا الیاس عبرانی نام ہے۔ اور بعض اہل بدعت نے آل یاسین پڑھا ہے۔ تو اس سے آل محمدؐ مراد ہوگی۔ مگر یہ معنی بعید ہیں۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ کیونکہ انبیاء کی فہرست میں اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا ہے۔ سلام علی الیاسین۔

تشریح از قاسمیؒ۔ چونکہ مصنفؒ کے نزدیک ادريسؑ نورؒ کے جہذ نہیں ہیں۔ اسلئے نورؒ کے بعد ادريسؑ کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيسَ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

ترجمہ۔ کہ ہم نے ادريسؑ علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھایا۔

حدیث (۳۱۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ النَّخَعِيُّ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَفَرَجَ بَنِي السَّمَاءِ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِائِيلُ لَخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَالَ مَا مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ

شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَيْنَهُ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى ثُمَّ عَرَجَ بَنَى جَبْرِئِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِحَاظِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ حَاظِنُهَا مِثْلُ مَا قَالَ الْأَوَّلُ لَفَتَحَ قَالَ أَنَسَ فذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ إِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَثْبُثْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جَبْرِئِيلُ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ ثُمَّ مَرَزْتُ بِمُوسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى ثُمَّ مَرَزْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا عِيسَى ثُمَّ مَرَزْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْحَزْمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَتِيَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بَنَى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعَ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى خَمْسِينَ صَلَوةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمَرَ بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى مَا أَلْدَى فَرَضَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَوةً فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فَإِنْ أُمْتُكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فَإِنْ أُمْتُكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَى فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَى بَنَى الْبَسَلَةِ الْمُتَنَهَى فَعَشِيهَا الْوَأْنُ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أَدْخَلْتُ فَإِذَا فِيهَا جَنَّا بِذَا الْوُلُوءِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمُسْكُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کھولی گئی جبرائیل علیہ السلام اترے اور میرے سینے کو کھولا۔ پھر اس کو زمرم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا تھال لائے۔ جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا جس کو میرے سینے میں اتریل دیا پھر اس کو سی کر ملا دیا۔ پھر میرے ہاتھ کو پکڑا اور مجھے آسمان پر چڑھا کر لے گئے۔ پس جب آسمان دنیا تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے کہا یہ کون ہے۔ کہا یہ جبرائیل ہے۔ پوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا میرے ہمراہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں پس دروازہ کھلا پس جب ہم آسمان پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے جس کے دائیں طرف بھی کچھ لوگ ہیں اور اس کے بائیں طرف بھی لوگ

ہیں۔ جب دائیں طرف دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے۔ جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو رو دیتا ہے۔ تو کہنے لگے کہ آنا مبارک ہو۔ نبی صالح اور صالح بیٹے کو آنا مبارک ہو۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں۔ بولے یہ آدم ہیں۔ اور یہ دائیں بائیں جو لوگ ہیں یہ ان کی اولاد کے محسنے ہیں۔ دائیں ہاتھ والے تو جنتی لوگ ہیں اور وہ لوگ جو بائیں طرف ہیں۔ وہ جہنمی لوگ ہیں۔ جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہو کر ہنستے ہیں تو جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو غم کی وجہ سے رو دیتے ہیں پھر جبرائیل مجھے چڑھا کر اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم دوسرے آسمان تک پہنچ گئے تو انہوں نے اسکے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھول دو۔ تو داروغہ نے ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلے نے کہا تھا۔ پس دروازہ کھل گیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے ذکر کیا کہ آپؐ نے آسمانوں میں اور میںؓ۔ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور ابراہیمؑ کو پایا۔ لیکن انہیں اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ ان کے منازل کیسے تھے۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ آپؐ نے آدمؑ کو آسمان دنیا میں اور ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان میں پایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب جبرائیلؑ کا گذر اور میںؓ کے پاس سے ہوا تو انہوں نے فرمایا نبی صالحؑ اور صالحؑ بھائی کا آنا مبارک ہو میں نے پوچھا یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ اور میںؓ ہیں۔ پھر میرا گزر موسیٰؑ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے فرمایا نبی صالحؑ اور صالحؑ بھائی کا آنا مبارک ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ بتلایا کہ یہ موسیٰؑ ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت عیسیٰؑ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے نبی صالحؑ اور نیک بھائی کا آنا مبارک ہو کہا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں بتلایا کہ عیسیٰؑ ہیں۔ پھر میرا گزر ابراہیمؑ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے مرحبا یا النبی الصالح والا بن الصالح کہا۔ میں نے پوچھا کون ہیں بتلایا کہ ابراہیمؑ ہیں۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ابن حزم نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو حنیہ انصاریؓ دونوں فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ چڑھا کر لے گئے۔ یہاں تک کہ میں ایک وسیع ہموار میدان میں اترا۔ جہاں میں قلموں کی آواز سنتا تھا۔ پھر ابن حزم اور انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ ان کو لے کر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو حضرت موسیٰؑ نے پوچھا تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے بتلایا کہ ان پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے نظر ثانی کی درخواست کرو۔ کیونکہ آپؐ کی امت پچاس نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر نظر ثانی کی اہل کی تو اللہ تعالیٰ نے ان نمازوں کا کچھ حصہ معاف فرمادیا موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ نظر ثانی کی اہل کرو۔ پس اس طرح ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ معاف فرمادیا۔ موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا میں نے ایسا کیا تو پھر کچھ حصہ معاف ہو گیا۔ پس موسیٰؑ کے پاس آ کر ان کو خبر دی تو انہوں نے پھر نظر ثانی کی اہل کرنے کے لئے کہا۔ آپؐ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پس واپس آ کر پھر نظر ثانی کرنے کی اہل کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب یہ ہیں تو پانچ لیکن ثواب پچاس کا ملے گا۔ ہمارے پاس بات بدلائیں کرتی۔ جب حضرت موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر بھی نظر ثانی کرنے کے لئے کہا۔ میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے شرم دھیا آتی ہے۔ پھر چل پڑے یہاں تک سدرۃ المنتہیٰ تک مجھے لے آئے پس کیا دیکھتا ہوں کہ اس کو مختلف رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ موتیوں کے قہرے ہیں اور ان کی منی کستوری کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - "ثم انطلق في لفظ ثم ترتيب ذكرى کے لئے ہے یہ نہیں کہ اوپر کو چڑھنا فرضیت نماز کے بعد ہوا اور نہ ہی رب العزت کے ساتھ مخاطب کے بعد ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - کیونکہ قصہ معراج کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ان کے سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترتیب مکانی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت جو باب المعراج میں آرہی ہے کہ ساتویں آسمان پر چڑھ جانے کے بعد ثم رفعت الی سدرۃ

المنتہی ثُمَّ رَفَعَ لِي الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ ثُمَّ فَرَضْتُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخ. اصلی ترتیب یوں ہے۔ مکتوۃ اور مسلم کی روایات میں بھی ایسی ترتیب ہے بلکہ ترمذی۔ نسائی وغیرہ میں بھی ترتیب ہے۔ بنا بریں شیخ نگلوئیؒ نے جو توجہ بیان فرمائی ہے وہ واضح ہوگئی اور علامہ عینیؒ نے یہ فرمایا کہ حدیث باب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہی جنت میں نہیں ہے کیونکہ آپؐ فرما رہے ہیں ثُمَّ ادخلت الجنة الخ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ثُمَّ کا لفظ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي تَرْتِيبٍ کے لئے نہیں۔ بلکہ واؤ کی طرح صرف عطف اور جمع کے لئے ہے۔ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَىٰ میں بقول علامہ سندھیؒ ثُمَّ کا لفظ محض تراخی کے لئے ہے۔ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ تو لم یجت لی کیف منازلہم کے منافی نہیں ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْيَ عَادِ أَخَاهُمْ هُوَذَا

ترجمہ۔ قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔

وَقَوْلِهِ إِذْ أَلْدَرِ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَابِ إِلَى قَوْلِهِ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ فِيهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسَلِيمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَّا عَادُ فَأَهْلِكُوهَا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ شَدِيدَةٍ عَائِشَةُ قَالَتْ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنَّا عَنِ الْخُزَّانِ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَنَعٌ لَيَالٍ وَلَمَّا يَنَآةً أَيَّامٌ حُسُومًا مُتَتَابِعَةً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُعِجَازٌ نَحْلٌ خَاوِيَةٌ أَصُولُهَا فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ بَقِيَّةٍ.

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا۔ الی قول۔ اس طرح مجرم لوگوں کو سزا دیتے ہیں اس بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ عاد کی تو سخت آندھی سے ہلاک کر دی گئی۔ ایسی آندھی جو مگرانوں کے قابو سے باہر تھی۔ سخرہا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط رکھا پس تو لوگوں کو ان ایام میں ایسے گرے پڑے دیکھتا گویا کہ وہ مجبور کے بن ہیں جو گرے ہوئے ہیں۔ پس کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہیں۔

تشریح از شیخ نگلوئیؒ۔ عنت عن الخزان اللہ کی اجازت سے ایسا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یا ذن اللہ سے قلعہ نگلوئیؒ نے ایک وہم کا دفعہ کر دیا کہ ریاہ سرکش کیسے ہوگئی۔ جب کہ خزان کنٹرول کرنے والے تھے۔ تو جواب دیا کہ ان کی سرکشی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی۔ چنانچہ مولانا محمد حسن کٹی کی تقریر میں ہے کہ خزان ان کے روکنے پر قادر نہیں تھے۔ ہوائیں اللہ کے حکم پر چل رہی تھیں۔

حدیث (۳۱۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْعَرَةَ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاهْلِكْتُ عَادُ بِالْذُّبُورِ وَقَالَ ابْنُ كَيْسَرٍ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمَجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدَ الطَّائِي ثُمَّ أَحَدَ بَنِي نَبْهَانَ وَعَلَقَمَةَ بْنَ عَلَاطَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي كَلَّابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ قَالُوا يُعْطَى صَنَادِيدُ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدْعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفٌ الْوَجْهَتَيْنِ نَاتِي الْجَبِينِ كَثَّ اللَّحْيَةِ مَحْلُوقٌ فَقَالَ أَتَيْتُ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ

قَالَ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَّامُنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمُونُنِي فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحَبُّهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ لَمَنْعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضَيْضِي هَذَا أَوْفَى عَقَبِ هَذَا قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَا جَرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الَّذِينَ مُرُوقُ السَّهْمِ مِنَ الرُّمِيَةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَلْعَنُونَ أَهْلَ الْأَوَّلَانِ لَيْنٌ أَنَا أَذْرُ كُنْهُمْ لَا قَتْلَنَهُمْ قَتَلَ عَادٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا۔ ہادصابیعنی بچہم کی ہواسے میری مدد کی گئی ہے اور عادی قوم پر دہا ہواسے تباہ کی گئی۔ دوسری سند سے ابی سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے کچھ کھلا سونے کا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس کو آپؐ نے چار اشخاص میں تقسیم فرمادیا۔ انور بن حابس۔ حنظلی مجاشعی اور عیینہ بن ہندو لزاری اور زید ثانی جو بنو لہان کا ایک آدمی تھا۔ اور علقمہ بن علائہ عامری جو بنو کلاب کا ایک آدمی تھا۔ تو قریش اور انصار ناراض ہو گئے کہ آپؐ نجد والوں کو عطیہ دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان کی دجوئی کرتا ہوں تاکہ دین اسلام پر جسے رہیں ایک آدمی آیا جس کی دونوں آنکھیں گڑی ہوئی تھیں۔ دونوں رخسارے ابھرے ہوئے تھے۔ پیشانی اٹھی ہوئی تھی کھنی داڑھی والا اور سر منڈائے ہوئے تھا کہنے لگا اے محمدؐ اللہ سے ڈر جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں نافرمانی کرنے لگوں تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں پر امین قرار دیں اور تم مجھے امین نہ سمجھو۔ تو ایک آدمی نے اس کے قتل کر دینے کی اجازت مانگی۔ میرا گمان ہے کہ وہ خالد بن ولید تھے۔ تو آپؐ نے اس کو روک دیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل سے یا اس کے نسب سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پر حدیں لگیں قرآن ان کے حلق سے اُگے نہیں بڑھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور بیت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پالوں تو میں ان کو ایسے قتل کروں جیسے عادی قوم قتل ہوئی۔

حدیث (۳۱۰۵) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْخَطَّابِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ أَهْلًا مِنْ مُذَكِّرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پڑھتے تھے۔ اہل من مذکر یعنی ادعام اور اہل ہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس میں عادی جاہی کا ذکر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قتل عادیہ کل ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عادیہ بیخ و بن اکیز دی گئی۔ جس میں ہمس ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظہ فرماتے ہیں۔ لَنْ اُتَادِرُ كُنْهُمْ لَا قَتْلَنَهُمْ قَتَلَ عَادٍ سے غرض یہ ہے کہ ایسا قتل جس کے بعد کوئی فرد بھی باقی نہ رہے۔ جس سے اشارہ ہے۔ اہل نوری لہم من باقیہ یہ مقصد نہیں کہ جس آلہ سے عادی قوم ہلاک کی گئی۔ اسی آلہ سے ان کو ہلاک کروں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قتل صدر کی اضلاع قاتل کی طرف ہو۔ جس سے مراد قتل شدید اور قتل قوی ہو۔ کیونکہ یہ لوگ شدت اور قوت میں مشہور تھے۔ چنانچہ دوسری روایت میں قتل نمود بھی وارد ہوا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ جب آپؐ ایسے لوگوں کو قتل عادی طرح ختم کرنا چاہتے ہیں تو پھر حضرت خالدؓ کو کیوں روکا۔ تو کہا جاوے گا کہ اگر اراک زمان سے ان کے غلبہ اور ظہور کا زمانہ مراد ہے جب کہ وہ کثیر ہوں گے اور لوگوں کا مقابلہ تگوار سے کریں گے یہ زمان مستقبل میں ہونے والا تھا۔ چنانچہ ان خوارج کا مقابلہ سب سے پہلے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو کرنا پڑا جبکہ نہروان ان سے لڑی گئی جس میں ہزاروں مسلمان

مارے گئے اور کافی عرصہ تک سلاطین اسلام ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ حجاج بن یوسف جیسے شخص کو حسیب خارجی کی بیوی غزالہ نے گھر سے نہ نکلنے دیا۔ بصرہ اور کوفہ میں سال بھر تک معرکہ آرائی رہی۔ اقامت غزالہ سوق الضراب بین العراقین حوالا لمیطا ترجمہ۔ کہ غزالہ نے بصرہ اور کوفہ عراق کے دو اہم شہروں میں ایک سال کا تلوار زنی کا بازار گرم رکھا۔

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

ترجمہ۔ یاجوج ماجوج کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یاجوج ماجوج روئے زمین میں فساد برپا کرنے والے ہیں
بَابُ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقُرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوهُ عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِلَى قَوْلِهِ سَبَّحًا طَرِيقًا إِلَى قَوْلِهِ اتَّوَيْنِي زُبْرَ الْحَدِيدِ وَاجِدَهَا زُبْرَةً وَهِيَ الْقِطْعُ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ يُقَالُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ وَالسَّلْدَيْنِ الْجَبَلَيْنِ خَرَجَا أَجْرًا قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اتَّوَيْنِي الْفُرْعُ عَلَيْهِ قِطْرًا أَصْبَبَ عَلَيْهِ رِصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النَّحَاسُ لَمَّا اسْتَطَاعُوا أَنْ يُظْهِرُوهُ يَغْلُوهُ اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مَنْ أَطْعَمَ لَهُ فَلِلذَلِكَ فُتِحَ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعَدُ رَبِّي جَعَلَهُ دُكًّا أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ وَنَاقَةَ دُكَّاءَ لَا سَنَامَ لَهَا وَلَا كَدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُ حَتَّى صَلَبَ مِنَ الْأَرْضِ وَلَتَلْبَدَ وَتَكَانَ وَعَدُ رَبِّي حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ أَكْمَةٌ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُخْبِرِ قَالَ رَأَيْتَهُ.

ترجمہ۔ باب ہے اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں آپ سے دو القرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ الی قولہ سببا یعنی طریق راستہ الی قولہ اتوینی زبر الحديد۔ زبر کا واحد زبرہ ہے۔ جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں تو معنی ہوئے میرے پاس لوہے کی چادریں لے آؤ۔ ابن عباس سے کہا جاتا ہے کہ صدقین سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں اور سددین سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں جب دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جگہ کو پر کر دیا گیا۔ خوجا بمعنی مزدوری۔ اجوت حکم دیا کہ پھونکو۔ یہاں تک کہ جب وہ لوہا آگ کی طرح ہو گیا تو فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اس پر رک کو پلٹ دوں۔ قطر کے معنی تانبا۔ اور کہا جاتا ہے کہ لوہا ہے۔ بعض نے کہا کہ پتیل ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ پتیل مراد ہے۔ پس ان کو طاقت نہیں کہ وہ اس دیوار پر چڑھ جائیں۔ طعت لہ سے باب استعمال استطاع بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فتح الف کے ساتھ استطاع پڑھا گیا۔ يستطيع اس کا مضارع ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع يستطيع باب استعمال سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فتح الف کے ساتھ استطاع پڑھا گیا۔ يستطيع اس کا مضارع ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع يستطيع باب استعمال سے ہے۔ اور وہ اس دیوار میں سوراخ نہیں کر سکتے فرمایا یہ میرے رب کی مہربانی ہے کہ ایسی مضبوط دیوار بن گئی لیکن جب میرے رب کا وعدہ قیامت برپا کرنے کا آئے گا تو وہ اس دیوار کو بالکل زمین یوس کر دے گا یعنی اسے زمین کے ساتھ ملا دے گا۔ دکا اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو ہان نہ ہو۔ اور وکداک بھی ایسی ہموار زمین کو کہتے ہیں جو سخت

ہو جائے اور چٹ جائے۔ وکان وعدہ رہی حقا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور اس دن ہم لوگوں کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ایک دوسرے کو گھسنے مارتے ہوں گے۔ یہاں تک کہ جب یا جوج ماجوج نکلیں گے تو وہ ہر ٹیلہ سے ریگ رہے ہوں گے۔ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے وہ دیوار دیکھی ہے جو سرخ چادروں کی طرح ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - ہر جمع ہر وہ کی چادر اور حجویۃ یعنی نقش و نگار والی۔ یعنی جو سفید اور سیاہ ہو۔ یا سفید اور سرخ دھاری ہو۔ اور حافظ قمر ماتے ہیں کہ وہ آدمی دیکھنے والا اہل مدینہ میں سے تھا جس نے کہا کہ میں نے اس دیوار عین کو دیکھا جس کا ایک راستہ سیاہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا پس تو اسے دیکھ چکا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - ذوالقرنین اسے اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ مشرق و مغرب کا بادشاہ بن گیا تھا۔ کہ شرق اور غرب سے اس کا گذر ہو۔ بعض کہتے ہیں اپنی دو زلفوں کی وجہ سے ذوالقرنین مشہور ہوا یا اس کے سر پر تاج دو سنگوں کے مشابہ تھا بہر حال یہ سکندر راؤل ہے جس نے ابراہیم طفیل اللہؑ کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ ابراہیمؑ پر ایمان لایا اور آپؐ کا پیروکار بنا اس کا وزیر حضرؑ تھا۔ بہر حال مؤمن نیکو کار ضرور تھا اس کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اور دوسرا سکندر یونانی تھا جس کا وزیر فلسفی از مسطا طاليس تھا وہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے تین سو سال پہلے قبل از مسیح ہے۔ مصنفؒ نے ابراہیمؑ کے ذکر سے پہلے ذوالقرنین کا ذکر اس غرض سے کیا کہ اس سکندر سے سکندر یونانی مراد نہیں ہے کیونکہ وہ تو عیسیٰؑ کے زمانہ کے قریب آیا ہے اور ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا عرصہ گزرا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ سکندر ثانی کو ذوالقرنین کی مشابہت کی وجہ سے کہنے لگے کہ اس کی سلطنت وسیع تھی اور بلاد کثیرہ پر اس کو غلبہ حاصل تھا

حدیث (۳۱۰۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْمَرٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرَعَا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ لَيْحُ الْيَوْمِ مِنْ رُذَمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ وَخَلَقَ بِأَصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالْيَمْنَى تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبْثُ.

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان حضرت زینب بنت جحشؑ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور کہہ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے فرمانے لگے کہ عرب کے لئے ہلاکت ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب آچکا ہے۔ آج یا جوج ماجوج کی دیوار کھول دی گئی ہے اس طرح آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو کٹھا اور اٹھت شہادت سے حلقہ بنایا۔ حضرت زینب بنت جحشؑ حرامی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہمارے ساندہ نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! جب کہ خبث اور برائی زیادہ ہو جائے گی۔

حدیث (۳۱۰۷) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَعَ اللَّهُ مِنْ رُذَمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذَا وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یا جوج و ماجوج کی دیوار اس طرح کھول دیں گے۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے نوے کا عدد باندا دھا۔

حدیث (۳۱۰۸) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا آدَمُ فَيقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ لِي يَدَيْكَ فَيقُولُ أَخْرِجْ

بَعَثَ النَّارَ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ بَسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعِينَ لَعْنَةً يَشِيبُ الصَّبِيرُ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا ذَلِكُ الْوَاحِدُ قَالَ أَنْبَشِرُوا فَإِنْ مِنْكُمْ رَجُلٌ وَمِنْ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ أَلْفٌ ثُمَّ
قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرَجُوا أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرَجُوا أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرَجُوا أَنْ تَكُونُوا يَصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَنْتُمْ لِي النَّاسُ إِلَّا
كَالشَّعْوَرةِ السَّوْدَاءِ لِي جَلْدٌ ثَوْرٍ أَبْيَضٌ أَوْ كَشَعْوَرةٍ بَيْضَاءَ لِي جَلْدٌ ثَوْرٍ أَسْوَدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم اور فرمائیں گے حاضر ہوں میں تیرے سامنے ہوں میں اے رب تمام بھلائی تیرے دلوں ہاتھوں کے درمیان ہے فرمائیں گے جہنمیوں کا گروہ نکال لو وہ پوچھیں گے جہنمیوں کا گروہ کیا ہے۔ فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے پس اس وقت سن کر چھوٹا بچہ سفید بالوں والا ہوا جائے گا۔ اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل رکھ دے گی اور تو لوگوں کو بے ہوش دیکھے گا۔ وہ درحقیقت نشہ میں بے ہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا آپؐ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ بے شک تم میں سے ایک ہوگا۔ اور یا جوج و ماجوج میں سے ایک ہزار ہوں گے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم لوگ جنتیوں میں سے چوتھائی ہو گے ہم نے نعرہ بجگیر بلند کیا پھر آپؐ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کا آدھا ہو گے۔ پھر ہم نے نعرہ بجگیر بلند کیا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کا آدھا ہو گے۔ پھر ہم نے نعرہ بجگیر بلند کیا پھر فرمایا تم لوگوں میں سے ایسے ہوں گے جیسے سفید تیل کے چڑے میں ایک سیاہ بال ہوتا ہے۔ یا جیسے ایک کالے رنگ کے تیل کے چڑے میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ مگنلوہیؒ۔ عقد بیہ تسعین اس سے مقصد اس حلقہ کی صورت کو قوت حبیثہ کے قریب کرنا ہے پس صورت حلقہ کے بارے میں دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی ایک روایت میں عقد بیہ تسعین ہے۔ اور پہلی روایت میں تھا کہ حلق بالابہام والنہی لہما کہ انگوٹھے اور اورنگشت شہادت سے حلقہ بنایا۔ جس سے بظاہر تیس کا عقد معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض روایات میں تسعین و مائہ یعنی نوے یا سو آیا ہے۔ اور بعض میں دس کا عدد بھی آیا ہے۔ بنا بریں حافظ قمر ماتے ہیں کہ روایات متفقہ ہیں۔ اہل معرفت کے نزدیک عقد حساب کی مختلف صورتیں ہیں اگرچہ حلقہ سے مشابہت میں سب متفق ہیں۔ تسعون اور مائہ تو قریب قریب ہیں۔ البتہ عشرہ مخالف ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے مختلف روایات ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس مقام پر تین چیزیں ہیں۔ پہلا تو عقائد میں اختلاف ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا سفیان ہیں۔ یا وہب ہیں۔ دوسرا اختلاف عدد میں ہے نوے ہے۔ سو ہے۔ یا دس ہے۔ اور تیسرا یہ ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے معارض ہے جس میں ہے انا امۃ امیہ الخ کہ بے شک ہم ان پڑھ امت ہیں۔ نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب جانتے ہیں۔ تو پہلے اختلاف کا جواب تو ابن عربیؒ نے دیا ہے کہ یہ عقد درج راوی ہے حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ رواۃ نے اشارہ کو حساب سے تعبیر کر دیا اور دوسرے اختلاف کا جواب قاضی عیاضؒ نے دیا ہے کہ تمثیل سے مراد قریب ہے تحدید نہیں ہے۔ اور تیسرے اختلاف کا جواب یہ ہے کہ انا امۃ امیہ ایک خاص معین صورت کو بیان کرتا ہے۔ عام نہیں ہے کہ بالکل ہی حساب نہ جانتے ہوں۔ لیکن حافظ قمر ماتے ہیں کہ عقد انصاف یا ایک اہل عرب کی اصطلاح تھی۔ جس کے مطابق آپؐ نے سد سکندری کے کھلنے کو اس کو عقد معروفہ سے بیان فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

ترجمہ۔ باب ہے ان اقوال باری کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنا لیا۔

وَقَوْلُهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ وَقَوْلُهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ خَلِيمٌ وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الرَّحِيمُ بِلِسَانِ الْخَبَشَةِ.

ترجمہ۔ بے شک ابراہیمؑ کی ایک جماعت جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابراہیمؑ رحیم اور حوصلے والے تھے۔ ابو ميسرة فرماتے ہیں کہ حبشی زبان میں اڈا رحیم کو کہتے ہیں۔

حدیث (۳۱۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَخْشُورُونَ خُفَاءَ عَرَاءَ غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَأَوَّلُ مَنْ يُمْكِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِنَّا نَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ السَّمَاءِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَلِينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْحَكِيمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر خندہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر یہ آیت پڑھی جیسے ہم نے پہلی پیدائش کی ابتدا کی تھی اسی کو لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جس کو ہم ضرور کرنے والے ہیں۔ اور پہلا شخص جس کی قیامت کے دن کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیمؑ ہوں گے۔ اور میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ ہائیں طرف کو پکڑے جائیں گے۔ پس میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ میرے ساتھی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آپؐ کے ان سے جدا ہو جانے کے بعد یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں پر پھر جانے والے ہو گئے۔ پس جیسے اللہ کے نیک بندے نے کہا تھا میں بھی ویسے کہوں گا جب تک میں ان کے اندر رہا ان پر نگران رہا۔ اور جب آپؐ نے مجھ کو وفات دے دی تو پھر آپؐ ہی تائز رکھنے والے تھے۔ الامہ

حدیث (۳۱۱۰) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمَ أَبَاهُ أَرْزَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِهِ أَرْزٌ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَغْصِبْنِي فَيَقُولُ أَبُوهُ فَإِنَّ يَوْمَ لَا أَغْصِبُكَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُنْعَفُونَ فَأَنَّى خُزِي أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ثُمَّ يَقُولُ يَا إِبْرَاهِيمُ مَا نَحْتُ وَجْهَكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِلَيْحٍ مُلْتَبِعٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات ہوگی کہ آزر کے چہرہ پر سیاہی اور غبار پڑی ہوگی حضرت ابراہیمؑ اس سے کہیں گے کہ کیا میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔ تو آپ کا باپ کہے گا کہ پس آج کے دن میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ کہیں گے اے میرے رب بے شک آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تجھے رسوا نہیں کروں گا پس اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ رحمت الہی سے بہت دور ہو۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے کہ میں نے تو جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پس ابراہیمؑ سے کہا جائے گا کہ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو وہ نگاہ کریں

کے تو کیا دیکھیں گے کہ ایک بہت بالوں والا بچہ ہے جو گور یا خون میں لت پت ہے پس اس کو ناگوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث (۳۱۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ النُّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَّا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةُ هَذَا إِبْرَاهِيمَ مُصَوِّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیم اور بی بی مریم کی صورتیں دیکھیں۔ فرمایا یہ لوگ سن چکے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ یہ تو ابراہیم کی صورت بتائی گئی ہے تو وہ تقسیم کیسے کر سکتے ہیں۔ یعنی تصویریں تقسیم امور انجام نہیں دے سکتیں۔

حدیث (۳۱۱۲) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى النُّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّورَ فِي الْبَيْتِ حَتَّى أَمَرَبَهَا فَمَجِثَ قَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْمِعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بَايِدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ وَاللَّهِ إِنْ سَتَقَسَمَا بِالْأَزْلَامِ لَقَطُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کے اندر تصویریں دیکھیں تو اس وقت تک اندر داخل نہ ہوئے جب تک کہ آپ کے حکم کے مطابق ان کو نہ مٹا دیا گیا۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل کے ہاتھوں میں دیکھا کہ تقسیم کے تیر ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو مارے۔ اللہ کی قسم ایسے دونوں تو کبھی تیروں سے تقسیم کے رد و ادار نہ ہوئے۔

حدیث (۳۱۱۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحْرَمَ النَّاسِ قَالَ اتَّقَهُمْ لَقَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا يَسْأَلُكَ قَالَ قِيُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ بْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ لَمَنْ مَعَادِنَ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ خِيَارَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَهُوا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ النُّخَعِيُّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں سے بڑی عزت والا کون ہے۔ فرمایا جو ان میں سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ انہوں نے کہا ہم اس کے متعلق سوال نہیں کرتے۔ فرمایا یوسف نبی اللہ جو نبی اللہ کے بیٹے اور خلیل اللہ کے پوتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم اس کے متعلق بھی سوال نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا عرب کی فخر کی کانوں کے متعلق سوال کرتے ہو جو زمانہ جاہلیت میں ان میں سے بہتر تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہوگا۔ جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں ابو اسامہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

حدیث (۳۱۱۴) حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ النُّخَعِيُّ حَدَّثَنَا سُفْرَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي اللَّيْلَةُ أَيَّانَ فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَاذَ أَرَى رَأْسَهُ طَوِيلًا وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت سرفہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے تو ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لمبا تھا۔ میں لمبائی کی وجہ سے اس کے سر کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بے شک وہ حضرت ابراہیم تھے۔

حدیث (۳۱۱۵) حَدَّثَنَا بَيَّانُ بْنُ عَمْرِو النُّخَعِيُّ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا لَهُ الذُّجَالُ بَيْنَ

عَنْهُ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ أَوْ كَافِرٌ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَاَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ
وَأَمَّا مُوسَى فَجَعَلَهُ آدَمُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْخَدْرَى فِي الْوَادِي يُجْتَبَرُ.

ترجمہ۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ جب کہ لوگوں نے ان کے سامنے دجال کا ذکر کیا کہ اس کی
دونوں آنکھوں کے درمیان کافر یا کفر لکھا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا ابراہیمؑ کو دیکھنا ہوتا ہے ساتھی عمر مصطفیٰؐ کو دیکھ لو۔ لیکن موسیٰؑ علیہ
السلام کو گھمرا لے ہالوں والے گند ہو گرتی رنگ کے سرخ اونٹ پر سوار جس کی مہار کجور کے رستہ کی ہے۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بگبیر کہتے
ہوئے وادی میں اتر رہے تھے۔

حدیث (۳۱۱۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَنِزَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اخْتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقُدُومِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیمؑ نبی اللہ نے اسی سال کی عمر میں کھانڈے کے ساتھ
ختہ کرایا اگر قدوم بالتشہید ہو تو شام میں ایک ہستی کا نام ہے۔

حدیث (۳۱۱۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ بِالْقُدُومِ مُخَفَّفَةٌ.

ترجمہ۔ یعنی انہوں نے مخفف کے ساتھ قدوم روایت کیا جس کے معنی چکمانے کے ہیں۔

حدیث (۳۱۱۸) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ الْخَنِزَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا وَفِي رِوَايَةٍ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ يُنْعِنُ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ لَعَلَّهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةٌ إِذْ أَتَى عَلَى
جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هُنَا رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلْ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ
مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَاتَى سَارَةً قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكَ وَأَنْ هَذَا
سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكَ أُخْتِي فَلَا تُكْذِبِينِي فَأَرْسَلْ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَا وَلَهَا بَيْدِهِ
فَأَخَذَ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرُكَ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأَطْلِقْ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأَخَذَ مِنْهَا أَوْ أَشَدَّ
فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرُكَ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأَطْلِقْ فَدَعَا بَعْضُ حَبِيبَتِهِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ
إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ فَأَخَذَ مِنْهَا هَاجِرَ فَاتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَارْتَمَتْهُ مِنْهَا قَالَتْ رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ
الْكَافِرِ أَوْ الْفَاجِرِ فِي نَحْوِهِ وَأَخَذَ مِنْهَا هَاجِرَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَلَكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ کہے ہیں دو ان
میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہیں۔ پہلا آپ کا قول انی سقیم ہے کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا قول بل لعلہ کبیرہم ہذا بلکہ
ان کے اس بڑے نے اس کو کیا ہے۔ اور تیسرا یہ ہے کہ ایک دن وہ اور ان کی بیوی سارہ سفر کرتے کرتے ایک ظالم بادشاہ مصر کے پاس سے
گذرے اس بادشاہ سے کہا گیا کہ بے شک اس جگہ ایک ایسا مرد ہے جس کے ہمراہ تمام لوگوں میں سے زیادہ خوب صورت بیوی ہے تو اس نے

آپ کے پاس آدی بھیجا جو اس عورت کے بارے میں پوچھتا تھا۔ کہا کہ یہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا میری بہن ہے اور سارہ کے پاس آ کر کہا کہ اے سارہ آج روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ اور اس بادشاہ نے تیرے بارے میں مجھ سے پوچھا ہے میں نے اسے حلا یا ہے کہ تو میری بہن ہے دین کے اعتبار سے۔ پس مجھے جھوٹا ثابت نہ کرنا۔ چنانچہ اس بادشاہ نے جب بی بی سارہ کو طلب کیا یہ اس کے پاس اندر داخل ہوئیں تو اس نے دست درازی شروع کی تو اسے پکڑ لیا گیا۔ پس کہنے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ اس نے اس پاکدامن بی بی کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو اسی طرح یا اس سے بھی سختی کے ساتھ اسے پکڑ لیا گیا جس پر وہ کہنے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ بی بی نے دعا مانگی تو اسے چھوڑ دیا گیا اس نے اپنے کسی دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو۔ بلکہ کوئی شیطان اور جن سرکش میرے پاس لائے ہو۔ اور خدمت کے لئے بی بی باجہ رو دے دی۔ پس بی بی سارہ جب ابراہیمؑ کے پاس واپس آئیں تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا خبر ہے۔ جس پر بی بی نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے کافریا بد معاش کی تدبیر کو اس کے سینے میں لوٹا دیا۔ یعنی وہ تدبیر الناس کے خلاف پڑی۔ اور خدمت کے لئے باجہ بھی دے دی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اے بنو ماء السماء کتنا یہ ہے بنو اسماعیل سے ہے کہ یہی تمہاری ماں ہے بنو ماء السماء طہارت نسب کی وجہ سے کہا گیا۔

حدیث (۳۱۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى النخ عَنْ أُمِّ شَرِيكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت ام شریکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے کر کے کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ پر آگ میں پھونک مارتا تھا۔ حدیث (۳۱۲۰) حَدَّثَنَا عُثْمَرُ بْنُ حَفْصٍ النخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبَسُوا أَيْمَانَهُمْ بَطْلَمَ فَلَمَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا يَطْلُمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ لَمْ يَلْبَسُوا أَيْمَانَهُمْ بَطْلَمَ بِشُرُكٍ أَوْ لَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لَقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تَشْرُكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اللہین امنوا ولم یلبسوا الايمان نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون سا شخص ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو یعنی گناہ نہ کیا ہو تو آپؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو لم یلبسوا ایمانہم بظلم ظلم بمعنی شرک کے ہے کیا تم نے لقمان کا قول اپنے بیٹے سے جو کہہ رہے تھے وہ نہیں سنا۔ اے پیارے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ شرک تو ظلم عظیم ہے تو ظلم میں توین تعظیم کیلئے ہے حقیر کیلئے نہیں ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من اکرم الناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکرام کو ان اعمال صالحہ اور اخلاق مرضیہ پر محمول فرمایا جو انسان اپنی مقدور محورش سے حاصل کرتا ہے جب لوگوں نے کہا ہماری مراد یہ نہیں تو آپؐ نے ان صفات پر محمول فرمایا جن سے انسان امور عارضہ کی وجہ سے متعصّف ہوتا ہے لیکن جب لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا تو آپؐ نے ان صفات پر محمول فرمایا جو جبل اور خلقی طور پر انسان میں موجود ہوتے ہیں کسب کا اس میں دخل نہیں ہوتا جیسے آب و اجداد۔ تو آپؐ نے فرمایا عیادہم فی الجاہلیۃ عیادہم فی الاسلام یعنی اچھی عادات و فضائل جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں رکھ دی ہیں۔ جن پر انسان کی جاہلیت اور اسلام دونوں میں مدح کی جاتی ہیں جیسے صدیق اور فاروق کہ یہ صفات جاہلیت میں بھی محمود تھیں اور اسلام باقی رہنے پر حمد و مدح کا باعث بنیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ منگوینیؒ نے سوال و جواب کی جو توجیہ بیان کی ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ حافظ بھی فرماتے ہیں کہ پہلے جواب میں اعمال صالحہ کی شرف کی طرف اشارہ تھا۔ دوسرے جواب میں نسب صالح کے اعتبار سے جو شرف حاصل ہو اس کی طرف اشارہ ہوا۔ اور تیسرے جواب میں عرب کے ان اصول کی طرف اشارہ ہے جن پر وہ لوگ فخر کرتے تھے۔ علامہ کرمانیؒ نے اذافہوہ کی قید کا فائدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بہر حال عالم کشریف جاہل پر فوقیت حاصل ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ پہلا جواب حسب نسب کا لحاظ کے بغیر مطلقاً تھا۔ دوسرا جواب حسب علی النسب پر اور تیسرا محض حسب پہننی تھا۔ تو آپؒ نے اذافہوہ افرما کر حسب و نسب دونوں کو جمع فرمادیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ واتخذ اللہ ابوہم خلیلاً الخ ان آیات سے حضرت ابراہیمؑ کی ثناء الہی کی طرف اشارہ ہے۔ اول من ہکسی الخ ان کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو نکاح کر کے آگ میں ڈال دیا گیا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سلوار پہنی ہے۔ یہ فضیلت جزئیہ ابراہیمؑ کو حاصل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت کلی حاصل ہے یا عموماً حکم مراد نہیں ہوا کرتا۔

لم یزلوا مولدین بظاہر امتداد سے کفر مراد ہوتا ہے۔ لیکن اس جگہ حقوق واجبہ سے پیچھے رہ جانا مراد ہے۔ کیونکہ بحمد اللہ صحابہ کرام میں سے کوئی مرتد نہیں ہوا۔ البتہ دیہاتی لوگ جو رعبۃ یا رعبۃ مسلمان ہوئے تھے ان سے اعمال میں کوتاہیاں ہو گئیں۔ جیسے عینہ بن حنین وغیرہ۔ از لام سادون کعبہ کے پاس کچھ تیر جمع ہوتے تھے جن کو بطور فال کے استعمال کیا جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پانچ فرما ہے۔

للہ الامور صاحب فیضؒ نے ادریسؒ کے متعلق شیخ اکبرؒ کا مقلوہ نقل کیا ہے کہ ادریس اور الیاس نبی واحد علیہ السلام خصوص کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ رفع آسمانی سے پہلے وہ نبی تھے۔ پھر جب نزول ہوا تو رسول بنائے گئے اور الیاسین نام رکھا گیا تو عیسیٰؑ کی طرح دونوں حالتوں میں نبی رہے۔ قبل از نزول اور بعد از نزول۔ لیکن میری تحقیق یہ ہے کہ یہ ادریس اور الیاس دو الگ الگ نبی تھے۔ اور جو لوگ انہیں ایک سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام میں حضرت ادریسؒ کا رفع مشہور ہے۔ اور ہنی اسو اہل میں الیاسؒ کا رفع شہرت رکھتا ہے۔ بنا بریں اتحاد کا شبہ ہوا۔ دراصل یہ دونوں الگ الگ نبی ہیں۔ ہاتی الیاسین اور اسین ان کے اتباع مراد ہیں۔ اور یہ انہیں کی طرح ہے کہ اردو ایک آدمی تھا جس نے نیا نہ ہب اختراع کیا تھا۔ اس کے اتباع کو انہیں کہتے تھے۔ ہر قلم بھی انہیں میں سے تھا۔ تو زیادہ نوں اتباع کے لئے ہے۔ الیاسین اور اسین کا معاملہ ہے۔

یستلونک عن ذی القرنین امام رازنیؒ اور حافظؒ کا مسلک یہ ہے کہ یہ ذو القرنین سکندر یونانی نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے وزراء میں سے تھا وہ اسے عبود کرتا تھا۔ اور اسی نے جغرافیہ کی بنیاد رکھی۔ جس میں سد سکندری کا ذکر کیا دوسرے یہ کہ یونانی سکندر نے مطلع شمس اور مغرب کا سفر نہیں کیا۔ بلکہ وہ سرقد میں تھا۔ جس نے دارا سے لڑائی لڑی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اسکندریہ کو فتح کرتے ہوئے ہائل پہنچا۔ پھر یہاں سے وہ کابل واپس ہوا۔ پھر وہ راولپنڈی آیا فیکسلا کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ پھر وہاں سے چل کر سندھ پہنچا اور وہیں مر گیا تو یہ سکندر یونانی وہ ذو القرنین نہ ہوا جس کا ذکر قرآن مجید کرتا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں اس باب میں خاصی بحث کی ہے جو مطالعہ کے قابل ہے۔ دوسری بحث دیوار کے بارے میں ہے۔ بات یہ ہے کہ ذو القرنین نے اس کو شالی جانب جبل فو قیا کے قریب بنوایا اور جو دیوار یحییٰ کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کا طول ایک ہزار دو سو میل ہے۔ یہ اور دیوار ہے۔ اور ایک تیسری دیوار یحییٰ میں ہے۔ جسے شداد نے بنوایا تھا۔ جس کو قاضی بیضاوی نے در بند والی دیوار پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ سد یا جوج و ماجوج ایک مقام پر ہے جو آج کل ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ قرآن مجید میں جوج و ماجوج تک اس کا باقی رہنا نہ کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے جس سے اس کا جوج سے مانع ہونا ثابت ہوتا ہو۔ جوج فی بعض سے ان کا جوج ہاں ہاں معلوم

ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ان کا ثروج ہو چکا۔ آخر زمانہ میں جو ثروج ہو گا وہ سخت ترین ہو گا۔ اند کا ک ارض کے بعد ثروج کا متصل ہونا لازم نہیں ہے۔ جیسے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے فتح بیت المقدس فتح قسطنطنیہ وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ سب متصل نہیں ہو گے۔

تحقیق یا جوج و ما جوج ہا اتفاق المؤمنین یا فح کی اولاد میں سے ہیں۔ شامیوں کی زبان میں کاک میاک اور مقدمہ ابن خلدون میں غوغ غوغ کہا جاتا ہے۔ برطانیہ نے اقرار کیا ہے کہ وہ ما جوج کی اولاد میں سے ہیں۔ اور روس نے یا جوج کی قوم میں سے ہونا اقرار کیا ہے۔ تو یہ انسانوں کی نسل میں سے ہوئے۔ اور ان کے ثروج سے مراد ان کا حملہ اور فساد برپا کرنا ہے۔ اور یہ ہو کر رہے گا کہ وہ ایک وقت میں سب انسانوں پر ثروج کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن قادیانی نے اس سلسلہ میں کئی خرافات سے کام لیا ہے جس پر اسے بڑا فخر ہے۔

ثلث کذبات جیسے دو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے ایسا تیسرا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا۔ کہ ایک جابر سے عزت کو محفوظ کر لیا۔ اگر چہ اس کا نفع ان کی ذات کو پہنچا کذبات صورتہ ہیں۔ حقیقہ نہیں ہیں بلکہ اسے تو یہ کہا جائے تو بجا ہے۔ انی سقیم کا مطلب ہے میں تمہارے کفر سے مغموم ہوں۔ یا یہ کہ انسان ہر وقت کسی نہ کسی بیماری میں ضرور مبتلا رہتا ہے۔ بل فعلہ کبیر ہم هذا ان کانوا اینطقون کے ساتھ مشروط ہے۔ یا باعتبار سبب کے فعل کی مناسبت اس کی طرف کر دی گئی۔

انت اختی۔ دینی بہن بھائی کہہ کر جابر کے ظلم سے محفوظ ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ جابر بخوی تھا جن کے نزدیک عمرات سے نکاح جائز ہے۔ یا اس لئے فرمایا تاکہ مجھے طلاق دینے پر مجبور نہ کرے۔

فاخذ بمعنی حبس اور کہا گیا ہے کہ اس کا گلابا دیا جاتا تھا جس سے وہ زمین پر گر پڑتا۔

بَابُ يَرْفُونَ النَّسْلَانُ فِي الْمَشِيِّ

ترجمہ۔ باب یعنی چلنے میں جلدی کرنا

حدیث (۳۱۲۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُلُهُمُ الْبَصَرَ وَتَذْنُوا الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُوسَى تَابَعَهُ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن گوشت لایا گیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین سب کو ایک کھلم میدان میں جمع کریں گے۔ جہاں ہر پکارنے والا انہیں سنا سکے گا اور ہر آنکھ ان میں سرایت کرے گی سورج ان کے بالکل قریب آجائے گا پھر انہوں نے شفاعت والی حدیث بیان کی کہ بس لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے۔ کہ آپ اللہ کے نبی اور زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کریں آپ اپنے ان کذبات کو یاد کر کے کہیں گے کہ مجھے تو اپنی ذات کی فکر ہے۔ اپنی ذات کو بچالوں تو غنیمت ہے۔ دوسرے کے متعلق کیا کر سکتا ہوں۔ جاؤ! حضرت موسیٰؑ کے پاس الخ اس نے اسی کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۱۲۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجَلَتْ لَكَانَ زَمْزَمٌ عَيْنًا مَعَيْنَا قَالَ الْآنُصَارِي الْخ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَلْقَى إِبْرَاهِيمُ بِإِسْمَاعِيلَ وَأَمَّه عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهِيَ تُرْضِعُهُ مَعَهَا شَتَا لَمْ يَرْفَعْهُ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسمعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ چل دی نہ کرتیں تو زحرم ایک چشمہ دار کنواں ہوتا۔ انصاری کی سند سے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ اور ان کی والدہ کو لائے جب کہ وہ اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی تھیں اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا مگیزہ پانی کا تھا لیکن اس حدیث کا رفع نہیں کیا۔

حدیث (۳۱۲۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قَبْلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتَعْفِي أَثَرَهَا عَلَى سَارَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةِ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ لَفَى إِبْرَاهِيمُ مِنْطَقًا فَتَبَعْتَهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَللَّهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَأَنْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى كَانَ عِنْدَ الشَّيْثَةِ حَيْثُ لَا يَزُولُهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتِ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي ذَرْعٍ حَتَّى بَلَغَ يَشْكُرُونَ وَجَعَلْتَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا لَفَذَ مَا فِي السِّقَاءِ غَطِشْتُ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى أَوْ قَالَ يَتَلَيَّطُ فَأَنْطَلَقْتُ كِرَامِيَّةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ الصِّفَا أَقْرَبَ جَيْلٍ فِي الْأَرْضِ يَلْبِثُهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطْتُ مِنَ الصِّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ الْوَادِي رَفَعْتُ طَرَفَ دِرْعِيهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزْتُ الْوَادِي ثُمَّ آتَيْتُ الْمَرْوَةَ فَقَامْتُ عَلَيْهَا وَنَظَرْتُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذَلِكَ سَمَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفْتُ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعْتُ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهْ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسْمَعْتُ فَسَمِعْتُ أَيُّضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثُ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقَبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُعْرِضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا تَعْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تَعْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفْ مِنَ

الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمٌ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ فَشَرِبْتُ وَأَرْضَعْتُ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ لَا تَخَالُوا الضَّيْعَةَ
لَإِنَّ هَهُنَا بَيْتُ اللَّهِ يَبْنِي هَذَا الْقَلَامُ وَأَبْوُهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ
كَالرَّابِيَةِ قَاتِيهِ السُّيُوفُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ لَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُقُقَةٌ مِنْ جُرْهُمِ
أَوْ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمِ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقٍ كَذَاءَ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْ طَائِرًا عَائِقًا فَقَالُوا إِنَّ
هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهِذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَارْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّتَيْنِ فَإِذَا هُمُ
بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا قَالَ وَأَمَّ اسْمِعِيلُ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا أَتَأْذِينُ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ
عِنْدَكَ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لِي ذَلِكَ أُمُّ اسْمِعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأَنْسَ فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتَّى
إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ آيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْقَلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَالنَّفْسُ مِنْهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ
فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوْجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ اسْمِعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اسْمِعِيلُ يُطَالِعُ
تَرْكَتَهُ فَلَمَّ يَجِدُ اسْمِعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَتَعَبَّى لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ
فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرِّ نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَأَقْرَأْنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ
وَقُلُونِي لَهُ يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ اسْمِعِيلُ كَانَهُ أَنْسٌ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَ كُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ
جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلْنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتَهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ
لَهْلُ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيْرُ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ
ذَاكَ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَقَارِقَكَ الْحَقُّ بِأَهْلِكَ لَطَلَفَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ
إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدَ فَلَمَّ يَجِدُهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَتَعَبَّى لَنَا
قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَنْتِ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ مَا
طَعَامُكُمْ قَالَتْ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ الْمَاءُ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حُبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ لَهُمَا لَا يَخْلُوا
عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَالِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَأَقْرَأْنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثَبِّتُ
عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ اسْمِعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَنَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَنْتِ عَلَى
فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتَهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ
هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكَ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ
أُمْسِكَ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَاسْمِعِيلُ يَبْرَأُ نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دُوْحَةٍ قَرِيبًا

مِنْ زُمْرٍ فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأَعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَنْبِئَ هَهُنَا بَنَاتِي وَأَشَارَ إِلَى أَكْمَةِ مُرْكَبَةٍ عَلَى مَا حَوَّلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَنْبِي حَتَّى إِذَا أَرْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهِذَا الْحَجَرُ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَنْبِي وَإِسْمَاعِيلُ يَنَالُ لَهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قَالَ فَجَعَلَا بَيْنِي حَتَّى يَلُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو کمر بند استعمال کیا وہ اسماعیلؑ کی والدہ کی طرف سے تھا۔ انہوں نے لکھا ہوا کمر بند اس لئے بنایا تھا تا کہ اس سے سارہ کی وجہ سے اپنے نشان قدم مٹاتی تھیں۔ تو ابراہیمؑ بی بی سارہ کی غیرت کھانے کی وجہ سے ام اسماعیلؑ اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ کو لے آئے۔ جب کہ وہ ماں اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھی۔ یہاں تک کہ ان دونوں ماں بیٹے کو بیت اللہ کے پاس زحرم کے قریب ایک بہت بڑے جھنڈ دار درخت کے نیچے چھوڑ دیا۔ وہ درخت مسجد کے بالائی حصہ میں زحرم کے اوپر تھا ان دنوں مکہ معظمہ میں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی وہاں کوئی پانی تھا۔ تو ان دونوں کو وہاں چھوڑ دیا۔ اور ان کے پاس ایک حملہ کجور کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ پھر ابراہیمؑ نے چلتے ہوئے پیچہ پھیر لی۔ اسماعیلؑ کی والدہ ان کے پیچھے دوڑیں کہنے لگیں اے ابراہیمؑ! آپ کہاں جا رہے ہیں اور آپ ہمیں ایسی ناشی زمین میں چھوڑ کے جا رہے ہیں جہاں نہ تو کوئی انسان وہمہر ہے اور نہ وہاں کوئی اور حسی کھانے پینے کی ہے۔ یہ بات انہوں نے ان سے کئی بار کہی۔ لیکن وہ ان کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے تو وہ کہنے لگی کہ کیا آپ کے اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہاں! فرمایا اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا پھر واپس آگئی اور ابراہیمؑ چل پڑے یہاں تک جب گھائی کے پاس پہنچے جہاں ان کو وہ لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے تو بہت اللہ کی طرف رخ کر کے یہ دعا مانگنے لگے۔ اور اپنے دو ہاتھ دعا کیلئے اٹھا لئے فرماتے تھے اے میرے رب میں اپنے خاندان کو اس غیر آدیشی علاقہ میں تیرے پاک گھر کے پاس ٹھہرا رہا ہوں۔ حتیٰ کہ مشکروں تک پہنچے۔ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ برابر ام اسماعیلؑ کو دودھ پلاتی رہیں اور خود اس مشکیزے والے پانی سے پیتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو خود بھی پیاسی رہنے لگیں اور ان کا بیٹا بھی پیاسا رہنے لگا۔ وہ برابر اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ ہلکا کر الٹ پلٹ ہو رہا ہے یا فرمایا کہ وہ بچہ مٹی میں لوٹ پوٹ رہا ہے۔ تو وہ یہ نظارہ ناپسند کرنے کی وجہ سے چل پڑیں۔ تمام روئے زمین سے زیادہ ان کے قریب صفا پہاڑی تھی جو ان کے قریب ہی تھی تو وہ اس پر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر وادی کی طرف منہ کر کے دیکھتی تھیں کہ کوئی آدمی نظر آئے۔ مگر انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ تو صفا پہاڑی سے نیچے اتر آئیں۔ یہاں تک کہ جب وادی میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا پلڑا اٹھایا جیسے کوئی مشقت زدہ انسان دوڑتا ہے اس طرح دوڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ ناشی جگہ سے آگے نکل گئیں پھر مردہ پہاڑی پر پہنچیں۔ وہاں پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں کہ کوئی آدمی نظر آئے۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ یہ کام انہوں نے سات مرتبہ کیا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے لوگ میلیون اخضرین کے درمیان دوڑ لگاتے ہیں۔ پس جب اس نے مردہ پہاڑی پر چڑھ کر جھانکا تو ایک آواز سنی۔ پس اپنے آپ سے کہنے لگیں ٹھہر جاؤ۔ پھر کان لگایا تو پھر آواز سنی فرماتے لگیں کہ اگر تو فریادیں ہے تو تو اپنی آواز سنو اچکا۔ دیکھتی کیا ہیں کہ زحرم کی جگہ کے پاس ایک فرشتہ ہے جس نے بچے کی ایدی سے یا اپنے پر سے اس جگہ کو کھودا۔ یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ تو ام اسماعیلؑ اسے حوض بنانے لگیں۔ اور اپنے ہاتھ سے اسی طرح کرتی تھیں اور اپنے مشکیزے میں چلو بھر کر کے ڈالنے لگیں۔ اور وہ پانی چلو بھرنے کے بعد خوب

ابلا تھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم فرمائے۔ اگر زحرم کو ایسے چھوڑ دیتیں یا فرمایا کہ اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتیں تو زحرم ایک چالور بنے والا چشمہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا بہر حال اس نے خود پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا تو فرشتہ نے ان سے کہا اب ضائع ہونے کا خوف نہ کھائیں۔ کیونکہ اس جگہ اللہ کا گھر ہے۔ جس کی اس بچے اور اس کے باپ نے تعمیر کرنی ہے اور ان کے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ اور ان دنوں بہت اللہ ایک ٹیلے کی طرح زمین سے اونچا تھا جس کے پاس سیلاب آتے رہتے تھے جو اسکے دائیں بائیں حصہ سے ٹکراتے رہتے تھے پس یہ حالت اسی طرح رہی یہاں تک کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں سے گذر جا کر اُکڑا مقام سے آ رہا تھا۔ اور انہوں نے مکہ کے نچلے حصہ میں پڑاؤ کیا تو انہوں نے کچھ پرندے گھومتے پھرتے دیکھے۔ تو کہنے لگے کہ یہ پرندے کسی پانی کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور ہمیں معلوم تو تھا کہ اس وادی میں پانی نہیں ہے تو انہوں نے ایک دو نما سندے قاصد بنا کر بھیجے انہوں نے آ کر دیکھا تو پانی موجود ہے تو انہوں نے واپس جا کر اپنے لوگوں کو پانی کی اطلاع دی۔ پس وہ آئے تو ام اسماعیلؑ پانی کے پاس بیٹھی تھیں۔ کہنے لگے کیا ہمیں اس پانی کے پاس اترنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں تمہیں ٹھہرنے کی اجازت تو ہے لیکن اس پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔ کہنے لگے ہاں! ہمیں شرط منظور ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ام اسماعیلؑ نے یہ کام اس لئے کیا کہ وہ انس اور ہمدردی کو پسند کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اس جگہ رہائش اختیار کی اور اپنے کنبہ و قبیلہ کے لوگوں کو پیغام بھیجا وہ بھی ان کے پاس آ کر رہائش پزیر ہو گئے۔ پس اس مقام پر جب گھروں والے آباد ہو گئے اس نو جوان لڑکے اسماعیلؑ کا بھی اٹھان ہوا اور ان سے زبان عربی سیکھ لی۔ اور ان کو بھلا معلوم ہونے لگا۔ اور انہیں اس کا شاب پسند آیا۔ تو جب یہ بلوغ کو پہنچ گیا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک عورت سے انکی شادی کر دی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت اسماعیلؑ کی شادی کر لینے کے بعد ابراہیمؑ تشریف لائے تو ان کے اہل و عیال کی خبر گیری کرنے آئے۔ تو انہوں نے اسماعیلؑ کو نہ پایا تو ان کے متعلق ان کی بیوی سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے کیلئے باہر گئے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کی گذر گذران اور بود و باش کے متعلق سوال کیا جس کے جواب میں اس نے کہا کہ ہم تو بہت بری طرح رہ رہے ہیں۔ ہم بڑی تنگی اور سختی میں ہیں۔ بہر حال اس نے ان کی طرف اپنی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا جب تیرا شوہر آ جائے تو ان پر سلام پڑھنا اور ان سے کہنا کہ اس دروازے کی دلیز کو بدل دو۔ چنانچہ جب اسماعیلؑ واپس آئے تو کسی قدر انہوں نے کچھ برکت محسوس کی۔ پوچھنے لگے کہ کوئی شخص تمہارے پاس آیا تھا کہنے لگی ہاں۔ ایک اس اس شکل و شباہت کے بوڑھے تشریف لائے تھے اور انہوں نے آپ کے متعلق دریافت کیا تھا میں نے انہیں بتلایا پھر انہوں نے ہماری گذر گذران کے متعلق پوچھا تو ان کو میں نے بتلایا کہ ہم لوگ مشقت اور سختی میں ہیں۔ پوچھا کہ کیا کسی بارے میں وہ کچھ وصیت بھی کر گئے انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے حکم سنا گئے کہ آپ ان پر میرا سلام پڑھنا اور فرماتے تھے کہ اپنے دروازے کی چوکت کو بدل لو۔ فرمانے لگے وہ تو میرے باپ تھے جو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھ کو جدا کر دوں جا تو اپنے میکے چلی جا۔ پس انہوں نے اس کو طلاق دے دی اور ان میں سے ایک دوسری عورت کے ساتھ شادی کر لی۔ کچھ عرصہ ابراہیمؑ ان کی خبر گیری سے رُکے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر کچھ عرصہ بعد ان کے پاس آئے اسماعیلؑ کو نہ پایا تو ان کی بیوی کے پاس تشریف لائے۔ تو حضرت اسماعیلؑ کے متعلق پوچھا۔ کہنے لگی کہ وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے باہر گئے ہیں۔ پھر پوچھا تم کیسے ہو۔ ان کی گذر گذران اور بود و باش کے متعلق سوال کیا۔ اس نے بتلایا کہ ہم خیر اور وسعت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کرتی رہی۔ ابراہیمؑ نے پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے کہا گوشت ہے۔ کہا تمہارا پینا کیا ہے کہنے لگیں پانی ہے۔ کہنے لگے اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت پیدا فرما۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں ان کیلئے دانہ نہیں تھا اگر ہوتا تو اس کے بارے میں بھی ان کیلئے دعا کرتے فرمایا یہ مکہ معظمہ کے بغیر ان دنوں گوشت اور پانی پر کوئی شخص مگر ارہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا جب تمہارا خاوند آئے تو ان پر میرا سلام

پڑھیں اور انہیں حکم سنائیں کہ اپنے دروازے کی چوکت کو برقرار رکھیں۔ پس جب اسماعیل تشریف لائے تو پوچھنے لگے کہ کوئی شخص آیا تھا کہنے لگیں ہاں ہمارے پاس ایک ایسے بزرگ تشریف لائے جو اچھی شکل و صورت والے تھے۔ اور ان کے اخلاق کی تعریف کی۔ انہوں نے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے ان کو بتلایا۔ پھر آپ نے ہمارے گزرگزران کے متعلق پوچھا۔ میں نے انہیں بتلایا کہ ہم خیر و برکت کے ساتھ ہیں۔ پوچھا کسی بارے میں کچھ وصیت کر گئے۔ کہنے لگی ہاں! وہ آپ پر سلام پڑھتے تھے اور حکم سناتے تھے کہ اپنے دروازے کی چوکت کو برقرار رکھیں۔ فرمایا وہ تو میرے باپ تھے اور چوکت تو ہے۔ تیرے بارے میں مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھے اپنے پاس روکے رکھوں۔ پھر کچھ عرصہ ان کی خبر گیری سے رکے رہے۔ جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس کے بعد وہ تشریف لائے کہ حضرت اسماعیل زمر کے قریب ایک بڑے درخت کے نیچے اپنے تیر جمیل رہے تھے۔ جب باپ کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس ایسا سلوک کیا جو باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے کرتا ہے۔ پھر فرمانے لگے اے اسماعیل! میرے رب نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل نے عرض کی اے ابا جان! جو آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے وہ کر گزریے۔ فرمایا تم میری مدد کرو گے فرمایا میں آپ کی ضرورت مدد کروں گا۔ فرمانے لگے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ ایک گھر بناؤں۔ ایک اونچے ریت کے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ارد گرد بنانے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا کہ پس اس کے پاس ہی دونوں حضرات بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھانے لگے۔ حضرت اسماعیل پتھر لاتے تھے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ تعمیر اونچی ہو گئی تو سفید پتھر مقام ابراہیم والا لائے اور اسکو بیت اللہ کے پاس آ کر رکھ دیا جب کہ ابراہیم تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل پتھر لاتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں تعمیر کرتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ بیت اللہ کے ارد گرد گھوم پھر کر کہتے تھے رہنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔

حدیث (۳۱۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّعْمَانِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنْةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرِبُ مِنَ الشَّنَةِ فَيَدِرُ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيَّتِهَا حَتَّى قَلِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ ذَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتَرَكُّنَا قَالَ إِلَى اللَّهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللَّهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرِبُ مِنَ الشَّنَةِ وَيَدِرُ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيَّتِهَا حَتَّى لَمَّا قَبِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ لَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا قَالَ فَلَهَبْتُ فَصَعِدْتُ الصَّفَا فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ هَلْ تُحْسُ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغْتُ الْوَادِي سَعْتُ وَآتَيْتُ الْمَرْوَةَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ لَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ نَعْنَى الصَّبِيِّ فَلَهَبْتُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَعُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تَعْرِهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ لَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا فَلَهَبْتُ فَصَعِدْتُ الصَّفَا فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ فَلَمْ تُحْسُ أَحَدًا حَتَّى أَتَمْتُ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ لَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَعِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَاذْبُقِي الْمَاءَ فَدَهَشْتُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفَرُ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتُهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا

قَالَ فَبَعَلْتُكَ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدْرُكُنَهَا عَلَىٰ صَيْبَتِهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِطَنِي الْوَادِي فَاِذَا هُمْ بِطَنِي كَالْهَيْمِ انْكَرُوا ذَاكَ وَقَالُوا مَا يَكُونُ الطَّنِيرُ اِلَّا عَلَىٰ مَاءٍ فَبَعَثُوا رُسُلَهُمْ فَنَظَرُوا فَاِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَاتَّاهُمْ فَاخْبَرَهُمْ فَاتَّوَا اِلَيْهَا فَقَالُوا يَا اُمَّ اِسْمَاعِيْلُ اَتَاذَيْنَ لَنَا اَنْ نَكُوْنَ مَعَكَ اَوْ نَسْكُنَ مَعَكَ قَبْلَ اَنْ يَنْتَهَىٰ فَتَكْحَ فِيْهِمْ اِمْرَاةٌ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ بَدَا لِابْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَا اَهْلِيْ اِنِّي مُطْلِعٌ تَرْكِبِيْ قَالَ فَبَجَا فَقَالَ اَيْنَ اِسْمَاعِيْلُ فَقَالَتْ اِمْرَاَتُهُ ذَهَبَ بِصِيْدٍ فَقَالَتْ اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمُ وَتَشْرَبُ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَتٌ بِدَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ بَدَا لِابْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَا اَهْلِيْ اِنِّي مُطْلِعٌ تَرْكِبِيْ فَبَجَا فَوَالِقِ اِسْمَاعِيْلُ مِنْ وَّرَآءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَّهِ فَقَالَ يَا اِسْمَاعِيْلُ اِنْ رُبَّكَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَنْبِيْ لَكَ بَيْتًا قَالَ اطْعِ رُبَّكَ قَالَ اِنَّهُ قَدْ اَمَرَنِيْ اَنْ تُعِينَنِيْ عَلَيْهِ قَالَ اِذْنُ الْفَعْلِ اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَبَعَلَ اِبْرَاهِيْمُ بَيْنِيْ وَاسْمَاعِيْلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ قَالَ حَتّٰى اَرْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعَفَ الشَّيْخُ عَلَىٰ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَىٰ حَجَرٍ الْمَقَامِ فَبَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیمؑ اور ان کی بیوی سارہ کے درمیان بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے جو غیرت پیدا ہوئی جس نے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو نکلنے پر مجبور کیا جب کہ ان کے ہمراہ پانی کا ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا۔ تو حضرت ام اسماعیلؑ اس مشکیزے سے پانی پیتی رہتی تھیں۔ تو ان کے بچے کے لئے ان کا دودھ بہہ پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مکہ پہنچے تو انہوں نے ایک بڑے جھاؤ کے درخت کے نیچے بٹھا دیا پھر ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ کی طرف واپس لوٹنے گئے تو ام اسماعیلؑ نے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ کدواں مقام تک پہنچے تو پیچھے سے پکا کر کہنے لگیں اے ابراہیمؑ! ہمیں کس کے سپرد کر کے آپ چھوڑے جا رہے ہیں فرمایا اللہ کے سپرد کر کے جا رہا ہوں۔ فرمانے لگیں میں اللہ کی سپردگی پر راضی ہوں۔ فرماتے ہیں پس حضرت ہاجرہ واپس آ کر مشکیزے سے پانی پیتی تھیں تو ان کے بچے کے لئے دودھ پھینکتا تھا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا تو کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھتی شاید کوئی آدمی نظر آ جاتا چنانچہ وہ گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں ادھر ادھر دیکھا بار بار دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آ جائے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا پس جب نشیمن جگہ تک پہنچیں تو دوڑ لگائی اور مردہ پہاڑی تک پہنچی گئیں۔ اور ایسا کئی بار کیا۔ پھر فرما پنے لگیں کہ کاش میں جا کر دیکھتی کہ بچے کا کیا حال ہے۔ پس جا کر دیکھنے لگیں کیا دیکھا کہ وہ اپنی اسی حالت پر ہے۔ گویا کہ موت کے لئے اس کی سانس اکٹری رہی ہے۔ جس سے ان کی ذات کو قرار نہ آیا۔ کہنے لگیں کاش میں جا کر دیکھتی شاید کوئی آدمی نظر آ جائے۔ تو جا کر صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ ادھر ادھر دیکھا کئی بار دیکھا پس کوئی بھی نظر نہ آیا یہاں تک کہ سات باری مکمل کر لی پھر خیال آیا کہ میں جا کر دیکھتی کہ بچے کا کیا حال ہے۔ پس کیا دیکھتی ہیں کہ ایک آواز آرہی ہے۔ کہنے لگیں اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو ہماری مدد کو پہنچو پس وہ جبرائیلؑ تھے تو انہوں نے اپنی ایزدی سے اس طرح کیا کہ اپنی ایزدی کو زمین پر گرڈا تو اس سے پانی ابل پڑا پس ام اسماعیلؑ حیران ہو گئیں۔ پس وہ وحش کھودنے لگیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو چھوڑ دیتیں تو پانی زمین پر ظاہر ہوتا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ہاجرہ برابر

یہ پانی پتی رہیں اور ان کے بچے کے لئے ان کا دودھ نکلتا رہا۔ پس قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ یمن وادی میں اترے تو انہوں نے کچھ پرندوں کو دیکھا گویا کہ وہ انہیں خلاف معمول سمجھ رہے تھے کہنے لگے کہ پرندے بغیر پانی کے نہیں ہوا کرتے پس انہوں نے اپنا قاصد بھیجا جس نے آ کر اپنی آنکھوں سے پانی دیکھا پھر واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو خبر دی۔ تو یہ سب لوگ مل کر حضرت ہاجرہ کے پاس آئے کہنے لگے اے اسمعیل! کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت مرحمت فرماتی ہیں۔ پس یہ لوگ وہاں رہ گئے جب ان کا بیٹا بالغ ہوا تو انہی کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ پھر ابراہیم کے دل میں آئی کہ اپنی بیوی سارہ سے کہا اپنے چھوٹے ہوئے بیوی بچے کی خبر گیری کر آؤں۔ چنانچہ وہ آئے سلام کیا پوچھا اسمعیل کہاں ہیں۔ ان کی بیوی نے بتلایا کہ وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ فرمایا جب وہ واپس آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو تہہ ل کر دو۔ پس جب وہ واپس آئے تو بیوی نے ان کو بتلایا۔ فرمایا وہ غیب تو یہی ہے پس جا تو اپنے سیکے چلی جا۔ پھر دوسری مرتبہ ابراہیم کے دل میں آیا کہ ان چھوٹے ہوئے ہال بچوں کی خبر لے آؤں آ کر پوچھا اسمعیل کہاں ہے۔ ان کی بیوی نے بتلایا کہ وہ تو شکار کرنے گیا ہے آپ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ کھانا کھائیں پانی پیئیں۔ پوچھا تمہارا کھانا اور مشروب کیا ہے۔ بتلایا کہ ہمارا کھانا گوشت ہے اور مشروب پانی ہے۔ تو دعا کرنے لگے اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت پیدا فرما۔ حضرت ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ سب کچھ حضرت ابراہیم کی دعا کی برکت ہے۔ تیسری مرتبہ پھر ابراہیم کو بچوں کی خبر گیری کا خیال آیا تو اتفاق سے زمزم کے پیچھے حضرت اسماعیل سے ملاقات ہو گئی۔ جو اپنے تیروں کو ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے۔ فرمانے لگے اے اسماعیل! تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھونٹاؤں۔ اسمعیل بولے تو اپنے رب کا حکم بجالائیے۔ فرمایا اس نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس کی تعمیر میں تم میرے مددگار ثابت ہو۔ جواب دیا کہ اب میں ایسا ہی کروں گا۔ یا اس سے ملنے جلتے کھلے کہے۔ بہر حال یہ دونوں حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابراہیم دیواریں اٹھاتے تھے۔ اور اسمعیل انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ اور یہ دونوں دعا مانگتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما بے شک آپ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں اور شیخ پتھروں کی نقل و حمل سے کمزور ہو گئے تو مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہو گئے اور انہیں پتھر اٹھا کر دینے شروع کئے۔ اور ساتھ ساتھ دونوں کہتے جاتے تھے اے ہمارے رب! ہماری اس خدمت کو قبول فرما۔ بے شک آپ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔

حدیث (۳۱۲۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَطَّابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وَضَعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَذَرْتُكَ الصَّلَاةُ بَعْدَ فَصْلِهِ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ذر غفاری نے کہا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! (اے) زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد رکھی گئی فرمایا مسجد حرام میں نے پوچھا پھر کون سی فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنے عرصہ کا فاصلہ تھا فرمایا چالیس سال کا پھر فرمایا اسکے بعد جہاں بھی تمہیں نماز ملے وہیں اسے ادا کرو کیونکہ پھر فضیلت اسی میں ہے

حدیث (۳۱۲۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُجْبِنُنَا وَنُجِبُهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَغْيَهَا رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ الْخَطَّابِيُّ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہے

جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا میں مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں عبد اللہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۱۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَى أَنَّ قَوْمَكَ لَمَّا بَنَوْا لَكُفَّةً انْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَيَّ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لَوْلَا جِدَانُ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْنٌ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِغْلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّيْنَيْنِ الْيَلْبَانَ الْحَجَرِ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتِمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیری قوم نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی تو ابراہیمؑ کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ اسکو ابراہیمی بنیادوں پر واپس نہیں فرمادیتے فرمایا اگر تیری قوم نبیؐ سے نکلے ہوئی نہ ہوتی تو ایسا کر دیتا۔ جس پر عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ چونکہ حضرت عائشہؓ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی میرا گمان یہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے ان دونوں رکنوں کو ہاتھ لگانا چھوڑ دیا جو رکن حجر ابراہیم کے متصل ہیں۔ کیونکہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر تمام نہیں ہوا۔

حدیث (۳۱۲۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو محمد ساعدیؒ خبر دیتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا تم یوں کہو۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جیسے کہ آپ نے ابراہیمؑ کی آل و اولاد پر نازل فرمائی۔ اور اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت بھیج جس طرح آپ نے آل ابراہیمؑ کو برکت سے نوازا ہے شک آپ ہی حمد و ثناء اور بزرگی والے ہیں۔

حدیث (۳۱۲۹) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفْصٍ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا بَلَى فَأَهْدِهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُولُوا اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اَللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

اَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ مجھے ملے۔ فرمانے لگے کہ کیا میں تجھے ایسا تحفہ نہ دوں جس کو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا کیوں نہیں ضرور مجھے تحفہ عطا فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ اہل بیت پر ہم درود کیسے بھیجیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے السلام علیک ایہا النبی الخ کے ذریعہ ہم کو آپ پر سلام کرنے کا طریقہ سکھلادیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ درود شریف پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ.

حدیث (۳۱۳۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ إِنَّ أَبَا كَمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّامَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ غَيِّبٍ لَّامَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حسین کو تعویذ دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تم دونوں کے باپ ابراہیم بھی اپنے بیٹوں اسماعیل اور اسحاق کو یہی تعویذ دیتے تھے۔ اے اللہ! تیرے کامل اور تام کلمات کے ساتھ ہر شیطان ہر زہریلے جانور اور آفت والی آنکھ سے پناہ پکڑتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا اکاداری واسہ طولاً یہاں طول رہی کو طول مقدار ی کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

و یصعد حتی یطن الجہول بان له حاجۃ فی السماء۔

یعنی وہ اوپر کو اس قدر چڑھتا جا رہا ہے کہ جاہل لوگ گمان کرنے لگے کہ اسے آسمان میں کوئی ضرورت ہے۔ یہ اس جگہ بعد رچی کو بعد حسی کے قائم مقام رکھا ہے۔ اور مرتبہ کی بلندی کو حسی بلندی کی جگہ رکھا۔

بان له حاجۃ فی السماء سے اس کو اور پکا کر دیا۔ جیسا کہ ظاہر ہے ایسے اس جگہ بھی کیا ہے۔ خوب سمجھو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہت عمدہ ہے کسی شارح بخاری نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ کیونکہ یہ حد سے زیادہ لمبائی جو روایت کے ظاہری الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔ چنانچہ مولانا حسین علی ہنجالی مرحوم نے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی زیادتی عزت کو طول سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ورنہ آپ کا قد دوسرے لوگوں کی طرح تھا۔ میری بھی یہی رائے ہے کیونکہ کسی حدیث تاریخ کی کسی کتاب میں آپ کی درازی قد کا ذکر نہیں ہے مولانا محمد حسن کئی کی تقریر میں بھی یہی ہے کہ لا اکاداری الخ یہ عظمت قدر و عزت سے کنایہ ہے آپ کا قد طویل نہیں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اتخذت منطقاً الخ اس کا سبب یہ ہوا کہ بی بی سارہ نے بی بی ہاجرہ حضرت ابراہیم کو بہہ کر دی۔ بی بی ہاجرہ نے حمل کے بعد اسماعیل کو جتا تو بی بی سارہ کو غیرت آگئی۔ اور اس نے قسم کھائی کہ میں بی بی ہاجرہ کے تین عضو کاٹ دوں گی۔ جس کی وجہ سے بی بی ہاجرہ نے کمر بند کر میں باندھا۔ اور بھاگتے ہوئے کمر بند کا پلہ اپنے نشان قدم پر کھینچتی گئیں تاکہ بی بی سارہ کو پتہ نہ چل سکے اور یوں بھی ہے کہ ان کی غیرت کی وجہ سے ابراہیم بی بی ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو آ کر مکہ معظمہ چھوڑ گئے۔ اور بعض نے خدمت کے لئے کمر بستہ رہنے کے لئے کمر

بند باندھا۔ تاکہ بی بی سارہ کا غصہ جاتا رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - وجعل لاہلنت الیہا بی بی ہاجرۃ کی طرف اس لئے نہیں دیکھتے تھے تاکہ کہیں شفقت اور رقت غلبہ نہ کرے۔ سعید بن جبیر کی روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ کو تین مرتبہ بی بی ہاجرۃ نے پکارا تو تیسری مرتبہ میں انہوں نے جواب دیا کہنے لگیں من امروک بہذا کہ اس کا حکم آپ کو کس نے دیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

قال صد اپنے آپ کو خطاب ہے۔ تاکہ چہرہ۔ اور ایسے مواقع پر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کما هو العادة لا یضیع اہلہ ای اہل البیت کہ مسکن بہت اللہ کو ضائع نہیں کرے گا۔

تشریح از قاسمیؒ - کہتے ہیں کہ اسماعیلؑ کی پہلی بیوی کا نام عمارۃ بنت سعد تھا۔ اور دوسری کا نام سامہ بنت مہمل تھا ان اللہ امرئی بامر کہتے ہیں کہ قیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو برس تھی۔ اور اسماعیلؑ کی عمر تیس برس تھی۔

جعل ابراہیم یمنی کہتے ہیں کہ عالم میں کوئی عمارت عمارت کعبہ سے زیادہ شرف والی نہیں کیونکہ عمارت کا حکم دینے والے رب العالمین ہیں۔ مبلغ اور مہندس جبرائیل الامین ہیں۔ اور ہانی خلیل اللہ ہیں اور تیز اسماعیلؑ ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَبَّيْنَهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ

اِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ لَا تَوَجَّلْ لَا تَخَفْ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى (الایہ)

حدیث (۳۱۳۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَخْنُ أَخَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَّيَطْمَئِنُّ قَلْبِي وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْطًا لَّقَدْ كَانَ يَأْوِي اِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ طَوْلَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَا جَبْتُ الدَّاعِيَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت ابراہیمؑ کی ہنسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں جبکہ آپؐ نے فرمایا اے میرے رب مجھے دکھائیے کہ آپؐ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں۔ فرمایا کیا تمہیں اس پر ایمان نہیں ہے۔ کہا کیوں نہیں علم البیقین تو ہے تاکہ میرا دل عین البیقین سے مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوٹ پر رحم کرے جنہوں نے رکن شدید قبیلہ کی طرف پناہ پکڑنے کا ارادہ کیا۔ ورنہ رکن شدید تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی تھے۔ اور اگر میں جیل میں اتنی مدت رہتا جتنی یوسفؑ رہے تو میں داعی کی آواز پر لپک کہتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں حضرات کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ کیونکہ مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیمؑ کا سوال شک کی بنا پر ہوتا تو ہم اس کے زیادہ حقدار تھے لیکن جب ہمیں شک نہیں ہے وہ تو عدم شک کے زیادہ مستحق ہیں۔ لیکن اس کا سوال مشاہدہ کے لئے تھا۔ تاکہ جھگڑے کے وقت اطمینان سے بات کر سکیں۔ کیونکہ شنیدہ کے بودا۔ سنی سنائی بات دیکھی دکھائی کی طرح نہیں ہوتی۔

یوحیم اللہ لو ط الخ ان کی تمنا اور آرزو تھی کہ کاش مجھے خود کو قوت و طاقت ہوتی۔ یا میری قوم میں قوت ہوتی تو اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔ اور ان کو موقع نہ دیتے کہ مہمانوں سے چھیڑ چھاڑ کریں۔ تو لو کان حکم قوۃ سے وہ قوت مراد ہے جو بغیر کسی کی مدد کے انہیں حاصل ہو۔ اور رکن شدید سے وہ قوت مراد ہے جو کسی دوسرے کی مدد سے حاصل ہوا۔ اور استعانہ پاری تعالیٰ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ

جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے۔ کوئی چیز سب سے خالی نہیں۔ اور دنیا میں اعانت انہیں دو میں منحصر ہے اپنی اور غیر کی۔ اس لئے ان دو کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ تو بہر حال اور بہر مکان مستعان و مستغاث ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ نحن احق بالشک کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ ہمیں تو مشاہدہ کا ابراہیم سے زیادہ شوق ہے۔ اور بعض نے کہا جب ہمیں شک نہیں تو ابراہیمؑ کو کیسے شک ہو سکتا ہے۔ یہ آپ تو انصاف فرما رہے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ تم اس سوال کو شک پر مبنی سمجھتے ہو۔ حالانکہ یہ شک نہیں ہے یہ تو محض مزید بیان کی طلب ہے۔ تو معنی ہوئے لاشک عندنا جمیعاً اور قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ اختیار فرمائی ہے وہ بے غبار ہے۔ اور سوال ابراہیمؑ اسباب مفسرین حضرات نے کئی بیان فرمائے امام رازؒ نے بارہ وجوہ لکھے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ مردود ہے مناظرہ کے بعد خود اپنے ہاتھ پر احیاء موتی داعیہ پیدا ہوا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے صرہن الیک فرمایا۔ ان کان یؤدی ای یطلب الا دی الی رکن شدید یہ ظاہر اسباب کے اعتبار سے تھا ورنہ نبی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر قوم سے کیسے مد طلب کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ اللہ هو القادر الخ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

ترجمہ۔ کتاب میں اسماعیلؑ کا تذکرہ پر محدودہ وعدے کے سچے تھے۔

حدیث (۳۱۳۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ زَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانٍ قَالَ فَاْمَسَكَ أَخَذَ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ اِرْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں پر ہوا جو خوب تیر اندازی کر رہے تھے۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرتے رہو۔ اس لئے کہ تمہارا باپ اسماعیلؑ بھی تیر انداز تھا۔ تیر چمکیوں میں فلاں قبیلے کے ساتھ ہوں۔ تو ان دونوں گروہوں میں سے ایک نے اپنے ہاتھ روک لئے جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے کہ تمہیں کیا ہو گیا تم تیر اندازی نہیں کرتے۔ انہوں نے جواباً کہا کہ حضرت! ہم کیسے تیر چمکیں آپ تو ان کے ساتھ ہیں۔ پس آپ نے فرمایا تیر چمکیوں میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

بَابُ قِصَّةِ اسْحَقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

فِيهِ ابْنُ عَمْرٍو وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ قصہ اسحق بن ابراہیمؑ نبی اللہ کا جس میں ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ (الآيَةُ)

ترجمہ۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

حدیث (۳۱۳۳) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمَ النَّاسِ قَالَ أَكْرَمُهُمْ اتَّقَاهُمْ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَمُوا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اکرم الناس کون ہے۔ آپ نے فرمایا جو ان میں سے زیادہ پرہیزگار ہوں انہوں نے کہا حضرت! ہم اس کے متعلق آپ سے سوال نہیں کر رہے۔ تو فرمایا اکرم الناس یوسف نبی اللہ ہے جو یعقوب نبی اللہ کا بیٹا اور اسحق نبی اللہ کا پوتا اور ابراہیم غلیل اللہ کا پوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم اس کے بارے میں بھی آپ سے دریافت نہیں کر رہے۔ تو پھر آپ نے پوچھا کہ کیا عرب کے اصول کے متعلق پوچھتے ہو جو کانوں کی طرح ہیں وہ لوگ بولے ہاں! آپ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سے بہتر ہوں گے۔ بشرطیکہ دین کی سمجھ پیدا کریں۔

بَابُ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ إِلَى قَوْلِهِ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذِرِينَ

ترجمہ۔ لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو۔ الی قولہ فسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذِرِينَ المنظرین تک پڑھا۔

حدیث (۳۱۳۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ النخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لِلْوَطِ إِنْ كَانَ لِنَاوِي إِلَى رَكْنٍ شَدِيدٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کی بخشش کرے بیشک وہ رکن شدید کی طرف پناہ نکرتے تھے اسباب ظاہریہ کے اعتبار سے۔

بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ

ترجمہ۔ پس جب آل لوط کے پاس بھیجے ہوئے آئے تو کہنے لگے کیا تم اوپرے لوگ ہو

أَكْرَهُمْ وَلَكْرَهُمْ وَاسْتَكْرَهُمْ وَاحِدٌ يُهْرَعُونَ يُسْرَعُونَ ذَاهِرٌ أَخْبَرُ صِيحَةٌ هَلَكَةٌ لِلْمُتَوَسِّمِينَ لِلنَّاطِرِينَ لِبَسْبِيلٍ لِبَطْرِي بِرُكْنِهِ بَمَنْ مَعَهُ لَأَنَّهُمْ قُوَّةٌ تَرَكْنُوا تَمِيلُوا.

ترجمہ۔ انکو مزید اور مجرور باب استفعال میں سب کے ایک معنی ہیں۔ پھر عون معنی جلدی کرتے تھے۔ ذاہر بمعنی آخر صیحة بمعنی ہلاکت۔ للمتوسمین یعنی دیکھنے والوں کے لئے بسبیل بمعنی راستہ۔ رکب سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان کے ہمراہ تھے کیونکہ وہی ان کی قوت اور طاقت ہیں۔ تو کنوا یعنی جھکتا۔

حدیث (۳۱۳۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ النخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فہل من مذکر پڑھا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْيَ تَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا

ترجمہ۔ باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے تمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔

وَقَوْلِهِ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ مَوَضِعُ تَمُودَ وَأَمَّا حَرْثُ حِجْرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرٌ مَحْجُوزٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنِيَهُ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حِطِيمٌ الْهَيْبَتُ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُسْتَقًى مِنْ مَخْطُومٍ مِثْلَ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ وَيُقَالُ لِلْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ الْحِجْرُ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجْيٌ وَأَمَّا حِجْرُ الْهَيْمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

ترجمہ۔ اور قول باری کو اصحاب حجر نے رسولوں کو چھٹایا تو حجر تمود کے رہنے کی جگہ کا نام ہے۔ لیکن وہ جو قرآن مجید میں حوث حجور آیا ہے اس کے معنی حرام کے ہیں۔ کیونکہ ہر ممنوع چیز حجور ہے۔ اس سے حجور معجور آیا ہے۔ یعنی رکاوٹ جو کھڑی کی گئی۔ اور حجر ہر اس عمارت کو بھی کہتے ہیں جس کی تعمیر کرو۔ اور زمین سے اس پر کوئی آڑ بنا دو۔ تو یہ بھی حجر ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے حطیم کو حجر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بیت اللہ سے روک دیا گیا ہے۔ گویا حطیم فعلیل بمعنی مفعول مخطوم کے ہے۔ جیسے قتل بمعنی مقتول کے۔ اسی سے گھوڑی کو حجر کہتے ہیں کہ وہ لڑائیوں وغیرہ سے روکی ہوئی ہے۔ عقل کو بھی حجور اور حجی کہتے ہیں کہ وہ بھی بے ہودہ باتوں سے روکتی ہے۔ لیکن حجور الہیمامہ وہ ایک منزل ہے۔

تشریح از شیخ منگلوہی۔ یعنی آیت کریمہ میں حث حجر کے معنی ممنوع کے ہیں۔ یہاں وہ حجر نہیں جو اسم اور علم ہے پھر بیان فرمایا کہ ہر ممنوع چیز مجور ہوتی ہے اور حجر کہلاتی ہے۔ چونکہ حجر میں دو حرف حا اور جیم لفظ میں جمع ہو گئے۔ تو معنی میں بھی اتفاق ہو گا یا قریب قریب معنی ایک ہو جائے گا۔ اس اکثری قاعدے کے تحت حجی کو بھی ذکر کر دیا۔ جس کے معنی عقل اور منع کے ہیں۔

تشریح از شیخ منگلوہی۔ ان کان لہاوی یعنی وہ رکن شدید کی طرف لٹکا نا طلب کرتے تھے۔ تاکہ اس کی مدد کرے یہ سب ظاہر اسباب کے پیش نظر تھا۔ ورنہ نبی کو تو یقین ہوتا ہے کہ اصل قدرت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت منگلوہی نے دراصل ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے وہ یہ تھا کہ مالک حقیقی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر رکن شدید کے ساتھ پناہ پکڑنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو نبی تھے۔ جواب یہ دیا کہ ظاہری اسباب کے پیش نظر ایسا کیا ورنہ نبی کو تو اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لیلۃ الصرمس میں فرمایا تھا من یکلأنا آج رات ہماری نگرانی کون کرے گا۔ اسی طرح اور احادیث میں اسباب ظاہریہ سے کام لیا گیا ہے۔ جو توکل کے خلاف نہیں ہے۔ جو توکل زانوئے استرہید۔

حوث حجور سورۃ النعام میں ہے۔ حوث حجور ای حوام اور منع کے معنی میں۔ اور جو حجور سورۃ حجور کے اندر ہے وہ ایک مقام کا نام ہے۔ منع کے معنی میں نہیں ہے۔ اور حجور کا اطلاق ہر ممنوع پر ہے۔ خواہ وہ کھیتی ہو یا کوئی اور چیز۔ بلکہ ہر عمارت جس کو آپ بتائیں اسے بھی حجور کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ نے اس کو غیر کے تصرف سے روک دیا۔ تو وہ معجور بمعنی ممنوع ہوئی۔ اور حطیم کو اس لئے حجور کہا گیا کہ اسے بیت اللہ سے روک کر الگ کر دیا گیا۔ حجی کے ذکر سے بھی دفع تو ہم کیا کہ حجی کا تو یہاں کوئی تعلق نہیں تو فرمایا دو حرف کے ملنے سے جو معنی پیدا ہوتے ہیں حجور اور حجی اس میں مشترک ہیں۔ قسم الہی حجور ای ذی عقل اور حجی بھی عقل کے ناموں میں سے ہے۔ تو گویا حا اور جیم جہاں جمع ہوں گے وہاں منع کے معنی پائے جائیں گے۔

حدیث (۳۱۳۶) حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْإِدْيَ عَقَرَ النَّاقَةِ قَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزَّةٍ وَمَنْعَهُ فِي قُوَّةِ كَأَبِي زَمْعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنہوں نے اس شخص کا ذکر فرمایا جس نے صالح کی اونٹنی کو ذبح کیا تھا تو فرمایا کہ اس اونٹنی کیلئے ایک ایسے آدمی نے دعوت دی تھی آمادہ کیا تھا جو اپنی قوم میں عزت اور قوت والا تھا۔ جیسے ابو زمعہ اپنی قوم میں عزت اور قوت والے ہیں۔

حدیث (۳۱۳۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا مِنْ بَيْتِرِهَا وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا قَدْ عَجْنَا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ وَيَهْرَقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ وَيُزَوِّى عَنْ سَبْرَةِ بَنِي مَعْبِدٍ وَأَبِي الشُّمُوسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَجَنَ بِمَائِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک میں حجر کے مقام پر پڑاؤ کیا تو مجاہدین کو حکم دیا کہ اس کے کنویں کا پانی نہ پیا اور نہ ہی اس سے مشکیزے بھرو۔ انہوں نے عرض کی ہم تو اس کے پانی سے آٹا گوندھ چکے ہیں اور مشکیزے بھی بھر لئے ہیں آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس گوندھے ہوئے آٹے کو پھینک دو اور مشکیزے کے اس پانی کو بھی گرا دو۔ حضرت سبرہ بن معبد اور ابو الشموس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو پھینک دینے کا حکم دیا اور حضرت ابو ذر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا تو اس کھانے کو بھی کھوادیا۔

حدیث (۳۱۳۸) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْخ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُودَ الْحِجْرَ فَاسْتَقُوا مِنْ بَيْتِرِهَا وَاعْتَجَنُوا بِهِ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَهْرَقُوا مَا اسْتَقُوا مِنْ بَيْتِرِهَا وَأَنْ يَغْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِينَ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبَيْتِ الْيَمِينِ كَانَ تَرْدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهُ أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثمود کی سرزمین الحجر میں اترے اور اس کے کنوؤں سے پانی بھرا اور اس سے آٹا گوندھا تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ان کنوؤں سے جنہوں نے پانی بھرا ہے وہ گرا دیں۔ اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیں اور ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھریں جہاں پر اونٹنی پانی پینے کے لئے وارد ہوتی ہے۔ عبید اللہ کی متابعت نافع سے اسامہ نے کی ہے۔

حدیث (۳۱۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الْخ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِأَكْبَنَ أَنْ يُصَيِّبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقْنَعُ بِرِذَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب حجر کے مقام سے گزر رہا تو فرمانے لگے کہ تم لوگ ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ گھر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ کہیں یہ نہ ہو کہ تمہیں بھی وہ مصیبت آ پہنچے جو ان کی پہنچی۔ پھر آپؐ نے اونٹ کے پالان پر بیٹھے بیٹھے اپنی چادر سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔

حدیث (۳۱۴۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الدِّينِ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر گناہ کر کے ظلم کیا ہے ان کی رہائش گاہوں میں مت جاؤ۔ مگر اس حال میں کہ تم رونے والے ہو۔ کہیں تمہیں بھی وہ مصیبت نہ آئے جو ان کو پہنچی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ قال ابو ذر الخ بقیہ حدیث کو ذکر نہیں کیا کیونکہ سیاق و سباق سے وہ مفہوم ہے۔ اور من اعتجن بمعانہ ترکیب میں امر باللقاء الطعام کا مفعول ہے تو اب عبارت یوں ہو جائے گی۔ ابن سعید اور ابی اشوس کی روایت کے الفاظ یوں ہوں گے امر بالقاء الطعام اور ابو ذر کی روایت میں امر بالقاء الطعام من اعتجن بمعانہ کہ جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا تھا ان کو پکا ہوا کھانا پھینک دینے کا حکم دیا۔

قوله من البئر التي كان تردها الناقة الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس قوم کے کنویں مختلف تھے اس قوم کا نوبت نبوت آنا اور سب کی تیاری ایک کنویں سے ہوتی تھی۔ سب کنوؤں سے نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جس عورت نے اپنے عاشق قدر کو ناتواصا کے پہنچنے کا نئے حکم دیا تھا وہ ان لوگوں میں سے تھی جن کے کنویں پر وہ اونٹنی آکر پانی پیتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابو ذر کی بقیہ روایت بزار میں اس طرح ہے کہ غزوہ تبوک میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے ارشاد فرمایا تم ایک ملعون وادی پر پہنچے ہو یہاں سے جلدی چلو۔ اور جس نے آٹا گوندھایا ہنڈیا پکائی وہ ان کو گرا دے۔

کالت لهم شیخ گنگوہی نے اس سے ایک طویل قصہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس کو خازن اور بخوی نے اپنی تفسیروں میں بط سے نقل کیا ہے کہ صاغ کی اونٹنی کے لئے ایک کنواں مختص تھا جس میں وہ سر رکھتی تھی اس وقت تک نہیں اٹھاتی تھی جب تک سارے کنویں کا پانی ختم نہ کر لیتی۔ ایک قطرہ پانی کا نہیں چھوڑتی تھی۔ قوم ثمود میں دور نہیں عورتیں تھیں۔ ایک کا نام عنیزہ اور دوسری کا صدقہ تھا۔ اور یہ دونوں صاغ سے سخت دشمنی رکھتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ کسی طرح اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا جائے۔ تو صدقہ نے تو مصدع کو اور عنیزہ نے قدار بن سالف کو بلایا۔ کہتے ہیں قدار زانیہ کا بیٹا تھا سالف کا نطفہ نہیں تھا۔ ولد علی فراشہ تھا تو اس عنیزہ نے قدار سے کہا کہ میری جن بھی کو تو پسند کرے وہ میں تجھے اس شرط پر دے دوں گی کہ تو اس اونٹنی کو ہلاک کر دے۔ مصدع نے تو اس کے تیر مارا۔ قدار نے تو اس سے اس کا کام تمام کیا۔ جب کہ عنیزہ نے اپنی بھیگی کی جھلک اسے دکھائی جو احسن الناس تھی۔ بہر حال قدار نے اسے ذبح کر دیا۔ اور قوم نے اس کا گوشت آپس میں تقسیم کر لیا۔ حالانکہ اس اونٹنی کا انہوں نے خود مطالبہ کیا تھا۔ اس لئے عذاب کے مستحق ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ

ترجمہ۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوبؑ کو موت نے آیا۔

حدیث (۳۱۴۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْخَنَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

قَالَ الْكَرِيمُ بْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.
ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کریم بیٹا کریم کا۔ کریم کا پوتا کریم کا پڑپوتا کریم کا یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلِّسَّالِينَ

ترجمہ۔ بے شک یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

حدیث (۳۱۴۲) حَدَّثَنَا غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمَ النَّاسَ قَالَ أَتَقَاهُمْ لِلَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُكَ قَالَ فَأَكْرَمَ النَّاسَ يُوسُفُ بْنُ النَّبِيِّ اللَّهِ ابْنِ النَّبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اکرم الناس کون ہے آپؐ نے فرمایا جو اللہ کی رضا کے لئے سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ہم اس کے متعلق آپؐ سے دریافت نہیں کرنا چاہتے تو آپؐ نے فرمایا اکرم الناس یوسف نبی اللہ ہے جو یعقوب نبی اللہ کا بیٹا ہے۔ اور اسحاق نبی اللہ کا پوتا اور ابراہیم خلیل اللہ کا پڑپوتا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس کے بارے میں سوال نہیں کرتے۔ تو آپؐ نے فرمایا لوگ اخلاق کی کانیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بہترین اخلاق کا مالک تھادہ اسلام میں بھی ہوگا۔ بشرطیکہ انہیں دین میں سمجھ پیدا ہو جائے۔

حدیث (۳۱۴۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِذَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۱۴۴) حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مَرَرْتُ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ مَتَى يَقُومُ مَقَامَكَ رَقِيْ لَعَادَ لَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنْ كُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ حضرت ابو بکرؓ ایک غمزدہ آدمی ہیں۔ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رقت قلبی کی وجہ سے قرات نہیں کر سکیں گے۔ آپؐ نے اپنا کلام پھر دہرایا تو حضرت عائشہؓ نے بھی دوبارہ عرض کی۔ شعبہؓ راوی فرماتے ہیں کہ تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام والی عورتوں کی طرح بے جا صرار کرنے والی ہو۔ حضرت ابو بکرؓ کو حکم پہنچا دو کہ نماز پڑھائیں۔

حدیث (۳۱۴۵) حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَّاءٌ فَقَالَ مِثْلَهُ فَقَالَتْ مِثْلَهُ فَقَالَ مُرُوهُ فَإِنْ كُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيقٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسویٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ تو فرمایا ابو بکرؓ کو حکم پہنچاؤ کہا گیا کہ وہ تو اس طرح کا آدمی ہے۔ آپؐ نے پھر بھی اسی طرح فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے اسی طرح دہرایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ کو حکم پہنچاؤ۔ کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسفؑ والی بے جا اصرار کرنے والی عورت ہو بہر حال ابو بکرؓ نے آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں کی امامت کی۔ حسینؑ زائدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رجل رقیق یعنی نرم دل آدمی ہیں۔

حدیث (۳۱۴۶) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِمَاشَ بْنِ رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِينِي يُوسُفَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہؓ کو دشمنوں سے نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشامؓ کو بھی نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولیدؓ کو بھی نجات دے۔ اس طرح ان مؤمنوں کو نجات دے جو کمزور سمجھے جاتے ہیں۔ اور کافروں کی گرفت سے نہیں نکل سکتے۔ اے اللہ! اپنی گرفت قبیلہ مضر پر سخت کر دے۔ اور اے اللہ! ان کو مسلسل قحط سالی میں ایسے جتنا کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی تھی۔ وجہ شہادت اور درازی ہے۔

حدیث (۳۰۴۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ لَوْ طَا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْلَيْتُ فِي السَّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ آتَانِي الدَّاعِيَ لَا جَبْتُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لو ط علیہ السلام پر رحم فرمائے جنہوں نے رکن شدید کی طرف ٹھکانا کیا اور اگر میں جیل خانہ میں اتنی مدت رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے پھر میرے پاس مالک کی طرف سے کوئی بلا نہ والے آتا تو میں ضرور اسکی دعوت پر لبیک کہتا۔

حدیث (۳۱۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ أَذْوَ لَحْتُ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ فَعَلَ اللَّهُ بِقُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ إِنَّهُ نَمَى ذَكَرَ الْحَدِيثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّ حَدِيثٍ فَاخْبَرْتَهَا قَالَتْ فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَعَوْتُ مَغْشِيًا عَلَيْهَا لَمَّا آفَاكَتِ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَى بِنَالِضٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهَذِهِ قُلْتُ حُمَى أَخَذْتُهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تَحَدَّثْتُ بِهِ فَقَعَدْتُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَئِنْ خَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ اُعْتَذَرْتُ لَا تَغْلِبُونِي لَمَلَيْتِي وَمَخَلَكُمُ كَمَلٍ يَغُفُّونَ وَبَيْنَهُمَا اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْزَلَ اللَّهُ مَا أَنْزَلَ فَاخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللَّهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ.

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام رومان سے جو حضرت عائشہؓ کی والدہ ہے۔ اس جہت کے بارے میں پوچھا جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہی گئی فرمانے لگیں۔ میں بھی اور حضرت عائشہؓ بھی ہم دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کہ انصار کی ایک عورت ہمارے گھر گھس آئی جو کہہ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ میں نے پوچھا کیوں اودہ کہنے لگی کہ اس بات کا تذکرہ پھیل چکا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کون سی بات کا چرچا ہے تو میں نے ان کو سارے قصہ کی اطلاع دی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ابو بکر صدیقؓ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے سنا ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہاں! ان حضرات نے سن لیا ہے۔ پس وہ تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ اور اس وقت تک انہیں افاقہ نہ ہوا یہاں تک کہ لپکی کے ساتھ بخار نے ان کو آ پکڑا پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر پوچھا اے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا اس خبر کی وجہ سے جو بیان کی جا رہی ہے اس کو بخار نے آ پکڑا ہے۔ پس حضرت عائشہؓ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ کہنے لگیں واللہ! اگر میں قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کروں تو تم لوگ مجھے سچا نہیں سمجھو گے اگر کوئی عذر و معذرت بیان کروں تو میرا عذر قبول نہیں کرو گے پس میرا حال تو یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسا ہے۔ واللہ المستعان علی ماتصفون جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتی ہوں۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات برآۃ نازل فرمائیں۔ جن کی خبر آپؐ نے ان تک پہنچائی تو حضرت عائشہؓ فرماتے لگیں کہ میں تو اللہ کی حمد و شکر ادا کروں گی۔ جس نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میں اور کسی کی احسان مند نہیں ہوں۔ کہ میں اس کا شکر یہ ادا کروں۔

حدیث (۳۱۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخِزْمِيُّ أَخْبَرَنِي عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ قَوْلَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا أَوْ كَذِبُوا قَالَتْ بَلْ كَذَبَهُمْ قَوْمَهُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَبُوهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا غَرِيبُ لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا أَوْ كَذَبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا وَأَمَّا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتَبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَخَرَعَتْهُمْ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْسَسَتْ مِمَّنْ كَذَبَهُمْ مِّنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اسْتَيْسَسُوا افْتَعَلُوا مِنْ يَسَسَتْ مِنْهُ مِنْ يَوْسَفَ لَا تَيَسَّسُوا مِنْ رُّوحِ اللَّهِ مَعْنَاهُ الرُّجَاءُ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ جو حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ مجھے بتلاؤ حتیٰ اذا استيسس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا ہے یا كذبوا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ كذبوا ہے۔ کیونکہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تھا۔ تو میں نے عرض کی اللہ کی قسم! ان کو تو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے پھر ظن دگمان کے کیا معنی ہیں۔ تو فرمانے لگیں کہ اے عریہ تحقیق ان کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کہ شاید او کذبوا کہا۔ تو فرماتے ہیں اللہ کی پناہ رسول اللہ بھی اپنے رب کے ساتھ ایسا گمان رکھ سکتے ہیں۔ دراصل اس آیت میں رسولوں کے وہ پیروکار مراد ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی لیکن مصائب کے ان پر پہاڑ ٹوٹ پڑے اور عرصہ دراز ہو گیا اللہ تعالیٰ کی مدد آنے میں دیر ہو گئی۔ یہاں تک کہ ان کی قوم کے وہ لوگ جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی ان سے یہ لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ مرسلین کو گمان ہونے لگا کہ کہیں ہمارے پیروکار ہمیں جھوٹا نہ سمجھیں کہ اچانک اللہ کی مدد ان کو آن پہنچی۔ استاسوا باب استفعال کی ماضی ہے۔ مجرد نیست مجرد باب علم ہے ہے تو استاسوا ای من یوسف یعنی برادران یوسف حضرت یوسف علیہ السلام سے مایوس ہو گئے۔ دوسری جگہ لا تیسسوا من روح اللہ کہ اللہ کی رحمت اور رجاء سے مایوس نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے امید لگائے رکھو۔

حدیث (۳۱۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ الْخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيمُ بْنُ الْكَرِيمِ
 بْنُ الْكَرِيمِ بْنُ الْكَرِيمِ بْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.
 ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کریم کریم کا پوتا کریم کا پڑپوتا کریم کا
 یوسف بیٹا یعقوب کا وہ بیٹا اسحاق کا وہ بیٹا ابراہیم کا ان سب پر سلام ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سالت ام رومان وہی ام عائشہ الخ روایت میں بہت اختصار ہے جس کی وجہ سے مقصود سمجھنے میں
 بڑا غلط واقع ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ روایت تمامہا گزر چکی ہے۔ اس لئے اس کو اسی پر محمول کرنا چاہیے۔ پس فقولہ وہی نقول یہ ولجت کی ضمیر
 سے حال نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت معنی غلط ہو جائیں گے بلکہ معنی یہ ہیں کہ حضرت عائشہؓ اس انصاریہ کو لے کر مناصح کی طرف گئیں۔ وہ ام مسطح
 تھیں جن کو طوکر لگی تو اپنے بیٹے مسطح کو بددعا دی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ایسا نہ کریں۔ وہ تو بدری صحابی ہے پھر اس نے سارا قصہ سنایا انہوں نے گھر
 آ کر والدہ سے اس کی تصدیق کی۔ جنہوں نے فرمایا ایسی الزام تراشیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں کثرت سے قرآن کی تلاوت
 نہیں کرتی تھی۔ اس لئے مجھے یعقوب کا نام یاد نہ رہا تو ابو یوسف کہا۔ اسی مناسبت سے ابو یوسف سے امام بخاریؒ اس روایت کو حضرت یوسف علیہ
 السلام کے تذکرہ میں لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے حدیث ام رومان اور حدیث عائشہؓ کو جمع کر کے تعارض کو دفع فرمایا ہے۔ دراصل حدیث ام
 رومان مجمل ہے۔ اور حدیث عائشہؓ مفصل اور مفسر ہے۔ لیکن اس صورت میں روایت کو ام مسطح پر منطبق کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ ام مسطح تو
 قرشیہ ہے انصاریہ نہیں ہے۔ تو جمع کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اولاً حضرت عائشہؓ نے یہ خیرام مسطح سے ہی پھر ام رومان والدہ سے تصدیق کرائی۔ بعد
 ازاں انصاریہ عورت جس کا نہ نام معلوم ہے نہ اس کے والد کا علم ہو سکا ہے اس سے خبر کو بیان کیا چنانچہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تیسری عورت ہے جو
 حضرت عائشہؓ کے پاس آ کر ان کے ہمراہ رونے لگی تھی۔ مسروق کا سامع ام رومان سے صحیح یہ ہے کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا ہے
 جب کہ مسروق پندرہ برس کے تھے۔ تو یہ سامع خلافت عمرؓ میں ہوگا۔ کیونکہ مسروق کی ولادت ہجرت والے سال ہوئی ہے۔

صرحت عائشہ حتی تقدم انہا لم تذكر اسم يعقوب چنانچہ کتاب الشہادات میں گزرا ہے واللہ
 ما جلد لی ولکم مثلاً الاہا یوسف الخ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حتی اذا استأثرت الرسل حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اس کو تشدید سے پڑھتی تھیں کہ یہ باب تفصیل کی
 ماضی ہے۔ اور قرآن عامہ میں تخفیف کے ساتھ ہے اس لئے حضرت عروہؓ کو سوال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ کذبوا تشدید کے ساتھ اور کذبوا
 تخفیف کے ساتھ میں کیا فرق ہے۔ تو انہوں نے فرمایا چونکہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی تھی اسلئے کذبوا پڑھا گیا جس پر حضرت عروہؓ نے
 اعتراض کیا کہ اگر معنی مرادی یہی ہیں تو پھر ظنوا کے کیا معنی ہیں۔ کیونکہ ان حضرات کو اپنی قوم کی تکذیب کا یقین تھا۔ کیونکہ قوم جہرۃ و عیانہ
 ان کی تکذیب کرتی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے قوم کی تکذیب کا انہیں یقین تھا۔ لیکن یہ مقصود نہیں۔ اس لئے کہ متیقن تو مخالفین کی
 تکذیب تھی۔ اور موافقین کی تکذیب مظلون تھی۔ کہ نصرت ایزدی کی تاخیر کی وجہ سے رسولوں کو گمان ہوا کہ ہمارے موافقین کی تصدیق کہیں تکذیب
 سے نہ بدل جائے۔ بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ابھی اپنا کلام تمام نہیں کیا تھا کہ حضرت عروہؓ جلدی سے بول پڑے۔ کہ قرآن بالتشدید صحیح

نہیں۔ بالتخفیف صحیح ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے اس کے بعد اپنا کلام پورا کیا کہ کذبوا بالتخفیف کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے اس معنی سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ جو لوگ قرآنہ بالتخفیف کرتے وہ کذبوا کی ضمیر کو اتباع الرسل کی طرف راجع کرتے ہیں رسل کی طرف نہیں تو اتباع نے کہا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ پھر یہ بھی ہے کہ ظن سے مراد ہا جس اور دوسرہ ہو جس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ تو اس قسم کے وسوسہ انگے دل میں ٹھکتے ہیں جن کو حسب طاقت وہ دفع کرتے تھے تو یہ وسوسہ انگے ایمان کو نقصان نہیں پہنچا سکے اس کے معنی کر کے کذبوا کی ضمیر رسل کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے کہ رسل کو دوسرہ ہونے لگا کہ ان کے ساتھ انبیاء اور نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ جھوٹا ہے اگرچہ یہ وسوسہ انگے قلوب میں قرار نہیں پکڑتے لیکن قلوب میں وسوسہ تو گزرتے ہیں کیونکہ بالآخر رسل بشر تھے اور بشریت اپنے مقتضا سے رک نہیں سکتی واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے حدیث اور آیت کی توفیح میں عجب کلام کیا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ قرآنہ بالتشدید پر اصرار تھا۔ اور میرے نزدیک قرآنہ بالتخفیف کا اس بنا پر انکار کرتی تھیں جب کہ ضمیر فاعل رسل کی طرف راجع ہو۔ حالانکہ ضمیر رسل کی طرف نہیں اور نہ ہی انکار قرآنہ کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ کیونکہ جب اس کا ثبوت ہے تو پھر انکار کے کیا معنی! چنانچہ ائمہ یعنی کوفہ کے قراء نے اسی قرأت کو ترجیح دی ہے۔ اور یہی قرآنہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور دیگر مجاہدوں نے کی ہے۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اس قرأت کا انکار نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ تاویل ابن عباسؓ کا انکار کرتی ہیں۔ لیکن علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اگر ابن عباسؓ سے یہ صحیح منقول ہے کہ کذبوا سے رسل مراد ہیں۔ تو ظن سے مراد دوسرہ حدیث النفس اور ہا جس ہوگا جن پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ لیکن ظن جو ترجیح احد الطرفين ہے وہ تو مؤمن کے لائق بھی نہیں ہے چنانچہ انبیاء کے متعلق گمان کیا جائے چنانچہ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ کذبوا تخفیف کی صورت میں ظن قوم کو دامن گیر ہوا۔

حتی اذا استحسن الرسل من ایمان قومهم وظن القوم ان الرسل کذبوا فیما وعدوه من النصر والظفر یعنی رسول جب اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے اور قوم نے گمان کیا کہ رسولوں سے جو نصرت اور کامیابی کا وعدہ تھا اس میں ان سے جھوٹ کہا گیا تو ظن بمعنی توہم کے ہوگا۔ بر حال دونوں قرأتیں متواتر ہیں۔ اس لئے تاویل کی ضرورت پیش آئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تشدید کی صورت میں کذبوا کی ضمیر اتباع الرسل کی طرف راجع ہے اور وہی مراد ہیں اور تخفیف کی صورت میں ظنوا کی ضمیر اتباع کی طرف ہوگی نہ کہ رسل کی طرف۔ اور انہم سے رسل مراد ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من الرجاء اس تفسیر سے یہ مراد نہیں ہے کہ لایاسو من الرجاء بلکہ معنی یہ ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو تو یہ رجاء اور امید ہے جو ساری آیت کے معنی کا خلاصہ ہے روح کی تفسیر نہیں ہے۔ تو من الرجاء کلمہ من ذائد ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو آیت کی تفسیر کی ہے کہ روح کے معنی رجاء کے نہیں ہیں۔ لغت یہی کہتی ہے چنانچہ امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ روح اور روح کے ایک معنی ہیں تو آیت کی تفسیر میں آخر کے اندر فرمایا کہ روح اللہ رحمت اور کشادگی مراد ہے۔ ہو بعض الروح اور جلالین میں ہے لایاسو من روح اللہ ای من رحمة۔ اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ روح مصدر ہے جو بمعنی رحمت کے ہے۔ تو یحییٰ نے جو فرمایا کہ روح اللہ کے معنی رجاء کے ہیں۔ یہ صحیح نہ ہوا۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ بہتر رہے گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مثل یعقوب و بینہ سے ترجمہ سے مطابقت ہوگئی کیونکہ بنیہ میں یوسف علیہ السلام بھی ہیں۔ نیز! سورۃ یوسف کی اس آیت کی تفسیر کو بھی مناسبت ہے کیونکہ اس سورت کی آیات و ما ارسلنا من قبلک الارجالا نوحی الیہم من اهل القرى الخ۔ کے عموم میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ استفعلوا معنی بیان کرنے ہیں کہ طلب مراد نہیں وزن اور اشتقاق بیان نہیں کرتا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ (الایہ)

ترجمہ۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جب اپنے پروردگار کو پکارا۔

ار کھض بمعنی اضر بہ (یعنی مار تو) ہر کھضون بعدون دوڑتے ہیں۔

حدیث (۳۱۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُفَعِيُّ النُّحَاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَفْتَسِلُ غُرْيَانَا خَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَخْنِي فِي نَوْبِهِ فَنَادَىٰ رَبَّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتَكَ عَمَّا تَرَىٰ قَالَ بَلَىٰ يَارَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَىٰ لِي عَنْ بُرْكَتِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے۔ کہ جن پر سونے کی ٹڈیوں کی ایک جماعت گر کر ان پڑی تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بک بک بکھڑکھڑاتے اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔ تو ان کے رب نے پکار کر فرمایا اے ایوب! کیا میں نے تم کو اس بات سے غنی نہیں کر دیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن مجھے تو آپ کی برکت سے بے پرواہی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی۔ مطابقت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت ایوبؑ نے جب کہا رب انی مسنی الضر تو اس کے بعد ان کے پاس وحی آئی۔ ار کھض ہر جھلک چنانچہ انہوں نے پاؤں مارا تو پانی ابل پڑا جس میں انہوں نے ننگے بدن غسل کیا تو ٹڈیاں اتریں۔

بَابُ وَادُّكُرُ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا

إِلَىٰ قَوْلِهِ نَجِيًّا يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلْأُنثَىٰ وَالْجَمِيعِ نَجِيًّا وَيُقَالُ خَلَصُوا نَجِيًّا إِعْتَزَلُوا نَجِيًّا. الْكَجَارُ كَرُوشَا كَرْنِي لَكِي أَدْرَجَ الْجَمِيَّةِ آتِي هـ۔ مِتَا جُونِ سِرْ كُوشِي كَرْتِي هیں۔ تَلَقَّفَ تَلَقَّفَ لَعْنِي نَكَلْ جَانَا۔

حدیث (۳۱۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ النُّحَاسِيُّ عَنْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فَوَاضَةً فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلَىٰ وَرَقَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ رَجُلًا نَّصْرَانِيًّا يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا تَرَىٰ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَإِنْ أَذْرَكَ نَكْنِي يَوْمَكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا النَّامُوسُ صَاحِبُ السِّمْرِ الَّذِي يُطْلَعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی طرف واپس لوٹے تو آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔ چنانچہ وہ آپؐ کو درود بن نوفل کی طرف لے کر چلیں وہ ایک آدمی تھا جو نصرانی بن گیا تھا اور انجیل کا عربی زبان میں ترجمہ کرتا تھا۔ ورنہ آپؐ نے پوچھا آپؐ نے کیا دیکھا ہے آپؐ نے بتلایا تو درود نے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اگر مجھے آپؐ کا زمانہ ظہور نبوت کال گیا تو آپؐ کی بھرپور مدد کروں گا۔ ناموس اس رازدان کو کہتے ہیں جو دوسرے سے چھپا کر کسی کو مطلع کرے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ

إِلَىٰ قَوْلِهِ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى أَنَسْتُ أَنصُرْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ آتَايَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ

الْمُبَارَكُ طَوَى اسْمُ الْوَادِي سَبْرُهَا خَالَتْهَا وَالنَّهْيُ التَّقْيُ بِمَلِكِنَا بِأَمْرِنَا هَوَى شَقِي فَارِغًا إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى
 رَدَا كَمَنْ يُصَلِّي وَيَقَالُ مُعِينًا أَوْ مُعِينًا يَنْطَلُشُ وَيَنْطَلُشُ بِأَمْرُونِ يَنْشَاوَرُونَ رَدَا عَوْنًا مَدَّكَارَ بِقَالَ قَدَارِ عَنَّهُ عَلَى
 صَنِعَتِهِ يَحْنِي اسْمُ كَامٍ بِرَمْسٍ نَ اس كِي مَدَكِي وَالْجَلْوَةُ لُطْعَةُ غَلِيظَةٍ مِنَ الْعُشْبِ لَيْسَ فِيهَا. لَهَبٌ لَكْزِي كِي آگِ كَادِهِ
 مَضْبُوطٌ كَلَّا جَسٍ مِثْلُ شَعْلَةٍ نَهْ- مَسْنَدٌ مَسْنَعِيكَ عَنَقَرِيْبٌ تَمِيْرِيْ اَعَانَتِ كُرُوْا- كَلِمَا عَزَزْتَ شَيْئًا قَدْ جَعَلْتَ لَهُ
 عَصْدًا جَبْ تَمَ نَ كَسِي كِي مَدَكْرَدِيْ تَوَاسِ كَا بَارُوْ مَضْبُوطٌ كَرَدِيَا- وَقَالَ غَيْرُهُ كَلِمَا لَمْ يَنْطَلِقْ بِحَرْفٍ اَوْفِيْهِ تَمْتَعَةُ اَوْ اَلْفَاةُ
 فَهِيَ عَقْدَةٌ يَحْنِيْ هَرُوْهُ فَخَصَّ جَوَاقِيْكَ حَرْفٌ يَحْنِيْ نَبُوْلٌ سَكَنَ- يَاسِ كِيْ مَفْتَارَ سَ تَانَا اَوْرَ فَا نَا كَ الْفَاظُ تَلْكُتَ- يَزَبَانُ كِيْ كَلَّتْ
 عَقْدَةٌ كَهَلَاتِيْ- وَاحْلَلْ عَقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ مِيْرِيْ زَبَانُ كِيْ كَرِهَ كَهْلُ دَ- اَزْرِيْ ظَهْرِيْ يَحْنِيْ مِيْرِيْ بِئِيْ- فَيَسْتَحْكِمُ
 فَيَهْلِكُكُمْ تَا كَرِهِيْمْ هَلَاكٌ كَرَدَ الْمَطْلِيْ اِمْلِكُ كِيْ مَوْنُثَ- اِمْلِكُ كَ الْمَعْنَى الْفَضْلُ تَوَمَّلِيْ كَ الْمَعْنَى الْفَضْلِيْ كَ هُوْنَ كَ-
 يَحْنِيْ بَدِيْكُمْ اَلْفَضْلُ كَهَا جَاتَا- خَذَا الْمَطْلِيْ خَذَا اَلْمَطْلُ فَمِ اَتَوَا صَفَا كَهَا جَاتَا- هَلْ اَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ كَ كِيَا اَنَاجَ
 تَمَ اِنَاصَ مَطْلِيْ جَائَ نَمَازٍ پَرَا- تَوَصَّفَ مَطْلِيْ جَسٍ مِثْلُ نَمَازٍ پَرَا جَائَ- فَا وَجَسَ اَضْمَرَ خَوْفًا يَحْنِيْ خَوْفٌ وَهَرَا سَ مَحْسُوْسٌ كِيَا-
 خَيْفَةُ خَوْفٍ كَ مَعْنِيْ هِيْنَ اَوْرُوْا وَخَاءُ كَ كَسَرُهُ كِيْ وَجْهَ سَ چَلِيْ گَنِيْ- خَوْفًا خَيْفَةُ بَنَ كِيَا- فَيَ جَذُوْعُ النَّخْلِ اِيْ عَلَى جَذُوْعِ
 النَّخْلِ يَحْنِيْ فَيَ بِمَعْنَى عَلَى كَ هَ عَطْبُكَ بِاَلِكِ مَسَاسُ مَصْدَرُ هَ مَاسَهُ مَسَاسًا اَسَ خَوْفٌ مَّجْهَوْلٌ لَنَدْرِيْهِ
 بِمَرِّهِمْ اَسَ كَوْضُوْرٌ بِحِيْنِكَ دِيْنُ كَ- الصَّحِيْحُ الْحَرْكُ مِيْ كَ وَتَ- قَصَبَهُ اَتَبَعِيْ اَلرَّهْ اَسَ كَ نِشَانُ كَ بِحِيْنِ چَلُوْ- وَقَدْ
 يَكُوْنُ اَنَ نَقَصَ الْكَلَامِ يَحْنِيْ كَلَامُ بَيَانُ كَرَنَ كَ مَعْنِيْ مِثْلُ اَتَا هَ نَحْنُ نَقَصَ عَلَيْهِ هَمَّ تَمَ پَرِ بَيَانُ كَرَتَ هِيْنَ- عَنَ جَنْبِ
 بَعْدَ دَوْرِيْ كَ مَعْنِيْ هِيْنَ- اَكْرَجَاتُ اَوْرَ اِهْتَابَ سَ هُوْوَ اِيْكَ هِيْ مَعْنِيْ هِيْنَ- وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَكْرَجَاتُ اَكْرَجَاتُ تَفْسِيْرُ هَ- عَلَى قَدْرِ
 مَوْعِدٍ يَحْنِيْ وَدَ كِيْ كَهْ- يَادَعْدَ كَا وَتَ لَا تَنِيَا اِيْ لَا تَضَعُفَا كَرُوْرَ نَهْ- مَكَانَا سَوِيْ مَنَصْفَ بَيْنَهُمْ يَحْنِيْ اِيْ اِمَّا مَكَانُ جَوَ
 سَبْ كَوْنُفَ قَا صِلَ پَرَا- يَسَا يَابَسَا بِمَعْنَى خَشَكٌ- مِّنْ زَيْنَةِ الْقَوْمِ وَهَ زِيُوْرَاتُ جَوَانِهِوْنَ نَ فَرَعُوْنَ دَالُوْنَ سَ عَارِيَتْ پَرَا
 لَئِيْ تَحْنِيْ- فَقَدْ لَفَتْهَا اَلْقَبِيْهَا اَنَ كُوْا لَ دِيَا اَلْقَى صَنِيعَ السَّامِرِيْ يَحْنِيْ سَامِرِيْ نَ بَنِيَا- فَنَسِيْ مُوسَى يَحْنِيْ وَهَ كَبَتَ تَحْنِيْ كَ مَوْنُثِ
 اَبَرَبَ سَ چَوَكُ كَ- لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلَا فَيَ الْعَجَلُ مَجْمُوعَ كَ بَارَ-

حدیث (۳۱۵۳) حَدَّثَنَا هَذْبَةُ الْخ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أَمْرِي بِهِ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَإِذَا هَارُونَ قَالَ هَذَا هَارُونَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
 فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرَحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهُ ثَابِتُ الْخ.

ترجمہ حضرت مالک بن معصود سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حدیث بیان کی۔ اس رات کے متعلق جس میں آپ
 کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ یہاں تک کہ آپ پانچویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ہارون تھے۔ جبرائیل نے فرمایا یہ ہارون ہیں پس آپ ان پر سلام پڑھیں
 آپ نے ان پر سلام پڑھا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا خوش آمدید ہو یونیک بھائی اور نیک نبی کے لئے ثابت ہے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ردا کی بصرفہی اس سے مدد طلب کرنے کی غرض بیان کی ہے اور قول ردا عونا لفظ کا ترجمہ اور اس کی
 تفسیر بیان فرمائی تو تکرار نہ ہوا۔ خیفہ میں واو اپنے اصل سے چلی گئی اور اس نے دوسری صورت یا والی اختیار کر لی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - شیخ گنگوہیؒ نے امام بخاریؒ کے کلام کی بہتر توجیہ فرمائی ہے کہ عہدہ خوف سے ہے خیف بمعنی کنارہ کے نہیں ہے۔ تو خوفہ میں واؤ ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے ہا سے بدلا گیا جب دوسری صورت عہدہ کی اختیار کی اور علامہ کرمائیؒ نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا کہ یہ تو اہل تصریف کا کام تھا کہ خوفہ سے عہدہ بن گیا۔ امام بخاریؒ کی جلالت شان کے یہ مناسب نہیں تھا کیونکہ یہ تو ابتدائی درجہ کے طالب علموں کے لئے بحث ہوا کرتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - قولہ الضعی الحو امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے ان معشر الناس ضعی میں مطلق ضحوۃ کا وقت مراد نہیں۔ جو ازل طلوع الشمس سے شروع ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے دو وقت مراد ہے جس میں گرمی سخت ہو جاتی ہے۔ تاکہ گندھک وغیرہ سے ان کی رسیوں اور لاشیوں میں اثر پیدا ہو۔ کیونکہ ان کا یہ سحر طلسم کے قبیلہ سے تھا۔ جس میں معدنیات وغیرہ کی ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔ بنا بریں سحر فرعون سیکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن سحر مردار اور سحر باہل وہ اس قسم کا نہیں تھا۔ بلکہ وہ اس سے سخت تھا جس پر آج بھی ہمارے زمانہ میں سحر اور جادو کا دھڑلایا ہوتا ہے۔ اور فرعون کے سحر کو طلسم اور شعبہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - شیخ گنگوہیؒ نے جو آیت کی تشریح فرمائی ہے اس سے امام بخاریؒ پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا جو شرح حضرات۔ عینی۔ حافظ اور قسطلانیؒ نے کیا ہے۔

الضعی الحو فی غیر محلہ واقع ہوا ہے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ اس سے اشارہ ان معشر الناس ضعی کی طرف ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے۔ کیونکہ ساحران کا سحر حرارت شمس میں ظاہر ہونے والا تھا۔ فی حبالہم ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعین وقت ضعی قوم فرعون کی طرف سے ہوئی۔ حالانکہ مشہور یہ ہے کہ تعین وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی۔ جواب یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں قاضی بیضاویؒ نے دونوں احتمال بیان کر کے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ اجتماع کا مطالبہ قوم فرعون کا تھا موسیٰ علیہ السلام کا نہیں تھا۔ اور میرے نزدیک یہ کلام موسیٰ میں سے ہے۔ کیونکہ وہ بھی چاہتے تھے کہ خوب دن چڑھے لوگ جمع ہوں تو سحر کا بطلان اور زیادہ واضح ہو جائے۔

الزبیق امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ لاشیاں اور رسیاں دوڑتی ہوئی اس لئے نظر آتی تھیں کہ ان کو گندھک ملا گیا تھا۔ تو جب ان کو سورج کی حرارت پہنچی تو وہ بھڑک اٹھیں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ بعض اشیاء میں یہ خاصیت ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے ملیں یا سورج کی حرارت پہنچے تو وہ حرکت کرتی نظر آتی ہیں۔ جیسے مٹیاں لوہے کو کھینچنے والا ہوتا ہے۔ جس طرح بجلی کا کرنٹ لگتا ہے۔

جواز تعلم سحر فرعون علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سحر کئی قسم ہے۔ بعض ان میں دھوکہ بازی ہے جو لطیف اور باریک ہے الہی تسخیر میں بھی مراد ہے۔ دوسرا وہ ہے جس میں محض تخیلات ہوتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ جیسے شعبہ ہا زاپنے ہاتھ کی صفائی سے لوگوں کی آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ یخیل الہ من سحر ہم تسعی میں بھی ہاتھ کی صفائی ہے۔ اور تیسرا وہ ہے جو شیاطین اور جنات کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ ولكن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر میں بھی مراد ہے۔ اور چوتھا وہ ہے جو ستاروں کی مخاطبت اور روحانیت کو اثر دیا جاتا ہے۔ اور پانچواں یہ طلسمات ہیں اور اقسام بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ لا یخل لہا۔

جواز تعلم سحر فرعون الخ ابن عابدین نے سحر کے انواع ذکر کرنے کے بعد قال الشمنی تعلمہ وتعلیمہ حرام کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا دونوں حرام ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں سے ضرر اور نقصان کو دور کرنے کے لئے علی الاطلاق جائز ہے۔ علامہ نوویؒ

لکھتے ہیں محرک عمل تو حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موبقات یعنی مہلک کبائر میں سے شمار کیا ہے۔ البتہ بعض اس میں سے کفر ہے بعض کفر نہیں ہے۔ لیکن تعلیم و تعلم بھی حرام ہے۔ البتہ بعض علما نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ یا تو کفر اور غیر کفر میں تمیز کرنے کے لئے یا جہلا سحری سے ازالہ کے لئے طلسم کے بارے میں غیث اللغات والے نے لکھا ہے کہ وہ وہی تخیلات ہیں۔ جن سے تعجب و غریب شکلیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ یونانی ہے عربی نہیں ہے۔ قاموس۔ مختار۔ صحاح وغیرہ کتب میں نہیں ملا۔ سید جرجانی نے البتہ اس سے طویل بحث کی ہے۔
 ہذا ہارون یہ محل ترجمہ ہے کیونکہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے اور حدیث اسرا میں خود موسیٰ کا ذکر بھی ہے۔

بَابُ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ

إِلَىٰ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

ترجمہ۔ اس آیت میں بھی حضرت موسیٰ کا تذکرہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا

ترجمہ۔ اے پیغمبر تو نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بول کر باتیں کیں۔

حدیث (۳۱۵۳) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَىٰ أَخِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ رَأَيْتُ مُوسَىٰ وَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبُ رَجُلٍ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَىٰ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ زَنْبَعَةٌ أَحْمَرٌ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدَ إِبْرَاهِيمَ بِهِ ثُمَّ أَتَيْتُ بِإِنَانِيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ أَيُّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ نحیف ہلکے پھلکے لمبے قد اور کھلے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا کہ قبیلہ شَنْوَةَ کے آدمیوں میں سے ہیں جو یمن کے لمبے آدمیوں کا قبیلہ ہے۔ اور عیسیٰؑ کو دیکھا تو وہ درمیانے قد کے سرخ رنگ کے آدمی ہیں گویا کہ ابھی حمام سے نکل رہے ہیں تو تازہ صاف سترے۔ اور میں ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ان میں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک کے اندر دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ پس مجھے حکم ہوا۔ ان دونوں میں سے جو چاہیں آپ پی سکتے ہیں۔ تو میں نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا۔ پس مجھے کہا گیا کہ آپ نے جبلی چیز کو اختیار کیا۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حدیث (۳۱۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخِي حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍ نَبِيكُم يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ وَذَكَرَ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى اذْمُ طَوَالَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَقَالَ عِيسَى جَعَلَ مُزْبُوعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَالَ.

ترجمہ۔ ہمیں تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ متی تو ان کی ماں کا نام ہے۔ ویسے ان کا نسب ان کے باپ سے چلا ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کا ذکر فرمایا جس میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ آپؐ نے فرمایا موسیٰؑ گندم کوئی لمبے قد کے آدمی تھے۔ گویا کہ قبیلہ شنؤہ کے آدمی ہیں۔ اور عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ گھوٹکھریالے بالوں والے درمیانی قد کے آدمی تھے۔ پھر آپؐ نے جہنم کے داروغہ مالک کا ذکر کیا اور دجال کا بھی۔

حَدِيث (۳۱۵۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَهُمْ يَصُومُونَ يَوْمًا يُعْنَى عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَآخَرُوقَ الْفِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا لِلَّهِ فَقَالَ أَنَا أَوَّلِي بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھے ہوئے پایا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ یہ یزادون ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون والوں کو فرق کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ کے ان سے زیادہ قریب ہوں۔ پس آپؐ نے اس دن روزہ رکھا اور اس دن کے روزوں کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔

تشریح از قاسمی۔ یونس بن متی پر خود کو فضیلت نہ دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت نہ دے کہ اس سے ان کی تنقیص لازم آئے۔ ان کی تخصیص کہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا صبر ولا تکن کما حب الحوت کہ وہ بے صبر ہو کر قوم چھوڑ کر چلے گئے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

ترجمہ۔ جب کہ ہم نے وعدہ دیا موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کا الی قولہ میں سب سے پہلا مؤمن ہوں

إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ يُقَالُ ذِكُّهُ زَلْزَلَهُ فَذِكُّنَا فَذِكُّنَا جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَحْدَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِفَتَيْنِ أَشْرَبُوا ثَوْبَ مُشْرَبٍ مَضْبُوعٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ انْبَجَسَتْ أَيْ انْفَجَرَتْ وَإِذْ تَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا.

ترجمہ۔ ذکر کے معنی کھپکانے کے ہیں۔ اس کے شنیہ اور حج ایک جیسے ہیں۔ سوسب پہاڑوں کو ایک پہاڑ قرار دیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آسمان اور زمین بند اور ملے ہوئے تھے۔ کن رتقا حج کا صیغہ استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ شنیہ کا ہوا۔ ملتصفتین یہ تفسیر ہے کہ دونوں ملے ہوئے تھے۔ ان کا تعلق ناقمل سے نہیں ہے پس کن پر کلام تمام ہو گیا۔ قالہ الکنگوہی

تشریح از شیخ زکریا۔ یعنی رتقا مفسر ہے اس کی تفسیر ملتصفتین ہے۔ اور کلام سابق ولم یقل کن پر ختم ہو گیا۔ شیخ کنگوہی نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ مفسر اور تفسیر کے درمیان فصل لازم نہ آئے۔ لیکن میرے نزدیک لم یقل کن رتقا یہ سب کا سب جملہ معترضہ ہے اور قولہ

ملتصعين رتقا پہلے کی تفسیر ہے۔ جو کانتا رتقا میں تھا۔ ثنیہ کی مناسبت سے اور رتقا ثانی رتقا کا اعادہ ہے۔ جس سے اس کی توضیح کی گئی ہے۔ پھر حافظ فرماتے ہیں فدکنا فدککن کا ذکر طرداً للباب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسی طرح رتقا ملتصعين کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ امام بخاری نے فدکنا سے قول باری تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حملت الارض والجبہا فدکنا دکتہ واحدة تو جیسے جمع کی جگہ ثنیہ لایا گیا ہے کہ سب زمینوں کو ایک اور سب پہاڑوں کو ایک قرار دیا۔ ایسے سبع السموات کو ایک اور سبع الارضیں کو ایک قرار دے کر ان کے لئے دکن کی بجائے دکنالایا گیا ہے۔

اشربوا ثوب مشرب رگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اشربوا رنگ چڑھا دیا گیا۔ البجست کا معنی پھٹ جانا ثقفنا الجبل پہاڑ کو ہم نے ان پر اٹھایا۔

حدیث (۳۱۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَضَعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاكُونَ أَوَّلَ مَنْ يُفْقَى فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَلْفَاقٌ قَبْلِي أَمْ جُوزِي بِضَعْفَةِ الطُّورِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے۔ پہلا شخص میں ہی افاقہ حاصل کرنے والا ہوں گا پس کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰؑ عرش الہی کے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے انکی بے ہوشی دور ہوئی یا انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ دیا گیا۔

حدیث (۳۱۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْزِرِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَاءُ لَمْ تَخْنُ النَّثَى رَوْجَهَا اللَّحْمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بکڑ کر بدبودار نہ ہوتا۔ اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت زمانہ بھراچے خاندان سے خیانت نہ کرتی۔

بَابُ طُوفَانٍ مِّنَ السَّيْلِ يُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ طُوفَانٌ

الْقَمْلُ الْحَمَّانُ يُشَبَّهُ صَغَارَ الْجَلْمِ حَقِيقُ حَقٌّ کے معنی میں ہے طوفان کے دو معنی ہیں۔ سیلاب کا طوفان اور موت کثیر کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چمڑی کی طرح ہے جو چھوٹی چھوٹی چمڑیوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لما سقط فی ابديہم جو شخص شرمندہ ہو وہ اپنے ہاتھ میں گر پڑتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ طوفان کئی معانی میں مستعمل تھا تو قرآنی آیات میں جو تو معجزے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر ہوئے ہیں ان میں سے طوفان ہے جس کے معنی سیلاب کے ہیں۔

فقد سقط فی یدہ ساقط فی ید یہ وہ شخص ہوتا ہے جو کوئی جرم کا ارتکاب کرے۔ پھر اس کا اپنے ہاتھوں کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اس ارتکاب جرم پر پشیمان ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فارسلنا علیہم الطوفان النخ طوفان کے معنی میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے تعین فرمادی کہ اس جگہ

طوفان سے مراد سیلاب ہے جو موسلا دھار بارش سے آتا ہے۔ شحاک اور عطاء سے کثرت موت منقول ہے اور مجاہد طاعون بھی مراد لیتے ہیں۔ طوفان سے اگر موت مراد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب مر گئے ہوں۔ بلکہ ایک جماعت کثیرہ بھی مر گئی ہو تو اس کو بھی وہاں اور طوفان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد حسین مکی کی تقریر میں ہے کہ قمل تین قسم کے ہیں۔ حلدہ وہ چمڑ جو موتا ہو اور چھوٹی چھوٹی ناگوں والا ہوتا ہے۔ حمنان وہ چمڑ جو پتلا اور لمبی لمبی ناگوں والا ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں تجول کہتے ہیں۔ مسقط صاحب جمل فرماتے ہیں مسقط فصل ماضی مجہول ہے۔ اصل یوں تھا سقطت الواہم علی الہیہم۔ تو فی بمعنی علی کے ہوا کر ان کے منہ ان کے ہاتھوں پر گر پڑے۔ اور یہ سخت پشیمانی کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو لازم بولا اور اس سے طروم عدا مت مراد لی۔

بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خضرؑ کی بات چیت

حدیث (۳۰۵۹) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ تَمَارِي هُوَ وَالْحُرَيْنِ قَيْسَ الْفَزَارِيِّ فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ لَمَرَّ بِهِمَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارِيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لِقَائِهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ حَالَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَأَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَغْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَأَوْخَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَبُجِّلَ لَهُ الْحُوتُ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا لَقَيْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتَّبِعُ الْحُوتَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسَى قَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنَسَيْنَاهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى الْآثَارِ مِمَّا قَصَصْنَا فَوَجَدَا خَضِرًا لَمَّا كَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کا حرمین قیس فزاری سے صاحب موسیٰ کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ تو حضرت ابی بن کعبؓ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو بلا کر کہا کہ میرے ساتھی کا اس صاحب موسیٰ کے بارے میں جھگڑا ہوا جس کی ملاقات کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے راستہ کا دریافت کیا تھا۔ کیا آپؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کے حال کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوں انہوں نے فرمایا ہاں! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوا اسراہیلؑ کی ایک جماعت میں وعظ فرما رہے تھے تو ایک آدمی نے ان سے آکر پوچھا کہ کیا آپ کوئی ایسا آدمی جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضرؑ ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان تک پہنچنے کا دریافت کیا تو پچھل کو ان کے لئے نشانی مقرر کیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا جب بھی آپ پچھلی کو گم پائیں تو واپس آئیں وقریب آپ ان کو پائیں گے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سندس کے اندر پچھلی کے نشان کے پیچھے پیچھے چلے رہے تو موسیٰؑ سے ان کے نوجوان شاگرد نے کہا۔ دیکھئے جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کرنے کے لئے ٹھکانا پکڑا تو میں پچھلی کے متعلق آپ کو

بتانا بھول گیا۔ اور شیطان ہی کی کارگزاری ہے کہ اس نے مجھے اس کی یاد بخلا دی جس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو ہمارا مقصود تھا جس کو ہم تلاش کر رہے تھے تو دونوں حضرات اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔ تو خطر کو پایا بقیہ ان دونوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان فرمادیا۔

حدیث (۳۱۶۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلْعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نُوحًا الْبَكَايَ يُزَعَمُ أَنَّ مُوسَىٰ صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنَّمَا هُوَ مُوسَىٰ آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَىٰ قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فُسِيلَ أَيْ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَلَىٰ لِي عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ وَمَنْ لِي بِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفِينٌ أَيْ رَبِّ وَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ حَوْتَا فَتَجْعَلُهُ فِي مِثْثَلٍ حَيْثُمَا فَكَلَّدْتَ الْحَوْتَ فَهُوَ ثَمَّةٌ وَأَخَذَ حَوْتَا فَجَعَلَهُ فِي مِثْثَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعَ بْنَ نُونٍ حَتَّىٰ إِذَا آتَيَا الصُّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسَىٰ وَاضْطَرَبَ الْحَوْتَ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحَوْتَ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلِهِمَا وَيَوْمَهُمَا حَتَّىٰ إِذَا كَانَ مِنَ الْعَدِ قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي غَدَاءٌ نَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوسَىٰ النَّصَبَ حَتَّىٰ جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَهُ اللَّهُ قَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصُّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنَسَيْتُهُ إِلَّا الشَّيْطَانَ أَنِ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحَوْتَ سَرَبًا وَلَهُمَا عَجَبًا قَالَ لَهُ مُوسَىٰ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى الْأَرْضِهَا قَصَصًا رَجَعَا يَقْضِيَانِ الثَّارَهُمَا حَتَّىٰ انْتَهَيَا إِلَى الصُّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ مُوسَىٰ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَأَنْتَىٰ بَارِضُكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَىٰ قَالَ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رُشْدًا قَالَ يَامُوسَىٰ إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عُلْمَيْنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عِلْمُكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ أَتَيْتُكَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَحْصُطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا إِلَى قَوْلِهِ إِمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ كَلَّمُوهُمْ أَنِ يَحْمَلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْحَضَرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوَلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَاءَ عَصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْبِ السَّفِينَةِ فَتَقَرَّرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْحَضَرُ يَا مُوسَىٰ مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعَصْفُورُ بِمِثْقَالِهِ مِنَ الْبَحْرِ إِذْ أَخَذَ الْفَاسَ فَتَزَعَّ لَوْحًا قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَىٰ إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوَلٍ عَمَدْتُ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَحَرَقْتُهَا لِتُفَرِّقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَحْصُطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تَوَاحِدْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُزِيقْنِي مِنْ أَمْرِئِ عُسْرًا

فَكَانَتْ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوا بِغَلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبْيَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ
 بِرَأْسِهِ فَقَلَعَهُ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَوْمَأَ سُفْيَانٌ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ كَأَنَّهُ يَقْطِيفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقْتَلْتَ
 نَفْسًا ذِكِّيهِ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ
 إِنْ سَأَلْتَكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ
 قَرْيَةٍ اسْتَطَعَمَا أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوا لَهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُصَ مَا بِلَا أَوْ مَا بِيَدِهِ هَكَذَا
 وَأَشَارَ سُفْيَانٌ كَأَنَّهُ يَمْسُحُ شَيْئًا إِلَى فَوْقٍ فَلَمَّ اسْمَعُ سُفْيَانٌ يَذْكُرُ مَا بِلَا إِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمُ اتَيْنَهُمْ
 فَلَمْ يُطْعَمُونَا وَلَمْ يُضَيِّقُوا عَمَدَتِ إِلَى حَائِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَا تَخَذُ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا لِرَأْيِ
 بَنِي وَبَيْنَكَ سَأَلْتَنِيكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنْ
 مُوسَى كَانَ صَبْرًا فَقَصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَيْرِهِمَا قَالَ سُفْيَانٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ
 اللَّهُ مُوسَى لَوْ كَانَ صَبْرًا يَقْصُ عَلَيْنَا مِنْ إِمْرِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ
 صَالِحَةٍ غَضَبًا وَأَمَّا الْغَلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ ثُمَّ قَالَ لِي سُفْيَانٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ
 وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ قَبْلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتُهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عُمَرُو أَوْ تَحْفَظْتَهُ مِنْ إِنْسَانٍ فَقَالَ لِمَنْ
 اتَّحَفَظْتُهُ وَزَوَّاهُ أَحَدًا عَنْ عُمَرُو غَيْرِي سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ.

ترجمہ۔ سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ کوفہ بکا لی کہتا ہے کہ موسیٰ صاحب خضر موسیٰ علیہ السلام بنی
 اسرائیل نہیں ہیں بلکہ وہ کوئی اور موسیٰ ہے تو آپ نے فرمایا اللہ کا دشمن غلط کہتا ہے۔ ہمیں حضرت ابی بن کعبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں
 سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں ہوں اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے کہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف رو کیوں نہ کیا تو
 اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا بلکہ مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہنے لگے اے میرے رب میرے لئے ان
 تک پہنچانے کا کون سا من ہے اور کبھی سفیان فرماتے تھے کہ اے میرے رب میں ان تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ فرمایا ایک مچھلی لے کر بحون کر اسے
 ایک زنبیل میں رکھ لو جہاں وہ زندہ ہو کر گم ہو جائے پس وہ اسی جگہ ہوں گے اور سفیان سے ٹھیک لفظ کہا۔ چنانچہ انہوں نے مچھلی لی اور بحون بھان کر
 زنبیل میں ڈال دی۔ وہ اور ان کے شاگرد پویش بن نوں دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ ساحل سمندر پر ایک پتھر کے پاس پہنچے۔ جہاں آرام کرنے
 کے لئے دونوں نے اپنے سر رکھ دیئے۔ حضرت موسیٰؑ سو گئے۔ مچھلی ٹپ ٹپ کر نکلی اور سمندر میں جا گری۔ پس سمندر میں اس نے جانے کے لئے ایک
 راستہ بنا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا کہ وہ ایک طاق کی طرح ہو گیا۔ پھر دونوں حضرات بقیہ دن رات چلتے رہے۔ جب دوسرے
 روز صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے فرمایا ناشتہ لاؤ ہمیں تو اس سفر میں بڑی تھکاوٹ محسوس ہوئی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو
 اس وقت تک تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے آگے نہ بڑھ سکے جہاں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا تو نوجوان شاگرد نے کہا دیکھئے
 جہاں ہم نے صحرا کے پاس آرام کیا تھا وہاں مچھلی گم ہو گئی اور اس کے بارے میں بتانا بھول گیا اور یہ ساری شیطان کی کارروائی ہے کہ مجھے اس کی یاد

بھلاؤدی۔ پس وہ سمندر میں اپنے لئے راستہ بنا کر تعجب کا باعث بن گئی۔ مچھلی کے لئے تو جانے کا راستہ تھا اور ان دونوں کے لئے تعجب کا باعث تھا۔ تو موسیٰ نے فرمایا یہی تو ہماری منزل تھی جس کی ہمیں تلاش تھی۔ چنانچہ وہ اپنے نشان قدم پر اگلے واپس لوٹے یعنی وہ واپس ہوئے کہ اپنے نشانات قدم پر چلتے تھے۔ یہاں تک کہ اس صبحوہ تک پہنچ گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑے میں لپٹا ہوا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا جس کا انہوں نے جواب دیا کہنے لگے کہ اس زمین میں سلام کیسے آگیا۔ فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں پوچھا موسیٰ بنی اسرائیل فرمایا ہاں۔ وہی ہوں میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوں کہ آپ مجھے وہ ہدایت کی بات سکھائیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے۔ تو فرمانے لگے اے موسیٰ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم کا حامل ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ آپ اسے نہیں جانتے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے علم شریعت کے حامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے میں اسے نہیں جانتا۔ پوچھا کہ میں آپ کی پیروی میں چل سکتا ہوں۔ فرمایا تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتا۔ آپ کیسے اس چیز پر صبر کر سکتے ہیں جس کو آپ کے علم نے احاطہ نہیں کیا۔ اسی قولہ امرا چنانچہ دونوں حضرات ساحل سمندر پر چل پڑے۔ ان کے پاس سے ایک کشتی گزری جن سے انہوں نے بات چیت کی کہ ان کو بھی سوار کر کے لے چلیں۔ انہوں نے خطر کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انہیں سوار کر لیا۔ یہ لوگ کشتی میں سوار ہو چکے تو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ پڑی جس نے سمندر سے ایک چوٹ یا دو چوٹ پانی لیا ہوگا۔ تو خطر نے موسیٰ سے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے اتنی کمی کر پایا ہے۔ جس قدر اس چڑیا نے اپنی چوٹ بھر کر سمندر سے کمی کی ہے۔ تو خطر نے ایک کھانا لیا اور کشتی کا ایک حصہ کھینچ لیا تو اچانک موسیٰ کو معلوم ہوا کہ کھانا اڑے سے ایک حصہ کشتی کا اکھڑ چکا ہے۔ تو موسیٰ بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا ان لوگوں نے بغیر کرایہ لئے ہمیں سوار کر لیا آپ نے قصداً کشتی کو چیر دیا تاکہ آپ کشتی والوں کو دیر یا برد کر دیں۔ آپ نے تو ایک بڑا اوپر کام کیا۔ فرمایا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ تو موسیٰ بولے بھول چوک پر آپ میری گرفت نہ کریں اور مجھے میرے معاملہ میں سختی کی تکلیف نہ دیں۔ یہ پہلی غلطی موسیٰ سے بھول کر ہوئی تھی۔ پس جب دونوں سمندر سے باہر آئے تو ان کا گذر ایک ایسے لڑکے کے پاس سے ہوا جو بچوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا۔ خطر نے اس کا سر پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کچل دیا۔ سفیان راوی نے اپنی انگلیوں کے کناروں سے اشارہ کیا۔ گویا کہ کسی بچہ کو چن رہے ہیں۔ تو زور ہے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام بولے کیا آپ نے ایک پاک معصوم بچہ کو بغیر کسی جان کے قتل میں قتل کر دیا۔ آپ تو ایک اوپری چیز لائے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ بولے اس مرتبہ کے بعد اگر میں نے آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ مجھے ساتھ نہ لے جائیں۔ میری طرف سے معذرت کو پہنچ گئے۔ چنانچہ دونوں چلتے چلتے ایک ہستی والوں کے پاس پہنچے ان سے کھانا طلب کیا جنہوں نے ان دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ ان حضرات کو ہستی میں ایک ایسی دیوار دکھائی دی جو ٹوٹ کر گرنا چاہتی تھی انہوں نے اس کو ٹھیک سیدھا کر دیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ جھکاؤ کر رہی تھی۔ اور سفیان نے اشارہ کیا گویا کہ کسی چیز کو اوپر کی طرف لپ دے رہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں مائلہ کا لفظ سفیان سے میں نے صرف ایک مرتبہ سنا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس ہم مہمان بن کر آئے انہوں نے نہ ہمیں کھانا کھلایا اور نہ ہی مہمانی دی اور آپ نے مفت میں ان کی دیوار بنادی۔ کاش آپ اس پر کچھ جرت تو لے لیتے تاکہ ہمارے کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ خطر نے فرمایا کہ بس اب یہ آپ اور میرے درمیان جدائی کا وقت آگیا ہے عنقریب میں آپ کو ان چیزوں کے متعلق بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری خواہش تھی کہ موسیٰ صبر کرتے تو ان دونوں کا خبر نامہ ہمیں بیان کیا جاتا۔ سفیان کی روایت میں ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے۔ اگر وہ تھوڑا سا صبر کر لیتے تو ہمیں ان کے اور معاملات بیان کئے جاتے۔ اور ابن عباس نے آیت کو پڑھا ترجمہ

کہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو صحیح مسلم کتبہ میں لکھا ہوا تھا اس کے والد بن مؤمن آدمی تھے۔ سفیان نے میرے سے کہا کہ میں نے اس کو ان سے دومرحبہ سنا اور میں نے ان سے اس کو یاد کیا۔ میں نے سفیان سے پوچھا کہ کیا عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے آپ نے اس کو یاد کر لیا تھا۔ یا اور کسی انسان سے آپ نے اسے یاد کیا۔ فرمایا اور کس سے میں نے اسے یاد کیا یعنی انہیں سے یاد ہوا۔ میرے سوا عمرو سے کوئی اور روایت کرنے والا ہے۔ بلکہ میں نے انہیں سے اس کو دومرحبہ یا تین مرحبہ سنا۔ اور انہیں سے یاد کر لیا۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِشْرِمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ يَعْنِي سَفْيَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي حَدِيثَ بَيَانِ فَرَمَا۔

حدیث (۳۱۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَمْدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فُرُوزَةٍ بَيْضَاءَ فَلَاذًا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضِرَاءَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا خضر کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ایک سفید گھوڑا میں پر بیٹھے۔ پس وہ اچانک حرکت کرنے لگا۔ تو آپ کے پیچھے بڑھ رہا ہوا تھا۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ "هل تعلم احدا اعلم منك قال لا اس حدیث میں اعلیت کی نفی ہے علم کی نفی نہیں ہے۔ اور حضرت کے لئے اعلیت کا اثبات ہے۔ یہ نہیں کہ غیر کی اعلیت کے علم کی نفی ہو کیونکہ جب وہ اعلم من تحت السماء ہوئے تو جو لوگ بھی آسمان کے نیچے آباد ہیں ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ تو اس کو وجود کے علم کی نفی سے سرے سے ان کے وجود کی نفی ہوگئی۔ کیونکہ نفی العلم بالا اعلم اس کے وجود کی نفی کو مستلزم ہے۔ اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں ہے ای الناس اعلم تو آپؐ نے فرمایا میں ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے اگرچہ بعید ہے کہ لا سے مراد نفی اعلم ہوئی علم نہ ہو۔ تو اس سے روایات متحد ہو جائیں گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ "شیخ مکتوبیؒ نے جو حدیث کی شرح کی ہے وہ عمدہ ہے اس لئے سائل کا سوال اعلم کے حلق تھا جس کا جواب آپؐ نے کلمہ لا سے دیا تو اس سے علم کی نفی ہوئی۔ اعلیت غیر کے وجود کی نفی نہ ہوئی ورنہ فلا وحی اللہ الیہ ہلی عبدنا حضرت اس پر مرتب نہیں ہوگا تو شیخ مکتوبیؒ نے توجہ بیان فرمائی کہ نفی علم نفی وجود کو مستلزم ہے کیونکہ سفیان کی روایت ای الناس اعلم سے اعلیت کا نفی ہونا معلوم ہوتا ہے اور روایت باب سے غیر سے اعلیت کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ پھر چلا کہ مساوات ہے تو سوال جواب کے مطابق نہ ہوا شیخ کی توجہ پر دونوں روایتوں کی تطبیق ہو جائے گی ورنہ ظاہر روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰؑ نے علم کی نفی کی ہے وجود کی نفی نہیں کی۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ "نقرة ونقرتين۔ نقرة کو مصدری معنی پر محمول کیا جائے۔ تعداد اور ہاری کے لئے نہیں۔ تو اب نقرہ اور نقرتین ہیں۔ منافات نہیں رہے گی۔ بلکہ ان سے ایک ہی مواد نقرتان ہوں گے۔ اور حشیش اس لئے لایا گیا کہ دونوں کی اعلیت الگ الگ نوع کی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ "شرح کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نقرہ بمعنی مرق کے ہے جو دونوں کلمات کو ان حضرات نے کلام رسول سے قرار دیا ہے چنانچہ علامہ عینیؒ و قسطلانیؒ فرماتے ہیں نقرہ بالانصب مصدر ہے اور نقرتین کا اس پر مطلق ہے اور شیخ مکتوبیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ لفظ کو شک راوی پر محمول کرتے ہیں کہ نقرہ سے بھی نقرتین مراد ہے اس واسطے فرماتے ہیں۔ المراد بهما واحد وهو النقرتان جس سے علم موسیٰؑ اور علم خضرؑ کی نوعیت کی طرف اشارہ ہو گیا۔ میرے نزدیک بھی یہ کلام شک راوی پر محمول ہے۔ لیکن راجح لفظ النقرة ہے۔ کیونکہ روایات میں یہی مشہور و معروف ہے۔ جیسا کہ خود بخاری شریف میں سورۃ کہف کی تفسیر میں صراحت آتا ہے۔

تشریح از شیخ کنکوہیؒ۔ فنقر فی البحر نقرة او تحفظته من النسان اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کیا عمرو بن دینار سے سننے کے بعد آپ نے کسی اور انسان سے اس کو محفوظ کیا۔ جس نے عمرو سے سنا تھا۔ انہوں نے اس کو حدیث بیان کی گویا کہ سائل کو تردد ہے کہ قبل سماع انہوں نے حفظ کیا یا بعد سماع یا دیکھا۔ ان کو تردد اس لئے ہوا کہ اتنی لمبی حدیث کو ایک مرتبہ سنایا دو مرتبہ۔ تو دونوں شقوں کا اکٹھے جواب دیا کہ میں نے اس کو یاد بھی کیا اور سنا بھی سہی۔ اور اس پر رد کرتے ہوئے کہا کہ میرے سوا اور نے عمرو سے روایت کیا ہے۔ پھر متنی وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنے رہائشی شہر کے اندر روایت کی۔ کیونکہ یہ روایت ان کے سوا اور کسی نے مطلقاً نہیں بیان کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ کنکوہیؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔ حفظتہ و التحفظہ دونوں لفظ سائل کی طرف سے ہیں۔ اور دیگر شراخ نے اسے شک راوی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ الشک من علی بن عبد اللہ الخ رواہ میں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صخرہ وہ مقام ہے جو نہر زیت کے پاس مغرب میں ہے۔ نوف عالم فاضل حضرت علیؓ کا دربان اور واعظ تھا۔ اور کعب الاحبار کی بیوی کا بیٹا تھا اور ہکالی قبیلہ بنو ہکال کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے موسیٰ آخر سے موسیٰ بن یثا مراد ہے۔ مجمع البحرین سے بحر فارس اور بحر روم کا سنگم مراد ہے جو مشرق کی طرف متصل ہے اہل قریہ سے اٹاکیہ مراد ہے۔ انقضاض کے معنی جلدی گرنا کے ہیں۔ کسائی فرماتے ہیں ارادة الجداء سے مراد اس کا جھکاؤ ہے۔ چنانچہ ہستی والے اس کے نیچے سے خوف زدہ ہو کر گزرتے تھے۔ غاصب بادشاہ کا نام بدر بن بدو اور لڑکے مقتول کا نام جہیون کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کو باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس لمبی حدیث میں حضرت کا ذکر ہے جو ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے چلے آ رہے ہیں اور اب تک زندہ ہیں جن کو دجال قتل کرے گا۔

باب: حدیث (۳۱۶۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خَنْزَلٍ أَنَّ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِيلَ لَبْنِي إِسْرَائِيلَ اذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً قَبْلُوكُمْ لَدْخُلُوا لَدْخُلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِمِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے جب کہا گیا کہ سجدہ کرتے ہوئے دروازہ میں داخل ہوا اور کہو اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے مٹا دے۔ تو انہوں نے ان کلمات کو بدل دیا۔ چنانچہ اپنی سرینوں کے بل چلتے ہوئے داخل ہوئے۔ اور دانہ جو جو میں یا چھلکے میں موجود ہو۔ غرضیکہ ما مورات کی مخالفت کی۔

حدیث (۳۱۶۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ خَنْزَلٍ أَنَّ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا سَتِيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَحْبَى مِنْهُ فَأَذَاهُ مَنْ أَذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسْتَرُ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أَذْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبْرِئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى فَخَلَا يَوْمًا وَخَذَهُ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا قَرَعَ أَقْبَلَ إِلَى يَدَيْهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ قَوْلِي حَجَرُ قَوْلِي حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَايَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ غُرْبَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَأَبْرَاهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ قَوْلَهُ فَلَبَسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ قَوْلُ اللَّهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ

لَنَدَّبَا مِنْ آلِ صَرْبِهِ فَلَمَّا أَوْزَبَعَا أَوْ خَمَسَا فَلَذَلِكَ قَوْلُهُ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَمَرَّاهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجْهٌهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیا والے پردہ پوش آدمی تھے آپ کے بدن کا کوئی حصہ نہیں دیکھا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے تھے۔ پس آپ کو بنی اسرائیل کے لوگوں نے تکلیف پہنچائی۔ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر پردہ پوشی کرتے ہیں وہ ان کے بدن میں کسی عیب کی وجہ سے ہے۔ یا تو انہیں برص کی بیماری ہے جس میں چہرہ سفید ہو جاتا ہے یا پہاڑ ہے جس میں حصیے پھول جاتے ہیں۔ یا کوئی اور معیبت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس الزام تراشی سے موسیٰؑ کو بری کرنے کا ارادہ فرمایا جو وہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے چنانچہ موسیٰؑ ایک دن اکیلے کپڑوں سے خالی ہو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیے اور نہانے لگے جب فارغ ہوئے تو اپنے کپڑوں کی طرف واپس آئے تاکہ ان کپڑوں کو لے لیں لیکن پتھر تو ان کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاشیٰ لی اور پتھر کو تلاش کرتے ہوئے کہتے تھے اے پتھر! میرے کپڑے دے دو یہاں تک کہ وہ بنو اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا۔ تو انہوں نے موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے زیادہ خوب صورت ہیں اور جو کچھ لوگ کہتے تھے ان سے ان کو بری کر دیا۔ پتھر کھڑا ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے لئے اور انہیں پہن لیا پھر پتھر کو اپنی لاشیٰ سے مارنا شروع کیا۔ پس اللہ کی قسم اے شک پتھر کے اندر ماری وجہ سے زخم کے نشان تھے جن کی تعداد تین یا چار یا پانچ تھے یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا۔ ترجمہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے موسیٰؑ کو تکلیف پہنچائی پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو ان کی الزام تراشی سے بری کر دیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی وجاہت اور عزت والے تھے۔

حدیث (۳۱۶۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخَطَّابُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا لَقَالَ إِنْ هَذِهِ لِقِسْمَةٍ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَاتَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْقَضْبَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَىٰ قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی کہنے لگا کہ یہ وہ تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب نہیں کی گئی۔ میں نے آکر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی آپ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ میں نے ناراضگی کے آثار آپ کے چہرہ انور میں دیکھے پھر آپ نے فرمایا کہ تحقیق موسیٰؑ کو بھی اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ جس پر انہوں نے صبر کیا تو میں بھی صبر کرتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قد اودى باكثر من هذا. هذا كاشارة اس كلام كى طرف هه جوا بهى ابهى آپ كولو كوى كى طرف سه پنهنى۔ يه نهىس كه تكاليف ومصاب موسىؑ نه مير سه زياده برداشت كسه۔ تاكه اس حديث كا خلاف نه هو۔ جس مى هه اذيت لى الله مالم يوذ احد كه مجھے اللہ تعالیٰ كه لئے اتنى تكاليف دى گئىس كه اس قدر اور كسى كو نهىس پنهنىس۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اہداء موسیٰ سے حدیث ہسل کی طرف اشارہ فرمایا جو اس کے بعد ذکر فرمائی علامہ سیوطیؒ نے بھی آیت کی تفسیر میں یہی واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں ولا تكونوا كالذى الخ سے اللہ تعالیٰ نے اس ایذا کی طرف اشارہ فرمایا جو کفر ہے۔ مومنوں کو ایسی ایذا سے روکنا مقصود ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر راضى نہ ہونا کفر ہے۔ وہ موسیٰؑ کی ایذا سے سخت ہے۔ اور

بعض نے قارون کی شرارت کو ایذا موسیٰ قرار دیا ہے۔ کہ اس نے ایک عورت کو تیار کیا جو موسیٰ علیہ السلام سے زنا کا بھی اسرا ہل کے سامنے قرار کرتی تھی۔ اور جوہ ایذا بھی منقول ہیں۔ بہر حال مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا باعث نہ بنو جیسے بنو اسرائیل بنے۔

لَقَدْ اخَفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يَخَافُ لِحَدِّ وَلَقَدْ اَوْذَيْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُوْذِ أَحَدٌ (رواہ القرمذی) شیخ کنگوتی نے کوکب دری کے اندر دونوں جگہ واؤ کو حالیہ قرار دیا ہے۔ اسی احوالونی واذونی فی موضع وزمان لا یخاف فیہ ولا یوذی فیہ احد یعنی آپ تو فرماتے ہیں مجھے کسی مکان اور ہر زمان میں اس قدر مجھے ڈرایا اور ایذا پہنچائی جس کی کوئی حد نہیں۔ مکان سے مسجد الحرام اور زمان سے اشہر الحرام مرا رہے۔ غلامہ یہ ہے کہ ترمذی کی حدیث کو شیخ کنگوتی نے کوکب کے اندر تو خاص قرار دیا۔ لیکن لامع میں اسے عموم پر رکھا ہے۔

بَابُ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامِهِمْ مُتَبَرِّخُ خُسْرَانٍ وَلِيَتَّبِعُوا وَيَذْمِرُوا مَا غَلَبُوا

ترجمہ۔ باب اپنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ متبرک کا معنی جانی نقصان۔ ولیتبروا کا معنی خراب کریں۔ ماعلو کا معنی جس جگہ حکومت پائیں غالب ہوں۔

حدیث (۳۱۶۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخِزْمِيُّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِي الْكُفَّاتِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ قَالُوا أَكُنْتُ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدَّرَ عَاهَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکی پہلو چن رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھائی کالی کالی چننا کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہیں صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا آپ بکریاں چراتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بکریاں چرانے کی سنت ثابت ہوئی اس میں حکمت بیان کی گئی ہے کہ بکریوں میں تنفر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہ السلام کو ایسے جانوروں کی حفاظت کا عادی بنایا گیا تاکہ تنفر امت کی حفاظت کر سکیں۔ اور تواضع کا پہلو بھی ہے۔ غلو ت گزینی بھی ثابت ہوتی ہے۔ تاکہ لوگوں کی سیاست سے الگ تھلگ رہ کر اپنی سیاست کے قائم مقام کرنے کی سعی کریں۔ اس حدیث کو عموم انبیاء کی وجہ سے باب سے مناسبت ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بکریاں چراتے رہے۔ بلکہ بعض طرق میں ہے ولقد بعث موسیٰ وهو رعی الغنم کہ موسیٰؑ کو اس وقت نبوت ملی جب وہ بکریاں چرا رہے تھے۔

۔ اگر کوئی شعیب آئے میسر تو شبانی سے کیسی دو قدم ہے۔ قالہ اقبال (از مرتب)
مدین میں دس سال تک بکریاں چراتے رہے۔

بَابُ وَاِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً (الآیۃ)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الْعَوَّانُ الْيَصْفُ بْنُ الْبَكْرِ وَالْهَرَمَةِ

ترجمہ۔ یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں عوان اس ادھکڑ جانور کو کہتے ہیں جو نوجوان اور بوڑھے کے بین بین ہو۔

فالق صاف بمعنی خالص۔ لا ذلول جس کو کام کاج نے ذلیل نہ کر دیا ہو۔ فقیر الارض یعنی ایسا ذلیل نہ ہو کہ جو زمین کو پھاڑے اور کھیتی باڑی کے کام آئے۔ مسلمہ یعنی ہر قسم کے عیب سے پاک صاف ہو۔ لاشعہ کوئی دھبہ نہ ہو۔ یعنی سفید دھبہ۔ صفراء اگر چاہیں تو سیاہ بھی مراد لے سکتے ہیں۔ جیسے کہا گیا ہے جمالات صفرواں جگہ زردی جو سیاہی کی طرف مائل ہو وہ مراد ہے۔ فالق یعنی سخت سیاہ یہ صفرواں لالہ سے مستعار ہے۔ ادارا تم یعنی تم ایک دوسرے پر مالتے تھے اختلاف کرتے تھے۔

بَابُ وَفَاةِ مُوسَى وَذِكْرِهِ بَعْدُ

ترجمہ۔ باب موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں اور اس کے بعد کا ذکر۔

حدیث (۳۱۶۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَاحَتُهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أُرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ أَرْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَنْ ثَوْرٌ لَهُ يَمَازِي بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةً قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَإِنِّي قَالَ لَسَّالَ اللَّهُ أَنِّي يُدِينُهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً بِحَجَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثُمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكُفَيْبِ الْأَحْمَرِ قَالَ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ النِّسْبِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس موت کے فرشتہ کو بھیجا گیا پس جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے تھپڑ مار دیا انہوں نے رب کے پاس جا کر کہا کہ آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم واپس جا کر ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی نعل کی پینچ پر رکھ دیں۔ پس جس قدر جسے کو ان کا ہاتھ چھپائے گا اسکے ہر بال کے بدلہ انہیں ایک سال بڑھا دیا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے میرے رب پھر کیا ہوگا۔ فرمایا پھر بھی موت ہوگی بولے تو پھر تو ابھی چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال پر انہیں بیت المقدس میں پتھر کے پینچے کی مقدار کے برابر قریب کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا۔ جو سرخ ٹیلے کے نیچے راستہ کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ معمر کی سند کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے اس کو مرفوع کر دیا۔

حدیث (۳۱۶۶) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَدْ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اضْطَفَّنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِينَ لِي قَسِمُ يُقْسِمُ بِهِ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَلَحَبَ الْيَهُودِيَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمَرَ الْمُسْلِمَ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يُضَعِّقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفْنَى فَإِذَا مُوسَى بَاطَشَ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَبَقَ فَأَلْفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِنْ مَنْ اسْتَعْنَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اور یہودی نے آپس میں گالی گلوچ شروع کی۔ مسلمان اپنی قسم اٹھانے میں کہتا ہے قسم

ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان والوں پر فضیلت دیکر جن لیا اور یہودی اپنی قسم میں کہتا تھا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہاں والوں پر جن لیا۔ تو اس وقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو چھڑ مار دیا یہودی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع کی جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ایسی فضیلت نہ دو جس سے ان کی توہین ہوتی ہو۔ کیونکہ لوگ جب قیامت کے دن بے ہوش ہوں گے تو سب سے پہلے جسے بے ہوشی سے افادہ ہو گا وہ میں ہوں گا پس کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کے کنارے کو پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میرے سے پہلے افادہ حاصل کیا۔ یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ عزوجل نے مستثنیٰ کر دیا۔

حدیث (۳۱۶۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتِجَ آدَمُ وَمُوسَىٰ فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ عَطِيتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَىٰ الَّذِي أَصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلَوْنِي عَلَىٰ أَمْرِ قَدَرٍ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِجَ آدَمُ مُوسَىٰ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا تو وہ آدم ہے جس کی غلطی نے تجھے جنت سے نکالا

۔ حضرت آدمؑ تجھے غلہ سے آنا کیا تھا تجھے تو دانا پر یہ نہ جانا کہ یہ دانا کیا تھا (از مرتب)

تو آدمؑ نے ان سے کہا تو وہ موسیٰ علیہ السلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور اپنے کلام سے نوازا پھر آپ مجھے اس معاملہ پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے طے کر دیا گیا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔ یہ دو مرتبہ فرمایا۔

حدیث (۳۱۶۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ عَرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدًّا الْأَلْفُقَ فَقِيلَ هَذَا مُوسَىٰ فِي قَوْمِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں۔ تو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا۔ تو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں ہیں۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان تلبھوا بقرہ مذبح نزل تھا گائے نہیں تھی۔ بقرہ میں تکانیٹ کی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر کلام مفسرین اور ظاہر روایات جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں سب سے ثابت ہوتا ہے کہ بقرہ گائے تھی۔ نہ نہیں تھا۔ شیخ گنگوہیؒ کی موافقت تفسیر بیان القرآن میں حضرت تھانویؒ نے فرمائی ہے کہ بقرہ کی تفسیر ثور سے کی اور حاشیہ پر درجہ لکھی کہ اس پر قرینہ لا تفسیر الارض ہے۔ صاحب الکلیل نے ابن کثیر وغیرہم کی تائید نقل فرمائی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے دونوں احتمال ذکر کرنے اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ترجیح اسی کو ہے کہ بقرہ مذکر تھا۔ اور ذبح بقرہ کی تقدیم اور قتل نفس کا قصہ بعد میں بیان کرنے کی وجہ علامہ قسطلانیؒ نے یہ ذکر کی ہے کہ ہنسی اسو اقبل کے جنایات اور قبائح گنوائے جا رہے ہیں۔ تو ایک جرم یہ تھا امر الہی کی تعمیل میں لیت و حل نال منول سے کام کیا۔ اور دوسرا جرم واردات اور پھراس کا اخفا کرنا۔ اگر ترتیب بدلی جاتی تو ایک ہی جرم شمار ہوتا۔ اور دولت مند چچا کو قتل کر کے شہر

کے دروازہ پر لاش پھینک دینا اور پھر اس کے خون کا مطالبہ کرنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - و ذکر بعد یعنی موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد احوال کا ذکر کرتا ہے اور ممکن ہے کہ کلمہ بعد بمعنی الاخر ہو اور ایسے مقام پر ایسا بہت ہوا کرتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ وفات کے حالات کے علاوہ بعض دوسرے احوال کا ذکر ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - من الارض المقدسة ارض مقدس سے وہ شہر بیت المقدس مراد ہے جہاں لوگوں کی آبادی ہے آپ نے اس شہر میں دفن ہونا پسند نہ فرمایا۔ ایک تو شہر ہونے کی وجہ سے دوسرا ممکن ہے یہ خیال مبارک ہو کہ کہیں ان کی قبر کی پوجا نہ شروع ہو جائے جس سے ان کے دین میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - شیخ گنگوہیؒ نے دو باتوں پر تنبیہ فرمائی۔ ایک تو شہر میں دفن ہونے کو پسند نہ فرمایا دوسرے فتنہ سے بچنے کے لئے خارج البلد دفن ہونا پسند فرمایا۔ نیز شیخ گنگوہیؒ کے کلام میں یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں امور کا تعلق ادناء سے ہے یعنی شہر کے قریب کر دے دفن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ابن بطالؒ نے اس کی حکمت بھی بیان کی ہے تاکہ خارج بلدان کی قبر پوشیدہ رہے۔ جہاں امت عبادت کرنا نہ شرع کر دیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بنو اسرائیل اپنی شرارتوں کی وجہ سے بیت المقدس کے داخلہ سے محروم کئے گئے۔ اور چالیس سال تیرہ کے میدان میں گھومتے پھرے۔ حتیٰ کہ ہارون علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ سال بعد موسیٰ علیہ السلام فوت ہونے لگے تو تمنا ظاہر کی کہ اے اللہ! اگر داخلہ نہیں مل سکا تو قرب ہی حاصل ہو جائے کیونکہ قرب ایسی کو حسی کا حکم دیا جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا إِلَىٰ قَوْلِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَائِمِينَ

ترجمہ۔ باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی۔ الی قولہ كانت من القائمين کہ بی بی مریم فرمانبرداروں میں سے تھی۔

حدیث (۳۱۷۰) حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ جَعْفَرٍ الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا أَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں سے تو بہت لوگ کامل ہوئے۔ لیکن عورتوں میں سے صرف بی بی آسیہ فرعون کی بیوی اور بی بی مریم عمران کی بیٹی اور حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ کمال میں نبوت داخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ فضائل مراد ہیں جو عورتوں کے لئے مختص ہیں۔ اور عورتوں کے نبی نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

فضل عائشہؓ الخ جملہ مستفہلہ کے ساتھ فضائل عائشہؓ کو اس لئے بیان کیا تاکہ وہ باقی حضرات سے ممتاز ہو جائیں۔ اور ثرید کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں غذا ایت لذت طاقت اور آسانی سے کھالینا اور چبانے میں کم تکلیف اٹھانا سب مفاد میں ہیں تو حضرت عائشہؓ حسن علق۔ شیرین زبانی۔ فصاحت و بلاغت فی الکلام اور رائے پاکیزگی تو ایسی با کمال عورت سے باتیں کرتا۔ اس سے نکاح کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اور

آپ نے وہ باتیں سمجھیں جو اور کوئی عورت نہیں سمجھ سکتی۔ اس طرح جوابات دیتی تھیں کہ ایسے جوابات مرد بھی نہیں دے سکتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى الْآيَةَ

لنوء لطفل بوجمل گنتی تھی۔ آگے ابن عباس کی تفسیر ہے اولو القوة یعنی ان چاہیوں کو مردوں کی ایک جماعت نہیں اٹھا سکتی تھی۔
الفرحين المرحمن یعنی خوش و غم۔ وہی کان اللہ مثل الم تران اللہ بیسط الرزق لمن يشاء ويقدر ویوسع علیہ ویضیق یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے روزی فراخ کر دے جس کی چاہے تنگ کر دے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وہی کان اللہ مثل الخ اس عبارت سے الم تر اور وہی کان میں مماثلت ثابت کرنا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دو کلمہ ہیں۔ وہی ایک کلمہ ہے الم تو کی طرح اور باقی کلام کی طرح ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ کاف علیحدہ کلمہ ہے اور وی مستقل کلمہ ہے۔ اور یہ بیسط الگ کلام ہے۔ جس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وہی کان الخ مولانا حسین علیؒ کی تقریر میں ہے کہ لفظ وہی۔ الم تو کے معنی میں ہے۔ مولانا محمد حسنؒ فرماتے ہیں کہ وہی کلمہ الگ ہے۔ اور ان کلمہ الگ ہے۔ جیسے الم تو کلمہ مستقلہ اور ان کلمہ مستقلہ ہے۔ یہ نہیں کہ ان دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اسی طرح کان تہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ کاف کلمہ سابقہ میں سے ہے۔ صاحب جمل نے کئی مذاہب نقل کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ کلمہ مستقلہ ہے۔ اسم فعل ہے۔ جس کے معنی اعجب ای انا اور کاف تعلیل کے لئے ہے اور باقی کاف کا مجرد ہے۔ اعجب لان اللہ بیسط الرزق الخ۔ اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ کان تشبیہ کے لئے ہے۔ مگر انشاء کے معنی نہیں ہیں خبر اور یقین کے لئے ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہی کلمہ ہوا سہا ہے۔ کاف خطاب کا ان محذوف کا معمول ہے۔ اعلم ان اللہ الخ اور ایک یہ بھی ہے کہ کلمہ مستقلہ معنی الم تو۔ شیخ گنگوہیؒ کا کلام تیسرے قول کے موافق ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالِی مَدِیْنٍ أَخَاهُمْ شُعَیْبًا

ای الی اہل مدین یعنی حذف مضاف ہے کیونکہ مدین تو شہر ہے اور حذف مضاف ایسے ہے جیسے واسال القریۃ واسال العیر یعنی اہل القریۃ و اہل العیرواء کم ظہر یا یعنی ان کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی چنانچہ کہا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنا کام پورا نہ کرے تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی ضرورت کو پیٹھ پیچھے کر دیا۔ اور تو مجھے ظہر ہا کر دیا۔ ظہری آبی جانوروں کو کہتے ہیں۔ یا برتن جس کو اپنے ساتھ اس لئے رکھو کہ تم نے اس سے مدد لیتی ہے۔ اس لئے کوئل گھوڑے کو ظہری کہتے ہیں۔ مکانکم اور مکانکم کے ایک معنی ہیں۔ یغنوا یعیشوا گویا کہ وہ یہاں آباد نہیں ہوئے تھے۔ کالم یغنوا لہا۔ ہنس غمناک ہوتا ہے۔ آسمی غمناک کرنا۔ آگے حسن بصریؒ کی تفسیر ہے انک لانت العلمیم الرشید یہ الفاظ انہوں نے مذاق اور استہزاء کے طور پر کہے۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے لیکہ بمعنی ابکہ مجنن۔ کذب اصحاب الایمکۃ۔ یوم الظلۃ سائے کے معنی ہیں۔ یعنی عذاب کے سائے ان پر پڑے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لان مدین بلد جب مدین شہر کا نام ہے تو شہر کی طرف رسول بھیجا ممکن نہیں۔ جب تک مضاف مقدر نہ مانا جائے۔
تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مدین کے لوگ ڈاکہ زنی کرتے تھے قافلوں کو لوٹتے تھے اور کسی کو ٹیکس لئے بغیر نہیں چھوڑتے تھے تو شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا۔ اور اصحاب ایکہ کی اصلاح بھی ان کی ذمہ داری میں تھی۔ اہل مدین تو جبرائیلؑ کی جی سے ہلاک ہوئے اور

اصحاب ایکہ سے ہوا روک دی گئی گرمی ان پر مسلط کر دی گئی تو ٹھک ہو کر جنگل کی طرف نکل گئے تو ٹھنڈے بادل نے ان پر سایہ کیا۔ جس کے نیچے وہ سب جمع ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگ برسا کر ان سب کو جلا دیا۔ یہ یوم الظلمہ ہے۔ قوم کی ہلاکت کے بعد شعیبؑ وہیں مقیم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچے جن سے ان کی بیٹی کی شادی ہوئی۔ پھر مکہ پہنچ کر وہیں وفات پائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وراء کم ظہر یا چونکہ ظہر یا کے ترجمہ میں ظہر یعنی پینہ کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے یہ کلمہ دو معنی میں مستعمل ہوا۔ ایک تو اعراض اور توجہ نہ کرنا ہے کیونکہ اعراض کرنے والا کسی اسے اپنی پینہ کے پیچھے کر لیتا ہے۔ اسی سے ظہرت حاجتی اور وراء کم ظہر یا ہے۔ یہ مصنف کی رائے ہے۔ دوسرے معنی ہیں کسی شے سے مدد حاصل کرنا۔ اور قوت پکڑنا۔ کیونکہ مددگار مستعین کی پینہ پر ہوتا ہے اسی سے ظہر یا کو قتل گھوڑے کو کہتے ہیں۔ جس سے عند الضرورت سوار مدد حاصل کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے وراء کم ظہر یا سے شعیب علیہ السلام کا قول جو سورہ ہود میں ہے اس کی طرف اشارہ کیا و انتخذتموه وراء کم ظہر یا۔ جس کی تفسیر انہوں نے لم تلتفتوا سے کی ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ ظہری کے معنی عدم التفات اور قضاۃ الحاجۃ کے اور دوسرے معنی استعانت کے۔ تو ظہری نسبت کی صورت میں مددگار کے معنی میں ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انک لانت الحليم الرشيد یعنی وہ لوگ حضرت شعیبؑ کو تکلیفیں دیتے تھے۔ گالیاں بکتے تھے پھر کہتے تھے آپ تو حلیم رشید ہیں۔ ہم جو کچھ کہیں یا کریں آپ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مفسرین حضرات کے اس قول کی تفسیر میں مکی اقوال ہیں۔ ابن عباسؓ تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس سے بے وقوف اور گمراہ مراد لیا ہے۔ جیسے لائے کو تسلیم کہتے ہیں۔ برعکس ہند نام زنگی کا فوراً بطریق استہزاء کے کہا اور بعض نے کہا کہ اپنے گمان کے مطابق آپ حلیم رشید ہیں۔ امام رازیؒ نے ایک تیسرے معنی بتائے ہیں کہ آپ شعیبؑ ان لوگوں میں حلیم رشید مشہور تھے جب آپ ان کی مخالفت کرتے تو تعجب سے کہتے انت الحليم الرشيد۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

الی قولہ وهو ملیم۔ مجاہد اس کی تفسیر میں کہتے ہیں ملیم بمعنی مذنب کے ہے گناہ گار۔ المشحون المؤقر بھری ہوئی۔ لولا انہ کان من المسبحین (الایۃ) لنبذہ بالعراء ای بوجہ الارض وهو سقیم والنبثا علیہ شجرة من یقطین جس کا تذکرہ ہو جیسے گدو۔ کڑی وغیرہ۔ وارسلناه الی ماء الف اویزیدون فامنوا فمتعنناهم الی حین یعنی ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے زائد آدمیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا وہ ایمان لے آئے تو کچھ مدت تک ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا۔ ولا تکن کصاحب الحوت الذنادی وهو مکظوم آپؑ مچھلی والے کی طرح نہ ہوں جب کہ وہ پکارا ٹھے۔ مکظوم اور کظیم کے معنی ہیں مغموں کے۔

حدیث (۳۱۷۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ زَادَ مُسَيَّبُ يُونُسَ بْنُ مَتَّى.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حدیث (۳۱۷۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ الْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ ابْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کسی بندے کی شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ متی توان کی والدہ کا نام ہے۔ لیکن بایں ہمہ آپ کا نسب باپ کی طرف بھی بیان کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ متی آپ کے والد کا نام ہے۔ تو باپ کی طرف نسب کا بیان ہوا۔

حدیث (۳۱۷۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يُعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي أَصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ لَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لِقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي أَصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهَرِنَا فَلَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ قِلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَلَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَوَى فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفْضِلُوا بَيْنَ أَنْبِيَائِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ فَيُصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ أُخْرَى فَاكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى أَخِذَ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَخُو سَبِّ بِصُغْفَرِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ایک یہودی اپنا مال و اسباب فروخت کے لئے پیش کر رہا تھا کہ اسے اس مال کے بدلہ کوئی ایسی چیز دی گئی جس کو وہ پسند نہیں کرتا تھا تو کہنے لگا قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی۔ تو انصار کے آدمی نے اس کلمہ کو سن لیا۔ کھڑے ہو کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اور کہنے لگا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں پر فضیلت دی۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں تو وہ آپ کی طرف شکایت کرنے کیلئے گیا۔ کہنے لگا اے ابو القاسم! میں ذی آدمی ہوں میرا تم لوگوں سے معاہدہ ہے پھر قیلان نے میرے منہ پر تھپڑ کیوں رسید کیا جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے اس کے چہرہ پر تھپڑ کیوں مارا اس نے واقعہ ذکر کیا۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضبناک ہوئے کہ ناراضگی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک میں دیکھے گئے پھر آپ نے فرمایا مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہ دو۔ کیونکہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ تو آسمان و زمین کی سب مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو میں پہلا آدمی ہوں گا جو اٹھایا جائے گا۔ تو موسیٰ علیہ السلام عرش کو کھڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا یوم طور کی بے ہوشی کے بدلے کا حساب کیا گیا یا وہ میرے سے پہلے اٹھائے گئے۔ اور میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حدیث (۳۱۷۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ کسی بندے کے لائق نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

تشریح از شیخ لنگوہیؒ - یصعق من فی السموت الخ۔ صعقہ تین ہیں۔ ایک تو وہ جس سے سب زندہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسرا وہ جس کے بعد ساری مخلوق زندہ ہو جائے گی۔ تیسرا صعقہ وہ ہے کہ جب عرش الہی جنت۔ دوزخ وغیرہ سب کو حشر کی زمین میں لایا جائے گا۔ تو اس وقت مخلوق کو اس لئے بے ہوش کیا جائے گا تاکہ ان پر یہ معاملہ مخفی رہے اسے یہ لوگ دیکھ نہ سکیں الا من شاء اللہ جو استثناء ہے اس سے بھی نہ صعقہ موت مراد ہے اور نہ نفخہ فنا مراد ہے کیونکہ وہ دونوں تو عام ہوں گے۔ کل شیئ ہالک الا وجہہ یعنی اللہ کی ذات کے سوا سب ہلاک ہوں گے۔ اس کو خوب یاد کرو کیونکہ یہ عجیب و غریب مقام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - عدد نفخات میں اختلاف ہے تین سے پانچ تک ذکر روایات میں ملتا ہے۔ اور الا من شاء اللہ میں جو استثناء ہے اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا تعلق کن سے ہے شیخ لنگوہیؒ نے ان کی تعداد تین بتلائی ہے۔ صعقہ امانۃ۔ صعقہ احیا اور صعقہ عند انہما العرش فی الارض المحشر اور استثناء کا تعلق اس تیسرے سے ہے۔ جب کہ عرش کو حشر کی زمین میں لایا جائے گا ان میں سے پہلا تو قیام قیامت کے وقت ہوگا۔ جس میں ہر شے فنا ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ عرش۔ کرسی۔ جنت۔ دوزخ اور ارواح وغیرہ دوسرا فتح اس کے بعد ہوگا۔ جس سے ہر شے اٹھ کھڑی ہوگی۔ دوسرا فتح جن کا ذکر سورہ زمر میں ہے جس وقت رب سبحانہ حساب کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اس جلی کو کوئی برداشت نہیں کر سکے گا۔ اس لئے سب بے ہوش ہوں گے الا من شاء اللہ۔ دوسرا فتح قیام بنظروں کے جس کے بعد اٹھ کر دیکھتے ہوں گے یہ جلی کے بعد ہوگا۔ اور ایک فتح فرع کعبہ راہت کا ہوگا جس سے کوئی شخص فنا نہیں ہوگا۔ البتہ بے ہوشی طاری ہوگی۔ صاحب روح المعانی نے بڑی لمبی بحث کرنے کے بعد ترجیح اس کو دی ہے کہ نفحات تین ہوں گے۔ نفخۃ الفزع۔ نفخۃ الصعق اور نفخۃ البعث۔

بَابُ قَوْلِهِ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ

ترجمہ۔ ان بستی والوں کے متعلق آپؐ اس سے دریافت کریں جو سمندر کے کنارے آباد تھے۔

اذ یعلنون فی السبت یتعلون یتجاوزون کے معنی میں ہے اذ تاتیہم حیثانہم یوم سبتہم شرعا شوارع۔ ترجمہ۔ جب کہ ہفتہ کے دن انہوں نے زیادتی کی کہ جب ان کی پھلیاں ہفتے کے دن پانی پر ظاہر ہو کر ان کے پاس آتی تھیں۔ اور دوسرے دنوں میں نہ آتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ - ان بستی والوں کے متعلق جمہور کا قول یہ ہے کہ مصر سے مکہ کوچ کے لئے جاتے ہوئے جو راستہ میں پڑتی ہے وہ اہلہ بستی ہے۔ اور بعض نے اس سے طبر یہ مراد لیا ہے۔ ویوم لا یستون الی قولہ خاسنین۔ یعنی سخت مشکل میں پڑنے والے۔ ذلیل و خوار۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ اتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا

الزہر کتب جس کا واحد زہور ہے۔ زہرت کے معنی کثرت کے ہیں۔ ولقد اتینا داؤد منا فضلا یا جبال اوبی معہ۔ ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنے فضل سے نوازا۔ اے پہاڑ تم ان کے ساتھ مل کر تسبیح پڑھو۔ مجاہد اوبی معہ کی تفسیر معی معہ سے کرتے ہیں اور الطبر پرندے بھی آپ کے ساتھ تسبیح کہیں۔ والنالہ الحدید ہم نے آپ کے لئے لوہے کو نرم کیا۔ ان اعمل سابعات کہ آپ اس سے زر ہیں بنائیں ولقد فی السرد میخوں اور کڑیوں کو اندازے سے لگائیں۔ میخیں باریک نہ ہوں کہ زنجیر بن جائے۔ اور نہ ہی موٹی غلیظ ہوں کہ توڑ ڈالیں الفرغ بمعنی انزل بسطۃ ای زیادۃ وفضلا۔

حدیث (۳۱۷۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَيُفَسِّرُهَا فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدُهُ رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقَيْبَةَ الْخَنَّاسِيُّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤدؑ پر زیور کا پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔ پس وہ خود اور اپنے عمل کی ساریوں پر زین کئے کا حکم دیتے تو ساریوں پر زین کئے سے پہلے پہل وہ قرآن شتم کر لیتے تھے۔ اور وہ اپنے ہاتھوں کی کمانی سے کھایا کرتے تھے موسیٰ بن عقبہ نے اس طرح روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۱۷۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْظِرٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ وَلَا قُومَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ وَلَا قُومَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهُ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمِّمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَتَمِّمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَثْمَانِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ النَّهْرِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ الْفَضْلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قَالَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ الْفَضْلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ عَذْلُ الصِّيَامِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ الْفَضْلَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا الْفَضْلَ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میں سارا دن روزہ رکھوں گا اور ساری رات قیام میں گزاروں گا جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا اللہ کی قسم کھا کر آپ نے یہ کہا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں دن بھر روزہ رکھوں گا اور رات بھر قیام کروں گا میں نے کہا حضرت! یہ بات میں نے کہی تو ہے۔ آپ نے فرمایا تو یہ نہیں بڑا کئے گا۔ پس تم روزہ بھی رکھو اور چھوڑ بھی دو۔ قیام بھی کرو اور نیند بھی کرو اور ہر مہینہ کے تین روزے رکھ لیا کرو ہر تین کے بدلہ دس کا ثواب ملتا ہے۔ اس حساب سے تمہیں زندگی بھر کے روزوں کا ثواب مل جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا پھر ایک دن روزہ رکھو۔ اور ایک دن افطار کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور یہ روزہ کا درمیانی طریقہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اس سے بہتر کوئی ہے نہیں

حدیث (۳۱۷۷) حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَتَبَا أَتَكَ تَقُومُ اللَّيْلِ وَتَصُومُ النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِثَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صَوْمُ النَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ النَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ بِي قُوَّةَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفْرُ إِذَا لَاقَى.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا یہ اطلاع مجھے ٹھیک ملی ہے کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو۔ اور دن بھر روزہ رکھتے ہو۔ میں نے ہاں میں جواب دیا آپؐ نے فرمایا اگر تم نے ایسا کیا تو تمہاری آنکھیں گڑ جائیں گی یعنی بصارت کمزور ہو جائے گی اور تمہارا جسم ٹھک جائے گا۔ پس ہر مہینے کے تین روزے۔ ایام بیض کے رکھ لیا کرو۔ یہ زندگی بھر کے روزے ہیں یا زندگی بھر کے روزے کی طرح ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میں اپنے اندر طاقت محسوس کرتا ہوں۔ تو پھر آپؐ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو۔ جو ایک دن روزہ رکھتے تھے دوسرے دن افطار کرتے تھے اور جب دشمنوں سے مدد بھیڑ ہوتی تو بھاگائیں کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا تعظم فیقسم کیونکہ لمبا حلقہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں فیقسم یعنی کڑی کو توڑ دے گی۔ اس لئے اسے ضرورت کے مطابق بناؤ کہتے ہیں ہر روز ایک روزہ بنتی تھی جس کو چھ ہزار درہم میں بیچتے تھے۔ دو ہزار تو اہل وعیال کے لئے اور باقی چار ہزار سے نبی اسرائیل کو کھانا کھلاتے تھے۔ صاحب جمل نے داؤد علیہ السلام کی زرموں میں میٹھوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ مولانا محمد حسن کی تقریر میں مسامیر سے حلقے اور کڑیاں مراد ہیں میٹھیں نہیں۔ تسلسل یعنی کپڑے کی طرح نرم اور بے طاقت ہوتے تھے۔ قسم کے معنی قطع کرنے کے ہیں کہ بڑے بڑے حلقے مارے ٹوٹ جاتے۔

بَابُ أَحَبِّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ

إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ بِنِصْفِ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ قَوْلُ عَالِشَةَ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

ترجمہ۔ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور پسندیدہ روزہ بھی داؤد علیہ السلام کا ہے۔ وہ آدمی رات کو سوتے تھے۔ اور تیسرا حصہ رات کا قیام کرتے اور آخری چھ حصے میں سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے کہ روزہ نہ رکھتے۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ عموماً عری کے وقت آپ میرے پاس سوئے ہوئے ہوتے تھے یا عری سردسیر لیل ہوگا۔

حدیث (۳۱۷۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ النَّخَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ بِنِصْفِ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ محبوب روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی تھی جو آدمی رات تک سوتے تھے تیسرا حصہ رات کا عبادت میں گزارتے تھے اور چھٹا حصہ باقی نیند کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رہنا الفرج علینا صبر امیں الفرج کے معنی النزل اتارنے کے ہیں۔ وهو قول عائشہ یعنی رات کے آخری چھ حصے میں نیند کی حضرت عائشہ کے قول کی مراد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لا الفاه السحر عندی الانائمہ۔ شیخ گنگوہیؒ نے آیت کی طرف اشارہ کر کے قول حافظ ابن حجرؒ پر تنبیہ کرنا ہے کہ فتح الباری میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے داؤد کے قصہ میں کہیں بھی اس کلمہ نفروغ کو نہیں پایا۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کو یہاں

ہونا نہ چاہیے۔ میرے نزدیک اس کے اسقاط کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے یہ سب آیات داؤد علیہ السلام کے قصہ سے متعلق ہیں و قتل داؤد جالوہ و اتاہ الله الملك والحكمة اور یہ سب ان کی نبوت کے زمانہ سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ داؤد علیہ السلام طالوت کے لشکر میں موجود تھے۔ حافظ پر تجب ہے کہ انہوں نے زادہ بسطة فی العلم والجسم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو زیادتی۔ فضیلت اور کثرت عطا فرمائی۔ حالانکہ یہ تو طالوت کے قصہ سے متعلق ہے۔ اور ان آیات کا آخری حصہ داؤد علیہ السلام کے متعلق ہے۔

تشریح از قاسمی۔ لا یغیر اذا لاقی یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کر کے کمزور نہیں ہوتے تھے۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں بھاگ کھڑے ہوں۔ بلکہ جو شخص مسلسل روزے رکھے گا وہ کمزور ہو جائے گا۔ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

بَابُ وَادْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا لَآئِدٍ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِلَى قَوْلِهِ

وفصل الخطاب قال مجاهد الفهم في القضاء يعني مجاهد فصل الخطاب کے معنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں فیصلے کرنے کی سمجھ عطا فرمائی تھی۔ ولا تشطط ای ولا تسرف اسراف بے جا نہ کرو۔ واهدنا الی سواء الصراط اور ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت نصیب فرما۔ ان هداي له تسع وتسعون نعمة کہ میرے اس بھائی کی ننانوے نعمہ ہیں۔ اور نعبه عورت کو بھی کہتے ہیں۔ اور بکری کو بھی نعبہ کہتے ہیں۔ ولی نعبه واحدة اور میری صرف ایک بیوی ہے۔ فقال اكفليها مثل وكفلهما كبريا ضمها یعنی اس کو بھی اپنے ہاں ملا لیا۔ وعزني ای غلبي یعنی مجھ پر غالب آ گیا کہ میرے سے زیادہ عزت والا ہو گیا۔ اعززه یعنی میں نے اس کو عزیز بنایا۔ فی الخطاب بقال المحاوره یعنی بات چیت کرتے ہیں۔ فقد ظلمك بسؤال نعبتك الی نعبه یعنی تیری ایک بیوی کو اپنی ننانوے بیویوں کے ساتھ ملانے میں سوال کر کے اس نے تجھ پر ظلم کیا۔ وان كثيرا من الخلطاء الشركاء لفتناه ابن عباس فرماتے ہیں اس کے معنی ہیں ہم نے ان کو آزمایا۔ یہ تخفیف کے ساتھ ہے۔ اور ایک قرآنہ تشدید کی بھی ہے۔ لفتناه معنی ایک ہیں فاستغفروا به وخررا كعها وانا ب یعنی اپنے رب سے بخشش طلب کی۔ رکوع کرتے ہوئے گر پڑے۔ اور اللہ کی طرف خوب متوجہ ہوئے۔

حدیث (۳۱۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُجَاهِدِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَسْجُدُ فِي حَ ص فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسَلِيمَانَ حَتَّى آتَى فَبَهْلَهُمْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ کیا آپ سورہ ص میں سجدہ تلاوت کرتے ہیں تو انہوں نے یہ آیت پڑھی وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسَلِيمَانَ حَتَّى آتَى فَبَهْلَهُمْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ۔ ان حضرات کی اقتداء کرنے کا حکم ہوا ہے۔ تو جب داؤد نے سجدہ کیا ہے تو ہمیں بھی کرنا چاہیے اس لئے احناف سورہ ص میں سجدہ تلاوت کے قائل ہیں۔

حدیث (۳۱۸۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ حَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ص کا سجدہ ضروری سجدوں میں سے نہیں ہے۔ البتہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اکفلیہا مثل الخ اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اس جگہ کفالت سے اپنی طرف مائل نہ ہو کہ کفالت جو قرآن

کی ہوتی ہے۔ وہ ضمانت مرا نہیں۔ فعلہا زکریا بالتخفیف ہے۔ اس قرأت کی طرف مؤلف کا میلان معلوم ہوتا ہے یہاں بھی قسم کے معنی ہیں ضمانت کے نہیں ہیں۔ من عزائم السجود یعنی آیت کے اندر کوئی ایسا میثدا امر کا نہیں ہے جو اس عہدہ کے جواب کی تائید کرتا ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں فرمایا ہے لیس من عزائم السجود ای مؤکدات السجود اور یہ وجہ سورۃ کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دوام عہدہ ثابت ہے تو وجہ ہو گیا۔ اگرچہ آیت اور روایت میں امر کا میثدا نہیں ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کوکب میں فرماتے ہیں کہ عزائم سجود میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہے۔ چنانچہ صرف پانچ کو عزائم کہا گیا ہے اعراف کاہنو اسراہیل۔ والنجم۔ الانشاق اور اقرا۔ یہ ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ اور حضرت علیؓ سے چار مروی ہیں۔ الم تنزیل۔ حم تنزیل۔ النجم والقرا۔ اور بعض نے صرف تین کہے ہیں۔ اور اس بارے میں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہہ ص میں عہدہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِذَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعَمَ الْعَبْدِ

اے او اب الراجع المنیب و قوله لب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی کہ مجھے ایسی مملکت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ و قوله واتبعوا ما تلوا الشیطن علی ملک سلیمان و لسلیمان الريح غدوها شهر و رواحها شهر واسلنا له عين القطر الحدید یعنی لو ہے کا چشمہ۔ ومن الجن من يعمل بین یدیه باذن ربہ ومن یزغ منهم عن امرنا نلقہ من عذاب السعیر۔ یعنی کچھ جن بھی ان کے سامنے کام کرتے رہتے تھے۔ اور جو نفس ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اس کو جلائے والی جہنم کا عذاب چمکائیں گے۔ یعملون لہ ما یشاء من محارب۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ محارب سے وہ عمارتیں مراد ہیں جو محلات سے کم ہوں۔ و تما ٹیل و جفان کالجواب اور بعض نے محارب سے چہرہ مسجد اور مصلیٰ بھی مراد لیا ہے۔ قطر کے معنی پتیل۔ تما ٹیل ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں۔ جفان جمع جفہ کی بڑے بڑے ٹپ۔ جو اب جمع جاہیہ کی بڑے بڑے حوض جہاں اونٹ پانی پئیں۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر میں ہے کالجوبہ من الارض یعنی زمین کا وہ حصہ جو حوض کی طرح ہو۔ و قدور راسیات قدور جمع قدر کی۔ دیگر۔ راسیات۔ مضبوط جو حرکت نہ کر سکے۔ اعملوا ال داود شکرا و قلیل من عبادی الشکور۔ اے داؤد کا خاندان شکر کو عمل میں لاؤ۔ یعنی ہمیشہ شکر کرو۔ کیونکہ میرے بندوں میں سے شکر گزار تمہوڑے ہیں۔ الادابہ الارض کڑی کا کیرا۔ یعنی دیک۔ تا کل منساتہ اے عصا آپ کی لاٹھی کو دیک کہاتا تھا۔ فلما خرو سے لے کر فی العذاب المہین تک۔ حب الخیر عن ذکر رہی کلمہ عن بمعنی من کے ہے۔ کہ میرے رب کے ذکر سے گھوڑوں کی محبت نے پھیر دیا۔ لطفک مسحا بمسح اعراء الخیل و عواقبہا۔ یعنی گھوڑوں کی گردن کے بالوں اور ان کی ایزبوں کے پتھر کو چھوتے تھے۔ الاصفاد الوفاق یعنی بندھن۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے۔ الصافات وہ گھوڑا جو اپنی دو ٹانگوں میں سے ایک کمر کے کنارے پر کھڑا کرے۔ الجہاد اسراع جلدی دوڑنے والے۔ جسدا شیطانا رعاء طیبہ اچھی ہوا۔ حیث اصاب حیث شاء جہاں چاہے پہنچے۔ فامن اعط بغیر حساب بغیر حرج۔

حدیث (۳۱۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَفْرِيَّتًا مِنَ الْجِنَّ تَقْلَبُ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَى صَلَاتِي فَأَمْكَنَتَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَأَخَذَتْهُ فَارْدَتْ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَلَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَخِي مِنْ بَعْدِي فَرَدَّ اللَّهُ خَابِسًا عَفْرِيَّتْ مُتَمَرِّدَةً مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍ مِثْلَ رَبِيبَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بہت ہی سرکش جن گزشتہ رات میرے سامنے آیا۔ تاکہ میری نماز میں گڑبید کرے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر قدرت دے دی کہ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ باندھ دوں۔ تاکہ تم سب کے سب لوگ اسے دیکھ لو۔ مگر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمانؑ کی دعا یاد آگئی۔ اے میرے رب میری بخشش فرما۔ اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد اور کسی کے لائق نہ ہو۔ تو میں نے اس کو نامراد اور ذلیل واپس کر دیا۔ عفویت کے معنی سخت سرکش ہیں۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن ہو۔ مثل زہینہ کے جس کی جمع زبانہ ہے دفع کرنے والے۔ عرب کے ہاں دربان کو کہتے ہیں۔

حدیث (۳۱۸۲) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةِ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا إِحْدَى شِقَيقِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَتْهَا لَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ شُعَيْبُ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ يَسْعَيْنَ وَهُوَ أَصْحَبُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ نے کہا آج رات میں ستر عورتوں سے ہمسری کروں گا ان میں سے ہر عورت ایک گھوڑے سے سوار ہے حاملہ ہوگی۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے ان سے کہا بھی سہی کہ انشاء اللہ کہہ دو لیکن وہ نہ کہہ سکے تو ان میں سے کوئی عورت بھی کسی چیز سے حاملہ نہ ہوئی۔ سوائے ایک نا تمام بچے کے۔ جس کے دو پہلوں میں سے ایک مارا ہوا تھا۔ پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ یہ کلمہ انشاء اللہ کا کہہ دیتے تو وہ سب کے سب جوان ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتے شعیب اور ابی الزناد سے ستر کی بجائے نوے نقل کیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بھی یہی ہے۔

حدیث (۳۱۸۳) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ حَفْصٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وَضِعَ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ ثُمَّ قَالَ خِيفَمَا أَدْرَسْتَكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پہلے کون سی مسجد روئے زمین پر رکھی گئی آپؐ نے فرمایا مکہ کی مسجد حرام جس کو ابراہیمؑ نے بنایا۔ میں نے پوچھا پھر کونسی آپؐ نے فرمایا دمشق کی مسجد اقصیٰ جس کو سلیمانؑ نے بنوایا۔ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا چالیس سال کا۔ پھر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ ساری روئے زمین سجدہ گاہ ہے۔ فضیلت ان دو مسجدوں کو حاصل ہے۔

حدیث (۳۱۸۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ النَخَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلِي وَمِثْلُ النَّاسِ كَمِثْلِي رَجُلٍ اسْتَوَلَّ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَّاشَ وَهَذِهِ الدُّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ وَقَالَ كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذُّبُّ فَذَهَبَ بِأَبْنَى أَحَدِهِمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِإِبْنِكَ وَقَالَتْ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِإِبْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ اتَّوَلَّيْتُ بِالْبَسِيجِينَ أَشَقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصَّغِيرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا

لَقَضَىٰ بِهِ لِلصُّغْرَىٰ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسَّجِينِ إِلَّا يَوْمَيْدٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمَلْدِيَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میرا اور لوگوں کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے جیسے کسی آدمی نے آگ روشن کی تو یہ پتنگے اور یہ لکڑیاں آگ میں گرتی ہیں۔ فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ دو بچے تھے بھیڑیا آ کر ان میں سے ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ تو اس کی ساتھی کہنے لگی کہ بھیڑیا تو تیرے بیٹے کو لے گیا ہے دوسری کہتی تھی کہ تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ تو دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے کر آئیں داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے لئے فیصلہ کر دیا۔ پھر دونوں حضرت سلیمان بن داؤد کے پاس آئیں اور اپنے واقعہ کی آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا چھری لے آؤ تاکہ میں چیر کر اس بچے کو ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں تو چھوٹی بولی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ایسا نہ کرو۔ یہ بچہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو آپ نے اس چھوٹی کے بارے میں فیصلہ سنا دیا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے سکین کا لفظ صرف اسی دن سنا ہے ورنہ ہم تو چھری کو مدیہ کہا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ مگنوبیؒ۔ عن ذکر رہی من ذکر رہی مصنفؒ نے اس سے من کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے ماں کی محبت کو ترجیح دی۔ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتے ہوئے۔ کہ میں اسی ذکر سے بیٹھ گیا۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ کلمہ عن کلمہ علی کے معنی میں ہے۔ کہ میں نے حب النخیر دوسری پر ترجیح دی مؤلفؒ نے کلمہ من زائد کر کے پہلے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ کلمہ عن کلمہ علی کے معنی میں نہیں آیا۔ تو عن کو معنی حقیقی پر محمول کرنے کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تعجب ہے کہ شراح میں سے کسی صاحب نے اس کا تعرض نہیں کیا۔ شیخ مگنوبیؒ نے افادہ میں دو احتمالات کو ذکر کیا جن کو صاحب جمل نے بھی اختیار کیا ہے۔ فرمایا حب النخیر میں کئی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ احببت کا مفعول ہے ترجیح دی میں نے۔ اور حضرت علیؑ سے عن بمعنی علی سے مقول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ الہت کے معنی کو منتضمن ہے۔ جس کا صلہ عن آیا کرتا ہے۔ اور پانچویں معنی یہ ہیں۔ احببت ہرکت ای قعدت عن ذکر رہی کے ہے اور بعض نے تفاعدت کے معنی میں لیا ہے تو حب النخیر مفعول نہ ہوگا۔

تشریح از شیخ مگنوبیؒ۔ جسد اشیطان الخ والقینا علی کرسہ جسدنا۔ جسد کی تفسیر شیطان سے کی گئی جس میں اس کو توہین حقیر اور عدم مہالات ہے۔ گویا کہ وہ کوئی معتدب چیز نہیں ہے کہ اسے عقل اور رائے کی طرف منسوب کیا جائے۔ گویا کہ وہ ایک جسد ہے جس کی نہ عقل ہے نہ روح ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کہتے ہیں کہ اس شیطان کا نام آصف تھا جس سے حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تھا کہ تو لوگوں کو کیسے گمراہ کرتا ہے۔ یا ان کو فتنہ میں مبتلا کرتا ہے۔ اس نے کہا اپنی گونگی مجھے دکھائیے۔ پھر میں آپ کو بتلاتا ہوں۔ اگونی لے کر اس نے سمندر میں ڈال دی۔ سلیمانؑ کی حکومت چلی گئی وہ آپ کی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کی بیگمات کو اس کے اثر سے محفوظ رکھا کہ وہ ان کے قریب نہیں جاسکا۔ حضرت سلیمانؑ ان سے کہا تا طلب کرتا تھا وہ خود خوب پہچانتا تھا لیکن وہ لوگ آپ کی تقدیق نہ کرتے یہاں تک کہ ایک بی بی نے آپ کو گھمسی دی۔ جس سے ان کا پیٹ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ اور پیٹ کے اندر سے ہی ان کو اگونی مل گئی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت واپس کر دی۔ حافظؒ نے مختلف روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس جانی کا نام آصف تھا جس کے پاس علم من الکتاب تھا۔ ویسے اس جسد کے بارے میں اہل تفسیر کے اقوال کثیرہ ہیں۔ جن کو اپنی تفاسیر میں بسط سے بیان کیا ہے۔ بالخصوص امام رازیؒ نے پھر اس کی ترجیح میں بھی اقوال کثیرہ نقل ہوئے ہیں۔ حافظؒ کا میلان بھی فتح الباری میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ جسد سے شیطان مراد ہے۔ اور محلی نے بھی جلالین میں یہی کہا ہے کہ جسد اسے مراد شیطان ہے۔ وہ صخر تھا یا کوئی اور۔

ولا روح صاحب جملؑ فرماتے ہیں کہ جنی کو جسد اس لئے کہا گیا کہ جسد وہ جسم ہے جس میں روح نہ ہو۔ تو جب اس نے سلیمان کی شکل اختیار کی تو گویا کہ وہ ایسی صورت تھی جس میں روح نہیں تھی۔ کیونکہ وہ روح سلیمان سے خالی تھی۔ اگرچہ اس میں جنی کی روح تھی۔ فاضی بیضاویؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فلم یقل ہلسانہ یعنی سلیمانؑ نے زبان سے انشاء اللہ نہ کہا اگرچہ ان کے دل میں تھا اور صاحبہ سے فرشتہ یا ساتھی مراد ہے۔ تسعین ساٹھ۔ ستر۔ نوے اور سو کی روایات ہیں۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ساٹھ تو حرائر تھیں باقی باندیاں تھیں۔ اربعون سنہ یہ بتائے اول کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ابراہیمؑ بھی مجدد ہیں اور سلیمانؑ بھی بیت المقدس کے مجدد ہیں۔ ان دو حضرات کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا فاصلہ ہے۔

جعل الفرائش اس حدیث کا تعلق قصہ داؤد سے کیا ہے۔ ایک جواب تو یہ ہے کہ مقصود تو ما بعد کا قصہ ہے۔ اس حدیث کے کلمے کو جیسے راوی نے سنا تھا اسی طرح روایت کر دیا۔ یا یہ کہ متابعہ انبیاء خلاصی کا موجب ہے جیسے بڑی عورت کے شر سے چھوٹی کو خلاصی نصیب ہوئی۔ باقی سلیمانؑ کا فیصلہ یا تو داؤد کے فیصلے کے لئے ناخ ہے یا مشاورت کی بنا پر ہے۔ کہ داؤد نے سلیمانؑ کے مشورہ کو قبول کر لیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ إِلَىٰ قَوْلِهِ عَظِيمٌ

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَنَا تَكَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ إِلَىٰ فَخُورٍ تُصْقَرُ الْأَعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

حدیث (۳۱۸۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الدِّينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَتَنَزَّلَتْ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؑ فرماتے ہیں کہ جب الدین امنوا اولم یلبسوا الخ نازل ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم میں سے کون سا ایسا آدمی ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو۔ تو آیت نازل ہوئی کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے تو ظلم سے شرک مراد ہوا۔

حدیث (۳۱۸۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الدِّينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقِيَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكَ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؑ فرماتے ہیں کہ جب الدین امنوا الخ نازل ہوئی تو یہ بات مسلمانوں پر بہت گراں گزری۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم میں سے کون فحش ہے۔ جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو۔ فرمایا یہ عام مراد نہیں ہے بلکہ اس سے شرک مراد ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو بات لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہی تھی کہ پیارے بیٹے! شرک نہ کرنا۔ اس لئے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت امام بخاریؒ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ کر رہے ہیں کہ آیا لقمانؑ نبی تھے یا حکیم تھے جمہور کے مسلک کے خلاف امام بخاریؒ انہیں انبیاء علیہم السلام میں شمار کر رہے ہیں کہ ایمان کی دعوت اور شرک سے ممانعت نبی ہی کر سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ

تشریح از قاسمی۔ قرہ سے انطاکیہ مراد ہے۔ اور مرسلون سے رسل عیسیٰ مراد ہیں۔ جن کے نام قاضی بیضاوی کی تحقیق کے مطابق یوحنا یا یحییٰ۔ یوس اور شمعون ہیں۔

قال مجاهد لعزونا هم شددنا یعنی ہم نے ان کو تیرے سے تقویت پہنچائی۔

وقال ابن عباس طائرکم مصائبکم کے معنی میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا

إِلَى قَوْلِهِ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا

قال ابن عباس مفلأسمیا کی تفسیر مرائل سے کی ہے۔ اور تعال سے تلاتا ہے کہ فعلیل بمعنی مفعول کے ہے۔ رضیا بمعنی مرضیا کے۔ عتیا بمعنی عصیا۔ عتا بمعنی ا سے ہے سرکشی کرنا۔ قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا۔ الی قولہ ثلاث لہال سوہا ویقال صحیحاً فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیہم ان سبحوا بکرة وعشیا فاوحی الیہم فاشار بایحیی خذ الکتاب بقوة الی قولہ ویوم یبعث حیاحفیا لطیفاً عاقراً الذکروا لانی سواہ بانجھ ذکر اور مؤنث دونوں کے لئے برابر ہے۔

حدیث (۳۱۸۷) حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ النَّخَعِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِي ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَبِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ

مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ لِأَذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا إِنَّا خَالِي

قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلِّمْتُ فَرَدُّوا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن صفصعہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق انہیں حدیث بیان کی جس رات آپ کو سیر کرائی گئی۔ پھر آپ اُپر کو چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے پس دروازہ کھلوا یا گیا کہا گیا یہ کون ہے۔ کہا جبرائیل ہے کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں پس آپ فرماتے ہیں جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ دونوں بغیر موجود ہیں جو دونوں خالہ کے بیٹے ہیں جبرائیل نے فرمایا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔ پس آپ ان پر سلام پڑھیں۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں فرمانے لگے خوش آمدید ہو نیک بھائی اور صالح نبی کے لئے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذَا نَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا

واذ قالت الملائكة يا مريم ان الله يمشرك بكلمة و قوله ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العالمين الی قولہ بغیر حساب وقال ابن عباس وال عمران المؤمنین من ال ابراهيم وال یسین وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس فرماتے ہیں کہ آل عمران سے آل ابراهیم وآل یاسین وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤمن لوگ

مراد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان اولی الناس باہراہیم للذین اتبعوه وہم المؤمنون ویقال ال یعقوب اہل یعقوب فاذا صفروا ردوہ الی الاصل قالو اھیل۔ اور آل یعقوب اہل یعقوب کو کہا جاتا ہے۔ جب آل کی تصریح کرتے ہیں تو اس کو اس کے اصل اہل کی طرف لوٹاتے ہیں۔ یہ سیبویہ کا قول ہے۔ جمہور آل میول ربیع کے معنی میں لیتے ہیں۔ کل شیء یرجع الی اھلہ۔

حدیث (۳۱۸۸) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمْسُهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرِيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي أَعْيَلُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں آدم کی اولاد میں سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدا ہوتے وقت شیطان اسے ضرور چھوتا ہے۔ شیطان کے چھونے کی وجہ سے بچہ چیخ کر اونچی آواز کرتا ہے۔ سوائے مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان کی ماں نے دعا مانگی کہ میں اس بی بی مریم کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ آل عمران المؤمنون یہ تخصیص بعد تقیم ہے۔ کیونکہ آل عمران تو آل ابراہیم میں داخل ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ اگر سوال ہو کہ آل عمران تو آل ابراہیم میں داخل ہے۔ پھر صراحۃً ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تخصیص بعد تقیم نہیں ہے۔ بلکہ شرافت بیان کرنے کے لئے صراحۃً ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید العالمین آل ابراہیم میں داخل ہیں۔ لیکن زیادۃ شرف کے لئے صراحۃً الگ ذکر کیا گیا۔ لیکن یہ جوابات اس صورت میں ہیں جب کہ آل کو اپنے اصلی معنی اہل پر محمول کیا جائے ورنہ صاحب جلالین کا میلان اس طرف ہے کہ یہ لفظ زائد ہے تحسین کلام کیلئے تو آل ابراہیم و آل عمران سے خود ان کی ذات مراد ہے۔ چنانچہ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم لفظ آل مقحم ہے یا آل بمعنی نفس کے ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم آل عمران عام ہیں۔ مراد ان میں سے خاص مؤمنین ہیں۔ اور آل یاسین جو ان الیاس لمن المرسلین میں ہے اس میں بھی مؤمنون مراد ہیں بعض نے کہا اور لیس مراد ہیں غلام یہ ہے کہ اس تاکید سے خاص مؤمنین مراد ہیں امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم سے خاص کر ان کی اولاد مراد ہے۔ اور یہی من ذریعہ سے مراد ہے۔ رہا آل عمران اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ عمران سے والد موسیٰؑ دہارونؑ مراد ہیں۔ جو یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ تو آل عمران موسیٰؑ اور ہارونؑ اور ان کے اتباع مراد ہوں گے۔ اور بعض نے کہا کہ عمران سے والد مریمؑ مراد ہیں۔ تو یہ سلیمان بن داؤدؑ کی نسل سے ہوں گے۔ تو یہود اہل یعقوب کی نسل سے ہوں گے۔ اور ان دونوں عمرانوں میں اٹھارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ غیر مریم و ابنہا یہ فضیلت جزئیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت کلی حاصل ہے۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنیٰ ہیں۔ نیز بسا اوقات حکم کلام کرتا ہے۔ جس سے اس کی مراد غیر متکلم ہوتا ہے۔ عموماً یہی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مامولود میں ما غیر عامل ہے۔ تو مستثنیٰ مفرغ ہوگا۔ نیز! صارخا کی تصریح سے معتزلہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مس شیطان سے تعمیل ہے۔ تو صارخا سے تصریح ہو گئی کہ وہ مس مراد ہے جو تکلیف دہ ہے۔ بلکہ قاضی بیضاویؒ نے تو کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب مس شیطان سے محفوظ ہوتے ہیں۔

بَابُ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَمْرَيْمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ

إِلَى قَوْلِهِ إِلَهُهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ يَقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ كَفَلَهَا ضَمُّهَا مُخَفَّفَةٌ لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُونِ وَشِبْهَهَا
یعنی کفل مخفف ہے مشد نہیں ہے جس کے معنی ملانے کے ہیں۔ یہ قرضوں کی ضمانت یا اس قسم کی دوسری ضمانت کے معنی میں نہیں ہے۔

حدیث (۳۱۸۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ الْخ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهِمَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے بہتر حضرت مریم بنت عمران ہے اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں بہتر بی بی خدیجہؓ ہے۔

بَابُ قَوْلِ جَلْ جَلَالَهُ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَمْرَيْمُ

إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى قَوْلِهِ كُنْ فَيَكُونُ يُبَشِّرُكِ
وَيُبَشِّرُكِ وَاحِدٌ وَجِيهًا شَرِيفًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيمُ
وَالْأَكْمَةُ مَنْ يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَنْ يُؤَلِّدُ أَعْمَى.

ترجمہ۔ ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ مسیح کے معنی صدیق کے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ کھل کے معنی ادھیڑ عمر کے جو مرد بارہو۔ اور اکمہ وہ ہے جو دن کو دیکھے اور رات کو نہ دیکھے سکے لیکن مجاہد کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اکمہ وہ ہے جو مادر زاد اندھا ہو۔

حدیث (۳۱۹۰) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِفَضْلِ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَلِي الْفَرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَمِنْ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ
النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ الْخ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَخْنَاهُ عَلَى طِفْلِ
وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فَيُذَاتِ يَدِهِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِبْرَ ذَلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ
بَعِيرًا لَقَطَ تَابِعَهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ الْخ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔ مردوں میں سے تو بہت کامل گذرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں سے سوائے بی بی مریم بنت عمران اور بی بی آسیہؓ فرعون کی بیوی کے اور ابن وہب اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہؐ سے سنا فرماتے تھے کہ قریش کی عورتیں ان عورتوں میں سے بہتر ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں۔ یعنی عرب کی عورتوں میں سے قریش کی عورتیں بہتر ہیں جو اپنی اولاد پر نہایت شفقت کرنے والی ہیں اور مرد کے مال کی اور اپنے شوہر کے مال کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ اس کے بعد یہ بھی فرماتے تھے کہ بی بی مریم بنت عمران تو کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ امام زہریؒ کے پیچھے نے اس کی متابعت کی ہے۔ اور اسحاق کلبی نے بھی زہریؒ

سے نقل کر کے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - مسیح صدیق کے معنی میں ہے۔ کیونکہ یہ کرامت جس کی وجہ سے انہیں مسیح کے نام سے پکارا جاتا ہے ان کو اسی مسیح سے حاصل ہوئی۔ کہ آفات اور مصائب کے شکار لوگوں پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ اچھے بھلے ہو جاتے تھے۔ اور شرافت و کرامت صدیقون شہداء و دیگر مقربین بارگاہ ایزدی کو حاصل ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - یہ توجیہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اس کی طرف کسی ایک شارح نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ اور اس توجیہ کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ لغت میں مسیح کے معنی صدیق کے نہیں آتے۔ امام رازئیؒ نے مسیح کی تفسیر میں بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ جس آفت زدہ کے ہاتھ پھر دیتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ زمین پر سیر و سیاحت کرتے رہتے تھے۔ تیسرے یہ کہ یتامی کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ تو ان سب صورتوں میں فعلیل بمعنی قائل کے ہوگا۔ اور چوتھا قول یہ کہ آپ گناہوں اور خطاؤں سے پاک تھے۔ اور بھی معافی ہیں۔ جب کہ فعلیل بمعنی مفعول کے ہو۔ جبرائیلؑ بجنناحہ کہ جبرائیلؑ نے اپنے پر سے ان کو چھوا تھا۔ اور میرے نزدیک شادہ ولی اللہ دہلویؒ کی توجیہ زیادہ قوی ہے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے۔ کہ جب آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھاگا پھرتا ہے کہ کہیں اس کی ذات اور اس کا دین فتنہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ جب مرے گا وہ عند اللہ صدیق اور شہید لکھا جائے گا۔ پھر اولئک ہم الصدیقون والشہداء الخ تلاوت فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ولم ترک حضرت ابو ہریرہؓ نے دونوں روایتوں کے درمیان تعارض کو رفع کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ شاید بی بی مریم اونٹ پر اس لئے سوار نہ ہوتی ہوں کہ وہ گمر کی خدمت میں لگی رہیں۔ یا وہ کبھی سفر کے لئے نکلی نہیں۔ تو فرمایا وہ کبھی اونٹ پر سوار ہی نہیں ہوئیں۔ یہ بناء عرب کا کام تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بی بی مریمؑ ان عرب کی عورتوں میں شامل ہی نہیں کیونکہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ توجہ وہ عرب میں داخل نہیں تو حضرت خدیجہؓ و حضرت فاطمہؓ یا حضرت عائشہؓ پر ان کی فضیلت کیسے لازم آئے گی۔ اور امام الحرمین نے اجماع نقل کیا ہے کہ بی بی مریم عورت ہونے کی وجہ سے نبیہ نہیں تھیں۔ و ما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحیہ الیہ۔

بَابُ قَوْلِهِ يَا هَلْ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ إِلَىٰ وَكِيلًا قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كَلِمَتُهُ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهُ وَرُوحٌ مِنْهُ أَحْيَاهُ فَجَعَلَهُ رُوحًا وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً.

ترجمہ۔ یعنی ابو عبیدہ تو کہتے ہیں کہ کلمہ سے کن فکان مراد ہے۔ لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ روح مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تو اسے روح کہو۔ اور تین خدا نہ کہو۔

حدیث (۳۱۹۱) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْخ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاها إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيدُ الْخ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ آيَهَا شَاءَ.

ترجمہ۔ حضرت عبادہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے بی بی مریمؑ تک پہنچایا تھا۔ یا اڑا تھا۔ اور اس کی روح ہیں۔ جنت بھی حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ جو کچھ بھی اس کا عمل ہو۔ ولید نے اپنی سند سے جنادہ نے یہ الفاظ زائد روایت کئے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے اسے داخل جنت کر دے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُخَذُّ مِنَ اللَّهِ عِلْمًا" یعنی جب اس کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے ہے اور روح بھی اس نے نام رکھا ہے۔ کیونکہ یہ بھی اس کے حکم سے ہے تو عیسیٰؑ بھی دوسروں کی طرح اس کی مخلوقات میں سے ہوئے۔ تو اس کو محبوب قرار دینا کیسے اچھا ہوگا۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ "یعنی روح منہ سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا جزو اور ایک حصہ ہیں جیسے کہ بعض نصاریٰ کا قول ہے۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ روح منہ میں من ابتداء یہ ہے۔ تبعضیہ نہیں ہے۔ اور اس کا متعلق محذوف ہے۔ کائنات منہ ای من جہۃ تعالیٰ اگر جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری تھی لیکن تھی تو اللہ کے حکم سے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حکیم حاذق نصرانی خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے پاس آیا اور علی بن حسین واقدی سے مناظرہ کرنے لگا کہ تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جو دال ہے کہ عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا جزو ہیں۔ اور اسی آیت و روح منہ کو پڑھا جس پر واقدی نے و مسخولکم مافی السموات و مافی الارض جمیعاً منہ کو پڑھا۔ تو کیا لازم آئے گا کہ جمیع اشیاء اللہ تعالیٰ کا جزو ہیں۔ تو نصرانی خاموش ہو گیا اسلام لے آیا جس سے خلیفہ ہارون الرشیدؒ بہت خوش ہوا اور واقدی کو بہت انعام و اکرام سے نوازا۔

فائدہ جدیدہ امام بخاریؒ نے اس جگہ کئی ترجمے متقارب قائم کئے ہیں جن کے درمیان شراح حضرات فرق نہیں کرتے دفع تکرار کے لئے صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پہلے ترجمہ کا تعلق بی بی مریمؑ سے ہے دوسرے کا عیسیٰ علیہ السلام سے۔ لیکن میرے نزدیک زیادہ قوی وہ بات ہے جو حافظ نے کہی ہے کہ وہ تراجم جو ان دو ترجموں کے درمیان ہیں ان کا تعلق بی بی مریمؑ کے متعلق ہونا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اوجہ عندی یہ ہے کہ پہلے ترجمہ سے مقصود بی بی مریمؑ کے حالات بتلانا ہے جس پر حدیث ولادت کرتی ہے غیر مریم و ابنہا۔ اور دوسرا ترجمہ و اذ قالت الملائکۃ الخ اس کا تعلق بھی بی بی مریمؑ کے حالات سے ہے۔ لیکن تیسرا ترجمہ و اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یشرک الخ اس سے ولادت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے درمیان مشترک ہے۔ چنانچہ روایات بھی ایسی لائے ہیں جن کا تعلق دونوں کے حالات سے ہے۔ لیکن ترجمہ باب قولہ یا اهل الکتاب لا تغلو فی دینکم کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اس کا تعلق ولادت عیسیٰؑ سے ہے۔ کہ وہ صرف کلمہ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ یہاں سے پھر عیسیٰؑ کا ذکر شروع ہو گیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذَا انْتَبَذَتْ

من اهلها ای اعتزلت الگ تھلگ ہو گئیں۔ بیلناہ القیاض اسے پھینک دیا۔ شرقیا ممابلی الشرق یعنی وہ جانب جو طرف شرق کے متصل تھی۔ فاجاء ہا یہ جنت سے باب افعال ہے۔ اور کہا جاتا ہے الجاھا اضطرھا یعنی مجبور کر دیا۔ تساقط تسقط گرائے گی۔ قصبا قاصبا یعنی دور۔ فربا عظیما قال ابن عباسؓ نسبا لم اکن شینا میں کوئی چیز نہ ہوتی۔ وقال بغیرہ النسبی الحقیقہ ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات نے نسبی کا معنی حقیر کیا ہے۔ وقال ابو وائل علمت مریم ان التقی ذنوبہا حین قالت ان کنت تقیہا کہ بی بی مریمؑ نے جان لیا تھا کہ پرہیزگار آدمی غفلت مند ہوتا ہے۔ اس لئے اجنبی عورت سے پھیر چھاڑ نہیں کرے گا۔ قال وکیع الخ عن البراء سریا نہر صغیر بالسریانیۃ اور وکیع اپنی

سند سے حضرت برائہ سے روایت کرتے ہیں کہ سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو سریا کہتے ہیں۔ اور عربی میں سریا سردار کو کہتے ہیں۔

حدیث (۳۱۹۲) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخَزَنَادِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِي فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى وَكَانَ لِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي جَاءَتْهُ أُمُّهُ لَدَعْنَتْهُ فَقَالَ أُجِيبُهَا أَوْ أَصَلِّي فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تُمِئْتَهُ حَتَّى تُرَبِّهَ وَجُوهَ الْمُرْسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ لِي صَوْمَعِيهِ لَتَعْرِضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمْتُهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمُكِنْتُهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ ابْنُ جُرَيْجٍ فَاتَوَّهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِي قَالُوا بَنِي صَوْمَعَتِكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَرَبَهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ دُورًا فَقَالَتْ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ فَتَرَكَ لَذِيهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى لَذِيهَا يَمُصُّهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ يَمَضُضٌ أَضْبَعُهُ ثُمَّ مَرَّ بِأُمِّهِ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ فَتَرَكَ لَذِيهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهَذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ سَرَقَتْ زَنَيْتَ وَلَمْ تَفْعَلْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین بچوں نے اپنے گھورے میں کلام کیا ہے ایک تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنی ماں کی برأت کی۔ دوسرے بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جسے جرج کہتے تھے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں نے اسے آکر پکارا وہ کہنے لگا کہ میں اس کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں ماں کو جواب نہ دیا۔ ماں نے بددعا دیتے ہوئے کہا اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو اسے رطلوں کا منہ نہ دکھالے چنانچہ جرج اپنے گرجے میں تھا کہ ایک عورت سامنے آکر ان سے بات چیت کرنے لگی۔ انہوں نے انکار کیا تو وہ ایک بکریوں کے گران کے پاس آئی اس کو اپنی ذات پر قابو دے دیا حاملہ ہوئی ایک بچہ جناس سے پوچھا گیا کہ یہ بچہ کس سے ہے۔ اس نے کہا جرج سے تو لوگ جرج کے پاس آئے۔ پس اس کے گرجا گھر کو توڑ پھوڑ دیا۔ اور اس کو نیچے اتار کر گالی گلوچ دی۔ وہ اٹھا وضو بنائی نماز پڑھی پھر لڑکے کے پاس آکر بولا اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے۔ اس نے اس گڈریے کا نام لیا۔ لوگ کہنے لگے اب ہم آپ کا گرجا سونے کا بنادیں گے اس نے کہا نہیں مجھے بس وہ مٹی اور گارے کا کافی ہے۔ تیسرا ایک عورت بنی اسرائیل کی اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی وہاں سے ایک سوار بڑی شان و شوکت والے کا گذر ہوا ماں کہنے لگی اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے تو اس نے ماں کا پستان چھوڑ دیا۔ سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر اپنی ماں کے پستانوں کو چوسنے لگا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں اب بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی انگلی کو چوس رہے ہیں پھر ایک باندی گذاری گئی۔ ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر ماں کا پستان چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگا اے اللہ! مجھے اس باندی جیسا نہ بنادینا۔ ماں نے پوچھا یہ کیوں! اس نے کہا وہ سوار تو ایک جابر بادشاہ تھا اور یہ باندی لوگ اس کے متعلق کہتے تھے کہ اس نے چوری کی ہے۔ اور زنا کیا ہے۔ حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - تساقط بمعنی تسقط الخ بتلانیہ ہے کہ یہاں تساقط اشتراک کے لئے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ تساقط میں نو قرآت ہیں۔ اور قسطانیؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ مجبور خشک تھی جس کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی کوئی پھل لگا تھا اور موسم سرما کا تھا۔ جب بی بی مریمؑ نے اسے بلایا تو اس کا سر بھی لگ گیا۔ خوشے لٹکے اور تر کھجور بھی لگ گئیں۔ یہ مجزہ ان کی تسلی کے لئے تھا۔ اور نفاس والی عورت کے لئے گرم کھجور نہایت مناسب تھی۔ اور کھجور سردی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور جب اس کا سر قطع کر دیا جائے تو پھل نہیں دیتی اور زودادہ کے ملنے سے پھل زیادہ آتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے بغیر بقاح کے تر کھجور لگا دی تو تہلادیا کہ بغیر زکے ملے بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - انسی الحقیقہ بی بی مریمؑ نے بھولی بری ہونے کا سوال اٹھایا کہ شرافت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر بغیر شادی کے بچہ جننے کے تذکرے ہوں گے جب نسباً منسیا بھولی بری ہوگی تو حقیر اور ذلیل چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اسلئے اب تذکرہ نہیں ہوگا۔ جس سے ندامت لاحق ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - بالہنسی مت قبل ہذا یہ عادت صالحین کے مطابق کہا کہ جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو موت کی تمنا کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے پرندہ کو دیکھ کر اور حضرت عمرؓ نے تنکا بننے کی آرزو کی اور حضرت علیؓ نے یوم النمل میں کہا کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا ایت بلال لم تلدہ امہ کاش بلالؓ کو اس کی ماں نے نہ جتا ہوتا یا اس وجہ سے کہ اس بات کا چرچا کر کے لوگ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔ ورنہ وہ تو بشارۃ جبرائیل پر راضی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ان التقی ذو نہیۃ کا معنی خالص عقل ہے۔ کیونکہ عقل انسان کو گناہوں کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ بد معاش بے وقوف تو پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے اعاذہ کو تقی پر مرتب فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظؒ نے بھی ذوق عقل کے معنی کئے ہیں۔ کیونکہ وہی تباہ سے روکتی ہے۔ امام رازیؒ نے کئی وجوہ ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ استعاذہ پر ہیز گار آدمی میں اثر انداز ہو سکتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تو پر ہیز گار نہیں ہے ورنہ غلط خانے میں داخل ہو کر مجھے نہ دیکھتا۔ اور تیسرے یہ بھی کہ اس زمانہ میں ایک فاجر قاسق تھا جو عورتوں کا پیچھا کرتا تھا اس کا نام تقی تھا۔ صاحب محل فرماتے ہیں۔ ان کنت تقی ای عاملاً بمقتضی تفواک وایمانک فالتو کئی واہم یعنی اگر تو اپنے تقویٰ اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والا ہے تو مجھے چھوڑ دے اور بس یہیں رک جا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لم مرہامۃ الخ روایت میں اختصار ہے۔ دراصل لوگ اس عورت کو مار رہے تھے۔ اور اس پر تشدد کر رہے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - چنانچہ حافظؒ بھی فرماتے ہیں ہی تضرب کہ اس کو پیٹا جا رہا تھا۔ بلکہ وہ ہنسی اسرائیل کی زنجیہ عورت تھی۔ جس کو بھیج بھی رہے تھے۔

تشریح از باقریؒ - فی المہد الا ثلثۃ ظاہر اثنین میں محرم معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کے علاوہ شاہد یوسفؑ اور مشارطہ فرعون کا بیٹا اور اخدود النار۔ بلکہ بھیقی نے دس بچے روایت کئے ہیں۔ ہو سکتا ہے مہد کے اندر صرف یہ تین ہوں۔ باقی غیر مہد میں حکم ہوئے۔

حدیث (۳۱۹۳) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَارَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَيْلَةً أُسْرَىٰ بِهِ لَقِيتُ مُوسَىٰ قَالَ لَقَعْتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسْبُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجُلٌ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتْوَةٍ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَىٰ لَقَعْتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبُّعَةً أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَغْنِي الْحَمَامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلِيدَهُ بِهِ قَالَ وَاتَّيْتُ بِإِنَاءٍ بَيْنَ أَحَدَهُمَا لَبَنٍ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيُّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ الْبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي هَدَيْتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوْتُ أَمْتُكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیرا کرانی گئی تو میری ملاقات موسیٰ سے ہوئی۔ آپ اس کی وصف بیان کرتے تھے میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام لمبے قد کے ہلکے پھلکے آدمی تھے جن کے سر کے بال کھلے کھلے تھے گھونگھرا لے نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قبیلہ شتوہ کے آدمیوں میں سے تھے۔ فرمایا میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا فرماتے تھے کہ وہ درمیانے قد کے آدمی تھے۔ سرخ رنگ کے گویا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور میں آپ کی اولاد میں سے سب سے زیادہ آپ کے ہم شکل ہوں۔ مجھے دو برتن دیئے گئے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا جو آپ چاہیں لے لیں میں نے دودھ کو لے کر پیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کو نفرت اور جلت کی راہ دکھائی گئی۔ یا آپ نفرت کو پہنچے۔ کیونکہ اگر آپ شراب کو اختیار کر لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حدیث (۳۱۹۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ ابْنِ عُمرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسَىٰ وَمُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسَىٰ فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسَىٰ فَأَدَمُ جَسِيمٌ سَبُطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا۔ عیسیٰ تو سرخ رنگ کے گھونگھرا لے بالوں والے اور اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام گندی رنگ جسامت والے اور کھلے بالوں والے تھے گویا کہ رطوبت میں سے تھے یا تو سوڈائی تھے یا بعض نے کہا کہ خود کی ایک قوم ہے جو لمبے قد کے اور نحیف ہلکے پھلکے ہوتے تھے

حدیث (۳۱۹۵) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرِي النَّاسِ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ آلا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَغْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَافِيَةً وَآرَأَى الْلَيْلَةَ عِنْدَ الْكُفَّةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ أَدَمٌ كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أَدَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَتَهُ بَيْنَ مَنْكَبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرُ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاحِصًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكَبَيْهِ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَأَاهُ جَعْدًا قَطِطًا أَغْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِإِنِّي لَطَنِ وَاحِصًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكَبَيْهِ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ تَابِعَهُ غَيْبُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ.

ترجمہ۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان ایک دن صبح

دجال کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو عور یعنی کائے نہیں ہیں۔ لیکن مسیح دجال کا نا ہوگا۔ جس کی دائیں آنکھ گویا کہ ابھرا ہوا انکور کا دانہ ہے۔ اور میں نے آج رات نیند کے اندر کعبہ کے پاس اپنے آپ کو دیکھا تو اچانک کہا دیکھتا ہوں کہ گندم کوئی آدمیوں میں سے ایک نہایت ہی خوب صورت گندم کوں آدی ہے۔ جس کے سر کے بال دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔ کھلے بالوں والے جس کا سر پانی ٹپکا رہا تھا۔ جنہوں نے دو آدمیوں کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے بتلایا کہ یہ مسیح بیٹے مریم کے ہیں۔ پھر ان کے پیچھے ایک آدی کو دیکھا جس کے سخت گھونگھرا لے بال تھے۔ دائیں آنکھ سے وہ کاٹا تھا میرے دیکھے ہوئے آدمیوں میں سے ابن قطن کے زیادہ ہم شکل تھا۔ جس نے اپنے دونوں ہاتھ ایک آدی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ بھی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ عبد اللہ نے نافع سے متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۱۹۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَكِنَّ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ أَدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يَهْوِئُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَلَنَعْبَثُ أَلْفَيْتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسَدُهُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَغْوَرَّ عَيْنَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنَةُ طَالِيَةِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الذَّجَالُ وَالْقُرْبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهَا ابْنُ قَطَنِ قَالَ الظَّهْرِيُّ رَجُلٌ مِّنْ خِرَازَةِ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰؑ کو احمر (سرخ) نہیں کہا بلکہ فرمایا دیں اٹنا کہ میں سویا ہوا تھا اور دیکھتا ہوں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اچانک ایک آدی کو دیکھتا ہوں جو گندمی رنگ بکھرے بالوں والے دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہے تھے۔ اور ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے۔ یا فرمایا ان کا سر پانی بہا رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا مریم کا بیٹا عیسیٰؑ ہے۔ پس میں نے دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرخ رنگ کا آدی ہے جو لحمیم و شہیم جتنے والا ہے گھونگھرا لے بالوں والا اس کی دائیں آنکھ کا ٹی اور بے نور ہے۔ گویا کہ اس کی آنکھ انکور کا ابھرا ہوا دانہ ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے۔ لوگوں میں قریب قریب ابن قطن کی ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدی تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہلاک ہو چکا۔

حدیث (۳۱۹۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءِ أَوْلَادُ عِلَاقٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں تمام لوگوں سے ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ انبیاء سب کے سب علاقائی بھائی ہوتے ہیں۔ جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوتی ہیں مراد یہ ہے کہ زمانے مختلف ہوتے ہیں۔ اور نبوت میں شریک ہوتے ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

حدیث (۳۱۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلَى النَّاسِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ إِخْوَةٌ لِعِلَاقٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا

يُسْرِقُ فَقَالَ لَهُ اسْرِفْتُ قَالَ كَلَّا وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى اأَمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتُ عِيسَى.
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ انبیاء علیہ السلام عطا کی بھائی ہوتے ہیں۔ جن کی باتیں مختلف اور ان کا دین ایک ہوتا ہے۔ ابراہیم اور عبد اللہ بن محمد کی سندوں سے حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے ایک آدمی کو چوری کرتے دیکھا تو آپؐ نے اس سے کہا کہ کہ تو چوری کرتا ہے اس نے کہا نہیں اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس پر عیسیٰؑ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھونتا قرار دیتا ہوں۔

حدیث (۳۱۹۹) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ النَّخَعِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ عَلَى الْجَنْبِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُطْرَوْنِي كَمَا أَطْرَبَ النَّصَارَى ابْنُ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ خبر پر فرما رہے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری تعریف و مدحت میں اتنا مبالغہ نہ کرنا یعنی مجھے اتنا نہ بڑھانا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا۔ پس میں اس کا بندہ ہوں۔ لیکن کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

حدیث (۳۲۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ النَّخَعِيُّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبِرْنِي أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا وَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَمَنَ بَعِيسِي ثُمَّ أَمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوْلَاهُ فَلَهُ أَجْرَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی باندی کو اذاب سکھائے اور اچھی طرح ادب دے۔ اور اسے علم پڑھائے۔ اور اس کی تعلیم اچھی طرح کرے پھر اسے آزاد کر دے۔ ازاں بعد اس سے نکاح کر لے تو اس کو دو ہر اثواب ملے گا۔ اور جب کوئی شخص عیسیٰؑ پر ایمان لایا بعد ازاں مجھ پر بھی ایمان لایا تو اس کو دو ہر اثواب ملے گا اور کوئی غلام جب اللہ تعالیٰ سے ڈر کر عبادت کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کی خدمت بھی کرتا ہے پس اس کو بھی دو ہر اثواب ملے گا۔

حدیث (۳۲۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّخَعِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْشَرُونَ خِفَاءَ غُرَاةٍ غُرُلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي لِيَقَالَ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَلَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ هُمُ الْمُؤْتَدُونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ لِقَاتْلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ جس طرح ہم نے پہلے ان کو پیدا کیا اسی طرح ان کو لوٹائیں گے۔ اس کے پورا کرنے کا ہمارا وعدہ ہے۔ بے شک ہم کرنے والے ہیں پس پہلا وہ شخص جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے صحابہ میں سے کچھ مرد پکڑے جائیں گے۔ کچھ دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف۔ پس کہوں گا میرے صحابی ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ جب سے آپؐ ان سے جدا ہوئے ہیں یہ برابر اپنی ایڑیوں پر پھرتے رہے۔ پس میں اس طرح کہوں گا جس طرح عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ میں ان پر نگران رہا جب تک میں ان میں رہا۔ جب آپؐ نے مجھے وفات دی تو آپؐ ہی ان پر نگران تھے۔ اور آپؐ تو ہر چیز پر نگہبان ہیں۔ اگر آپؐ ان کو عذاب دیں تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اگر آپؐ ان کو بخش دیں پس آپؐ ہی غالب حکمت والے ہیں۔ ابی عبد اللہ بخاری سے ذکر کیا گیا کہ حضرت فیصلہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں دین اسلام سے بھر گئے۔ جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قتال کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یعنی متبادر معنی جس پر تم حمل کرتے ہو وہ نہایت سرخ نہیں تھے۔ ورنہ عمر قزو مردی ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ بیاض جو حموت سے ملا ہوا ہو۔ خالص حموت نہیں تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض شراح نے تو کہا ہے۔ کہ امام بخاریؒ کے توہمات میں سے ہے۔ یا بعض راویوں کی زیادتی ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے دونوں روایتوں میں تطبیق کر دی۔ کیونکہ پہلی روایت ابن عباسؓ سے معلوم ہو چکا ہے کہ حموت تھی اگرچہ خالص نہیں تھی حافظ نے بھی جمع بین الروایتین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عرب کے ہاں احرامی سفید آبی کو کہتے ہیں جس میں حرمت کی ملاوٹ بھی ہو اور آدم ہر گندم کوئی کو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الانبیاء اولاد علالت علانی بھائی ان کو اس لئے کہا گیا کہ توحید میں سب متحد ہیں جو بمنزلہ باپ کے ہے کیونکہ تمام شرائع اسی کے محتاج ہیں اور شرائع الہات مختلفہ ہیں۔ انا اولیٰ بعیسیٰ الخ اولویت اور القربیت دونوں کے زمانہ کے قرب کے اعتبار سے ہے۔ دوسرے دونوں شریعتیں آپؐ میں مطابقت رکھتی ہیں۔ تیسرے اس امت کے آخر میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ علالت سو کنوں کو کہتے ہیں۔ اولاد العلالت وہ بھائی ہوں گے۔ جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں۔ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اصول انبیاء کے متحد ہیں۔ اور فروغ میں اختلاف ہے۔ اصول و بانات میں توحید سرفہرست ہے۔ اولیٰ الناس کے معنی حافظؒ نے اخلاق الناس اور القرب الناس کے لئے ہیں کیونکہ انہوں نے بشارت دی۔ مبشرا برسول یاتنی من بعدہ اسمہ احمد اور علامہ کرمانیؒ نے اس حدیث اور آیت قرآنی ان اولیٰ الناس باہر اھم للذین تبعوہ وھذا النبی الخ کے درمیان جمع کرتے ہوئے جملایا ہے کہ حدیث تو آپؐ کے متبوع ہونے کے بارے میں ہے اور آیت آپؐ کے تابع ہونے کو بتاتی ہے لیکن حق یہ ہے کہ دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ آپؐ کا قرب ابراہیمؑ سے قوت اقتداء کی وجہ سے ہے اور عیسیٰؑ سے قرب عہد کی وجہ سے ہے۔

عیسیٰ بنی وبنیہ نبی کو بطور شاہد کے بیان فرمایا ہے۔ اگر اذکال ہو کہ عیسیٰؑ کے بعد تو اصحاب قریہ کی طرف تین رسول بھیجے گئے۔ اس طرح جرجیس اور خالد بن سنان بھی نبی تھے۔ جو عیسیٰؑ کے بعد آئے۔ تو جواب یہ ہے کہ اعتبار بخاری کی روایت کا ہے جو صحیح ہے۔ دوسری روایات میں ضعف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد مستقل شریعت لے کر کوئی نبی نہیں آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا من بعیسیٰ یہ معنی تو ظاہر ہیں۔ لیکن بعض روایات میں ہے رجل من اهل الکتاب امن بنیہ ثم

امن ہی تو اس پر اِشکال ہوگا۔ کیونکہ یہود کا ایمان یہودی "حضرت عیسیٰ" کی بعثت کے بعد ان کو کوئی قائم نہیں دے گا۔ ہاں البتہ اگر کسی کو عیسیٰ کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اور بات ہے۔ کیونکہ عیسیٰ کی دعوت تمام لوگوں کے لئے نہیں تھی۔ صرف بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ رجل من اهل الكتاب کے بارے میں حافظ قمر ماتے ہیں کہ لفظ کتاب اگرچہ عام ہے لیکن معنی خاص انجیل مراد ہیں۔ کیونکہ نصرانیت یہودیت کے لئے ناسخ تھی۔ اس لئے یہودی مؤمن کا ایمان معتبر نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اسے دعوت پہنچی ہو کیونکہ اکثر بلاد خصوصاً مدینہ میں ان کی دعوت نہ پہنچی تو اب اگر وہ اپنے نبی کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اس کدو ہر اجر ملے گا اب کوئی اِشکال نہیں۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کا خلاصہ ہے۔ اور بعض شراح نے عقلی و نقلی دلائل قائم کر کے اِشکال کا جواب دیا ہے۔

بَابُ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

حدیث (۳۲۰۲) حَدَّثَنَا اسْحَقُ النَخَاعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْغَنَازِيرَ وَيَضَعُ الْجُزْيَةَ وَيَقْبِضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ غریب ضرور تمہارے اندر عیسیٰ ابن مریم اترے گا جو حاکم عدل کرنے والا ہوگا صلیب کو توڑ دینا خنزیر کو قتل کرے گا۔ لڑائی کو اٹھا دے گا۔ اور مال بہتا ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس زمانہ میں ایک جگہ ساری دنیا اور اس کے اندر جس قدر نعمتیں ہیں ان سب سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ تم چاہو تو اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو۔ اہل کتاب کا کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو آپ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ خود ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

حدیث (۳۲۰۳) حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ النَخَاعِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَامَكُمْ مِنْكُمْ تَابِعَهُ غَقِيلٌ وَالْأَوْرَاعِيُّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ ابن مریم تمہارے اندر اترے گا۔ اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ غقیل اور اوزاعی نے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یکسر الصلیب کا مطلب یہ ہے کہ نصرانیت کو باطل قرار دے گا۔ جو صلیب وہ کڑیوں کی پوجا کرتے ہیں اور شرع اسلام کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ قتل خنزیر کا مطلب یہ ہے کہ خنزیر کا پالنا۔ کھانا اور اس کے قتل کو مباح قرار دیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہل ذمہ کو اپنے دین پر نہیں رہنے دیا جائے گا۔ جیسا کہ اب ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے ابطال نصرانیت اور ان کے آثار کا مٹانا مراد ہے۔ بضع العروب جب دین ایک ہو جائے گا تو مذہبی لڑائیاں بند ہو جائیں گی۔ شریعت یا اسلام ہوگا یا تلواریں۔ سجدہ واحد الخ کیونکہ اس وقت اللہ

تعالیٰ کا تقرب تصدق بالمال سے نہیں ہوگا۔ بلکہ عبادت الہی سے تقرب حاصل ہوگا۔
 اما منکم منکم یعنی وہ فیصلے قرآن کے مطابق کریں گے۔ انجیل کے مطابق نہیں۔ یعنی لوگ مع الجماعت نماز ادا کریں گے اور امام تمہیں
 میں سے ہوگا۔ مہدی علیہ السلام یا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے خلیفہ ہوں گے۔ اور تمہارے دین پر ہوں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بَابُ مَا ذَكَرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کے حالات کا بیان

حدیث (۳۲۰۴) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَقَّابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ مَعَ الدَّجَالِ إِذَا خَرَجَ مَاءٌ وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسَ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسَ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ لِمَنْ أَذْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذَابٌ بَارِدٌ قَالَ حَدَّثَنِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ لِيَمَنَ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَاهُ الْمَلِكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ إِنِّي كُنْتُ أَبَايَعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأَجَارِيهِمْ فَأَنْظَرُوا الْمُؤَسِّرَ وَاتَّجَاوَزُوا عَنِ الْمُفْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَأْتِسُ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا أَنَا بَيْتٌ فَأَجْمِعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلْتُ لَحْمِي وَخَلَصْتُ إِلَى عَظْمِي فَأَمْتَحَشْتُ فَعَلَوْهَا فَاطْحَنُوهَا ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَأْسًا فَأَذْرُوهُ فِي النَّارِ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَقَرَّ اللَّهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَكَانَ نَبَاشًا.

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے عقبہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حدیث سے کہا کہ کیا ہمیں وہ حدیث نہیں
 سنا ہے جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ سنا تھا کہ جب دجال کا خروج ہوگا تو اس کے ہمراہ
 پانی بھی ہوگا اور آگ بھی ہوگی جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس کو ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ دراصل آگ ہوگی جو جلائے گی۔
 پس تم میں سے جو شخص بھی یہ زمانہ پائے وہ اس میں گرے جس کو آگ سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ اور حضرت حدیث فرماتے ہیں میں
 نے آپ سے یہ بھی سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس وقت اس کے پاس ملک الموت آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے تو
 اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل بھی کیا ہے۔ وہ کہے گا میں نہیں جانتا اس سے کہا جائیگا کہ غور کرو۔ وہ کہے گا میں تو نہیں جانتا سوائے
 اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا تو جب میں ان سے تقاضا کرتا تو مالدار کو مہلت دے دیتا تھا۔ اور تنگ دست کو معاف
 کر دیتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے طفیل اسے جنت میں داخل فرمادیا۔ اور فرمایا میں نے آپ سے یہ بھی سنا فرماتے تھے کہ ایک آدمی کے

جب موت کا وقت قریب آیا پس وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اس نے اپنے گھروالوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو بہت لکڑیاں اکٹھی کر لینا اور ان میں آگ دھکا دینا یہاں تک کہ جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے وہ میری ہڈیوں تک پہنچ جائے میرا جہز اجل جائے اور ہڈیاں ظاہر ہو جائیں تو اسکی راکھ کو لے کر خوب پیس ڈالنا۔ پھر سخت آندھی والے دن کا انتظار کرنا۔ پھر اسے دریا میں پھینک دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب گوشت پوست اور ہڈیوں کو جمع کیا۔ اور اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ وہ کہے گا تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دیں گے۔ عقبہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے آپ سے یہ بھی سنا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

حدیث (۳۲۰۵) حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِثَمِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ قَالَتَا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِيقٌ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ دونوں فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی مقمش چادر کو اپنے چہرہ پر ڈالنا شروع کر دیا۔ جب دم گھٹنے لگتا تو چادر کو چہرے سے کھول دیتے تھے۔ پس آپ نے اسی حال میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا دیا۔ جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا آپ اس سے ڈرانا چاہتے تھے۔

لَا تَتَّخِذُوا قُبُورَ صِنَمَا - مَنَا نَذَرْتُ بِمِثْلِ مِثْلِي

حدیث (۳۲۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِثَمِيُّ عَنْ سَمِعَةَ ابْنِ حَارِثٍ قَالَ فَاعْذُتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَلَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْفُرُونَ بِمَا تَنَزَّلْنَا قَالَ أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَا الْأَوَّلِ أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو حارث فرماتے ہیں میں پانچ برس تک حضرت ابو ہریرہ کے پاس بیٹھا رہا۔ پس میں نے آپ سے سنا کہ آپ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے فرمایا کہ بنو اسرائیل کے امور کا انتظام انبیاء علیہم السلام کرتے تھے جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے بعد آ جاتا اب میرے بعد تو کسی نبی نے آنا نہیں ہے۔ عنقریب خلیفے ہوں گے اور وہ بہت کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! پھر آپ ان کے بارے میں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا پہلے خلیفہ کی بیعت کو پورا کرو۔ پھر اس کے بعد والے پہلے سے وفاداری کرو۔ پس تم ان کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رحمت سے سلوک کے بارے میں سوال کرے گا۔

حدیث (۳۲۰۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْخِثَمِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَبْعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ بِشِيرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ سَلَكَوْا حُجْرَ ضَبٍّ لَسَلَكَتُمُوهُ قُلْنَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی ضرور کرو گے ہالشت ہا ہالشت گز برابر گز کے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی اگر گوہ کے سوراخ میں چلا ہو گا تو تم بھی وہی راستہ چلو گے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اور کون مراد ہیں۔

حدیث (۳۲۰۸) حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ النخَعِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّارُوسَ فَلَذَكَّرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يُشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نماز میں مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے لوگوں کو آگ اور بگل کا تذکرہ کیا۔ پھر یہود و نصاریٰ یاد آگئے کہ یہ چیزیں تو ان کے اوقات صلوٰۃ بتانے کے لئے ہیں اس لئے اشتباہ ہوگا۔ تو حضرت زید بن عبد ربہ کے خواب کی بنا پر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان میں آواز کو دودھری کرے اور اقامت میں اکہری آواز سے کام لے کہ اسے اونچا نہ کرے۔

حدیث (۳۲۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يُجْعَلَ يَدُهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُولُ إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ تَابِعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اس بات کو مکروہ سمجھتی تھیں کہ کوئی آدمی اپنی نماز میں اپنی کونہ پر ہاتھ رکھے۔ فرماتی تھیں یہود ایسا کرتے تھے۔ شعبہ نے اعمش سے روایت کر کے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۲۱۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ النخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عُمرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَائِمِ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا فَقَالَ مَنْ يَمْعَلُ لِي مِنْ نَصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نَصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَمْعَلُ لِي مِنْ نَصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نَصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيَرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَمْعَلُ لِي مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيَرَاطَيْنِ قِيَرَاطَيْنِ أَلَا فَانْتُمْ وَالَّذِينَ يَمْعَلُونَ مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيَرَاطَيْنِ قِيَرَاطَيْنِ أَلَا لَكُمْ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ اللَّهُ هَلْ ظَلَمْتُمْكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي وَأَعْطَى مَنْ شِئْتُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری عمریں پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے عصر سے لے کر غروب شمس کے درمیان کا وقت ہے۔ فرمایا تمہارا حال یہود و نصاریٰ کے حال کی طرح ہے مثلاً ایک آدمی نے کچھ مزدور کام کرنے کے لئے رکھے۔ فرمایا جو شخص میرے لئے دوپہر تک کام کرتا رہیگا اسے ایک ایک قیراط اجرت ملے گی۔ تو یہود نے ایک ایک قیراط پر دوپہر تک کام کیا پھر اس نے کہا کہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کون میرے لئے کام کرے گا تو نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر دوپہر سے لے کر نماز عصر تک کام کیا پھر اس نے کہا نماز عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک کون میرے لئے دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا خبردار تم ہی تو وہ لوگ ہو جنہوں نے دو دو قیراط پر عصر سے غروب شمس تک کام کیا۔ اب یہود و نصاریٰ ناراض ہونے لگے کہ عمل تو ہمارا زیادہ ہے لیکن اجرت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں نے ظلم کر کے تمہارے حق سے کوئی چیز کم کر دی ہے۔ وہ کہیں گے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پھر یہ تو میرا فضل ہے جس کو میں چاہوں دے دوں۔

حدیث (۳۲۱۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ أَبِي عُبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَاتَلَ اللَّهُ قَاتِلَنَا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَعَلُواهَا قَبَاغُوهَا تَابِعَهُ جَابِرٌ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فلاں کو مارے کیا وہ نہیں جانتا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے جن پر چمیاں حرام ہوئیں تو انہوں نے ان کو پکھلا دیا۔ پھر انہیں فروخت کر دیا۔ جابر اور ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۲۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا خَوْفَ وَلَا حَزَنَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلَنَتَّبِعَنَّ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت بھی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کی طرف سے باتیں بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھو جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

حدیث (۳۲۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنْزَارِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِفُونَ فَخَالِفُوهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ اپنے سفید بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو رنگ دو۔

حدیث (۳۲۱۴) حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِينَا مِنْهُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يُكُونُ جُنْدُبٌ كَذَّابٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بَنَ جُورْخَ فَاخْتَدَ سِكِّينًا فَحَزَبَهَا يَدَهُ فَمَا رَقَا الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں ہمیں جناب عبداللہ نے حدیث سنائی جب سے انہوں نے بیان کیا ہے ہم بھولے نہیں۔ اور ہمیں یہ خطرہ ہے کہ حضرت جندبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہوگا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی تھا جسے زخم پہنچا تو گھبرا اٹھا چھری لی اور اپنے ہاتھ کو اس سے حرکت دیتا رہا۔ پس اس کا خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا میرے بندے نے اپنے آپ کو مجھ تک پہنچانے میں جلدی کی پس اس پر جنت حرام کر دی گئی۔

حَدِيثُ ابْرَصَ وَاعْمَى وَاقْرَعَ

ترجمہ۔ سفید داغ والے۔ گنجد اور اندھے کی کہانی

حدیث (۳۲۱۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ النَّخَعِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ابْرَصَ وَاقْرَعَ وَاعْمَى بَدَّ اللَّهُ أَنْ يُبَيِّنَ لَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْابْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْ أَنَّ حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ قَالَ الْإِبِلُ فَمَسَحَهُ فَلَمَّحَ عَنْهُ فَأَعْطَى لَوْ أَنَّ حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ هُوَ شَكٌّ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْابْرَصَ وَالْاقْرَعَ قَالَ أَخَذَهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأَعْطَى نَاقَةً عَشْرَاءَ فَقَالَ يَبَارَكَ لَكَ فِيهَا وَآتَى الْاقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيُلَمَّحُ عَيْنِي هَذَا قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَلَمَّحَ وَأَعْطَى شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ يَبَارَكَ لَكَ فِيهَا وَآتَى الْاعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصْرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَاتَّبَعَ هَذَانِ وَوَلَدَ هَذَا فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْابْرَصَ فِي صُورِيهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مَسْكِينٌ تَقَطَّعَتْ بَيْنِي الْجِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَى أَسْأَلَكَ بِالْأَيْدِي أَعْطَاكَ اللَّوْنُ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبْلُغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحَقُوقَ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَأَنِّي أَغْرَفُكَ أَلَمْ تَكُنْ ابْرَصَ يَقْدِرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ قَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ لِكُأْبَرٍ عَنْ كُأْبَرٍ فَقَالَ أَنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ وَآتَى الْاقْرَعَ فِي صُورِيهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ مَا قَالَ لِهَذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ وَآتَى الْاعْمَى فِي صُورِيهِ فَقَالَ رَجُلٌ مَسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقَطَّعَتْ بَيْنِي الْجِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَى أَسْأَلَكَ بِالْأَيْدِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ شَاةً أَتَبْلُغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ لَقَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصْرِي وَفَقِيرًا قَدْ أَغْنَانِي فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَ اللَّهُ لَا أَجْهَدُ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذَتْهُ لِلَّهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تین آدمی بنی اسرائیل میں تھے۔ ایک برص کی بیماری والا دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا امتحان لینا منظور ہوا تو ایک فرشتہ ان کی طرف بھیجا جو ابرص کے پاس آیا۔ اس سے پوچھنے لگا تمہیں کون سی چیز زیادہ پسندیدہ ہے اس نے کہا اچھا رنگ ہو اور خوبصورت چہرہ ہو کیونکہ اس کو ڈھکی وچھ سے لوگ مجھ سے گمن کرتے ہیں

تو فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا۔ جس سے اس کا برص دور ہو گیا اور اس کی بجائے اچھا رنگ اور خوب صورت چہرہ نکل آیا پوچھا مال کون سا تمہیں پسندیدہ ہے اس نے اونٹ کہا یا گائے۔ بہر حال اس میں شک ہے۔ ابرص یا اقرع میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے کا کہا۔ چنانچہ اسے دس ماہ کی گامجن اونٹنی دے دی گئی۔ اور فرشتے نے دعا دیتے ہوئے کہا کہ خدا کرے تیرے اس مال میں برکت پیدا ہو پھر وہ گمجے کے پاس آیا اس سے پسندیدہ بات پوچھی۔ اس نے کہا اچھے بال ہوں اور یہ گنجاپن میرے سے چلا جائے۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنجاپن چلا گیا۔ اور اچھے خوبصورت بال آگ آئے۔ پھر پسندیدہ مال پوچھا تو اس نے گائے بتلائی چنانچہ اسے گامجن گائے دے دی گئی دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت دے پھر وہ نابینا کے پاس آیا اس سے پسندیدہ چیز پوچھی جس پر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے واپس لوٹا دے۔ تاکہ میں اس بینائی سے لوگوں کو دیکھ سکوں۔ تو فرشتہ نے اس کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس لوٹا دی پوچھا مال کون سا پسند ہے۔ کہا بکری پسند ہے۔ تو اس کو بچہ جننے والی ایک بکری دے دی۔ پس ان دونوں کے بھی بچے پیدا ہوئے۔ اور اس بکری نے بھی بچہ جتنا۔ چنانچہ مال بڑھنے لگا۔ جس سے اس کی اونٹوں کی دادی بھر گئی۔ اس کی گائے سے وادی بھر گئی۔ اور تیسرے کی بکریوں سے وادی بھر گئی۔ پھر وہ فرشتہ اس ابرص کے پاس آیا اس کی اصلی شکل و صورت میں نمودار ہوا۔ تاکہ حجت پوری ہو۔ کہنے لگا میں ایک غریب آدمی ہوں سفر میں میرے جتنے اسباب روزی کے تھے وہ سب ختم ہو گئے۔ آج میرا کفیل اللہ کے سوا اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے اس اللہ کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ جس نے آپ کو یہ خوبصورت رنگ اور خوب صورت بدن عطا فرمایا اور مال بھی دیا اونٹ اسلئے مانگتا ہوں تاکہ میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں اس نے جواب دے دیا کہ مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں فرشتہ نے اس سے کہا گویا کہ میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو برص کی بیماری والا نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو پیسے پیسے کو محتاج تھا پس اللہ تعالیٰ نے تجھے اس قدر مال عطا فرمایا۔ کہنے لگا میں نے بڑی بڑی شان والے باپ دادا سے وراثت پائی ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا پھر گمجے کے پاس بھی اس شکل و صورت میں آکر اس سے ایسے کہا جیسے پہلے سے کہا تھا۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا کر دے جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر وہ اندھے کے پاس اس کی شکل و صورت میں آیا۔ کہنے لگا میں ایک غریب اور مسافر آدمی ہوں سفر میں میرے ہر قسم کے وسائل ختم ہو گئے۔ آج میرا سہارا سوائے اللہ کے اور پھر آپ کے کوئی نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر تم سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس نے آپ پر بینائی واپس کی تاکہ میں اس کے ذریعہ سفر میں اپنی منزل کو پہنچ سکوں اس نے کہا واقعی میں نابینا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بصارت واپس فرمائی۔ فقیر و محتاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فنی بنایا۔ آپ کی جو مرضی آئے لیں۔ آج جو چیز آپ اللہ کے لئے لے لیں میں اس کے چھوڑنے پر تیار ہوں شکریہ ادا نہیں کروں گا۔ یا یہ کہ میں اس کے لینے پر تجھ سے شکریہ کا طلب گار بھی نہیں ہوں۔ فرشتہ نے کہا اپنا مال روک رکھو مجھے مال کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ تمہاری آزمائش کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا۔ اور تیرے ان دو ساتھیوں پر ناراض ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - مع الدجال اذا خرج ماء او نازا اشکال یہ ہے۔ روایت ثر دج دجال کو احوال بنی اسرائیل میں کیسے ذکر کیا گیا۔ حالانکہ دجال سے حضرت نوحؑ بھی اپنی قوم کو ڈرا چکے ہیں۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ ڈرانا قبل از وجود بھی ہوتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے بچیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ دجال بھی بنی اسرائیل یہودی میں سے ہوگا۔ اس لئے اس کا ذکر اس جگہ مناسب ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ ثر دج دجال کا ذکر تو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کی مناسبت سے آگیا۔ تو یہ ذکر طروداً للباب ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ نے مطابقت بالباب کے بارے میں فرمایا ہے کہ اصلی مقصود تو دوسرے بنی اسرائیل کے قصے بیان کرنا

ہے۔ نباش کا اور تاجر کا قصہ۔ اور علامہ عینی فرماتے ہیں باب کی تین روایات ہیں۔ حدیث دجال کی دوسری تیسری حدیث جن میں دو آدمیوں کا ذکر ہے۔ ترجمہ سے مطابقت صرف دوسری اور تیسری حدیث سے ہے۔ حدیث دجال ترجمہ کے مطابق نہیں ہے۔ لیکن قطب گنگوہی نے تینوں احادیث کی مطابقت ذکر کر کے کمال کر دیا ہے اور حضرت کی توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن صیاد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد تھا کہ وہ دجال ہے کہ نہیں۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام نے قسم اٹھائی کہ ابن صیاد دجال ہے۔ اور ابن صیاد کا یہود میں سے ہونا مشہور و معروف ہے۔ بہر حال حافظ نے اس مسئلہ میں بڑی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال اور ابن صیاد الگ الگ ہیں۔ اگرچہ ابن صیاد امرو (کانا) ہونے میں دجال کے شریک ہے۔ اور جیسے دجال یہودیہ اصیبہان کے مسکن میں سے ہے۔ ایسے ابن صیاد بھی وہاں کا سکونت پذیر ہے باقی نوح کا اپنی قوم کو دجال سے ڈرانا اس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام ان اولو العزم پانچ رسولوں میں سے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔ اگرچہ دجال کا خروج امور عدیدہ کے ظہور کے بعد ہوگا۔ جن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ ہاں ہم نوح پر خروج دجال کا وقت غفلت رکھا گیا۔ تاکہ وہ اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈرائیں۔ اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ میری موجودگی میں دجال آگیا تو میں خود اس سے منٹ لوں گا اور اس کے بعد آپ نے خروج دجال کا وقت متعین بتا دیا۔ نیز اقطب گنگوہی نے کوکب دری میں لکھا ہے کہ شرح کوہم ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو خروج دجال سے ڈرایا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام جانتے تھے کہ دجال کا خروج بعثت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ممکن نہیں ہے۔ بلکہ انداز سے مراد ان فتنوں کو بتلانا تھا۔ تاکہ وہ اوامرو نواہی پر جلدی جلدی عمل کر لیں۔ کہیں فتنہ کا دور آگیا تو عمل کرنا علی الطاعات مشکل ہو جائے گا۔ اور شاید یہی انداز کی حکمت ہو کہ یہ کوئی عرف جدید نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کا ہر اعرن کا ہر یعنی بڑے بڑوں سے ذکر ہوتا چلا آ رہا ہے تو اس طرح امت محمدیہ کے نفوس میں زود اثر ہوگا شاہ ولی اللہ نے بھی اس مسئلہ کے بارے میں خیر کثیر کتاب میں خوب بحث کی ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ یہاں دو امر ہیں۔ ایک تو یہ کہ انبیاء علیہم السلام جانتے تھے کہ خروج دجال امور کثیرہ کے بعد ہوگا۔ لیکن ان کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وقت سے پہلے اس کا خروج کر دے۔ چنانچہ حدیث کسوف میں ہے کہ آپ نے علامات قیامت دیکھ کر فرما دیا کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔ یا آندھی اور بادل دیکھ کر عذاب الہی کے بارے میں فکر مند ہو جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ آیات اور احادیث اس بارے میں کثیرہ ہیں دوسرا امر یہ ہے کہ بعض گناہوں کے بارے میں آیا ہے کہ ان کے مرتکبین کا دجال کے ساتھ حشر ہوگا۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام نے دجال کے معاملہ کو عظیم سمجھتے ہوئے قوم کو اس سے ڈرایا تاکہ وہ ان گناہوں کے ارتکاب سے بچ جائیں۔ جیسے آپ نے معجوس ہذہ الامۃ کے بارے میں فرمایا۔ ہم شیعۃ الدجال اور حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ اول الفتن قتل عثمان و آخرها خروج الدجال۔ اس قسم کے ارشاد خوارج کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں موجود ہیں۔ حتیٰ بخروج اخرهم مع مسیح الدجال واللہ اعلم۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ لعنہ اللہ لہ زمانہ فترت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی عقائد کی جزئیات کا علم رکھتا ہو۔ بلکہ نجات کے لئے نفس توحید کافی ہے۔ فترت وہ زمانہ جس میں کوئی نبی نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ کو بھی اشکال پیش آیا ہے۔ کہ جب وہ نباش حشر و نشر کا منکر تھا۔ اور احیاء موتی پر قدرت سے انکاری تھا تو اس کی بخشش کیسے ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ وہ بعثت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اپنی جہالت اور نادانی سے یہ سمجھا کہ جب وہ ایسا کرے گا تو نہ تو وہ دوبارہ زندہ ہوگا اور نہ ہی عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کا ایمان اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس نے اعتراف کر لیا کہ اس نے یہ سب کچھ خوف الہی کی وجہ سے کیا

تھا۔ ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان بعض صفات میں غلطی کر جاتے ہیں لہذا ان کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ ان شدائد اور مصائب کے جھیلنے سے رحمت الہی کا امیدوار تھا۔ جیسے کوئی غلام اپنے آقا کو رحم دلانے کے لئے شدائد برداشت کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الإبل والبقر الخ ظاہر یہ ہے کہ تینوں کی حرص مال ان کے عیب کے مطابق تھی۔ ناپینا سے لوگوں کو اتنی نفرت نہیں ہوتی۔ جس قدر برص اور سنبھ سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا مطلوب بھی چھوٹا تھا۔ یعنی اس نے بکری کا مطالبہ کیا اور برص کا عیب اقرع سے زیادہ تھا۔ اس لئے اس نے اونٹ کا مطالبہ کیا۔ اقرع اس سے کم درجہ تھا۔ اس نے گائے کا مطالبہ کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ناپینا ان تینوں میں سے بہتر ربا دہ یہ ہے کہ اس کا حراج سلامتی کے قریب تھا برص ایک ایسا مرض ہے جو حراج کے بگڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے بالوں کا اڑ جانا بھی سونہ حراج کی وجہ سے ہوتا ہے اور اندھا پن کیلئے فساد حراج ضروری نہیں۔ کبھی وہ امر خارج کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ شاة التبلیغ بھالھی سفری کہ بکری کو بھیج کر سفری ضروریات پوری کر کے منزل تک پہنچ جاؤں گا۔ باقی فرشتہ پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے مسکین اور مسافر کہہ کر جھوٹ بولا۔ کیونکہ یہ سب کچھ امر خداوندی سے تھا۔ تو حکم بعد کذب کی کراہت کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر وہ جھوٹ نہ کہتے تو کراہت لازم آتی اسی بنا پر آپؐ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے بارے میں بعض امور کذبہ کی اجازت دے دی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ نے کہا کہ یہ کذب نہیں تھا۔ جیسے ابراہیمؑ کا قول انت اخعی کذب نہیں۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتہ ظاہر حال کے اعتبار سے کہہ رہا تھا۔ لہذا یہ کذب نہیں ہے یا شاید اللہ تعالیٰ نے مصلحت کے لئے ایسا کلام مباح کر دیا ہو کہ کذب مصلحت آمیز یہ نہ راستی فتنہ انگیز۔ شیخ سعدیؒ کا مقولہ ہے۔ (از مرتب)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا احمدک الیوم ہشبی یعنی میں کسی چیز کے لینے پر تیرا شکر ادا نہیں کروں گا۔ بلکہ کہوں گا جو کچھ تو نے لیا وہ تھوڑا ہی لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے حمد مصدر مجہول ہو یعنی جس چیز کو تو نے لیا میں اس پر تیرا شکر یہ ادا نہ کروں گا۔ کیونکہ وہ میرا مال تو نہیں وہ محض اللہ کا فضل تھا۔ اور اسی کا مال تھا تو میرا کس چیز پر شکر یہ ادا کرنا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اور حافظؒ نے اس لا احمدک الخ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ کسی چیز کے چھوڑ دینے پر میں تیرا شکر یہ ادا نہیں کروں گا۔ تو ترک کا لفظ محذوف ہے۔ اور مسلم کی روایت میں لا اجد علیک ہے۔ یعنی میری طرف سے تم پر کوئی سختی نہیں ہوگی۔ لا اشد علیک اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے لا اجد علیک بغیر میم کے اور وال کے شد کے ساتھ جس کے معنی ہے لا امسک میں تجھے کسی چیز کے لینے پر نہیں روکوں گا۔ لا احمدک الخ کے معنی مولانا محمد حسن کئی نے یہ بیان کئے ہیں کہ نہ چاہوں گا۔ تجھ سے حمد بسبب اس شے کے لے لیا تو نے الخ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقد رضی عنک رضی مجہول اور رضی معروف دونوں صحیح ہیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں رضی اللہ عنک کے الفاظ وارد ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شہر ابشرو ذرا عاہل ذراع و حجو ضرب سے شدت موافقت مراد ہے اور حجو ضرب سخت تنگی کے وقت بھی موافقت ہوگی۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان تینوں میں تمثیل مراد ہے کہ وہ معاصی میں ان کی پوری موافقت کریں گے۔ کفر میں نہیں۔ اگر سوال ہو کہ

ان لوگوں نے تو انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کیا۔ جواب یہ ہے کہ علماء امتی کانہاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ تو ہزاروں نہیں لاکھوں علماء امت نے قتل کئے ہیں۔ صحابہ کے دور سے لے کر تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

اجلکم من الامم الخ یہ حدیث حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مشہل ہے کہ وقت ظہر مطلق تک باقی رہتا ہے۔ ورنہ عصر کا وقت ظہر سے بڑھ جائیگا۔ قاتل اللہ فلاں اس سے مراد سمرقند بن جندب ہیں۔ جنہوں نے جزیہ کی قیمت میں اہل کتاب سے شراب کو لیا۔ اور اسے بیچ ڈالا جس کی بیع کے جواز کے معتقد تھے۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کی مذمت پر اکتفا کیا سزا نہیں دی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بددعا مقصود نہ ہو۔ بلکہ عرب کی عادت کے مطابق خت کلائی کی ہو۔ جسے تغلیط کہتے ہیں۔

ولو اية فاحسى بعضا وى فرماتے ہیں کہ آیت قرآنی کا ذکر فرمایا۔ حدیث کو بیان نہیں فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ حفظ قرآن کی کفالت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اس کے باوصف جب اس کی تبلیغ ضروری ہے تو حدیث کی تبلیغ بطریق اولیٰ ہوگی۔

من کذب علی الخ کراہیہ نے وہ جھوٹ جو نبی کے حق میں ہو اس کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن جمہور علماء ہر قسم کے کذب علی النبی کو حرام کہتے ہیں۔ یصنفون ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو رنگ دینا اس حدیث سے جائز معلوم ہوتا ہے اور حدیث میں ازالہ شیب سے منع فرمایا گیا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ رنگنے سے ازالہ شیب نہیں ہوتا۔ جب کہ سیاہ رنگ بدستور ممنوع ہے۔ جیسے مسلم کی روایت ہے غیر وہ و جنبوا اسود کہ رنگ تبدیل ضرور کر دیں سیاہی سے بچو۔

وما نخشى الخ اس سے معلوم ہوا کہ الصحابة کلہم عدول اور وہ کذب سے مامون ہیں لا سیما علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ تو بالکل بعید ہے۔

حرمت علیہ الجنة یا تو اس جرم کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یا جنت اس وقت حرام ہوگی جب سابقین داخل ہوں گے بعد میں پت پٹا کر پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ ابوص برص ایک بیماری ہے جس سے کہ ظاہر بدن پر سفید داغ ظاہر ہوتے ہیں یہ سوء مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اقرع وہ جس کے سر کے بال چلے گئے ہوں۔

بدأ اللہ ای حکم اللہ اراد اللہ شیعوں والا بدو مراد نہیں ہے کہ پہلے ارادہ نہیں تھا بعد میں ظاہر ہو گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بالکل ممنوع ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ

رقیم بمعنی کتاب کے ہو۔ فعل بمعنی مفعول رقیم بمعنی مرقوم بمعنی مکتوب یہ رقم سے مشتق ہے۔ ربطنا علی قلوبہم ای الہمناہم صبرا کہ ہم نے ان پر صبر کا الہام کیا۔ لولان ربطنا علی قلوبہا جیسے موسیٰ کی والدہ کے بارے میں ہے کہ اگر ہم اس کے دل کو تھامے نہ رہے۔ یعنی صبر کی توفیق نہ دیتے تو وہ راض فاش کر دیتی۔ شططا اطرا یعنی زیادتی کرنا۔ الوصید الغناء یعنی محن اس کی جمع وصائد اور وصيد آتی ہے اور کہا جاتا ہے وصید الباب دروازے کی چوکت دلیز۔ المؤصدة المطبقة ڈھکی ہوئی آصدا الباب و اوصد کے معنی دروازہ بند کر دیا۔ بعثناہم احیاناہم یعنی ہم نے ان کو زندہ کر دیا۔ از کسی اکثر ربعا ای اکثر طعاما یعنی جس میں غذائیت زیادہ ہو۔ لضرب اللہ علی اذانہم فناموا یعنی خوب گہری نیند سو گئے۔ رجما بالغیب لم یستنب یعنی واضح نہیں ہوا۔ انکل بچہ چلاتے ہیں۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے۔ تفرضہم ای تفرکھم۔ آپ ان سے کترا کے چلیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - تفرضہم تترکھم میں عربی محاورہ ہندی محاورہ کے موافق ہو گیا کہ ہندی میں تفرضہم کے معنی کترانا کے لیتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - علامہ عینی فرماتے ہیں۔ تفرضہم تترکھم کیونکہ قرض کے اصلی معنی قطع اور کاٹنے کے ہیں مقراض سے کاٹنا۔ تو معنی یہ ہوئے کہ تو ان سے کتر کے اور انحراف کر کے چلے گا۔ مقصد یہ ہے کہ سورج کی تھوڑی سی شعاعیں ان کو پہنچتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ - اصحاب کہف کا واقعہ احادیث کے مطابق بلاد روم میں واقع ہوا۔ مولانا آزاد مرحوم ایشیائے کوچک کے پہاڑ مرا دیتے ہیں جہاں اس قسم کے غار اب بھی موجود ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - اصد الباب آصد میں شاید ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہو۔ اس لئے کہ دروازہ کو بند کر دینے سے اس کی ہیئت کو بدل دیا جاتا ہے۔ اگر دروازہ کھلا ہو تو دخول و خروج یعنی آنے جانے کا فائدہ اس پر مرتب ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - وصيد کا لفظ تو سورہ کہف میں ہے مؤصدہ سورۃ بلد کا لفظ ہے۔ عادت کے مطابق امام بخاریؒ نے اسے ذکر فرمادیا۔ کیونکہ دروازہ بھی بند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں او صد بابک اپنا دروازہ بند کرو۔ لیکن ابو عمرو سے مروی ہے کہ اہل یمن و قحطانہ تو الوصيد کہتے ہیں۔ لیکن اہل نجد الاصيد بولتے ہیں۔ معتار الصحاح میں بھی ہے الاصيد الوصيد کی لغت ہے۔ جس کے معنی محن کے ہیں۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ دو قرأتیں دو الگ الگ مادہ سے ہیں۔ مؤصدہ آصيد یؤصد، سے ہے۔ یا یہ مہمو ز الفاء ہے اور او صد یو صد یہ مثال دادی ہے۔ آخر میں شیخ گنگوہیؒ نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جب دروازہ دخول و خروج کا محل ہے تو لائق ہے کہ باب افعال میں اس مقصد کا ازالہ ہو۔ کیونکہ باب افعال سلب ماخذ کے لئے آتا ہے۔ مصنفؒ نے استطرادہ ذکر کر دیا۔ نیز امام بخاریؒ نے اس باب میں صرف تفاسیر پر اکتفا کیا ہے۔ احادیث نہیں لائے۔

الحمد للہ تیرھواں پارہ ختم ہوا۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ بروز پیر

آگے چودھواں پارہ کا آغاز حدیث سے ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چودھواں پارہ

بَابُ حَدِيثِ الْغَارِ

ترجمہ۔ غار والی حدیث

حدیث (۳۲۱۶) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ ابْنِ عُمرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ قَالَ قَبْلَكُمْ يَمْشُونَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فَاَنْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ إِنَّهُ وَاللَّهِ يَا هَؤُلَاءِ لَا يَنْجِيكُمْ إِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرْقٍ مِنْ أَرَزٍ فَلَذَهَبَ وَتَرَكَنِي وَإِنِّي عَمِدْتُ إِلَى ذَلِكَ الْفَرْقِ فَوَزَعْتُهُ فَنَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ إِلَى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقْرًا وَإِنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ فَقُلْتُ لَهُ اإِغْمِدْ إِلَى بِلْكَ الْبَقْرِ فَسَقَهَا فَقَالَ لِي عِنْدَكَ فَرْقٌ مِنْ أَرَزٍ فَقُلْتُ فَقُلْتُ لَهُ اإِغْمِدْ إِلَى بِلْكَ الْبَقْرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذَلِكَ الْفَرْقِ فَسَاقَهَا فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنِّي فَلَعْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرَجَ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمْ الصُّخْرَةُ فَقَالَ الْآخَرُ ااَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ فَكُنْتُ ابْنَهُمَا كُلُّ لَيْلَةٍ بِلَيْنِ غَنَمٍ لِي فَأَبْطَاثَ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَأَقْلَبِي وَعِيَالِي يَتَضَاغُونَ مِنَ الْجُوعِ فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكِرِهْتُ أَنْ أَوْقِظَهُمَا وَكِرِهْتُ أَنْ أَدْعُهُمَا فَيَسْتَكِنَا لِشَرِّبَتِيهِمَا فَلَمْ أَذَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنِّي فَلَعْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرَجَ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمْ الصُّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ الْآخَرُ ااَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةٌ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَلَا بُدَّ إِلَّا أَنْ ابْنِيهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَلَدَعْتُهَا ابْنِيهَا فَأَمَكْتُنِي مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رَجُلَيْهَا فَقَالَتْ اإِنِّي اللَّهُ وَلَا تَقْضُ الْحَايِمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُنْتُ وَتَرَكْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنِّي فَلَعْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرَجَ عَنَّا فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دریں اثنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چل

رہے تھے کہ بارش نے ان کو آگھیرا تو وہ بچارے ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ خدا کا کرنا یہ کہ غار کا دروازہ ان پر بند ہو گیا۔ پس ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آج سچائی کے سوا ہمیں کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ پس تم میں سے ہر ایک اپنا وہ عمل یاد کر کے دعا کرے جس میں اسکی صداقت ہو تو ایک نے ان میں سے کہا کہ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ میں نے اپنی کاشت کیلئے ایک مزدور چا دلوں کے ایک فرق یعنی بارہ سیر پر ملازم رکھا لیکن وہ کسی وجہ سے اپنی اجرت مجھوڑ کر چلا گیا میں نے اس فرق کو استعمال میں لا کر اس کی کاشت شروع کر دی۔ بڑھتے بڑھتے وہ یہاں تک پہنچ گیا کہ میں نے اس سے ایک بیل خرید کر لیا کچھ عرصہ بعد وہ مجھ سے اپنی اجرت مانگنے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ بیل ہانک کر لے جاؤ اس نے کہا کہ میری طرف سے تو چاول کا ایک فرق آپ کے ذمہ ہے۔ میں نے پھر کہا کہ تم اس بیل کو لے جاؤ یہ تیرے اسی فرق کی پیداوار ہے پس وہ اسے ہانک کر لے گیا پس اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ سب کچھ میں نے آپ سے ذکر کر کیا ہے تو اس پتھر کی چٹان کو ہم سے کھول دے تو کچھ پھر ان سے کھل گیا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ میرے دو بوڑھے ضعیف ماں باپ تھے میں ہر رات ان کے پاس بکریوں کا دودھ لا کر پلاتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی جب میں آیا تو وہ دونوں سو چکے تھے۔ اور میرے بال بچے بھوک کی وجہ سے چیخ چلا کر رہے تھے۔ میں ان کو اس وقت تک دودھ نہیں پلاتا تھا جب تک والدین نہ پی لیتے۔ میں نے ان کو جگا تا پسند نہ کیا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ دوں کہ کہیں وہ دودھ نہ پینے کی وجہ سے کمزور نہ ہو جائیں۔ پس میں اس وقت تک ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ فجر نے طلوع کر لیا۔ پس اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام صرف آپ سے ڈرنے کی وجہ سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے۔ تو وہ چٹان ان سے اتنی کھسک گئی کہ وہ لوگ آسمان کو دیکھنے لگے۔ تیسرا بولا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری ایک بچا کی بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس کو اس کے گیس سے بے قابو کرنا چاہا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ البتہ اگر میں اس کو سودینا لا کر دوں تو پھر مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو تلاش کرنا شروع کیا یہاں تک کہ مجھے ان پر قدرت حاصل ہو گئی میں وہ لے کر اس کے پاس آیا۔ وہ سب رقم اسے دے دی۔ پس اس نے مجھے اپنے بدن پر قدرت دے دی۔ وہ لیٹ گئی میں جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو کہنے لگی اللہ سے ڈرا اور یہ آغوش حق کے بغیر نہ ٹوڑ۔ تو میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سودینا بھی چھوڑ دیئے اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میں نے نعل تیرے خوف سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ چٹان دور کر دی۔ پس وہ نکل کر چلے گئے۔

تشریح از قاسمی - امام بخاری اصحاب کہف کے ذکر کے بعد حدیث غار کو لائے ہیں جس سے اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ اصحاب کہف کا غار بھی وہی ہے جس میں یہ تینوں حضرات گھر گئے تھے۔ اور اصحاب الکھف والوہیم۔ رقیم سے یہی غار مراد ہے۔

باب: حدیث (۳۲۱۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا امْرَأَةٌ تَرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تَرْضِعُهُ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تُبَيِّتْ ابْنِي حَتَّى يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِي الْفَدَى وَمَرَّ بِامْرَأَةٍ تَجْرُ وَيَلْعَبُ بِهَا فَقَالَتْ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَ أَمَّا الرَّايِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَقَالَ لِيَأْنَهُمْ يَقُولُونَ لَهَا تَزْنِي وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ وَتَقُولُونَ تَسْرِقُ وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اچانک اس کے پاس سے دودھ پلاتی حالت میں ایک سوار گذرا۔ عورت کہنے لگی اے اللہ! میرے بیٹے کو اس وقت تک موت نہ

دینا یہاں تک کہ میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنادے۔ جس پر بچے نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا بھرپستان سے دودھ پینے لگا۔ اور بھرا ایک عورت گذاری گئی جسے کھیٹا جا رہا تھا اور اسے کھلونا بنایا جا رہا تھا تو عورت کہنے لگی اے اللہ! میرے بیٹے کو اس عورت جیسا نہ بنانا۔ بچے نے کہا اے اللہ! مجھے اس عورت جیسا بنانا۔ کیونکہ وہ سوار تو ایک کافر آدمی تھا۔ اور یہ عورت لوگ اس کے بارے میں کہتے تھے کہ زنا کرتی ہے وہ کہتی تھی مجھے اللہ کافی ہے۔ اور اس کے بارے میں کہتے تھے کہ چوری کرتی ہے وہ کہتی تھی مجھے اللہ کافی ہے۔

حدیث (۳۲۱۸) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطْلِفُ بِرَكْبَةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَنَى بَغَايَا بَنَى إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مَوْقَهَا لَسَقَتَهُ فَغَفِرَ لَهَا بِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں کہ ایک کتا ایک بے من کے کنویں کے ارد گرد دھوم رہا تھا قریب تھا کہ پیاسا اسے ہلاک کر دیتی اچانک بنی اسرائیل کی رٹھیوں میں سے ایک رٹھی نے اسے دیکھ لیا۔ اپنا موزہ اتار کے اسے پانی پلایا۔ جس کی وجہ سے اس کی بخشش کر دی گئی۔

حدیث (۳۲۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَطَّابِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَمْعَ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجِّ عَلَى الْمِنْبَرِ لَقَاوُلَ قُصَّةٍ مِنْ شَعْرِ وَكَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا أَمَلُ الْمَدِينَةِ أَتَيْنَ عُلَمَاءَ كُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُوا إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاءُ وَهُمْ.

ترجمہ۔ حمید بن عبد الرحمنؓ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر منبر پر کھڑے ہوئے انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا جو کسی سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر فرمایا کہ اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں۔ جو ایسے مسائل سے غافل ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ اس قسم کے افعال سے منع کرتے تھے غرض یہ ہے کہ عورتیں اپنے بالوں کی زینت کے لئے جھوڑے کاٹ کاٹ کر پھینک دیتی تھیں۔ اور فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل بھی اس وقت ہلاک ہو گئے جب ان کی عورتوں نے ایسے بال بنانے شروع کر دیئے۔ علماء کو خطاب اس لئے کیا کہ اکثر صحابہ کرام وفات پا چکے تھے علماء حق کوئی سے گریز کرتے تھے۔

حدیث (۳۲۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَطَّابِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَلِّتُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَلِكٌ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے جو امتیں گذری ہیں ان میں محدثوں ہوا کرتے تھے۔ اگر میری اس امت میں ان محدثوں میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطابؓ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان کان فی امتی هذا الخ شک کی صورت میں اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ محدثوں سے افضل ہیں۔ پس ان پر محدث ہونا صادق نہیں آتا۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر موتا تو عمرؓ ہوتا۔ لیکن چونکہ میری امت میں کوئی محدث نہیں لہذا عمرؓ ان میں سے نہیں ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث کے اس باب میں علی سبیل شک لانے کے متعلق شراح کرامؒ نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد علی سبیل التوقع ہے۔ گویا کہ ابھی آپؐ مطمئن نہیں ہوئے تھے کہ ایسا ہونے والا ہے حالانکہ یہ

واقعہ ہو چکا ہے۔ یا ساریۃ العجیل والاقصر مشہور و معروف ہے۔ اور حافظہ قراتے ہیں چونکہ آپ کی امت الفضل الامم ہے جب اور امتوں میں محدث ہو چکے ہیں تو آپ کی امت میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ دراصل محدث کے معنی میں اختلاف ہے۔ خطابی فرماتے ہیں کہ محدث وہ شخص ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز ڈال دی جائے۔ گویا ملہم محدث ہے۔ اور بعض نے کہا محدث وہ ہے جس کی زبان پر حق جاری ہو جائے۔ اور بعض نے کہا وہ شخص ہے جس سے ملائکہ بات کرتے ہوں۔ ابن العین فرماتے ہیں محدثون یعنی مغرورون جو اپنی ذہانت اور فراست سے بات کو سمجھ جائیں بہر حال یہ سب معانی متقارب ہیں۔ شیخ گنگوہی نے اس اختلاف معانی کی وجہ سے نئی پرکلام کو محمول کیا ہے۔ چونکہ میری امت میں کی محدث کی ضرورت نہیں۔ ان کے لئے کتاب وسنت کافی ہے۔ لہذا حضرت عثمان میں سے نہیں ہوں گے۔ تو یہ علی سبیل الغرض والتقدیر ہوگا۔

حدیث (۳۲۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَءِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ بَشْعًا وَتَسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا لَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ قَرِيبٌ كَذَا وَكَذَا فَادْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَانْتَضَعَتْ فِيهِ مَلَكَةُ الرُّحْمَةِ وَمَلَكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي وَقَالَ قَيْسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِيرٍ فَغَفِرَ لَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے نانوے آدمی قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ پوچھتا پھر تا تھا چنانچہ ایک پادری کے پاس آ کر پوچھنے لگا کیا میرے لئے توبہ کی مجالش ہے اس نے کہا نہیں تو اس نے اس کو قتل کر کے سو ۱۰۰ پورے کر دیئے۔ پھر پوچھنا شروع کیا تو ایک آدمی نے اسے بتلایا کہ تم فلاں فلاں بستی میں جاؤ شاید تمہارا مسئلہ حل ہو جائے لیکن اسے موت نے آلیا تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے کہ اسے کون لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی والی زمین کو حکم دیا کہ تم قریب ہو جاؤ۔ اور گھروالی کو حکم دیا تم دور ہو جاؤ پھر حکم دیا کہ ان دونوں کے درمیان کی پیمائش کرو پس وہ اس بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا جس پر اسکی بخشش ہو گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فناء بصدرہ نحوھا الخ اس جھکاؤ سے معلوم ہوا کہ اس کو سخت ندامت تھی۔ اور توبہ کے معاملہ میں کیا فکر مند تھا یہی توبۃ النصوح ہے جو اس سے تحقق ہو گئی۔ رہا فرشتوں کا اختلاف تو وہ اسلئے تھا کہ اگرچہ اس نے توبہ کر لی تھی لیکن بندوں کے حقوق مالی و جسمانی بہت سے اس سے متعلق تھے جو توبہ سے معاف نہیں ہو سکتے تھے۔ اسلئے انہوں نے اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کا قصد کیا۔ اور دوسروں نے اس کے قصد کی نیت کو دیکھا کہ گناہوں سے کس قدر اسے ندامت حاصل ہے لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ وہ حقوق جن کا بندوں سے تعلق ہے نہ تو توبہ انہیں مٹا سکتی ہے اور نہ ہی شہر مقصود کا قرب اسے بچا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے شہر سے نہ بھی لگا محض ندامت سے اس کا گناہ اٹھ جاتا۔ پھر زمین کی پیمائش کرنے کا قاعدہ معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ گنگوہیؒ اس کی وجہ کو نہ پاسکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں الندامۃ التوبۃ۔ حافظ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے جملہ کبیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ قتل نفس کی توبہ بھی مقبول ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قاتل کی توبہ قبول کر لی تو اس کے حریف کو دے دلا کر اپنی طرف سے راضی کر لیں گے اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے ہوتی ہے جو آپؐ نے وہبِ عرذ کو مانگی تو مظالم کے علاوہ سب کی مغفرت کی بشارت سنائی گئی لیکن مردانہ کی صبح کو آپؐ کی دعا قبول کر لی گئی کہ مظلوم کو جنت دے دیں اور ظالم کی

مفترت فرمادیں چنانچہ حدیث میں ہے ان اللہ قد غفر لاهل عرفات و اهل المشعر و ضمن عنهم التبعات کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مزدلفہ والوں کو بخش دیا۔ اور ان کے جرائم کا خود ضامن ہو گیا۔ پناش کی وجہ کے بارے میں میری تحقیق یہ ہے کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے اندر توبہ کی حقیقت اس کے شرائط اسباب اور علامات وغیرہ ایمان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جرائم کو حلال نہ سمجھنے والا جب کثرت سے نیکیاں کرے گا تو ممکن ہے کہ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کے جرائم کی حلائی فرمائیں۔ تو تائب کے لئے ضروری ہے کہ حسنات زیادہ کرے۔ نیز امام نوویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ تائب کے لئے مستحب ہے کہ وہ ان مواقع کو چھوڑ دے جہاں جہاں اس نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ تاکہ اس مفارقت سے اس کی توبہ کی ہو جائے۔

حدیث (۳۲۲۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلْعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يُسَوِّي بَقْرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْعَزْرِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ بِقَرَّةٍ تُكَلِّمُ فَقَالَ لَيَأْتِيَنَّ أَوْ مِنْ بَهَذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ وَتَيْنَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا لِلذِّئْبِ فَلَمَّحَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتَّى كَانَهُ اسْتَفْلَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هَذَا اسْتَفْلَهَا مِنِّي لَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ أَوْ مِنْ بَهَذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ دریں اثنا ایک آدمی تیل کو ہاتھ رکھتا رہا تھا کہ چاک اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور تیز چلانے کیلئے اسے مارنے لگا تو تیل بول پڑا کہ ہم اس سواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی باڑی کے لئے ہے۔ لوگ کہنے لگے سبحان اللہ! تعجب ہے کہ تیل بول رہا ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابو بکرؓ اور عمرؓ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں حضرات وہاں پر موجود نہیں تھے اس طرح فرمایا کہ اس حال میں کہ ایک آدمی اپنی بکریوں کو چارہ رہا تھا کہ چاک ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری کو لے گیا وہ راعی اس کی تلاش میں دوڑا یہاں تک کہ گویا اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑوا لیا۔ بھیڑیا اس سے کہنے لگا کہ آج تو اس نے اس بکری کو میرے سے چھڑوا لیا ہے قیامت کے دن اس کا کون ضامن ہوگا۔ جس دن میرے سوا اس کا کوئی گران نہیں ہوگا۔ لوگ تعجب سے کہنے لگے سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں۔ ابو بکر صدیقؓ بھی اور حضرت عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں حضرات وہاں پر موجود نہیں تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ومعناہم یعنی یہ حضرات حاضر نہیں تھے۔ یہ ارشاد یا تو اس بنا پر ہے کہ آپؐ نے قبل ازیں ان کو اطلاع دی تھی جس کی ان حضرات نے تصدیق فرمائی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب میں ان کو خبر دوں گا تو وہ بھی تصدیق کریں گے۔ ان کو تردید نہیں ہوگا۔ یہ کامل اعتماد کی بات ہے۔ یوم السبع وہ جگہ جہاں محشر پڑا ہوگا۔ وہ قیامت کا دن ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے کہ قیامت کے دن نہ بھیڑیا راعی ہوگا نہ اس کے ساتھ کوئی تعلق ہوگا بلکہ سب کشت تو اہا سب مٹی ہو جاؤ گا کا مصداق ہوں گے۔ اس لئے بعض نے یوم الفزع مراد لیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یوم السبع جاہلیت میں ایک یوم عید تھا۔ لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوتے بھیڑیے ان کے بکریاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کا معنی من لہا عند الفتن کہ فتنوں کے زمانہ میں ان کا میرے سوا کوئی راعی نہیں ہوگا۔ لوگ اپنے جانوروں کو درندوں کے لئے چھوڑ کر فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔

حدیث (۳۲۲۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مانند روایت کی ہے۔

حدیث (۳۲۲۴) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ بْنِ نَصْرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ
لَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ يَنْتَعْ مِنْكَ
الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَا كَمَا إِلَى رَجُلٍ لَقَالَ الَّذِي
تَحَا كَمَا إِلَيْهِ الْكُمَا وَلَدَ قَالَ أَخَذَهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْأَخْبَرْنِي جَارِيَةً قَالَ انْكَبُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ
وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَلُّوا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خرید لی تو جس سے زمین خریدی تھی اس نے اس کی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا تو جس نے زمین خریدی تھی اس نے اس سے کہا کہ بھائی! اپنا سونا میرے لئے لو کیونکہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی تھی سونا خرید نہیں کیا تھا جس کی زمین تھی اس نے کہا کہ میں نے تمہارے پاس زمین بھی بیچی تھی اور جو کچھ اسکے اندر تھا اس کو بھی بیچ دیا تھا چنانچہ وہ دونوں ایک تیسرے کے پاس فیصلہ لے گئے فیصلہ کرنے والے نے کہا کیا تم دونوں کی اولاد ہے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا کہ میری لڑکی ہے تو فیصلہ لے کر اس نے کہا کہ اس لڑکی سے نکاح کر دو اور اس سونے میں سے ان کی شادی پر خرچ کرو جو خرچ رہے اس کو ان پر صدقہ کر دو تاکہ ثواب ملتا رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان دونوں پر خرچ کرنے کو صدقہ سے تعبیر کیا کیونکہ یہ اتفاق موجب اجر و ثواب ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ مثنیٰ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں الفقہاء وانکبوا جمع کے صیغہ سے آیا ہے۔ اور تصدقاً شنیہ کا صیغہ ہے۔ اس کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عقد نکاح میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ تو دونوں آدمیوں کے ساتھ مل کر یہ چار ہو گئے۔ تو یہ جمع ہے اور کبھی وکیل کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے تو بھی جمع ہے۔ لہذا جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ اور صدقہ میں شنیہ اس لئے لایا کہ صدقہ زوجین کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور انہوں نے ہی بغیر واسطہ کے خرچ کرنا تھا۔ پھر حافظ فرماتے ہیں۔ اشعوت منک الارض یہ صریح ہے کہ عقد صرف ارض پر واقع ہے۔ بائع کا اعتقاد یہ تھا کہ ما فیہ منہ داخل ہے۔ مشتری کا اعتقاد تھا کہ داخل نہیں ہے۔ ہماری شریعت میں اس کا حکم یہ ہے کہ بات مشتری کی قابل قبول ہوگی۔ اور سونا ملک بائع پر باقی رہے گا۔ اور ممکن ہے صورت عقد میں اختلاف ہو مشتری کہتا ہے بیع ارض اور ما فیہا کی تصریح نہیں۔ بائع کہتا ہے کہ تصریح ہے تو اس صورت میں دونوں قسم افہامیں اور مجمع واپس کر دیں اگر دینیہ یا لفظ ہوتا تو اگر ان کا کوئی مالک معلوم نہ ہو سکتا تو ہماری شریعت میں یہ ہے کہ اسے بہت المال میں رکھا جائے۔ شاید ان کی شریعت میں یہ حکم نہیں ہوگا۔ اس لئے قاضی کے پاس فیصلہ لے گئے۔ اور صاحب تیسیر نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان پر خرچ کر کے صدقہ کا ثواب حاصل کریں۔

حدیث (۳۲۲۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ
أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَادَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ رَجَسَ أُرْسِلَ عَلَى

طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَوْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَٰذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَٰرِضٍ فَلَا تَقْدِمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَٰرِضٌ وَانْتَمَ بِهَا فَلَا تَغْوَ جُوا لِوَارَا قِنَهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْبَرُ جُحْمٌ.

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاص حضرت اسامہ بن زید سے پوچھتے تھے آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے۔ حضرت اسامہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گزرے ہیں بھیجا تھا پس جب تم کسی علاقہ میں طاعون کے متعلق سن لو تو خود بخود جاؤ نہیں۔ اگر اس علاقے میں واقع ہے جس میں تم تمیم ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ لکو۔ اور ابو نصر فرماتے ہیں کہ تمہیں وہ نہ لکے اگر اس سے بھاگ کر جانے کے لئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابو النضر کی روایت بظاہر روایت حقمہ کے مخالف ہے کیونکہ اب معنی یہ ہوں گے کہ تمہیں اور کوئی چیز نہ لکے اگر اس سے بھاگنا یہ تو خلاف مقصود ہے۔ جواب یہ ہے کہ کلام میں حذف ہے اصل عبارت یوں ہے لا اتمعکم ان تغوجوا الا فرار منه تو فہم پر بھروسہ کرتے ہوئے کلام میں حذف کیا گیا اور ایسا کلام میں بہت واقع ہے۔ چنانچہ ہماری ہندی زبان میں بھی کہتے ہیں پانی پلاؤ مگر ٹھنڈا۔ تو یہاں حذف ضروری ہے۔ کیونکہ مقصود ٹھنڈے پانی پلانے سے منع کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ٹھنڈا پانی پلانا مقصود ہے کما هو الظاہر۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت المنکدر کی ہے۔ اس پر تو کوئی اشکال نہیں لیکن ابو نصر کی روایت پر اشکال ہے۔ یعنی نصب کی صورت میں اشکال ہے۔ رفع کی صورت میں اشکال نہیں۔ اکثر علماء یہی فرماتے ہیں سفر کے لئے لکھنا جائز ہے اور ضروریات انسان کی متقاضی ہیں۔ تو نصب والی روایت کا تقاضا ہے کہ فرار نہ لکو۔ علامہ کرمائیؒ نے دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ابو النضر لا تغوجوا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے راوی کی مراد حصر ہے۔ کہ خروج منہی عنہ ہے جو فرار کے لئے ہو اور کسی فرض کے لئے نہ ہو۔ حالانکہ یہ قہار کے خلاف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ راوی نے دونوں لفظ روایت کئے اور لفظ مرفوع اس کی تفسیر ہو۔ لیکن یہ بھی قہار کے خلاف ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ الامور اندہ ہے۔ بشرطیکہ کلام عرب میں اس کا زائد ہونا ثابت ہو جائے اور شیخ منگوینیؒ نے کوب میں اور میں نے اوجز میں اس کی خوب بحث کی ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

حدیث (۳۲۲۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَنَزَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ عَذَابَ يَنْفَعُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَفْقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو مجھے آپؐ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اسے بھیج دیتا ہے البتہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے مؤمنوں کیلئے رحمت بنا دیتا ہے جو شخص طاعون میں مبتلا ہو پس اپنے شہر میں صابر ہو کر رہا اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امید وار رہا اور اسے یقین ہے کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے لکھ دیا ہے۔ مگر ایسے شخص کو شہید کی طرح ثواب ملے گا

تشریح از قاسمیؒ۔ من احد میں کلمہ من زائدہ ہے۔ اور کلمہ الاکا استثناء اسی سے ہوگا۔ اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی اس خاص

رحمت اور عنایت کا بیان ہوا کہ جو چیز غیروں کے لئے عذاب ہے وہ اس امت کے مؤمنین کے لئے رحمت ہے۔

حدیث (۳۲۲۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمُّهُمْ شَأْنَ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا وَمَنْ يُجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّشَفَعُ لِي حَدٌّ مِنْ خُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَأَيُّمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کی مخدوم عورت جس نے چوری کی تھی۔ اس کے معاملہ نے انہیں بڑا پریشان کیا کہنے لگے اس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون گفتگو کر سکتا ہے۔ پھر سوچ کر کہنے لگے کہ یہ جرأت حضرت اسامہ بن زیدؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں ان کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے بات چیت کی۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے اندر سفارش کرتے ہو۔ پھر کھڑے ہوئے خطبہ دیا فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں کو اسی بات نے جا ہی تک پہنچایا۔ کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور ان میں چوری کرتا تو اس پر شریعت کی حد قائم کرتے۔ سن لو! اللہ کی قسم! اگر بالفرض فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چوری کی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔

تشریح از قاسمی۔ اہمہم ای القلقہم پریشان کیا۔ اور مخدومیہ کا نام فاطمہ بنت الاسود تھا۔ اور آپؐ نے فاطمہ بنت محمدؓ کو بطور مثال کے پیش فرمایا۔ ورنہ وہ تو اونچی شان والی ہے۔ دوسرے وہ مشہور و معروف تھیں۔ اس لئے ان کی مثال بیان فرمائی۔ اتشفع الخ امام تک معاملہ پہنچ جانے کے بعد سفارش کرنا کسی حد کے بارے میں حرام ہے۔ اس طرح سفارش کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ قبل از بلوغ الی الامام اکثر علماء نے اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ مشغوع صاحب ثر نہ ہو۔ جس سے نساو بڑھنے کا اندیشہ ہو۔

حدیث (۳۲۲۸) حَدَّثَنَا إِدْمُ الْخ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ لِي وَجْهَهُ الْكَرَاهِيَّةَ وَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَإِنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلْ كُنُوا.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو ایک آیت کی تلاوت کرتے سنا اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف قرأت سنی تھی۔ پس میں اس شخص کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور آپؐ کو اس کے حال کی خبر دی۔ لیکن مجھے آپؐ کے چہرہ انور میں ناپسندیدگی محسوس ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا تم دونوں اچھا کام کرنے والے ہو۔ لیکن یاد رکھو! اختلاف نہ کرو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو تباہ ہو گئے۔

تشریح از قاسمی۔ جس اختلاف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈرایا ہے وہ اختلاف جو کفر اور بدعت تک پہنچائے مثلاً نفس قرآن یا جہاں قرأت دو طریق سے آئی ہیں۔ اور وہ اختلاف جو فرد ع دین میں ہو۔ یا اظہار حق کے لئے فقہاء کے مناظرات ہیں اس کو

تو اختلاف اسی رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث (۳۲۲۹) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْخ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أُنْظِرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں گویا کہ میں ابھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جو نبیوں میں سے ایک نبی کا حال بیان کر رہے تھے جسے اس قوم نے مارا تھا اور اسے خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون کو پونچھ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے ہیں جاہل ہیں۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ یہ حکمی نبی الخ سے بعض حضرات نے نوح علیہ السلام مراد لیا ہے۔ تو یہ ان کا ابتدائے نبوت کا واقعہ ہوگا آخر میں انہوں نے رب لا تلذ علی الارض الایۃ سے دعا مانگی تھی یعنی اے میرے رب زمین پر کسی کافر کا آباد گھر نہ چھوڑ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے بنو اسرائیل کا کوئی نبی مراد ہے۔ ورنہ حدیث اور ترجمہ سے مطابقت نہ ہوگی۔ اور نوح علیہ السلام تو بنو اسرائیل سے بہت مدت پہلے ہی گزرے ہیں۔ اور قرطبی فرماتے ہیں کہ حاکمی اور محکی عنہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ احد کے واقعہ سے پہلے آپ کو اطلاع دی گئی۔ بعد وقوع یقین ہو گیا لیکن چونکہ ترجمہ بنی اسرائیل کا ہے۔ اس لئے بعض انبیاء بنی اسرائیل پر محمول کرنا ادولی ہوگا۔

حدیث (۳۲۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغْسَهُ اللَّهُ مَا لَا فَقَالَ لِنَبِيِّهِ لَمَّا حَضَرَ أَيُّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرُ أَبٍ قَالَ فَإِنِّي لَمْ أَغْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مِثْلُ فَأَخْبَرْتَنِي ثُمَّ اسْتَحْقَوْنِي ثُمَّ ذَرَوْنِي فِي يَوْمٍ عَاسِفٍ ففَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتِكَ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ وَقَالَ مَعَاذَ الْخ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ مال و اسباب دے رکھا تھا۔ جب اس کے بیٹے حاضر کے گئے تو ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارے لئے کیا باپ رہا انہوں نے کہا بہترین باپ! تو اس نے کہا میں نے اب تک کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ پھر مجھے خوب پس کر کسی سخت آندھی والے دن راکھ کو چھوڑ دینا چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل نے اس کے بکھرے ہوئے ابرؤ کو اکٹھا کیا پھر اس سے پوچھا اس بات پر تجھے کس نے آمادہ کیا کہنے لگا تیرے خوف نے۔ پس رحمت الہی نے اس کا استقبال کیا مغان نے اپنی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔

حدیث (۳۲۳۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحَدِيثِهِ لَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا آتَسَ مِنَ الْحَيَوةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا مِثْلُ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا ثُمَّ أَوْزُوا نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلْتُ لَحْمِي وَخَلَصْتُ إِلَى عَظْمِي فَعَلُّوْهَا فَاطْبَحُوْهَا فَذَرُونِي فِي النَّبِيِّ يَوْمَ حَارٍ أَوْ رَاحَ فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ خَشِيتُكَ فَفَقَرْتُ فَقَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ کیا آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں سناتے جو آپ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک آدمی کو جب موت کا وقت آ پہنچا اور اسے زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی جب میں مر جاؤں تو بہت سی لکڑیاں جمع کرنا پھر خوب آگ کو روشن کرنا۔ یہاں تک کہ جب وہ آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے۔ پس ان ہڈیوں کو لے کر خوب پس ڈالنا پھر کسی گرم دن یا آندھی والے دن دریا میں چھوڑ دینا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کر دی۔ عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ کو یہ کہتے سنا۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَدَّ إِيْنِ النَّاسِ لَكَانَ يَقُولُ لِقَاتِهِ إِذَا أَتَيْتُ مُعْسِرًا لَتَجَاوِزَ عَنْهُ لَعْلَ اللَّهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ وَرَّعَهُ.

حدیث (۳۲۳۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَمْدَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَدَّ إِيْنِ النَّاسِ لَكَانَ يَقُولُ لِقَاتِهِ إِذَا أَتَيْتُ مُعْسِرًا لَتَجَاوِزَ عَنْهُ لَعْلَ اللَّهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ وَرَّعَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں سے لین دین کرتا تھا پس وہ اپنے کارندوں سے کہہ رہا تھا جب تم کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اس کو معاف کر دو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دیں چنانچہ جب اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

حدیث (۳۲۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَمْدَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا خَضِرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي الرِّيحِ قَوَّ اللَّهُ لَيْنَ قَلْبِ عَلِيٍّ رَبِّي لِيُعَذِّبَنِي عَذَابًا مَا عَذَبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ لَعَلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكَ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ لَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشِيتُكَ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ مَخَافَتِكَ يَا رَبِّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک آدمی اپنی ذات پر زیادتی کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مر چکوں تو مجھے جلادینا پھر اسے پس کر چورہ چورہ کر دینا پھر مجھے چورہ چورہ کر کے ہوا میں بھینک دینا۔ پس اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قدرت حاصل کر لی تو مجھے اتنا عذاب دے گا کہ ایسا عذاب کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ پس جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے اجزاء میں سے تیرے اندر ہے اس کو بکھا کر لے پس اس نے ایسے ہی کیا۔ پس اچانک وہ کھڑا ہونے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے برا ہیئت کیا۔ کہنے لگا اے میرے رب! تیرے خوف نے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ دوسروں نے مخافتک کی بجائے خشیتک کہا ہے۔

حدیث (۳۲۳۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَمْدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَذِبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَذَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لِأَنَّهَا لَمْ تَأْكُلْ مِنْ عُشَائِهَا وَلَا سَقَتَهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ عُشَائِهَا الْأَرْضِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب میں

جلا کیا گیا جس کو اس نے ہاندہ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بے چاری مر گئی۔ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی نہ تو وہ اسے کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی۔ جب سے کہ اس کو ہاندہ چاہتا اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی۔ تاکہ وہ زمین کے گھاس پھوس میں سے کھالے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بحث گزر چکی ہے کہ یہ شخص مؤمن تھا۔ مگر بحث نہیں تھا۔ البتہ جاہل مائل اور قاسق تھا۔ جس پر مواخذہ نہیں ہوا کرتا۔ اور وہ زمانہ میں فترت میں تھا جبکہ محض توحید و نجات کیلئے کافی ہوتی تھی۔ اور بعض نے کہا لکن قدر بمعنی ضیق کے ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو سخت عذاب دے گا۔ اسی طرح ملی والی عورت اگر مؤمنہ تھی تو جرم کی سختی بھگت کر جہنم سے نکل آئے گی۔ کافرہ تھی تو ہمیشہ کا عذاب ہوگا۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں کے بارے میں بھی حساب و کتاب ہوگا۔

حدیث (۳۲۳۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخِ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عَقِبَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ إِذَا لَمْ تَسْغُحْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود عقبہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام نبوت میں سے جو کچھ لوگوں نے پایا ہے وہ یہ ہے کہ جب تیرے حیا چلی جائے تو پھر جو مرضی آئے کرتے پھر دو۔ یعنی یہ انبیاء کا متفق علیہ قول ہے۔ فاصنع ما شئت میں امر بمعنی خبر کے لئے امر تہدید ہی ہے۔

حدیث (۳۲۳۶) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ إِذَا لَمْ تَسْغُحْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی نبوت کے کلام میں سے لوگوں کو جو کچھ ملا وہ یہ ہے کہ جب حیا تم سے رخصت ہو جائے تو پھر جو دل چاہے کرتے رہو۔

حدیث (۳۲۳۷) حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُجْرُ إِزَارَهُ مِنَ الْخِيَالَةِ خُفِيفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَبَقَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْخِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ ایک آدمی فرور و تکبر کی وجہ سے اپنی تنگی کو نکار رہا تھا یا کھینچ رہا تھا کہ اسے دھنسا دیا گیا اور قیامت کے دن تک زمین میں اسی طرح اترتا جا رہا ہے۔ غالباً وہ قارون ہے۔

حدیث (۳۲۳۸) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ كُلِّ أُمَّةٍ أَوْثَرُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْثِنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهَذَا الْيَوْمَ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَعَدَا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يُفْصِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہم وجود کے اعتبار سے تو آخری امت ہیں لیکن دخول جنت کے اعتبار سے قیامت کے دن سب سے آگے جانے والے ہو گئے مگر بات یہ ہے کہ ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ پس اس جمعہ کے دن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ پس یہود کے لئے کل ہفتہ کا دن ہے۔ اور نصاریٰ کے لئے پورے اتوار کا دن

ہے اور ان پر ہر ساتویں دن ایک دن مقرر ہے کہ وہ اس میں اپنے سر کو اور بدن کو دھوئیں۔

تشریح از قاسمی - آخرون ای فی الدنيا السابقون ای المتقدمون فی الحشر والقضاء قبل الخلائق یعنی سب مخلوق سے پہلے ہم انہیں گے۔ اور پہلے پہل ہمارا ہی فیعلہ ہوگا۔

اختلفوا اختلاف یہ ہے کہ جمع کا دن عبادت کے لئے مقرر کیا تھا جس کی مسلمانوں کو توفیق ملی۔ یہود نے یوم السبت کو اختیار کیا۔ اور نصاریٰ نے یوم الاحد کو فضیلت دی۔ اور جمعہ الفضل الیوم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دے دی۔ اور ہفتہ بھر میں ایک ایسا دن مقرر کیا گیا ہے جس میں انسان صفائی کے لئے اپنے سر اور سارے بدن کو دھوئے۔ چنانچہ اسی وجہ سے غسل یوم الجمعہ سنت قرار دیا گیا ہے۔

حدیث (۳۲۳۹) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخَسَمِيُّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ اخِرَ قَدَمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعْرِ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَاءَ الزُّورِ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعْرِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان آخری مرتبہ جب مدینہ تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا پس بالوں کا ایک جھوڑا نکال کر کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا تھا کہ یہود کے سوا کوئی اور بھی یہ کام کرے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جھوٹ و فریب رکھا ہے۔ یعنی زینت کے لئے اپنے بالوں میں اور ہال ملا دینا۔ غندر نے شعبہ سے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمی - کہہ بالوں کا وہ جھوڑا جو ایک دوسرے میں لپٹا ہوا ہو۔ سماء الزور زور کا معنی کذب ہے۔ مراد تزئین بال بالطل ہے۔ کہ غلط طریقہ سے بالوں کی نمائش اور آرائش کی گئی۔ کہ دوسرے کے ہال ملا کر جھوٹ موٹ کی زینت حاصل کی گئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب المناقب

ترجمہ فضیلتوں کے بیان میں

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا (الایہ) وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَمَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوبُ النَّسَبُ الْبَعِيدُ وَالْقَبَائِلُ ذُؤُنَ ذَلِكَ.

تشریح از قاسمی۔ اس نسخہ بخاری میں باب المناقب ہے۔ تو یہ انبیاء کے فضائل ہوں گے۔ بہتر ہے کہ یہی مراد لیا جائے اور دوسرے نسخہ میں کتاب المناقب ہے تو پھر مستقل کتاب ہوگی ماقبل سے اس کا تعلق نہیں ہوگا۔ جس کے ذیل میں مؤلف نے تین آیات قرآنیہ ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تم سب نر اور مادہ یعنی آدم وحواء سے پیدا شدہ ہو۔ نسب اور مفاخرہ کوئی چیز نہیں دوسری آیت میں فرمایا کہ قوموں اور قبائل میں تقسیم اس لئے کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو متماز ہو جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و اکرام کا مدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ تقویٰ کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اسی کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے رہتے ہو۔ اور شتہ دلدیوں کا بھی لحاظ کرو کہ ان سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ اللہ تعالیٰ تم سب پر نگران ہے تو حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کرو۔ زمانہ جاہلیت کے جو جھوٹے دعوے تھے ان سے ممانعت کی گئی۔

حدیث (۳۲۴۰) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ النُّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ قَالَ الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُونُ.

ترجمہ۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ ترجمہ آیت۔ کہ ہم نے جنہیں چھوٹے بڑے قبائل میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ فرمایا کہ شعوہ بڑے بڑے قبائل اور قبائل کے معنی شاخیں جنہیں بطون کہتے ہیں۔

حدیث (۳۲۴۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النُّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَكْرَمِ النَّاسِ قَالَ اتَّقَاهُمْ قَالُوا لِمَنْ عَنْ هَذَا نَسْنَلُكَ قَالَ فَيُؤَسِّفُ نَبِيَّ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں میں سے عزت والا کون ہے فرمایا ان میں سے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں انہوں نے کہا حضرت ہم اس کے متعلق آپ سے سوال نہیں کر رہے فرمایا پھر یوسف نبی اللہ ہے۔ تشریح از قاسمی۔ یوسف علیہ السلام کی تخصیص دو وجہ سے ہے۔ ایک تو شان نبوت۔ دوسرے اوپر کی چارہ پشتوں سے نبوت آ رہی ہے۔ تو نسب بھی عالی اور حسب بھی عالی۔

حديث (٣٢٣٢) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الْخَطْمِيُّ حَدَّثَنَا كُثَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ لِمَنْ كَانَ إِلَّا مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

ترجمہ۔ حضرت کلثب بن وائل فرماتے ہیں کہ مجھے زینب بنت ابی سلمہؓ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی بیٹی تھی اس نے مجھے حدیث بیان کی کہ میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر میں سے تھے کہنے لگے تو پھر کس میں سے تھے۔ وہ نہیں تھے مگر قبیلہ مضر بن ابی النضر بن کنانہ میں سے تھے۔ تو الاستثنا منقطع ہے۔

حديث (٣٢٣) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ مَضَرَ كَانَتْ لَهُ أَثَرُهُ فِي النَّارِ».

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی بہن میرا گمان ہے کہ اس کا نام زینب تھا اس نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شراب کے ان برتنوں کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ کدو کی شکل کا مرتبان۔ سبز گھڑا۔ مقبور اور مزفت جن کو تار کو ل لگا ہو اور مقبور جس سے گہری نکل ہوئی ہو۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس خاندان میں سے تھے۔ کیا معر میں سے تھے اس نے کہا اور کس میں سے تھے۔ یعنی معر ہی میں سے تھے جو نصر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہے۔

حديث (٣٢٣٣) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوُجْهِينَ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ وَيَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کو اخلاق و عادات کی کانیں پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں۔ اور امارت اور حکومت کے بارے میں تمام لوگوں میں سے بہتر اسی کو پاؤ گے جو ان میں سے اس سے سخت نفرت کرنے والا ہوگا۔ اور لوگوں میں سے بدترین آدمی پھلخور منافق ہے جو ان لوگوں سے ملتا ہے تو ایک چہرے سے اور ان لوگوں سے ملتا ہے تو دوسرا رخ اختیار کر لیتا ہے۔

حديث (٣٢٣٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرْنَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا اتَّجَدُّونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كِرَاهِيَّةً لِهَذَا الشَّانِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ لوگ اس امارت کے بارے میں قریش کے تابع ہیں۔

ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہوگا اور ان کا کفر ان کے کفر کا تابع ہوگا اور لوگ کانیں ہیں۔ جاہلیت میں جو بہتر ہوں گے وہی اسلام میں بہتر ہوں گے۔ جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور اچھے لوگوں میں سے وہ لوگ پائے گئے جو اس شان امارت کو سخت ناپسند کرنے والے ہوں یہاں تک کہ ان پر اس کا بوجھ آ پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - مسلمہم تبع لمسلمہم یہ خبر ظاہر ہے۔ کیونکہ ولایہ خلافت انہیں کے اندر باقی رہی۔ اور یہی لوگ خلافت کے مستحق گردانے گئے۔ اور نبوت بھی ان میں ظاہر ہوئی۔

و کافرہم تبع لکافرہم الخ کیونکہ قریش ظہور اسلام سے پہلے امور حج وغیرہ میں ان کے مقتدا اور رہنما تھے اور عرب کے قبائل قریش کے ایمان لانے کا انتظار کرتے رہے جب قریش مسلمان ہو گئے تو مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ باقی قبائل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ فرماتے ہیں الناس تبع لقریش مسلمہم یہ خبر بمعنی امر کے ہے چنانچہ دوسری روایت میں آتا ہے قدموا لقریش ولا تقدموها کہ قریش کو آگے کرو اور ان قریش سے آگے نہ بڑھو۔ اور بعض نے کہا کہ خبر اپنے ظاہر معنی پر ہے۔ اور الناس سے بعض الناس قریش کے مساوی عرب مراد ہیں۔ اسی کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سفینہ بنی ساعدہ میں فرمایا تھا کہ الا نعمة من قریش دجہ یہ ہے کہ یہ لوگ نب کے اعتبار سے اور مکان کے اعتبار سے اوسط العرب ہیں۔ اور مطلق قاری نے فی حد الثمان سے دین اور طاعت مراد لی ہے۔ یا خلافت مراد ہے۔ لیکن پہلے معنی کی تائید مسلمہم الخ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ شارح فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہو گیا کہ اس کے بعد قریش کا کوئی فرد بھی کفر پر باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش کی شان و شوکت جو جاہلیت میں تھی اسلام اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ اسلام میں بھی سرداری رہیں گے۔ جیسے کہ وہ کفر کی حالت میں قائدین تھے۔ اور بعض نے اس کے یہ معنی لئے ہیں کہ اگر یہ خیال ہے تو ان پر خیال مسلط رہیں گے۔ اگر شرار ہوئے تو ان پر اثر مسلط ہوں گے۔ جیسے اعمالکم عمالکم کا ارشاد نبویؐ ہے۔ اور شرح السنہ کے اندر ہے کہ اس سے قریش کو باقی عرب قبائل پر امارت اور امامت میں فضیلت دئی گئی ہے۔

کما شوہد الخ یعنی عرب مجاور حرم ہونے کی وجہ سے قریش کی تقسیم کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اکثر عرب انتظار میں تھے کہ آپؐ کی قوم آپؐ کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ تو فتح مکہ کے بعد یہد خلیوں فی دین اللہ اوجا کا مصداق بن گئے۔ تو آپؐ کا ارشاد ثابت ہوا۔

مسلمہم تبع لمسلمہم و کافرہم تبع لکافرہم فی امور حجہم وغیرہا چنانچہ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ بیت اللہ کا نگہ طواف کرتے تھے۔ مگر الحمس اور حمس یہی قریش تھے اور ان کی اولاد تھی۔ حمس لوگوں کو روک لیتے تھے۔ مرد مرد کو۔ عورت عورت کو پکڑے دیتی تھی۔ تب وہ طواف کرتے تھے۔ جس کو ان کا لباس نہ ملتا وہ نگھے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سفایت الحاج یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی قریش کے سپرد تھی۔ اور قریش زحرم کے پانی میں کشش ڈال کر لوگوں کو پلاتے تھے۔ اور اس کے متولی حضرت عباس بن عبدالمطلب تھے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں یہ کام ان کے سپرد رہا۔ اس طرح کعبہ کی درباری ولادۃ جنتہ اسی کے اندر رہی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - حتی یقع فیہ الخ جائز ہے کہ یہ کراہت غایت ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ خیریت کی غایت ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ جب اس میں بڑ گیا تو اب خیر باقی نہیں رہے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ فرماتے ہیں حتی يقع لہ کے معنی میں اختلاف تو ہے۔ بعض نے کہا جو شخص امارت کا حریص نہ ہو اور بغیر سوال کے اسے حاصل ہو جائے تو اس سے کرہہ زائل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرمائیں گے۔ اور بعض نے کہا کہ جب امارت سپرد ہو جائے تو پھر اس سے کراہت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جو حرم کرے گا اور اس کی تلاش میں راغب رہے گا اس کو نہیں ملے گی۔ اور جو اس سے بے رغبتی کرے گا غالب یہ ہے کہ وہ اس کو حاصل کر لے گا۔ اور علامہ عینیؒ اور کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ جب حرم اور رغبت سے حکومت حاصل کر لی تو خیریت اس سے چلی جائے گی۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خیر الناس وہی ہیں۔ جو اس سے نفرت کریں یہاں تک کہ ان پر اس کا بوجھ آن پڑے تو پھر کراہت ان سے زائل ہو جاتی ہے اب ان کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا واجب ہیں شیخ گنگوہیؒ نے بھی انہیں دو معانی پر اکتفا کیا ہے۔ بنا بریں خلفا اربعہ پر اعتراض نہ ہوگا کہ انہوں نے امارت کو کیوں قبول کیا۔ تو ممکن ہے کہ حدیث سے اس طرف اشارہ ہو کہ خلفا راشدین خیر الناس تھے۔ کیونکہ وہ سخت کراہت کرنے والے تھے۔ بجبر و اکراہ جب انہوں نے خلافت کو قبول کر لیا تو پھر جو انہوں نے اس کو نبھایا۔ رضی اللہ عنہم۔

حدیث (۳۲۴۶) حَدَّثَنَا مُسْلَدُ الْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمُوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى قَالَ لَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ قُرْبَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَطْنُ مِنْ قُرْبَى إِلَّا فِيهِ قَرَابَةٌ فَزَلْتُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصْلُوا قَرَابَةَ بَنِي وَبَنِيكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر میں فرماتے ہیں سعید بن جبیرؓ کا کہنا ہے وہ قرابت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے۔ فرمایا اس لئے کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آپؐ کی رشتہ داری نہ ہو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرو تو معنی ہوں گے مگر وہ مودت و محبت جو اہل قریش میں ہے۔ تو زلت کی ضمیر اس آیت الا المودۃ فی القربی کی طرف راجع ہوگی۔ اور لفظ الا ان تصلوا اس کی تفسیر ہوگی۔

حدیث (۳۲۴۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَتْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَاهُنَا جَاءَتِ الْفِتْنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءِ وَغَلَطَ الْقُلُوبُ فِي الْقُلْدِ دِينَ أَهْلِ الْوَبْرِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِي رَبِيعَةٍ وَمَضَرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ اس حدیث کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے فرمایا کہ یہاں سے فتنے نمودار ہوں گے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے اور فرمایا کہ بے وفائی اور سخت دلی ان آواز کرنے والوں میں ہوگی جو کچشم کے خیموں والے ہیں۔ اور آوازیں اونٹ اور بیلوں کی دھموں کے پاس لگانے والے ہوں گے۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل سے ان کا تعلق ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - قریبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سعید بن جبیرؓ پہلے یہ کہتے تھے کہ آیت میں قریبی سے قرابت و اہلیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ اس صورت میں استثناء متصل ہوگا معنی یہ ہوں گے کہ میں تبلیغ پر تم میں کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ میرے اہل قرابت سے بہتر سلوک کرو۔ یہ اس کا اجرت ہونا ظاہر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ استثناء منقطع ہے۔ قریبی مصدر ہے۔ اس سے اقرباء مراد نہیں ہیں تو پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ میں تم سے اور کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ مگر یہ کہ جیسے تم اپنے ذوالارحام سے اچھا سلوک کرتے ہو میرے اہل قرابت سے بھی ایسا ہی معاملہ کرو پس میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا خیال رکھو۔ ظاہر ہے یہ اجرت نہیں کیونکہ اس میں مطلوب نہ کوئی مال و اسباب ہے اور نہ ہی نقدین وغیرہ ہیں۔ بلکہ مطلوب یہ ہے کہ میرے اہل قرابت کو تکلیف نہ

ہمچاؤ۔ ان کو جھٹاؤ نہیں۔ جب ابن عباسؓ نے یہ معنی بیان کئے تو سعید بن جبیرؓ نے اپنا نظریہ بدل لیا۔ اور ممکن ہے روایت مذکورہ کا مکمل جو سعید بن جبیرؓ کے دقول ہوں۔ پہلے دقربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے بعد میں صدری معنی مراد لئے یہ ثانی احتمال زیادہ ظاہر معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شرائع کے آیت مذکورہ کی تفسیر میں اقوال کثیرہ ہیں بعض نے استثناء متصل اور بعض نے منقطع مراد لیا دقربی سے معنی صدری اور بعض نے اقربا مراد لئے۔ حافظ نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے جو حدیث صحیح میں ہے۔ اس میں خطاب صرف قریش کو ہے۔ اور قرابت سے قرابت عصوبت ورم مراد ہے کہ اس قرابت کی وجہ سے تم میری حفاظت کرو۔ اگرچہ تم میری نبوت کا اجماع نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں استثناء منقطع ہوگا۔ اکثر مفسرین حضرات یہی تفسیر کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سعید بن جبیرؓ اور ان کے موافقین آیت کا مخاطب عام مکلفین کو قرار دیتے ہیں کہ تم القاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ اور دوسری تفسیر پر خطاب خاص قریش کو ہے۔ قرابت سے رشتہ داری مراد ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے کہ جمع قریش اقارب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خاص بنو ہاشم نہیں ہیں۔ جیسا کہ سعید بن جبیرؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔

روایت مذکورہ کتاب التفسیر میں آرہی ہے کہ ابن عباسؓ سے الا المودة فی القربی کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید بن جبیرؓ نے جلدی میں کہہ دیا کہ اس دقربی سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا سعید تم نے جلدی کی۔ اس کی روایت باب کے اندر ہے۔ سعید فرماتے ہیں دقربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ آل کا لفظ نہیں ہے۔ توجع مشکوٰیؒ نے فرمایا ممکن ہے سعید بن جبیرؓ کی یہ روایت اس مفصلہ روایت کا اختصار ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ ابن عباسؓ کی تردید کے بعد یہ ان کا دوسرا قول ہو تو ظاہر ہے دقربی محمد ابن عباسؓ کی تفسیر کے موافق ہوگا اسی کو شیخؒ نے واللہ اعلم فرمایا ہے۔

حدیث (۳۲۳۸) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَخْرُ وَالْغَيْلَاءُ فِي الْفِلْدِ ذَيْنَ أَهْلِ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْإِيمَانُ يَمَانُ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ سَمِعْتُ الْيَمَنُ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ الْكُفَّةِ وَالشَّامُ عَنْ يَسَارِ الْكُفَّةِ وَالْمَشَقَّةُ الْمَشْرُوءَةُ وَالْيَدُ الْمُسْرُومِي الشُّومِي وَالْجَانِبُ الْأَيْسَرُ الْأَشَامُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہؐ سے سنا فرماتے تھے کہ فخر اور بڑائی تو آوازے لگانے والے ہضم والوں میں ہے۔ یعنی اذیت ہانکنے والوں میں اور سکون و وقار بکری والوں میں ہوتا ہے اور ایمان یعنی لوگوں کا قابلِ رحم ہے اور سوجھ بوجھ بھی یمنیوں کی سمیر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یمن کا نام اسلئے یمن رکھا گیا کہ وہ خانہ کعبہ کے دائیں جانب۔ اور شام کو اسی مناسبت سے شام کہتے ہیں کہ کعبہ کے بائیں جانب ہے دیکھئے اصحاب المشغمہ میں جو مشغمہ ہے اس کے معنی بائیں کے ہیں اور بائیں ہاتھ کو الشومی اور بائیں جانب کو اشام کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ مشکوٰیؒ۔ کعبہ کا منہ چونکہ مشرق کی طرف ہے اس لئے کہ اس کا دروازہ مشرق کی طرف ہے۔ اس لئے یمن یمن ہوگا۔ اور بائیں جانب شام ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ مشکوٰیؒ کی توجیہ واضح ہے۔ کیونکہ چہرہ کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے جس جانب دروازہ ہو۔ دروازہ مشرق کی طرف تو کعبہ کا چہرہ وہی ہوگا۔ حافظ نے وجہ تسمیہ میں اور اقوال بھی نقل کئے ہیں ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ یمن بن قحطان کی وجہ سے یمن۔ اور سام بن لوح کی وجہ سے شام کہلایا۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔ باب قریش کی فضیلت کا بیان

حدیث (۳۲۴۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُعَدِّثُ أَنَّ بَلْعَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَلَدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُعَدِّثُ أَنَّ سَيِّدُونَ مَلِكٍ مِنْ قَطَطَانَ لَفَضِبَ مُعَاوِيَةَ لَقَامَ لَأَنِّي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُولَئِكَ جَهَالَتُكُمْ فَلْيَاكُمُ وَالْأَمَانِيُّ الَّذِي تُعْضِلُ أَهْلَهَا فَلْيَتِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يَتَّعِدُونَهُمْ أَحَدٌ إِلَّا كَهَيْئَةِ اللَّهِ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ.

ترجمہ۔ حضرت محمد بن جابر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قریش کے ایک وفد کے ہمراہ حضرت امیر معاویہ کے پاس موجود تھے تو حضرت معاویہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص حدیث بیان کرتے ہیں کہ مقرب قبیلہ قطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔ جس پر حضرت معاویہ ناراض ہو گئے۔ کڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شایان کی۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر فرمانے لگے اے بعد مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ نہ تو وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مشہورہ کی طرح منقول ہیں پس یہ تم میں سے جاہل لوگ ہیں ان سے کہو ایسی تمناؤں سے بچتے رہیں۔ جو تمنا کرنے والوں کو گمراہ سے بھٹکا دیتی ہے۔ بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے کہ یہ حکومت اور امارت کا معاملہ قریش میں رہے گا جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے جو بھی ان کی مخالفت اور دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل ناکام گرا دیں گے۔

تشریح از شیخ مکتوبی۔ - فضیب معاویہ الخ حضرت امیر معاویہ کے غضب ناک ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث باب سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ برحق اب نہیں ہے بعد میں آئے گا۔ حالانکہ حدیث کی مراد یہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک بادشاہ ہوگا جو زبردستی خلیفہ حاصل کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں صحابیوں میں سے ایک سے غلط فہمی سرزد ہوئی ہے۔ پس یا تو حضرت عبداللہ کی مراد یہ ہے کہ ایسا مصلوب مقرب ہوگا۔ یا یہ کہ وہ خلیفہ برحق ہوگا حالانکہ یہ دونوں معنی صحیح نہیں۔ اس لئے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں وہ تو جاہل بادشاہ زبردستی ملک پر قبضہ کرنے والا آخر زمانہ میں ہوگا یا یہ کہ راوی نے تو اپنی سمجھ کے مطابق روایت سے صحیح سمجھا لیکن حضرت امیر معاویہ نے ان کے خلاف سمجھ کر ان پر غضب ناک ہو گئے واللہ

تشریح از شیخ زکریا۔ - حضرت امیر معاویہ کے انکار کی وجہ میں اختلاف ہے مولانا حسن کی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کی مراد ملک سے ماہر بادشاہ مراد تھا۔ حضرت معاویہ نے خلیفہ سمجھ لیا۔ اس لئے ناراض ہو گئے۔ اور احادیث سے وہ باتیں مراد ہیں جو سنی سنائی ہوں۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کی ناراضگی بے سبب تھی۔ کیونکہ حدیث میں حکومت و امارت کا قریش میں ہونا اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ جب قریش اقامت دین کا فریضہ ترک کر دیں گے تو قطانی کا روج ہوگا۔ چنانچہ ایسا واقع ہوا ہے۔ میرے نزدیک انکار معاویہ کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ اس حدیث کی معاونت سے خلافت کو قریش سے نکالنا

چاہے ہیں بتائیں ناراض ہوئے اور بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ قطانی کا شروع قریب قبل زمانہ مبنی ہوگا۔ حالانکہ آنے والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شروع بعد میں ہوگا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا سکوت اس کی دلیل ہے کہ ان کے پاس کوئی حدیث مرفوعہ نہیں تھی۔ جب کہ وہ قورات میں سے کچھ احادیث بیان کرتے تھے۔ اس لئے حضرت معاویہؓ نے غضب کا اظہار کیا۔ ورنہ حدیث مرفوعہ پر کیسا لگاؤ ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ قطانی کے بارے میں روایات مختلفہ ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ صالحؓ کا دل ہوگا جو امام مہدی کے قہور اعرصہ بعد ظاہر ہوگا۔ جس کی سیرت امام مہدی جیسی ہوگی۔ اور بعض نے اس کے خلاف روایات کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے جو کتب اللعن میں باب ہائے عامہ ہے اس میں ہے باب لغیر الزمان حتی تعبد الاوثان اور اس میں قطانی کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ کہ جب دوس کی غوروں کی سرین ان ہوں کے ارد گرد گھومتی ہوں گے اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ حدیث قطانی کے بعد حافظ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ الباب کے مطابق نہیں ہوگی لیکن سہلؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جب قطانی کا ظہور ہوگا تو وہ نہ تو قریش میں سے ہوگا نہ کسی نبوت کے خاندان سے اس کا تعلق ہوگا۔ بلکہ یہ تغیر زمان اور تبدل احکام کی بڑی نشانی ہوگی کہ دین میں اس شخص کی اطاعت کی جائے گی جو اہل دین میں سے نہیں ہوگا۔ غلام یہ ہے کہ حدیث قطان کو صدر ترجمہ یعنی تغیر زمان سے مطابقت ہوگی اب یہ تغیر عام ہے کہ نفس کی طرف جائے یا فکر کی طرف راجع ہو تو تغیر بالفلسفہ میں قطانی کا قصہ ذکر کیا اور تغیر بالکفر میں ذوالخلصہ کا قصہ بیان کیا۔ اور اس کی طرف حدیث کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں کہ مسوق الناس بمعصا کما پی لاشی سے لوگوں کو ہانکے گا۔ یہ کنایہ ہے اس کے غلبہ سے اور بعض نے کہا کہ سوق بالعصا کے حقیقی معنی مراد ہیں کہ وہ اذخوں اور جانوروں کی طرح ہانکتا ہوگا اور انکار معاویہؓ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ مستقبل قریب میں قریش سے حکومت چھین لی جائے گی۔ حالانکہ عبداللہ بن عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ قرب قیامت میں ایسا ہوگا۔

حدیث (۳۲۵۰) خَلَقْنَا اَبُو نَعِيْمٍ النِّعَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَخَفَارٌ وَمَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى ذُوْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش ہوں۔ انصار ہوں قبیلہ جہینہ۔ مزینہ۔ اسلم۔ اشجع۔ اور خفار آپ سب سردار و قاضی ہیں۔ ان کا آقا سوائے اللہ اور اس کے رسول کے اور کوئی نہیں ہے۔

حدیث (۳۲۵۱) خَلَقْنَا اَبُو الْوَلِيدِ النِّعَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ الْيَوْمَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ حکومت کا معاملہ ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بچے موجود ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ اور اس قسم کی دوسری احادیث دال ہیں کہ خلافت قریش کے ساتھ مختص ہے جب تک ان میں سے کوئی موجود ہو۔ غیر کے لئے عقد خلافت نہ ہونا چاہیے۔ اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع رہا۔ اہل بدع کی مخالفت پر یہ حدیث حجت ہوگی کہ آپؐ نے تو آخر دہریہ کی خبر دی ہے۔ جب تک دو آدمی موجود ہوں ایک حاکم ہوگا دوسرا محکوم ہوگا۔ لیکن تحقیق بات یہ ہے کہ یہ خبر بمعنی امر کے ہے۔ کہ جو مسلمان ہے وہ ان کا اتباع کرے ورنہ نہ کرے۔ چنانچہ یہ امر قریش میں اکثر بلاد میں کافی عرصہ تک رہا حتیٰ کہ دو سو سال تک ان کی حکومت رہی۔ لیکن ما القاموا الدین کی خلاف ورزی کی تو سلطنت چھین لی گئی۔

حدیث (۳۲۵۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَزَنَدَرِيُّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُقْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَإِنَّمَا نَعْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُوا الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ الْخَزَنَدَرِيُّ خَفَّ عَيْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مَعَ أَنَّاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ وَكَانَتْ أَرَى شَيْئًا عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے بنو المطلب کو تو ازاں ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ سے ایک ہی نسبت رکھتے ہیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب تو کفر و اسلام میں ایک رہے ہیں۔ بنو شمس اور بنو نوفل مخالفت کرتے رہے کیونکہ عبد مناف میں مل جاتے ہیں۔ اور لیسٹ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن الزبیر بنو زھرہ کے کچھ آدمیوں کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور وہ ان پر زیادہ شفیق اور رحم دل تھیں۔ کیونکہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری اور قرابت حاصل تھی کیونکہ آپ کی والدہ بی بی آمنہ بنو زھرہ میں سے تھیں۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زھرہ الخ۔

حدیث (۳۲۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْخَزَنَدَرِيُّ عَنْ غُرُورَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَكَانَ أَبَرُّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمَسِّكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَصَلِّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا فَقَالَتْ يُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ عَلَى نَذْرٍ إِنْ كَلِمَتُهُ لَأَسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً لَأَمْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ وَالْمُسَوِّدُ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَلَتَحْتَجِمِ الْحِجَابَ لَفَعَلْ لَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ لَأَغْتَفِقَهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُغَفِّقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنْيُجْعَلَ حَتَّى حَلَفْتُ عَمَلًا أَغْمَلَهُ فَأَلْفَرُغَ مِنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کے بعد حضرت عائشہؓ تمام انسانوں میں سے زیادہ محبوب تھیں اور وہ بھی تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ ان سے بہتر سلوک کرنے والے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رزق میں سے جو کچھ بھی ان کے پاس آ جاتا وہ اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔ حضرت ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر حضرت عائشہؓ اپنا ہاتھ روک کر رکھیں اتنا فضول خرچی نہ کرتیں۔ جس پر حضرت عائشہؓ فرمائی کہ کیا یہ میرے ہاتھوں پر پابندی لگانا چاہتا ہے۔ میرے اوپر منت لازم ہے۔ اور میں نے اس سے بات چیت کی تو ابن الزبیرؓ ان کی طرف قریش کے کچھ مردوں کی سفارش لے کر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حال کو خاص کر لے آئے پس وہ کلام نہ کرنے سے رک گئیں پس زھرہ یوں نے ان سے کہا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حال میں سے عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث ہے مسور بن عزمہ ہے پس جب ہم اجازت طلب کریں تو تو پردہ کے اندر گھس جانا۔ کیونکہ آپ کی خالہ تھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا پھر ان کی طرف دس غلام بھیجے گئے۔ جن

کہ انہوں نے آزاد کر دیا۔ پھر کفارہ قسم کے طور پر برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ اور وہ فرماتی تھیں کہ جب میں نے قسم کھائی تو میری خواہش تھی کہ میں ایک ایسا عمل کروں جس کو برابر کرتی رہوں۔ چنانچہ اب میں اس سے فارغ ہو گئی ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "وددت الخ" یعنی انہیں کفارہ یحییٰ کا حکم تو معلوم تھا ایک رقبہ آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے لیکن علیٰ نذر ایسا سخت حلف تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کے مقابلہ برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ چالیس تک ان کی تعداد پہنچ گئی۔ تب ان کو اطمینان ہوا۔ حالانکہ خود انہیں سے مروی ہے کہ من قال علی نذر فلم یبرأ فلیہ کفارۃ یحییٰ لیکن وہی شدت ادب باسم اللہ نے ان کو اس پر اتکانہ کرنے دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ لا تلزونی معصیۃ و کفارۃ الیمین اور اوہ جز میں ہے کہ تیسری قسم نذر ہم ہے۔ جیسے کسی نے کہا علیٰ نذر تو اکثر علماء کے نزدیک اس کا کفارہ بھی کفارہ یحییٰ ہے۔ لیکن ان کے دل میں خیال رہا کہ ابھی نذر کا گنا وہاتی ہے۔ اس لئے غلام پر غلام آزاد کرتی رہیں۔

یوعلیٰ علیٰ یمینہا ابن ابی نعیر کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کو غلام یا اس لئے دیتے ہیں کہ وہ محتاج نہ ہوں۔ اور ان کا ہاتھ کھلا ہے لوگ شفقت میں ہیں۔ حین حلفت کہ اگر میں فعل معین پر قسم کھا لیتی تو کفارہ یحییٰ کافی تھا۔ یہ فعل غیر معین تھا۔ اس لئے مشیت الہی کے پیش نظر کفارہ کی ادائیگی میں بھی کوئی تعین نہ کر سکیں۔

بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔ کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا

حدیث (۳۲۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَسَخَّوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرُّهَيْطِ الْقُرَشِيِّينَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاصْخَبُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ۔ سعید بن العاصؓ اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشامؓ کو بلایا کہ قرآن مجید کو صحیفوں میں لکھو۔ اور حضرت عثمانؓ نے ان تین قریشی حضرات سے فرمایا کہ جب تمہارا اور زید بن ثابتؓ کا قرآن مجید کے کسی لفظ میں اختلاف ہو جائے تو اسے لغت قریش پر لکھ دینا۔ کیونکہ قرآن ان کی زبان میں اترا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ زید بن ثابتؓ انصاری خزرجی ہیں۔ باقی تین قریشی ہیں۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ الصَّمِيٍّ ابْنُ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ

ترجمہ۔ یمن والوں کی اسمعیلؑ سے نسبت کے بارے میں ان میں سے اسلم بن الصمی الخ ہے۔

حدیث (۳۲۵۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

قَوْمٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُونَ بِالسُّوقِ فَقَالَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنِ أَبَاهُمْ كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانٍ
لَّا حِدَ الْفَرِيقَيْنِ فَاْمْسِكُوا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوا وَكَيْفَ تَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فَلَانٍ قَالَ ارْمُوا
وَأَنَا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس تشریف لائے جو بازار میں تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا اے اسمعیل کے بیٹو! تیر اندازی کرتے رہو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔ اور میں بنو فلان کے ساتھ یعنی دو گروہوں میں سے ایک کے ساتھ ہوں۔ تو ان لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آپ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا۔ کہنے لگے کہ ہم کیسے تیر اندازی کریں جب کہ آپ فلاں قبیلہ کے ہمراہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تیر بچھگو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

تشریح از شیخ کنگویؒ۔ - انامع بنی فلان ظاہر ہے جن کا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے نصرت خداوندی تو انہی کو حاصل ہوگی۔ اس لئے انہوں نے تیر پھینکنے سے ہاتھ روک لئے۔ کیونکہ وہی تو اس لئے تھی کہ دیکھا جائے نصرت کس کے ساتھ ہے۔ کہ اس کا نشانہ ٹھیک بیٹتا ہے۔ پس جب آپ نے فرمادیا میں تم سب کے ساتھ ہوں تو اب سب اپنے اپنے نشانہ کو پکڑنے لگے۔ اب فریقین میں مقابلہ نہیں ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو نشانہ بنائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ - انامع بنی فلان الخ ابن حبان نے انامع معین بن الازدع روایت کیا ہے اور کیف نری کہنے والا لفظہ الاسلمی نقل کیا ہے۔ اور بعض طرق میں ہے من کنت فقد غلب کہ جس کے ساتھ آپ ہوں گے غالب دہی ہوگا اور اس سے مراد قصد خیر اور اصلاح نیت اور لڑائی کا ڈھنگ بتاتا ہے۔

باب: حدیث (۳۲۵۶) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ لَغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَّرَ بِاللَّهِ وَمَنْ أَدْحَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ رَجُلٌ أَدْحَى نَسَبٌ فَلْيَجْزُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے بغیر کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ جانتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا۔ اسی طرح جس نے کسی ایسی قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا جن میں اس کا نسب نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے۔ یہ تعلیمی احکام ہیں یا کفر سے کفرانِ نعمت مراد ہے۔ اگر تو جب کی تو گناہ ساقط ہو جائے گا۔

حدیث (۳۲۵۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَبَاشٍ الْخ سَمِعْتُ وَاللَّهَ بْنَ الْأَسْمَعَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَهْلِكُمُ الْفَرَسِيَّ أَنْ يُلْحِقَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ يُرَى عَنْهُ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ.

ترجمہ۔ حضرت واللہ بن الاسمعؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا افتراء ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے سوا کسی غیر کی طرف نسبت کا دعویٰ کرے۔ یا اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہیں دیکھی یعنی خواب نہیں دیکھا۔ جو نے خواب کو بیان کرے یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی بات کا جھوٹ بولے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

تشریح از قاضی۔ جھوٹ تو بیداری میں بھی گناہ ہے۔ لیکن چونکہ آپؐ نے خواب کو جزء نبوت قرار دیا ہے تو جھوٹا اس جزء نبوت کو بھی مشکوک کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ بہت بڑا افتراء ہوگا۔

حدیث (۳۲۵۸) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْخَسَمِيُّ بْنُ عُبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَلَدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا مِنْ هَذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةٍ قَدْ خَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَسْنَا نَعْلَمُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَأَانَا قَالِ امْرُؤُكُمْ بَارِئٌ وَأَنْتَاهُمْ عَنْ أَرْبَعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَاةَ الزَّكَاةَ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللَّهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْتَاهُمْ عَنِ الدُّبَاةِ وَالْمَحْنَمِ وَالنُّفِيرِ وَالْمُزَلَّتِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا ایک وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے یا رسول اللہ اس قبیلہ کے کفار معمرؓ کے کفار معمرؓ آپؐ کے اور ہمارے درمیان حائل ہیں۔ ہم شہر حرام کے سوا آپؐ کے ہاں نہیں پہنچ سکتے ہیں اگر آپؐ ہمیں کوئی ایسا جامع حکم فرمائیں جس کو آپؐ سے حاصل کریں۔ اور اسے اپنے لوگوں تک پہنچائیں جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے روکتا ہوں۔ ایمان باللہ اور کفر کو حید کی گواہی دینا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور یہ کہ جو قیمت کا مال تمہیں حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کو ادا کرو۔ اور دہاء حنتم۔ فقہ اور مزفت سے تمہیں منع کرتا ہوں یہاں فقہ کی بجائے فقہر آیا ہے۔ گج لکھا ہے ورنہ فقہ اور مزفت کے ایک معنی ہیں جس پر تار کو ملایا گیا۔

حدیث (۳۲۵۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَسَمِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَخُذْ عَلَى الْجَنْبِ إِلَّا أَنْ يَفْتَحَ هُنَا يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر کھڑے ہو کر آپؐ فرماتے تھے خبردار! نکلا رہے ہو یا ہوا مشرق کی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ جہاں سے شیطان کا سیگ نکلتا ہے۔ اور اس سے ربیعہ اور مضہر مراد ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ.

ترجمہ۔ اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ اور اشجع قبیلوں کا بیان۔

حدیث (۳۲۶۰) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخَسَمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنُشُ وَالْأَصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَشْجَعُ مَوَالِي لَكُمْ مَوْلَى ذُوْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش۔ انصار۔ جہینہ۔ اسلم۔ غفار اور اشجع یہ سب تمہارا میرے مددگار ہیں۔ ان کا مددگار سوا اللہ اور اس کے رسول کے اور کوئی نہیں ہے۔

حدیث (۳۲۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَزْوَانَ الزُّهْرِيُّ الْخَسَمِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْجَنْبِ غِفَارُ غَفَرِ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمَ سَأَلَهَا اللَّهُ وَهَضَمَتْ غَضَبَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ بخشنے

کرے۔ اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے اور عصبہ قبیلہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث (۳۲۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمَ سَالَمُهَا اللَّهُ وَغَفَارُ غَفَرَهُ اللَّهُ لَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ صحیح و سالم رکھے اور غفار قبیلہ کی اللہ تعالیٰ بخش کرے۔

حدیث (۳۲۶۳) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُحَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغَفَارُ خَيْرًا مِنْ تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَبَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعَصَعَةَ لَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا لَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعَصَعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بتلاؤ کہ قبیلہ جھینہ، مزینہ، اسلم اور غفار، بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبد اللہ بن غطفان، اور بنو عامر بن صعصعہ سے بہتر ہیں۔ تو ایک آدمی حضرت اقرع بن حابسؓ نے فرمایا کہ وہ ناکام اور نامراد اور نقصان میں رہیں آپؐ نے فرمایا سنو! کہ وہ چاروں قبائل بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبد اللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ سے بہتر و افضل ہیں۔

حدیث (۳۲۶۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزَّانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَنْزَلِيَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَبَجِجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغَفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَخِيسَةَ وَجُحَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَتْفُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغَفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَخِيسَةَ وَجُحَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّيْلِ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت اقرع بن حابسؓ نے کہا کہ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تو حاجیوں کا مال چرانے والے ہیں جن کا تعلق اسلم، غفار، مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جھینہ بھی فرمایا۔ ابن ابوی یعقوب کو شک ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اقرع! مجھے بتلاؤ کہ اسلم، غفار، مزینہ، اور میرا خیال ہے جھینہ بھی فرمایا۔ یہ قبائل بنو تمیم اور بنو عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔ خدا کرے یہ مخالف قبائل نامراد اور نقصان میں رہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں! تو آپؐ نے فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے بقعہ قدرت میں میری جان ہے ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی اکثریت نے اسلام کی طرف سبقت کی ہے۔

حدیث (۳۲۶۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخِزَّانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَفَارُ وَهَيْئَةُ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُحَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلم۔ غفار اور کچھ لوگ حبیبہ اور حریذہ کے۔ یا فرمایا کچھ لوگ حبیبہ کے یا حریذہ کے یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں۔ یا قیامت کے دن اسد۔ نیم۔ ہوازن اور قحطان سے بہتر ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عاہو وعسرو الخ یعنی یہ بنو اسد وغیرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک معقول ہوں گے اور ان کے خائب خاسر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قبائل ان سے دنیا میں افضل ہیں۔

شی من جہینہ او منینہ فک۔ مجموعہ جہینہ و منینہ کے اندر ہے۔ کرا یا جہینہ اور منینہ کے درمیان حرف واؤ یا او ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اسلم۔ غفار وغیرہم ان چار قبائل کو بغیر قبائل سے اس لئے بہتر کہا گیا کہ انہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی۔ دوسرے ان کے قلوب نرم اور اخلاق بلند تھے۔ اور دوسری حدیث میں بھی عاہو وعسرو الخ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ وہاں ہنزہ اسلمہام کا مضاف ہے۔ ای عاہو وعسرو اکدالی مسلم الخ۔

بَابُ ذِكْرِ قُحْطَانَ

ترجمہ۔ قحطان کا بیان

حدیث (۳۲۶۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قُحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِقَصَافَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قحطان قبیلہ کا ایک آدمی خروج کرے گا جو لوگوں کو اپنی لاشی سے ہانکے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قحطان ابولہسن ہے۔ اور لوگوں کو لاشی سے ہانکنے کا مطلب یہ ہے کہ سب لوگ اس کے قابو میں ہوں گے اور ان کی اس طرح مگرلی کرے گا جس طرح گڈر یا اپنی لاشی سے مکیوں کی رکھلی کرتا ہے جو اس کی سلطنت اس قدر وسیع ہوگی اور اس کا روج امام مہدی کے بعد ہوگا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ زمانہ جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے کہ لوگ جگہ پر پا کرنے کے لئے یا آل فلاں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اسلام نے اس پکار سے منع فرمایا۔

حدیث (۳۲۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعٍ جَابِرٌ يَقُولُ هَرَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى كَفَرُوا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لُّغَابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا خَانَهُمْ فَأَخْبَرَ بِكَسَعَةِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوْهَا فَإِنَّهَا غَبِيخَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي اِبْنِ سَلُولٍ أَقْدَ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَتُفْرَجَنَّ الْأَعْرُ

حدیث (۳۲۷۰) حَدَّثَنَا أَبُو الْهَمَانَ الْخَزَمِيُّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُنْمَعُ ذُرُّهَا لِلطَّوَاهِيتِ وَلَا يَجْلِبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالْبَسَائِةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّرُونَهَا لِأَلْيَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرُو بْنَ عَامِرٍ بَنِي لُحَيٍّ الْخَزَاعِيَّ يَجْعُرُ قَصَبَةً فِي النَّارِ لَمَّا كَانَ أَوَّلَ مِنْ سَيْبِ السَّوْآبِ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ بحیرہ اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جس کے کان چیرے جاتے اور اس کا دودھ بھون کھلیں وہ دیا جاتا لوگوں میں سے کوئی شخص اس کا دودھ نہیں نکال سکتا تھا ہمارے نکالنے اور سانبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جسے اپنے معبودان ہاللہ کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا کہ اپنی استریوں کو کھینچ رہا ہے یہ پہلا شخص تھا جس نے اونٹوں کو بھون کے نام پر چھوڑ دینے کا رواج ڈالا۔

قِصَّةُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ بَابُ قِصَّةِ زَمْرَمَ

ترجمہ۔ ابو ذر کے اسلام لانے کا بیان اور باب زمرم کے قصے کا۔

حدیث (۳۲۷۱) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْخَزَمِ الْخ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ لَقْنَا بَنِي قَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غَفَّارٍ قَبْلَهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يُزْعِمُ أَنَّهُ نَبِيُّ قُلُوبٍ لَا يَحْيِي أَنْطَلِقُ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ كَلِمَةً وَإِنِّي بِخَيْرِهِ فَأَنْطَلِقُ فَلَلِقِيهِ ثُمَّ رَجَعَ قُلُوبٌ مَا جِئْتُكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْغَيْرِ وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ قُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِئْنِي مِنَ الْغَيْرِ فَأَعْدَدْتُ جِرَافًا وَعَصَا ثُمَّ أَهْلَيْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَغْرِفُهُ وَأَكْرَهُهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْرَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ لَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ غَرِيبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَنْطَلِقُ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ هَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا سَأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ لَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَنْطَلِقُ مَعِي قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَلْتَمَسَ هَلِيبُ الْهَلْدَةِ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كُنْتُ عَلَى أُخْبِرْتُكَ قَالَ فَاتَى الْفَلَّ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَّغْنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَهُنَا رَجُلٌ يُزْعِمُ أَنَّهُ نَبِيُّ قَالٍ فَارْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِئْنِي مِنَ الْغَيْرِ فَارْدُدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَحَدْتَ هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبَعْنِي ادْخُلْ حَيْثُ ادْخُلَ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَالَكَ عَلَيْكَ فَمَتُّ إِلَى الْحَاطِيطِ كَأَنِّي أَصْلَحُ نَفْسِي وَأَمْضِي أَنْتَ فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْتُ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَمَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَائِي فَقَالَ لِي يَا أَبَا ذَرٍّ أَكُنْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَاقْبَلْ قُلْتُ وَاللَّهِ بَعْدَكَ بِالْحَقِّ لَا ضَرْعَ فِيهَا

بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَفَرِشَ فِيهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِي ۖ لَقَامُوا لَصْرِبَتْ لَأَمُوتَ فَأَذْرَكْنِي الْعَبَّاسُ فَأَكْبَ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ وَمَنْحَرُكُمْ وَمَنْحَرُكُمْ عَلَى غِفَارٍ فَأَلْقَبُوا عَنِّي فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِي لَصْنَعِ بِي مِثْلَ مَا صْنَعَ بِالْأَمْسِ وَأَذْرَكْنِي الْعَبَّاسُ فَأَكْبَ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكُنَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جمرہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہیں میں حضرت ابوذرؓ کے اسلام لانے کی خبر نہ سناؤں ہم نے کہا کیوں نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں قبیلہ غفار کا ایک آدمی تھا مجھے یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک آدمی کا ظہور ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ تو میں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ تم اس آدمی کے پاس جا کر بات چیت کرو اور مجھے انکے حالات کی خبر لا کر سناؤ چنانچہ وہ گیا اس کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا تیرے پاس کیا خبر ہے۔ وہ کہنے لگا اللہ کی قسم! میں نے اس کو ایک ایسا آدمی پایا جو تنگی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو تسلی بخش خبر نہیں لایا تو میں نے ایک تھملا اور لاٹھی لی اور مکہ کی طرف چل پڑا پس میں پھرنے لگا آپ کو پہنچا تا نہیں تھا اور آپؐ کے متعلق کسی سے پوچھا پسند نہیں کرتا تھا۔ دحرم کا پانی پیتے کئی دن گزر گئے میری رہائش مسجد حرام کے اندر تھی۔ اتفاقاً حضرت علیؓ کا میرے پاس سے گزر ہوا فرمانے لگے کہ یہ کوئی مسافر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں! فرمایا میرے ساتھ گھر چلو۔ میں ان کے ساتھ چلنے کو چل پڑا۔ لیکن نہ وہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنے اور نہ ہی میں ان کو کچھ بتلاتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو سویرے سویرے میں مسجد کی طرف جانا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی سے پوچھوں لیکن کوئی مجھے اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتاتا تھا۔ بالآخر پھر حضرت علیؓ کا میرے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا اس آدمی کے لئے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ وہ اپنی منزل مقصود کو پہچان سکے۔ میں نے کہا نہیں فرمایا تو میرے ساتھ چل۔ پھر پوچھا تیرا کیا کام ہے۔ اور کون سی ضرورت تھی اس شہر میں لے آئی ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ رازداری سے کام لیں تو میں آپ کو بتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں میں ایسا کروں گا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ یہاں پر ایک آدمی کا ظہور ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ میں نے ان سے بات چیت کرنے کے لئے اپنے بھائی کو بھیجا تھا وہ واپس آیا لیکن اس نے مجھے کوئی تسلی بخش بات نہیں بتلائی۔ میں خود ان سے ملاقات کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں۔ تو آپ حضرت علیؓ نے فرمایا تو ٹھیک راستے پر آ گیا ہے۔ میں بھی ان سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پس میرے ساتھ چلے آؤ۔ جس جگہ میں داخل ہو جاؤں تم بھی وہاں داخل ہو جاؤ۔ اگر مجھے کسی شخص سے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہو تو میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہ دکھانے کے لئے کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں۔ آپ چلے جانا رکنا نہیں چنانچہ حضرت علیؓ چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ وہ اور ان کے ہمراہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے میں نے عرض کی آپ میرے سامنے اسلام پیش کریں۔ آپؐ نے اسے میرے سامنے پیش کیا۔ تو میں اسی وقت اسی جگہ مسلمان ہو گیا۔ آپؐ نے میرے سے فرمایا اے ابوذر! ابھی اپنے اسلام کو ظاہر نہ کرو اپنے شہر واپس چلے جاؤ جب تمہیں یہ خبر پہنچے کہ ہمارا غلبہ ہو گیا ہے تو پھر آ جاؤ۔ جس پر میں نے کہا مجھے اس ذوالجلال کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں تو ان قریش کے درمیان حج حج کر اس کا اظہار کروں گا چنانچہ مسجد حرام میں آئے جہاں قریش بھی موجود تھے فرمانے لگے اے قریش کی جماعت میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تو وہ کہنے لگے اٹھو اور اس دین سے ہٹ جانے والے صابی کو پکڑو چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے مارتے مارتے ادھ موا کر دیا۔ حضرت عباسؓ میری مدد کے لئے پہنچے اور میرے اوپر گر پڑے پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے لئے غرابی ہوا ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے لگے ہو جو قبیلہ غفار کا آدمی ہے تمہارا تمہاری راستہ اور گذرگاہ قبیلہ غفار سے ہے پس وہ لوگ میرے سے ہٹ گئے پس دوسری صبح ہوئی تو پھر میں نے اسی طرح اعلان کیا جس طرح کل کیا تھا۔ وہ کہنے لگے اٹھو اور اس صابی کو پکڑو۔ پس انہوں نے میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو کل میرے ساتھ کیا تھا۔ پس حضرت عباسؓ میری امداد کو پہنچ گئے اور میرے اوپر آ کر گر پڑے اور ان سے وہی کچھ کہا جو کل گذشتہ انہوں نے کہا تھا پس یہ پہلا اظہار اسلام ابوذرؓ کا تھا۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ - واسکرمان اسال عنہ کسی سے سوال اس لئے نہیں کرتے تھے کہ کہیں اس کی وجہ سے انہیں تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ دوسرے آپؐ کے مخالف اور موافق کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔

فتمت الی الحائط یہ کارروائی اس لئے تھی تاکہ لوگوں کو علم نہ ہو سکے کہ یہ حضرت علیؓ کے ہمراہی ہیں تاکہ ہمراہی ہونے کی صورت میں ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظ نے بھی مناقب میں یہی بتلایا ہے کہ سوال اس لئے نہیں کرتے تھے کیونکہ قریش ہر شخص کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ جو ان کا قصد کرتا تھا۔ اور اس لئے بھی مارتے تھے کہ کہیں آپؐ کا دین پھیل نہ جائے۔ اس لئے مسائل کی رہنمائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی آپؐ کے پاس لوگوں کا اجتماع ہونے دیتے تھے۔ یا دھوکہ دے کر اس کو دابھس ہونے پر مجبور کر دیتے تھے۔ مولانا محمد حسن عسکریؒ کی تقریر میں ہے فلما اصبحت جب رات ان کی حضرت علیؓ کے گھر میں بسر ہوئی تھی تو صبح کو بھی وہاں سے نکلے تھے۔

اما انا للرجل بصرف الخ اس سے مراد ابوذرؓ ہیں۔ اور يعرف بغاویل مصدر فعل کا قائل ہے۔ اور للرجل مفعول لہ ہے۔ یعنی ابھی تک اس آدمی کو مطلوب شخص کا گھر معلوم نہیں ہو سکا۔ فتمت الحائط اور بعض روایات میں ہے کہ میں پیشاب کرنے کے بہانے رک جاؤں گا۔ لیکن یہ دونوں باتیں حضرت علیؓ نے فرمائی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ - اسلام ابی ذر کا قصد تو اسلام ابی بکر کے بعد آ رہا ہے یہاں مقصود قصہ زمزم ہے کہ حضرت ابوذرؓ بھی روز تک صرف زمزم کے پانی پر اتکنا کرتے رہے۔ حضرت ابوذرؓ جن کا نام جندب ہے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلامی سلام پڑھا۔ اور اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں شخص ہیں۔ اور بعثت نبویؐ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے بھائی کا نام انیس تھا جو حضرت ابوذرؓ کے ہمراہ مسلمان ہوئے شاعر تھے۔ ان دونوں کی والدہ بھی مسلمان ہو گئی تھی۔

اسلمت مکانی ای فی الحال لیکن یہ عجمت دیکھنے کے بعد ہوا جس پر دیگر روایات دلالت کرتی ہیں۔ لاصح عنہ اگر اشل ہو کہ انہوں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کیوں کی۔ تو کہا جائے گا کہ ان کو قرآن سے معلوم ہو گیا کہ آپؐ کا یہ حکم ایجاب کے لئے نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ ان کا نعرہ بن کر خاموش ہو گئے۔ صابی از ناقص وردی بھسبو سے ہوتا اس کے معنی مال الی الجھل کے ہیں۔ اور مہمود اللام ہو۔ صاباً تو عجم من دین الی آخر کہ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونا۔ ضربوا لاموت یعنی ضربوہ ضرب الموت۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

ترجمہ۔ عرب کی جہالت کا بیان

حديث (٣٢٤٢) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحِمْصِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَالْمَرْءُ مَا فَوْقَ الْعَالِيَيْنِ وَمَا فِي سُورَةِ الْاِنْتِقَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تمہیں عرب کے جہالات معلوم کرنے ہوں تو مسودۃ انعام کی ایک سوتیلی آیات پڑھو۔ جس کی ابتداء **لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ** سے ہے۔ اور انشاء اللہ صلوا و ما کانو مہتدین ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - لعلوا اولادہم لڑکیوں کو فخر کے خوف سے مار ڈالتے تھے یہ ان کی جہالت اور بے وقوفی تھی۔ کیونکہ فخر تو ان کا کردہ ضرر رساں ہو تو موہوم تھا لیکن قتل تو فوری گناہ تھا وہ بہت بڑا جرم تھا۔ تو بڑی مصیبت کو موہوم ضرر کے خدشے سے مول لیتا یہ سفاہت اور بے وقوفی ہے۔ جو عدم علم اور جہالت سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ دانشمندی بڑی مصیبت ٹالنے کیلئے جمہوری کو اختیار کر لیتا ہے اھون الہالعین کا اختیار کر لینا دانشمندوں کا مقولہ ہے۔

بَابُ مَنْ اتَّسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ باب اس مختص کے بیان میں جو زمانہ اسلام اور جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرف منسوب ہو

حديث (٣٢٤٣) قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنِ الْكَرِيمِ
ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ ابْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلِيلِ اللَّهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو عمرو والہ ہریہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شریف بیٹا شریف کا پوتا شریف کا اور پڑپوتا شریف کا۔ یوسف بیٹا یعقوب کا جو اسحاق کے بیٹے تھے جو ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے تھے۔ یہ تو اسلامی نسب ہے اور حضرت برادر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ جاہلیت کا نسب ہے۔

حديث (٣٢٤٣) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْخَطَّابِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاتَّخِذْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطْنِ فُزَيْشٍ وَقَالَ لَنَا فَيْبِضَةُ الْخَطَّابِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاتَّخِذْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنا شروع کر دیا یا ہنو فہر اور او ہنو عدی قریش کے چند قبائل میں سے ہیں اور دوسری سند سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں

کہ جب یہ آیت النور عشر تک الخ نازل ہوئی تو آپؐ نے ایک ایک قبیلہ کو پکار پکار کر دعوت دینی شروع کر دی گویا کہ اس سے یا یہی فہر وغیرہ کی تعمیر کر دی کہ یہ قبال تھے۔

حدیث (۳۲۷۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اسْعُرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْعُرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْقَوَامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ يَا لَطِيمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ اسْعُرِي أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللَّهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلَانِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو عبد مناف اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو چھڑا لو۔ اے بنو عبد المطلب اتم بھی اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچا لو۔ اے زبیر بن عوام کی اماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھو بھی بھی ہے۔ اور اے لاطیمہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اتم دونوں بھی اپنے آپ کو اللہ کی پکار سے بچا لو میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ تو میرے مال میں سے جو کچھ چاہو مانگو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ واللہ عشر تک الاقرین یہ عمل ترجمہ ہے کہ عشرہ کی نسبت آپؐ کی طرف کی گئی ہے حالانکہ وہ قبال کا فر تھے۔ اور پھر ان کو پکار کر آپؐ کا دعوت دینا یا آپؐ کی طرف سے تسلیم کر لینا ہے کہ یہ قبال آپؐ کے قرعہ رشتہ دار تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظہ قرأت ہے کہ ان قبال سے آپؐ کی قرعہ رشتہ داری صرف تعاون اور مناظرہ میں تھی میراث کے بارے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ کتاب الفرائض میں آئے گا۔ علامہ حقیؒ فرماتے ہیں کہ یہیں تمام امور میں قرابت ثابت ہے اس میں تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ نیز اسی سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی حصہ والا نہ ہو تو عاہل اور دیگر ذوی الارحام وارث ہوں گے۔ دوسری احادیث بھی احناف کا متصل ہیں۔ جن کو علامہ حقیؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ جو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ پر حجت ہیں جو عاہل اور ذی الارحام کو محروم الارث قرار دیتے ہیں۔ امام احمد اس مسئلہ میں احناف کے ساتھ ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب الفرائض میں ترجمہ قائم کیا ہے۔

مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ الْفَسْهَمُ قَسَطَانِيؒ فرماتے ہیں کہ فی النبیۃ الہم والحدیث الخ

تشریح از قاسمیؒ۔ حمہ رسول اللہ وہ منیہ بنت عبد المطلب ہیں۔ یہ واقعہ ابتداء اسلام میں مکہ میں پیش آیا۔ جب کہ ابن عباسؓ ہجرت سے صرف تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور ابو ہریرہؓ مدینہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت فاطمہؓ ان دونوں چھوٹی بیٹی یا سر لہجہ ہوں گی۔ تو اس واقعہ کو دوسرے پر محمول کیا جائے یا اسے مراصل صحابہ میں سے شمار کیا جائے۔ در نہ اس وقت ابولہبؓ بھی موجود تھا جو بدر میں مارا گیا۔ یا دوسری مرتبہ فاطمہؓ الزہراءؓ کو نہا ہو۔ اور ان عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اس وقت موجود ہوں۔

بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ قوم کا بھانجا اور آزاد کردہ غلام اسی قوم سے شمار ہوگا۔

حدیث (۳۲۷۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ خَرَّبٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِّنْ هَبْرَئِيلَ قَالَوْا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر انصار کو بلایا۔ جب وہ آئے تو ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر کوئی غیر تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اور تو کوئی نہیں سوائے ہمارے بھانجے کے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں سے ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث باب سے ترجمہ کا جزء اول تو ثابت ہو گیا۔ جزء ثانی کو اس پر قیاس کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ نے مولی القوم منہم کی روایت کو ذکر نہیں فرمایا۔ یا تو وہ روایت ان کی شرائط کے مطابق نہیں۔ لیکن یہ جواب اس لئے نہیں کہ خود امام بخاریؒ نے کتاب الفرائض میں حضرت انسؓ کی روایت لائے ہیں جس میں ہے مولی القوم منہم من الفسہم اور ابو ہریرہؓ سے بھی مضمون ترجمہ ثابت ہے تو علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے اس جگہ ذکر نہیں کیا۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي أَرْفَدَةَ

ترجمہ۔ حبش کا قصہ اور آپؐ کا بنی ارفدہ فرمانا۔

حدیث (۳۲۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَمْدَنِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْتَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامٍ مَنِي تَلَقَّيْنِ وَتَضَرَّبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَمَشِّحٌ بِقَوْعِهِمَا فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعُهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامٌ عِيْدٌ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مَنِي وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعْرِي وَيَأْتِي النَّظْرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَرَجَّحَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُهُمْ أَمَّا بَنِي أَرْفَدَةَ فَبَغَى مِنَ الْأَمْنِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ ان کے پاس دو چھوٹی لڑکیاں مٹی کے دنوں میں گاری تھیں۔ اور دف بجاتی تھیں اور اس کو خوب ہنسنی تھیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے سے منہ چھپائے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان بچہوں کو ڈانٹا تو آنحضرتؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ انور سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا اے ابو بکر! ان کو چھوڑ دو یہ تو خوشی کے دن ہیں۔ وہ دن مٹی کے دن تھے۔ جن میں لوگ فارغ ہوتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی شغل اختیار کرتے ہیں کنگریاں تو بعد از ظہر چھیننی پڑتی ہیں۔ نیز آنحضرتؐ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے مجھے چھپا رکھا تھا اور میں حبشی جوانوں کی طرف دیکھ رہی تھی جو مسجد نبویؐ میں گد کا کھیل رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ اے بنی ارفدہ تم امن سے رہو تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امن اس سے مشتق ہے جو حال واقع ہو رہا ہے۔ یا مفعول مطلق ای امنوا امننا لیس لا حد ان یمنعکم کہ تم امن سے کھیلنے رہو کوئی منع نہیں کر سکتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بنی ارفدہ کہتے ہیں کہ حبشہ لقب ہے یا ان کے جدا کبر کا نام تھا۔ صوفیہ نے حدیث باب سے قصص اور سماع کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ لیکن جمہور علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حبشی لوگ تو جنگی تربیت حاصل کرنے کیلئے چھوٹے نیردوں سے مشق کر رہے تھے۔ کہاں جنگی مشق اور کہاں یہ قصص اور کہاں یہ سرود کے ساتھ گانا بجانا قصص ابوہریرہؓ اور مشق مطلوب ہے۔ دونوں قصصوں میں فرق واضح ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے نسب کو گالی دلا نا پسند نہیں کرتا۔

حدیث (۳۲۷۸) حَدَّثَنَا هُفَافُ بْنُ أَبِي هَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَنُ النَّبِيِّ لِيُجِئَا الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ يَنْسَبُونِ فَقَالَ حَسَنٌ لَا سَلْتُكَ مِنْهُمْ كَمَا تَسَلُّ الشُّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَنًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَالِحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ لَفَعَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَتْ بِحَوْالِهَا وَنَفَخَهُ بِالسَّيْفِ إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت حسانؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین مکہ کی جھوٹے کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی جس پر آپؐ نے فرمایا ان کے ساتھ میرے نسب کو کیسے بچاؤ گے۔ کیونکہ میری تو ان سے رشتہ داری ہے تو حضرت حسانؓ نے فرمایا میں آپؐ کو ان میں سے ایسے کمال لوں کا جیسے ہال گوند سے ہوئے آنے سے نکالا جاتا ہے۔ عن ابیہ اور حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت حسانؓ کو گالی دینے لگا کہ انہوں نے معاملہ لک میں حصہ لیا تھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اپنی عزت کا خیال نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لحاظ ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدافعت کرتے تھے۔ کہ مشرکین کی جھوٹا جواب اشعار میں دیتے تھے۔ امام بخاری لغوی تحقیق فرماتے ہیں کہ ابو الہیثمؓ فرماتے ہیں کہ لفعحت الدابة اس وقت بولتے ہیں جب جانور اپنے کھروں کو پھینکے اور نفخہ بالسيف جب دور سے کسی پر تلواریں کاردار کرے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی جیسے ہال پر آنے کو گالی اڑ نہیں ہوتا ایسے آپؐ کے نسب پر بھی کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ کہ میں ان کی جھوٹا کے افعال اور عادات پر کروں گا۔ نسب کو نہیں چھیڑوں گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کے بارے میں۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ مَحْمُودٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَقَوْلُهُ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت گیر ہیں۔ اور میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ تو ان آیات سے دو نام محمد اور احمد معلوم ہوئے۔

حدیث (۳۲۷۹) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُمَسَتْ أَسْمَاءُ آتَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَبَا الْمَاجِئِ الَّذِي يَمْشِي اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ وَأَنَا الْعَالِقُ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ احمدوں اور ماجی ہوں۔ میرے ذریعہ

سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاضر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے۔ اور میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث (۳۲۸۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتُمُونَ مُلْتَمًا وَيَلْعَنُونَ مُلْتَمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو گالی اور ان کی لعنت کو میرے سے کیسے پھیر دیا۔ وہ مذم کو گالی دیتے ہیں اور مذم پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

تشریح از شیخ نگلوہنی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صریح کلمہ کے مقابلہ میں استعارہ کنایہ کا کوئی اعتبار نہیں اور اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت کی وجہ سے آپ کا کوئی ایسا نام نہیں لیتے تھے جو آپ کی مدح پر دلالت کرے۔ اس لئے محمد کی بجائے مذم کہتے تھے کیونکہ محمد کا معنی ہے کثیر الخصال الحمید بہت اچھی خصلتوں والا تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مذم کے ساتھ ایسا کرے۔ حالانکہ آپ کا نام تو مذم نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگ اس کو پہچانتے تھے تو جو کچھ وہ آپ کے بارے میں کہتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو آپ سے پھیر دیتا۔ اور مثل مشہور ہے کہ القاب آسمان سے اترتے ہیں۔ ابولہب کی بیوی عوراء کہتی تھی۔ ملثم فلینا و دینہ ابینا و امرہ عصینا ترجمہ کہ ہم مذم سے بغض رکھتے ہیں۔ اس کے دین سے انکار کرتے ہیں اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔

لا عبرة للعیر حافظ فرماتے ہیں کہ امام نسائی نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ جو شخص ایسا کلام کرے جو طلاق یا فرقہ کے معنی کے منافی ہو اور اس سے طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسے کسی نے بیوی سے کہا تو کھا پھر کہتا ہے میری مراد اس سے طلاق تھی۔ تو عورت مطلقہ نہیں ہوگی کہ کھانے کی کبھی بھی طلاق سے تفسیر نہیں کی گئی۔ اسی طرح مذم کی تفسیر بھی محمد سے نہیں کی گئی۔

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ

ترجمہ۔ باب آخری نبی کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانَ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْلَى وَمَقْلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فَبَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَ بِهَا وَيَخْرُجُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبْنَةِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اور پہلے انبیاء کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے۔ جس نے ایک مکان بنایا اسے پورا کیا اور خوب صورت بنایا۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس مکان میں داخل ہو کر اس کی عمدگی پر تعجب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کاش ایک اینٹ کی جگہ پر ہو جاتی۔

حدیث (۳۲۸۲) حَدَّثَنَا فَتْيِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَقْلَى وَمَقْلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَقْلٍ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَبَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَ بِهِ وَيَخْرُجُونَ وَيَقُولُونَ هَلَا وَضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ قَالَ فَاِنَّا لِلْبْنَةِ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور میرے سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا حال اس

قصص کے حال کی طرح ہے جس نے ایک گھربنایا اسے اچھا بنایا اور خوب صورت کیا۔ مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اب لوگ آ کر اس کے ارد گرد گھومتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ آپ فرماتے ہیں میں وہی اینٹ ہوں اور میں تمام نبیوں کا قسم کرنے والا آخری نبی ہوں۔

تشریح از قاسمی۔ حضور کے پانچ نام یا تو ام سابقہ میں مشہور تھے یا کتب سابقہ میں تھے۔ یا راوی کے نزدیک پانچ ہیں۔ ورنہ آپ کے اسماء گرامی تو بہت ہیں یا یہ کہ یہ نام پہلے نہیں رکھے گئے۔ لہٰذا جب تک اینٹ آگ میں نہ پکے اسے لہٰذا کہتے ہیں۔ جب پک جائے تو وہ آجرو کہلاتی ہے۔ اور حدیث یہ ضرب اشل سمجھانے اور تقرب الی اللہ کے لئے بیان کی گئی ہے۔ مسئلہ ختم نبوت پر اکابر کے رسائل کثیرہ طبع ہو چکے ہیں۔ یہ احادیث بھی ان میں موجود

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّى وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَقَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جب ہوئی تو آپ تریسٹھ سال کی عمر کے تھے سعید بن مسیب نے بھی ابن شہاب کو اسی طرح خبر دی ہے۔

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۴) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ زَجَلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَلَا تَقَالِبْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُنْتُوا بِكُنْيَتِي.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کسی آدمی نے پکارا اے ابوالقاسم! آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ اس کی مراء نہیں تھے جس پر آپ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ لیکن یہ زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھا۔ اب اسم اور کنیت دونوں کا اختیار ہے۔ بحث گذر چکی ہے۔

حدیث (۳۲۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكُنْتُوا بِكُنْيَتِي.

ترجمہ۔ حضرت جابر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرے نام جیسا اپنا نام رکھو میری کنیت جیسی کنیت نہ رکھو۔

حدیث (۲۳۸۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا قَالَ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا مِثْعَثُ بِهِ سَمِعِي وَبَصَرِي إِلَّا بَدْعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكِبٌ فَأَذْعُ اللَّهُ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ.

ترجمہ۔ عبید بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید کو دیکھا کہ وہ چار نوے ۹۴ سال کے ہیں خوب طاقت ور اور صحیح سالم۔ فرمانے لگے تم جانتے ہو کہ یہ کان اور آنکھ جس سے مجھے فائدہ پہنچایا گیا ہے یہ محض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و دعا کا نتیجہ ہے مجھے میری خالہ آپ کی طرف لے گئیں کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا یا بھار ہے اس کیلئے دعا فرمائیے۔ فرماتے ہیں پس آپ نے میرے لئے دعا فرمائی یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے جو فصل کا کام دیتا ہے اور من وجر باب سابق سے مناسبت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن الفاظ سے خطاب کیا جاتا تھا وہ یا محمد یا ابا القاسم یا رسول اللہ ہیں۔ ادب بلکہ اچھا یہ ہے کہ آپ کو یا رسول اللہ سے خطاب کیا جائے۔

بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

ترجمہ۔ باب مہر نبوت کے بیان میں

حدیث (۳۱۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدٍ النَّخَعِيُّ عَنِ الْجُعْفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ ذَهَبْتُ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنِ أُمِّتِي وَقَعَ لِمَسْحَ رَأْسِي وَذَعَالِي بِالْهَزَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَنَسَبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْدٍ اللَّهُ الْخَجَلَةُ مِنْ حُجَلِ الْقُرَيْشِ الَّذِي بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ رِزِّ الْخَجَلَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الصَّحِيحُ الرَّاءُ قَبْلَ الرَّاءِ.

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میری خالہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئیں کہنے لگیں یا رسول اللہ! میرا بھانجا بیماری میں پڑ گیا ہے یا بھار ہے تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ آپ نے وضو پانی تو میں نے آپ کے پیچے ہوئے وضو کے پانی کو پیا۔ پھر آپ کی پیچھے کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو دلہن کی جگ کی گھنڈی کی طرح تھیں ابن عبید اللہ فرماتے ہیں جملہ گھوڑے کی وہ سفیدی جو اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے اور ابراہیم بن حمزہ نے رز الخجلہ کی تری کے اڑے کی طرح۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ذاء سے پہلے راء ہے۔ یعنی رز بمعنی گھنڈی کے ہے۔

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۸) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْغَضْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ يَا بَنِي شَيْبَةَ بِالنَّبِيِّ لَا شَيْبَةَ بَعْلِي وَعَلِيٌّ يَضَعُكَ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے عمر کی نماز پڑھی۔ پھر باہر نکل کر چل پڑے پس آپ نے حضرت حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا فرمانے لگے میرے باپ کی قسم! یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں۔ حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں اور حضرت علیؓ نہیں رہے تھے۔

حدیث (۳۲۸۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْعَسَنُ يُشَبِّهُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حضرت حسن ان کے اہم شکل نظر آتے تھے

حدیث (۳۲۹۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْعَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشَبِّهُهُ فَلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ صِفَهُ لِي قَالَ كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ فُلُوصًا قَالَ فَقَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تَقْبِضَهَا.

ترجمہ۔ حضرت اسمعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جحیفہ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ حضرت حسن بن علی ان کے ہم شکل تھے۔ تو میں نے حضرت ابو جحیفہ سے کہا کہ مجھے کچھ آپ کا حال بیان کریں۔ فرمایا وہ سفید رنگ کے تھے۔ جب کہ سر کے بال رلے لے کچھ سفید اور کچھ سیاہ تھے آپ نے ہمارے لئے تیرہ نوجوان اونٹنیوں کے عطیہ کا حکم دیا۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے ان پر قبضہ کرنے سے پہلے بال جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

حدیث (۳۲۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْخ عَنْ وَهَبِ أَبِي جُحَيْفَةَ السَّوَالِي قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتَيْهِ السُّفْلَى الْعَنَقَقَةُ.

ترجمہ۔ حضرت وہب ابی جحیفہ السَّوَالِی فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور میں نے آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی پر کچھ سفید بال بھی دیکھے تھے۔

حدیث (۳۲۹۲) حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ الْخ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرِ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عُنُقَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ.

ترجمہ۔ حضرت حریز بن عثمان سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن برحقابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے۔ فرمایا کہ آپ کی ٹھوڑی پر کچھ ٹھوڑے سے سفید بال تھے۔

حدیث (۳۲۹۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رُبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَرْهَرُ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقٍ وَلَا أَدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ لَطِيطٍ وَلَا سَبَطٍ رَجُلٍ أَنْزَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتَيْهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رُبْعَةً قَرَأْتُ شَعْرًا مِنْ شَعْرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرٌ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ أَحْمَرٌ مِنَ الطَّيِّبِ.

ترجمہ۔ ربیعہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرتے تھے۔ فرمایا کہ آپ قوم میں سے درمیانے قد کے آدمی تھے یعنی نہ بالکل لمبے نہ تڑکے اور نہ چھوٹے قد کے۔ گلابی رنگ تھا یعنی نہ تو بالکل سفید براق تھے اور نہ ہی گندم کوئی۔ آپ کے بال نہ تو بالکل سخت نہ تو گھرا لے تھے۔ اور نہ ہی بالکل کھلے ہوئے۔ بلکہ آپ مڑے ہوئے بالوں والے تھے۔ آپ چالیس سال کی عمر

کے تھے تو آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ مکہ میں دس سال تک ٹھہرے رہے کہ آپؐ پر برابر وحی آتی رہی۔ البتہ تین سال درمیان میں وحی منقطع ہو گئی۔ اور مدینہ میں دس سال رہے۔ اور جب آپؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال میں نے بھی دیکھا تھا جو سرخ تھا میں نے تو چھاسرخ کیوں کہا گیا۔ کہ خوشبو کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الحجلہ من حجل الفرس اس تفسیر سے حجلہ کا مادہ اشتقاق ملتا ہے۔ نہ کہ روایت کے اندر یہ معنی مراد ہیں۔ بنا بریں اس تفسیر کو غلط قرار دینے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ حافظہ فرماتے ہیں کہ حجلہ پاؤں میں ہوا کرتی ہے آنکھوں کے درمیان جو سفیدی ہوتی ہے اسے غرہ کہتے ہیں۔ اس طرح علامہ عینیؒ نے اعتراض وارد کیا ہے حجلہ الفرس سے تفسیر کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ گھوڑے کی دو آنکھوں کے درمیان جو سفیدی ہوتی ہے اسے بھی غرہ کہتے ہیں۔ اور حجلہ پاؤں میں ہوتی ہے۔ اگر بالفرض ہم اس تفسیر کو صحیح بھی مان لیں کہ اس سے سفیدی مراد ہے تو پھر رز کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ مولانا محمد حسنؒ کی تقریر میں ہے کہ حجلہ پاؤں میں ہوتا ہے۔ اور جو سفیدی پیشانی میں ہوا ہے غرہ کہتے ہیں۔ لہذا یہ تفسیر صحیح نہ ہوئی۔ نیز! اس جگہ تشبیہ شکل اور گولائی میں بیان کرنا ہے۔ یہ بات پیشانی کی سفیدی میں نہ پائی جاتی۔

رز الحجلہ کیونکہ کاغذ صحیح یہ ہے کہ مصنفؒ کی غرض یہ ہے کہ رز الحجلہ کہنا غلط ہے لیکن اس غلطی سے نفی غلط ہونا لازم نہیں آتا بلکہ دلوں تفسیر صحیح ہیں۔ سرورج کے اندر اس جگہ ایک اور اعتراض بھی وارد ہے کہ متن حدیث کے اندر رز الحجلہ نہیں ہے بلکہ متن حدیث صرف نظرت الی خاتم بین کتفہ تو ابن عبید اللہ سے جب اس کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے رز الحجلہ سے تفسیر کر دی۔ مگر ان سے حجلہ کے معنی پوچھے گئے تو انہوں نے حجلہ الفرس سے اس کی تشریح کی۔ اصلی وجہ یہی ہے باقی رز اور رز میں بھی کافی اختلاف ہے جو مثال میں دیکھی جاسکتی ہے۔

احمر من الطیب مولانا محمد حسنؒ کی نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں حرمت آپؐ کے زمانہ حیات میں نہیں تھی کہ وہ ہمارے زمانہ تک باقی رہ گئی ہو۔ بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد جو لوگ خوشبو لگاتے رہے۔ اس سے وہ بال سرخ ہو گئے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد جن لوگوں کے پاس کچھ بال تھے انہوں نے ان کو رنگ لیا تا کہ وہ باقی رہ جائیں۔ رواہ دارقطنی۔

حدیث (۳۲۹۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِي وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِيطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشَرَ سِنِينَ فَتَوَفَّاهُ اللَّهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لمبے تر کٹے تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے۔ نہ بالکل سفید براق رنگ کے تھے۔ اور نہ ہی گندم گونی تھے اور نہ ہی سخت گھونگھرالے بالوں والے تھے۔ اور نہ بالکل کھلے بال تھے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کے خاتمہ پر نبوت سے نوازا۔ مکہ میں دس سال رہے (کسر کو چھوڑ دیا گیا ہے) اور مدینہ میں بھی دس سال رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بلا لیا تو آپؐ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

حدیث (۳۲۹۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور آپؐ کے اخلاق بھی سب لوگوں سے اچھے تھے۔ قد بالکل لمبا ترنکا بھی نہیں تھا۔ اور نہ بالکل چھوٹا ٹھنکا۔

حدیث (۳۲۹۶) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخِ سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صَلَاحِهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے۔ فرمایا نہیں البتہ آپؐ کی کن پٹیوں کے پاس کچھ رنگین بال تھے۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید بال ٹھوڑی۔ کن پٹی۔ اور کچھ سر کے حصہ میں تھے۔ اور زرد رنگ بعض اوقات میں ثابت ہے ورنہ اکثر اوقات نہیں رنگتے تھے۔

حدیث (۳۲۹۷) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْخِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَابَيْنِ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ يَتَلَوَّى شَحْمَةً أُذُنِيهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ لَمْ أَرِ شَيْئًا لَقَطَ أَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ مَنْكِبِيهِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے آدمی تھے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان ٹھوڑی سی دوری تھی آپؐ کے بال دونوں کانوں کے نرم حصہ تک پہنچتے تھے میں نے آپؐ کو سرخ دھاری دار پوشاک میں دیکھا۔ آپؐ سے زیادہ خوب صورت میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا اور یوسفؑ نے الی منکیہ نقل کیا ہے۔

۔ رخ مصطلح ہے وہ آئینہ کباب ایسا دوسرا آئینہ نہ ہماری چشم خیال میں اور نہ دکان آئینہ ساز میں (از مرتب)

حدیث (۳۲۹۸) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخِ قَالَ سِئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا گیا کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلواری کی طرح تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔ یعنی صرف چمک میں تلوار کی طرح نہیں بلکہ چمک اور گولائی میں چاند کی طرح تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے اس کے منہ پہ چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

حدیث (۳۲۹۹) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ الْخِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبُطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ كَانَ تَمْرٌ مِنْ زَوَائِهَا الْمَرْأَةُ وَقَامَ النَّاسُ فَبَجَعُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهَا وَجُوهَهُمْ قَالَ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَوَضَعَتْهَا عَلَى وَجْهِهِ لِإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الْفُلْجِ وَأَطْيَبُ وَرَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت وادی بطحاء کی طرف تشریف لائے وضو کیا کی پھر ظہر کی دو رکعت نماز ادا کی اور عصر کی بھی دو رکعت مسافر والی نماز ادا فرمائی۔ آپؐ کے سامنے سترہ کے طور پر چھوٹا نیزہ گڑا ہوا تھا شعبہؓ فرماتے

ہیں کہ حضرت عون نے اپنے باپ سے یہ الفاظ بھی زائد نقل کئے کہ اس عجزہ کے پیچھے عورت گذرتی تھی جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہرہ پر پھیرتے تھے میں نے بھی آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرہ پر رکھ دیا جو ہر طرف سے زیادہ شہد اور کستوری سے زیادہ بہترین خوشبودار تھا۔

حدیث (۳۳۰۰) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَبِي خَالٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْوَدَ النَّاسِ وَأَحْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرَائِيلُ وَكَانَ جَبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوتے تھے۔ جب کہ جبرائیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی تھی۔ اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ سے ملاقاتی ہو کر قرآن مجید کا آپ سے دور کرتے تھے۔ البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوئی آندھی سے بھی زیادہ خیر کے سوا کچھ کرنے والے ہوتے تھے۔

حدیث (۳۳۰۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْخَطَّابِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبَرُّقًا أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمِعِي مَا قَالَ الْمَلَكُ لِي لَزَيْدٍ وَأَسَامَةَ وَرَأَى أَلَدَاهُمَا إِنْ بَعْضُ هَذِهِ الْأَفْقَادِ مِنْ بَعْضٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس خوش خوش تشریف لائے کہ آپ کے چہرہ انور کی سلوٹیں چمکتی تھیں۔ آتے ہی فرمایا کہ کیا تو نے قیاذ شناس مدحی کی بات نہیں سنی جو اس نے حضرت زیدؓ اور ان کے بیٹے اسامہؓ کے قدم دیکھ کر کہی ہے کہ یہ قدم ایک دوسرے میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مدحی جس کا نام معجز تھا۔ جاہل لوگ حضرت زیدؓ اور اسامہؓ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت زیدؓ سفید تھے اور حضرت اسامہؓ کالے رنگ کے۔ اس لئے کہ حضرت زیدؓ کی شادی ایک حبشی باندی ہرکۃ سے ہوئی تھی جو کالی سیاہ تھی۔ اور قیاذ شناس کی بات کا وہ لوگ اعتبار کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت اسامہؓ کے نسب میں آپ کو کوئی شک نہیں تھا۔ اور نہ ہی شری طور پر کوئی حرج تھا۔ الولد للفراش مگر طاعنین کی تسلی سے آپؐ خوش ہوئے۔ اس حدیث کی بنا پر حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قیاذ شناس کا قول مستحبر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا استدلال لائق مالہس لک بہ علم کہ جس بات کا یقین نہ ہو جائے اس پر احماد نہ کرو۔ امام مالکؒ باندیوں میں قائف کا قول حجت مانتے ہیں۔ حرازؒ میں نہیں۔ قائف کا قول مدعوں ہو سکتا ہے۔ حجت نہیں ہو سکتا باقی حضرت اسامہؓ کا نسب قبل ازیں ثابت ہو کر مشہور ہو چکا تھا۔ اور وہ حب رسول مانے جاتے تھے۔

حدیث (۳۳۰۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَطَّابِيُّ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَرَفَّى وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَّ اسْتَبَارَا وَجْهُهُ حَتَّى كَانَتْهُ لِقِطْعَةً قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالک جب غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے تو وہ اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا تو آپ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ الورا یا دسکا تھا گویا کہ وہ چاند کا کلا ہے۔ ہم لوگ آپ کی اس حالت کو خوب پہچانتے تھے۔

حدیث (۳۳۰۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخِزَاعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونٍ بَنَى آدَمُ قُرُونًا فَفَرَّقْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي كُنْتُ فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نسل آدم کے بہترین زمانہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح قرن بعد قرن آتا رہا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں پہنچ گیا جس زمانہ میں اب میں ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قروناً فقرونا مولانا محمد حسن کئی نے اپنی تقریر میں شیخ گنگوہی سے بیان کیا ہے۔ کہ بعثت الخ سے اپنی نسب کی شراعت کو بیان فرمایا ہے کہ وہ قرون جو بنو آدم کے قرون میں سے بہتر تھے میں اسی قرن میں آیا ہوں۔ قرون لوگوں کے طبقہ کو کہتے ہیں۔ قروناً فقرونا کا مطلب یہ ہوا کہ میں بہتر طبقہ میں سے ہوں۔ میرا آپ اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے میرا دادا اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے اس طرح میرا پردادا اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے حتیٰ کہ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام تک جا پہنچا۔ (قرون۔ سو سال۔ ستر سال۔ بلکہ دس سے لے کر ایک سو بیس سال تک کو قرن کہا گیا ہے) لیکن میرے نزدیک بہتر تو یہ ہے کہ اس سے آپ اپنے طبقہ کی افضلیت کو بیان فرما رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی بعثت غیر القرون میں ہوئی۔ جو ابتداء اور انتہا کے اعتبار سے افضل ہے۔ یعنی قرون ماضیہ خیریت میں قروناً فقرونا ترقی کرتے رہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ آدم کا زمانہ چھین کا دور تھا۔ نوح کا زمانہ شباب و جوانی کا دور تھا۔ اور ابراہیم کا دور کہولہ ادویہ پرین کا دور تھا۔ اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مشہخت کا دور ہے۔ یہ تو ابتداء کے اعتبار سے ہوا اور انتہا کے اعتبار سے یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں غیر القرون قرون فی الدین بلونہم بہتر زمانہ میرا ہے۔ پھر بہتر زمانہ ان لوگوں کا ہے جو ان کے متصل ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس حدیث باب کی غرض ہاقتبار سابق کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی افضلیت کو بیان کرنا ہے۔

حدیث (۳۳۰۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْظَرٍ الْخِزَاعِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمَشْرِقُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مَوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کے بالوں کو پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے اور مشرک لوگ اپنے سر کے بالوں کی مانگ (چوٹی) نکالتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو ایسے ہی چھوڑ دیتے تھے اور جن امور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم موصول نہیں ہوتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ بعد ازاں آپ اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالنے لگے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تم فرق الخ جب آپ کو اہل کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا تو آپ نے مانگ نکالنا شروع کیا۔ پھر یہ بھی ہے کہ آپ اہل کتاب کی موافقت اس لئے کرتے تھے کہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ مشرکوں ایسا کرتے ہیں۔ اختراع کرنے والے ہیں یا یہ ابراہیم کے فعل کی اقتداء ہے۔ اگر اس کا سنت ابراہیمی ہونا ثابت ہو جائے تو ان کی اقتداء کا آپ کو حکم تھا۔ مشرکین کا اسے اختیار کرنا آپ کے لئے مانع نہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائاً زمانہ میں جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپؐ کو بہت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا تا کہ اہل کتاب اس سلوک سے شاید اسلام کے قریب آجائیں۔ جب آپؐ ان اہل کتاب کے اسلام لانے سے مایوس ہو گئے اور ان پر بدبختی غالب آگئی تو پھر آپؐ کو بہت سے امور میں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا۔ صوم یوم عاشور الاستقبال قبلہ، مغالطہ حائض، صوم یوم السبت کی مخالفت کا حکم ہوا۔ اور مشرکین کی مخالفت ان امور میں پسند فرماتے تھے جن کا سنت ابراہیمی ہونا معلوم نہ ہوتا۔ جب سنت ابراہیمی ہونے کا علم ہو گیا تو موافقت مشرکین کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس کے نظائر مناسک حج سے واضح ہیں۔

بالقائدانہ اولی ان اولی الناس باہراہیم للذین تبعوہ وھذا النبی الایۃ اور علامہ سیوطیؒ نے اس آیت کے شان نزول میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے جب کہ عمرو بن العاصؓ وغیرہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس آتے تھے تو نجاشی بادشاہ حبشہ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا تھا الیوم علی حزب ابراہیم تو عمرو بن العاصؓ کے پوچھنے پر نجاشی نے کہا ہولاء الرھط وصاحبہم حزب ابراہیم ہے۔

حدیث (۳۳۰۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُزَيْمٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِشًّا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ إِنْ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بد زبان تھے اور نہ ہی بزور بد زبانی کرنے والے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ تمہارے بہتر لوگوں میں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔

حدیث (۳۳۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو حکموں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا حکم ملتا تو جب تک گناہ نہ ہو وہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے اگر گناہ ہوتا تو تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔ اپنی ذات کے لئے آپؐ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا البتہ اگر کسی حرمت الہی کی بے حرمتی ہوتی تو آپؐ اللہ کیلئے اس کا بدلہ لیتے۔

حدیث (۳۳۰۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا مَيْسَرْتُ حُرِيرًا وَلَا دَيْبَاجًا أَلَيْنَ مِنَ كَيْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شِمَمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرَفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرَفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کسی عام ریشم اور خاص دبیز ریشم کو نہیں چھوؤں۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اسی طرح میں نے کسی خوشبو عام یا خاص کو نہیں سونگھا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہو۔

حدیث (۳۳۰۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا لڑکی جو پردے میں ہوتی ہے اس سے بھی خجائیادالے تھے۔

تشریح از شیخ کنکووی - علواء سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ خاوند تک پہنچنے سے پہلے اور دوسری عورتوں سے غلط ملط ہونے سے پہلے وہ سخت حیا دار ہوتی ہے۔ آپ کی حیا اس سے بھی زیادہ تھی۔

تشریح از شیخ زکریا - علودھا کی قید اس لئے کہ پردہ دار عورت ان عورتوں سے زیادہ حیا دار ہوتی ہے جو پردہ نہیں کرتیں اور بازار میں گھومتی پھرتی ہیں۔ ملاحظی قاری شرح شامک میں بیان کرتے ہیں کہ علودہ پردہ ہے جو ہا کرہ عورت کے لئے گھر کے کسی کونہ میں بنایا جاتا ہے۔ اور علودہ ہا کرہ کہتے ہیں۔ ہا کرہ کنواری لڑکی کو علودا سائے کہتے ہیں کہ اس کا پردہ بکارت تا حال باقی ہوتا ہے تو علودھا کی قید تعیم قائمہ کے لئے ہوئی۔ کیونکہ گھر کے اندر جب وہ عورتوں سے بھی حجاب میں ہے تو اشد حیا ہوگی۔ میرے نزدیک بھی یہی توجیہ بہتر ہے اس لئے قلب گنگوہی کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ یہ حیا داری آپ کی غیر حدود اللہ کے اندر ہوتی تھی۔ ورنہ حدود اللہ کے اندر کنایہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اعتراف ذات میں صریح لفظ ضروری ہے۔

حدیث (۳۳۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَزَّازِيُّ رَأَى شُعْبَةَ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا غَرَفَ لَهَا وَجْهَهُ.

ترجمہ۔ یعنی جب کسی چیز کو پسند فرماتے تو وہ آپ کے چہرہ اور سرے محسوس ہوتی تھی پہچانی جاتی تھی۔

حدیث (۳۳۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا غَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ طَعَامًا لَقَطَ إِلَّا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ إِلَّا تَرَكَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو اسے کھا لیتے۔ ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

حدیث (۳۳۱۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى ابْنُطِيهَ قَالَ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

بُكَيْرٌ وَقَالَ بَيَاضُ ابْنُطِيهَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عسینہ اسدی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی بظلوں کو دیکھ لیتے تھے اور ابن بکیر فرماتے ہیں ہمارے استاد بکیر فرماتے ہیں کہ ہم آپ کی بظلوں کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

حدیث (۳۳۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى الْخَزَّازِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ

ابْنُطِيهِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ ابْنُطِيهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی دعا میں اتنے اونچے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جس قدر نماز استسقاء میں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے تھے کہ آپ کی بظلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ اور ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور میں نے آپ کے بظلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

تشریح از قاسمی - لا یرفع یدہ چھٹکہ دیگر روایات سے بہت سے مواقع پر رفع فی الدعاء ثابت ہے۔ لہذا یہاں تاویل ہوگی کہ رفع بلیغ سوائے استسقاء کے نہیں ہوتا۔

حدیث (۳۳۱۳) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْخَزَّازُ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ دُعِيتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَنْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضَلَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنْزَةَ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْضِ سَاقَيْهِ فَرَكَّزَ الْعَنْزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری قصد کے بغیر پہنچایا گیا جب کہ آپؐ مٹی سے واپسی کے بعد ایام حج میں اٹھ مقام میں ایک خیمہ کے اندر تھے۔ اور دو پہر کا وقت تھا تو حضرت بلالؓ باہر نکلے۔ نماز کے لئے اذان پڑھی۔ پھر خیمہ میں گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لانے جس پر لوگ ٹوٹ پڑے کہ اس پانی سے لے رہے تھے پھر حضرت بلالؓ اندر داخل ہوئے تو آپؐ کا چھوٹا نیزہ نکال کر لائے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں آپؐ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک کو ابھی دیکھ رہا ہوں۔ (یہ محل ترجمہ ہے) پس نیزے کو گاڑ دیا۔ پھر آپؐ کھڑکی کی دو رکعت نماز مسافر پڑھائی اور عصر کی بھی دو رکعت پڑھائی۔ آپؐ کے سامنے سترہ سے آگے گدھا اور عورت گذرتی تھی جس سے نماز میں کوئی غلط نہ پڑا۔

حدیث (۳۳۱۴) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزْزَارُ الْخَزَّازُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَذَبَ الْعَادُو لَأَخْصَاهُ وَقَالَ اللَّيْثُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يَعْجَبُكَ أَبُو فَلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ خُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أَسْتَبِحُ لِقَامِ قَبْلِ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَذْرَكْتُه لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی واضح بات بیان کرتے تھے کہ اگر کوئی گفنے والا اس کے کلمات اور حروف کو گنتا جاتا تھا تو وہ آسانی سے شمار کر سکتا تھا۔ اور لیثؓ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اے عروہؓ تمہیں ابو ہریرہؓ کا طریقہ تعجب میں نہ ڈالے وہ میرے حجرہ کے ایک کونہ میں باہر آ کر بیٹھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے حدیثیں سنایا کرتے تھے۔ اور میں لعل نماز پڑھ رہی ہوتی تھی۔ میرے لعل ختم کرنے سے پہلے پہلے وہ اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ اگر میں اسے پالیتی تو اس کے اس طریق کو رد کر دیتی کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی بات کو نہیں کرتے تھے بلکہ تریل اور تفہیم سے بات کرتے تھے ابوالفلان لغت قلیلہ میں نصب کے ساتھ آیا ہے ورنہ ابو فلان تھا۔ جس سے حضرت ابو ہریرہؓ مراد ہیں۔ تنبیہ ہے کہ بات ظہر ظہر کر کرنی چاہیے۔ آپؐ کی عادت مبارکہ یہی تھی۔ (از مرتب)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنَهُ وَلَا يَنَامُ

قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں آپؐ کا دل نہیں سوتا تھا۔ اس کو سعید بن میناءؓ نے حضرت جابرؓ

ہجرت سے پانچ سال پہلے واقع ہوا ہے۔ جب کہ آپؐ بیت ام حانی کے اندر شعب ابی طالب میں سوئے ہوئے تھے۔ نوم و یقطہ کے مابین حالت میں آپؐ کو مسجد حرام میں لایا گیا جہاں آپؐ کو آپؐ کے چچا حمزہ اور چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالبؓ کے درمیان لٹکادیا گیا تھا۔ چونکہ بعض احادیث میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے۔ اس لئے بعض علماء نے یہ کہا کہ معراج دومرتبہ ہوا ہے۔ پہلے توطیہ اور تمہید کے طور پر تھا خواب کے اندر۔ اور دوسرا بیداری میں ہوا۔ چونکہ شریک راوی جو غیر حافظ ہیں وہ باقی حفاظ کی مخالفت کرتے ہیں جو حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے ہیں اسلئے یا تو ان کے ادہام کو رد کیا جائے گا یا تاویل کی جائے گی۔ چنانچہ اس حدیث میں پانچ مواقع پر شریک نے دیگر حفاظ کی مخالفت کی ہے پہلا تو قبل ان یوحیٰ میں حالانکہ معراج بعد الوحی واقع ہوا ہے دوسرا وہ نائم میں حالانکہ آپؐ بیت ام حانی میں سوئے ہوئے تھے۔ مسجد حرام میں نہیں۔ تیسرا الہم ہو اس سے معلوم ہوتا ہے آپؐ تنہا سوئے ہوئے تھے۔ لیلۃ المعراج میں آپؐ کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ حالانکہ حضرت حمزہؓ اور جعفر طیارؓ سوئے ہوئے تھے۔ چوتھا حتیٰ جاؤا لیلۃ اخوی حالانکہ معراج اسی رات واقع ہوا ہے نہ کہ دوسری رات۔ پانچواں قولہ نائم عینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج نیند کی حالت میں ہوئی۔ حالانکہ بیداری میں وقوع پذیر ہے۔ البتہ ان پانچ مقامات کی تصحیح یوں کی جاسکتی ہے قولہ جاء ثلاثة نفر الی قولہ فکانک تلک یہ قصہ معراج کے علاوہ کسی اور روحانی معراج کا تذکرہ ہے جو ہو سکتا ہے کہ قبل از وحی ہو۔ اور حتیٰ جاؤا الخ سے قصہ معراج بیان کیا جا رہا ہو۔ اور یہ وحی کے آنے کے چھ سال بعد کا واقعہ ہو۔ نائم عینہ کا مطلب یہ ہو کہ آپؐ حضرت ام ہانی کے گھر آرام فرما تھے۔ اسی حالت میں فرشتہ آپؐ کو مہزم کے پاس لایا۔ یہاں آپؐ بیدار ہو چکے تھے کہ آپؐ کا سینہ چاک کیا گیا۔ پھر آپؐ کو آسمان پر لے گئے۔ دوسرے دو فرشتے جو جبرائیلؑ کے ہمراہ آئے تھے وہ یہاں سے جدا ہو گئے جبرائیلؑ تنہا انچارج بنے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب علامات النبوة فی الاسلام

ترجمہ۔ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کے بیان میں

حدیث (۳۳۱۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخ حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَأَذْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَسُوا فَعَلَبَتْهُمْ أَغْنَتْهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ لَكَانَ أَوَّلَ مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٌ وَكَانَ لَا يُوقِظُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٌ عِنْدَ رَأْسِهِ فَبَعَلَ يَكْبُرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ فَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَأَعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتِمَّ بِالصُّعَيْدِ ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُكُوبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطْشًا شَدِيدًا فَيَنْمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِأَمْرَاءِ سَادِلَةٍ رَجُلَيْهَا بَيْنَ مَرَاتَيْنِ فَلَقْنَا لَهَا ابْنَ الْمَاءِ فَلَاكْتُ إِلَيْهِ لَا مَاءَ فَلَقْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكَ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمَ وَلَيْلَةً فَلَقْنَا النُّطْلَقِي إِلَى رَسُولِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللَّهِ فَلَمْ نَمْلِكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنَا غَيْرُهَا أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ بِمَزَادَتِهَا فَمَسَحَ لِي الْغُزْلَانِ وَفِي فُشْرِنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوَيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قَلْبَةٍ مَعْنًا وَإِذَا وَرَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَاذُ قَبَضَ مِنَ الْجِلِّ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجَمَعَ لَهَا مِنَ الْكِسْرِ وَالشُّمْرِ حَتَّى آتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَذِي اللَّهُ ذَاكَ الصِّرْمَ يَتَلَكَّبُ الْمَرْأَةُ فَأَسْلَمْتُ وَأَسْلَمُوا

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ایک سفر غزوہ خیبر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے پس یہ حضرات ساری رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح کا وقت قریب آ گیا۔ تو تھوڑا سا آرام کرنے کے لئے یہ لوگ آخر حصہ رات میں ایک پڑاؤ پر اترے۔ پس ان پر اس قدر نیند کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ دھوپ چڑھ آئی۔ بس پہلے پہل جو شخص نیند سے بیدار ہوا وہ ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جگاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ خود بیدار ہوتے۔ ممکن ہے وحی ہو رہی ہو۔ پھر حضرت عمرؓ بیدار ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ ان کے سر ہانے آ کر بیٹھ گئے تو اونچی اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی قوم میں سے ایک آدمی الگ ہو گیا جس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اس سے پوچھا اے فلان! تجھے ہمارے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس چیز نے روکا۔ کہنے لگا کہ مجھے جنابت پہنچ گئی یعنی مجھے احتلام ہو گیا۔ آپؐ نے اسے مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس شخص نے نماز ادا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک گھوڑا سوار فوجی دستے میں جو آپؐ کے سامنے تیار ہوا تھا میرا نام بھی لکھ دیا۔ اور ہم بہت سخت پیاس سے تھکا حال ہو چکے تھے تو پانی کی تلاش کے لئے آپؐ نے ہمیں بھیجا۔ پس ہم لوگ چلتے چلتے ایک ایسی عورت کے پاس پہنچے جو اپنے بڑے بڑے دو ہرے چمڑے والے دو پانی کے مشکیزوں کے درمیان ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔ ہم نے اس سے پوچھا چشمہ کہاں ہے۔ اس نے بتلایا یہاں تو کوئی چشمہ نہیں ہے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ تمہارے اور اس چشمہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ کہنے لگی ایک دن رات کی مسافت ہے۔ تو ہم نے اس سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو وہ کہنے لگی رسول اللہ کیا ہوتا ہے بہر حال ہم نے اس کی کوئی عیش نہ جانے دی اور اسے چلنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ ہم اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تو اس نے آپؐ کو بھی وہی واقعہ بتلایا جو اس نے ہمیں بتلایا تھا۔ البتہ اتنی بات آپؐ کو زیا دہ بتلائی کہ وہ تیمم بچوں کی ماں ہے تو آپؐ نے اس کے دونوں مشکیزے اتارنے کا حکم دیا۔ پھر ان دونوں مشکیزوں کے چلی طرف کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ تو ہم سب پیاسوں نے خوب پانی پیا۔ چالیس آدمی تھے یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے۔ پس ہم نے اپنے ہمراہ لائے ہوئے مشکیزے اور برتن پانی سے پر کر لئے۔ البتہ یہ کہ ہم کسی اونٹ کو پانی نہیں پلاتے تھے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ پر ہاش ہونے کی وجہ سے پھٹ جاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جو کچھ کسی کے پاس ہے وہ لے آئے۔ تو اس عورت کے لئے کچھ گلوے روٹی کے یا نقدی کے اور کچھ جمع کر لی گئی۔ وہ ان کو لے کر اپنے گھر والوں کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی ہے جو تمام لوگوں میں سے زیادہ جادوگر ہے۔ یا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ پس اس کے قبیلہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی مسلمان ہوئی اور وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے تو یہ حضور کا معجزہ تھا کہ قلیل پانی اس قدر لوگوں کو سیراب کر گیا۔ خارق عادت قبل از نبوت اور احصاء نہایت ہے اور بعد از نبوت معجزات الخ (از مرتب)

تشریح از شیخ گنگوہی۔ علامات نبوت الخ علامات نبوت سے معجزات نبوی مراد ہیں۔ اور اس میں صحابہ کرامؓ کی کرامات بھی

شامل ہیں۔ کیونکہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا مجرہ ہوتا ہے۔ اور اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات۔ قیامت کی علامتیں اور جہنم کی خبریں آپ کی تلافی جائیں وہ سب اس میں داخل ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ علامات جمع علامات کی ہے اور اس سے مصنف کی فرض مجزوات اور کرامات ہیں اور ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ مجرہ انحصار ہوتا ہے۔ جس میں نبی جھلانے والوں کو پہنچ دیتا ہے۔ کہ میں نے ایسا خارق عادت کام کیا ہے جو بشر کی طاقت سے باہر ہوتا ہے آپ کا اشر مجرہ قرآن مجید ہے۔ جس کا پہنچ آج بھی فصحاء اور بلغاء کو دعوت دے رہا ہے فاتوا بسورة من مغلہ الایہ۔ یہ کہ اس جیسی کوئی چھوٹی سورت لے آؤ۔ جیسی کہ انا اعطیک الکونین اور مقدمہ مسلم میں علامہ نووی نے آپ کے مجزوات کی تعداد ایک ہزار دوسو سے زائد لکھی ہے۔ بعض نے تین ہزار تلافی ہے اور فی الاسلام بعثت نبوی کے بعد اور اس کے قبل کے ارہاصات کو بھی حاکم نے اکیل میں جمع کیا ہے۔ کرامات صحابہ حضرت انسؓ کی حدیث میں علامہ حنفی نے دو صحابہ کا واقعہ ذکر کیا ہے جن کی لامی چراغ بن گئی بلکہ دو چراغ ہو گئے۔ فی رکوب یعنی مجھے بھی پانی تلاش کرنے والے سواروں میں آپ نے بھیج دیا۔

حدیث (۳۳۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ عَنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزُّوْرَاءِ لَوْضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ لَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَعَوَّضًا الْقَوْمَ قَالَ قَعَادَةُ فَلْتِ لَأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَتْ فَلْتِ مَائَةٍ أَوْ زَهَاءَ فَلْتِ مَائَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ جب کہ آپ زوراء کے مقام پر تھے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک برتن میں رکھ لیا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے اگلنے لگا تو ساری قوم نے وضو بنا کر حضرت قعادہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب قریب تھے۔

تشریح از قاضی۔ ان دونوں حدیثوں سے تکفیر الماء کا مجرہ ثابت ہوا۔

حدیث (۳۳۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخِ عَنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاطَتْ صَلَوةُ الْعَصْرِ فَالْعَمَسُ الْوُضُوءُ فَلَمْ يَجْعَلُوهُ فَلَتَبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوُضُوءٍ لَوْضَعِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَعَوَّضًا النَّاسَ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ الْخَبَرِ هِمَّ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا جب کہ مصر کی نماز کا وقت ہو گیا لوگ پانی کو تلاش کر رہے تھے تو انکو پانی نہ ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لایا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو بنائیں۔ تو میں نے پانی کو دیکھا کہ وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان نیچے سے نکل رہا ہے۔ سب نے وضو کیا حتیٰ کہ ان کے اوّل سے آخر تک سب آدمیوں نے وضو بنالیا۔

حدیث (۳۳۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْخِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنْطَلَقُوا يَسِيرُونَ فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَلَمْ

يَجْلِدُوا مَاءً يَتَوَضَّوْنَ فَاَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ يُسِيرُ فَآخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَتَوَضَّأُوا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوا فِيْمَا يُرِيدُونَ مِنَ الْوُضُوءِ وَكَانُوا سَبْعِينَ أَوْ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ وہ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ ان لوگوں کو تلاش کے باوجود پانی نہ مل سکا کہ جس سے وہ لوگ وضو کرتے۔ آخر قوم میں سے ایک آدمی ایک پیا لے میں تھوڑا سا پانی لے آیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر وضو بنائی پھر اپنی چار انگلیاں پیا لے کے اوپر دراز کر دیں۔ پھر فرمایا اٹھو اور وضو بناؤ۔ تو ساری قوم نے وضو بنائی اور وضو میں بھی وہ جس قدر مبالغہ کرنا چاہتے تھے انہوں نے ایسا کیا۔ اور وہ ستر یا اس کے برابر تھے۔

حدیث (۳۳۲۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ الْخِزْمِيُّ قَالَ خَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَيَبْقَى قَوْمٌ فَلَاتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَضَّبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَبَرَ الْمُخَضَّبُ أَنْ يَسُطَّ فِيهِ كَفَّهُ فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي مُخَضَّبٍ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوا قَالَ ثَمَانُونَ رَجُلًا

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تو جن لوگوں کے مکان مسجد کے قریب تھے وہ تو گھر جا کر وضو کر آئے کچھ لوگ باقی رہ گئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کا ایک گ لایا گیا جس میں پانی تھا آپ نے اپنی پھلی اس میں رکھنا چاہی مگر گ کا منہ تنگ تھا کہ اس چھوٹے منہ والے برتن میں آپ کی پھلی پھیل جاتی تو آپ نے اپنی انگلیوں کو سمیٹ کر برتن میں رکھا تو سب کی سب قوم نے اس سے وضو کیا میں نے پوچھا کتنے لوگ تھے فرمایا اسی آدمی تھے۔

تشریح از قاسمی۔ حضرت انس کی روایت چار طرق سے مروی ہے جس میں عدد کا اختلاف ہے۔ کہیں تین سو۔ کہیں ستر کہیں اسی وغیرہ آتا ہے تو چونکہ یہ واقعات مختلف مقامات کے ہیں۔ کوئی زوراء کا ہے۔ کوئی خیبر کا ہے کوئی کہیں کا۔ لہذا اختلاف امکانہ میں نافی نہیں ہے۔

حدیث (۳۳۲۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخِزْمِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ فَتَوَضَّأَ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرُّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَتَوَرَّبُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیا سے ہوئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چڑھ کا چھاگل تھا۔ تو لوگ جلدی جلدی پانی لینے کیلئے آپ کی طرف دوڑ پڑے۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا کہنے لگے ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں بلکہ پینے کا پانی نہیں ہے صرف اس قدر پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ پس آپ نے اس چھاگل میں ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی ایسے پھوٹ کر بہنے لگا جیسے چشموں سے پانی ابل کر نکلتا ہے۔ پس ہم نے وہ پانی پیا بھی اور وضو بھی بنائی۔ حضرت سالم

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا تم اس وقت کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا۔ دیے اس روز ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

حدیث (۳۳۲۳) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَّةُ بَنُو فَزَارَةَ حَتَّى لَمْ تَتْرَكْ فِيهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَفِيرِ الْبَيْتِ لَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبَيْتِ فَمَكَّنَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى وَبْنَا وَرَوَّثَ أَوْ صَدَرَتْ رِكَابُنَا.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو سے زیادہ تھے۔ اور حدیبیہ ایک کنواں ہے جس کا پانی ہم نے اتنا کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی من پر بیٹھ گئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اکل فرمائی اور کنویں کے اندر ٹھوکا پس تھوڑی دیر ہم ٹھہرے پھر ہم نے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ ہم خود بھی سیر ہو گئے اور ہماری سواریاں بھی سیر ہو گئیں یا سیر ہو کر لوٹیں۔

حدیث (۳۳۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْخَزَّازِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأَمْ سُلَيْمٌ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرَفَ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدَيْ وَلَا تَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلْتَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَدَهَبَتْ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُنْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلِقْ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأَمْ سُلَيْمٌ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكَ فَآتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُنْتُ وَغَضَرْتُ أُمَّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمْتَهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَلَذِّنْ لِعَشْرَةٍ فَإِذَا لَهُمْ شَبْعُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ أَلَذِّنْ لِعَشْرَةٍ فَآكَلِ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی بیوی ام سلیمؓ سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو کمزور سنا ہے۔ مجھے اس میں بھوک محسوس ہوتی ہے۔ پس تمہارے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں پس انہوں نے جو کچھ روٹیاں نکالیں اور اپنے دوپٹے کے اندر روٹیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لپیٹ لیا۔ پھر اس کو میرے ہاتھ کے نیچے دھنسا دیا یا چھپا دیا اور روٹیوں کو ایک دوسرے کے اندر ٹیڑھا نہیں کیا کہ ان کو ایک دوسرے میں مروڑ دیا ہو۔ پھر انہوں نے مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں بھیج دیا۔ پس میں ان کو لے کر چلا تو میں نے جناب کو مسجد میں پایا جب کہ آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے تو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ پس آپ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں! پھر فرمایا کھانا دے کر۔ میں نے کہاں ہاں! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا اٹھو اور چلو پس وہ سب لوگ چل پڑے۔ میں ان سب کے آگے آگے چل رہا تھا یہاں تک کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع دی تو حضرت ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو لے کر تشریف لارہے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم ان سب کو کھلائیں۔ تو حضرت ام سلیم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔ تو حضرت ابو طلحہ نے باہر نکل کر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ حضرت ابو طلحہ ان کے ہمراہ تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ روٹی لے آؤ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کے کلوے کلوے کئے گئے پھر حضرت ام سلیم نے ان پر گھی کی کچی سے گھی نچوڑا جس نے سالن کا کام دیا پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کے اندر پڑھا پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ دس آدمی آئے انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر وہ باہر چلے گئے تو دس آدمی اور کو اجازت ملی انہوں نے کھایا یہاں تک کہ ان کے پیٹ بھر گئے تو وہ باہر نکل گئے۔ پھر دس آدمی اور کو اجازت دی گئی۔ انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور باہر نکل گئے۔ پھر دس آدمی اور کو اجازت ملی۔ اس طرح ساری قوم نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے۔ یہ تکثیر طعام کا معجزہ تھا۔

حدیث (۳۳۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى النَخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَانْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخَوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقُلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءَ وَابْنَاءُ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيُّ عَلَى الطُّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو معجزات نبوی کو مومنوں کیلئے برکت اور بشارت سمجھتے تھے اور تم لوگ انہیں کافروں کے ڈرانے کا سبب شمار کرتے ہو۔ چنانچہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا یا تپید ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کوئی بچا کھچا پانی تلاش کرو تو صحابہ کرام ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں ڈال دیا پھر لوگوں سے فرمایا اور آؤ برکت والے پاک پانی کی طرف اور یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ تو میں نے پانی کو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا تھا۔ اسی طرح ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ حالانکہ اسے کھایا جا رہا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نعد الايات بركة الخ اس سے نسا دزمانہ اور انقلاب امر خیر الی الشکر کہ خیر شر سے بدل گیا اس کو بیان کرنا ہے۔ یعنی یہ آیات الہیہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں برکت اور مسلمانوں کے لئے خوشخبری کا باعث ہوتی تھیں لیکن آج سوائے ڈرانے اور خوف دلانے کے کچھ باقی نہیں رہا دیکھو قحط سالی زلزلہ وغیرہ اسے خوف ہی رہ گئی ہے۔ عد یعنی شمار کو ذکر کیا اور اس کا طرہ وجود مراد لیا۔ یعنی یہی چیز باقی رہ گئی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ دیگر شرح کی توجیہ سے بہتر ہے۔ چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ آیات سے خوارق

عادات امور مراد ہیں۔ ان میں سے نہ تو سب تخویف کا باعث ہیں اور نہ ہی سب برکت کا سبب ہیں بعض برکت اور بعض تخویف کیلئے ہیں یہی تحقیق کا تقاضا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مخاطبین و مانوسل بالایات الامخوفہ ترجمہ کہ ہم ان خوارق عادات کو لوگوں کے ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔ اس سے استدلال کرتے تھے۔ جن پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رد کیا۔ یعنی اور قسطلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ لیکن شیخ کے کلام کی تائید حضرت ابن مسعودؓ کی تمام روایت سے ہوتی ہے کہ جب انہوں نے کسی جگہ کا خسف کا واقعہ سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکات کو یاد کرنے لگے کہ ہم تو ان آیات کو برکت شمار کرتے تھے۔ بعض نے آیات سے آیات قرآنی مراد لی ہیں لیکن وہ سابق کلام کے مناسب نہیں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے مرقات میں ایک تیسرے معنی بیان کئے ہیں کہ آیات سے معجزات اور کرامات مراد ہیں۔ تو ابن مسعودؓ کا منشا یہ تھا کہ عامۃ الناس کو تو وہی آیات فائدہ دیتی ہیں جن میں تخویف ہو اور صحابہ کرامؓ کو وہ آیات فائدہ پہنچاتی ہیں جن کو برکت ہو۔ تو خواص کا طریقہ محبت اور امید پر مبنی تھا۔ اور عوام کا طریقہ کثرت خوف و غنا پر مبنی ہے۔ اور کوکب کے اندر قطب گنگوہیؒ نے ایک اور معنی بیان فرمائے ہیں۔ کہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایمان کی زیادتی کا باعث بنتی تھیں۔ خواہ بشارات ہوں یا منذرات ہوں۔ لیکن آج تمہارے اندر تخویفات رہ گئی ہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ ہمارے اندر بشارات زیادہ ہوتی تھیں۔ اور تمہارے اندر منذرات زیادہ ہیں۔

حدیث (۳۳۲۶) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخَطَّابِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ تَوَقَّى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيَّ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرُجُ نَخْلَهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرُجُ سِنِينَ مَا عَلَيْهِ فَاذْهَبْ مَعِيَ لِكَيْ لَا يَفْحَشَ عَلَى الْغُرْمَاءِ فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِّنْ بَيْدَرِ الثَّمَرِ فَدَعَا ثُمَّ اخْرَجْتُمُ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوهُ فَأَوْفَاهُمْ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کی وفات ہو گئی کہ ان کے اوپر قرضہ تھا۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے والد مرحوم قرضہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور میرے پاس سوائے مجبور کی پیداوار کے اور کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اور اس پیداوار سے کئی سال تک ان کا قرضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ میرے ہمراہ چلیں تاکہ قرض خواہ میرے خلاف بدگوئی نہ کریں۔ تو آپؐ مجبور کی ڈھیریوں میں سے ایک ڈھیری کے ارد گرد گھومے پھر دعا کی بعد ازاں دوسری ڈھیری پر آ گئے۔ گھومے کچھ پڑھا۔ پھر اس پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اور غراء سے فرمایا کہ اپنا اہاق کھینچے جاؤ۔ پس آپؐ نے ان کا جو حق تھا وہ بھی پورا کر دیا اور جس قدر دیا تھا اتنا باقی بھی بخا رہا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ روایات میں ہے کہ تیس اوّل قرضہ صرف ایک یہودی کا تھا جس کو ایک قسم سے ادا کیا گیا اور اس میں سے سترہ وسق بیج رہے۔ دوسرے لوگوں کا قرضہ اور قسم کا تھا جس کو پورا کیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا یبلغ فعل ہے۔ ما یخرج سنین فاعل ہے۔ اور ما علیہ مفعول ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں سنین ای فی مدة سنین ما علیہ امن الدین.

حدیث (۳۳۲۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَطَّابِيُّ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَاسًا فَقَرَأَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مِّنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَلْهَبْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةً فَلْيَلْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَأَنْتَطَلَّقُ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةِ وَأَبُو بَكْرٍ وَثَلَاثَةٌ قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَذْرِي هَلْ قَالَ إِمْرَأَتِي وَخَادِمِي بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصِيَابِكَ أَوْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوْ عَشِيَّتِهِمْ قَالَتْ أَبَوَا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَعَلَبُواهُمْ فَلَذَعَبْتُ فَاحْتَبَاثُ فَقَالَ يَا غُنْثُرُ فَجَدِّعْ وَسَبِّ وَقَالَ كُلُوا وَقَالَ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ وَأَيُّمَ اللَّهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّقْمَةِ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ فَتَنَظَرُ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتُ بَنِي إِسْرَافٍ قَالَتْ لَا وَفَرَّةٌ عَيْنِي لَهَا الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَمْنِي بِمَنِيَّةٍ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلَ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَاسُ اللَّهِ أَغْلَمَ كُمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر حدیث بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب طالب علم تھے۔ ان کیلئے آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا اپنے ساتھ لے جائے اور جس شخص کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی ساتھ لے جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنا تو اس نے اس کو اپنی طبیعت کے مطابق سمجھا اور ابوبکر صدیقؓ تین بھی زائد لے آئے تھے کیونکہ ان کے گھر ایک میں تھا۔ دوسرا میرا باپ تیسری میری ماں مجھے یا انہیں کہہ سکتی تھی۔ اور ایک نوکرانی تھی جو ہمارے گھر اور ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا کام کرتی تھی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی عادت مبارک تھی کہ وہ شام کا کھانا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھاتے۔ پھر ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہوتے اور پھر واپس آتے تھے۔ چنانچہ اس دن بھی حسب معمول ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا۔ تو رات کا فی گزر جانے کے بعد گھر آئے ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ مہمان آپ کے انتظار میں رہے۔ آپ کو کس چیز نے روک رکھا۔ آپ نے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان کو شام کا کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں کہ جب تک آپ نہیں آئیں گے انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ان کے گھر کے لوگوں نے کھانا ان کے سامنے پیش کیا تھا مگر وہ لوگ اپنی بات پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گھر کے لوگوں پر غالب آگئے حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ کھسک گیا اور کہیں چھپ گیا مجھے اہاجان بلاتے رہے کہ ادا حق خدا تیری ناک کاں کاٹ دے خدا جانے کیا کیا گالی دی۔ اور ان مہمانوں سے کہا کہ تم لوگ کھانا کھاؤ۔ اور میں تو اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا قسم کھائی حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کہ ہم اس کھانے سے جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے وہ غلی طرف سے بڑھتا ہوا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ خوب سیر ہوئے تو کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچا ہوا تھا جس کو ابوبکر صدیقؓ نے بھی بغور دیکھا تو ویسے کا ویسا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ پھر اپنی بیوی ام رومانؓ سے پوچھا کہ اے بنو ہر اس کی بہن! تو ہی کچھ بتا اس نے کہا میری آنکھ کی ٹھنک کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ یہ پہلے سے بھی تین گنا زیادہ ہے یہ قسم کرامت صدیق کی خوشی کی وجہ سے تھی پس ابوبکر صدیقؓ نے قسم توڑ کر اس سے کھایا اور فرمایا میرا قسم کھا کر کھانے سے

رکنا شیطان کی طرف سے تھا۔ پھر اس میں سے کئی لقمے کھائے۔ بعد ازاں اس کھانے کو اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ جو صبح کے وقت تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ ہوا میعاد ختم ہو جانے پر وہ لوگ آگئے ہم ان کی خبر گیری کرتے تھے اور ان کے نمائندہ تھے۔ وہ بارہ آدمی نمائندے تھے ان میں سے ہر ایک نمائندہ کے ہمراہ کچھ لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہر نمائندہ آدمی کے ساتھ کس قدر لوگ تھے۔ بہر حال آپ نے یہ کھانا ان کے پاس بھی بھیجا۔ ان سب کے سب نے اس میں سے کھایا یا کوئی اور الفاظ کہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ماکنا اخذ یہ مخرقہ قصہ پہلے بھی گذر چکا ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کرامت تھی جو نبی کا معجزہ ہوتا ہے کہ طعام میں زیادتی ہوگئی کہ پہلے سے تین گنا کھانا بڑھ گیا۔ اور ممکن ہے کہ ترجمہ اکلوا منها اجمعون سے ثابت ہو۔ کیونکہ کھانا پہلے جتنا ابو بکر صدیقؓ کے گھر بڑھ چکا تھا۔ اس سے تین گنا زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے بڑھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینی نے اس جگہ اعتراض کیا ہے کہ اس جگہ ترجمہ تو علامات نبوت میں ہے۔ اور حدیث سے کرامت صدیق ثابت ہو رہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جائز ہے کہ معجزہ کسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور اعجاز کسی کا ہو۔ اور کرامتی نے جواب دیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے کہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ نیز شیخ گنگوہی کی توجیہ کے مطابق بہت ابھی ہکو میں ان کی کرامت ظاہر ہوئی اور اکلوا منها اجمعون سے نبی کا معجزہ ثابت ہوا۔ اس طرح علما ث نبوت میں دونوں آگئے۔ کیونکہ علامت ہے۔ معجزہ یا کرامت دونوں کو شامل ہے۔

حدیث (۳۳۲۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتَ الْكُرَاعُ هَلَكْتَ الشَّاءُ فَأَذْعُ اللَّهُ يَسْقِينَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمُثَلُ الرُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عِزَّ إِلَيْهَا فَخَرَجْنَا نَخْوِضُ الْمَاءَ حَتَّى آتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْغِيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَهَلَمَتِ الْبُيُوتُ فَأَذْعُ اللَّهُ يَخْبِسُهُ فَنَبْسُمُ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَتَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهَا إِكْلِيلٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ والوں کو قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ پس دریں اثنا کہ آپ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ تاکہ ہم پانی پئیں اور پلائیں پس آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر دعا فرمائی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آسمان ٹپٹپ کی طرح بالکل صاف تھا۔ آدمی چلی بادل پیدا کئے اور پھر ان کو اکٹھا کر دیا۔ آسمان نے اپنے ٹپکیز کے دونوں نچلے منہ کھول دیئے۔ پس ہم پانی میں بھیکتے ہوئے باہر نکلے۔ مشکل سے ہم اپنی اپنی منزل پر پہنچے۔ پس بارش تو برابر دوسرے جمعہ تک جاری رہی۔ پس آپ کی طرف وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا۔ یا رسول اللہ اب تو گر گر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اس بارش کو روک دے۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے پھر دعا فرمائی اے اللہ! یہ بارش ہمارے ارد گرد ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ چھٹ گیا۔ مدینہ کے ارد گرد دایا ہو گیا جیسا کہ تاج ہوتا ہے۔

حدیث (۳۳۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَخْطُبُ إِلَى جِدْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَ الْجِدْعُ فَاتَّاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ
الْحَمِيدِ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجبور کے ایک ستون کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا تو آپ اس کی طرف پھر گئے تو وہ ستون بچوں کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگا۔ پس آپ اس کے پاس تشریف لائے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تب وہ خاموش ہوا دوسری سند بھی ہے جس میں راوی ابن عمرؓ ہیں۔

حَدِيث (۳۳۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنبْرًا قَالَ إِنْ هِتَّمْتُمْ فَجْعَلُوا لَهُ مِنبْرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَفَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتْ النُّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَيْنَ آيَيْنِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكِنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِي عَلَيَّ مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الدُّخْرِ عِنْدَهَا .

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کسی درخت یا کسی مجبور کے تنے کے پاس کھڑے ہوئے تھے تو انصار کی ایک عورت یا ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کیلئے ایک منبر نہ بنائیں آپ نے فرمایا تمہاری مرضی! تو انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر لیا پس جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر کی طرف منتقل ہو گئے تو مجبور کے تنے کے بچے کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ آپ منبر سے اترے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ ایسے سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ پڑھتا ہے جس کو چپ کرایا جاتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ خشک تا اس ذکر الہی کے چھوٹ جانے کی وجہ سے روتا تھا جو ذکر وہ اپنے پاس سنتا تھا۔

حَدِيث (۳۳۳۱) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جِدْعٍ مِنْ نَخْلٍ لَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جِدْعٍ مِنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذَلِكَ الْجِدْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعُشَارِ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ .

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبویؐ مجبور کے تنوں کے اوپر چھت دی گئی تھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دینا شروع کرتے تو ان میں سے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔ پس جب آپ کے لئے منبر بنادیا گیا تو آپ اس کے اوپر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے تو ہم نے اس ستون کی ایسی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا تب اس کو سکون حاصل ہوا۔

تشریح از قاسمی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو انعام کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہوا۔ اگر عیسیٰؑ کو احیاء موتی مردوں کو زندہ کرنے کا مجروح دیا گیا۔ تو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حنین جلع لثنی استن حنانہ کا مجروح عطا ہوا۔ جوا حیاء موتی کے مجروح سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خشک تنے میں تو کبھی حیات کے آثار تھے ہی نہیں۔

حسن یوسف دم بھٹی پیدایا داری آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

مولانا روم فرماتے ہیں۔ اسن حناہ از جبر رسول نالہ منبر دہنجوں ارباب عقول مسندت بودم تو از من تا ختی مسند خود را تو منبر ساختی حضرت مولانا محمد قاسم نالوتوی نے تقریر دلپذیر میں یقین کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین فرماتے ہیں کہ فراق اور محبت میں رونایہ حق الیقین کے درجہ کے حصول کے بعد ہوتا ہے۔ جب کجگوڑ کے ایک خشک تھے میں حق الیقین پیدا ہو گیا تھا تو صحابہ کرامؓ تو انسان تھے ان کے جذبہ اشتیاق کے کیا کہنے جو انہوں نے آپؐ کی وفات پر جس صبر کا مظاہرہ کیا وہ قابل رشک ہے۔

حدیث (۳۳۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ وَبِسَنَدٍ آخِرٍ عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حَدِيثُهُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تَكْفِيرُهُ الصَّلَاةَ وَالصَّدَقَةَ وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هَذِهِ وَلَكِنَّ أَلْتَمُوجَ كَمُوجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ آخَرِي أَنْ لَا يُغْلَقَ فَلَمَّا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُونَ عِدَا لَلْئِيلَةِ إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى لَيْطَ قَهْنًا أَنْ نُسْأَلَهُ وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ مِنَ الْبَابِ قَالَ عُمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا تم میں سے کس کو فتنہ کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھے اسی طرح یاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا لا دواقی تم جری ہو۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آزمائش تو آدمی کی مال میں۔ اپنے اہل و عیال میں اور اپنے پڑوس میں ہوتی ہے۔ جس کا کفارہ نماز۔ صدقہ خیرات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا سوال اس کے متعلق نہیں۔ لیکن اس فتنہ کے بارے میں ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح حرکت کرے گا۔ اور کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو اس کی کوئی فکر نہ کرنی چاہیے کیونکہ آپؐ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ دروازہ کھولا جائیگا یا توڑا جائیگا انہوں نے فرمایا بلکہ توڑا جائے گا فرمایا یہ تو اس لائق تھا کہ اسے بند نہ کیا جاتا ہم نے آپس میں کہا کہ کیا حضرت عمرؓ کو اس دروازے کا علم ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایسے علم ہے جیسے کل سے پہلے رات کے آنے کا یقین ہے۔ میں حدیث بیان کر رہا ہوں کوئی چستان اور پہلی نہیں ہے۔ جس کا صرف عقل سے تعلق ہوتا ہے یہ تو حدیث نبویؐ ہے پس ہم لوگ ان سے اس بارے میں پوچھنے سے ڈر گئے ہم نے حضرت مسروقؓ سے کہا کہ تم پوچھو تو انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے فرمایا حضرت عمرؓ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال حذیفہ انا احفظ الخ حضرت حذیفہؓ بڑے قوی حافظہ والے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر خطبات کے اکثر الفاظ انہیں از بر ہوتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت حذیفہؓ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی رازدار تھے۔ اور فتن کے بارے میں ان سے روایات کثیرہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو درداءؓ نے حضرت علقمہؓ سے فرمایا الیس ابو درداء صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ کہ کیا

تمہارے اندر وہ راز دار نہیں ہے جس کے بغیر وہ راز اور کوئی نہیں جانتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کھار کا کفارہ تو یہ ہے مغاز کا کفارہ حنات ہیں۔ موج البحر سے مراد یہ ہے کہ سخت جھگڑے ہوں گے۔ جس سے گالی گلوچ اور لڑائی تک نوبت پہنچی۔

حدیث (۳۳۳۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالُهُمُ الشُّعْرُ وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرُكَ صِغَارًا لَاغَيْنِ خُمْرَ الْوُجُوهِ زُلْفَ الْأَلْوَابِ كَانَ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطَرَّقَةُ وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كِرَاهِيَةً لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ وَالنَّاسُ مَعَادُنُ خِيَارِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَرَى أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَا لَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تمہاری جگہ ایک ایسی قوم سے ہوگی جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے اور یہاں تک کہ تمہاری جگہ ترک قوم سے ہوگی جو چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہرے والے اور چمکی ناک والے ہوں گے ان کے چہرے ایسے ہوں گے گویا کہ وہ تہ بہ تہ کوئی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ اور تم لوگوں میں سے بہتر اس شخص کو پاؤ گے جو اس امر حکومت سے سخت کراہت کرنے والا ہوگا۔ یہاں تک کہ مجبور اس میں مبتلا ہو جائے۔ اور فرمایا لوگ کانوں کی طرح اٹھ بڑے ہوتے ہیں لیکن جو زمانہ جہالت میں بہتر تھا وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر رہے گا اور تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ میرا دیکھنا اس کو اتنا محبوب ہوگا کہ وہ اہل و عیال اور مال و دولت جیسی چیزوں کی پروا نہیں کرے گا۔

حدیث (۳۳۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكِرْمَانًا مِنَ الْأَعَجِمِ خُمْرَ الْوُجُوهِ فَطَسَ الْأَنْوَابُ صِغَارَ الْأَغْنِ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطَرَّقَةُ نَاعَلُهُمُ الشُّعْرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ عجم کے شہروں خوز اور کرمان کے لوگوں سے جگہ کر دو گے۔ جن کے چہرے سرخ ہوں گے۔ ناک چمکی یا پھیلی ہوئی ہوگی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی گویا کہ ان کے چہرے دوہری کوئی ہوئی ڈھالوں جیسے ہوں گے۔ اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خوز۔ بلاد اہواز۔ تسعرا اور کرمان یہ سب خراسان اور بحر الہند کے علاقے ہیں۔ خراسان اور سجستان کے درمیان واقع ہیں علامہ کرمانیؒ نے اشکال وارد کیا ہے کہ ان دو ولایتوں کے لوگ ان صفات والے نہیں ہیں۔ جواب یہ ہے قیامت کے قریب قریب ان صفات والے ہوں گے یعنی بعد میں ایسے ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ نسب قریب کے یہ ترک کے توابع میں سے ہیں۔ طبی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ترک کی دو قسمیں مراد ہوں ایک کے اصول خوز میں سے ہوں اور دوسری کے کرمان میں سے ہوں۔

حدیث (۳۳۳۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَالِ قَالَ آتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ فِي سِنِّي أَحَرَّصَ عَلَى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيثَ مِنِّي فَيُهِنَ سَمِعُهُ

يَقُولُ وَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ وَبَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ تَقَاتِلُونَ قَوْمًا بَعَالَهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ قَالَ سَفِينَانِ مَرَّةً وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ.

ترجمہ۔ قیس فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین سال تک رہا۔ اس مدت میں میرے سے زیادہ حریص کوئی نہیں تھا کہ میں ان تین سالوں میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث محفوظ کر لوں۔ میں نے ان سے سنا اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے تھے قیامت قائم ہونے سے پہلے تم لوگ ایک ایسی قوم سے لڑائی لڑو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے اور وہ ان جنگلوں یا پہاڑوں میں رہنے والے ہوں گے۔ بعض نے اس سے فارس اور بعض نے صحرا اور بعض نے جبال مراد لیا ہے کیونکہ پہاڑ بھی روئے زمین سے کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین سال حضور کی محبت میں رہے تو جن روایات میں اس سے زیادہ سال وارد ہوئے ہیں وہ اس کے معنی نہیں۔ کیونکہ ان تین سالوں میں حضرت ابو ہریرہؓ کو احادیث کے ضبط کرنے کا زیادہ حرص تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دیگر شرح کی توجیہات سے قطب گنگوہیؒ کی توجیہ زیادہ وزنی ہے۔ چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ ان تین سال سے مدت ملازمت شدیدہ مراد ہے۔ جب کہ وہ حج عمرہ یا سفر غزوہ میں آپؐ کے ہمراہ نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ جس قدر مدینہ منورہ میں آپؐ کی ملازمت ہوتی تھی دوسرے مقامات پر ایسی نہ ہوتی تھی۔ یا حرص استماع حدیث تین سال میں ہوا تو اس حدیث میں مفضل اور مفضل علیہ دونوں خود ابو ہریرہؓ ہوئے۔

حدیث (۳۳۳۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ تَقَاتِلُونَ قَوْمًا بَعَالَهُمُ الشَّعْرُ وَتَقَاتِلُونَ قَوْمًا كَانَ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ.

ترجمہ حضرت عمرو بن قُتیبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کے جوتے استعمال کرتے ہوں گے اور ایسی قوم سے جنگ لڑو گے جن کے چہرے بڑے بڑے سلاخی والی ڈھالوں جیسے ہوں گے۔

حدیث (۳۳۳۷) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْخِ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتَسْلُطُونَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُولُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے جب کہ تم لوگ ان پر غالب رہو گے یہاں تک کہ پھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھا ہوا ہے اسے قتل کرو۔

حدیث (۳۳۳۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الْخِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ يَغْزُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ جہا

دکریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوئی ہو تو لوگ کہیں گے ہاں۔ پس اس کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی پھر جہاد کریں گے تو پوچھا جائیگا کہ تم میں سے ایسا شخص موجود ہے جس نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی محبت اختیار کی ہو۔ تو کہا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو اس کی وجہ سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ہکدا بیدہ سے ان ہلا دی طرف اشارہ ہے جہاں جنگ برپا ہوگی۔ فیفتح لہم یعنی اس صحابی یا تابعی کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہوگی۔ یہ محل ترجمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - ہکدا بیدہ کا فائدہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے۔ چاروں شراح میں سے کسی نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور میرے نزدیک ان کے وقائع کے بعد قرب قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ مسند احمد میں اشارہ آیا ہے۔ ہکدا بیدہ قریب من بین یدی الساعة اور ایک روایت میں ہے۔ بقول بیدہ قریب من بین یدی الساعة الخ اور بعض روایات میں چوتھے طبقہ کا بھی ذکر ہے۔ مگر وہ روایت شاذہ ہے۔ اصل تین طبقے ہیں۔ صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین رحمہم اللہ۔

حدیث (۳۳۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ الْخ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَعِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ آتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَالِقَةَ ثُمَّ آتَاهُ آخَرُ فَشَكَا قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَبْدِي هَلْ رَأَيْتَ الْحَيْرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أَتَيْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيْنِ الطَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَفْمَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ قُلْتُ لِمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَارُ طَيِّبِ الدِّينِ قَدْ سَعَرُوا لِهَلَاكِهٖ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَفْتَحَنَّ كُنُوزًا كَسَرْتَنِي قُلْتُ كَسَرَنِي هُرْمَزُ قَالَ كَسَرَنِي هُرْمَزُ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيْنِ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيْنِ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجَمَانُ يُتْرَجَمُ لَهُ فَيَقُولُنَّ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَلَيَلْقِيَنَّكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَوَلَدًا وَأَفْضَلَ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَبْدِي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَبْدِي فَرَأَيْتَ الطَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَفْمَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَكُنْتُ لِمَنْ أَمْسَحَ كُنُوزًا كَسَرَنِي هُرْمَزُ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلءَ كَفِّهِ

ترجمہ۔ حضرت صدیق بن حاتمؒ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ پس اس نے بھوک کی شکایت کی۔ پھر دوسرا آیا تو اس نے ڈاکرزی کی شکایت کی تو آپؐ نے مجھ سے پوچھا اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے۔ میں نے کہا حضرت! انہیں دیکھا البتہ مجھے اسکے متعلق بتلایا گیا ہے کہ کوفہ کے پاس ایک شہر ہے آپؐ نے فرمایا اگر تیری زندگی نے تیرے سے وفا کی تو تو ایک کجاوہ سوار عورت کو ضرور دیکھے گا جو حیرہ سی چلے گی یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے گی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا

تمہارے مشرک بتوں کے پجاری ہونے کا خطرہ نہیں البتہ اگر مجھے خطرہ ہے تو یہ کہ تمہاری رغبت اور مقابلہ دنیا کے بارے میں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ - فصلی علی اہل احد امام لودئی فرماتے ہیں کہ اس سے دعا مراد ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بہت مدت کے بعد آپؐ نے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی تو معلوم ہوا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی مسلک ہے۔ یوم احد میں نماز اس لئے ترک کر دی گئی کہ آپؐ اور مسلمان بہت مشغول تھے۔ فراغت ہی نہیں تھی وہ دن مسلمانوں کیلئے بہت سخت تھا۔ اس لئے نماز ترک کر دی گئی جو بعد میں ادا ہوئی۔ بحث گزر چکی ہے۔ (کتاب الجنائز)

حدیث (۳۳۴۲) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَطْحَمِ

مِنَ الْأَطْحَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَىٰ إِنِّي أَرَىٰ الْفِتْنَ تَقْعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھ کر جہان کا فرمایا کہ کیا تم وہ چیز دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گروہوں میں ایسے کس رہے ہیں۔ جیسے بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ اس سے ان لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے جو آپؐ کے بعد ظاہر ہوئیں۔ حرہ کا واقعہ اور دیگر حروب مدینہ۔

حدیث (۳۳۴۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دَخَلَ عَلَيْهَا فِرْعَا يُقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلُ اللَّعْرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ فَتُحِ الْيَوْمَ مِنْ رَوْمٍ يَأْجُوجُ وَمَا

جُوجُ مِثْلَ هَذَا وَحَلَقَ بِأَصْبَعِهِ وَيَأْتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ

قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقِظَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَتَوَلَّى مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أَتَوَلَّى مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت جحشؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ہلاکت ہے عرب کیلئے اس برائی سے جو قریب آ رہی ہے۔ آج یا جوج و ماجوج کی دیوار اس طرح کھول دی گئی۔ پھر آپؐ نے اپنی اور اسکے متصل والی انگلی سے قلعہ بنایا حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہمارے اندر تو نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جب کہ خباثت زیادہ ہو جائے گی۔ دوسری سند زہریؒ سے حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا سبحان اللہ کس قدر خزانے اتارے گئے اور کس قدر فتنے اتارے گئے۔

تشریح از قاسمیؒ - ویل للعرب یعنی ایک ایسا لشکر ہوگا جو عرب سے جنگ کرے گا۔ بعض نے فتنے مراد لئے ہیں جو عرب میں

ظاہر ہوں گے۔ ان میں قتل عثمانؓ اور بعد کے فتنے ہیں جو اب تک جاری ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ فتوحات کی کثرت ہوگی مال زیادہ ہوگا۔ حسد پیدا ہوگا جس سے خونریزی پیدا ہوگی۔ اور بعض نے اس سے ترک مراد لئے ہیں۔ جنہوں نے غلیفہ مقتمم باللہ کو قتل کیا۔ پھر جو فتنے بغداد اور دیگر بلاد اسلام میں پھیلے یہاں تک کہ روم و جبال تک جاری رہیں گے۔ کثرت الخبث خبث سے مراد فسق و فجور ہے یا زنا اور اولاد زنا مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ غرضیکہ آپؐ نے خواب میں دیکھا خزانے فارس و روم کے بعد فتنوں کا دور دورہ ہوگا۔

حدیث (۳۳۴۴) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ لِي إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْفَنَمَ

وَتَتَجَلَّعًا فَأَصْلَحَهَا وَأَصْلَحَ رُعَامَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى

النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعُ بِهَا شَعْفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعْفَ الْجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مصعبؓ فرماتے ہیں کہ جناب ابو سعید خدریؓ نے مجھے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بکریوں کو پسند کرتے ہو۔ اور انہیں کی ساخت پر داحت میں لگے رہتے ہو پس ان کو ٹھیک ٹھاک رکھو اور ان کی اس بیماری کا بھی علاج کرتے رہو جس کی وجہ سے ان کے ناک سے سنگ بہتی رہتی ہے۔ کیونکہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لوگوں میں ایک ایسا دور آئے گا جس میں بھیڑ بکریاں مسلمان کا بہترین مال ہوگا جن کے پیچھے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر یا پہاڑ کی کھجوروں کے جھنڈ میں بارش پڑنے کی جگہوں پر فتنوں سے بچنے کیلئے اپنے دین کو لے کر پھرتا ہوگا۔ یعنی فتنوں سے بھاگ کر الگ زندگی اختیار کرے گا۔

حدیث (۳۳۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأَوْيسِيُّ النَّخَعِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي وَمَنْ يُشْرِفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ النَّخَعِيِّ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةً مِنْ لَاتَتَهُ فَكَانَتْهَا وَبَرَّ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے برپا ہوں گے اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑے ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان کی طرف جھانک کر دیکھے گا وہ ہلاکت میں پڑے گا۔ اور جو شخص کوئی ٹھکانا یا جائے پناہ پالے تو اس کے ساتھ پناہ پکڑ لے۔ اور دوسری سند سے ابو بکرؓ نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے یعنی صلوٰۃ عصر جس نے اسکو قضا کر دیا پس گویا کہ اس کے اہل و عیال و مال و دولت لوٹ لئے گئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ "یکون الغنم النخ" اس حدیث میں غیب سے خبر دی گئی ہے۔ یہی عمل ترجمہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہو سکے انسان فتنوں سے بچنے کے لئے بھاگ جائے۔ کیونکہ ان کا شتر تعلق کے اعتبار سے ہوگا۔ جس قدر جس کا تعلق ہوگا اس قدر اہتمام ہوگا۔

حدیث (۳۳۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ النَّخَعِيُّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تَوَدُّوهُ الْحَقُّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا عنقریب ظلم ہوگا کہ مال مشترک کو اپنے لئے مختص کیا جائے گا۔ اور ایسے امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے تو صحابہ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ ایسے موقعہ پر ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنے وہ فرائض ادا کرو جو تمہارے ذمہ ہیں۔ اور اپنے حقوق کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ یعنی اولہ بدلہ نہ کرو اور نہ ہی امرا سے لڑائی مول لو۔ تمہارا کام سوا طاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ غنیمت مال فنی وغیرہ سے امداد ہوگی۔

حدیث (۳۳۴۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اغْتَرَلُوا هُمْ وَقَالَ مَحْمُودُ
الْخ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمُصْطَفَى يَقُولُ هَلَاكَ أُمَّتِي
عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فَلَانٍ وَبَنِي فَلَانٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ انہوں نے کہا
پھر ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کاش ایہ لوگ ان سے الگ رہے اور دوسری سند سے سعید اموی فرماتے ہیں کہ میں مروان اور
ابو ہریرہ کے ساتھ تھا تو میں نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ سے جوچے اور عند اللہ صدوق ہیں ان سے سنا فرماتے
تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی مروان نے کہا لڑکے! تعجب ہے حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ان
کے نام تلاش کتا ہوں جو فلاں فلاں کے بیٹے ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ شاید اس سے غلیمہ بنو امیہ مراد ہوں کیونکہ قتل عثمان غنی کے بعد بنو امیہ سے فتن اور حروب میں کثیر مسلمان
مارے گئے۔ اور ایک طریق میں ہے کہ مروان نے ان پر لعنت کی۔

حدیث (۳۳۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْخ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُذَرَّ كُنْهِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٌّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ
ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَعْنٌ قُلْتُ وَمَا دَعْنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدًى تَعْرِفُ مِنْهُمْ
وَتُنَكِّرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى آثَابٍ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَلْبُهُ
فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جَلْدِيْنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِاللَّسِيَّتَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَفْرَكْنِي
ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ
بِلَكَ الْفِرْقِ كُلِّهَا وَلَوْ أَنْ تَعْصُ بِأَمَلٍ شَجَرَةٍ حَتَّى يَذُرَّكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کے متعلق پوچھتے تھے۔ اور میں آپ سے شر کے متعلق
پوچھتا تھا۔ اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں میں اس میں جتنا نہ ہو جاؤں۔ پس میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے
اس خیر اسلام کو لے آیا۔ پس اس خیر کے بعد کوئی شر بھی ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے پوچھا اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ آپ نے ہاں میں جواب دیا
لیکن فرمایا اس میں کمورت کا دھواں ہوگا۔ میں نے پوچھا وہ دھواں کیا ہے آپ نے فرمایا وہ لوگ جو میری سیرت کے خلاف سیرت اختیار کریں گے۔
بعض ان کے افعال کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض کو برا سمجھو گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا۔ فرمایا ہاں! جہنم کے دروازے پر کچھ
داعی ہوں گے جو انکی دعوت کو قبول کرے گا وہ اس کو اس میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ان کے کچھ احوال ہمیں بیان فرمائیں۔ فرمایا وہ لوگ
ہمارے طاقتور لوگوں میں سے ہوں گے۔ اور ہماری زبانوں میں باتیں کریں گے۔ لیکن ان تلبیسات سے گمراہ کرنا مقصود ہوگا۔ میں نے عرض کی اگر مجھے
یہ دور مل جائے تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حاکم اور امام کو لازم پکڑنا۔ میں نے کہا اگر جماعت اور

امام نہ ہو تو آپؐ نے فرمایا تو ان تمام فرقوں سے الگ تھلک ہو جانا۔ اگر تمہیں کسی درخت کی جڑ کو کیوں نہ دانت سے کاٹنا پڑے۔ یہاں تک کہ تجھے موت آجائے اور تم اس علیحدگی کی حالت پر ہو قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض شجرہ سے مراد مصائب اور شدائد کا برداشت کرنا ہے۔

حدیث (۳۳۴۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخَنْزَارِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ تَعَلَّمَ أَصْحَابِي الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ۔ ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے کہ میرے ساتھی تو خیر سیکھتے تھے۔ اور میں آپؐ سے شر سیکھتا تھا یعنی وہ خیر کے متعلق سوال کرتے اور میں شر سے بچنے کیلئے سوال کرتا تھا۔

حدیث (۳۳۵۰) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتُلَ فِتْنَانِ دَعَوَاهُمَا وَاحِدَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دواگردہ آپس میں جگ کریں گے۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا یعنی ہر ایک یہی کہے گا کہ وہی حق پر ہے۔ یا ہر ایک دوسرے کو خطا کار کہے گا۔ یہ لڑائی حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان ہو چکی ہے۔ اور یہ اجتہادی جگ تھی جس میں گناہ کار کوئی نہیں ہوگا۔

حدیث (۳۳۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتُلَ فِتْنَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دواگردہ گردہوں کے درمیان جگ ہوگی۔ جس میں مسلمانوں کا قتل عام ہوگا۔ دونوں کا نعرہ ایک ہوگا۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فریبی جموں نے تیس کے قریب اٹھائے جائیں گے۔ سب کے سب یہی کہیں گے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور دجال اعظم الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

حدیث (۳۳۵۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا آتَاهُ ذُو الْخَوِصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْدِلْ فَقَالَ وَنِلَكَ وَمَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ أَغْدِلْ قَدْ حَبِثَ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَغْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يُحَقِّرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُ وَنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى رِصَالِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى نَصْلِهِ وَهُوَ قَدْ حُفِيَ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى قَدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَقَدْ سَبَقَ الْفَرْتُ وَالْدَّمُ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عُصْدِيهِ مِثْلُ لَذِي الْمِرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَدْرُدُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينٍ قُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ

فَالْتَمِسْ فَاتِي بِهِ حَتَّى نَظَرْنَا إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تَفْتَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب کہ آپؐ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ آگیا جو ہنو تمیم کا ایک آدمی ہے کہنے لگا یا رسول اللہ! آپؐ انصاف کریں جس پر آپؐ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا میں تو ناکام اور گھانے میں رہ گیا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔ یا تو ناکام اور گھانے میں رہے گا (اسلئے کہ تو تابع اور مقتدی ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ پس آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہیں جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے۔ ان کے روزے کے مقابلہ میں اپنے روزے کو حقیر گردانو گے۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن وہ ان کی ہنسیوں سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرا اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے اس کے پھل کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کی پٹی کو دیکھا جائے جو پھل کے سرے پر باندھی جاتی ہے اس میں بھی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ پھر اس تیری کی لکڑی کی طرف دیکھا جائے تو کوئی چیز نہیں ملے گی۔ پھر اس کے پر کی طرف دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نہیں ملے گی حالانکہ وہ تیر کو برا درخون سے گذر کر آیا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ وہ آدمی کالے رنگ کا ہوگا۔ اس کے دو بازو میں سے ایک ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا اور ان لوگوں کا خرد و لوگوں کے اختلاف و افتراق کے زمانہ میں ہوگا حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان سے جنگ آزمائی کی اور میں آپؐ کے ہمراہ تھا پس اس آدمی کے متعلق حکم دیا گیا کہ اسے تلاش کیا جائے۔ چنانچہ اسے لایا گیا تو میں نے اسے بغور دیکھا۔ تو اسی صفت پر اسے پایا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔

تشریح از شیخ منگوبی۔ فان له اصحابا النع مقصد یہ ہے کہ اسیلئے اس کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ اسی طرز کے کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ جو احکام شرعیہ پر پابندی کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کا قتل ہنگامہ خیز ثابت ہوگا۔ نیز ابھی تک ان سب کو قتل کرنے کی حجت قائم نہیں ہوئی۔ بنا بریں آج انہیں قتل کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی ان کا خون حرمت والا ہے مباح نہیں ہے۔ پس انتظار کرو یہاں تک کہ سب قتل کئے جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ فان له اصحابا النع علامہ بیٹی فرماتے ہیں کہ تحلیل کی نہیں ہے بلکہ تعقیب کے لئے ہے۔ کہ یہ اخبار یکے بعد دیگرے اس طرح وقوع پذیر ہوں گی الغرض اس کا حکم منافق کا تھا۔ اور منافقوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں تھا۔ نیز اقسطانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تو ان کے قتل کی ممانعت ہے۔ لیکن دوسری حدیث میں ہے کہ اگر مجھے ان کا زمانہ مل جائے تو میں انہیں ضرور قتل کروں گا۔ تو شرح السنۃ میں اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ان کا قتل اس وقت مباح ہے۔ جب کہ ان کی جماعت کثیر ہو جائے۔ ہتھیار لے کر مقابلہ میں نکل آئیں اور مسلمانوں کی جان و مال کا پیچھا کریں یہ اسباب منع کے وقت موجود نہیں تھے۔ ان کا عروج حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہوا اسلئے جنگ نہروان خارج سے لڑی گئی اور بعض روایات میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق ہے کہ انہوں نے اس منافق کی گردن مار دینے کی اجازت طلب کی۔ تو مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے الگ الگ اجازت طلب کی۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ خوارج کا دین میں داخل ہونا اور اس سے نکلنا کہ ان کو دین سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایسے ہے جیسے تیر شکار میں داخل ہوا پھر نکل گیا۔ خون اور گوشت میں سے کوئی چیز بھی اس کے ساتھ نہ لگ سکی۔ کیونکہ وہ جلدی سے نکل گیا۔ ایسے یہ لوگ بھی جلدی سے دین سے نکل گئے۔

حدیث (۳۳۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَأْخِزُوا مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ خُلْدَاءُ الْأَسْنَانِ سَفَهَاءُ الْأَخْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْمٍ الْبَرِيَّةِ يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَلَا يَمْنَأُ لِقِيَتِهِمْ فَاغْتُلُّوهُمْ فَإِنْ قَتَلْتُمْ أَجْرُ لِمَنْ قَتَلْتُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت سؤید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں تو مجھے آسمان سے گر پڑنا منظور ہے۔ اس سے کہ میں آپ پر جھوٹ باندھوں اور جب میں تمہیں ان امور کے بارے میں بات کروں جو تمہارے اور میرے درمیان ہیں تو پھر لڑائی چالاکی کا نام ہے۔ اس میں توریہ وغیرہ کیا جاسکتا ہے۔ سنو! میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو نو خیز عمر کے اور کمزور عقل والے ہوں گے۔ ساری مخلوق سے بہتر ہستی کی باتیں کریں گے۔ یعنی سنت رسول بیان کریں گے لیکن وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرا پنے شکار سے نکل جاتا ہے۔ کہ ان کا ایمان ان کے حنجرہ (طلق) سے آگے نہیں بڑھے گا۔ پس ایسے لوگ جس جگہ بھی تمہیں ملیں ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل اس شخص کے لئے قیامت کے دن باعث ثواب ہوگا جو انہیں قتل کرے گا۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ خیر قول البریہ سے قرآن مجید مراد لیا گیا ہے۔ جیسا کہ سابق حدیث میں آیا ہے یقولون القرآن چنانچہ خوارج ان الحکم اللہ کا نعرہ لگاتے تھے جس پر حضرت علی نے فرمایا کلمہ حق ارہد بہا الباطل کہ کلمہ تو سچا ہے لیکن اس سے مراد باطل و ناحق ہے۔

لا یجاوِز الخ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کریں گے۔ یا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قرآن ان کے دلوں میں اثر نہیں کرے گا۔

حدیث (۳۳۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَ عَنْ خُبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ قَالَ خَشَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوا اللَّهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِالنَّيْنِ وَمَا يُصَلِّدُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمَشِّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يُصَلِّدُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهُ لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَةِ مَوْتٍ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوْ الْبَذْءَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ.

ترجمہ۔ حضرت خباب بن الارت فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہداء اور مصائب کی شکایت کی جبکہ آپ اپنی چادر کا ٹکلیہ بنائے ہوئے خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے کہا کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب نہیں کرتے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا نہیں مانگتے۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو لایا جاتا زمین میں گڑھا کھود کر اسے اس میں کھڑا کیا جاتا آری اس کے سر پر لاکر رکھ دی جاتی پس اسے دو حصوں میں چیر دیا جاتا اور یہ سلوک ان کو ان کے دین سے نہیں روک سکتا تھا۔ اس

طرح لوہے کے ٹکھوں سے سکھا کرتے کرتے گوشت سے آگے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے۔ لیکن یہ بھی ان کے دین سے رکاوٹ کا باعث نہ بننا۔ اللہ کی قسم! مجھے تو یقین ہے کہ یہ دین کا معاملہ ضرور مکمل اور تمام ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اونٹنی سوار صنعاء سے لے کر حضرموت تک سفر کرے گا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسے اپنی بکریوں پر کسی بھیڑیے کا خطرہ ہوگا۔ اور تم لوگ ہو جلدی مچا رہے ہو۔

تشریح از قاسمی۔ "ولیعین اتمام سے ہے۔ جس کے معنی اکمال کے ہیں۔ فصل مجرد اور مزید دونوں ہو سکتے ہیں صنعاء سے اگر صنعاء بعین مراد ہے تو پھر اس کے حضرموت کے درمیان پانچ دن کا سفر ہے۔ اگر صنعاء شامِ اربعہ ہے تو پھر مسافت بعیدہ ہوگی لیکن احتمال اول قریب ہے۔

حدیث (۳۳۵۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنِزَنِيُّ عَنْ لَيْثِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقَدَّ فَأَبَتْ بَنُ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مِنْكِسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرُّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَاتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ اللَّهُ قَالَ كَذَبًا وَكَذَبًا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ لَرَجَعَ الْعَمَلُ الْآخِرَةُ بِشَارَةَ عَظِيمَةٍ فَقَالَ أَهْبَ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس کو گم پایا تو صحابہ کرام سے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو اس کی خبر لا کر بتا رہا ہوں۔ چنانچہ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہیں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پایا کہ اپنا سر جھکائے ہوئے میں نے پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ برا حال ہے۔ میری آواز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوگئی اس کے تو عمل ضبط ہو گئے اور وہ تو جہنمیوں میں سے ہو گیا۔ اس آدمی نے آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ تو اس طرح کہہ رہا ہے۔ موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ وہ شخص دوسری مرتبہ ایک بہت بڑی خوشخبری لے کر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ تو جہنمی نہیں ہے بلکہ بہشتی ہے۔

تشریح از شیخ منگوبی۔ "آپ کا ایک ایسی خبر دینا جو نبی کے سوا اس کو نہیں جانتا۔ یہ آپ کا معجزہ ہے اس لئے کہ یہ غیب کی خبر دیتا ہے۔ تشریح از شیخ زکریا۔ "حافظ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو باب علامات نبوت میں لانے کی غرض ایک دوسری حدیث سے مکمل ہوگئی جو کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمامہ شہید ہونے کی خبر دی تھی۔ اب انہ امن اہل الجنت کہنے سے اس کا مصداق ظاہر ہوا کہ وہ شہید ہوں گے اور جنت میں جائیں گے۔ اور شاید امام بخاری نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہو کیونکہ دونوں حدیثوں کا مخرج ایک ہے۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ امام بخاری نے حدیث کے ایک طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں جہنم الصوت ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ جس پر آپ نے فرمایا امتا رضی ان تعیش معہ او تقتل شہید او تدخل الجنة کہ کیا تجھے پسند نہیں ہے کہ تم تک بخت بن کر زندگی گزار دو۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید بن کر قتل ہوئے۔

حدیث (۳۳۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَمَّاسِيُّ عَنْ لَيْثِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقَدَّ فَأَبَتْ بَنُ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مِنْكِسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرُّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَاتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ اللَّهُ قَالَ كَذَبًا وَكَذَبًا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ لَرَجَعَ الْعَمَلُ الْآخِرَةُ بِشَارَةَ عَظِيمَةٍ فَقَالَ أَهْبَ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سورۃ کہف پڑھنی شروع کی۔ وہ حضرت اسید بن حنیسؓ تھے جو بلی میں ایک جانور تھا جو نفرت کر کے دوڑنے لگا۔ انہوں نے اللہ کے سپرد کیا یا سلام پھر کر دیکھا وہ کہہ رہا تھا یا بادل تھا جس نے اس کو ڈھانپ لیا تھا۔ اس کا انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اے فلاں! تم پڑھتے رہتے یہ تو رحمت الہی تھی جو قرآن کے لئے لے کر فرشتے اترے تھے۔ نزول کا لفظ فرمایا یا تنزلت کا۔ یعنی تم قرأت کرتے رہتے تو یہ نزول رحمت برابر تم پر ہوتا رہتا۔ یہ بھی غیب کی خبر تھی جو آپؐ نے بتلائی تو علامات نبوت سے اس کا تعلق ثابت ہو گیا۔

حدیث (۳۳۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْعَمَلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَأَشْتَرَى مِنْهُ رَحْلاً فَقَالَ لِعَازِبٍ ائْتِكْ يَحْمِلُهُ مَعِيَ قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِلُ لَمَنَّهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْعَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِبَيْدَى يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيهِ قُرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَآبَا أَنْفَضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفَضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الْإِدْيِ أَرَدْنَا فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَتَتَحَلَّبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ أَنْفَضِ الصُّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعْرِ وَالْقَذَى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفَضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُتِبَتْ مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرِبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرْتُ أَنْ أُرِيقَ قُرْأَتَهُ فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَقْبَلْتُ فَصَبَّيْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعْنَا سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ أَيُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَحَلْتُ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا أَرَى فِي جِلْدِهِ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٍ فَقَالَ إِنِّي أَرَا كَمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوا لِي فَاللَّهُ لَكُمْ أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدُّهُ قَالَ وَوَفَى لَنَا.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے باپ کے پاس ان کے مکان پر تشریف لائے ان سے انہوں نے ایک پاکڑہ یعنی کجادہ خرید کیا پھر حضرت عازبؓ سے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو بھیج دو میرے ساتھ اس کجادہ کو اٹھوالے میں نے کجادہ اٹھوایا میرے باپ اس کی قیمت وصول کرنے کیلئے تشریف لائے بہر حال باتوں باتوں میں میرے باپ نے کہا اے ابوبکر! جب ہجرت والی رات آپ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے تو مجھے بتاؤ کہ تم نے کیسے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ دوسری صبح بھی چلتے رہے یہاں تک کہ عین دوپہر کا وقت آ گیا راستہ بالکل دیران تھا۔ کوئی شخص اس راستے سے نہیں گزرتا تھا۔ پس ہمیں ایک بڑا لباچوڑا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ بھی تھا دھوپ نہیں آتی تھی۔ پس ہم نے اسکے پاس پڑاؤ کر لیا اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہی اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ تاکہ آپ اس پر آرام فرمائیں۔ اور میں نے پوشین یا انہا دو شالہ بھی اس پر بچھا دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو نیند کریں اور میں ارد گرد کو جھانڈوں پس آپ کو سو گئے میں ماحول کو جھانڈنے کے لئے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گڈریا اپنی بکریاں لے کر اسی پتھر کی طرف آ رہا ہے اس کا مقصد بھی اس پتھر سے وہی تھا جو ہم اس سے چاہتے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے تم کس کے بیٹے ہو۔ اس نے مدینہ یا مکہ کے کسی آدمی کا نام لیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا تو ہمیں دودھ دودھ کر دے گا اس نے ہاں کہہ کر جواب دیا تو اس نے ایک بکری کو پکڑا تو میں نے اس سے کہا کہ ذرا تھنوں سے مٹی ہال اور تھکے وغیرہ جھاڑ لینا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے براؤ گود دیکھا کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر جھاڑتے تھے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی کے پیالہ میں کچھ مقدار دودھ کی دودھ لی میرے پاس ایک برتن تھا جس کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے اٹھا کر لایا تھا تاکہ آپ اس سے پانی بھریں یہیں بھی اور وضو بھی کریں۔ پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا پس جب آپ خود بیدار ہوئے تو میں حاضر ہوا دودھ پر میں نے پانی ڈالا۔ یہاں تک کہ اس کا پچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا پس میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اُسے پیئیں۔ پس آپ نے اس قدر پیا کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر آپ نے پوچھا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرماتے ہیں کہ سورج ڈھل جانے کے بعد ہم نے کوچ کیا۔ ہمارے پیچھے سراقہ بن مالک آ گیا میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو ڈھر لئے گئے آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس آپ نے اس کو بدعا دی جس سے اسکے گھوڑے کے پاؤں سراقہ سمیت زمین میں دھنس گئے میرا خیال ہے کہ سخت زمین میں دھنس گیا۔ زحیر کو شک ہے بہر حال سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بدعا کی ہے۔ لہذا آپ لوگ ہی اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور ناصر ہے میرا وعدہ ہے کہ جو لوگ بھی آپ کی تلاش میں آ رہے ہوں گے میں ان کو واپس کرتا جاؤں گا پس آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی تو اسے نجات ملی۔ پس جو شخص بھی اسے راستہ میں ملتا تھا تو وہ اس سے کہتا کہ میاں! میں تمہارا کام کر آیا ہوں۔ یہاں پچھ نہیں ہے۔ پس وہ ہر ایک ملنے والے سے یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس نے ہم سے وفا کی کہ اپنے وعدہ کو بھلیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الوء یا فلان یعنی تم اپنی قرأت برابر جاری رکھتے۔ رحمت ایزدی تمہارا گمراہ کرتی۔ یہ عمل ترجمہ ہے کہ اس میں غیب کی خبر ہے آپ نے مطلع فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فضائل قرآن میں امام بخاریؒ یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت اسید بن حسیر ثرات کے وقت سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔ ممکن ہے کہ دونوں سورہ بقرہ اور کہف اکٹھی پڑھ رہے ہوں یا متعدد واقعات ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ کچھ حصہ سورہ بقرہ کا پڑھا ہو اور کچھ سورہ کہف کا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فوافقتہ بین الاستیظاف الخ مطلب یہ ہے کہ میں بھی لیٹ گیا نیند کر لی۔ یہاں تک کہ میرا اور آپ کا بیدار ہونا موافق ہو گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ میں نے بیدار کرنا تو مناسب نہ سمجھا البتہ جب بعد میں میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ تو میرا پہنچنا اور آپ کا بیدار ہونا دونوں متفق ہو گئے۔

”تشریح از شیخ زکریا“۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس حدیث میں فہم کا لفظ وارد ہوا ہے۔ جس کی شرح نے کئی توجیہات کی ہیں کرماتی فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں دعا بالسلامۃ کہ سلامتی کی دعا کی اور اللہ کے حکم پر راضی ہو گئے۔ اور مولانا محمد حسن کی اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ سلم عن الصلوۃ کہ نماز سے فراغت کا سلام پھیرا۔ حافظ نے یہاں تعرض نہیں کیا۔ اور شاید معصفت نے اس قصہ کو ایک سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوا کہ بہر صورت نماز کی محافظت کرنی چاہیے۔ خشرع میں فرق نہ آنے پائے اور مناقب میں امام بخاری کہہ چکے ہیں۔ فواللہ لہ استعظ کہ میرا جب آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔

حدیث (۳۳۵۷) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَغُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ قُلْتَ طَهُورٌ بَلْ هِيَ حُمَى تَقُورُ أَوْ تَقُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَنْعَمَ إِذَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی بیمار پری کیلئے تشریف لے گئے۔ اور آپ کی عادت مبارک تھی جب کسی بیمار کی بیمار پری کیلئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ کوئی فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ یہ گناہوں سے پاک کرنے کا سبب بنے گا۔ اس عادت کے مطابق آپ نے اس سے بھی یہی کہا۔ لا باس طہور انشاء اللہ وہ کہنے لگا آپ تو اسے طہور کہہ رہے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایسا بخار ہے جو ایک بہت بوڑھے آدمی پر جوش مار رہا ہے۔ یہ تو اسے تو ریک پہنچا کر رہے گا۔ تو آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر ہاں اس وقت ایسا ہی ہوگا اور اسی نعم اذن میں ترجمہ ہے کہ جیسے آپ نے خبر دی وہ اسی بخار میں ہی مر گیا۔ صدق اللہ وصدق رسولہ۔

حدیث (۳۳۵۸) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَضْرَبِيًّا فَأَسْلَمَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ أَلْ عِمْرَانَ لَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَادَ نَضْرَبِيًّا فَكَانَ يَقُولُ مَا يَذَرِي مُحَمَّدًا إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَلَقِيَهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فَعَلَ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ لَنَشُورًا عَنْ صَاحِبِنَا فَالْقُوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ وَاعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَالْقُوْهُ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی آدمی تھا جو مسلمان ہو گیا۔ اس نے سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھا کرتا تھا پھر وہ نصرانی بن گیا اور کہتا پھرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی کچھ جانتا ہے جو میں نے اسے لکھ کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دے دی لوگوں نے اسے دفن کیا مچ کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے۔ کیونکہ وہ ان سے بھاگ گیا تھا اسلئے انہوں نے ہمارے ساتھی کو بے پردہ کر دیا پھر انہوں نے اس کو زمین میں ڈالا لیکن اب انہوں نے گڑھا کھودا اور زمین کو اتار کر اکیلا جوہ کر سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی مچ کو یہ ہوا کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔ اسے قبول نہیں کیا کہنے لگے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کہ ہمارا آدمی ان سے بھاگ گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے بے حجاب کر دیا کہ اس کی قبر کھل گئی پس انہوں نے پھر اسے ڈالا اور اتار کر اکیلا کھودا جس قدر وہ کر سکتے تھے۔ پھر بھی کیا دیکھتے ہیں کہ مچ کو زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ تب لوگوں کو یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ یہ عذاب الہی ہے۔ لہذا انہوں نے اسے ایسے ہی پھینک دیا۔

تشریح از شیخ کنکوئی۔ ماہدوی محمد الخ وجہ یہ ہوئی کہ وہ حسب ارشاد نبویؐ وحی کی کتابت کرتا تھا اتفاق سے جب یہ آیت اس نے لکھی انسانہا خلقا اخر تو اس کے منہ سے نکل گیا فبارک اللہ احسن الخالقین۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بھی لکھ لو وہ سمجھا کہ آپؐ پر کوئی وحی نہیں اتری پس لوگوں کا جو کلام آپؐ کو پسند آ جاتا ہے اسے جمع کر لیتے ہیں۔ بتائیں وہ مرتد ہو گیا اور کفار سے جاملہ نعوذ باللہ من ذلک۔ بس وہ کہتا پھر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو کچھ نہیں جانتے جو میں نے لکھ دیا بس اسی کو وحی کہہ دیا۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ عموماً شرح اس نصرانی کا نام نہیں لکھتے لیکن مسلم شریف میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح یہ آیات لکھ رہا تھا۔ جب خلقاً آخر تک پہنچا تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا فبارک اللہ احسن الخالقین آپؐ نے فرمایا اسے لکھ لو۔ اسی طرح نازل ہوا ہے۔ اس کو شک گزرا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو جیسا ان کی طرف وحی ہوتی ہے ویسے میری طرف بھی ہوتی ہے اگر وہ جھوٹے ہیں تو پھر اس کے دین میں خیر نہیں ہے لہذا مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کفر پر موت واقع ہوئی اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ پھر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا۔ حالانکہ ایسی موافقت تو حضرت عمرؓ کی بھی ہوئی ہے انہوں نے بھی تبارک اللہ احسن الخالقین کہا بلکہ کئی اور مقامات پر موافقت ہوئی ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ذکر فرمایا ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نصرانی کے ارتداد پر فرمایا تھا ان الارض لا تقبلہ۔ چنانچہ اسے دفن کیا گیا لیکن زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ آپؐ کا مجروحہ ہے کہ زمین نے اس مرتد کو کئی بار باہر پھینک دیا۔ اس سے ترجمہ ثابت ہوا۔ اور حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس جگہ خود مدعا نہ کیا جہاں وہ مرا تھا کہ زمین نے اسے باہر پھینکا ہوا تھا میں نے لوگوں سے اس کا سبب پوچھا تو مجھے بتلایا گیا کہ ہم نے اسے دفن کیا لیکن زمین اسے قبول نہیں کرتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرتد کو سزا ملی تھی۔ اور شارع علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔

حدیث (۳۳۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْغِبْرِ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُفْلِقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسری ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا۔ اور جب یہ قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے بقعہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے تم ان دونوں سپر طاقتوں کے بادشاہ کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

تشریح از قاسمی۔ کسری فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر روم کے بادشاہ کا اگر اشکال ہو کہ فارس کی حکومت تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک باقی رہی۔ اس طرح مملکت روم بھی باقی رہی۔ تو اس کا جواب یہ ہے جو امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ اس حدیث کا سبب یہ ہوا کہ قریش کثرت سے تجارت کے لئے شام اور عراق کو آیا جایا کرتے تھے۔ جب قریش مسلمان ہو گئے تو انہیں خطرہ لاحق ہوا کہ اب اسلام لانے کی وجہ سے ان کے یہ اسفار منقطع ہو جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تطہیب کی خاطر کے لئے بشارت دی کہ عراق اور شام کی دونوں ولاجوں میں کسری اور قیصر کی بادشاہی نہیں رہے گی۔ چنانچہ پھر اللہ ایسا ہی ہوا کہ کسری کی حکومت تو بالکل صلی مسیحی سے مٹ گئی اس کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدعا کھا گئی کہ اس نے آپؐ کے والا نامہ کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا جس پر آپؐ نے فرمایا تمزق کل معزق کہ اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ختم ہو جائے گی۔ اور قیصر شام سے شکست کھا کر بھاگا اور اپنے انتہائی شہر میں جا کر پناہ لی بہر حال ان دونوں کے شہر فتح ہوئے اور ان کے خزانے غزوات میں خرچ ہوئے۔ یہ بھی غیب کی خبر تھی جو اسی طرح واقع ہوئی۔ معجزہ نبوی علامت نبوت میں داخل ہوا۔

حدیث (۳۳۶۰) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْخ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن سمرہؓ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کسری ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا جب قیصر مرے گا تو پھر کوئی قیصر اس کے بعد نہیں ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے جائیں گے۔

حدیث (۳۳۶۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ أَلَا مَرَمٍ بَعْدَهُ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنُ شِمَاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةٌ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَلِ هِيَ الْقِطْعَةُ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْلَمُوا أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَذْهَبْتُ لَيَغْفِرَنَّكَ اللَّهُ وَإِنِّي لَا رَاكَ إِلَّا دُنَى أُرَيْثُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سَوَارِيزَ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهْمَنِي شَأْنُهُمَا فَأَوْحَى إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنَّ أَنْفُخَهُمَا لَنَنْفُخَهُمَا فُطَارًا فَأَوَلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسیلہ کذاب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے اندر آیا۔ وہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حکومت میرے لئے مقرر کر دیں تو آپؐ کی پیروی کروں گا اور وہ اپنی قوم کے بہت سے لوگ لے کر آیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکافات یعنی ادلہ بدلہ کے لئے اسکے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس صحابی بھی تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کجور کی چھڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ مسیلہ اور اسکے ساتھیوں کے پاس آ کر ٹھہر گئے فرمایا اگر تو میرے سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے گا تو یہ بھی میں تجھے نہیں دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ جو تیرے بارے میں ہے تو اس سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا کہ تو کذاب ہے۔ جہنمی ہے۔ مقتول ہوگا اور اگر تو یہاں سے واپس گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور ہلاک کر دے گا۔ اور جو کچھ مجھے تیرے بارے میں دکھایا گیا میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو ٹکڑے ہیں مجھے ان کی وجہ سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی تو مجھے خواب میں وحی بھیجی گئی کہ آپؐ ان دونوں کو پھونک مار دیں میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو میں نے اس کی تعبیر یہ دی کہ یہ دو جھوٹے فریبی آدمی ہیں جن کا ظہور میرے بعد ہوگا ان میں سے ایک تو اسود عنسی تھا۔ اور یمامہ والا مسیلہ کذاب۔

تشریح از قاسمی۔ مسیلہ بن حبیب حنفی یرمائی بڑا شہیدہ باز تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی قوم دھوکہ کھا گئی۔ اسے وحشی قاتل حمزہؓ نے خلافت صدیقی میں قتل کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ کفر میں میں نے خیر المسلمین کو قتل کیا اور اسلام میں شر الکفار کو قتل کیا۔ فطار الخ یہ سرعت ہلاکت سے کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ بڑی آسانی سے ہلاک ہو جائیں گے۔ یخرو جان بعدی اس خروج سے مراد ان کی شان و شوکت اور دعویٰ نبوت مراد ہے۔ ورنہ یہ لوگ آپؐ کے زمانہ میں موجود تھے۔ بعدی یعنی بعد دعویٰ النبوة۔ یا بعد نبوت نبوتی۔

اسود عنسی صنعانی بن کعب جو ذوالخمار کے لقب سے مشہور تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میرے پاس جو آتا ہے وہ ذوالخمار ہے اس کو خیر و زدیعی صحابی نے صنعاء میں قتل کیا تھا جبکہ وہ مریض تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو اس کی موت کی خبر سنائی تھی اس کا سراغ آ کر آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ خلافت صدیق میں ایسا ہوا۔ آپ کی تاویل میں مناسبت یہ بیان کی گئی ہے کہ اہل صنعاء اور اہل یمامہ مسلمان ہو گئے تھے۔ گویا کہ وہ لوگ اسلام کے لئے کلائی کے منزل پر تھے۔ جب ان میں یہ دو کذاب ظاہر ہوئے اور انہوں نے اپنی ملع سازیوں سے اکثر لوگوں کو دھوکہ دیا تو دونوں ہاتھ بمنزلہ دشمنوں کے ہوئے اور کنگن بمنزلہ کذاہین کے اور سونے سے اشارہ ان کی فریب کاریوں کی طرف ہے اور زعفرانوں کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

حدیث (۳۳۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَلَذَبْتُ وَهَلَيْتُ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَتَرَبُّبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَلِيبَهُ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَلَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا مَنْ أَصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کموریں ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہوگا یا ہجر ہوگا پس وہ تودینہ یثرب نکلا۔ اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا تو یہ وہ مصیبت تھی جداحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو پیش آئی۔ پھر میں نے اسے دوسری بار حرکت دی تو وہ پہلی صورت سے بھی زیادہ اچھی حالت میں ٹوٹ آئی۔ پس اس کی تاویل وہ ہے کہ جو فتح و شکست کے بعد مسلمانوں کے اجتماع کے بعد حاصل ہوئی اور اس میں میں نے ایک گائے کو بھی دیکھا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی وہ خیر ہے جداحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تو بقرے سے مراد مؤمنون اور خیر سے مراد وہ بھلائی ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے بعد لے آئے۔ اور سچا بدلہ تو وہ ہے جو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بدر ثانی کے دن ہمیں عطا فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لَانْقَطَعَ صَدْرُهُ اس انقطاع سے مراد ٹوٹنا اور اس کے دندانے پڑ جانے ہیں وہ کھڑے ہو کر ٹوٹنا نہیں ہے۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا محمد حسنؒ کی تقریر میں بھی یہی ہے کہ تلوار ٹیڑھی ہو گئی۔ یہ نہیں کہ بالکل ٹوٹ گئی۔ اور صدر سے قبضہ سے اوپر کی جگہ ہے اور بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ تلوار کے اندر دروازہ پڑ جانا اس کی تاویل یہ ہے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی قتل ہوگا۔ ورايت فيها بقرۃ آپؐ نے اسے دیکھا کہ گائے ذبح کی جارہی ہے تو یہ وہ مسلمان تھے جداحد میں شہید ہو گئے یا یہ کہ آپؐ نے کسی کہنے والے سے سنا اللہ خیر ای ثواب اللہ خیر اور وہ ان کے ثواب سے کنایہ ہے۔

ما اتاهم اللہ بعد یوم بدر اگر بعد کی اضافت یوم بدر کی طرف ہو تو اس سے بدر کبریٰ مراد ہوگا۔ جس میں مسلمانوں نے قتل کیا اور ممکن ہے یوم بدر سے بدر صغریٰ مراد ہو۔ جس کا اگلے سال کے لئے یوسفیان نے وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ تھمبار اور آدمی جمع کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب داخل کیا تو وہ حاضر نہ ہوئے۔ البتہ مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا کہ قریش نے بہت کچھ جمع کر لیا

ہے۔ خدا کی شان مسلمانوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ فرما دھم ایمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوکیل۔ نیز اودہ تہارتی میلہ کے دن تھے۔ ابوسفیان تو نہ آیا صحابہ کرامؓ نے تہارتی مال کو بیچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوب نفع سے الامال فرمایا کیونکہ اہل مکہ تو آئے نہیں تھے مسلمانان اکیلے نے نفع کمایا۔

فانقلبوا بنعمة من الله میں اسی کا ذکر ہے۔ تو یہ یوم یوم بدر صغریٰ ہوگا۔ بعد کی اضافہ اگر یوم بدر کی طرف ہو تو صرف بدر کبریٰ یا صغریٰ مراد لینا صحیح نہیں بلکہ دونوں پر حمل ہو سکتا ہے۔ اگر اضافت قطع کر دی جائے تب بھی دونوں مراد لینا جائز ہے خصوصاً کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حافظہ قراتے ہیں کہ بدر سے بدر موعدی مراد ہے جو احد کے بعد ہوا تھا۔ جس میں لڑائی نہیں ہوئی مشرکین نہ آئے تو صدق سے اشارہ اسی کی طرف ہوا کہ مسلمانوں نے تو وعدہ غلامی نہ کی۔ اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ انہیں یہ دیا کہ بعد ازاں فتح قرظہ اور فتح خیبر واقع ہوئی۔

حدیث (۳۳۶۳) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ أَلْبَلْتُ فَاطِمَةَ تَمْشِي ۖ كَانَ مَشْيُهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَّتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِينَ ثُمَّ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكْتُ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَفْشَى سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى فَبَضَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ أَسْرَأَ إِلَيَّ أَنْ جَبْرَائِيلُ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَأَنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي وَأَنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لِحَقَائِقِي فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِ سَيِّدَةً بِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ بِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِلذَّكَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ پیدل چلتے ہوئے آئیں ان کی چال گویا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا میری بیٹی کا آنا مبارک ہو۔ پھر انہیں دائیں یا بائیں بٹھلادیا پھر آہستہ آہستہ ان سے کوئی بات کی جس سے وہ رو پڑیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیوں روتی ہو پھر آپؐ نے اس سے ایک خفیہ بات کی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ میں نے آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا کہ جس میں خوشی غم کے زیادہ قریب ہو۔ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو پھر میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے تو آپؐ نے مجھے خفیہ طور پر بتلایا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے۔ اس سال دوم مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میری وفات قریب آگئی ہے۔ اور تو میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آ کر مجھے ملے گی جس پر میں رو پڑی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند نہیں ہے کہ تو جنت والی عورتوں یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اس کی وجہ سے میں ہنس پڑی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فقالت اسرا الی جبرائیل الخ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو

تین باتیں خفیہ تھیں۔ ایک تو اپنے اشغال کی خبر دی۔ یہ ان کے رونے کا سبب تھا۔ دوسرے ان کے سیدۃ النساء اہل الجنة ہونے کی خبر تھی۔ جس کے سبب ان کو سرور اور محک لاحق ہوا۔ تیسرے یہ کہ آپؐ کے خاندان میں سے سب سے پہلے ان کی وفات ہوگی۔ اور پہلے وہی مجھے آکر ملیں گی۔ یہ بھی ان کے ایک طرح سے سرور اور خوشی کا باعث تھا۔ اور ایک وجہ سے رونے کا سبب تھا۔ پس بعض راویوں نے اسے رونے کا سبب قرار دیا۔ اور بعض نے محک کا باعث کہا و ہکل وجہ خوب سمجھو۔ یہ بہت باریک مقام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ کنکوئی نے اپنے اس افادہ سے دو روایتیں کو جمع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس روایت سے بکاء کا سبب حقوق کو ذکر کیا ہے۔ اور آنے والی روایت میں اسے محک کا باعث قرار دیا ہے۔ چنانچہ حافظ قزاقی نے کہا کہ دونوں روایات اس پر تو متفق ہیں کہ پہلی مرتبہ جو خفیہ بات پر حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ رو پڑیں وہ آپؐ کی یہ اطلاع تھی کہ اس مرض سے آپؐ جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ آپؐ کی وفات ہو جائے گی۔ اور دوسری مرتبہ کی رازداری روایات مختلف ہو گئیں۔ عروہ کی روایت میں ہے کہ وہ ہنس پڑیں۔ اور حقوق والی روایت کو پہلے سے ملا دیا۔ راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مسروق کی روایت ایسی زیادات پر مشتمل ہے جو عروہ کی روایت میں نہیں ہیں اور مسروق کا مہل البسط والافتان میں سے ہیں۔ پھر حافظ نے مسروق کی زیادات شمار کیں ہیں۔ اور امام نسائی ابی سلمہ کے طریق سے جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے اس میں بکاء کا سبب موت کی خبر کو اور محک کا سبب دیگر دو امور کو قرار دیا ہے علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسری مرتبہ بشارت سنا کی ہو۔ ایک مرتبہ تو خبر وفات کے ساتھ اسے ملا دیا جس سے ان پر بکاء غالب آ گیا۔ اور دوسری مرتبہ اسے بشارت سیادت کے ساتھ ملا دیا۔ تو دونوں بشارتیں محک کا سبب بن گئیں۔ اس طرح دونوں روایات میں توفیق حاصل ہو گئی مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ ہکیت کا تعلق فقط لاراء سے ہے۔ وانک الیغ سے تعلق نہیں ہے۔ تو روایت میں اختلاف راویوں کی وجہ سے پیدا ہوا۔

تشریح از شیخ کنکوئیؒ۔ اللہ عارضتی العالم مرتبین النخ قرآن مجید کے دوسرے دور سے اجل کے قریب ہونے پر دلالت اس طرح ہوئی کہ دور کرنے میں تو کوئی تہدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ مقدمات امور میں تغیر رونما ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شیخ اپنے کمال تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ تیسرے تکرار معارضہ سے ثابت ہوا کہ آپؐ میں عالم علوی سے لاحق ہونے کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔ جس کا تقاضا وفات ہے۔ واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ کنکوئیؒ نے معارضہ قرآن سے قرب اجل مستبعد کیا ہے شراح میں سے کسی نے اس طرح توجہ نہیں فرمائی۔ اور شیخ کنکوئیؒ نے تین طرح سے اسے ثابت کیا ہے۔ البتہ علامہ قسطلانیؒ نے یہ کہا ہے کہ یہ معارضہ ساتوں قرأت پر تھا یا ایک قرأت پر۔ اگر ایک قرأت پر تھا تو وہ لغت قریش ہے۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دور تھا اس میں راز بھی تھا کہ مصحف عثمانی میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے۔ اور باقی سب کو ترک کر دیا جائے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلا سال رمضان میں نزول قرآن کا تھا۔ اس میں دو نہیں ہو سکتا تھا۔ باقی سالوں میں رمضان کے اندر دو دور ہوتا رہا۔ آخری سال رمضان میں دوسرے دور اس لئے ہوا کہ کتا کہ دور اور سالوں کی تعداد برابر ہو جائے۔ اور بعض نے قرأت اخیر قرأت ابن مسعودؓ قرار دیا ہے۔ ممکن ہے دونوں ہوں۔ اور دونوں قرأت ہی معارضتین کا باعث ہوں۔

حدیث (۳۳۶۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُزَّاعَةَ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي حُكُومَةِ الْيَدَى فَبُضَّ فِيهَا فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَبُكَّتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَهَا فَضَبَّ حُكَّتْ قَالَتْ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ سَأَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجْهِهِ الْيَدَى لَوْفِي فِيهِ فَبُكَّتْ ثُمَّ سَأَلَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتَبَعَهُ فَضَبَّ حُكَّتْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو اپنی اس بیماری میں بلوایا جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک خفیہ بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلے خفیہ بات بتلائی وہ یہ خبر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی بیماری میں ہو جائیگی جس میں آپ کی وفات ہوئی جس پر میں رو پڑی پھر خفیہ طور پر بتایا کہ آپ میرے خاندان کی پہلی خاتون ہیں جو میرے بعد وفات پا کر پہنچیں گی۔ جس پر میں ہنس پڑی۔

تشریح از قاسمی۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں احادیث (مسروق اور عروہ) کی روایت میں دو معجزے بیان ہوئے۔ ایک تو یہ کہ حضرت فاطمہؓ آپ کے بعد زندہ رہیں گی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد تک زندہ رہیں۔ اور دوسرا معجزہ خاندان میں سے اول لاحق ہونے والی ہیں۔

حدیث (۳۳۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ الْخِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُذْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ لَنَا أَبْنَاءُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَمَهُ إِيَّاهُ قَالَ مَا أَغْلَمَ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت ابن عباسؓ کو اپنے قریب رکھتے تھے۔ جس پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ان جیسے ہمارے بیٹے بھی ہیں ان کی کیا خصوصیت ہے۔ فرمایا اہل علم ہونے کی وجہ سے جس کو تم ابھی جان لو گے پس حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا ترجمہ آیت کہ جس وقت اللہ کی مدد اور فتح آجائے تو آپؐ رب کی تسبیح بیان کریں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ سے میں بھی وہی کچھ جانتا ہوں جو آپؐ جانتے ہیں چنانچہ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی دعوت تمام ہوگئی۔ اور دین مکمل ہو گیا۔ اب آپؐ کے وصال کا وقت آ گیا یہی وجہ ہے کہ سورۃ کو سورۃ التودیع بھی کہتے ہیں۔

حدیث (۳۳۶۶) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْخِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمَلْحَقَةٍ قَدْ عَصَبَ بِعَصَابَةٍ دَسَمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ لَكَانَ ذَلِكَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی گھر سے باہر تشریف لائے۔ ایک لمبی چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ اپنے سر کو ایک لمبی سیاہ پٹی سے باندھا ہوا تھا۔ منبر پر آ کر بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا اما بعد لوگ تو بہت ہوں گے لیکن دین کی مدد کرنے والے کم ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ لوگوں میں ایسے ہوں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس جو شخص بھی تم میں سے کسی چیز کا میرے جس میں کچھ لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔ اور دوسروں کو نفع حاصل ہوگا۔ تو ان لوگوں کی خوبیوں سے نباہ کرو اور ان کی برائیوں سے درگزر کرو۔ پس یہ آپؐ کی آخری مجلس تھی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔

تشریح از شیخ لنگویسی - بقل الانصار ظاہری معنی تو مراد نہیں۔ کیونکہ انصار برداری میں تو کوئی کی نہیں بلکہ اکثر قبائل جو ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں وہ انصار سے منسلک ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا - شراح کی مراد حدیث میں اختلاف ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حدیث سے اشارہ ہے کہ اسلام میں عرب و عجم کے قبائل داخل ہوں گے۔ تو یہ قبائل تو اضعاف مضاعفہ ہوں گے۔ ان کی بنسبت انصار مدینہ یقیناً قلیل ہوں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر بتائی ہو کہ انصار سے مطلقاً قلیل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ اس لئے اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کی نسل میں سے ہیں۔ جو اس اور خزرج کے قبائل کی بنسبت کئی گنا زیادہ ہیں۔ ویسے تو کئی لوگ انصار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بغیر دلیل کے ان کا نسب کیسے ثابت ہوگا۔ اس لئے محض اذعائی کثرت کا کیا اعتبار ہے۔

کالملاح فی الطعام قلت میں تشبیہ ہے کہ جیسے کھانے میں نمک تموز اہوتا ہے ایسے دین کے مددگار تموزے ہوں گے علامہ عینی بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ غیب کی خبر ہے کہ لوگ بہت ہوں گے مددگار تموزے ہوں گے۔ کیونکہ انصار تو وہ تھے جنہوں نے آپ کو اور صحابہ کرام کو کھانا دیا۔ ضعف اور تنگی کی حالت میں ان کی مدد کی۔ ایسا زامنا بکب آئے گا جو بھی آیا وہ اپنا بدل چھوڑے بغیر چلا گیا تو یقیناً غیر انصار کی کثرت ہوگی۔ اور ان کی قلت ہوگی۔ طبییٰ فرماتے ہیں حقیقی معنی پر محمول کرنا بہتر ہوگا۔ کیونکہ مہاجرین کی اور ان کی اولاد کثیر ہوئی۔ بلکہ ان اور شہروں میں پھیل گئی۔ اور سلطنتوں کے مالک بن گئے۔ بخلاف انصار کے کہ ان کو یہ کثرت نصیب نہ ہوئی۔ دیکھ لو اعلویٰ اور عباسیہ۔ بنو خالد وغیرہم کس قدر پھیلے۔

حدیث (۳۳۶۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَخْرَجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو نکال کر لائے۔ اور اسے لے کر منبر پر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر لینے کے بعد ان کی جماعت اور جماعت معاویہؓ میں صلح ظہور پذیر ہوئی۔

حدیث (۳۳۶۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنِي جَعْفَرًا وَزَيْنًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَدْرِفَانِ۔ ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خبر آنے سے پہلے صحابہ کرام کو حضرت جعفرؓ و زیدؓ کی خبر سنائی اور آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں جو علامات نبوت میں سے ہے۔ غزوہ موتہ میں اس کا ذکر آیا۔

حدیث (۳۳۶۹) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُمْ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمْ الْأَنْمَاطُ لَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْني أَمْرَاتُهُ أَخْبَرِي عَنِّي أَنْمَاطُكَ فَقُولِ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ الْأَنْمَاطُ فَأَذَعَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے کہا حضرت ہمارے ہاں قالین کہاں ہیں فرمایا خبردار غریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ پس میں اپنی بیوی سے کہوں گا اپنے قالین میرے سے پیچھے ہٹالو۔ وہ

کہے گی کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ مغرب تمہارے پاس قالین ہوں گے تو میں اسے بچا ہوا چھوڑ دوں گا کہ چلو بچا رہے دو۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قالین بچانا جائز ہے یہ اسراف میں داخل نہیں۔

حدیث (۳۳۷۰) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْخَعْنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ لَنَزَلَ عَلَيَّ أُمِّيَةُ ابْنِ خَلْفٍ أَبِي صَفْوَانَ وَكَانَ أُمِّيَةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ فَقَالَ أُمِّيَةُ لِسَعْدٍ انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطَلَعْتُ قَبِيْنَا سَعْدَ يَطُوفُ إِذَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدُ أَنَا سَعْدُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ إِنَّمَا وَقَدْ أَرَبْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاخِيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ أُمِّيَةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيَدُ أَهْلِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ سَعْدُ وَاللَّهِ لَئِنْ مَنَعَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالنَّبِيِّ لَا لَفَعَنْ مُتَجَرِّكٍ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ أُمِّيَةُ يَقُولُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَجَعَلَ يُنْسِكُهُ فَغَضِبَ سَعْدُ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ قَالَ آيَايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ إِلَى أَمْرَائِهِ فَقَالَ أَمَّا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ لِي أَخِي الْيَرْبُوعِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِي قَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوا إِلَى بَلَدٍ وَجَاءَ الصَّرِيخُ قَالَتْ لَهُ أَمْرَاتُهُ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَرْبُوعِيُّ قَالَ فَارَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي فَيَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللَّهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کی نیت سے مکہ کو چلے وہ مکہ میں امیہ بن خلف ابو مغوان کے ہاں جا کر مہمان بنے۔ اور امیہ جب شام کی طرف جاتا اور اس کا گزر مدینہ سے ہوتا تو وہ حضرت سعد کے ہاں مہمان بننا تھا۔ تو امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ انتظار کرو جب دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو پھر آپ جا کر طواف کر لیں۔ چنانچہ دریں اثنا کہ حضرت سعد طواف کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ابو جہل پھر رہا ہے اس نے پوچھا یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت سعد نے جواب دیا کہ میں سعد ہوں ابو جہل نے کہا اچھا آپ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں حالانکہ تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے حضرت سعد نے ہاں میں جواب دیا۔ پس دونوں کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ تو امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ ابو الحکم عمرو بن ہشام جو اس وادی والوں کا سردار ہے اسکے ساتھ اونچی آواز میں بات نہ کرو۔ پھر حضرت سعد نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو نے آج مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے روک دیا تو میں تمہاری شام کی تجارت کا راستہ روک دوں گا۔ پھر بھی امیہ یہی کہہ رہا تھا کہ اے سعد! اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ پس وہ ان کو براہِ روکتار ہا جس پر حضرت سعد ناراض ہو گئے۔ فرمایا چھوڑ دو میاں! میں نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے قتل کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا مجھے! فرمایا ہاں کہنے لگا اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں کہتے۔ تو امیہ جب اپنی بیوی صفیہ بنت عمر کے پاس واپس آیا تو کہنے لگا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرے بیٹری بھائی نے مجھے کیا کہا ہے۔ اس نے پوچھا کیا کہا وہ کہنے لگا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ بے شک وہ مجھے قتل کرنے والا ہے وہ بھی کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں

کہتے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب قریش نے بدر کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو مدد پکارنے والے کی چیخ آئی۔ تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا کہ کیا تمہیں اپنے مٹی کی بھائی کی بات یاد نہیں ہے تو امیہ کا ارادہ ہوا کہ وہ نہ نکلے۔ لیکن ابو جہل نے اس سے کہا کہ آپ مکہ کے لوگوں میں سے ہیں ایک دن دودن کے لئے ہمارے ساتھ چلے چلو پھرتا جانا۔ چنانچہ وہ ان کے ہمراہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

تشریح از شیخ کنگلوہیؒ۔ سید اہل الوادی مکہ کو وادی سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ وہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بجم میں ہے الوادی کل مفرج بین جبال و اکام کہ وادی ہر اس کشادہ راستہ کا نام ہے جو پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان ہو۔ اور پانی کی گزرگاہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے ہواد غیر ذی زرع۔ وھو مکہ فغضب سعدؓ امیہ پر نافرمانی کا سبب یہ تھا کہ وہ حضرت سعدؓ کو خاموش ہونے کا حکم دیتا تھا۔ اور ابو جہل سے کچھ بھی نہیں کہتا تھا۔ حالانکہ اس کے لائق یہ تھا کہ امیہ ابو جہل کو روکتا کہ میرے مہمان سے جھگڑا نہ کرو۔ چہ جائیکہ وہ الناحیہ حضرت سعدؓ کو روکتا تھا۔ ابو جہل سے کچھ نہیں کہتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت سعد بن معاذؓ انصار کے سردار تھے۔ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ اور ان کی وجہ سے قبیلہ بنو عبد الاشہل مسلمان ہوا۔ ہند۔ احد میں حاضر تھے خندق میں انہیں رگ میں حیر لگا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۵۵ھ میں سیستیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔

حدیث (۳۳۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَسُولٍ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ لِقَامِ أَبِي بَكْرٍ فَنَزَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُهُ ثُمَّ أَخْلَعَا عَمْرٌ فَأَسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرِ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ فَرْتُهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بَعْطَنَ وَقَالَ هَمَامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ أَبُو بَكْرٍ ذُنُوبَيْنِ.

ترجمہ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں لوگوں کو ایک کلمہ میدان میں مجتمع دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بکھڑے ہوئے انہوں نے ایک یا دو ڈول بھرے ہوئے کھینچے۔ لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے پھر اس ڈول کو حضرت عمرؓ نے پکڑا تو وہ ان کے ہاتھوں میں ایک عظیم ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ پس میں نے لوگوں میں کوئی ایسا ماہر اور حاذق نہیں دیکھا۔ جو اپنے عمل میں لوگوں کو حیرت زدہ کر دے تھے یہاں تک کہ لوگ عطن یعنی اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں دوبارہ پانی پلانے کے لئے اونٹوں کو مارتے تھے۔ حاملہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے دو ڈول کھینچے۔

تشریح از شیخ کنگلوہیؒ۔ واللہ یغفر لہ یعنی اس میں ابوبکر صدیقؓ کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لئے ان پر مؤاخذہ نہ ہوا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلفاء کے حالات دکھائے گئے کہ ان سے لوگوں کو بہت نفع حاصل ہوگا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا دور خلافت دو سال ہے۔ جس میں فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تو ابوبکر صدیقؓ نے پوری قوت سے اس فتنہ کو دبا دیا پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو ان کے دور میں اسلام کو بہت ترقی ہوئی تو مسلمانوں کے معاملہ کو اس کنویں سے تشبیہ دی گئی جس میں پانی ہو۔ جس سے لوگوں کی صلاح و فلاح وابستہ ہے۔ ان کا امیر انہیں ان سے پانی پلائے گا کہ ان کے مصالح کا انتظام کرے گا۔ یغفر اللہ لہ میں ابوبکر صدیقؓ کی تنقیص نہیں بلکہ یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جو عرب ایسے موقع پر استعمال کرتے تھے۔

ذوہین کو دوسری روایت میں بلا شک کے ذکر فرمایا جو دو سال سے کنا یہ ہے اور یہ دو خلافت صدیقی کا ہے۔

حدیث (۳۳۷۲) حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّزْبِيُّ الْخ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ أَنْ جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هَذَا دُحْيَةُ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَيْمُ اللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ عَنْ جَبْرِئِلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا کہ جبرائیل علیہ السلام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب کہ آپ کے پاس حضرت ام سلمہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھیں پس وہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگے پھر اٹھ کھڑے ہوئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے پوچھا یہ کون تھے یا جو الفاظ آپ نے فرمائے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ یہ دحیہ بکٹی ہیں۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں تو ان کو یہی گمان کرتی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جو جبرائیل علیہ السلام کی خبر دیتے تھے۔ یا جیسا کہ آپ نے فرمایا سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی تھی۔ اس نے بتلایا کہ حضرت اسامہ بن زید سے سنی تھی یہ خبر بھی علامات نبوت میں سے ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ترجمہ آیت کہ وہ ال کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن ایک گروہ ان میں سے ایسا ہے جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

حدیث (۳۳۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَأَمْرًا زَنِيًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفْضُحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَاتُّوا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلُهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو رات میں رجم کے بارے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا ہم تو ان کا منہ کالا کر کے رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بے شک تو رات میں رجم کا حکم ہے تو رات کو لے آؤ پس انہوں نے اسے کھولا تو ان کے ایک آدمی نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے آگے پیچھے پڑھ دیا تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پس جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں آیت رجم موجود تھی۔ کہنے لگے اے عمر! آج ہے اس میں آیت رجم موجود ہے۔ پس آپؐ نے ان کے رجم کا حکم دیا تو وہ دونوں رجم کئے گئے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھک رہا ہے اور اسے پتھر سے پجارا ہے۔

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ فَارَاهُمْ إِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ

ترجمہ۔ مشرکین مکہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپؐ نے انہیں چاند پھٹ جانے کا معجزہ دکھلایا۔

حدیث (۳۳۷۴) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِزْمِيُّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقِيقَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا.

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔ یا میری نبوت کی گواہی دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ یہ وہی الخ ترجمہ الباب سے روایت کو مناسب اس طرح ہے کہ یہودیوں نے آپؐ میں طے کیا تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر زانی اور زانیہ کا فیصلہ طلب کرو۔ اگر آپؐ رجم کا حکم سنائیں تو اس کا انکار کر دو۔ اگر کوڑے مارنے کا حکم دیں تو کوڑے مار دو اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہم سے کوڑے پر اکتفا کرنے کے بارے میں سوال کیا تو ہم کہیں گے حیرے نبی کے حکم کے مطابق ہم نے فیصلہ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پہچانتے تھے کہ واقعی آپؐ نبی برحق ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ حنفیؒ نے حافظ کا اتباع کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس باب کو ابواب علامات نبوت سے اس طرح مناسب ہے کہ آپؐ نے تو رات کے حکم کے مطابق رجم کرایا۔ حالانکہ آپؐ نے تو رات نہیں پڑھی تھی۔ اور نہ ہی اس سے پہلے آپؐ کو اس پر واقعیت حاصل ہوئی تھی۔ کہ یہ تو علامات نبوت کی بڑی دلیل ہے اور بسم اللہ کا ذکر امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق کیا ہے۔ کہ جب کچھ قائل ہو جائے تو بسم اللہ لکھ دیا کرتے ہیں اور شیخ گنگوہیؒ نے جو ابواب حدیث فی هذا الباب کی توجیہ بیان کی ہے وہ صحیحہ الوداد میں موجود ہے۔

تشریح از قاسمی۔ حق القمر کے معجزہ پر کئی طرح سے اشکال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر واقعہ پیش آیا ہوتا تو کسی اور ملک میں یا تاریخ کی کتابوں میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ معلوم رہے کہ مطالبہ اہل مکہ کا تھا۔ انہوں نے شق قمر دیکھ کر کہا کہ یہ بڑا جادوگر ہے۔ جس کا اثر آسمان تک بھی پہنچتا ہے۔ دوسرے رات کا وقت تھا لوگ اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔ کسی کا دھیان تھا کسی کا نہیں دوسرے صحابی اور جنگلات

میں لوگوں کو علم ہو گیا۔ چنانچہ جب اہل مکہ نے کہا یہ ابن ابی کوشہ کا جادو ہے۔ ہماری سفارت مسمی ہوئی ہے واپسی پر ان سے پوچھیں گے۔ چنانچہ وہ واپس آئے تو انہوں نے تصدیق کی کہ واقعی چاند پھٹا اور دو ٹکڑے ہو کر بھر جڑ گیا۔ نیز اصحاب فیض نے نقل کیا ہے کہ والی ریاست بھوپال نے جن کا نام بھوپال تھا شق القمر کو دیکھا اور اپنے خزانہ میں لکھ کر رکھوا دیا۔ جو بعد میں آنے والے لوگوں نے پڑھا۔

حدیث (۳۳۷۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ وہ انہیں حدیث بیان کرتے ہیں کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھلائیں۔ تو آپ نے انہیں چاند چھٹنے کا معجزہ دکھلایا۔

حدیث (۳۳۷۶) حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔
تشریح از قاسمی۔ شق القمر کے متعلق یہ منقول نہیں ہے کہ جمع اہل ارض اس رات کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ان کو نظر نہ آیا۔ دوسرے چاند کسی قوم پر نمودار ہوتا ہے کسی پر نہیں ہوتا اور کبھی پہاڑ اور بادل حائل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورج گرہن بعض شہروں میں ہوتا ہے بعض میں نہیں ہوتا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کی روایت صحابہ کی کثیر جماعت اور اس طرح تابعین کی کثیر جماعت سے مروی ہے۔ اور آیت کریمہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ قاضی فرماتے ہیں کہ جمیع اہلسنت مفسرین کا اس کے وقوع پر اتفاق ہے۔ اگرچہ بعض نے اس کا وقوع قیامت کے قریب کہا ہے۔ کہ القمر ينشق يوم القيامة لیکن اللہ تعالیٰ کا قول واضح ہے ان یروا اية یعوضوا ویقولوا سحر مستمر کہ اگر یہ لوگ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے۔ تو کفار قیامت کے دن یہ قول کیسے کریں گے۔ تو عقلی اور نقلی دونوں طرح سے انشقاق قمر کا معجزہ ثابت ہوا۔ آخری وجہ یہ ہے کہ انشقاق قمر تو ایک لحظہ میں ہوا اگر یہ معجزہ ہمیشہ رہتا تا کہ عام خاص سب شامل ہو جائیں پھر وہ ایمان نہ لاتے تو ان کی بیخ کنی کر دی جاتی جیسا کہ امم سابقہ میں سنت اللہ جاری ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خاص شفقت فرمائی کہ اس معجزہ کو عقلی تک محدود رکھا۔

باب: حدیث (۳۳۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت انس حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر نکلے رات اندھیری تھی تو ان کے ہمراہ دو چراغ کی طرح لاٹھی تھی جو ان کے سامنے چمکتی تھی۔ جب جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ انجام کے اعتبار سے تشبیہ لایا گیا اور نہ درحقیقت ان کے سامنے ایک چراغ تھا جب جدا ہوئے تو دودھ ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - وہ دو صحابی حضرت اسد بن حمیر اور عباد بن بشر تھے۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھیں کرتے کرتے ان حضرات کو دیر ہو گئی رات سخت اندھیری تھی تو جب یہ آپ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان کے ہاتھ میں لاشی تھی۔ تو ایک کی لاشی چمک اٹھی جس کی روشنی میں دونوں چلنے لگے۔ جب جدا ہوئے تو دوسرے کی لاشی بھی چمک اٹھی۔ تو ہر ایک اپنی لاشی کی روشنی میں چلنے لگا کہ اپنے گھر والوں کے ہاں پہنچ گئے۔ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بھی یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - یہ باب بغیر ترجمہ کے کما الفصل ہے۔ چونکہ کرامات اولیاء اور اصحاب نبی کا معجزہ ہوتے ہیں۔ لہذا علامات نبوت سے مناسبت واضح ہو گئی۔

حدیث (۳۳۷۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ الْخَقَّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ۔ ترجمہ - حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کا حکم آن پہنچے گا تو بھی وہ لوگ غالب ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ - ظاہرین کے معنی غالبین کے ہیں۔ علامہ بخاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی علامات نبوت میں سے ملتی ہے کیونکہ یہ وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک برابر پائی جاتی ہے اور روز قیامت تک باقی رہے گا۔

حدیث (۳۳۷۹) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخَقَّ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ يُحَايِرٍ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَا لَكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ۔

ترجمہ - حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم کو قائم کرنے والی ہوگی۔ جو ان کی بددھچکوز دے گا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ بھی کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قیامت کا آجائے تو وہ اسی حال پر ہوں گے۔ عمیر بن حیانؓ فرماتے ہیں مالک بن بخامرؓ فرماتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا جب کہ وہ شام کے ملک میں تھے تو حضرت امیر معاویہؓ بھیہ فرمایا اور مالکؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو کہتے سنا جبکہ وہ شام میں تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - قال معاذ وهم بالشام یہ زیادتی روایت کے اندر حضرت معاذؓ کی طرف سے ہے۔ اس حدیث سے معاویہؓ نے اپنے حق پر ہونے اور اصحاب علیؓ کے ناحق ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اس لئے ہذا مالک یزعم انہ سمع معاذ کہما ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حضرت شاہ عبدالغنیؒ دہلوی نے بھی انجراح الحاجة میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کی روایت سے حضرت معاویہؓ کی غرض اپنی حقانیت ثابت کرنا ہے۔ کیونکہ طائفہ ظاہرہ اور منصورہ اس زمانے میں صرف انہی کا تھا اور امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام میں اس حدیث کی تخریج کر کے بتلایا ہے کہ وہ اہل علم ہیں۔ بعض نے مجاہدین اور بعض نے اہل حدیث مراد لئے ہیں اور بعض نے صلحاء اہل اسلام مراد لئے ہیں۔ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ امر اللہ کا دین اور اس کی شریعت اگر ایک حصہ میں کمزور ہوگی تو دوسرے حصہ میں

قوی ہو جائے گی۔ یا ابدال مراد ہیں جن کا مسکن آخر زمانہ میں شام ہوگا۔

حدیث (۳۳۸۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَسَمِيُّ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُحَدِّثُونَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْطَاهُ دِينَارًا يُشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاةٌ فَأَشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَهُمَا بِدِينَارٍ وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٌ فَلَدَعَالَهُ بِالْبُرْكَهَةِ فِي بَيْعِهِ وَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبَحَ فِيهِ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ جَاءَهُ نَا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْهُ قَالَ سَمِعَهُ شَيْبٌ مِنْ عُرْوَةَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ شَيْبٌ إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُ فِي دَارِهِ سَبْعِينَ فَرَسًا قَالَ سُفْيَانُ يُشْتَرَى لَهُ شَاةٌ كَأَنَّهَا أَضْحِيَّةٌ.

ترجمہ۔ شیب بن عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبیلہ کے لوگوں سے سنا جو حضرت عروہ ہارقی سے روایت کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار سونے کی اشرفی دی کہ اس کے ذریعہ ایک بکری خرید کریں انہوں نے اس کے ذریعہ دو بکریاں خرید کر لیں جن میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلے بیچ دیا۔ پس وہ آپ کے پاس ایک دینار اور ایک بکری لے آئے۔ آپ نے اس کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی پس وہ ایسے تھے کہ اگر مٹی بھی خرید کرتے تو اس میں ان کو نفع ہوتا۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ حسن بن عمارہ یہ حدیث ہمارے پاس شیب کی طرف سے لائے۔ کہ شیب نے اس کو عروہ سے سنا لیکن جب میں خود شیب کے پاس آیا تو اس نے کہا میں نے اس کو عروہ سے نہیں سنا۔ البتہ ان کے قبیلہ کے لوگوں سے سنا کہ وہ عروہ سے خبر دیتے تھے۔ لیکن شیب کہتے ہیں کہ میں نے خود عروہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ بھلائی تو قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانی میں بندھی ہوئی ہے چنانچہ شیب کہتے ہیں کہ میں نے عروہ کی حویلی میں ستر گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے اور سفیان فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو بکری خریدی گئی تھی گویا کہ وہ قربانی کیلئے تھی۔

تشریح از قاسمی۔۔۔ کہانی ”فرماتے ہیں اگر اشکال ہو کہ یہ حدیث تو روایت اجاہل یعنی مجہول لوگوں سے ہوئی۔ کیونکہ قبیلہ تو مجہول ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ شیب کے متعلق معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ عادل سے ہی روایت کرتے ہیں۔ تو ابہام میں کوئی حرج نہیں انہوں نے ایک شخص کی بجائے قبیلہ پر اعتماد کیا کیونکہ وہ ہے کہ انہوں نے حسن بن عمارہ کا کذب و کذب کی روایت پر اعتماد نہیں کیا بلکہ قبیلہ پر اعتماد کیا۔ اور دوسرے طریق سے بھی روایت ان کو پہنچی فلاہاس بہ مقصود بمعنی ملازم کے ہے۔ اور نواصی الخیل گھوڑے کی پیشانی کے وہ بال جو لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس سے کنایہ جمع الذات سے ہے۔ صرف بال مراد نہیں۔ نیز قسطلانی ”فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فضولی کی بیع جائز ہے جو مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ کیونکہ صحابی نے آپ کی اجازت کے بغیر دوسری بکری بیچ دی۔ اور آپ نے اس بیع کو برقرار رکھا۔ یہی مسلک ائمہ ملاحکا ہے اگر مالک نے بیع کو جائز قرار دیا تو جائز ہے اگر رد کر دیا تو بیع نہیں ہوگی۔

حدیث (۳۳۸۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخَسَمِيُّ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت

کے دن تک بھلائی بندھی ہوئی ہے۔

حدیث (۳۳۸۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبُ بْنُ حَفْصٍ الْخَسَمِيُّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں
بھلائی بندھی ہوئی ہے۔

حدیث (۳۳۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَزَنَجِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْخَيْلُ لِفَلَقَةِ لِزَجَلٍ أَجْرٌ وَلِزَجَلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَرْزٌ فَلَمَّا أَلْدَى لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٍ رَبَطَهَا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ فَلَا طَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ وَمَا أَصَابَتْ فِي طَبَلْهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرِّوَضَةِ كَانَتْ لَهُ
حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا لَطَعَتْ طَبَلَهَا لَأَسْتَنْتُ شَرًّا أَوْ شَرَّيْنِ كَانَتْ أَرْوَأَ لَهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا
مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يَرُدَّ أَنْ يُسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَسِتْرًا وَتَعَفُّفًا
لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ كَذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا لَفُخْرٍ وَرِبَاءٍ وَنَوَاءٍ لِأَهْلِ
الْإِسْلَامِ فَهِيَ وَرْزٌ وَسَبِيلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَلِهِ
الْأَيَةُ الْجَمَاعَةُ الْفَادَةُ لِمَنْ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک تو آدمی
کیلئے ثواب کا باعث ہے۔ دوسرا آدمی کے لئے پردہ ہے۔ اور تیسرا اس پر گناہ ہے۔ لیکن گھوڑا جو مالک کے لئے اجر کا سبب ہے وہ آدمی جس نے
گھوڑا اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے جب اس کو کسی چراگاہ یا باغ میں اسے لمبی رسی سے باندھ جائے اپنی اس لمبی رسی میں چراگاہ اور باغ سے جو کچھ وہ
چوگ حاصل کرے گا وہ سب اس کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر بالفرض اس نے اس ہاگ کو توڑ دیا پس قدم دو قدم وہ دوڑا تو اس دوران جو اس نے
لہری ہوگی وہ بھی نیکیوں میں شمار ہوگی۔ اور اگر اس کا گزر کسی نہر سے ہوا پس اس نے اس سے پانی پی لیا حالانکہ مالک کا ارادہ اسے پانی پلانے کا نہیں
تھا تو یہ سب گھونٹ اس کی نیکیاں شمار ہوں گے اور دوسرا وہ آدمی جس نے گھوڑے کو فنی بننے اور پردہ پوشی اور سوال سے بچنے کے لئے باندھا ہے اور
اس کی گردن اور پیٹھ میں اللہ کے حق کو نہیں بھولا اس کی ذکوۃ اور سواری کا صدقہ کرتا ہے تو ایسا گھوڑا اپنے مالک کے لئے پردہ ہوگا کہ مستغنی رہے گا۔
اور سوال کرنے سے بچتا رہے گا۔ اور تیسرا وہ آدمی جس نے گھوڑا فخر اور دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھا ہے۔ تو اس کے لئے وبال اور
گناہ کا باعث ہوگا۔ پھر آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا خصوصی طور پر تو ان کے بارے میں
کچھ نازل نہیں ہوا۔ البتہ یہ آیت جامع اور منفردہ ہے جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا جس نے ذرہ برابر برائی کی تو اسے دیکھے گا۔

تشریح از شیخ منکلوٹی۔ اس حدیث کو ترجمہ الباب سے مناسبت و مطابقت اس طرح ہے کہ یہ حدیث الخیل معقودہ بنو اصیہا الخیر کا ترجمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراح کو ان احادیث کے باب علامات النبوت کے ساتھ مطابقت میں اشکال ہے سب نے یہ جواب دیا ہے
کہ جس طرح آپؐ نے خبر دی اسی طرح وقوع ہوا۔ پس یہی وجہ مطابقت کافی ہے۔ لیکن شیخ منکلوٹی نے جو افادہ بیان کیا ہے معقودہ بنو اصیہا

الخیر کا کلمہ ہے۔ یہ تو جیسے سب سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تک ان کو خیر ہی خیر لازم ہے۔ اور حمر کے بارے میں کوئی مخصوص واجب نہیں ہے۔ یہ جامع آیت ہے مثقال ذرہ۔

حدیث (۳۳۸۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَسَمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ صَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ بُكْرَةٍ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَالْغَمِيمُ وَأَحَالُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبَتْ خَيْرٌ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ لَمَسَاءَ صَبَاحِ الْمُنْذَرِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ دَعِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ غَرِيبٌ جَدًّا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سویرے خیر پر دھاوا بولا۔ جب کہ وہ لوگ کدال وغیرہ لے کر نکل چکے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمدؐ ہیں جو لشکر سمیت آگئے ہیں۔ تو دوڑتے ہوئے اپنے قلعوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللہ اکبر خیر پر بڑا ہو گیا ترجمہ آیت جب ہم کسی قوم کے پڑاؤ میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ طرہ بدیدہ کے کلمہ کو چھوڑ دو مجھے خدشہ ہے کہ یہ کلمہ محفوظ نہیں ہے اگر طرہ بدیدہ کلمہ حدیث کے اندر ہے بھی تو وہ بہت ہی غریب ہے جس کا اور کوئی مؤید نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ خوبت خیر محل ترجمہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسے آپؐ نے خبر دی تھی۔ دع طرہ یعنی اس کو روایت نہ کرو۔ کیونکہ یہ غیر معتمد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ اور علامہ عینی فرماتے ہیں کہ آپؐ نے قبل از وقوع خیر کی دیرانی کی خبر دی اور ایسے ہی وقوع ہوا۔ اور حاشیہ خیر جاری میں ہے۔

اناذا نزلنا بساحة قوم جوح کی بشارت ہے بلکہ غزوات میں فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔ اور فتوحات کی یہ برکت گھوڑوں کی حاضری کی وجہ سے ہے لہذا فضیلت الخیل ثابت ہوئی۔

دع رفع یہ لفظ ہندی نسخوں میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روایت چھوڑ دو۔ لیکن غیر ہندی نسخوں میں یہ قول نہیں پایا جاتا اس لئے شرح نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اگر کسی نسخہ میں ہے تو پھر خیر میں فقرہ تکبیر کے وقت رفع بدین ثابت ہوا۔

حدیث (۳۳۸۵) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِذَاءَكَ فَبَسَطْتُ فَعَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ قَالَ ضُمُّهُ لَضَمَّتْهُ لَمَّا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ سے عرض کی کہ میں نے آپؐ سے بہت سی احادیث سنی ہیں لیکن میں ان کو بھول جاتا ہوں آپؐ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلا دیا تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس میں چلو بھر کے ڈالا پھر فرمایا اس کو سینے سے لگا لو۔ میں نے اسے سینے سے لگا لیا پس اس کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی چونکہ مفروفا و معروف منہ کا کوئی ذکر نہیں لہذا یہ محض اشارہ ہی ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْزَاهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَهُمْ مِنْ أَصْحَابِهِ

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے فضائل کے بارے میں۔ جو شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو یا اسلام کی حالت میں اس نے آپ کو دیکھا ہو وہ آپ کے صحابہ میں سے ہے۔

حدیث (۳۳۸۶) خَلَقْنَا عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلِجَ خَلَقْنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُفْزَرُونَ فَيَقَامُ مِنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحَ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُفْزَرُونَ فَيَقَامُ مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحَ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُفْزَرُونَ فَيَقَامُ مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحَ لَهُمْ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو پس لوگ ہاں میں جہاد دیں گے تو اس کی دعا کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی پھر ایسا دور آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی پھر پوچھا جائیگا کہ تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو تو جواب ملے گا ہاں تو اس کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوگی پھر ایک ایسا دور آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں یعنی تابعین کی صحبت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو ان فتح تابعین کی برکت سے فتح سے ہمکنار ہوں گے۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ امام بخاری نے جو کچھ صحابی کی تعریف میں فرمایا ہے شیخ مشکوٰۃ اس پر خاموش ہیں کیونکہ یہ مسئلہ اصولی ہے اور واضح ہے حافظ نے اس پہلو سے کلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ صحابی کے نام کا ہر وہ شخص مستحق ہے جس پر لغت کے اقبصار سے صحابی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اگرچہ عرف میں کلمہ الملازمة ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ نیز اگر اس شخص کو بھی صحابی کہا جائیگا جس نے حالت اسلام میں آپ کو دور سے دیکھا ہو جس کو امام بخاری راجح کہہ رہے ہیں۔ پھر آج کل حصول روپے کافی ہے یا تیز بھی ضروری ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ تیز ضروری نہیں ہے۔ جیسے محمد بن ابی بکر جن کی ولادت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین ماہ قبل ہوئی ہاں یہ ان کی احادیث کو مروسل صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے اور ایسے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ صحابہ حدیثہ مروسل یعنی صحابی تو ہے لیکن اس کی حدیث مروسل ہے کیونکہ وہ نہ تیز کو نہیں پہنچے۔ تو جو لوگ مروسل صحابہ کو قبول کر لیتے ہیں وہ ان کے مراسیل کو قبول نہیں کریں گے۔ اور بعض نے تو بہت مبالغہ کیا کہ صحابی وہ ہے جسے صحبت عرفیہ حاصل ہو بعض نے کہا سال بھر آپ کے ساتھ رہا۔ بعض نے کہا جو کسی غزوہ میں آپ کے ساتھ شامل

رہا ہو۔ لیکن جمہور علماء کا عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ تو اس جم غفیر کو بھی صحابہ میں شامل کرتے ہیں جو صرف حجة الوداع کے موقع پر آپ کے اجتماع میں شامل ہوئے۔ بہر حال امام بخاری نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ امام احمد اور جمہور محدثین کا ہے۔

تشریح از قاضی۔ صحابی کی تخریف صاحب برقا نے عیسیٰ سے نقل کی ہے جس کا صحابی ہونا تو اترے معلوم ہو یا شہرت سے پہلے یا ایک صحابی دوسرے کو صحابی کہے۔ یاد خدا ہے آپ کو صحابی کہے جبکہ وہ عادل ہو۔ والصحابۃ کلہم عدول ابو نعیم بخاری نے کہا کہ ہمارے صحابہ کا اجماع ہے کہ صحابہ میں افضل خلفاء راشدین ہیں۔ پھر باقی عشرہ مبشرہ بعد از اہل بیت پھر احد والے بعد از اہل بیعت الرضوان والے الی آخرہ آخر میں لایا حضرت معاویہ بھی عدول اور خیار صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے مناقب اجتہادی ہیں۔ جن کی وجہ سے عدالت میں فرق نہیں پڑتا۔ انھی

حدیث (۳۳۸۷) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَاهِرٍ الْخَمَّاسِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حَمْرَانَ بْنِ حَصْنٍ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ امِّيِّ قُرَيْشٍ ثُمَّ الْيَمَنُ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الْبَلَدُ يَلُوْنَهُمْ قَالَ جَعْفَرَانُ فَلَا اَكْثَرِي اَذْكُرُ بَعْدَ قُرَيْشٍ قُرَيْشٍ اَوْ قَلَانَا ثُمَّ اِنْ بَعَدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَلُوْنَ وَلَا يَسْتَعْشَلُوْنَ وَلَا يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُوْتَمَنُوْنَ وَيَلُوْنُوْنَ وَلَا يَقُوْنَ وَيَكْفُرُوْنَ فِيْهِمُ السَّمَنُ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا بھڑین دور میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہوں گے۔ یعنی صحابہ کرام کا دور۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہوں گے یعنی تابعین کا دور۔ عمران فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے اپنے دور کے بعد دو کا ذکر فرمایا یا تین کا۔ پھر تمہارے بعد کسی قوم آئے گی جو گمراہی دیں گے لیکن گمراہی کا ان سے مطالبہ نہ کیا جائے گا خیانت کریں گے امانت داری نہیں ہوگی۔ اور نہ راہِ معرفت مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے۔ اور ان میں بے گمراہی کی وجہ سے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

تشریح از قاضی۔ خیانت ایسی ظاہر ہوگی کہ کسی کو کسی پر احمہ دہ ہوگا۔ اور موٹاپا دنیا کی حرص اور اس کی لذات کی وجہ سے ہوگا کہ بے گمراہی کی وجہ سے ان کے جسم موٹے ہو جائیں گے۔

حدیث (۳۳۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْخَمَّاسِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قُرَيْشٍ ثُمَّ الْيَمَنُ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الْبَلَدُ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحْبَابِهِمْ يَوْمِيْنِ وَيَوْمِيْنِ شَهَادَتُهُ قَالَ اِيْزَاهِمُ وَكَانُوْا يَخْضِرُوْنَ عَلٰى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِبَاوُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھڑ لوگ میرے زمانے کے ہیں۔ پھر ان کے بعد جو متصل آئیں گے۔ پھر ان کے بعد آنے والے۔ پھر ایسی قوم آئے گی جن میں سے ایک کی گمراہی اس کی قسم سے اور اس کی قسم اس کی گمراہی سے آگے بڑھے گی۔ ایمان ہم تقیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے تو ہمارے کامر میں گمراہی دہنے اور مہدویان پر مارنے تھے۔

تشریح از قاضی۔ سبقت کا مطلب یہ ہے کہ گمراہی اور قسم کھانے پر لوگ ایسے حریص ہوں گے کہ انہیں دین کی پروا نہ ہوگی۔ پس بھی ہوگا کہ کس سے ابتداء کریں۔ شہادت سے یا قسم سے۔ گویا کہ ان دونوں کو دہلے ہوگی۔ دین سے غفلت کا نتیجہ ہوگا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ

اَبُو بَكْرٍ عِنْدَ اللهِ بَنُوْ اَبِيْ قُحَاةٍ الْعَمِيٍّ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الْيَمَنُ اُخْرُجُوْا مِنْ

وَيَا رِجَالَهُمْ يُتَعَفَّوْنَ لَعَنَ مِنَ اللَّهِ وَرِجْوَانًا الْخِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا تَتُصَرِّفُونَ لَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ
فَالْتِ غَائِبَةً وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبْنُ هُبَيْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ.

ترجمہ: ابوبکر صدیقؓ کی مدد سرکاری اور ان کے فضائل کے بارے میں اور ان میں سے افضل البشیر علیہ السلام ابوبکر عبداللہ بن
ابی قحافہؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قرآن مجید میں ان کا ذکر کیا ان مجلس گھر چھوڑنے والوں
کے واسطے جہاں گھر اور مال سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل اور ضمانتی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تو
آپ کی مدد کر چکا ہے۔ الخ۔ حضرت عائشہ اور ابوسیدہؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قاری تھے۔

حدیث (۳۳۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْخِ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ أَشْفَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ غَارِ ابْنِ رَحْلٍ
بِفَلَقَةِ عَشْرِ دُرْهَمًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَارِبٍ مَرُّ الْبَرَاءِ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَجُلِي فَقَالَ عَارِبٌ لَا حَتَّى
تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمَشْرِ كُنْ
يَطْلُبُونَكُمْ قَالَ أَرْتَحِلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَخْبَيْنَا أَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا وَقَامَ لَائِمُ الظُّهْمَةِ
فَرَمَيْتُ بِبَصْرِي هَلْ أَوْى مِنْ هَلْ فَأَوْى إِلَيَّ لِأَذَا صَغُورَةَ آتَيْنَاهَا فَتَفَرَّطُ بِقِيَّةٍ هَلْ لَهَا فَسَوَّيْتُ ثُمَّ
فَرَضْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ ثُمَّ فُلْتُ لَهُ أَضْطَجَعَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرَ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاحِلٍ عَنِّي يَسُوقُ خَنَمَهُ
إِلَى الصَّغُورَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الْإِذَى أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا هَلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ
سَمَاءُ فَمَرَّقَتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِي خَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ فُلْتُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَبَنًا قَالَ نَعَمْ فَمَرَّقَتُهُ
فَاخْتَلَفَ خَاءُ مِنْ خَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ خَنَمَهَا مِنَ الْغَبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ خَنَمَهُ فَقَالَ هَكَذَا
ضَرَبَ إِخْدَى خَنَمِهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ لِي كُفَّةً مِنْ لَبَنٍ وَلَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رُكُوعًا عَلَى لُجْمَا عُرْفَةٍ فَصَبَّيْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَوَالِقَتُهُ لَقَدْ اسْتَعْيَقْتُ فَقُلْتُ أَهْرَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ فُلْتُ لَقَدْ أَنَا الرَّجُلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَلَى فَارْتَحِلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا فَلَمْ يَلِدْ كُنَّا أَحَدًا مِنْهُمْ هَبْرَ سُرَاقَةٍ بَنِي مَالِكِ بْنِ
جُعْفَةَ عَلَى قُرَيْشٍ لَقَدْ فُلْتُ هَذَا الطَّلَبُ لَقَدْ لَحِقْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا.

ترجمہ: حضرت حمادؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے باپ عارب سے حیرہ درہم کے بدلہ ایک کبادہ یا کھڑا کر دیا
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے باپ عارب سے کہا کہ اپنے بیٹے حماد کو ہم دو کہ وہ میرا کبادہ میرے گھر تک لے آئے حضرت عاربؓ نے
فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک آپؓ ہمیں حدیث نہ سناں کہ آپؓ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ جب کہ آپؓ کہہ
سے لگے تھے۔ اور مشرکین تمہیں تلاش کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہم نے جب کہہ سے کوچ کیا تو ہم نے ساری رات کو زندہ رکھا یا ساری رات
اور دوسرا دن چلے رہے یہاں تک کہ ہم عمر کے وقت میں داخل ہو گئے مین دوپہر کے وقت میں نے گاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ دیکھوں۔ جس میں میں

لھانا پکڑ سکوں۔ پس اچانک مجھے ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا جس کے پاس آ کر میں نے دیکھا کہ اس کا سایہ ابھی باقی ہے۔ تو اس جگہ کو میں نے ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس میں بستر بچھا دیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی آپ لیٹ جائیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ میں چل پڑا تاکہ اپنے ارد گرد کو دیکھوں کہ کہیں ہمیں کوئی تلاش کرنے والا تو نہیں آ رہا کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک کبریوں کا چودہا آ رہا ہے جو اپنی کبریوں کو اسی پتھر کی طرف ہانک رہا ہے۔ اس کا مقصد بھی وہی تھا جو ہم نے ارادہ کیا تھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکے اتم کس کے نوکر ہو اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام لیا جس کو میں پہچان گیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری کبریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہمارے لئے دودھ دو دھنے والا ہے گا اس نے عرب کے دستور مہمان نوازی کے مطابق کہا کہ ہاں۔ تو میں نے اس کو حکم دیا جب کہ اس نے اپنی کبریوں میں سے ایک کبری کو قاپو میں کر لیا تو حکم دیا کہ اس کے تھنوں کے گرد و ہار کو جھاڑ لو۔ پھر اسے بھی حکم دیا کہ اپنی پھلیوں کو جھاڑ لو۔ اس طرح جھاڑا کہ ایک پھلی کو اپنی دوسری پھلی پر مارا۔ پھر کچھ مقدار دودھ کی دودھ کر لایا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چوڑے کی ایک چھاگل تیار کی جس کے منہ پر پٹے کی ٹانگی ڈال دی۔ پس دودھ پر میں نے پانی اڑایا۔ جس سے اس کا مچلا حصہ خشکا ہو گیا پس میں اس کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس حسن اتفاق سے آپ جاگ چکے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ اسے نوش فرمائیں۔ پس آپ نے اسے اس وقت تک پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں کوچ کرتے ہیں۔ پس ہم نے ایسے وقت کوچ کیا جب کہ قوم کفار ہمیں تلاش کر رہی تھی۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ہمیں نہ پاسکا۔ سوائے سراقہ بن مالک بن ہشیم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اپنی تلاش کرنے والے لوگوں نے تو ہمیں آ لیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

تشریح از شیخ منکلوویؒ۔ بخلی روایت سے معلوم ہوا تھا کہ جب حضرت مازبؓ رقم کمری کرنے کیلئے گئے تو راستے میں حضرت ابو بکرؓ سے حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں نہیں گھر رہی مطالبہ کیا تو ان دونوں میں مناقات اس لئے نہیں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے انہوں نے ابتداء میں ہی حدیث سنانے کا مطالبہ کیا ہوگا۔ لیکن ابو بکر صدیقؓ نے ان سے فرمایا کہ چلو انھیں راستہ میں حدیث سناؤں گا۔ تو جب چل پڑے تب انہوں نے حدیث راستہ میں سنا لی۔ اس طرح دونوں روایتوں میں مناقات نہیں رہے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اور حافظ نے جمیع ابن الرواہین کی یہ صورت بیان کی ہے کہ حضرت مازبؓ نے اوّل شرط لگائی جس کو ابو بکر صدیقؓ نے مان لیا۔ جس کو راستہ میں ان کے مطالبہ پر پورا کر دیا۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلق بالشرط ثقہ کی زیادتی ہے جو قابل قبول ہے۔ لیکن شیخ منکلوویؒ کی توجہ سب سے بہتر ہے۔ فسموعہ ای سوت مکانا عند الظل۔

تشریح از قاسمیؒ۔ الانصروہ سے مؤلف نے انصار کی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انصار نے مشرکوں کی ایذا رسانی سے آپ کو محفوظ رکھا اور جن لوگوں نے آپ کا چچا کیا تھا ان کو دیکھ لیا۔ اور اس سے ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ایسے کٹھن سفر میں انہوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اور جان پر کھیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔

حقی بخلفنا اس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو حدیث ہجرت لینے کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن انہیں فرماتے ہیں کہ حضرت مازبؓ اور ابو بکرؓ نے تمہاری عادت کے مطابق بالغ کے اجماع نے مشرکی کو سامان اٹھوا دیا۔ خواہ مشرکی اجرت دے یا نہ دے۔

حدیث (۳۳۹۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا

فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ فَلَمَعَهُ لَا بُصْرَنَا فَقَالَ مَا فَتَنَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ يَا لَيْتَنِي اللَّهُ تَالِيَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جب کہ ہم غار میں تھے۔ کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے قدموں کے نیچے نگاہ کر لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر ان آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ میاں ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کا مددگار اور معاون ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر دو کے تیسرے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُّوْا الْآبُوابَ

إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ باقی سب دروازے بند کر دو۔ سوائے دروازے ابو بکر صدیقؓ کے۔ کہ اس کو بند نہ کرو۔ یہاں میں عباسؓ نے روایت کرتے ہیں۔

حَدِيثُ (۳۳۹۱) خَلَفْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْخَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَلَوِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا جُنْدُهُ فَانْخَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا جُنْدُ اللَّهِ قَالَ لَبَكِي أَبُو بَكْرٍ لَمَجِئْنَا لِبُكَايِهِ أَنْ يُغَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ لَكُنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُغَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَهْلَمْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ عَلَى فِي ضَعْفِهِ وَمَا لِيهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُعْبِدًا خَلِيلًا خَيْرَ رَبِّي لَا تَعْلُكُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخَوَةٌ الْأَسْلَامِ وَمَوْثِقَةٌ لَا يَتَقَيَّنُ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سَلُّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اللہ میاں کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے۔ اور اس بندے نے اعتماد اللہ کو اختیار کر لیا ہے۔ جس پر ابو بکر صدیقؓ نے دہڑے ہمیں ان کے رونے پر توجہ ہوا کہ آپ تو ایک مہمقر کے متعلق خبر دے رہے ہیں یہاں رونے کا کون سا موقع ہے درحقیقت وہ اختیار دی گئی وہ شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہا برکات تھی۔ اور ابو بکر صدیقؓ ہم میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ اور دوسری حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگوں میں سے اپنی محبت اور مال کی بدولت مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابو بکرؓ ہے۔ اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو دلی دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکرؓ کو دلی دوست بناتا۔ لیکن اب تو صرف اسلامی بھائی چارہ اور اسلام کی دوستی رہ گئی ہے۔ نیز مسجد نبویؐ کے اندر کوئی دواہ ہائی نہ دکھا جائے۔ مگر اسے بند کر دیا جائے۔ لیکن ابو بکر صدیقؓ کا دروازہ مسجد نبویؐ کا بند نہ کیا جائے۔ اور بعض روایات میں خود حکم کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی دلی طاقت کے ہیں۔ بہر حال ان روایات سے ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت واضح ہے۔ (ازمرب)

بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت ثابت ہے۔

حَدِيثُ (۳۳۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَخْتَرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي

رَمَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّرَ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ هَمَزَ بَنَ الْعَطَابِ ثُمَّ هَفَمَانَ بَنَ هَفَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگوں کو ہم دوسروں پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ پہلے ہم ابوبکرؓ کو افضل قرار دیتے تھے پھر عمر بن الخطابؓ کو اور بعد ازاں عثمان بن عفانؓ الخ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد اس مقام پر بعد یہ زمانہ ہے اور بعد یہ وجہ کے بارے میں کہا جاتا ہے الا فضل بعد الانبياء ابوبکرؓ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ الفضل الامہ ابوبکرؓ ہیں۔ صحابہ اور تابعین کا اس پر اجماع ہے۔

حدیث (۳۳۹۳) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَوْ كُنْتُ مُتَّعِدًا مِمَّنْ أَتَيْتُ خَوْلِيلًا لَا تَعْلُدُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَتَيْتُ وَصَاحِبِي.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دلی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بنانا پسند کرتا لیکن اب وہ میرا بھائی اور صحابی ہے۔

حدیث (۳۳۹۴) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَوْ كُنْتُ مُتَّعِدًا مِمَّنْ أَتَيْتُ خَوْلِيلًا لَا تَعْلُدُ خَوْلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوهُ الْأَسْلَامِ الْفَضْلُ.

ترجمہ۔ مہدیؒ نے اپنی سند سے بیان فرمایا کہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بنانا تو ابن ابوبکرؓ کو خلیل بنانا پسند کرتا لیکن سلامی اخوت افضل ہے۔

حدیث (۳۳۹۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ كُنِيَ فَالْأَهْلُ الْكُفُوفَةُ إِلَى أَنِّي الزُّمَيْرُ فِي الْجَعْدِ فَقَالَ أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّعِدًا مِمَّنْ أَتَيْتُ خَوْلِيلًا لَا تَعْلُدُ أَنْزَلَهُ أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ۔ قتیبہؒ نے اپنی سند سے ابوبکرؓ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبد اللہ بن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف دادے کے بارے میں کہا کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو اس امت میں سے خلیل بنانا تو اسی کو بنانا یعنی ابوبکرؓ کو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تو ان کو باپ کے قائم مقام قرار دیا اہل کوفہ نے ابن الزبیرؓ سے دادے کی میراث کے بارے میں سوال کیا تو

انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ جو دادا تھے ان کو میراث میں باپ کے منزولہ قرار دیا تو آپؐ نے جد کو اب کی طرح میراث کا حقدار بنایا۔ اور بعض امت

عبداللہ بن زبیرؓ سے مسودہ یعنی آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو بھائی کہا حالانکہ دونوں کے باپ الگ الگ ہیں تو محض اس لئے کہ دونوں دادے عہد

مناف میں مل جاتے ہیں تو دادے کو باپ کہا گیا۔

حدیث (۳۳۹۶) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ آتَتْ إِمْرَأَةً النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتُ قَالَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ لَمْ تَجِدِي نَفْسِي فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت حمید بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جناب نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اسے حکم دیا کہ تم

میرے پاس آؤ۔ بولی میرا بچے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس کا قصد موت سے کیا یہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوترک کے پاس آؤ۔ اس سے آپ کی منقبت ثابت ہوئی۔

حدیث (۳۳۹۷) خَلَقْنَا أَحْمَدَ بْنَ أَبِي الطَّيِّبِ الْخِزْمِيِّ هَمَّازًا يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خُمْسَةُ أَهْلِي وَأَمْرَاتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت حمزہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ قلام دو عورتیں اور ایک ابو بکر صدیقؓ تھے۔

تفہیم از قاسمی۔ اس سے صدیق اکبرؓ کی سادہ گیت فی الاسلام ثابت ہوئی۔ پانچ قلام حضرت زید بن حارثہ، عمار بن عمرؓ، ابو لکبہ، یاسر و العاصان کا بیٹا عمار تھے۔ اس دو عورتیں حضرت خدیجہؓ اور بی بی سیدہ عاتقہؓ ثابت ہوا ابو بکرؓ مسلمان ہونے سے پہلے مسلمان تھے۔

حدیث (۳۳۹۸) خَلَقْنَا هِشَامَ بْنَ هَمَّازٍ الْخِزْمِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا حَيْثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَهْلَلْ أَبُو بَكْرٍ أَجَلًا بِكَرْبٍ قَرِيبٍ قَوْلِهِ حَتَّى أَتَانِي عَنْ رُكْبَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ هَامَرَ فَسَلِّمْ وَقَالَ إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْعُطَّابِ حَسْرَةٌ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَبِذْتُ لَهَا لَقَّةً أَنْ يُغْفِرَ لِي فَأَنِي عَلَى مَا لَبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ يُغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَلَمَّا تَمَّ إِنَّ هَمَّازَ نَدِمَ فَأَنِي مَنُورٌ أَبِي بَكْرٍ لَسَانَ أَلَمْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالُوا لَا فَاجِئِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَعَلْ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَقَّرُ حَتَّى أَهْلَقَ أَبُو بَكْرٍ لَجَعًا عَلَى رُكْبَتِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ أَهْلَكُم مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ اللَّهُ يَتَحَيَّى إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ فَقُلْتُمْ كَلْبَتْ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَلَّى وَوَأَسْأَلُنِي بِنَفْسِهِ وَمَا لَهُ فَهَلْ أَتَعَمَّ تَارِكُوا إِلَى صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ لَمَّا أُوذِيَ بِتَغْلُفَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے پاس اس حال میں آئے کہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں کندھوں کو ظاہر کیا ہوا تھا۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ساتھی کسی سے جھگڑا کر رہا ہے۔ پس انہوں نے آ کر سلام پڑھا۔ پھر کہنے لگے کہ میرے اور ابن الخطابؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا۔ میں نے جلدی میں ان پر دست دھاری کر دی۔ پھر مجھے پشیمانی ہوئی میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دو۔ تو انہوں نے معافی دینے سے انکار کر دیا۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ کو پشیمانی لاحق ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے پوچھا کہ کیا ابو بکرؓ یہاں ہیں لوگوں نے کہا نہیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خیر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ابو بکر صدیقؓ ڈور کے تواسے دونوں کندھوں کے بل بیٹھ گئے کہنے لگے یا رسول اللہؐ کی قسم میں نے ہی ظلم کیا تھا۔ یہ دو مرتبہ کہا۔ کیونکہ الہادی ظلم ہوتا ہے ابتداء کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا۔ تو تم لوگ بولے کہ آپ نے جھوٹ کہا۔ لیکن ابو بکرؓ نے کہا کہ جی کہا۔ اور انہوں نے اپنی جان اور مال خرچ کر کے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ کیا تم میرے لئے میرے دوست کو چھو

لے والے نہیں ہو یہ کلمہ آپؐ نے دوسرے دہرایا۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں تکلیف نہیں دی گئی۔

تشریح از شیخ منگوویؒ۔ حنفی اہل دیہن و کعبہ ہمارے احناف کے نزدیک یہ اہل اہمازی معنی پر محمول ہے کیونکہ گھٹنا ہمارے نزدیک تنگ میں داخل ہے معنی ہوں گے کہ چادر کو اتار اچھا کیا کہ گھٹنے کھلنے والے تھے اور یہ گھبراہٹ اور جلد بازی کی وجہ سے تھا۔
لفظ خامر یعنی جھڑے کی پختی میں داخل ہونے والا ہے۔ یعنی کسی سے جھگڑ کر آرہے ہو۔ اور یہ آپؐ نے ان کی اس گھبراہٹ کی حالت میں آنے سے اخذ کیا کہ ان کی پٹلیاں کھل گئیں۔

فاسرعت الیہ ثم للعت اگر اسرار سے وہ کلام حق مراد ہے جو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا جہاں کی شان کے لائق نہیں تھا پھر تو لفظ دم اپنے اصلی معنی پر ہے۔ کہ اس سبقت کلامی کے بعد مجھے پشیمانی لاحق ہوئی۔ اگر اسرار سے مراد حضرت عمرؓ کے گھر معافی مانگنے کے لئے جانا ہے تو پھر کلمہ دم واؤ کے معنی میں ہے۔ کیونکہ عداوت کا ترجب استنثار پر ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ عداوت پہلے استنثار بعد میں ہوتا ہے تو پھر واؤ مطلق جمع کے لئے ہوگا۔
یظہر اللہ لک ابابکر الخ کہ تم نے صلح کرنے میں کوشش کی اور جو کچھ تم نے اپنے بھائی عمرؓ سے سلوک کیا اس کی معافی مانگنے میں اللہ آپؐ کی مغفرت کرے۔

حق اشقی ابوبکر الخ یعنی حضرت عمرؓ کے بارے میں ناراضگی کا ظہور لاحق ہوا۔ بنا بریں ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے حضرت عمرؓ کی برأت ظاہر ہوتی تھی۔ اور ظلمی اپنی تسلیم کر لی تاکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے درگزر فرمائیں۔

فهل انعم تار کوالی صاحبی الخ یہ استغنام تقریری ہے۔ کہ تم اپنے جھگڑوں میں اس کو چھوڑ دو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لی کو لام اجلہ پر محمول کیا جائے۔ کہ میری وجہ سے اس کو چھوڑ دو۔ رہ گیا حذف نون کا قصہ اتو چسے مضارع کے آخر سے بسا اوقات نون مضارع کو حذف کر دیتے ہیں۔ ایسے فاعل جو مضارع کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کے آخر سے بھی نون کو غیر قیاسی طور پر حذف کر دیتے ہیں۔ اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ استغنام انکاری پر محمول کیا جائے۔ یعنی اپنے جھگڑوں میں اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ کہ جھگڑا اور نزاع چھوڑ دینے کی نشانی ہے۔ پس تم ایسا نہ کرو۔ تو اب عداوت یوں ہوگی۔ فهل انعم تار کون صاحبی تو اس صورت میں کلام تام کیا اضافت کے لئے ہوگا۔ جیسے غشی بیان کر رہے ہیں۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ عن رکبہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رکبہ عورت میں داخل نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک عورت اور تنگ ہے۔ اس لئے تاویل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ میرے نزدیک اس کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ "قایت حزن و ملال اور تفکر فی المصاحفہ بعمر کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ جھگڑے کرنے کی وجہ سے انہیں خیال ہی نہیں رہا کہ ان کے گھٹنے کھل گئے ہیں تو یہ غیر شعوری طور پر ہوا۔ جیسے آگے آ رہا ہے کہ اچانک کپڑے کا ایک کنارہ کھل گیا۔ لیکن تحقیق اس وقت ہے جب کہ کشف سے کشف رکبہ مراد ہو۔ اگر کشف لنگی کا نہیں بلکہ اوپر کا چادر یا قمیص کا کھلتا مراد ہو تو پھر نہ تو سوال ہے اور جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور رکبہ کے کھلنے میں آپؐ نے حضرت عثمانؓ اور کہہ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ جیسا کہ باب ذکر فخلش بحث گذر چکی ہے۔

خامر حافظؒ بھی فرماتے ہیں کہ خامر بمعنی خاصم کے ہے۔ اسی دخل فی غمرۃ الخصوم معظاہر یہ ہے کہ اس سے لڑائی یا امر عظیم مراد لیا جائے۔ اور غمر کے معنی کینے کے بھی آتے ہیں۔

اسرار کی تفسیر میں شیخ منگوویؒ کے دو احتمال ہیں جن کی طرف شراح میں سے کسی نے توجہ نہیں فرمائی۔ مطلب یہ ہوا کہ میں نے ان کی

ایہ ارسالی میں جلد ہادی سے کام لیا۔

یہاں اللہ لک لکلا جب حضرت عمرؓ نے انہیں معافی نہ دی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے عین مرجہ مظرت کی دعا کر کے مکافات کر دی۔ اور حافظ نے اس قصہ کو متصل نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ تمہارے بھائی نے ہر طرف سے آ کر تم سے معافی مانگی۔ لیکن تم نے ان کو معاف نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جہنی مرجہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے معافی مانگی میں اس کیلئے انکار ہی کرتا رہا۔

فہل انعم تارکوا لی صاحبی شرح نے استغمام کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا البتہ تار کو اس حذف لون پر بڑی بحث کی ہے۔ حافظ نے آخر میں کہا ہے کہ صاحبی مضاف ہے اور مضاف الیہ کے درمیان چار محروم کا قاضی لایا گیا ہے۔ جیسے ذین الکبیر الخ میں ہے دوسرے یہ کہ کلام کے لیے ہونے کی وجہ سے لون کو حذف کیا گیا ہے۔ جیسے کما للی عاصوا میں لون حذف ہوا اور بعض نسخوں میں تار کون لی ہے۔ جس میں دو اضافوں کو اپنے لئے جمع کر دیا کا اختصاص اور تقسیم مقصود تھی۔

حدیث (۳۳۹۹) خَلَقْنَا مُعَلًى بْنُ أَسَدٍ الْخِزْلَانِيَّ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغَى عَلَى جَنَاحِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِمَّنِ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَطَّابِ فَقَدْ رَجَلَا.

ترجمہ حضرت عمرو بن العاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے فردہ کے لشکر پر حاکم مقرر کر کے بھیجا تو جب میں واپس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپؐ سے پوچھا کہ لوگوں میں سے آپؐ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے کون ہے فرمایا اس کا باپ ابو بکرؓ ہے میں نے پوچھا پھر کون ہے آپؐ نے فرمایا پھر عمر بن الخطابؓ ہے۔ پھر چند مردوں کے نام آپؐ نے شمار فرمائے۔

تشریح از قاسمی۔ - فردہ ذات السلاسل ۸۰ میں سورہ عمرو بن العاص کے نام سے مشہور ہے۔ سلاسل کی وجہ تسمیہ صاحب السواہب نے یہ بیان کی ہے کہ کافروں نے ایک دوسرے کو زنجیروں سے باندھ دیا تھا تاکہ مقابلہ کے وقت بھاگ نہ جائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وادی القریٰ کے پیچھے مدینہ سے دس دن کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔ اسی الناس احب الیک سوال کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب اس پیش پر آپؐ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس سرے میں حضرت ابو بکرؓ اور عمروؓ غیر ہم کار صحابہ موجود تھے تو ان کو وہم گذرا کہ شاید میں ان سب حضرات سے مرجہ میں بلند ہوں۔ لیکن آپؐ نے ان کے خیال کی تائید نہ فرمائی۔

حدیث (۳۴۰۰) خَلَقْنَا أَبَا الْيَمَانِ الْخِزْلَانِيَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي حَنْجَبِهِ عَذَا عَلَيْهِ اللَّيْلُ فَأَخَذَ مِنْهَا خِصَاءً فَعَلَبَنِي الرَّاحِيَّ فَأَلْفَتَ إِلَيْهِ اللَّيْلُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ خَيْرِي وَبَيْنَا رَجُلٌ يُسَوِّقُ بِقَرَّةٍ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَأَلْفَتَ إِلَيْهِ فَكَلِمَةً فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْخُرْبِ قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ بِقَرَّةٍ تَكَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَيُّنِ أَوْ مِنْ بِلْدِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُو بْنُ الْعَطَّابِ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا ایک گذریا اپنی بکریوں

میں تھا کہ ایک بھیلے نے اس ریڑ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک کمری کو لے گیا۔ تو گذریاں اس کو چھڑانے کیلئے پیچھے ہٹا کہ تو بھیلے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ دو دعوں والے دن اس کا کون گران ہوگا۔ جس دن میں میرے سوا اس کا کوئی محافظ نہیں ہوگا۔ اس طرح ایک آدمی کسی تیل کو ہاتھ رکھا تھا جب کہ اس پر یو جھلا دیا ہوا تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ میں تو اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ مجھے کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ کہنے لگے سبحان اللہ کس قدر عجیب ہے کہ بھیلے اور تیل انسانوں کی طرح بات چیت کر رہے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں ابو بکرؓ اور عمر بن الخطابؓ ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تو یہ بات آپؐ نے حضرات متبعین کے ایمان اور قویٰ یقین پر احماد کرتے ہوئے فرمائی۔

حدیث (۳۴۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
بَيْنَا أَنَا لَنَّا نَكْتُمُ عَلَى قَلْبِي عَلَيْهَا ذَلُّوا فَتَزَعَتْ مِنْهَا مَا خَافَ اللَّهُ ثُمَّ أَخْلَعَهَا أَنَّهُ ابْنِي لِحَالَةٍ فَتَزَعَتْ
مِنْهَا ذُلُّنَا أَوْ ذُلُّنَا وَلَهُ نَزَعَهُ خَفَعَتْ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ خَفَعَتْ ثُمَّ اسْتَعَاثَ غَزَبًا فَأَخْلَعَهَا أَنَّهُ
الْعَصَابُ فَلَمْ أَرَهُ قَبْرًا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ غَمْرٍ خَفِي ضَرْبَ النَّاسِ بِعَطْفٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں انشا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک کنوئیں کی من پر کھڑا ہوں جس پر ڈول لٹکا ہوا ہے۔ جس قدر اللہ تعالیٰ کو حضور تھا میں نے اس سے پانی کھینچا پھر اس ڈول کو ابن ابی قحافہؓ نے بھرنا شروع کیا اس نے ایک یا دو ڈول بھرے۔ وہ بھی ان کے کھینچنے میں خیر تھی اللہ تعالیٰ ان کی اس خیر کو معاف فرمائے۔ پھر وہ بڑے ڈول میں تھریل ہو گیا تو عمر بن الخطابؓ نے اس سے بھرنا شروع کیا میں نے کوئی ایسا قوی اور ماہر لوگوں میں سے نہیں دیکھا جو حضرت عمرؓ کے کھینچنے کی طرح کھینچتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو مار مار کر اپنے پیٹنے کی جگہوں پر جا بٹھایا۔

تشریح از شیخ منگوتیؒ۔ واللہ بغفرلہ خففعہ چنانکہ ان کے صفحہ میں حضرت ابو بکرؓ کا کوئی دخل نہیں۔ ان کو خلافت کی مدت ہی دو سال ملی۔ اس لئے ان پر کوئی گرفت نہیں وہ مغفور ہیں۔ یہ نہیں کہ ان سے کوئی گناہ مردود ہوا جس سے ان کی مغفرت ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ حدیث علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔ اور کوکب دربی میں شیخ منگوتیؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس صفحہ سے فضائل صدیق میں کوئی نقص لازم نہیں آتا بلکہ اس صفحہ کا سبب یہ تھا کہ ان کے دور خلافت میں ملک میں بڑی شورش تھی فتنہ ارتداد نے سراٹھایا تھا۔ مانعین زکوٰۃ نے الگ پریشان کیا تھا۔ اگر حضرت عمرؓ جیسے لوگ بھی ہوتے تو ہاں جو دخت گیری اور قوت کے وہ بھی حالات کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہتے۔ جیسا کہ کتب سیر کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے جس پر حضرت ابو بکرؓ کو کہنا پڑا اے عمر اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام کہ تم زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت گیر تھے اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے۔ اور فرمایا انقص الدین و الناحی کیا میرے جیتے ہی دین میں کمی کی جا ئے گی۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے لیکن میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حضرت صدیق اکبرؓ جو نسبت اتحادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے آپ کو فسح بھمد رہک واستغفرہ سے قرب وقات کی خبر دی گئی ایسے واللہ بغفرلہ سے صدیق اکبرؓ کو قرب اجل کی خبر دی گئی ہے۔ اسی معنی کی وجہ سے امام بخاری اس روایت کو مناقب ابی بکرؓ میں لائے ہیں۔ نسبت اتحادی سے بڑی منقبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس نسبت اتحادی کے مظاہرے کئی مقامات پر مہرے اساری بدر میں دیکھ لو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو جوابات عمر بن الخطابؓ کو دیئے ہیں وہی جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے۔

حدیث (۳۴۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَبَايِلَ الْعَنْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَمْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَزَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ ثَوْبِي يَنْفَرُ مِنِّي إِلَّا أَنْ أَتَاهَا ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَنْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خِيَلَاءَ قَالَ مُوسَى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذْكَرَ هَذَا اللَّهُ مَنْ جَزَّ إِزَارَهُ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا کبر فرمادے وہ سے نکال دیا جائے گا۔ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف توجہ نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا حضرت امیرؓ کے پڑے کے کدو کتابوں میں سے ایک کتابہ ڈھکیا ہو کر نکلتا رہتا ہے۔ مگر میں اس کا خلعت کے ٹھیک کر لیتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو کبر فرمادے وہ سے نہیں کرتے پتہ پہنچری میں ایسا ہو جاتا ہے۔ مگر ابوی فرماتے ہیں کہ میں نے صاحبزادہ سالمؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ من جولاوہ کہ چھاپی چادر کا ٹکڑا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے پہلے ان سے نہیں سنا اب انہوں نے امام کپڑے کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی یہ اسباب ممنوع صرف چادر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام کپڑے میں بھی ہے۔ چنانچہ ابو ذرؓ نے اس بات پر مہم میں ہے الانسبال فی الازار والقمیص والصفیحة العلیت عن ابن عمر الخ.

تشریح از شیخ نگوویؒ۔ احد حقی قوی الخ اس سے مراد کچھ طرف ہے کیونکہ جب سرین مولے ہوں پھر تو چادر کا کچھ طرف رک جانا آسان ہے۔ بکے پچھلے سرین ہوں تو جہاں انسان باوجود اوروں کا جاتا ہے وہاں پر چادر کچھ طرف نہیں رہ سکتی۔ اور اگلی طرف بھی مراد لی جاسکتی ہے کیونکہ جب یہ وہ چادر کا اپنی جگہ پر کاٹن نہیں رہتا اللہ عزوجل سے معی مراد ہیں

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ استرخاد کا سبب محوہ جسم تھا کہ ابوبکر صدیقؓ لاغر جسم والے تھے۔ اس لئے چادر اچھلی ڈھالی رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بھی فرماتی ہیں کہ لاغر جسم تھا چھاپی چادر کو کمر نہیں روک سکتے تھے۔ ابن سعد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ صلی لہا ابابکرؓ انہوں نے فرمایا سفید لاغر خفیف رخسارے والے کمر در چھاپی چادر کو کمر نہیں روک سکتے تھے۔ بعض نے کعبہ البطن بھی نقل کیا ہے لیکن وہ خلاف معروف ہے۔

حدیث (۳۴۰۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْعَنْ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اتَّقَى زَوْجَتَيْنِ مِنْ حَيٍّ مِنَ الْأَخْيَارِ وَلِي سَبِيلِ اللَّهِ دُخِيَ مِنْ أَبْوَابِ بَيْتِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ لِمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُخِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُخِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّلَةِ دُخِيَ مِنْ بَابِ الصِّلَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِيَامِ دُخِيَ مِنْ بَابِ الْقِيَامِ وَقَالَ الْيَمَانُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا هَلِي هَذَا إِلَيْهِ يُلْهِى مِنْ بَلَكِ الْأَنْوََابِ مِنْ حُرُورَةٍ وَقَالَ هَلِي يُلْهِى مِنْهَا كُلُّهَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی چیز کا جڑ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو اسے جنت کے ستاروں سے بلایا جائے گا۔ کہ اللہ کے بندے یہ تمہاری بھلائی ہے پس جو شخص بلایا میں سے ہوا اسے تو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو جہاد میں سے ہوا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو صلوٰۃ و خیرات والوں میں سے ہوگا اسے باب

الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ داروں میں سے ہوا اسے باب الصیام باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ ان سب روزہ داروں سے بلائے جانے کی کیا ضرورت ہے ماعطلہ کیلئے تو صرف ایک صدقہ ہی کافی ہے البتہ یہ فرمائیے کہ یا رسول اللہ کہ جسے ان تمام روزہ داروں سے پکارا جائے جس سے اس کی تعظیم اور تکریم ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اے ابو بکر مجھے امید ہے کہ آپ ہی ان میں سے ہوں گے۔

تشریح از شیخ منکویؒ۔ ماعطیٰ هذا یعنی جب مقصود ماعطلہ فی الحجۃ ہے تو کسی کو کیوں مجبور کیا جائے کہ اسے تمام روزہ داروں سے پکارا جائے بلکہ اب یا رسول اللہ میرا یہ سوال ہے کہ کوئی ایسا قسمت و نصیب والا ہوگا جسے ان تمام روزہ داروں سے پکارا جائے۔ اور وہ اپنے اختیار سے کسی ایک سے اعتماد حاصل ہو۔ آپؐ نے نعم کہہ کر جواب دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تفسیر مظہری میں ہے ماعطیٰ اللہ میں مانا یہ ہے یعنی اسے ہر روزہ دار سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ تعظیم اور تکریم کیلئے اسے تمام روزہ داروں سے بلایا جائے گا۔ لیکن کان یہ کلام متناف ہے جس سے ان ابواب الجنۃ کی تحصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ بلکہ طریق موم بیان ہے کہ ایسے شخص کو صرف باب الصدقہ سے نہیں بلکہ جمیع ابواب الحجۃ سے بلایا جائے گا۔ اور باب الصدقہ میں صدقہ سے مراد وہ صدقہ ہے جو جڑے سے کم ہو۔ تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ نیز از شیخ منکویؒ نے ابواب سے ابواب الحجۃ نہیں۔ بلکہ مدعی منہا سے انواع الابواب باب الصلوٰۃ۔ صدقہ۔ صیام۔ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جس کو ابو بکر صدیقؓ "اؤل کلام نبویؐ سے نہیں سمجھ سکے تھے۔ اور فلک الابواب میں لام نہیں کا ہے۔ استفراغ کا نہیں ہے۔ اور حافظؒ نے اس کے بعد کہا ہے کہ حدیث سے ماعطیٰ اللہ مدعی الخ سے وہ شخص مراد ہے کہ جس نے جمیع انواع اعمال طوعات کا احاطہ کیا۔ کیونکہ جمیع واجبات کا مل تو اکثر سے صادر ہوتا ہے۔ لیکن جمیع طوعات کسی میں جمع نہیں ہوتے۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ وہ آپؐ ہوں گے۔ کیونکہ واجبات اور طوعات کا جمع کرنے والے آپؐ ہی ہیں۔

حدیث (۳۴۰۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالشَّيْخِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ لَنَبِيٍّ بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ غَمْرٌ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَتْ وَقَالَ غَمْرٌ وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَنَبِيَّتُهُ اللَّهُ فَلَمَّا قَطَعْنَ أَيْدِي رَجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ لَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ يَا بَنِي آدَمَ إِنِّي طِبْتُ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُدْنِيكَ اللَّهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رَسُولِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ غَمْرٌ فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَتْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ آمَنْ كَانَ يَقْبَلُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَقْبَلُ اللَّهَ فَإِنْ اللَّهَ حَتَّى لَا يَمُوتَ وَقَالَ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ مَيِّتُونَ قَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الْآنَ مَاتَ أَوْ قُبِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنِ يَصُورَ اللَّهُ وَجْهًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ قَالَ فَشَبَّحَ النَّاسُ يَتَكُونُونَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيَّةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا مِمَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَلَمَّحَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَغَمْرٌ بْنُ الْعِصَابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فَلَمَّحَ غَمْرٌ يَتَكَلَّمُ فَاسْتَكْفَأَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ غَمْرٌ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي لَدِ

هَذَا كَلَامًا قَدْ أَهْمَنِي عَشِيْتُ أَنْ لَا يَتْلُوهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأَمْوَاءُ وَأَنْتُمْ الْوَرَزَاءُ فَقَالَ خُبَابُ بْنُ الْمُنْبَرِّ لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا وَلَكِنْ نَحْنُ الْأَمْوَاءُ وَأَنْتُمْ الْوَرَزَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْقَرَبِ دَارًا وَأَهْرَثُهُمْ أَحْسَنًا لِبَايَعُوا هَمْرًا أَوْ أَبَا هُبَيْدَةَ فَقَالَ هَمْرٌ بَلْ لَبِأَيْكَ أَنْتَ فَاتَتْ سَيْدَنَا وَنَحْنُ زَنَا وَأَحْبَبْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ هَمْرٌ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ فَلَقْتُمْ سَعْدَ بْنَ هُبَايَةَ فَقَالَ هَمْرٌ قَتَلَهُ اللَّهُ وَقَالَ هَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ هَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ خُصِمَ بَعْضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي الرَّقِيقُ الْأَعْلَى قُلْنَا وَكَيْفَ الْحَبِثُ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا لَقَدْ غَوَى هَمْرُ النَّاسِ وَأَنَّ فِيهِمْ بَلَاءًا فَرَكَّهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَعْضَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهَذَى وَهَرَقَهُمُ الْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَغَرَجُوا بِهِ يَغْلُونَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ جاکیر میں تھے۔ اس میں کہتے ہیں کہ نبیؐ کے بالائی حصہ میں تھے اس حضرت عمرؓ کو کڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی اور حضرت عمرؓ مار رہے تھے کہ واللہ میرے دل میں تو یہی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اٹھائے گا تو آپ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کا میں کے جو آپ کی موت کا قول کر رہے ہیں۔ یہ وحشت اور فراق کی ذبح سے فرما رہے تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے آتے ہی انہوں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی آپ کو بوسہ دیا پھر فرمانے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے دعائی اور موت میں اچھے رہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی دو موتوں کا حشر نہیں چکھائے گا پھر باہر آ کر کہنے لگے ادم کھانے والے اپنی جگہ رک جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ تقریر کرنے لگے تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور کہنے لگے خیر دار سنو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ زود ہے اس پر کبھی موت نہیں آتی اور آیت کریمہ پڑھی۔ ترجمہ ہے شک آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ اور یہ آیت بھی پڑھی۔ ترجمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہی تو ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔ بالفرض اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر کرا سلام چھوڑ دے گے۔ یاد رکھو جو شخص بھی تم میں سے اپنی ایڑیوں پر پھر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور تقریباً ہم قدر دانوں کو ہلادیں گے پھر تو لوگ سکیاں پھر پھر کر دینے لگے جیسے کسی کو اچھوٹک جاتا ہے اور انصار حضرت سعد بن ہبایہ کے پاس مسلمان بننے سے سہارا ملے ہوئے کہ رہے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے تو حضرت ابوبکرؓ عمر بن الخطابؓ اور ابوسعیدہ بن الجراحؓ ان کی طرف گئے حضرت عمرؓ پر کرنا چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں چپ کر دیا حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اللہ اللہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں نے ایک ایسی تقریر تیار کر لی ہے جو مجھے پسند نہ آئی مجھے خود شفا کہ حضرت ابوبکرؓ اس تک نہیں پہنچ سکیں گے بہر حال حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع فرمائی۔ واقعی وہ تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ ثابت

ہوئے اپنی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہم مہاجرین امراء اور حکام ہوں گے۔ اور تمام انصار ہمارے وزیر ہوں گے۔ حضرت خباب بن المہر نے فرمایا نہیں واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ایک امیر ہم انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر ہم مہاجرین میں سے ہوگا۔ جمعی پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن ہم حاکم ہوں گے تم انصار وزیر ہو گے کیونکہ قریش محل وقوع کے اعتبار سے درمیان میں ہیں اور ان کے افعال حسد لوگوں پر بالکل واضح ہیں۔ پس حضرت عمرؓ کی بیعت کر لیا ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے نہیں بلکہ ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔ کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سے بہتر ہیں اور ہم سب میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں پھر حضرت عمرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ پھر تو لوگ ان کی بیعت کرنے پر ٹوٹ پڑے۔ پس کسی کہنے والے نے کہا تم نے تو سعد بن عبادہؓ کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ نے مارا ہے۔ کل سے مراد ان کو نظر اعجاز کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ بنی سہلؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر کو آکھ اٹھائی اور عین مرجہ الرقیق الاحلی فرمایا اور بقیہ حدیث بیان فرمائی۔ فرماتی ہیں کہ ان دنوں حضرات کی تعداد میں سے جو بھی تقریر تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے مسلمانوں کو تلخ پہنچایا۔ حضرت عمرؓ کو گول کوڑا مارے تھے۔ تاکہ کہیں لوگوں میں فتنہ نہ پھوٹ پڑے۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتنہ سے بٹا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ماہدایت دکھائی۔ اور جو حق تھا وہ ان پر واضح کیا۔ چنانچہ جب لوگ وہاں سے نکلے ہیں تو یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ و ما محمد الا رسول الخ۔ شاہوین بن۔

تشریح اربع لنگووی۔ لا یملیک اللہ الموتین یہ حضرت عمرؓ کو حجاب دے رہے تھے۔ جو کہتے ہیں کہ آپ دوبارہ زندہ ہوں گے پھر دوسری مرجہ موت آئے گی۔

الشیخ النام چونکہ ان کتاب آپؐ کی موت کا یقین ہو گیا۔ اس لئے درود کہیں بند نہ کی۔

قللہ اللہ الخ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کی وفات ایسی حالت میں ہوئی جس کا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت الی بکرؓ کی حالت کی۔ چنانچہ انہوں نے مرتے دم تک بیعت نہ کی۔ تو اجماع تام نہ ہوا۔ کیونکہ کہاں صحابہؓ میں سے ایک شخص نکل گیا یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص خلافت الی بکرؓ کی قطعیت کا انکار کر دے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص اختلاف خلافت کا انکار کرتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اس کے مستحق نہیں تھے تو وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک نے بھی ایسا نہیں کیا۔ اگر کوئی سوال کرے اہل الحل والعقد میں سے کسی ایک کا اختلاف اجماع کے متافی ہے۔ اگر چہ اس کے اختلاف پر کوئی دلیل شرع بھی نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر جہت شریعہ کے قائم پر اجماع کا دار مدار ہے تو پھر ہر صاحب نفس حکم پر اجماع کا ہونا لازمی ہے۔ تو کسی کا جہت کے ظاہر کرنے سے خاموش رہنا اختلاف کو تسلیم کر لینے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ تو ان کا اختلاف سے بھی غیر لازم نہیں آئے گی۔ تو اس کا حجاب یہ ہے کہ اجماع کوئی جہت ہے۔

تشریح اربع ذکر کیا۔ علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ موتان ای ایک موت فی الدنیا اور دوسری موت فی القبر ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر موت فی الدنیا تو آتی ہے لیکن موت فی القبر نہیں آتی۔ وہ قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ اور زمین انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھا

نہیں سکتی۔ ہائی طووقات پر قبروں میں بھی موت واقع ہوگی پھر وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ یہی اہل السنۃ والجماعت کا مسلک ہے کہ قبر میں موت بھی ہے اور حیات بھی ہے۔ انبیاء کے لئے حیات اور تمام مخلوق کے لئے موت ہے۔ تو شاید یحییٰ یہ ہوں کہ آپؐ کی جو حیات قبر میں ہوگی اس پر موت نہیں آئے گی۔ اس طرح دوسروں کی نفی ہوگی۔ بہر حال اس میں حضرت ابو بکرؓ کی بڑی فضیلت ہے کہ ان کا علم حضرت عمرؓ کے علم سے بڑھ کر تھا۔ بلکہ سب صحابہؓ ہوش تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کی کھلی کرائی۔ حج کے موقعی گئی بندہ جانا۔

بحوالہ الان چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان آیات تلاوت کردہ کے بعد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان آیات کو سننے کے بعد معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اتری ہیں اور میرے پاؤں لڑکھڑکانے لگے یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ آپؐ کی وفات ہو گئی۔

قللہ اللہ کے معنی تھیں نے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیا گیا اور خلافت منیٰ۔ یا یہ بدو ماہ کے بعد بیعت حدیق اکبر سے پیچھے رہ گئے اور شام چلے گئے۔ خلافت عمرؓ میں انتقال ہوا کسی کوکان دکان خبر بھی نہ ہوئی کہ مردہ پائے گئے۔ اور کہنے والا کہہ رہا تھا۔ قد قللنا سید العزیز سعد بن عبادۃؓ فرمودہ ہوسمین ولم یخط فوادہ۔ ترجمہ کہ ہم نے غزیر کے سردار سعد بن عبادۃؓ کو قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے دو غیر مارے جو اس کے دل سے خلافت کر سکے۔ کہتے ہیں کہ جنوں کے ایک سوراخ میں بیٹاب کیا جنوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کا جسم ہنرنگ کا ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۲ یا ۱۵ احکا ہے۔

بہر نام نور الانوار میں اعیان کے لئے اجتماع اہل کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایک بھی اختلاف کر جائے تو اعیان تام نہ ہوگا جیسے اکثریت کا خلاف مانع اعیان ہے البتہ منقول کا قول ہے کہ ایک کا اختلاف بھی مستحکم ہے۔ اعیان مستحق نہیں ہوگا کیونکہ حدیث میں اہل کلمہ ہے۔ لا تجمع ائمتی علی الضلالة او کما قال کہ میری امت گمراہی پر مت جمع نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ حق مخالف کے ساتھ ہو۔ ہد اللہ علی الجماعۃ من شملہ علی النار کہ اللہ کا ہر جماعت پر ہوتا ہے جماعت سے الگ ہوا وہ اکیلا جہنم میں پڑے گا لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اعیان کے مستحق ہونے کے بعد جماعت ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

خلافت الصدیقؓ پر مسئلہ اختلافی ہے۔ نور الانوار میں ہے کہ اعیان قطعی اور یقین کا نائدہ دیتا ہے۔ اس لئے اس کا منکر کا برقرار پائے گا۔ چنانچہ صاحب فیروز الاقطار نے لکھا ہے کہ مشائخ وبلغ وبعار کے نزدیک مذہب کافر ہیں۔ کیونکہ امامت صدیقؓ کے منکر ہیں جو اعیان سے ثابت ہے لیکن شیخ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص کتاب و سنت سے استدلال قائم کرتا ہے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اگر چہ اس کی تاویل فاسد ہو۔ چنانچہ مذہب کافر ہے کہ حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت تیسری بنیاد پر کی تھی لہذا اعیان حق نہیں ہوا۔ لیکن یہ تاویل ان کی اس لئے باطل ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد مصمم قلب سے بیعت کی۔ بعد حضرت فاطمہؓ کی عار واری اور یہ کہ مجھے مشورہ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ وہ کوئی باقاعدہ میثاق نہیں تھی۔ اتفاقاً سقیفہ ہی ساعدہ میں اجتماع ہو گیا۔ اور بیعت عمل میں آئی۔ دوسرے حضرت علیؓ اجماع الناس تھے ان کو تفریق کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ یہ تو ان کی کسر شان ہے صاحب نوذ الانوار فرماتے ہیں کہ اعیان کے بھی کلی مراتب ہیں لیکن سب سے قوی اعیان تو اعیان صاحب ہے جو قتل نہیں کے پاس لئے خلافت ابوبکرؓ کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔

مناف الاجماع حاکم نے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان بن حرب حضرت علیؓ کے پاس آئے کہ یہ کیا ہو گیا قریش کے ایک دلیل کے پاس خلافت چلی گئی۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں بیدل اور سوار حج کر کے خلافت واپس کر سکتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا کہ تم نے اب تک بہت اسلام دشمنی کر لی جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہم ابوبکر صدیقؓ کو اس کا اہل سمجھتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ آپؐ کی غیبت ہمیں معلوم ہے۔ ہمیں آپؐ پر کوئی حد نہیں ہے۔

مسکوٰۃ الخ شرح حاکم میں ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے مشورہ کے بعد خلافت صدیقؓ پر اعیان کر لیا اور حضرت علیؓ نے بھی بعد مختلف کہان کی بیعت کر لی۔ اگر خلافت ان کا حق نہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ اتفاق نہ کرتے اور نہ حضرت علیؓ خاموش رہتے۔ بلکہ جیسے حضرت امیر معاویہؓ سے نزاع کیا ان سے بھی ایسی مناظرہ ہوتی اگر کوئی نص خلافت علیؓ کے بارے میں تھی تو وہ پیش کرتے۔ جیسا کہ شیعہ کا قول ہے۔ تو صحابہ کرامؓ نص کو

مہوڑ کر کیسے اتفاق کر سکتے تھے۔ بہر حال صحابہؓ کا اجماع اجماع سکوتی تھا۔ جس کا منکر کا نہیں بن سکتا۔ میرے نزدیک بہتر تو یہ ہے کہ مصنف نے ابو بکر صدیقؓ کی اولویت پر کئی طرح سے دلائل قائم کئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو چالیس ہزار دینار نظر رکھے تھے۔ جو سب آپؐ پر خرچ کر دیا اور غلام صحابہؓ کو آزاد کر دیا۔

لائسوا اصحابی کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ تو اس کا اڑل صدیق بھی ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ کیونکہ احرام مردوں میں سے وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اور ان کا اہم ہونا وقات نبوئیؐ سے واضح ہوتا ہے۔ جب کہ سب صحابہ کرامؓ حیران و پریشان تھے تو سب کی تسلی کرادی۔ اور اڑل خلیفۃ الرسول ہیں۔ جن پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہوا۔ ان اولیات کی وجہ سے وہ مسخ خلافت ہیں۔

حدیث (۳۴۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُمِّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُولَ عُفْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ۔ حضرت محمد بن الحنفیہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہتر کون ہے فرمایا ابو بکرؓ میں نے کہا پھر کون! کہا حضرت عمرؓ اور مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں حضرت عثمانؓ کا نام نہ لے لیں۔ میں نے کہا پھر تو آپ ہی بہتر ہوں گے فرمایا نہیں۔ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

تشریح از قاسمی۔ محمد بن الحنفیہؓ اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور وہ علی بن ابی طالبؓ کے بیٹے ہیں۔ ممکن ہے ان کے نزدیک حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہوں۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کی بجائے ان کا نام لے دیا۔ جس پر حضرت علیؓ نے توضیح اور انکاری کے ساتھ فرمایا کہ نہیں میں تو رجل من المسلمین ہوں۔ چنانچہ امام مالکؒ توقف فرماتے ہیں کہ شیخین کی فضیلت پر تو امت کا اتفاق ہے۔ عجمین کی فضیلت میں اختلاف ہے کہ حضرت عثمانؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ ہیں البتہ باقی ائمہ حضرت عثمانؓ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ حضرت علیؓ کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ خلافت راشدہ کی ترتیب واضح ہوئی ہے۔

حدیث (۳۴۰۶) حَدَّثَنَا فَتِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْبَدَاتِ الْجَنْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَامِيَةِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَبَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا لَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَبَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتَمَعَ رَأْسُهُ عَلَى فِعْلَيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ خَشِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَبَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَالْتَمَعْتُ فَعَلَيْتَنِي وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهِ فِي حَاضِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِعْلَيْ قَدْ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّمِيمِ فَنِيمُوا قَالِ أَسْلَمْتُنَ الْخَضِيرَ مَا هِيَ بِأَوَّلِ

بَرَّحُوكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَلْبُنَا الْبَجِيرُ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ وَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بعض اسفار میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم لوگ جب بھاء یا ذات الجوش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا جس کی تلاش کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی رک گئے۔ جب کہ ان کا ہار ڈنڈہ کسی چشمہ پر تھا اور نہ ہی صحابہ کرام کے پاس پانی تھا۔ تو لوگ ابو بکر صدیقؓ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ حضرت عائشہ کے کام کو نہیں دیکھتے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے ہمراہ دوسرے لوگوں کو بھی روک رکھا ہے۔ جب کہ شدہ کسی چشمہ پر وارد ہیں۔ اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی موجود ہے۔ تو حضرت ابو بکر شریف لائے جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری مان پر رکھ کر خند کر رہے تھے۔ آتے ہی انہوں نے فرمایا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو اس حال میں روک رکھا ہے کہ نہ تو وہ کسی چشمہ پر ہیں اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی ہے پس مجھے ڈانٹا ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہی کچھ انہوں نے مجھے کہا اور میری کوکھ کے اندر اپنے ہاتھ سے چمک دیتے تھے اور میں حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مان پر آرام فرماتے بہر حال آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مج تک سوئے رہے۔ اٹھے تو پانی نہیں تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت عظیم نازل فرمائی سب نے عجم کے کمر اڑا دی حضرت اسید بن حنیسؓ فرماتے لگے کہ اسے خاغان ابو بکرؓ پہ کوئی تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی تم کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے ہو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی نعت سے نوازا ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی جب ہم نے اس کا ٹھایا تو اپنا ہمارا اس کے پیچھے پایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بھاء اور ذات الجوش مکہ اور مدینہ کے درمیان دو مقام ہیں۔ عقد وہ ہار جو گردن میں لٹکا یا جاتا ہے۔

حدیث (۳۴۰) حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ أَبِي الْمُنَاسِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ اتَّفَقَ مِثْلُ أُحُدٍ فَهَبْنَا مَا بَلَغَ مِثْلَ أُحُدِهِمْ وَلَا نَصِيفُهُ تَابَعَهُ جَمْعُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو گالی مت دو اس لئے کہ اگر تم میں کوئی ایک احد پہاڑ کے برابر ہونا فروغ کر دے تو وہ ان صحابہ کے ایک سیر یا آدمے سیر کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ جو میرے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ کنکویؒ۔ لا تسبوا اصحابی چونکہ صحابہؓ سے ابو بکرؓ بھی ہیں۔ بلکہ افضل صحابہؓ ہیں بخاری میں امام بخاریؒ اس حدیث کو فضائل ابو بکرؓ میں لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ حینیؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر اس حدیث سے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ سب صحابہ کرام کا فضل ثابت ہوتا ہے۔ لہذا حدیث ترجمہ الباب کے مناسب نہ ہوئی۔ لیکن جب کہ حدیث سب صحابہ کرام کے گالی گوی دینے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے تو ابو بکرؓ کے حق میں زیادہ قوی ہوگی۔ کیونکہ بعد اثنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب صحابہؓ پر نہیں بلکہ سب لوگوں پر ان کی فضیلت ثابت ہو چکی ہے۔ اس حیثیت سے روایت اور ترجمہ الباب میں مناسب ثابت ہو جائے گی۔ اور کوکب میں شیخ کنکویؒ فرماتے ہیں کہ الدم فی الصبح احترام میں سب سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔ بلکہ وہ الدم علی الاطلاق ہیں۔

رباعی

آں من الناس بر مولائے ما آں کیے اول سینائے ما سمت اوشک است ما چوں اے طای اسلام قار و دہر و قمر
(اقبال) (مرتب)

حدیث (۳۳۰۸) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ مِسْكِينٍ الْخِ انْخَبَرْتُ اَبُو مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ اِلَى تَوْحَا فِي بَيْتِهِ ثُمَّ
خَرَجَ فَقُلْتُ لَا تَخْرُجْ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ هَذَا قَالَ لَجَاءَ الْمَسْجِدَ
لَسَّالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَخْرَجَ وَوَجَّهَ هَهُنَا فَعَرَجْتُ عَلَى ابْنِهِ أَتَّالَ عَنْهُ حَتَّى
دَخَلَ بَيْتَ أَبِيهِ فَجَلَسْتُ حِنْدَ الْبَابِ وَبَاتُهَا مِنْ جِزْيَةٍ حَتَّى لَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاجِعَةً تَوْحَا فَنُفِثَ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ هُوَ جَالِسٌ عَلَى بَيْتِ أَبِيهِ وَتَوَسَّطَ لَفُتْهَا وَكَشَفَ عَنْ سَائِقِيهِ وَذَلَّاهُمَا
فِي الْبَيْتِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ حِنْدَ الْبَابِ لَا تُكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ لَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ كُفْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ
يُسَاعِدُنِي فَقَالَ أَلَدُنَّ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى لَبَيْتُ بَكْرٍ أَدْخُلُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَعَهُ فِي الْقَفِّ وَذَلَّى رَجُلِيهِ فِي الْبَيْتِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَائِقِيهِ ثُمَّ
رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَلَدْتُ تَرَكْتُ أَيْمَنِي تَوْحَا وَتَلَحُّقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِيدُ اللَّهُ لِقَانِ غَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ
يَأْتِي بِهِ لِأَنَّهُ إِنْسَانٌ يُخَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْعَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ
جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْعَطَّابِ يُسَاعِدُنِي
فَقَالَ أَلَدُنَّ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ أَدْخُلُ وَتَشْرِكُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَذَلَّى رَجُلِيهِ فِي
الْبَيْتِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِيدُ اللَّهُ لِقَانِ غَيْرًا يَأْتِي بِهِ لَجَاءَ إِنْسَانٌ يُخَرِّكُ الْبَابَ
فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُفْمَانُ بْنُ عُفَّانٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَلَدُنَّ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى نَصِيئَتِهِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لَهُ أَدْخُلُ وَتَشْرِكُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى نَصِيئَتِكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقَفَّ قَدْ مَلَأَ فَجَلَسَ
وَجَاهَهُ مِنَ الشِّقْلِ الْأَخْبَرُ قَالَ فَرِيكَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلَتْهَا قُبُورُهُمْ.

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو پائی پھر باہر نکل آئے پس دل میں شان لی کہ آج میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چہاروں کا اور آج کا دن میں آپ کے ساتھ ہو گا چنانچہ مسجد نبوی میں آئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حلق پوچھا کہ آپ کہاں ہیں بتلایا گیا کہ آپ باہر تشریف لے گئے۔ اور آپ نے ادھر کا رخ کیا ہے تو میں بھی آپ کے نشان قدم پر پوچھتا پوچھتا پہنچے چلا گیا یہاں تک کہ میں ہزار برس تک پہنچ گیا بس اس کے دوازے کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اس کا دعوہ کچھ دیکھ کر ٹھنڈوں کا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ گھبراہٹ سے فارغ ہو گئے۔ وضو پائی تو میں بھی آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ہزار برس پر آ کر بیٹھ گئے اور اس کے کنارے کو درمیان میں لے لیا۔ اور اپنی چڑیاں کھلیں اور انہیں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر میں نے آپ پر سلام پڑھا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر دوازے کے پاس آ کر بیٹھ گیا میں نے دل میں کہا کہ آج تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان کی ڈیوٹی ادا کرنی ہے۔ میں جناب ابو بکر تشریف لائے دوازے کو دھکا دیا تو میں نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا ابو بکر میں نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہریں۔ میں نے جا کر کہا یا رسول اللہ ایسا بے فکر صدمتی آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اجازت دے دو اور ساتھ ہی اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔ چنانچہ میں نے ابو بکر سے کہا کہ آپ امد داخل ہو جائیں۔ اور جناب رسول اللہ آپ کو جنت کی بشارت سناتے ہیں۔ پس وہ داخل ہوئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب آپ کے ہمراہ کنویں کی من پر بیٹھ گئے۔ اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیے۔ جس طرح کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور انہوں نے بھی اپنی دونوں چڑیاں کھول دیں۔ میں دائیں آیا اور بیٹھ گیا۔ اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ تلاش کر کے مجھے آ کر ملے گا تو میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ نے اس میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اسے ضرور ملائے گا پس کیا سنتا ہوں کہ ایک انسان دعوہ کو بلارہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہنے لگا عمر بن الخطاب ہوں۔ میں نے کہا اپنی جگہ ٹھہرو۔ پھر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ میں نے پوچھا یہ عمر بن الخطاب آپ کی اجازت مانگتے ہیں۔ فرمایا ان کو آنے کی اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ چنانچہ میں نے آ کر کہا کہ امد چلے جاؤ اور آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے چنانچہ وہ بھی امد گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کنویں کی من پر بائیں طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیے۔ پس میں دائیں آ کر بیٹھ گیا پس میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں یعنی یعنی میرے بھائی سے بھلائی چاہتے ہیں تو اسے لے آئیں گے۔ پس ایک انسان آیا اور اس نے دعوہ کو بلایا۔ میں نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا حسان بن صفوان ہوں۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریے تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اطلاع دی آپ نے فرمایا ان کا اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ لیکن ایک آواز انہوں کے ساتھ جان کو پہنچے گی۔ تو میں نے دائیں آ کر ان سے کہا کہ امد چلے جاؤ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ ساتھ ایسی مصیبت کے جھآپ کو پہنچے گی تو وہ امد گئے۔ کنویں کی من تو بھر چکی تھی تو وہ دوسری طرف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ شریک راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا کہ میں نے اس کی تاویل یہی کہ ان حضرات کی قبریں اس ترتیب سے ہوں گی۔

تشریح از شیخ مشکوئی۔ اوجہ ہینا الخ مسئلہ حذ نے عوجہ و وجہ کا لفظ ذکر کیا۔ جس سے اشارہ کرنا مقصود تھا کہ ادھر گئے یا یہ کہ میرا ادھر کا رخ کر دیا۔

تشریح از شیخ ذکریا۔ اس لفظ وجہ کے جذب میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے وجہ بظاہر مافی جذب کیا ہے۔ جس کے معنی توجہ وجہ نفسہ کے ہے۔ اور وجہ بلفظ الاسم میں جذب کیا گیا ہے کہ اس جہت سامنے والی کا قصد کیا اور بعض میں وجہ مبتدا اور ہینا خبر ہے تو یہ بھی جواب میں داخل ہوگا۔ اور شیخ مشکوئی کی توجہ کے مطابق عوجہ جواب ختم ہو گیا۔ اور وجہ ہینا لہ اشارہ کا بیان ہوگا گویا کہ مجھ سے

اپنے ہاتھ سے جہۃ خروج کواشارہ کیا۔

حدیث (۳۴۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَا أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَغُمَرٌ وَغُفَمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ لَقَالِ اثْبُتْ أَخَذَ لِيَأْتِنَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِلَتُنِي وَهَيْهَذَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر اور عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ بٹے لگا تو آپ نے فرمایا ادا ادا تو قہم جا۔ کیونکہ حیرے اوپر نبی صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح از شیخ منکوی۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی پہاڑ پر موجودگی ثبوت اور سکون کی طاعت نہ بنے کیونکہ پہاڑ کا حرکت کرنا تو ان حضرات کی تشریف آوری کی خوشی کی بنا پر تھا تو ان حضرات کی ان صفات نے اسے حرکت کرنے پر آمادہ کیا پھر ثبوت و سکون کے کیا معنی۔ جناب یہ ہے کہ جب پہاڑ کا ان حضرات کی عظمت اور مرجع کالم ہو گیا تو وہ ان کی ایذا رسانی اور تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اس لئے سکون کا حکم دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اس سوال و جواب کو شرح بخاری نے بیان نہیں فرمایا البتہ قسطلانی نے قریب قریب شیخ منکوی کے توجہ بیان کی ہے۔ احتراز بقدر وہم کہ ان حضرات کے آنے کی وجہ سے وہ احد پہاڑ لرزے لگا۔

الثبت احد النبع کا مطلب یہ ہے کہ پانی انحدونی خوشی کو ظاہر نہ کرے۔ جیسے کالمین و اصل باللہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حمید بغدادی سے پوچھا گیا کہ جو کیفیت سارے وقت آپ کے ہاتھ پر طاری ہوتی ہے اسے آپ ظاہر کیوں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے آیت وتروی الجبال تحسبها جامدة وہی تمر مر السحاب الایہ کہ پہاڑوں کو جو جم ساکت و صامت دیکھتے ہو یہ ہاتھوں کی طرح چل رہے ہوں گے۔ لانا علیک نبی النبع سے مراد یہ ہے کہ جب اہل تکمین اور اہل وقار کی صحبت حاصل ہے تو اس کی تاثیر ظاہر نہ کرنی چاہئے۔

۔ اعمدون شوا شادہ بدوں بیگانہ دوش اس چمن زیباروش کثر بوعادہ جہاں

نیز اقسطلانی نے ابن الحسیر سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس وقت کہنے میں حکمت یہ تھی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھکا چاہتے ہیں کہ پہاڑ پر حرکت کرنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے رجفہ کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ وہ رجفہ ظاہر کا تھا۔ اور یہ رجفہ ظاہر خوشی و مسرت کیلئے ہے اسلئے مقام نبوت۔ مدحیہ اور شہادت بہ اتصال جن سے سرور حاصل ہوتا ہے ان کو بیان فرمایا جس سے پہاڑ ٹھہر گیا۔ شاعر کہتا ہے

۔ مال حواء تحته لرحابه لولا عقل امسکن تضعضع والقضاء

یعنی آپ کے نیچے خوشی کی وجہ سے حرام پہاڑ بٹے لگا۔ اگر آپ کا مقولہ امسکن نہ ہوتا تو پہاڑ ختم ہو جاتا یہ دمر واقعہ جس میں حرام کا ذکر آیا ہے۔ تشریح از قاسمی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعرنی کے ہمائی ابو بردہ تھے۔ اور حضرت عثمان کی مصیبت ان کی شہادت ہے جس کی آپ نے خبر دی۔ یہ مصیبت حضرت عثمان کی تھی۔ حالانکہ حضرت عمر بھی شہید ہوئے۔ لیکن جس مشکل میں حضرت عثمان چھپنے ہیں وہ حضرت عمر کے پیش نہیں آئی کہ ہانی مسئلہ ہو گئے اور طبع امامت کا مطالعہ کیا اور ہانی ان کے حرم میں داخل ہو گئے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے۔

وجاہ کے معنی مقابل کے ہیں۔ کرمانی فرماتے ہیں کہ قبور کی تاویل بیداری کے اعتراف فرست کہلاتا ہے۔ یہ خواب نہیں ہے کہ اسے اس کی تعبیر قرار دیا جائے۔ اور قبور کے اندر دفن میں مصابحت ہے۔ ورنہ دائیں بائیں قبریں نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے آپ کی قبر ہے نیچے ابو بکر کی اس سے نیچے حضرت عمر کی ہے۔ اور حضرت عثمان کی قبر بقیع الفوقہ میں ہے جو درجہ مبارک پر مقابل ہے۔

احد پہاڑ کو منادلی بتایا گیا جیسے یا ارحس اہلعی ماء ک میں خطاب ہے ایسے یہاں بھی حقیقۃً احد کو خطاب ہے بخاری معنی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ علی کل شیء قدير۔ اور شہیدان سے مراد حضرت عمرؓ اور عثمانؓ ہیں۔

حدیث (۳۴۱۰) خَلَقْنَا اَحْمَدَ بْنَ سَعْدٍ الْخِ اَنْ عَهْدَ اللّٰهِ بْنِ هَمْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ بَيْنَمَا اَنَا عَلٰی بَعْرِ اَنْزِعَ مِنْهَا جَاءَ بَنُو بَكْرِ وَهَمْرٌ فَاَعَدَّ اَبُو بَكْرٍ الدَّلُوَ لَنَزَعِ ذُنُوبَنَا اَوْ ذُنُوبَنِي وَلَقِي نَزْهَةً ضَعُفَ وَاللّٰهُ يَفْضِرُ لَكَ ثُمَّ اَمْلَعْنَا ابْنَ الْعَصَابِ مَنْ يَدِ ابْنِ بَكْرِ فَاَسْتَعَاثَتْ لِيْ يَدِمْ خَرْنَا فَلَمَّ اَرْهَقْنَا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي قَرْيَةً لَنَزَعِ حَتّٰى حَزَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ قَالَ وَهَبَ الْعَطَنُ مَبْرُكٌ الْاِبِلُ يَقُولُ حَتّٰى رُوَيْتَ الْاِبِلُ لَنَا نَحْثُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں انٹاکہ میں ایک کنویں پر سے پانی کھینچ رہا تھا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ میرے پاس آ گئے تو ابو بکر صدیقؓ نے ڈول لیا تو ایک ڈول یا دو ڈول بھرے ہوئے کھینچا اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکفیل فرماتے۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے اسے ابو بکرؓ کے ہاتھوں سے لے لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں ایک بڑے ڈول کی شکل میں بدل گیا۔ پس میں نے لوگوں میں سے کوئی ایسا طاقتور باہر نہیں دیکھا جہاں جیسا کام کرتا ہو۔ پس انہوں نے اس قدر پانی کھینچا کہ لوگ اپنے انڈوں کو مار مار کر اپنے مبرک بٹھانے کی جگہ پر لے گئے وہب فرماتے ہیں کہ عطن انڈوں کے بٹھانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اور انڈے اس قدر سیر ہو گئے کہ وہ اپنے ٹھکانوں پر جا کر بیٹھ گئے۔

تشریح از قاضی۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ کنویں سے اشارہ دین کی طرف ہے جو حیات نفوس کا منبع ہے جس سے معاش اور معاد سب کے معاملات پورے ہوتے ہیں اور نوع الماء سے اشارہ اس کی اشاعت اور اجراء احکام کی طرف ہے۔ اور ضعف سے اشارہ قدرت اور ادا اختلاف کی طرف ہے جہاں کے زمانہ میں ظہور ہوتا ہے۔ جس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ انہوں نے جملہ استقامت میں کمال قوتوں کا مقابلہ کیا یا ضعف سے اگر نہ مہرانی کی طرف اشارہ ہے جس سے وہ لوگوں کی خاطر مدارات کرتے تھے سخت گیر نہیں تھے۔

حدیث (۳۴۱۱) خَلَقْنَا الْوَلِيدَ بْنَ صَالِحٍ الْخِ اَنْ عَهْدَ اللّٰهِ بْنِ هَمْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ لَوَائِقَ لِيْ قَوْمٌ فَلَدَحُوا اللّٰهَ لِعَمْرٍ ابْنِ الْعَصَابِ وَقَدْ وَجِعَ عَلٰی سَوْبِهِ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَجِعَ بِرِجْلِيْ عَلٰی مَنْكِبِيْ يَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَا رَجُوْا اَنْ يُّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَتَيْنِيْ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ يَقُولُ كُنْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَهَمْرٌ وَلَقَعْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَهَمْرٌ وَاَنْطَلَقْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَهَمْرٌ لِاَنْ كُنْتُ لَا رَجُوْا اَنْ يُّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَقْتُ فَاِذَا هُوَ عَلٰی ابْنِ ابْنِ طَالِبٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے اندر ٹھہرنے والا تھا جو حضرت عمر بن خطابؓ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے۔ جب کہ وہ اپنی چار پائی پر کھٹے گئے تھے جا پا ک میرے پیچھے ایک آدمی آیا جس نے اپنی کبھی میرے کندھے پر رکھ دی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تمہارے مدد کرے۔ یہ شک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے۔ کیونکہ میں اکثر سنا کرتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں ہوں ابو بکرؓ میں اور عمرؓ میں نے کیا ابو بکرؓ نے اور عمرؓ نے کیا۔ میں چلا اور ابو بکرؓ اور عمرؓ چلے۔ مجھے کافی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ کر دیں گے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔

تشریح از قاضی۔ مع صاحبک الخ سے مراد یا تو دن کی معیت سے دخول جنت مراد ہو جو بعد الموت تصور نہ ہو گا واور صاحبین سے مراد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

لائی کلہو اما الخ میں لام قلیل کا ہے اور ما ابہامیہ مؤکدہ ہے۔ کلہو کی طرف زمان ہے۔ اور اس کا مال کان ہے جو اس پر مقدم ہے۔ کنت ای فی مکان کذا او ابو بکر و عمر۔ فعلت ای الشیء الغلابی من امور العبادۃ۔ نیز اس حدیث کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیر مرفوع حصل پر حلف بلانا تاکید کے فعل بھی جائز ہے۔ اگرچہ عمومی نثر میں اسے جائز نہیں رکھتے۔ لیکن محکم ہے کہ قلم اور نثر دونوں میں جائز ہے۔ اگرچہ مانع بھی ہے کہ خیر مرفوع حصل کی تاکید ہو۔ جیسے اسکن انت و زوجک الجنة میں ہے۔

حدیث (۳۴۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوَيْلِيُّ الْخ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّهَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَقْبَلِ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ حُفَيْبَةَ ابْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَوَضَعَ رِذَاءَهُ فَبَيْنَ حُفَيْبَةَ لَمُصْنَقَهُ بِهِ خَنْقًا فَبَيْنَمَا لَمُصْنَقَهُ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ ابن الزہرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ مشرکین نے جو سلوک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایذا رسانی کے لئے ان میں سے سب سے زیادہ سخت کون سا واقعہ ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط علیہ اللعنة کو دیکھا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آیا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں رکھی۔ اور اس چادر سے آپ کا گلو گھونٹتے ہوئے سخت دبا یا۔ پس ابو بکر صدیقؓ نے تعریف لائے اور انہوں نے اسکا آپ سے دور ہٹا یا پس کہنے لگے کہ کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے اور تمہارا رب سب کے پاس سے تمہارے لئے واضح دلائل لایا ہے۔

تشریح از قاضی۔ عقبہ بن ابی معیط ہمدانی لڑائی میں کافر ہو کر اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بہت بڑی منجبت ہے کہ وہ ایسے اڑے وقت میں آپ کے کام آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات ۱۳ھ میں جمادی الاخریٰ کی پانچویں تاریخ کو ہوئی۔ اور آپ کی خلافت صرف دو سال اور تین ماہ ہی اور وفات کے وقت آپ کی عمر تیس سال ۶۳ سال تھی جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مطابق ہے رضی اللہ عنہ۔

بَابُ مُنَاقِبِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ

ترجمہ۔ باب حضرت عمر بن الخطابؓ کے مناقب کے بارے میں جن کی کیفیت ابو حفص قمرشی اور عدوی تھے۔

حدیث (۳۴۱۳) حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ مِهَالٍ الْخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمْنَاءِ وَإِمْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ عُشْقَةَ قُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا مَلَكٌ كَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفَنَاءِهِ جَارِيَةٌ تَتَوَضَّأُ قُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالُوا لِعُمَرَ لَقَدْ دُرْتُ أَنَّ أَذْخَلَهُ لَأَنْظُرَ إِلَيْهِ لَقَدْ كَثُرَتْ خَيْرَاتُكَ فَقَالَ عُمَرُ يَا نَبِيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَكَ أَخَارُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ درمیان میں طلحہؓ کی بیوی موجود ہے اور میں نے پاؤں کے ٹھکساہٹ کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔

کہا گیا یہ بلال ہیں۔ پھر میں نے ایک گل دیکھا جس میں ایک لڑکی بیابانی بیٹھی ہوئی تھی میں نے پوچھا یہ کس کا گل ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت عمر بن الخطاب کا ہے میرا ارادہ تھا کہ اسے داخل ہو کر اسے اچھی طرح دیکھوں لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے ہاں باپ آپ پر قربان ہوں کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

تشریح از قاضی۔ حضرت رمضاء یہ حضرت ابو طلحہ انصاری کی بیوی ہیں۔ انس بن مالک کی والدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔ جن کا نام سہلہ تھا۔ اور ان کی کنیت ام سلیم تھی۔

حدیث (۳۴۱۳) خَلَقْنَا سَوِيَّةً بَيْنَ أَبِي قُرَيْشٍ الْخَالِ وَأَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُنْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ لَوَاذًا امْرَأَةً تَعُوْذُ إِلَى جَانِبِ الْقَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا الْقَصْرُ لَمْ تَكُنْ هُنَاكَ فَوَلَّيْتُ مُلْبِرًا فَهَكَذَا وَقَالَ أَهْلُكَ أَخَا زَيْدًا رَسُولَ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپؐ نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھتا ہوں اچانک ایک عورت ہے جو گل کے کنارے دھوکہ دے رہی ہے میں نے پوچھا یہ گل کس کا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا ہے تو مجھے حضرت عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی تو میں پیٹھ دے کر پیچھے کوڑا جس پر حضرت عمرؓ زبردستی فرمایا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کھاؤں گا یہ سب کچھ آپ کے ٹپیل ہے۔

تشریح از قاضی۔ حضرت عمرؓ کا یہ دنیا تو غشی کی وجہ سے تھا یا حوق اور شروع کی وجہ سے تھا۔

حدیث (۳۴۱۵) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بَيْنَ الصَّلْتِ الْخَالِ وَغَيْرَتِي خَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فَهَبْتُ يَمْنِي الْكَلْبُ حَتَّى أَتَكَرَّ إِلَى الزَّوِيِّ يَخْبِرُنِي فِيمَنْ خَلْفَتِي أُولَى أَكْفَارِي ثُمَّ نَأَوْتُ خَمْرًا فَقَالُوا لِمَا أَوْلَيْتَهُ قَالَ الْوَلَمُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ اپنے باپ سے مدافعت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میں دودھ پی رہا ہوں۔ یہاں تک کہ میں نے میرا پیٹ کھانے یا اپنے ناخن یا اپنے ناخنوں میں دیکھا۔ پھر وہ میں نے حضرت عمرؓ کو دے دیا تو انہوں نے پوچھا آپؐ نے اس کی کیا تعبیر دی۔ آپؐ نے فرمایا تم اس کی تعبیر ہے اس میں حضرت عمرؓ کی منقبت عظیمہ ہے کہ تم کے علم سے لاعلم ہوئے۔

حدیث (۳۴۱۶) خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْخَالِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَمْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ لِي الْمَنَامُ الَّذِي أَتَرَعُ بِدَلْوٍ بِكَرَّةٍ عَلَى قَلْبِي لَجَاءَ أَبَوَاكَ قَرَعَ كُنُوتَنَا أَوْ كُنُوتَيْنِ نَزَحَا ضَجِيفًا وَاللَّهُ يَفْهَرُ لَهُ قَمَّ جَاءَ خَمْرُ بْنُ الْعَطَابِ فَاسْتَعَالَتْ خَزَنَاتُنَا لَكُمُ أَرَأَيْتُمْ بَيْنَا يَتْلُو قُرْآنَهُ حَتَّى رَوَى النَّاسُ وَحَسَبُوا بِتَعْنِي قَالَ إِنَّ جَبَّتِ الْعَقَبُورُ جَعَالِي الزَّوَابِي وَقَالَ يَمْنِي الزَّوَابِي الْعَنَابُ لَهَا خَمْلٌ رَأَيْتُ مَنُورَةً كَثِيرَةً وَهِيَ سَيِّدُ الْقَوْمِ أَغْنَى الْعَقَبُورُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں سے چٹنی پرادل کھینچ رہا ہوں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۳۰ تو انہوں نے ایک یاد دواؤں بھرے ہوئے کھینچنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی مہفرت کر کے پھر

حضرت عمر بن الخطابؓ آئے تو وہ ڈول ایک بڑے ڈول کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ پس میں نے کوئی ایسا خاتون دیکھا جس نے اپنا منہ پھرا کر دیا ہو یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے اور اپنے اذخوں کو مار مار کر اپنے منہ کاٹنے لگے۔ لیکن جب فرماتے ہیں کہ ہفوی عمدہ قالین کو کہتے ہیں اور بجلی فرماتے ہیں زدا ہی ان قالین کو کہتے ہیں جن کو ہار یک ہار یک پھندے لگے ہوئے ہوں۔ مہوونہ یعنی کثیر اور ہفوی کے معنی قوم کے سردار کے ہیں۔

تشریح از شیخ منکویؒ - ہفوی جو لفظ آیت ہفوی حسان میں آیا ہے اس کی تفسیر کر دی۔ جو روایت کی مناسبت سے ذکر ہوا۔ درودہ معنی یہاں مراد نہیں تو معنی میں بڑا فرق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - پیام بخاری کی مادت کے مطابق ہے کہ جب حدیث میں کوئی لفظ غریب آجائے اور وہ قرآن مجید میں بھی وارد ہو تو پھر اہل التفسیر کے اقوال بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اس جگہ حدیث میں ہفوی کا لفظ آیا۔ جس کے معنی سید القوم کے ہیں بقول کرمانیؒ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی پختہ کار ماہر کے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں ختم اور سردار کے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں جو ہفوی حسان آیا ہے اتنے جبراس کے معنی عمدہ قالین کے کر رہے ہیں۔ پھر اس کی مناسبت سے زدا ہی مہوونہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے بجلی نے زدا ہی کے معنی جہالو دار قالین کے اور مہوونہ کے معنی کثیرہ کے کہے ہیں۔ اس جگہ ہفوی کے معنی سید القوم کے ہیں۔ اور زدا ہی مہوونہ کے معنی کثیرہ یعنی وہ چھوٹے چھوٹے سوراخ جو قالین بننے وقت ہوجاتے ہیں۔

حدیث (۳۴۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَعِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي وَهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَهُ بِسُوءَةٍ مِنْ فَرَسٍ يَكْلِمُنَهُ وَيَسْتَكْبِرُ لَهُ عَالِيَةً أَصَوَّتُهُمْ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِمَنْ لَبَّازُونَ الْحِجَابَ لَأْذَنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ لِقَالَ لَعَلَّ عُمَرَ أَضْحَكَكَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كُنْ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْتَ صَوْتَكَ إِنْتَلَزَنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَهْتَنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا هَؤُلَاءِ أَتَفْسِهْنَ أَتَهْتَنِينَ وَلَا تَهْتَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقْنَنَ نَعَمْ أَنْتَ أَكْثَرُ وَأَخْلَطُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللَّيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَكَ الشُّبُهَانِ سَالِكًا لِحِجَابٍ إِلَّا سَلَكَ لِحْجَا عُمَرَ لَعِبَكَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امدار آئے کی اجازت مانگی جب کہ آپؐ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی آپؐ سے بات چیت کر رہی تھیں اور بہت اصرار کے ساتھ لفظ کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو رہی تھیں۔ جب آپؐ سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اجازت مانگی تو وہ سب عورتیں اٹھ کر جلدی سے اوٹ میں چلی گئیں۔ پس آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی تو حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو جناب رسول اللہؐ اُس رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپؐ کے دماغوں کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے کیا بات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں کی حالت سے تعجب ہوا۔ جو میرے پاس بیٹھی تھیں جب انہوں نے آپؐ کی آواز سنی تو جلدی جلدی اوٹ میں چلی گئیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپؐ کو یاد تھا کہ وہ آپؐ سے ڈرتیں مگر حضرت عمرؓ کو تو اس سے خطاب ہو کر فرمانے لگے ادا ہے آپؐ کی دشمنی کیا تم میرے سے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ وہ بولیں ہاں۔ تو عمرؓ غرور سخت دل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب آپؐ رک جائیں اے ابن الخطابؓ ہم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان جب بھی کسی راستہ پر چلا ہوا ہے طے کا گردہ حیرے والا راستہ چھوڑ کر کوئی دوسرا چل دے گا۔

تشریح اربع مشکوٰۃ۔ ان یمن الخ ان کا صیغہ زدہ ہونا حضرت عمرؓ کو اس سے معلوم ہوا کہ وہ جلدی جلدی اوٹ میں چل گئیں نہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھا وہ ابھی آ کر ٹھہرے تھے حالانکہ اگر وہ اپنے بدن پر چادریں لپیٹ لیتیں تو پردہ ہو جا تا کیونکہ وہ تو وہاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نیز ایہ بھی ہے کہ بعض مردوں کی شکل و صورت ان کا مقام اور وقت یہ سب خوف اور وحشت کا باعث بنتے ہیں۔ تو ان اسباب سے حضرت عمرؓ نے ان کے ڈرنے کا اعجاز فرمایا۔ تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان مردوں میں بعض عورتیں حضرت عمرؓ کی محارم میں سے بھی تھیں۔ جیسے بی بی صدیقہؓ بی بی ام سلمہؓ ان سب کا اوٹ کے اندر چلے جانا یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ وہ سب ڈر گئی تھیں۔ اور ان کے خوف سے چل گئیں یہ نہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پردہ کرنا تھا۔

تشریح اربع مشکوٰۃ۔ حضرت شیخ مشکوٰۃؒ نے جو استنباطات بیان فرمائے ہیں وہ سب اچھے اور ظاہر ہیں۔ علامہ سندھیؒ نے بھی تعجب کی وجہ ان کے کھڑے ہو جانے کو قرار دیا ہے۔ اور شاید تعجب کی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ اس کا اظہار بھی نہیں کیا کہ آپؐ ان کو اعدائے کی اجازت دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے۔ باقی بحث گذر چکی ہے۔

حلیہ (۳۴۱۸) خَلَقْنَا مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى الْخ قَالَ قَالَ اللَّهُ بْنُ مَسْفُودَ مَا لَنَا أَهْوَاَ مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

ترجمہ حضرت مہا اہل بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم لوگ عزت کی رائی کی گداز کرنے لگے

حلیہ (۳۴۱۹) خَلَقْنَا عُبَادَانَ الْخ اللَّهُ سَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ وَجِيعَ عُمَرُ عَلَى مَسْرُوبِهِ لَعَنَ كُفَّةَ النَّاسِ يَدْخُلُونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرْحُبْنِي إِلَّا رَجُلٌ أَخَذَ مِنْ كَبِيٍّ لَوَاذًا عَلَى قَرْنِهِمْ عَلَى عُمَرُ وَقَالَ مَا خَلَفْتُ أَحَدًا أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِوَقْفِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَأَيُّمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَا كُنْ أَنْ يُجْعَلَ لَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَتِكَ وَحَبِيبَتِي أَتَى كُنْتُ كَعَبْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَعَبْرَتِي أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب جنازہ کی چارپائی پر بٹھا گیا تو لوگوں نے آپؐ کو گھیر لیا جہاں کے لئے دعا کرتے تھے۔ اور خاص رحمت کی دعا کرتے تھے ابھی ان کے جنازہ کو اٹھایا نہیں گیا تھا اور میں بھی ان لوگوں میں تھا پس مجھے کسی شخص سے گھبراہٹ لاحق نہ ہوئی۔ البتہ ایک آدمی ایسا آیا جو میرا کندھا پکڑنے والا تھا وہ حضرت عمرؓ کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ آپؐ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو آپؐ سے میرے نزدیک محبوب ہو۔ اس بات میں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس جیسے اعمال لے کر لوں۔ اور اللہ کی قسم! میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دوسرا تمہیں کے ساتھ کر دے گا۔ یعنی یا تو زمین میں یا جنت کے دخول میں۔ اور میرے مکان کو اس سے تقویت ملتی ہے کہ اگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحقا فرماتے تھے کہ میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے۔ میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے۔ میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ باہر نکلے۔

تشریح از قاسمی - اس سے زیادہ فضیلت حضرت عمرؓ کی کیا ہو سکتی ہے کہ جو کلام علیؓ سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ فیر سے افضل ہیں۔ میں ان جیسے اعمال نے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونا پسند کرتا ہوں پھر حاضرین ان کے لئے دعا اور رحمت طلب کر رہے تھے۔

حدیث (۳۴۲۰) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِی النَّعْمِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَحْمَدَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَحُمَرٌ وَغُفَمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ لَعْنَتُهُ بِرَجْلِهِ قَالَ أَتَيْتُ أَخِي لَمَّا هَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ سَلِيْقٌ أَوْ هَيْبَتَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے تو وہ پہاڑ ان حضرات کے آنے پر غشی میں پڑے لگائیں آپؐ نے اس پر پاؤں مارے ہوئے فرمایا اے احد ٹھہر جا حیرے ادھر نبی صدیق اور شہید ہیں۔

تشریح از قاسمی - اس جگہ تو صرف شہید ہے حالانکہ وہ شہید تھے تو جس مراد لی جائے گی۔ یا یہ کہ صفہ فعلیل میں شہید جمع ہمارے ہوتے ہیں۔ البتہ او شہید کہہ کر اسلوب بیان کو بدل دیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت اور صلیبیت کی صفت فی الحال موجودگی شہادت کا وقوع اور میں ہونے والا تھا۔ اس لئے اسلوب بدلا گیا۔ یا اوصیٰ والی کے ہوا۔ اور بھی احتمال ہیں۔

حدیث (۳۴۲۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جِبْنٍ لَبِئْسَ كَانَ أَجَلٌ وَأَجُودَ نَحْنُ النَّهْيُ مِنْ حُمَرٍ مِنَ الْعَطَابِ.

ترجمہ۔ حضرت اسلمؓ جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بعض حالات کے حلق دریافت کیا تو میں نے ان کو بتایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب سے حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی کسی کو ان سے زیادہ اٹھک کوشش کرنے اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے اچھا اور اچھوتیں دیکھا۔

تشریح از شیخ لنگوئی - حتی النہی من عمر بن الخطابؓ میں قایت اگر اوصاف کے شمار کرنے کے لئے ہے تو پھر ان صفات میں حضرت عمرؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت لازم آتی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ان کے علم کی کمی سے فیر کے وجود کی کمی لازم نہیں آتی اور اگر یہ قایت حد و حدود کی قایت ہے تو یہ فضیلت جزی ہے کہ ان دونوں خصلتوں میں وہ حضرت ابوبکرؓ سے بھی فوق تھے جس سے فضیلت کی لازم نہیں آتی۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل رہے گی۔

تشریح از شیخ زکریا - اجد بعشیدہ الدال حد بمعنی کوشش سے ہے۔ اور اجد وجود سے مشتق ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید فی الصفات بھی مراد ہو سکتی ہے جس میں زمان کی کوئی قید نہیں۔ تو یہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابجد کو شامل ہوگا۔ تو اس سے ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہؓ جو ان صفات سے متصف تھے ان پر حضرت عمرؓ کی فضیلت لازم آئے گی۔ تو اس کی تاویل یہ ہے کہ ان صفات کو آپؐ کے زمانہ خلافت کے ساتھ نقش کیا جائے گا۔ حتی النہی یعنی الی آخر عمرہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب بعنی کا قائل حضرت عمرؓ کو اس کا قائل ابن عمرؓ ہے کہ انھیں کا قائل ابن عمرؓ اور اس کا قائل نافعؓ ہو تو بعنی یعنی اتر کے ہوگا۔

حدیث (۳۴۲۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ السَّاعَةِ فَقَالَ مَعِيَ السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَخَذْتُ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا آتَى أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ لَمَّا فَرَحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ لَمَّا أَحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَغَيْرَهُ وَأَزْجَرُوا أَنِ أَكُونُ مَعَهُمْ بِحَبِيبِي لِيَأْتَهُمْ وَإِنْ لَمْ أَغْمَلْ بِوَجْهِ أَهْمَالِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے اس نے کہا اور تو کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اور کسی چیز پر اسے خوش نہیں ہوئے جس قدر ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر خوش ہوئے۔ کہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق اور حضرت عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے میرے ان حضرات سے محبت رکھنے کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا۔ اگرچہ میں ان حضرات کے اعمال جیسے اعمال نہیں کر سکا۔

تشریح از قاضی۔ "الت مع من احببت اس معیت سے مراد مشارکۃ فی العواہل اور معیت خاصہ جس میں محبت اور محبوب کے درمیان ملاقات حاصل ہوگی۔ یہ نہیں کہ دونوں ایک درجہ میں ہو گے۔ یہ تو بد بھی البطلان ہے۔

حدیث (۳۴۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ النَخَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ لِيَمَانًا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ مُخَلَّفُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّيٍّ أَحَدٌ فَإِنَّهُ غَمْرٌ زَادَ زَكْرِيَاءَ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ النَخَعِيُّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ لِيَمَانًا قَبْلَكُمْ مِنَ ابْنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلَانِ يَكْلِمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّيٍّ مِنْهُمْ أَحَدٌ لَقَمْعَرٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُخَلَّفٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے کہ جن کی زبان پر حق جاری ہوتا تھا پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ حضرت عمرؓ ہے۔ ذکر کرنے کے لئے اپنے سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے بھی اسراہیل کے کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے۔ وہ نبی نہیں ہوتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ ان میں سے کوئی نبی اور محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ "وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا به۔ تو ان میں سے کوئی نبی اور محدث نہ تھا کیا چاہنا چاہتے ہیں اس میں قرأت میں ایسا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ "حضرت عمرؓ کی تخصیص بالذکر کی وجہ یہ ہے کہ ان کے موافقات بہت سے ہیں جو قرآن مجید کے مطابق تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی بہت سے اصحابات یعنی ٹھیک باتیں واقع ہوئی ہیں۔

حدیث (۳۴۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَأَى فِي عَتَمِهِ إِذْ عَدَا إِلَيْهِ لَدُنْهُ فَأَخَذَ مِنْهَا خَذَةً فَعَلَّهَا حَتَّى اسْتَقْلَعَهَا فَأَلْقَتْ إِلَيْهِ الدُّنْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ لَيْسَ لَهَا رَأَى غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَانِي أَوْ مِنْ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا تُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ ایک گڈریا اپنی مکیاں چراہا تھا کہ ایک بھیڑیا حملہ کر کے ان میں سے ایک مکی لے گیا۔ پھر وہ گڈریا اس کے پیچھے بھاگا۔ یہاں تک کہ اسے چھروا لیا۔ تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ درعدوں کے دن اس کا کون نگران ہوگا۔ جس دن میرے سوا اس کا کوئی نگہبان نہ ہوگا لوگ سبحان اللہ کہنے لگے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لایا ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لائے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس جگہ موجود نہیں تھے۔ یوم السبع سے فتن کا دور مراد ہے جب لوگ فتنوں کی وجہ سے مال مویشی سے قائل ہوں گے۔

حدیث (۳۴۲۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْظَرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ غَرَضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ فَمِنْهَا مَا يَتَلَعُ الْغُلَى وَمِنْهَا مَا يَتَلَعُ ذُنُوبُكَ. وَغَرَضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قُمْصٌ اجْتَرَهُ فَأَلَوْا لَمَّا أَوَلَقَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْبَلْبَنُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا یعنی اس حال میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور ان پر قمیصیں ہیں بعض قمیص تو وہ ہیں جو پستان تک پہنچی ہیں بعض اس سے نیچے ہیں حضرت عمرؓ میرے سامنے لائے گئے تو ان پر جو قمیص تھی وہ اسے کھینچ رہے تھے یعنی وہ نیچے تک رہی تھی تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر بیان فرمائی فرماتے لگے کہ وہ دین ہے۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ جی فرماتے ہیں اس میں تشبیہ بلیغ ہے کہ جس میں دین کو قمیص سے تشبیہ دی گئی اور وہ جبہ ستر اور پردہ پوشی ہے۔ جیسا کہ قمیص تک انسانی کو چھپاتی ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ خواب کے اندر قمیص دیکھنا اس کی تعبیر دین ہے۔ اور اس کا لٹکانا یہ اشارہ ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے کمالات کے نشانات باقی رہیں گے۔ باقی یہ فضیلت جزئیہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابو بکرؓ پر قمیص نہ ہو۔ ممکن ہے اس سے بڑھ کر ہو۔ چونکہ بیان حضرت عمرؓ کے مناقب کا ہو رہا تھا اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا کیا۔

حدیث (۳۴۲۶) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَسُورِيِّ مَعْرُومَةَ قَالَ لَمَّا طَعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْتِمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجْعَزُهُ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ فَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتُهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتُهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتُ صُحْبَتَهُمْ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لِنِفَارِقْتَهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَا ذَكَرْتُ مِنْ صُحْبَتِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ بِهِ عَلَى وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ صُحْبَتِهِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ

مِنْ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنْ بِهِ عَلَىٰ وَأَمَّا مَا تَرَىٰ مِنْ جَزْئِي فَلَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجَلِ أَصْحَابِكَ وَاللَّهُ لَوْ
أَنَّ لِي طَلَاعُ الْأَرْضِ هَبْهَا لَا تَقْلَقُنِي بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَتْ خَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْخ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ دَخَلْتُ عَلَىٰ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ.

ترجمہ۔ حضرت مسد بن خرمہ فرماتے ہیں کہ جب عمرؓ میرے سے دُعا ہو گئے تو وہ غمناک ہونے لگے جس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ
پہلے تو انشاء اللہ آپ کا یہ دُغم مندل ہو جائے گا۔ گویا کہ وہ ان کی گھبراہٹ داخل کر رہے تھے اگر خدا فرماتا تو دوسرا معاملہ وفات کا ہوا تو آپ تسلی
کریں۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں رہے ہیں۔ اور آپ کی محبت کو اچھی طرح نبھایا ہے۔ پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو
وہ آپ سے راضی ہو کر گئے ہیں۔ پھر آپ کو ابو بکر صدیقؓ کی محبت حاصل ہوئی۔ آپ نے ان کی محبت کو بھی اچھی طرح نبھایا۔ جب آپ ان سے
جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی و خوش ہو کر گئے ہیں پھر آپ کو ان کے ساتھیوں کی محبت ملی آپ نے ان کی محبت سے بھی اچھا سلوک کیا۔ اب اگر
آپ ان سے جدا ہوں گے تو وہ انشاء اللہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ جو آپ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا
ذکر کیا اور ان کی رضا مندی کا وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا اور جو آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی محبت
اور ان کی رضا مندی کا اظہار کیا ہے یہ بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ جن کا ذکر بلند ہوا اس کی طرف سے مجھ پر احسان و نعمت جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لگائی۔ اور یہ جو تم
گھبراہٹ میری دیکھ رہے ہو وہ موت کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے کہ خدا جانے تم پر کیا عذاب مقرر ہوگا۔ اور اس کی
کیا سیرت ہوگی اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ اگر میرے پاس زمین کی پرانی کے برابر سونا ہوتا تو اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے میں اس عذاب سے بچنے کے
لئے اسے فدیہ میں دے دیتا۔ حماد کی سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ حدیث لے کر میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کاتھ بجز وہ یعنی حضرت عمرؓ کو تسلی دیتے تھے اور میر کی تلقین کرتے تھے جب کہ انہیں غمناک دیکھا تو یہ
کہے کہ حضرت عمرؓ شاید آخرت اور قبر میں پیش آنے والے امور کی وجہ سے غمناک ہو رہے ہیں اسلئے ان کو لو لیں کان الخ کہہ کر تسلی دی۔ مقصد یہ
ہے کہ پہلے تو انشاء اللہ دُغم مندل ہو جائے گا اور اگر دوسرا معاملہ ہلاکت کا پیش آیا تو امیر المؤمنین آپ کو کوئی گمراہ نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ آپ کو ان
حضرات کی محبت اور خوشنودی حاصل رہی ہے جو آپ کی نجات کے لئے کافی ہے۔

اما العجزع لاجلک واجل اصحابک الخ کیونکہ حضرت عمرؓ کو قتل کے وارد ہونے کا احساس تھا کہ یہ امور مقدمہ ہیں جیسے
حضرت حذیفہؓ وغیرہ حضرات کی احادیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ کو ان قتل کا علم تھا۔ ان میں لوگوں کے جتنا ہونے کا علم لاحق تھا باقی تمہارا یہ کہنا
کہ تمہیں عذاب الہی کی گرفت سے کوئی گمراہ نہ کرنی چاہیے تو سنو! میں اللہ تعالیٰ اور اس کی پکڑ سے بے فکر نہیں ہوں اللہ کی قسم! اگر میں زمین کے سارے
سونے کے خزانے خرچ کر کے عذاب الہی سے بچ سکتا تو ضرور فدیہ میں دے دیتا۔ بلکہ اصل گمراہی ان قتلوں کی ہے جو میرے ساتھیوں کو پیش آنے
والے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں امور نے حضرت عمرؓ کو پریشان کیا تھا۔ جو ان کے اصحاب کو اور خدا کو آپ کی موت کے بعد پیش آنے
والے تھے۔ مگر ابن عباسؓ نے بعض دوسرے احتمال پر عمل کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو جواب دیا اور گھبراہٹ کی وجہ بیان فرمائی۔ بعض حضرات نے جو
غمناک ہونے کی وجہ دُغم کا دوسرا اس کی شدت کو بیان کیا ہے کہ ابن عباسؓ اسی پر آپ کو ملامت کر رہے تھے تو یہ وہ تین وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ ایک تو
اس وجہ سے کہ ابن عباسؓ اس صغیر صحابہ میں سے ہیں اور حضرت عمرؓ کے راشد ملاحضہ میں سے ہیں۔ وہ حضرت عمرؓ کی شان میں ایسی گستاخی کیسے کر سکتے
ہیں۔ دوسرے ان کا قول قد صحت رسول اللہ کہنا کیسے صحیح ہوگا جب کہ ان کا مدعی ملامت کرنا ہوا اس لئے اس مہارت کا ازالہ دوسری کوئی دلیل

نہیں۔ تیسرے خود حضرت عمرؓ کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسی گھبراہٹ کا اظہار کریں جس پر اس غرورِ علامہ بھی ملامت کریں۔ واللہ اعلم۔
 تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ کاتھ ہیجڑہ ای ہسلہ کرمائیؒ اور قسطلانیؒ بھی یہی معنی بیان کرتے ہیں البتہ علامہؒ نے نسبہ الی
 الجوع بلولہ کے ہیں۔ مولانا محمد حسنؒ کی نے اپنی تقریر میں یہی کہا ہے کہ حضرت عمرؓ دونوں ہاتھوں کی گھر تھی۔ ایک تو خود کو خوفِ آخرت دہمگیر تھا
 دوسرے اپنی وفات کے بعد لوگوں کو قتلوں کے ظاہر ہونے کا خوف لاحق تھا۔ یہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر شفقت کی
 وجہ سے تھا تو پہلے امر کا جواب تو ابن عباسؓ کو ان سے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے مذاپ سے تو ڈرنا چاہئے اور دوسرے کا جواب لا جملک
 واصحابک سے دیا۔ کہ تم لوگ قتلوں میں مبتلا ہو گے۔

لئن کان ذلک یعنی اگر اس نیزے کے دھم سے موت واقع ہوگی تو آپؐ مگر نہ کریں اس لئے کہ آپؐ ان حضرات کی محبت کی وجہ سے
 مذاپِ آخرت سے محفوظ رہیں گے۔ حافظہ اور کرمائیؒ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

فانیؒ لہ الاقدام علی مثل ذلک الخ چنانچہ کتاب التفسیر میں آرہا ہے کہ سورۃ محرم کی دو عورتوں کے حلق میں
 حضرت عمرؓ سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ کون تھیں۔ سال بھر موقع نہ ملا اور آخر حج کے موقع پر ان سے پوچھنے کی ہمت ہوئی۔

حدیث (۳۴۲۷) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْخ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ لَمَجَاءَ رَجُلٍ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ لَفَتَحَتْ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ لَفَتَحَتْ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمرُ فَاخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى نَصِيئَةٍ فَإِذَا عُفْمَانُ فَاخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے اندر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ایک
 آدمی نے آکر دروازہ کھلوانا چاہا۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ اور اسے جنت کی بشارت
 دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ جن کو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق بشارت سنائی۔ انہوں نے اس
 پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانے کی فرمائش کی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے دروازہ کھول دو اور
 اسے جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمرؓ تھے جن کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق میں نے خبر دی انہوں
 نے بھی اللہ کی حمد پڑھی۔ پھر اور آدمی دروازہ کھلوانے کے لئے آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ اور
 جنت کی بشارت بھی دو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جس میں ان کی آزمائش ہوگی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ میں نے ان کو جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق خبر سنائی تو انہوں نے اللہ کی حمد بھی پھر کہا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

حدیث (۳۴۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخ سَمِعَ جَدَّاهُ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمامہ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب کہ آپ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ جو کمال محبت و مروت کی دلیل ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُفْمَانَ بْنِ عُفَانَ أَبِي عَمْرٍِ وَالْقُرَيْشِيِّ

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفان ابو عمرو قرشی کے مناقب و مدارج کے بیان میں۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُخْفِرْ بَنُو رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ لَمْ يَفْرَهَا عُفْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جُنُشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ لَمْ يَجْهْزْهُ عُفْمَانُ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بنو رومہ کو مدد یا اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے اسے کو مدد یا اور فرمایا جس نے عسرة دالے لشکر کو سامان مہیا کر دیا اس کے لئے بھی جنت ہے تو حضرت عثمانؓ نے اس لقمہ کو سامان مہیا کر دیا۔

حدیث (۳۴۲۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ لَجَاءَ رَجُلٌ يُسْتَاذِنُ فَقَالَ لَهُ الْاَذْنُ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ لِإِذَا أَبُو تَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يُسْتَاذِنُ فَقَالَ الْاَذْنُ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ لِإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يُسْتَاذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ الْاَذْنُ لَهُ وَبَشِيرُهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتَحْبِبُهُ لِإِذَا عُفْمَانُ ابْنُ عُفَانَ قَالَ حَمَّادُ الْخَزَّازِيُّ وَزَادَنِيهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَاحِظًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ لَبْدٍ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتَيْهِ فَلَمَّا دَخَلَ عُفْمَانُ حُطَّاهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ پس ایک آدمی آیا جو اجازت مانگ رہا تھا آپ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری بھی سنا دو پس وہ ابو بکر صدیقؓ تھے پھر دوسرا آ کر اجازت مانگنے لگا آپ نے فرمایا اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو تو وہ حضرت عمرؓ تھے۔ پھر تیسرا آدمی آیا جو اجازت طلب کر رہا تھا آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ۔ البتہ ایک مصیبت کے ساتھ جو انہیں مقرب پہنچے گی۔ تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔ حماد نے اپنی سند سے کہا کہ عاصم نے اضافہ کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں پانی کا چشمہ تھا۔ اور آپ کے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنا کل چکا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ داخل ہوئے تو آپ نے اسے لٹکا کر لیا۔

تشریح از شیخ منگوویؒ۔۔۔ فطرھا عثمان۔ حفر کی اسناد آپ کی طرف مجاز ہے۔ یا اس کنویں کا کچھ اور گارا نکالنے سے کنایہ ہے اگر بند ہو چکا تھا تو پھر حفر کی اسناد حقیقت ہے۔ بحث گذر چکی ہے۔

فسکت ہنیئۃ یہ سکوت شاید اس لئے تھا کہ انہوں نے مصیبت میں مبتلا ہونا ہے تو آپ کو ترادہوا کہ کیا میں پورے واقعہ کی اطلاع کروں یا صرف دخول جنت کی بشارت سناؤں جب آپ کی پختہ رائے میں گئی تو دونوں معاملہ کی خبر دی تا کہ آپ مصیبت پر صبر کریں۔

پس میں پھر کران کی طرف آیا اچانک حضرت عثمانؓ کا قاصد پہنچ گیا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا وہ تمہاری نصیحت کیا ہے میں نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب اتاری اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپؐ نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی اختیار کی۔ اور آپؐ نے آپ کی سیرت اور طریقہ بھی دیکھا۔ اب حال یہ ہے کہ لوگ ولید کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔ میں نے کہا نہیں۔ لیکن میرے پاس آپؐ کا وہ علم پہنچا جو کنواری لڑکی کو اس کے پردہ میں پہنچتا ہے (یعنی آپؐ کا علم شائع و ناع تھا) تو حضرت عثمانؓ نے اہما بعد پڑھ کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا۔ پس میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا۔ اور جو شریعت دے کر آپؐ بھیجے گئے اس پر میں ایمان لے آیا۔ اور جیسے آپؐ کہتے ہیں میں نے دو ہجرتیں بھی کیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی اختیار کی۔ اور آپؐ سے بیعت بھی کی۔ پس اللہ کی قسم! میں نے آپؐ کی نافرمانی بھی نہیں کی۔ اور نہ آپؐ سے کوئی خیانت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی۔ پھر اس طرح میں نے ابو بکرؓ سے سلوک کیا۔ یہی سلوک حضرت عمرؓ سے ہوا۔ کہ مجھے خلیفہ بنایا گیا پس کیا میرا اتنا حق بھی نہیں ہے جتنا ان حضرات کو حاصل تھا۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو پھر یہ کیا باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں۔ وہ کیا ولید کا معاملہ اسوۃ اللہ میں اس کی حق کے ساتھ گرفت کروں گا پھر جب مقدمہ ثابت ہو گیا تو حضرت علیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اسے اسی کوڑے لگائے۔

تشریح از شیخ منگوینیؒ۔ اھوذ باللہ منک یہ حضرت عثمانؓ نے اس لئے فرمایا کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ ایسے امور کے بارے میں گفتگو کریں جو شاید حضرت عثمانؓ کو برے محسوس ہوں۔ اور گراں گزریں۔ یا حضرت عثمانؓ ان اعتراضات کا جواب دیں جو اس کو برے لگیں۔ اور گراں گزریں۔ تو یہ بات بھی حضرت عثمانؓ کے لئے بار خاطر تھی کیونکہ وہ صاحب مروت اور صاحب شرم و حیاء تھے۔ جو کچھ بھی ہوان امور سے نماز میں رکاوٹ پڑتی تھی۔ اور نماز میں خدا جانے کیا کیا خیالات گزرتے اس لئے انہوں نے نماز کی ادائیگی کے بعد ان سے کلام کرنا پسند فرمایا۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ تھوذ کی وجہ جو شیخ نے بیان فرمائی ہے وہ بہتر توجیہ ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ نے یہاں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اھوذ باللہ پڑھ کر ان کے کلام کو اس وقت اس لئے نہ سنا کہ کہیں نماز میں پریشانی لاحق نہ ہو۔ صاحب فیض فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ان کی مصلحتوں پر اس بن کر ٹھک آچکے تھے۔ ان کا گمان تھا کہ یہ خلاف واقع بات ہے اس لئے انہوں نے پناہ پکڑی۔ ایک بات اور سنو! یا ایہا المرء کے بعد بخاری کے نسخوں میں اختلاف ہے۔ ایہا المرء کے بعد منک کا ہے۔ جو غیر مربوط کلام ہے۔ البتہ معمر کی روایت میں منک نہیں ہے۔ تو اس سے کلام مربوط ہو جائے گا۔ کہ جواب تھا اھوذ باللہ منک ہوگا۔ چنانچہ معمرؒ ب ہجرت حبشہ کے بیان میں یہ روایت بلا تردد وارد ہو رہی ہے۔

ہل ادوکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم النبیؐ یہ اس لئے پوچھا کہ جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو جانتا ہے وہ صحابہ کرامؓ کے عموما اور خلفائے راشدین کے حالات سے خصوصاً واقف ہے۔ وہ تو جانتا ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کس قدر موافق چلتے تھے۔ بخلاف اس شخص کے جس نے آپؐ کی زیارت نہیں کی۔ اور نہ ہی آپؐ کی سیرت سے واقف ہے۔ اسے صحابہ کرامؓ کی سیرت کا کیا پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کس قدر موافق یا مخالف ہیں۔ جب عبدالرحمنؓ نے آپؐ کے علم کا اعتراف کر لیا اگرچہ ساما سہی۔ تو پھر آپؐ حضرت عثمانؓ نے حقیقت حال ان پر واضح کی۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ ادوکت حافظہ کرتا ہے کہ ادراک سے اس مقام پر ادراک بالسن مرا نہیں بلکہ ادراک بمعنا مراد

ہے۔ بہر حال حضرت عثمانؓ نے اپنے خطبہ میں اس کی وضاحت کی کہ ہم لوگ سفر حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے ہیں اب لوگ ہمیں سنت رسول سکھانا چاہتے ہیں۔

الاحادیث اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو ولید کے بارے میں کی جا رہی تھیں کہ اس پر حد شرعی قائم کرنے میں کیوں تاخیر کی جا رہی ہے۔ یعنی تم لوگ ہر وہ بیگنہ میرے خلاف کرتے ہو حقیقت حال نہیں پوچھتے کہ میں تاخیر کیوں کر رہا ہوں۔ نیز جن لوگوں نے آپ کو بھیجا ہے وہ بالمشافہ بات کیوں نہیں کرتے۔ تم تو سب سے چھوٹے ہو۔ تمہیں ان حالات کا علم نہیں جو وہ بڑے لوگ جانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ولید کی شراب خوری ابھی ثابت نہیں ہو سکی کہ میں اس پر شرعی حد قائم کروں کیونکہ ایک گواہ شراب پینے کی گواہی دیتا ہے دوسرا کہتا ہے کہ اس نے شراب کی قے کی ہے۔ اس ثبوت میں شک پڑ گیا۔ ممکن ہے کہ اس نے کوئی اور چیز پی ہو جو شراب کی صودت میں قے کے اعداد سے ظاہر ہوئی۔ یا کسی دوسرے شخص نے اس کو شراب پینے پر مجبور کیا۔ یا اس نے اضطراب کی حالت میں پی ہو۔ جب اس قدر احتمالات ہیں تو ثبوت نہ ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ دوسری چیز سمجھ کر قطعی سے اس نے شراب پی لی ہو۔ پھر بھی حضرت عثمانؓ نے تعزیراً اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور وہ بھی اسی ۸۰ کوڑے۔ لیکن حضرت علیؓ نے صرف چالیس ۴۰ پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ثبوت نہیں تھا تو جلدہ نعمانین مجاز پر محمول ہوگا۔ کہ آپ نے اسی کا حکم دیا یا حضرت علیؓ نے اذلا اسی کوڑے مارنے کا ارادہ کیا۔ پھر چالیس پر اکتفا کر لیا۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کے ماں کی طرف سے بھائی لگتے تھے۔ جن کو انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے صحابی کو معزول کر کے کوٹے کا گورز بنایا۔ جس نے صبح کی نماز نشہ کی حالت میں چار رکعت پڑھائی۔ کہنے لگا اگر کہو تو اور بھی پڑھاؤں۔ ایک گواہ نے تو اس کی گواہی دی دوسرے گواہ نے کہا کہ میں نے شراب کی قے دیکھی ہے شراب پیتے نہیں دیکھا۔ دو گواہوں کے بغیر مقدمہ ثابت نہیں ہوتا۔ عدم ثبوت کی بنا پر حد قائم کرنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو حد قائم کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے مہد اللہ بن جعفر سے کہا کہ تم کوڑے مارو۔ وہ کوڑے مار رہا تھا اور حضرت علیؓ شمار کر رہے تھے۔ جب چالیس تک پہنچے تو حضرت علیؓ نے روک دیا۔ یہاں تک روایت مشہورہ ہے۔ اور یہ بھی کہ ثبوت شہادت تک ولید کو قید میں رکھا گیا۔ اور اسبابہ میں ہے کہ بعض اہل کوفہ نے تعصب کی بنا پر اس کے خلاف ناحق گواہی دلوائی۔ طبری نے اسے نقل کیا ہے۔ نیز درعیٰ میں ہے لا یعتد الشرب بالوالمعة ولا یطہمها بل بشہادۃ رجلین یعنی شرب غمر نہ تو یو آنے سے ثابت ہوگا۔ اور نہ اس کی قے کرنے سے۔ جب تک دو گواہ گواہی نہ دیں اور امام ان سے اس کی کیفیت وغیرہ پوچھے گا۔ ممکن ہے اگر وہ یا اضطراب ثابت ہو جائے۔ البتہ ان صورتوں میں تعزیر کے طور پر کوڑے مارے جاسکتے ہیں۔ بنا بریں شیخ گنگوہیؒ اس سزا کو تعزیر پر محمول فرما رہے ہیں اور چالیس کوڑے تعزیر ہوتی ہے حد نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔ اور روایات مختلف ہیں۔ امام بخاریؒ نے اسی کی روایت نقل کی ہے۔ تو جمع بین الروایین کی صورت یہ ہوگی کہ کوڑا ایسا تھا جس کے دوسرے تھے تو اس طرح چالیس کو اسی شمار کیا گیا۔ یا یہ کہ حضرت علیؓ کا قصد اسی کوڑے مارنے کا تھا۔ جیسا کہ سنت فاروقی تھی۔ لیکن عدم ثبوت کے احتمال کی وجہ سے چالیس کوڑے تعزیر قائم کی تاویل کی ضرورت اس لئے پڑی کہ تفسیر واحدہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی معزولی حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق ہوئی جب کہ اہل کوفہ کے ایک آدمی نے ان کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور وہ حضرت سعدؓ کی بددعا سے مستحب ہوا۔

حدیث (۳۴۳۱) خَلَقْنَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْخَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بَابِي بَنِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عَمَرْتُمْ غُفْمَانٍ ثُمَّ تَوَرَّكُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَقَابِلُ بَيْنَهُمْ قَائِمَةً عِنْدَ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر ہم نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا کہ ہم ان کے درمیان کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔
تشریح از قاسمی۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے بعد افضل علی ہیں پھر باقی سب مشرہ ابدال اہل بدر اہل احد اہل آفرہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے مسلسل شیوخ صحابہ کو شمار کیا جن سے آپؐ مפורہ کیا کرتے تھے حضرت علیؓ اس وقت حدیث السنن یعنی نوخیز تھے ان کی فضیلت تو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ظاہر ہوئی۔ در نہایت عمرہوں یا کوئی دوسرے صحابی ان کی فضیلت کا کوئی مکر نہیں ہے۔

حدیث (۳۴۳۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَطَّابِيُّ حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ مُوَهَّبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَصْرَ حَجَّ النَّبِيتِ لَرَبِّ قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ لِمَنْ الشَّيْخُ فَيَنْهَوْنَهُمْ قَالُوا هَذَا ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسْبٍ لِمَنْ تَعْلَمُ أَنْ عُفْمَانُ لَرَبِّ يَوْمٍ أُحَدِّثُ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَى أَبَتْنِ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحَدِّثُ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَتْ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَلَدٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ بَيْعَةُ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرْبُوعَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ فِيهِدَ بَلَدًا وَسَهْمَتَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَهْرَ بَطْنٍ مَكَّةَ مِنْ عُفْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَّةَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُفْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُفْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيَمْنَى هَلِدِهِ يَدَ عُفْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَلِدِهِ لِعُفْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَذْهَبَ بِهَا أَلَا نَ مَعَكَ.

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن موحبؓ فرماتے ہیں کہ معروالوں کا ایک آدمی آیا اس نے بیت اللہ کا حج ادا کیا۔ کچھ لوگوں کا مجمع بیٹھا دیکھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں۔ پوچھا یہ شیخ کون ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ تو کہنے لگے اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں مجھے صحیح مٹاؤ کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمانؓ احد کی لڑائی سے بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! کہنے لگا یہ بھی آپ کو علم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی سے بھی قانع رہے اور اس میں حاضر نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر وہ بولا کہ وہ بیعت رضوان سے بھی قانع رہے۔ اور حاضر نہیں ہوئے اس کا بھی ہاں میں جواب دیا تو وہ اللہ اکبر کا نعروں لگا کر اپنی کامیابی کا اظہار کر رہا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ آپ میں ان کی وجہ بیان کرتا ہوں ان کا غزوہ احد سے بھاگنا واقعی فطری ہے مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر چکے ہیں اور ان کی بخشش بھی کر دی ہے۔ اب کون ان پر اعتراض کرنے والا ہے۔ رہ گیا بدر کی لڑائی سے قانع رہنا سواس کی وجہ یہ ہوئی کہ بی بی رقیہ بنت رسول اللہ ان کے نکاح میں تھیں۔ وہ بیمار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی عیادتاری میں رہو جنہیں اس شخص کا ثواب ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور انہیں حصہ بھی قیمت سے ملا۔ رہا بیعت رضوان سے ان کا غیر حاضر رہنا تو سنو! اگر وہ آدمی

کہ میں کوئی اور شخص حضرت عثمانؓ سے زیادہ عزت والا ہوتا تو ان کی بجائے اسے آپ بھیجے۔ پس آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔ اور بیعت الرضوان تو آپؐ کے مکہ معظمہ چلے جانے کے بعد عمل میں آئی۔ مزید برآں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ پھر اس کو اپنے ہائیں ہاتھ پر مارا۔ پھر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی طرف سے بیعت ہوگئی۔ بعد ازاں ابن عمرؓ نے فرمایا اب ان جہالت کو اپنے ساتھ لئے بھرتے رہو۔ یہ دیکھنا نہ کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سائل اہل مصر میں سے تھا جو ہمیں تھا جس نے حضرت عثمانؓ پر عین اعتراض کئے۔ جن کے جہالت حضرت ابن عمرؓ نے دانی کافی ثانی دیئے۔ اور معافی کا اعلان لقد عفا اللہ عنہم سے کچھ اور دوسرے جواب میں یہ بتلایا کہ وہ اگر چہ غائب تھے تو ان کو اثر دی فائدہ حصول ثواب کا ہوا۔ دینوی فائدہ کہ مال قیمت میں سے حصہ ملا۔ تیسرے جواب کا خلاصہ یہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر بیعت کی تو وہ ہاتھ تو خود حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے بڑھ کر ہوا۔ یہ فعلیت اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

حدیث (۳۴۳۳) حَدَّثَنَا مُسْلَدُ الْخِ أَنْ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَغُمَرٌ وَغُفْمَانٌ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ أُحُدًا أَظَنُّهُ ضَرْبَهُ بِرِجْلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصَلَيْتَنِي وَهَيْهَذَا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ و عثمانؓ بھی تھے تو وہ پہاڑ تو کاہنے لگا خوشی کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا اودا ادا ساکن ہو جا۔ میرا گمان ہے کہ آپؐ نے اپنا پاؤں بھی اس پر مارا۔ فرمایا دیکھو تم پر نبی۔ صدیق۔ اور دو شہید ہیں۔ تمہیں تو ہادقا رہنا چاہیے۔ ہادہ نوشیدی دست نہ کردی مردی (شعر از رب) تو ترجمہ کے مطابق شہیدان کے لفظ سے ہوگی کیونکہ اس سے مراد حضرت عمرؓ اور عثمانؓ ہیں۔

بَابُ لِقَاءِ الْبَيْعَةِ وَالْإِتِّفَاقِ عَلَى عُفْمَانَ ابْنِ عَفَّانٍ وَلِابْنِ مُقْعَلٍ غُمَرَ بْنِ الْعَطَّابِ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد بیعت کا قصہ اور عثمان بن عفانؓ پر اتفاق کرنا اور حضرت عمر بن الخطابؓ کی شہادت کیسے ہوئی۔ حدیث (۳۴۳۴) حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخِ عَنْ غُمَرَ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ غُمَرَ بْنَ الْعَطَّابِ قَبْلَ أَنْ يُضَافَ بِأَهْلِهِ بِالْمَدِينَةِ وَلَفَّ عَلَى خُلَيْفَةَ بْنِ الْبَحَّانِ وَغُفْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَيْتُمَا أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَا حَمَلْنَاهَا أَمَرَا هِيَ لَهْ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كَبِيرٌ لَعَلَّ لَنَا أَنْ تَكُونَا حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَ قَالَا لَا لَقَالَ غُمَرُ لَيْنَ سَلَمَتْنِي اللَّهُ لَا دَعَنَ أَرَامِلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ لَا يَخْتَجِعْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا قَالَ لَمَّا أَتَيْتُ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةً حَتَّى أُصِيبَ قَالَ إِلَيَّ لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّتَيْنِ الصَّفِّينِ قَالَ اسْتَوُوا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَوْهُنَّ خَلَّاهُ تَقَدَّمَ لَكَبِيرٌ وَزَيْنًا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوْ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرُّكْعَةِ

الْأُولَى حَتَّى يَجْمَعَ النَّاسُ لَمَّا هُوَ إِلَّا أَنْ كَثُرَ لَسْبَعُهُ يَتَوَلَّى قَتْلِي أَوْ أَكَلِي الْكَلْبِ حِينَ طَعَنَهُ
 لَطَارُ الْعِلْجِ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَلَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ مِنَّا وَهَيْمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا
 مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ يُونُسًا فَلَمَّا كَانَ الْعِلْجُ إِلَهُ مَاخُوذًا
 نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاولَ حُمُرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لَهْلَمَةً لَمَنْ يُلِي حُمُرٌ فَقَدْ رَأَى إِلَهُي أَرَى وَأَمَّا
 نَوَاجِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَلِدُونَ حُمُرَ أَنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوا صَوْتَ حُمُرٍ وَهُمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ
 اللَّهِ لَعَلِّي بِهِمْ عِنْدَ الرَّحْمَنِ صَلَاةٌ خَفِيفَةٌ فَلَمَّا انْتَصَرُوا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَنْظِرْ مِنْ قَتْلِي لِمَجَالِ
 سَاعَةٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلَامُ الْمُفِيرَةِ قَالَ الصَّنْعَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاتَّلَّهُ اللَّهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ
 لِلَّهِ إِلَهُي لَمْ يَجْعَلْ مَنَعِي بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ يُلْجِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتُ أَنتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْفُرَ الْعُلُوجُ
 بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْكُفْرُ هُمْ رَافِقًا فَقَالَ إِنْ هُنَّ لَعَلَّتْ أَيْ إِنْ هُنَّ قَتَلْنَا قَالَ كَلْبَتُ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا
 بِلِسَانِكُمْ وَصَلُّوا قَبْلَكُمْ وَخُجِّرُوا حَتَّى تَكُونُوا إِلَى بَيْتِهِ فَأَنْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَانَ النَّاسُ لَمْ تُصْنِهِمْ
 مُجَسِّدَةً قَبْلَ يَوْمَيْهِ لَقَائِلَ يَقُولُ لَا نَبَأَ وَلَا لَيْلَ يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ قَاتِي بِبَيْتِهِ فُشِرَتْهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوَاهِرِهِ
 ثُمَّ أَتَى بِلَهِي فُشِرَتْهُ فَخَرَجَ مِنْ جُزْجِهِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ يَقْتُونُ عَلَيْهِ وَجَاءَ
 رَجُلٌ خَابَ فَقَالَ إِنْ شِئْنَا يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ مِنْ صُحْبَتِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَقَدْ لَمْ يَلِ الْإِسْلَامَ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلَيْتَ لَعَلَّتْ ثُمَّ جِهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنْ ذَلِكَ كُنَّا
 لَا عَلَى وَلَا لِي فَلَمَّا أَتَيْنَا إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْعِلَامَ قَالَ ابْنُ أَبِي زَرْفٍ فَوَيْكَ
 فَإِنَّهُ أَتَى لِقَائِكَ وَأَتَى لِقَائِكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ حُمُرٍ أَنْظِرْ مَا عَلَى مِنَ الْيَمِينِ فَحَسْبُوهَ فَوَجَلُوهُ
 سَبْعَةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَلِي لَهُ مَا لِي حُمُرٌ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلَا لَسَلُ فِي بَيْتِي عِدِي
 بَنِي كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَقْبَلْ أَمْوَالَهُمْ لَسَلُ فِي قُرَيْشٍ وَلَا تَعْلَمُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ إِنِّي
 إِلَى عَائِشَةَ أَمِ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ حُمُرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَاتِي لَسْتُ الْيَوْمَ
 لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَلَقَدْ يَسْتَعَاذُونَ حُمُرُ بْنُ الْعَطَابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَتِهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَعَاذَ ثُمَّ دَخَلَ
 عَلَيْهَا فَوَجَلَهَا لِأَجَلَةِ تَبْكِي فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ حُمُرُ بْنُ الْعَطَابِ السَّلَامَ وَاسْتَعَاذَ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ
 صَاحِبَتِهِ فَقَالَ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ تَقْبَلِي وَأُؤَيِّرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَتَيْتُ قَبِلَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 حُمُرٍ قَدْ جَاءَ قَالَ أَرَأَيْتَ لِي مَا لَدَيْكَ قَالَ إِلَهُي تَحِبُّ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
 أَدْنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ حَيٍّ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ لِأَنَّ لَعْنَتِي لَا حَوْلَ لِي ثُمَّ سَلِمَ فَقُلْ
 يَسْتَعَاذُونَ حُمُرُ بْنُ الْعَطَابِ لِأَنَّ أَدْنَتْ لَأَدْعِي إِلَيْهِ وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ وَجَاءَ

ثُمَّ أَمُّ الْمُؤْمِنِينَ خَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تُسَبِّرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُلْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ جَنَّةُ سَاعَةَ
وَأَسْعَادُ بْنُ الرَّجَالِ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَجَعْنَا بَكَاءَهَا مِنْ الدَّاحِلِ فَقَالُوا أَوْصِ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
إِسْتَعْلِفَ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمِيَ عَلِيًّا وَغُفْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَقَالَ
يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ حِسَّةٌ كَهَيْئَةِ الْغُبَرِيِّ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتْ الْأُمْرَةَ سَعْدًا فَهُوَ
ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِينَ بِهِ أَتُحِبُّ مَا أَمَرَ فَلَانِي لَمْ أَغْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَالَةٍ وَقَالَ أَوْصِيَ الْعَلِيَّةَ مِنْ
بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يُعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيهِ بِالْأَنْصَارِ غَيْرِ
الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُخْسِبِهِمْ وَأَنْ يُغْفَى عَنْ مُسِيئَتِهِمْ : أَوْصِيهِ بِأَهْلِ
الْأَنْصَارِ غَيْرِ فَإِنَّهُمْ رِدْعُ الْإِسْلَامِ وَجُنَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا لِفَضْلِهِمْ عَنْ
رِضَاهُمْ وَأَوْصِيهِ بِالْأَعْرَابِ غَيْرِ فَإِنَّهُمْ أَضِلُّ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أُمُورِهِمْ
وَتُرَدَّ عَلَى قُرَآئِهِمْ وَأَوْصِيهِ بِبِلْمَةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَلَّى لَهُمْ بِتَهْدِيدِهِمْ
وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَائِفَتُهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَاذْطَلَقَا نَمِشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَعَاذُ عُمَرُ بْنُ الْعَطَّابِ قَالَتْ أَذْجَلُوهُ فَأَذْجَلُ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا
فُرِغَ مِنْ ذَلِكَ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ يَوْمٍ فَقَالَ الزُّبَيْرُ
قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى غُفْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي
إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَتُحِبُّمَا تَبَرُّاً مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَجَعَلَهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ
وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرُنَّ الْفَضْلُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَاسْكُتَ الشُّبَّحَانُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ
عَلَيَّ أَنْ لَا أُلْوَا عَنْ الْفَضْلِ كُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قِرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَرْتُ
غُفْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَتَطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْأَخِيرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْبَيْتَانِ قَالَ أَرْفَعُ بِذَلِكَ
يَا غُفْمَانُ قَبَائِعَهُ قَبَائِعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ قَبَائِعَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو مدینہ منورہ میں شہادت سے پہلے چند دن دیکھا کہ وہ حضرت
حذیفہ بن الیمانؓ اور عثمان بن حنیفؓ کے پاس جا کر ٹھہرے اور ان سے پوچھا کہ تم کو جو میں نے اہل عراق کی طرف محصل بنا کر بھیجا تو تم نے وہاں
کیسے محل کیا اجمالی طور پر پوچھا کہ تم نے زمین کی برداشت سے زیادہ محصول تو نہیں لگایا جس کی زمین میں صلاحیت نہ ہو۔ تو ان دونوں نے
جواب دیا کہ ہم نے زمین کی برداشت اور صلاحیت کے مطابق محصول لگایا اس میں کوئی بڑی زیادتی نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا پھر بھی دوبارہ غور کر لو

کہ کہیں تم نے زمین کی برداشت سے زیادہ محصول تو نہیں لگایا ان دونوں نے کہا ہم غور و فکر کے بعد کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کہ برداشت سے باہر ہو۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح دسالم رکھا تو میں عراق والوں کے فقراء اور مساکین کو اس حال میں چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کسی کے محتاج نہیں رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشکل سے چار دن گزرے ہوں گے کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں صبح کی نماز کی صف میں کھڑا تھا کہ میرے اور حضرت عمرؓ کے درمیان صرف ابن عباسؓ کا فاصلہ تھا جس دن آپ پر مصیبت آئی۔ اور حضرت عمرؓ کی ولادت مبارک تھی کہ جب نماز کی دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تھے تو انہیں فرماتے تھے ٹھیک ٹھیک برابر کھڑے ہو جاؤ یہاں تک جب انہیں صفوں کے اندر کوئی خرابی نظر نہ آئی تو آگے بڑھے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی بسا اوقات وہ سورہ یوسف یا سورہ نمل یا اس قسم کی کوئی سورہ صبح کی پہلی رکعت میں پڑھتے تھے تاکہ لوگ جماعت میں شامل ہو سکیں۔ پس عادت کے مطابق انہوں نے تکبیر بھی تھی کہ میں نے انہیں کہتے سنا کہ مجھے کسی کتے نے قتل کر دیا۔ یا کھا لیا جب کہ وہ ڈھکی ہو گئے دو دھاری غمر لے کر وہ کافر غلام اڑ پڑا۔ یعنی جلدی کی دائیں ہاتھیں جس مسلمان کے پاس سے اس کا گزر ہوا اسے اس نے ڈھکی کر دیا یہاں تک کہ حیرہ آدی ڈھکی ہو گئے جس میں سے سات نے تو دم توڑ دیا مسلمانوں میں سے کسی آدمی نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو اس نے اپنی لمبی چادر اس پر ڈال دی جب اس غمی غلام کو یقین ہو گیا کہ وہ بچا گیا ہے تو اس نے اپنے سینہ میں چھرا مار کر خود کشی کر لی حضرت عمرؓ نے ڈھکی حالت میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑا پس اسے آگے کر دیا۔ جو لوگ حضرت عمرؓ کے آس پاس کھڑے تھے انہوں نے یہ سب ماجرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن جو لوگ مسجد کے کناروں میں کھڑے تھے ان کو اور تو کچھ معلوم نہ ہو سکا سوائے اس کے انہیں حضرت عمرؓ کی آواز سنا دی وہ کہہ رہے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ دیکھ مجھے کس نے قتل کیا۔ وہ کچھ وقت محوم پھر کر داپس آئے کہ حضرت مغیرہؓ کے غلام نے قتل کیا ہے۔ فرمایا وہ کارنگ۔ انہوں نے تلاپا کہ ہاں وہی۔ فرمایا اللہ اسے مارے میں نے تو اسے ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا پس اللہ کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو فرمایا اے ابن عباسؓ تو اور تیرا باپ عباسؓ چاہتے تھے کہ ایسے مجھی غلاموں کی مدینہ میں کثرت ہونی چاہیے اور حضرت عباسؓ کے بہت سے غلام تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو ہم ان غلاموں کو قتل کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے ٹھیک نہیں کیا۔ بعد اس کے کہ وہ تمہاری زبان عربی میں کلام کرتے ہیں یا تمہارے جیسا کہ پڑھتے ہیں۔ تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور تمہارے حج جیسے احکام حج ادا کرتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان جمیوں کو تو کسی طرح قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ کا خطاب تھا کہ کافر مجھی کو قتل کر دیا جائے بہر حال حضرت عمرؓ کو اٹھا کر ان کے گمراہ لایا گیا۔ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ جلوس میں چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو اس سے پہلے آج کے دن جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ بعض لوگ کہہ رہے تھے یہاں کوئی فکر کی بات نہیں ہے ٹھیک ہو جائیں گے۔ کچھ کہتے تھے کہ ہمیں تو ان میں موت کا خطرہ ہے۔ خیر! آپ کے لئے جوں لایا گیا جیسے آپ نے یا لیکن وہ تو ان کے اندر سے ہو کر باہر نکل آیا پھر دو دھلا لایا گیا وہ پلایا گیا تو وہ بھی ان کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ اب نہیں بچ سکتے ان کی وفات ہو جائے گی۔ ہم لوگ بھی آپ کے پاس گئے اور دوسرے لوگ بھی آئے جو ان کی مدح و ثنائیاں کرنے لگے ایک نوجوان آیا کہنے لگا امیر المؤمنین آپ کو اللہ کی بشارت پر خوش ہونا چاہیے کیونکہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل رہی۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ پھر آپ والی بنائے گئے۔ تو آپ نے عدل و انصاف قائم کر دیا پھر آخر میں آپ کو یہ شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے تو یہ بھی پسند ہے کہ یہ سب کچھ میرے لئے پورا سورا ہو جائے کہ نہ میرے خلاف پڑے اور نہ میرے حق میں پڑے۔ پس

جب وہ جہان پیٹھ پھیر کر چلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی چادر یعنی لنگی نیچے لٹک کر زمین کو چھوری ہے۔ حکم دیا کہ اس نوجوان کو میرے پاس واپس بلاؤ جب وہ آیا تو اس سے فرمایا اے میرے بیٹھے اپنے کپڑے کو زمین سے اونچا رکھو کیونکہ یہ میرے کپڑے کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہوگا۔ اور میرے لئے رب کی پرہیزگاری کا ذریعہ ہوگا۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو میرے اوپر کتنا قرضہ ہے جس کا انہوں نے حساب لگایا تو وہ چھیالیس ۸۶ ہزار یا اس کے لگ بھگ تھا۔ فرمایا اگر حضرت عمرؓ کے اور اس کے اہل و عیال کے مال سے پورا ہو جائے تو ان کے مال سے ادا کر دینا درنا کر پورا نہ ہو تو پھر میرا قبیلہ بنی عدی بن کعب سے مانگ لینا۔ اگر ان کے اموال سے بھی پورا نہ ہو تو پھر قریش سے مانگنا۔ ان کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ جانا بہر حال میری طرف سے یہ مال ادا کر دینا پھر فرمایا کہ امیر المؤمنین مائشہ صدیقہؓ کے پاس جانا ان سے کہنا کہ حضرت عمرؓ سلام پڑھتے ہیں۔ یاد رکھنا امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ میں آج سے مومنوں کا امیر نہیں رہا۔ اور ان سے کہنا کہ عمر بن الخطابؓ اجازت طلب کرتے ہیں کہ انہیں ان کے دونوں ساتھیوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے سلام کیا اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ بیٹی روضہؓ ہیں تو یہ بولے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ آپ پر سلام پڑھتے ہیں اور اپنے ساتھین کے ساتھ دفن ہونے کی آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اس جگہ کا ارادہ تو میرا اپنا تھا لیکن آج میں حضرت عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں پس جب وہ واپس آئے تو حضرت عمرؓ کو بتلایا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ گئے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اونچا اٹھا کر بخدا تو ایک آدمی نے اپنے سہارے پر بٹھا دیا پوچھا کیا خبر ہے فرمایا اے امیر المؤمنین! اجڑا آپ چاہتے تھے وہی ہوا کہ انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ فرمایا الحمد للہ ابھی اس کی زیادہ فکر تھی کہ جس وقت میری روح پرواز کر جائے تو پھر مجھے اٹھا کر لے جانا پھر سلام کہنا پھر کہنا کہ عمر بن الخطابؓ اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر اجازت میرے لئے دوبارہ ہو جائے تو پھر مجھے ان کے ہمراہ قبر میں داخل کر دینا اگر وہ مجھے رز کر دیں تو پھر مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت ام المؤمنین ان کی بیٹی حصہؓ تشریف لائیں تو ان کے ہمراہ اور عورتیں بھی چل رہی تھیں جب ہم نے ان کو دیکھا تو اٹھ کڑے ہوئے تو حضرت حصہؓ حضرت عمرؓ کو ٹوٹ پڑیں۔ اور کچھ عرصہ ان کے پاس روٹی رہیں اور مردوں نے اجازت مانگی تو آپ ان مردوں کی خاطر جلدی اندر گھس گئیں۔ اندر سے ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے آ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین! غلیف بنانے کے بارے میں وصیت فرمائیں۔ فرمایا اس خلافت کے معاملہ کے لئے میں ان چھ حضرات سے زیادہ کسی کو حقدار نہیں سمجھتا یا فرمایا یہ لوگ ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت تک ان سے راضی ہو کر گئے۔ پھر ان چھ حضرات کی کمیٹی کے نام گنوائے۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ تمہاری اس مجلس میں بطور تسلی اور عزاداری کے وہ حاضر تو ہو سکتے ہیں لیکن خلافت میں سے کسی چیز کے حقدار نہیں ہیں اگر امارت حضرت سعدؓ کے حصہ میں آ جائے تو وہ اس کے لائق ہیں ورنہ جو شخص بھی امیر بنایا جائے وہ ان سے مدد لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے ان کو کسی بے بسی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔ صرف کو فہ والوں کی شکایت پر معزول کیا تھا۔ اور فرمایا اپنے بند ہونے والے غلیف کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اؤلین کا بطور خاص خیال رکھے۔ ان کے حقوق کی رعایت کرے اور ان کی عزت و احترام کی حفاظت کرے اور انصار کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو مکانوں کی سہولت بہم پہنچائی کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں مقیم تھے۔ اور ان مہاجرین سے پہلے انہوں نے ایمان کو لازم پکڑا ان کی ہملائیوں کو قبول کیا جائے۔ اور ان کی بھائیوں سے درگزر کیا جائے۔ البتہ حدود اور حقوق العباد میں پکڑے جاسکتے ہیں۔ اور شہری آبادی کے لئے بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہیں۔ اور مال جمع کرنے والے ہیں اور دشمنوں کیلئے غیظ و غضب کا باعث ہیں۔ ان شہر والوں سے ان کی رضامندی کے ساتھ ہی ان سے بچت کا

چندہ لیا جائے اور دیہاتوں کے متعلق بھی خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ اصل حرب یہی لوگ ہیں اور اپنے لشکر اور مال سے تقویت پہنچانے والے ہیں۔ گو یہ کہ یہ لوگ اسلام کا مواد ہیں۔ ان کے اسوال ظاہرہ پر ان سے لیا جائے۔ اور پھر انہی کے فقراء اور مساکین پر اس کو خرچ کیا جائے۔ اور اس خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری نبھانے کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذی اور معاہد لوگوں سے ان کے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے اور ان کی جان و مال و آدمی کی حفاظت کے لئے لڑائی تک کرنے سے گریز نہ کرے۔ اور جزیہ لینے میں ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ پس جب حضرت عمرؓ کی روح القدس مضری سے پرواز کر گئی تو ہم ان کے جنازہ کو لے کر باہر نکلے ہم آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ پس حسب وصیت حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ پر سلام کیا۔ اور کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ دوبارہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ فرمایا ان کو روضہ میں داخل کر دو۔ پس ان کو حجرہ عائشہؓ میں داخل کیا گیا اور انہیں اس جگہ اپنے دوست اہل بیت کے ساتھ رکھ دیا گیا پس جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ کیمٹی کے حضرات جمع ہوئے جن کے کنویر حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ ہمائی اختلاف سے بچنے کے لئے تم لوگ اپنا اختیار تین آدمیوں کو دے دو۔ تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنا واث (اختیار) حضرت علیؓ کو دے دیا۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کے سپرد کر دیا۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمنؓ عوفؓ کو دے دیا پھر حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ اب تم دو میں سے کون اپنے آپ کو اس خلافت کے معاملہ سے بیزار کرتا ہے۔ تاکہ پھر ہم اس کے متعلق سوچ سکیں اللہ اس پر نگہبان ہو۔ اور قدیم اسلام کا لحاظ کرتے ہوئے دیکھے کہ اس کے اعتقاد کے مطابق ان میں سے افضل کون ہے پس عثمانؓ یعنی حضرت عثمانؓ اور علیؓ تو خاموش کرادیئے گئے یا وہ خود خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ پھر اس کا اختیار مجھے دے دو۔ اللہ نگہبان ہے۔ کہ میں تمہارے میں سے افضل کے بارے میں کتا ہی نہیں کروں گا۔ چنانچہ ان حضرات نے ہاں کہہ کر جواب دیا تو حضرت عبدالرحمنؓ نے ان دو میں سے ایک یعنی حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت و رشتہ داری بھی ہے۔ اور اسلام میں بھی آپ قدیم ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ پس اللہ کو گواہ بنا کر تاؤ کہ اگر میں نے آپ کو امیر بنا دیا تو کیا آپ بدل و انصاف قائم کریں گے اور اگر میں نے عثمانؓ کو امیر بنا دیا تو کیا آپ ان کا کہنا سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو الگ لے جا کر اس طرح گفتگو ان سے بھی کی۔ جب ان میں سے ہر ایک سے عہد پیمان لے لیا تو فرمایا اے عثمانؓ اپنا ہاتھ لو چا کہو پس حضرت عبدالرحمنؓ نے ان کی بیعت کی پھر علیؓ نے بھی ان کی بیعت کی اور عبد بنہ و آلہ لوث پڑے اور ان سب نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ ما یعنی و معہ الا عبد اللہ بن عباسؓ یعنی میں دوسری صف میں تھا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ پہلی صف میں تھے۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ حافظہ قراتے ہیں کہ مرد بن یسویں کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس وقت تک گھیر نہیں کہتے تھے جب تک پہلی صف کو خود نہ دیکھ لیتے۔ اگر کوئی شخص پہلی صف میں آگے پیچھے ہوتا تو اسے دودھ مارتے تھے۔ اس لئے ان کی بیعت کی وجہ سے میں صف اوّل میں نہ کھڑا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ تناول عمرو بن عبد الرحمنؓ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے اسی نماز کو مکمل کیا ہے سرے سے نماز شروع نہیں کی تو پھر تقدیم اور استکفاف سے پہلے جو حضرت عمرؓ نے کام فرمایا اس سے اعتراض ہوگا کہ یہ نماز میں کیسے صحیح ہوا۔ جواب یہ ہے کہ یہ راویوں کا تصرف ہے یا کلام کرنے سے پہلے انہوں نے حضرت عبدالرحمنؓ کو خلیفہ بنالیا۔ اور یہ جواب نہیں دیا جاسکتا کہ انہوں نے سرے سے نماز شروع کی اور پہلی نماز پڑنا نہیں کی۔ کیونکہ اس صورت میں مقتدیوں کی نماز کا فساد لازم آئے گا۔ جنہوں نے اپنی نماز کا احواف نہیں کیا بلکہ پہلی تحریر یہاں رہے لہذا پہلے دو جواب صحیح ہیں۔

تشریح از شیخ ذکر کیاؒ۔ شیخ کنگوہیؒ نے اپنی دقت نظر اور جزئیات غور کو سامنے رکھتے ہوئے کیا باریک تو جیہ بیان کی ہے شراح بخاری

میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔ اور یہ مسئلہ خود احتلاف کے ہاں بھی اختلافی ہے۔ چنانچہ صاحب الہدایہ فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت میں اگر کسی کو بندوق کی گولی لگے یا کوئی پتھر مار کر نماز کی کوٹھی کر دے۔ سر پھوڑ دے۔ تو طرفین فرماتے ہیں بناء جائز نہیں رہی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بنا کر سکتا ہے۔ ان کا استدلال حضرت عمرؓ کے اس حادثہ قلعہ سے ہے۔ کیونکہ یہ حدیث بے اختیار ہوا جو حدیث سادی کی طرح ہوگا۔ اور خود بخود دھون کا ٹکنا ہوگا۔ کسی نے بہا یا نہیں تو پتھر کے مشابہ ہوگا۔ طرفین فرماتے ہیں یہ حدیث سادی نہیں۔ اس کے وقوع میں عباد کا دخل ہے۔ اور ایسا حدیث فی الصلوۃ نادر الوقوع ہوتا ہے۔ لہذا محض قیاس پر عمل کیا جائے گا۔ حدیث عمرؓ کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ اختلاف نماز شروع کرنے سے پہلے تھا۔ چنانچہ ہدایت میں ہے کہ قطعی الکلب من یصلی بالناس ثم قال تقدم یا عبد الرحمن فرمایا مجھے کسی کتے نے نقل کر دیا۔ اب لوگوں کو کون نماز پڑھائے گا۔ اے عہد الرحمن تم آگے بڑھو۔ تو ایسا کلام بناء صلوۃ سے ناسخ نہیں ہے۔ اور حاکمؒ نے نقل کیا ہے کہ نماز کو دو بار پڑھا گیا۔ چنانچہ طبری نے روایت کیا ہے کہ صفیں سیدھی ہو چکی تھیں۔ حضرت عمرؓ بھی کہہ کر نماز شروع کر چکے تھے کہ ابولؤلؤ آیا جس کے ہاتھ میں مخبر تھا۔ اس نے اس کے چھوڑ کر۔ اچھپا کر حرارت محسوس کر کے حضرت عمرؓ پر پڑے تو حضرت عہد الرحمنؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جنہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ ظاہر سیاق بخاری سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ احتیاف نہیں ہوا۔ اسی پر بناء کی گئی جس پر کسی نے کبیر نہیں کیا لہذا بناء صحیح ہوگی جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو گیا بنا میں نہ امام کی نماز قاسد ہوگی اور نہ مقتدیوں کی نماز قاسد ہوگی یہی سفیان ثوریؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - وصلو اقبلکم لائل ابو لو "لو" ابھی تک مجوسی تھا مگر ابن عباسؓ نے مجوسی غلاموں میں سے مؤمنین اور کافرین سب کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی کیونکہ قتل کا خطرہ تھا ایسے موقعہ پر تعزیر اور سیاست قتل کرنا جائز ہوتا ہے اگرچہ جرم کوئی بھی نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حضرت مغیرہؓ کا غلام ابولؤلؤ ابھی تک مجوسی تھا جیسا کہ حضرت عمرؓ کے قول سے ثابت ہے کہ شکر ہے مجھے کسی مدعی اسلام نے قتل نہیں کیا۔ اور واقعہ یہ ہے جو ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی کافر قیدی کو جو ہالہ غزوہ یند میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ دالی کو نہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے انہیں لکھا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کہ جو لوہار خاش اور بڑھئی کا کام جانتا ہے جس سے مدینہ والوں کو فائدہ پہنچے گا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کے داخلگی کی اجازت دے دی۔ لیکن اس پر براہ ایک سودر ہم خراج مقرر کر دیا جس کی شدت کی اس نے حضرت عمرؓ کو شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو کارگیر آدمی ہے جو کئی ہنر جانتا ہے اس کے مقابلہ یہ خراج کچھ نہیں ہے۔ وہ ناراض ہو کر واپس آیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس سے اس کا گزر ہوا تو آپؓ نے فرمایا تو کہتا نہیں تھا کہ میں ایسی چکی تیار کروں گا جو ہوا سے چلے گی منہ بگاڑ کر کہنے لگا کہ میں ایسی چکی تیار کروں گا جس کا لوگوں میں چرچا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ مجھے دمکی دے رہا ہے۔ احتیاب میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ابولؤلؤ مجوسی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نصرانی تھا۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ وہ مجوسی تھا۔

فعل المؤمنین والکافرین جمیعاً یہ تو جہ شراح کی توجیہ سے بہتر ہے۔

کلمت اهل الجوار کے یہاں اصطلاحات کے معنی میں مستعمل ہے ان فہست فعلت معنی میں قلنا ہم کے ہے تو شاید ابن عباسؓ ہی مراد ہوں طویح میں سے کفار کو قتل کرنے کا ارادہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان اور کافر سب کو قتل کرنے کا سمجھا اس لئے تعجب کا اظہار کیا کہ مسلمان کو کیسے قتل کیا جاسکتا ہے۔ تعزیر او سیاست ابن عابدینؒ نے اس کی تشریح کی ہے اور اسی سیاست پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اشارہ کو عمل کیا ہے۔ کہ اگر شراب غمر چھٹی دھہ شراب ہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ تعزیر اور سیاست قتل ہوگا۔ اور وہ چور جو کئی دھہ بٹا ہوا آیا تو آپؐ نے حکم دیا اسے قتل کر دیا جائے تو یہ بھی سیاست تھا۔

غیر مجرم ابن عابدین نے کہا کہ کبھی تعزیر بغیر جرم کے ہوتی ہے۔ جیسے تعزیر مہی و مہتم یا جس سے قتل کا خوف ہو۔ تو اسے حلاوطن کیا جائے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے لصر بن حجاج کو ملک بدر کیا تھا۔ اور بحر الواقع میں اس کے وجہ پر اجماع امت نقل کیا ہے جیسے ہر وہ معصیت جس میں حد مقرر نہیں ہے۔ جیسے نظر محرم۔ مس محرم اور خلوت محرمہ۔

وان ردنی فردنی دوسری مرتبہ اجازت اس لئے طلب کی کہ شاید پہلی مرتبہ انہوں نے شرم و حیاء کی وجہ سے اجازت دے دی ہو۔ رضا اور رغبت قلبی نہ ہو تو دوبارہ پوچھا جائے۔ کتاب الجناز میں اس کی بحث گزر چکی ہے۔

ما جدد احق بھذا الامور الخ حضرت عمرؓ نے خلافت کا مسئلہ شوری کے سپرد کر دیا حالانکہ انہیں علم تھا کہ خلیفہ میرے بعد عثمان ہوں گے بلکہ ترتیب خلافت کا علم تھا تو یہ سب کچھ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بعد کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ اور جہت دفع کرنے کے لئے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کے لئے کیٹی بنائی اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی خلیفہ امور منکرہ کا مرتکب ہو تو ان پر اعتراض نہ ہو۔ تو شرعاً اور عرفاً اعتراض سے بچ گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس کی تائید حضرت عمرؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جس میں ہے اکوہ ان اتحملہا حیاً و میتاً یعنی زندگی اور موت کے بعد میں خلافت کے بوجھ کو اٹھانا پسند نہیں کرتا اور ان چھ کی کمیٹی میں اس وقت حضرت طلحہ موجود نہیں تھے بعد میں کمیٹی کے اجلاس میں شامل رہے اور حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے سوا کوئی نہیں بولا اور حضرت کو الگ الگ بلا کر نصیحت فرمائی اور حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر حکومت تمہیں ملے تو بنو امیہ اور بنو امیہ معیط کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ بنو ہاشم کے لوگوں کو گردنوں پر سوار نہ کرنا اور حضرت عبدالرحمنؓ سے فرمایا کہ تم بھی اپنے اقارب کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ التبع لہو الی چونکہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بوجہ خلافت برداشت کرنے سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اور حضرت عثمانؓ و علیؓ خاموش رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے افضل کے نامزد کرنے کا اختیار دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ کتاب الاحکام میں آ رہا ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ میں تو خلافت کے معاملہ میں تم سے نہیں جھگڑوں گا۔ لیکن اگر تم چاہو تو تم میں سے افضل کی نامزدگی کر دوں گا۔ اس لئے معاملہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔ مولانا محمد حسن کٹی کی تقریر میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے جواب میں فرمایا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور بعد ازاں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے عمل کروں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد مسیرۃ الشیخین کے مطابق فیصلہ کرنے کا کہا تو بدیں وجہ انہیں ترجیح دی گئی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ کا یہ جواب حضرت عمرو بن العاصؓ کے مشورہ سے تھا۔ جس کو انہوں نے بعد میں خدعہ سے تعبیر کیا کہ میرے سے دھوکہ ہوا۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ ما عندہا صلحہ ما وہ حضرت علیؓ تھے جن سے حضرت عبدالرحمنؓ نے پہلے گفتگو کی۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے وقت بھی وہ پیچھے رہے تھے۔ چنانچہ بعد بیعت کی تھی۔ اب بھی خطرہ تھا کہ کہیں دوسری مرتبہ ایسا نہ کریں اس لئے پہلے ان سے پوچھا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض کہتے ہیں کہ خود حضرت عبدالرحمنؓ کو حضرت علیؓ سے اپنی ذات پر خطرہ لاحق تھا۔ یا یہ کہ اگر کسی دوسرے کو خلیفہ بنایا گیا تو کہیں یہ سرکشی نہ کریں۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ لولع یدک یا عثمان الخ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت علیؓ اور عثمانؓ دونوں سے الگ الگ بات کرتے تھے۔ تاکہ کسی کو دوسری کے جواب کا علم نہ ہو سکے۔ دوسری وجہ ترجیح عثمانؓ کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ خلافت کے معاملہ سے

سخت کراہت رکھتے تھے۔ اور حضرت علیؑ اس میں رغبت رکھتے تھے۔ لیکن جب قتل عثمان کے بعد ان کی نوبت آئی تو اس وقت وہ سخت کراہت کرنے والے تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امارت سے سخت کراہت کرنے والے پر جو بوجھ آ پڑے تو ہمت کر کے نباہنا چاہئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ خود حدیث باب کیف یباع الامام الناس میں حدیث آرہی ہے اس کے آخری الفاظ ہیں فقام علی من عنده وهو علی طمع حافظہ قراتے کہ طمع اس بات کی تھی کہ وہ انہیں والی بنائیں گے۔ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا تھا کیونکہ طبری میں ہے کہ مہابہ عثمانؓ کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا بالصبر جمیل واللہ المستعان اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عباسؓ سے کہا تھا کہ ہم خلافت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھتے۔ بالفرض اگر آپؐ نے ہمیں روک دیا تو پھر کبھی ہمیں خلافت نہیں ملے گی۔ اس لئے محرومی کے خوف سے میں آپؐ سے سوال نہیں کرتا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی متقاضی رہے تو اب تو بطریق اولیٰ متقاضی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے انصاف کے طلب گار رہے اس لئے ان تین مرتبہ میں ان کو خلافت نہ ملی۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب ان کا تقاضا نہیں تھا بلکہ جبراً پکڑ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تو اب چوتھی مرتبہ ان کے خلافت سپرد ہوئی۔ چنانچہ کتب یر میں ہے کہ قتل عثمانؓ کے بعد اپنے گھر چلے گئے۔ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے دروازہ توڑ توڑ کر حضرت علیؑ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ اب مسلمانوں کے لئے کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہم آپؐ سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں سمجھتے۔ حضرت علیؑ انکار کرتے رہے۔ کبار مہاجرین اور انصار نے بڑی رد و کد کے بعد ان کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ مہاجرین کے وفد میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔

تشریح اس قاسمیؒ۔ یثنون علیہ ابن سعد میں ہے کہ پہلے پہلے صحابہ کرامؓ داخل ہوئے پھر اہل مدینہ بعد از اہل شام پھر اہل عراق۔ پس جب بھی کوئی قوم آپؐ کے پاس جاتی تو وہ روتے ہوئے اور تعریف و ثنا کرتے ہوئے واپس ہوتے۔

مع صاحبیہ قبور ثلاثہ کی ترتیب میں بہت اختلاف ہے۔ اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کی قبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پیچھے ہے۔ اور حضرت عمرؓ کی قبر حضرت ابو بکرؓ کی قبر کے پیچھے ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو قبلہ کی جانب ہے اور آپؐ کے کندھوں کے برابر حضرت ابو بکرؓ کی قبر ہے۔ اور ابو بکرؓ کے کندھوں کے سامنے قبر عمرؓ ہے۔ اور بھی اقوال ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ ابو الحسن قریشی ہاشمی کے فضائل کے بارے میں ہے۔

الْقُرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ أَبِي الْحَسَنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تَوْفَقِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تو میرے سے ہے اور میں تیرے سے ہوں اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو وہ ان سے راضی تھے۔

حدیث (۳۴۳۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا غَطِيبَيْنِ الرَّأْيَةَ غَدَا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدْرُسُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

لَقَالُوا يَسْتَكْبِرُ عَنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَاذْنَبُوا بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بِصَقِّ فِيهِ عَنْهُمْ وَدَعَا لَهُ قُبْرًا
حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْبَلْتَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ
اللَّهُ عَلَى رِسَالِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرُهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ
اللَّهِ فِيهِ فَوَ اللَّهُ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

ترجمہ۔ حضرت اہل بن سعد سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح جہنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔ تو لوگوں نے ساری رات اس سوچ بچار میں گزار دی کہ دیکھیں جہنڈا کس کو عطا ہوتا ہے پس جب لوگوں نے صبح کی تو صبح سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب کو یہی امید تھی کہ جہنڈا اسے دیا جائے گا۔ تو آپؐ نے پوچھا علی بن ابی طالبؑ کہاں ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت یا رسول اللہ! انکی تودو نوں آنکھیں دکھتی ہیں آپؐ نے فرمایا اس کے پاس قاصد بھیج دو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس جب آپؐ آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لب مبارک لگایا۔ دعا کی تودو تندرست ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی درد بیماری نہیں ہے۔ تو آپؐ نے جہنڈا انہیں دے دیا۔ جس پر حضرت علیؑ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں ان یہود و خبر سے اس وقت تک لڑائی جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا نرمی کے ساتھ چلتے رہو یہاں تک کہ جب ان دشمنوں کے میدان میں پہنچ جاؤ تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اور اس اسلام میں جو کچھ اللہ کے حقوق ان پر واجب ہیں وہ انہیں بتلاؤ۔ اللہ کی قسم! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مناقب علیؑ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائب و لطائف میں سے ہے کہ خلافت کی ترتیب اس طرح واقع ہوئی جو شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب میں زیادہ بعید تھی اسے پہلے خلافت ملی اور جو اقرب النسب تھا اس کو بعد میں ملی تو ترتیب میں اقرب نسباً ابعدهم ہوا۔ اور جو ابعدهم اقرب ہو گیا۔ اور ایسی ہی درمیان کی ترتیب بھی واقع ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دیکھئے حضرت شیخ گنگوہیؒ نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔ حضرت علیؑ الرضیٰ اقرب نہایت تھے۔ کہ وہ آپؐ کے چچا زاد بھائی تھے ان کو خلافت آخر میں ملی۔ ان کے بعد اقرب عثمانؓ تھے وہ تیسرے نمبر پر رہے۔ حضرت عمرؓ صدیق اکبرؓ سے نسب میں ابعده تھے وہ دوسرے نمبر پر رہے۔ حضرت عمرؓ کعب میں جا کر ملتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ عمرہ میں حضرت عثمانؓ محمد مناف میں اور حضرت علیؑ محمد المطلب میں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ انت منی ای فی الاخوة و قرب المرتبة والمظاہرة بہ فی امر الدین۔ یہ نہیں کہ حضرت علیؑ آپؐ کا جزو ہیں۔ درد حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ سے نکاح کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؑ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ ذی الحجہ کے آخری ایام تھے اور ۳۵ھ تھا۔ آپؐ سے بیعت مہاجرین انصار اور سب حاضرین نے کی۔ اور آپؐ کی بیعت کا اعلان تمام قلمرو اسلامی میں کیا گیا۔ سوائے حضرت معاویہؓ اور اہل شام کے باقی سب نے بیعت کا اعلان کیا۔ بیچ البلاغہ میں حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کے نام خط میں یہی لکھا ہے کہ جن مہاجرین اور انصار نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی ان سب نے میرے ہاتھ پر بیعت کی آپؐ کا اور میرا رب۔ رسول۔ قرآن۔ قبلہ سب ایک ہیں۔ جھگڑا صرف خون عثمانؓ کے بارے میں ہے واللہ میں ان کے خون سے بری ہوں۔ استحکام سلطنت کے بعد قصاص لیا جائے گا۔ آپؐ کے خط آنے کے بعد دو ہزار آدمی کھڑے ہو گئے کہ ہم سب قاتل ہیں۔ اس لئے میں مشکل میں ہوں۔

حمر النعم سے مراد سرخ اونٹ ہیں۔ جو اہل عرب کے ہاں نفیس مال شمار ہوتا تھا۔ اور یہ تشبیہ محض انہماک کے قریب کرنے کے لئے بتلائی گئی ہے۔ ورنہ اثرات کی قدر بے ہر تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔

حدیث (۳۴۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ زَيْدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللَّهُ لِي صَبَاحَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا غُطِينَ الرَّايَةَ أَوْلِيَا أَخَذَنَ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ لَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوا فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ خیر کی لڑائی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے آپ کی آنکھوں میں سوزش تھی کہنے لگے اسوس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تو حضرت علیؓ کل کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں جا ملے۔ پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا یا ایسا آدمی جھنڈا لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں یا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیدی گئی پس وہ حضرت علیؓ تھے جن کی ہمیں امید نہیں تھی تو لوگ کہنے لگے یہ حضرت علیؓ ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیر فتح کرا دیا۔

حدیث (۳۴۳۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْخَنْزَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هَذَا قَلَانٌ لَا مِيرَ الْمَدِينَةِ يَدْعُو أَعْلِيًّا عِنْدَ الْمَنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تَرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا سَمَاءُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ يَأْخُذُ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَظْهَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاظْمَةً ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَظْهَمْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ قَالَ لِي الْمَسْجِدُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ فَلَمَّ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ أَجْلِسْ يَا أَبَا تَرَابٍ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو حازم سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت سہل بن سعدؓ کے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ فلاں جو مدینہ کا حاکم ہے وہ حضرت علیؓ کے ہارے میں منبر رسول کے پاس بدگوئی کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا کہتا ہے۔ کہنے لگے وہ ان کو ابو تراب کہتا ہے۔ حضرت سہلؓ ہنس پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم! یہ نام تو اس کا خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور خود حضرت علیؓ کو اس نام سے زیادہ کوئی نام پسند نہیں تھا۔ تو میں نے حضرت سہلؓ سے حدیث کی فرمائش کی کہ اے ابو عباس! وہ کیسے ہوا۔ تاکہ میں اس سے لطف اندوز ہوں تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے ہوا فرمایا کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے آئے خاندان بیوی میں کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔ پھر حضرت علیؓ ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور مسجد میں جا کر

لیٹ گئے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر بی بی سے پوچھا کہ تمہارا چچا زاد بھائی کہاں گیا انہوں نے فرمایا کہ وہ مسجد میں چلا گیا۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی چادر پیٹھ سے گر چکی ہے۔ اور مٹی ان کی پیٹھ تک پہنچ گئی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے۔ اور فرماتے ہیں اسے ابوتراب اٹھ بیٹھو۔ دوسرے فرمایا۔

حدیث (۳۳۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَائِدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ لَسَّالَةً عَنْ عُثْمَانَ فَلَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسْؤُوكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْغَمِ اللَّهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَلَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسْؤُوكَ قَالَ أَجَلُ قَالَ فَارْغَمِ اللَّهُ بِأَنْفِكَ أَنْتَ لِي فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

ترجمہ۔ حضرت سعد بن عبادہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے کچھ اچھے اعمال بیان کئے۔ فرمایا کہ شاید یہ تجھے برا لگتا ہوگا۔ اس نے کہاں ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلودہ کرے یعنی تو ناکا کام و نامراد رہے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عمرؓ نے ان کے اچھے اعمال کا ذکر کر دیا۔ کہا کہ وہ اس گھر میں ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔ پھر پوچھا کہ شاید یہ بھی تجھے برا لگتا ہوگا اس نے کہا ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک کو خاک آلودہ کرے۔ یعنی اپنے عزائم میں ناکام و نامراد ثابت ہو۔ پس چلا جا میرے بارے میں تو جو کچھ کر سکتا ہے کر لے۔ مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ حق ہے۔ اور حق کہنے والا باطل کی پروا نہیں کرتا۔

تشریح از قاسمی۔ حضرت عثمانؓ کے محاسن میں حبش عسورہ پر خرچ کرنا اور بزرگ و بزرگ پر خرید کرنا وغیرہ۔ اور حضرت علیؓ کے محاسن میں بدر اور احد کی حاضری اور خیبر کی فتح وغیرہ شامل ہیں۔

حدیث (۳۳۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ سَمْعَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَافِعٍ مَا تَلَقَّيْنَا مِنْ أَثَرِ الرَّحْمَنِ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيًّا فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَانْخَبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمُجِيئِ فَاطِمَةَ فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَلَذَهَبَتْ لِأَقْوَمٍ فَقَالَ عَلِيُّ مَكَائِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَلَمِيهِ عَلَى صَلْدِي وَقَالَ أَلَا أَعْلَمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تَكْبَرُ أَرْبَعًا وَتُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَتُحَمِّدُ ثَلَاثًا وَتُذَكِّرُ ثَلَاثًا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ

ترجمہ۔ حضرت حکم فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں حضرت علیؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کو جو چکی پیسنے کی وجہ سے چھالے وغیرہ پڑ گئے تھے ان کی وجہ سے انہیں شکایت پیدا ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی عورتیں لائی گئی تھیں تو حضرت فاطمہؓ ایک باندی حاصل کرنے کے لئے چل پڑیں۔ گھر میں آ کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا حضرت عائشہؓ کو پایا تو انہیں صورت حال سے خبردار کر کے آئیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ کو حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کے آنے کی اطلاع دی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے جب کہ ہم لوگ اپنے اپنے بستر پر تھے۔ میں اٹھنے لگا تو آپ

نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو۔ پس آپ ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی اور فرمایا کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ سکھاؤں جو تمہارے مطلوب باندی سے بہتر ہو۔ فرمایا جب تم بستر پر لیٹے لگو تو چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ و تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم اور باندی سے بہتر ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس حدیث کو حضرت علیؓ کے مناقب میں اس لئے لائے کہ اس سے ایک تو ان کا مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ثابت ہوا۔ دوسرے آپ ان کے بستر میں داخل ہوئے۔ وہ بستر آپ کی بیٹی اور حضرت علیؓ کا تھا جس کے درمیان آپ جا کر بیٹھے یہ بڑا اعزاز ہے۔ نیز آپ نے جو امر آخرت اپنی معنی کے لئے پسند فرمایا وہی حضرت علیؓ کیلئے بھی پسند فرمایا جس پر یہ دونوں راضی ہو گئے یہ بڑا بلند مقام ہے۔

حدیث (۳۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍِّّ أَمَّا تَرَوْضَنِي أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا جب کہ انہیں غزوہ جہوک کے موقعہ پر اہل و عیال کی ہجرات کیلئے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے۔ وہ عورتوں، بچوں، مریضوں اور منافقین میں رہ جانے سے گھبرا کر ایک بڑاؤ پر آپ سے جا کر ملے تھے۔ تو آپ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ تم میرے ایسے قائم مقام ہو جیسے حضرت ہارون موسیٰؑ کے جانشین تھے جب کہ وہ کوہ طور پر کتاب لینے کے لئے گئے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ روافض نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علیؓ کا حق تھی جس کو خلفاء ثلاثہ نے حضرت علیؓ سے غصب کر لیا۔ العیاذ باللہ عن ذلک اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں خلافت فی الابل خلافت امت کو تقاضا نہیں کرتی گھر کی دیکھ بھال سے انسان چاہے کم نہیں بن سکتا دوسرے قیاس بھی صحیح نہیں کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ایک سال پہلے انتقال فرما گئے۔ نیز اس غزوہ کے موقعہ پر آپ نے امامت صلوٰۃ کے لئے حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر وہ بھی خلافت کے حقدار ہوئے۔ آپ حضرت علیؓ کو ان کی بجائے امام مقرر کر جاتے۔ حالانکہ امامت کا مسئلہ تو اہم تھا۔ جب اس میں خلافت نہیں ملی تو حکومت کی خلافت کیسے ثابت ہو سکتی ہے قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ روافض کے بعد فرقوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ صدر اول کے جن لوگوں نے یعنی تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ کو ان کا حق خلافت نہیں دیا۔ وہ کافر ہوئے اور خود حضرت علیؓ اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے اس دور میں اپنا حق طلب نہیں کیا ایسے خرافات سے تو روافض نے سرے سے شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کی بنیاد یعنی ہدم کر دی۔ حدیث باب سے زیادہ سے زیادہ حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں تو خلافت کے مسئلہ سے کوئی سروکار نہیں ہے اور ہارون علیہ السلام میقات کے موقعہ پر غلیفہ بنے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے قبل ان کی وفات ہو گئی۔

حدیث (۳۴۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ الْخِزْمِيُّ قَالَ أَقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الْإِخْتِلَافَ حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أُمُوتٌ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي لَكَانَ أَهْلُ سِيبْرَيْنَ يَرَوْنَ أَنَّ عَامَّةَ مَا يَرَوْنَ عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جیسے پہلے فیصلے کرتے رہے ویسے کرو میں شیخین سے اختلاف پسند نہیں کرتا تھا کہ لوگوں میں تفرقہ نہ پڑے اور وہ مجتمع رہیں یا میں اس طرح مر جاؤں جیسے میرے ساتھی بغیر اختلاف کے وفات پا گئے۔ ابن سیرینؒ تا ہی فرماتے ہیں کہ اکثر روایات جو

شیخین سے اختلاف کے بارے میں حضرت علیؑ سے مروی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔

تشریح از قاضیؒ۔ اس مقولہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ ام ولد کی بیع سے منع کرتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیع ہو رہی ہے تو اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ الفضا کما تقضون کہ اپنی تمہارے سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اور شیخین کے فیصلوں پر عمل کرنے سے اتفاق اور اجتماعیت باقی رہتی ہے۔ اسلئے میں اپنی رائے کو چھوڑتا ہوں تاکہ فتنہ برپا نہ ہو۔
اموت کما مات اصحابی یعنی میں ہمیشہ اس اجتماعیت پر رہوں گا یہاں تک کہ مجھ پر موت آجائے جیسے میرے ساتھی بلا اختلاف ڈالے دنیا سے رخصت ہو گئے اور ابن سیرین کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے جوا قوال شیخین کی مخالفت میں ردائض لقل کرتے ہیں وہ جھوٹ کا پلندہ ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَبَّهْتُ خَلْقِي وَخُلُقِي

ترجمہ۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؑ ہاشمی کے فضائل کے بارے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تیرا خلق و عادت میری پیدائش اور خلق کے مشابہ ہے یعنی آپ صفت و شبہات میں اور عادات و خصائل میں میرے جیسے ہیں۔

حدیث (۳۴۴۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْخَمْدَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبَوَاهُ هُرَيْرَةُ وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْعِ بَطْنِي حِينَ لَا أَكُلُ الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْخَمِيرَ وَلَا يَخْلُمُنِي قَلَانٌ وَلَا قِلَانَةٌ وَكُنْتُ أَلْبِصُ بَطْنِي بِالْحَضَبَاءِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنِّي كُنْتُ لَا سَتْفَرِي الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِيَ كَمَا يَنْقَلِبُ بَنِي قَيْطَعُنِي وَكَانَ آخِرَ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بَنًا قَيْطَعُنًا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لِيُخْرِجَ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشْفُهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ حدیثوں کے سوا میرا کام کیا ہوتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سیری کیلئے چٹا رہتا تھا جب کہ میں نہ تو خیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ہی منقش جوڑا پہنتا تھا۔ نہ کوئی مرد اور نہ ہی کوئی عورت میری خدمت کرتے تھے۔ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو ٹنگریوں کے ساتھ ملا لیتا تھا۔ اور میں آدمی سے کوئی نہ کوئی آیت پر حواٹا تھا حالانکہ وہ آیت میرے پاس بھی ہوتی تھی مقصد یہ تھا کہ شاید مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائے۔ اور مجھے کھانا کھلا دے حضرت جعفر بن ابی طالبؑ تھا م لوگوں میں سے مسکینوں کیلئے بہت بہتر تھے۔ کیونکہ مسکین طالب علموں کو گھر لے جاتے جو کچھ گھر میں موجود ہوتا وہ ہمیں کھلا دیتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی ایک گھ کی کمی ہوتی تھی جس میں گھی وغیرہ تو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ اس کو چیر ڈالتے جو کچھ اس کے اندر ہوتا ہم اسے چاٹ لیتے تھے۔

تشریح از قاضیؒ۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؑ حضرت علیؑ المرتضیٰ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ علیار ذوالجناحین تھی۔ وہ ذی الہجو تین تھے۔ کہ حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور انہوں نے نجاشی بادشاہ کے سامنے اسلام کی حقانیت پر تقریر فرمائی تھی۔ بت بڑے بہادر اور بہت زیادہ مخلص تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں آپ کی شہادت ہوئی جنگ میں دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں نے انہیں جنت میں دو ہازوں کے ساتھ اترتے دیکھا ہے جو ان کو دو ہاتھوں کے بدلے میں عطا ہوئے تھے۔ اس لئے ذوالجناحین لقب پڑ گیا۔ اور زندگی میں انہیں ابوالساکین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

حدیث (۳۴۳۳) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخِزْمِيُّ عَنْ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامَ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يُقَالُ كُنْ لِي جَنَاحِي كُنْ لِي نَاحِيَتِي كُلَّ جَالِبَيْنِ جَنَاحَانِ.

ترجمہ۔ حضرت امام شعبیؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار پر سلام پڑھتے تھے تو فرماتے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اے ذوالجناحین کے بیٹے تجھ پر سلام ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عربی کا محاورہ ہے۔ کن فی جناحی وکن فی ناحیتی تو جناح اور ناحیہ کے معنی جانب اور کنارے کے ہیں تو دونوں کنارے جناحان ہوئے۔

تشریح از قاسمی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جعفر طیار کو ان دو ہاتھوں کے بدلے میں دو ہاز عطا ہوئے۔ جو غزوہ موتہ میں یکے بعد دیگرے جھڑپا تھا میں لینے کے بعد کٹ گئے تھے۔ تو وہ ان ہازوں کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ آسمان میں اڑتے تھے۔

بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے ذکر کے بارے میں چونکہ فضائل کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی اس لئے ان کی شرط کے مطابق امام بخاریؒ نے مناقب کی بجائے ذکر کا عنوان اختیار فرمایا۔

حدیث (۳۴۳۴) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَبِضُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بَعَمِ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ جب قط سالی میں جلا ہوتے کہ بارش نہ ہوتی تو حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے۔ فرماتے تھے اے اللہ! پہلے تو ہم اپنے نبی کو تیری طرف وسیلہ بیان کرتے تھے تو ہمیں بارش سے سیراب کرتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں۔ پس ہم کو پانی سے سیراب فرما پس ان پر بارش برسائی جاتی تھی۔

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۳۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخِزْمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا آتَاَهُ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسٍ خَبِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا لُورَثَ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ يَعْنِي

مَا لِلَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَالِ وَلِئِنْ وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمَلَنَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشْهَدُ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَقَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَعَظَمُوا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف پیغام بھیجا۔ جس کے ذریعہ وہ آپ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صدقات کا مطالبہ کرتی تھیں جو مدینہ اور فدک میں اور خیبر کے شمس میں سے جو کچھ باقی بچ گیا تھا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب مسلمانوں کے لئے صدقہ ہے۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کتبہ اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھاتا رہے گا۔ کھانے سے ان کا زیادہ کوئی حق نہیں ہے۔ اور اللہ کی قسم! میں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں سے کسی حالت کی تبدیلی نہیں کروں گا جس حالت پر وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور میں ضرور بالحدود ان میں وہی عمل جاری رکھوں گا جو عمل اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روار کھتے تھے۔ پھر حضرت علیؓ حاضر ہوئے آ کر کہنے لگے ابو بکر! ہم آپ کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں پھر انہوں نے جناب رسول اللہ سے اپنی رشتہ داری کا ذکر کیا اور اپنے حقوق جتلائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری سے بہتر سلوک کرنا میرے نزدیک اپنی رشتہ داری سے بہتر سلوک کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیث (۳۴۳۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ النَّخَعِيُّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے اہل بیت کے بارے میں خاص خیال رکھوانا احرام کرو۔

حدیث (۳۴۳۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ النَّخَعِيُّ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَعْرُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاطِمَةٌ بِضْعَةٌ مِثْلِي لَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي.

ترجمہ۔ حضرت مسوید بن معرورؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔ بغضہ کے معنی ٹکڑے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ میرے بدن کا حصہ ہے یہ جملہ آپؐ نے اس وقت فرمایا جب حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے خطبہ کر رہے تھے۔

حدیث (۳۴۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطِمَةً ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهِ الْبَيْتِ لِبُضْ فِيهَا لَسَارَهَا بِشْيٍ وَفَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاَهَا لَسَارَهَا فَضَجَّكَتْ قَالَتْ لَسَاَلَتْهَا عَنْ ذَلِكَ قَالَتْ سَارَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ لِي وَجْهِهِ الَّذِي

تَوَفَّى فِيهِ لَبَكِيَّتٌ ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ اتَّبَعَهُ فَصَحَّحْتُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بلا لیا اور ان سے کچھ رازداری کی بات کی تو وہ رو پڑیں پھر ان کو بلا کر کچھ آہستہ سے بات کی تو وہ ہنس پڑیں میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جو مجھ سے رازداری کی بات کی تو اس میں مجھے بتلایا کہ میری اسی مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی میری موت واقع ہو گی تو میں رو پڑی۔ پھر رازداری سے بتلایا کہ ان کے اہل بیت میں سے جو پہلے پہل ان کے پیچھے آئے گی وہ میں ہی ہوں گی۔ جس پر میں ہنس پڑی۔

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کے بارے میں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَّارِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ الْحَوَّارِيُّ لِيَبَاضِ لِبَيَاهِمِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور حواریوں کا نام ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے رکھا گیا۔

حدیث (۳۴۳۹) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ ابْنُ عَفَّانٍ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى لَدَخْلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقَالُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَّتْ لَدَخْلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسَبُهُ الْحَارِثُ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَّتْ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ مروان بن الحکمؓ خبر دیتے ہیں کہ کسیر کی وبا والے سال یعنی ۳۱ھ میں حضرت عثمان بن عفانؓ پر بھی کسیر کی بیماری کا سخت ترین حملہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے آپ کو حج کرنے سے بھی روک دیا۔ اور انہوں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تو آپ کے پاس قریش کا ایک آدمی آیا۔ جس نے کہا کہ آپ خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ دوسرے لوگ بھی یہ کہہ رہے ہیں اس نے کہا ہاں! پوچھا وہ کون ہے تو وہ خاموش رہا پھر ایک دوسرا آدمی داخل ہوا میرا گمان ہے کہ وہ حارث بن الحکم تھا۔ اس نے بھی کہا کہ آپ اپنا جانشین نامزد کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کیا دوسرے لوگ بھی کہہ رہے ہیں اس نے کہا ہاں ان کا بھی یہ مطالبہ ہے۔ انہوں نے پوچھا کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں تو حارث بھی خاموش رہے۔ حضرت عثمانؓ نے خود ہی فرمایا کہ شاید وہ لوگ حضرت زبیرؓ کا نام لے رہے ہیں حارث بولا ہاں! تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا خبردار! اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے جہاں تک میں جانتا ہوں وہ ان سب لوگوں میں سے بہتر ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیث (۳۴۵۰) حَدَّثَنَا غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ آتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيلَ ذَاكَ قَالَ نَعَمْ الزُّبَيْرُ قَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ فَلْتَا.

ترجمہ۔ مروانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور وہ کہنے لگا کہ آپ کوئی اپنا جانشین مقرر فرمائیں۔ حضرت

عثمان نے پوچھا کیا لوگوں میں یہ کہا جا رہا ہے۔ اس نے کہا ہاں! حضرت زبیرؓ کا نام لیا جا رہا ہے۔ فرمایا خبردار! اللہ کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ تم سب میں سے بہتر ہے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

حدیث (۳۴۵۱) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کا ایک قلمس مدگار ہوتا ہے اور میرا حواری حضرت زبیرؓ ہے۔

حدیث (۳۴۵۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي الْبَيْتِ فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرْسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتَكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوْ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بَنِي قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ لِيَأْتِيَنِي بِخَبَرِهِمْ فَأَنْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوهُ فَقَالَ لِفَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ خندق و احزاب میں حاضر تھا میری اور حضرت عمر بن سلمہ کی ڈیوٹی عورتوں کی حفاظت کے لئے لگائی گئی تھی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ حضرت زبیرؓ اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ میں آ جا رہے ہیں۔ کوئی دوسرے یا تین مرتبہ آئے ہوں گے پس جب میں اپنی ڈیوٹی سے واپس آیا تو میں نے اباجان سے پوچھا کہا اے اباجان! میں نے آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ کیا ماجرا تھا فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ میں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون شخص ہے جو بنو قریظہ میں جائے اور ان کے حالات مجھے پہنچائے پس میں چلا گیا جب واپس آیا تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین میرے لئے جمع فرمائے۔ یعنی آپ نے فرمایا میرا باپ اور ماں تجھ پر قربان ہوں۔

حدیث (۳۴۵۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِيهِ غُرُورَةَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَوْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَتَشُدُّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضْرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَتُهُ ضَرْبَتَاهَا يَوْمَ بَلَدٍ قَالَ غُرُورَةُ فَكُنْتُ أَدْخُلُ أَصَابِعِي فِي بِلَکِ الضَّرْبَتَاتِ الْعَبِّ وَأَنَا صَغِيرٌ.

ترجمہ۔ حضرت مرداسؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے برمک کی لڑائی میں حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا آپ دشمنوں پر حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ اس حملہ میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے دشمنوں پر ہلہ بول دیا تو مخالفین نے ان کے کندھے پر تلوار کے دو زخم لگائے ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا تلوار کا زخم تھا جو آپ کو بدر کی لڑائی میں لگا تھا حضرت مرداس بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان دونوں زخموں میں اپنی انگلیاں کھسیڑ دیتا تھا۔ میں بچہ تھا جب کہ میں ان زخموں سے کھلتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حواری مولوی محمد حسنؒ کی تقریر میں ہے کہ حواری اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے کپڑے سفید ہوں۔ اور صاف سترے ہوں۔ اسی طرح اس کو بھی حواری کہتے ہیں جو دوسروں کے کپڑے سفید کرتا ہو۔ جسے دھو بی کہتے ہیں پھر حواری ان کے سفید کپڑے ہونے کی وجہ سے کہنے لگے یا اس لئے کہ بعض ان میں سے گذر تھے چونکہ یہ لوگ اپنے نبی کے قلمس اعلیٰ درجہ کے ہوتے تھے۔ پھر مطلقاً قلمس کو

حواری کہنے لگے۔ خواہ اس کے پڑے سفید ہوں یا نہ ہوں۔ دعویٰ ہو یا نہ ہو تو حدیث مرفوع میں حواری کے معنی مخلص کے ہیں۔
تشریح از قاسمی۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام آپ سے تھے۔ مگر حضرت زبیرؓ حواری یوم احزاب میں بنو
 لہبہ کی خبریں لانے کی وجہ سے کہا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ فقال عثمان وقالوا الخ حضرت عثمانؓ کی غرض اس سے یہ ہے کہ آیا دوسرے لوگ بھی خلیفہ نامزد کرنے کا
 مطالبہ کر رہے ہیں یا یہ قول صرف تم اکیلے کا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ مولوی محمد حسنؒ کی تقریر میں بھی یہی معنی مراد لئے ہیں کہ یہ مطالبہ صرف تمہارا ہے یا دوسرے لوگ بھی کہہ رہے
 ہیں۔ یہ مطلب حضرت گنگوہیؒ کی ایجاد ہے۔ شرح میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ شاید ان کے مطالبہ کا غلط تفسیر کی دہاؤ تھی۔ مقصد پوچھنے کا یہ
 تھا کہ کیا سارے لوگ میری زندگی سے مایوس ہو چکے ہیں تو اس سے لوگوں کی آپ پر ناراضگی کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ناراضگی تو دور خلافت کے آخر
 زمانہ میں ہوئی۔ اور کسیر کی دہاؤ کا دور پہلا دور خلافت ہے۔ بتابریں تاریخ اُخلفاء میں علامہ سیوطیؒ نے امام زہریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ
 کا دور خلافت بارہ سال ہے۔ پہلے چھ سال تو ان کی خلافت کے ایسے گزرے کہ اس میں آپ احب الناس تھے۔ کوئی بھی آپ پر ناراض نہیں
 تھا۔ بلکہ حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ محبوب الناس تھے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ سخت گیر تھے حضرت عثمانؓ نرم مزاج تھے۔ اور لوگوں سے بہترین سلوک
 کرنے والے تھے۔ آخری چھ سال میں جب لوگوں کے معاملات میں سستی برتی جانے لگی اپنے اقرباء کو عامل بنایا تو لوگ خلاف ہو گئے۔

تشریح از قاسمی۔ واوصی کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے لئے نامزدگی لکھوائی تھی اور حمران
 اپنے کا تب سے کہا کہ اسے غلطی رکھنا۔ لیکن اس نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو بتلادیا۔ جس پر حضرت عثمانؓ ناراض ہوئے اس کو مدینہ سے بدر کر
 کے لہجہ بھیج دیا۔ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ عرصہ چھ ماہ بعد وفات پا گئے۔ ان کا سن وفات ۳۲ھ ہے۔

الحارث بن الحکم یہ مردان بن الحکم کا بھائی تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ کے گھیراؤ کے زمانہ میں موجود تھا۔ اور خلافت معاویہ تک زندہ رہا۔
 خیرہم سے مراد بنو امیہ ہیں جو خلافت کے طلب گار تھے۔ درنہ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ سب صحابہ کرام سے بہتر تھے جس پر
 سب کا اتفاق تھا۔ بلکہ بعض کے نزدیک تو حضرت عثمانؓ سے بھی بہتر تھے۔ واللہ اعلم

ہرموک شام کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں خلافت عمرؓ کے دور میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان اس مقام پر ۳۵ھ میں
 جنگ ہوئی جس میں رومیوں کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور ان کے چالیس ہزار قیدی بنے۔ اور مسلمانوں کے چالیس ہزار آدمی
 شہید ہوئے۔ رومیوں کی تعداد سات لاکھ تھی۔ جس میں کامیابی مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ

وَقَالَ عُمَرُ تُوِفِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا تذکرہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؐ
 حضرت طلحہؓ سے راضی تھے۔

حدیث (۳۴۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْخَنِغِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ بَلَدِكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ طَلْحَةَ
وَسَعْدَ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابومحسان فرماتے ہیں کہ بعض ان جنگوں میں جن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی لڑی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوائے حضرت طلحہ اور سعد کے کوئی باقی نہ رہا یہ خود ان دونوں کی اپنی حدیث میں ہے۔

حَدِيث (۳۳۵۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ قَتَيْبِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ النَّبِيِّ وَلِيَّ يَهَا
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ خَلَّتْ.

ترجمہ۔ حضرت قتیب بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ جس سے غزوہ احد میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا تھا وہ مثل ہو گیا۔ یعنی بے حس ہو گیا۔

تشریح از قاسمی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ احد کی لڑائی میں حضرت طلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہ کر آپ کی حفاظت فرمائی۔ جس سے انہیں اسی ۸۰ سے کچھ اوپر زخم آئے۔ اور تلواریں کے وار کو انہوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تو ہاتھ مثل اور بے حس ہو گیا جس پر آپ نے فرمایا اوجب طلحة الجنة کہ حضرت طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کر لیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

الزُّهْرِيُّ وَبَنُو زُهْرَةَ أَخُو النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کے فضائل کے بارے میں اور بنو زہرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموئہاں کہتے تھے۔ اور سعد بن مالک ہیں یعنی ابو وقاص کا نام مالک تھا جو کلاب بن مرہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتے ہیں اور السیب حضرت سعد کے دادا حضرت آدم امام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کہتے تھے۔

حَدِيث (۳۳۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

ترجمہ۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو تم پر قربان کرنے کے لئے جمع فرمایا۔

حَدِيث (۳۳۵۷) حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْخ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا لَكَ الْإِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں اسلام کا تیرا آدمی ہوں۔

تشریح از قاسمی۔ اگر اذکال ہو کر اسباب میں تو وہ اپنے آپ کو اسلام کا ساتواں آدمی شمار کرتے ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ مردوں میں سے تیرے اور مجموعہ میں سے ساتواں ہوں گے وہ عمرہ و مشرہ صحابہ میں سے ہیں اور قاتر قارس ہیں متحاب الدعوات بھی تھے۔

حَدِيث (۳۳۵۸) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الْخ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكُنْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَلْأَسْلَامِ تَابِعُهُ أَبُو أُسَامَةَ الْخ عَنْ قَتَيْبِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا

نَفَرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّىٰ إِنْ أَخَذْنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ
الْبُعِيرُ أَوْ الشَّاةُ مَا لَهُ خَلَطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّزُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ حَبِثُ إِذَا وَضَلَّ عَمَلِي
وَكُنَّا وَشَوَابِهِ إِلَى عَمَرَ قَالُوا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ يَقُولُ وَأَنَا ثَالِثُ
ثَلَاثِهِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں جس دن میں مسلمان ہوا ہوں اس دن اور کوئی مسلمان نہیں ہوا اسی حالت میں میں نے سات
دن گزار دیئے کہ میں ٹکٹ اسلام تھا ابواسامہ نے اس کی متابعت کی ہے۔ اس سند میں ہے کہ قیس فرماتے ہیں میں نے حضرت سعدؓ سے سنا
فرماتے تھے میں عرب کا پہلا آدمی ہوں جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں جا
تے تھے ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز نہیں ہوتی تھی سوائے درخت کے پتوں کے یہاں تک کہ ہم میں سے ایک اس طرح لید کرتا تھا جیسے اونٹ یا
بکری میٹکنیاں پھینکتی ہیں کہ اس میں کسی طرح کی خلط ملط نہیں ہوتی سب الگ الگ ہوتی ہیں پس آج بنواسد مجھے اسلام پر ڈانٹ ڈھٹ کرتے
ہیں۔ اس صورت میں تو میں نامراد اور ناکام ہوا اور میرے محل ضائع ہوئے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو ان کی چٹخوڑی کی تھی جب کہ وہ کوفہ کے
گورز تھے۔ کہتے تھے کہ حضرت سعدؓ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ٹکٹ الاسلام کا مطلب یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جو تین آدمی تھے ان میں تیسرا میں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ما اسلم احدیہ اپنے گمان کے مطابق فرما رہے ہیں ورنہ مسلمان اپنا اسلام چھپاتے تھے تو جس دن یہ مسلمان
ہوئے تو انہوں نے ان پر اپنا اسلام ظاہر کیا یہ سمجھے کہ یہ لوگ آج ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ اسی طرح ٹکٹ الاسلام بھی اپنے ظن کے مطابق فرما رہے ہیں۔
تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مشہور یہی ہے کہ وہ ثالث ٹکٹہ ہیں۔ ایک یہ دوسرے حضرت بلالؓ اور تیسرے حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ مولانا
محمد حسن کئی کی تقریر میں ہے کہ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جس مجلس میں یہ مسلمان ہوئے اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان تین کے
علاوہ اور کوئی نہیں تھا تو انہوں نے یہی سمجھا کہ بس ان کے علاوہ اور کوئی مسلمان نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یقینی بات ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ
ؓ اسلام لا چکی تھیں۔ لہذا یہ خصوصیت مراد لی ہوگی۔ اور حضرت عمارؓ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ آپؐ کے ہمراہ پانچ غلام اور ابو بکر صدیقؓ
تھے۔ تو معلوم ہوا کہ رجال احرار مراد ہیں۔ دیگر حضرات کی اطلاع ان کو نہ ہو سکی ہو۔ قسطلانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ چھ حضرات کے بعد یہ ساتویں
مسلمان تھے اس وقت ان کی عمر سترہ برس تھی اور حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور احرار سے بھی بالغ مراد ہوں گے۔ کیونکہ حضرت علیؓ
بھی پہلے بچے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

رمی بسہم یہ سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلبؓ ہے۔ وہ عبیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال عمر میں بڑے تھے جن کو
آپؐ نے مہاجرین ساٹھ گھوڑے سواروں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی تھے۔ اور آپؐ نے ان کو جہنڈا بھی عطا
فرمایا۔ تو عبیدہ پہلے شخص ہیں جن کے لئے آپؐ نے جہنڈا باندھا۔ عبیدہ اور ابوسفیانؓ جو مشرکین کے سالار تھے دونوں کی آپس میں مٹھ بھیر ہوئی یہ
پہلی لڑائی تھی جو اسلام میں برپا ہوئی اور اسی میں حضرت سعدؓ نے تیر پھینکا تھا۔ اور یہ سریہ بن پہلی ہجری میں روانہ ہوا تھا۔ اور رابع کے مقام پر قریش
کے قافلہ سے مقابلہ ہوا۔ جنہوں نے خوب آپس میں تیر اندازی کی۔ حضرت سعدؓ پہلے تیر پھینکنے والے تھے۔

تعزلی التعلو ذلی اور ایک روایت میں تعرونی یعنی مجھے عار دلانے ہیں کہ اسے تو نماز پڑھنی نہیں آئی حالانکہ میں تو قدیم الاسلام ہوں۔
لقد خبت اذن یعنی اگر مجھے ان سے نماز سیکھنے کی ضرورت ہے تو میری ساری سچی زندگی کے اعمال ضائع ہو گئے۔

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ
ترجمہ۔ اصہار صہر بکسر الصاد کی جمع ہے قرابت کے معنی میں۔ لیکن عرب میں اس کا اطلاق بیٹی اور بہن کے خاوند پر ہونے لگا جسے ہندی میں داماد اور بہنوی کہتے ہیں۔ بہر حال عورتوں کی طرف سے قرابت کو صہر سے تعبیر کرتے ہیں آپ کے ایک داماد حضرت ابوالعاص بن الربیع تھے جو حضرت زینب دختر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند تھے۔

حدیث (۳۴۵۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ الْمُسَوِّرِينَ مَخْرَمَةً قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعْتُ بِذَلِكَ فَاطِمَةَ فَاتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاصِحُ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ جِئْتُ تَشْهَدُ يَقُولُ أَمَا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُسَوَّءَ هَا وَاللَّهِ لَا تَجْمَعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخُطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا عَنْ مَسْرُورٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتْنِي عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَأَعَدَّنِي قَوْلِي لِي.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن غرمرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضرت فاطمہؑ نے سن لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں پس کہنے لگیں کہ آپ کو قوم کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لئے غضب ناک نہیں ہوتے۔ یہ دیکھے حضرت علیؑ ہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہو کر فرمانے لگے تو حضرت فاطمہؑ نے آپ کو کہتے سنا اما بعد میں نے ابوالعاص بن الربیع سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا پس جو کچھ اس نے میرے سے کہا اسے سچ کر دکھایا۔ سنا فاطمہ میرے بدن کا کٹورا ہے میں نہیں چاہتا کہ اسے کوئی بات بری لگے اللہ کی قسم! ایک شخص کے پاس رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی اکٹھی نہیں رہ سکتیں پس حضرت علیؑ نے خطبہ چھوڑ دیا۔ محمد بن عمرو نے اپنی سند سے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ مسور کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ بنی عبد شمس کے اپنے داماد کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس کی قرابت اور دامادی کو اچھی طرح سراہتے تھے۔ فرمایا اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچ کر دکھایا میرے سے اس نے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یزعم قومک صفحہ ۸۷۵۲۸ گویا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے سچ کہا ہے۔ کیونکہ آپؑ حضرت علیؑ کے مقصد و مطلوب پر کوئی لدغن نہیں لگاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تیسیر القاری میں یزعم قومک کا مطلب بیان کیا ہے کہ آپؑ کی بیٹیوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو آپؑ کی قوم کا

گمان ہے کہ آپؐ ان کی وجہ سے غصہ و غضب میں نہیں آتے۔ یہ آپؐ کا خلقِ عظیم لوگوں کو معلوم تھا۔ یا یہ کہ حضرت عثمانؓ پر آپؐ کو غصہ نہیں آتا کہ دُخترِ نبیؐ گھر میں رکھنے کے باوجود وہ باندیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ حافظؒ نے اس حدیث پر بہت اسبابِ نقل کئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے عوم جواز پر نظر رکھتے ہوئے خطبہ کیا۔ جب آپؐ ناراض ہوئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اس لئے دیا تاکہ لوگوں کو حکمِ شرعی معلوم ہو جائے اور اس پر ایمانی طور پر عمل پیرا ہوں۔ یا کم از کم اقلیت کے درجہ میں رکھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ "فالنی علیہ فی مصاہرتہ کیونکہ جب مشرکوں نے ان کو بی بی زینب کے طلاق دینے پر مجبور کیا تو انہوں نے انکار کر دیا جس کا آپؐ شکریہ ادا کر رہے ہیں اور وہ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت کی اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

لحدثنی لصدقنی شاید اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ بی بی زینب پر کوئی سوکن نہیں لائے گا۔ جس کو انہوں نے پورا کیا حضرت علیؓ نے ایسا وعدہ کیا تھا لیکن وہ بھول گئے۔

وعدنی فوفی لی ابوالعاص بدر کی لڑائی میں قید ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے اس شرط پر اسے چھوڑ دیا کہ وہ حضرت زینب کو بھیج دے گا۔ چنانچہ اس نے اس کو پورا کیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا
ترجمہ۔ حضرت زید بن حارثہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔ حضرت براءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تو ہمارا بھائی ہے اور آزاد کردہ غلام ہے۔

حدیث (۳۴۶۰) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْخِزَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَقَطَعْنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي أَمَارَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَطَعْتُمْوا فِي أَمَارَتِهِ لَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونِ فِي أَمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْأَمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی کے موافقہ پر ایک لشکر روانہ فرمایا جن کا امیر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنایا۔ تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا (کہ یہ تو اٹھارہ سال کا لوجوان ہے) جس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ آج حضرت اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے ان کے باپ زید بن حارثہؓ پر بوجہ مولیٰ ہونے کے طعن و تشنیع کر چکے ہو۔ جب کہ وہ جنگ موتہ میں امیر بنائے گئے تھے حالانکہ اللہ کی قسم! ان کا باپ زیدؓ امارت کے لائق تھا۔ اور یہ کہ وہ تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا اب ان کے بعد یہ بھی تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

حدیث (۳۴۶۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الْخِزَنِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِمٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُصْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنْ هَذِهِ الْأَلْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسَرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَهُ عَائِشَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک قیافہ دان میرے پاس آیا جب کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ اور زید بن حارثہ دونوں باپ بیٹا لیٹے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ پاؤں تو ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوتے ہیں جس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ اسے پسند کیا اور حضرت عائشہؓ کو اس کی خبر دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قالت دخل علی قائف صفحہ ۱۸۷۵۲۸ از شیخ زکریا مولوی محمد حسن کئی نے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ اس میں تسامع ہے۔ دراصل قائف مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ دونوں باپ بیٹا مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ تو جب قائف نے یہ بات کہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس گھر میں داخل ہوئے اور یہ خبر ان کو بتلائی ورنہ قائف حضرت عائشہؓ کے پاس کیسے آسکتا ہے اور یہ دونوں باپ بیٹے ان کے پاس کیسے لیٹ سکتے ہیں اگرچہ علامہ بیہوشی نے اسے نزول حجاب سے پہلے پر محمول کیا ہے یا بعد نزول بھی ہو تو پردے کے پیچھے سب کچھ ہوا۔ لیکن حضرت قطب گنگوہیؒ کی توجیہ اس لئے بہتر ہے کہ کتاب الفرائض میں حضرت عائشہؓ کی روایت آ رہی ہے۔ جس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خوشی خوشی میرے پاس تشریف لائے اور عمرز قائف کا واقعہ بیان کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت زید بن حارثہ قبیلہ بنو کلب کے آدمی تھے۔ ان کی والدہ ان کو لے کر اپنے میکے جا رہی تھیں کہ لوٹ پڑ گئی وہ حضرت زیدؓ کو اٹھا کر سوق عکاظ میں بیچنے کیلئے لے آئے جن کو حضرت حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے لئے چار سو درہم پر خرید کر لیا۔ جب حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی شادی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حبہ کر دیا۔ جب ان کا باپ حارثہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کو اختیار دے دیا کہ میرے پاس رہو یا باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو ترجیح دی۔ تو آپؐ نے انہیں لے پا لک بیٹا بنالیا۔ اور اپنی باندی ام ایمن سے ان کا نکاح کر دیا۔ جس سے حضرت اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے جن کا رنگ سیاہ تھا اور ان کے باپ زیدؓ سفید تھے لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے اگرچہ آپؐ کو ان کے صحیح المنسب ہونے کا یقین تھا۔ لیکن قیافہ دان کی تائید سے آپؐ کو خوشی ہوئی۔ جس کا اظہار آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے کیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ غزوہ موتہ میں لشکر کے سردار تھے۔ جس میں خیار صحابہ کرامؓ تھے۔ جن میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ بھی شامل تھے۔ بہر حال چونکہ یہ دونوں باپ بیٹا آزاد کردہ غلام تھے۔ عرب کے نخوت پسند لوگ موالی کی امارت سے گھمن کرتے تھے۔ اور ان کی اتباع سے کتراتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے اس اونچے نیچے کو ختم کر دیا۔ سابقہ اسلام۔ ہجرت۔ علم اور تقویٰ کو سر بلندی کا معیار قرار دیا۔ لیکن پھر بھی رؤسا قبائل کے دلوں میں یہ غلبان باقی رہا۔ بالخصوص اہل نفاق تو اس میں پیش پیش تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا۔ کیونکہ وہ اس لائق تھے کہ ان سابقہ فہمی الاسلام فضیلت اور قرب نبویؐ کی وجہ سے ان کو فوقیت دی گئی اور ان کے فضائل میں سے یہ ہے کہ قرآن مجید میں جماعت صحابہؓ میں سے صرف ان کا نام صراحتہ موجود ہے۔ اور وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اور ان کی یہ فضیلت کتنی اہم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باپ و بیٹا دونوں کو احب الناس الی فرما رہے ہیں۔ اور قرب کا کیا کہنا کہ زید بن محمدؓ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اور حضرت زینبؓ قریشہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اگرچہ نباہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں طلاق دینا پڑی۔ اور حضرت زینبؓ کو آپؐ نے ازواج مطہرات میں شامل فرمایا۔ وہ بڑی مسکین پرور تھیں۔ ام المساکین کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

ترجمہ۔ باب حضرت اسامہ بن زیدؓ کے تذکرہ میں

حدیث (۳۴۶۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمُخْرُومَةِ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش کو مخزومی عورت کے حال نے پریشان کیا۔ جس نے چوری کی تھی تو کہنے لگے اور تو سفارش کی کوئی جرات نہیں کر سکتا البتہ حضرت اسامہ بن زیدؓ یہ جرات کر سکتے ہیں کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

حدیث (۳۴۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ الْخ قَالَ سَفِيَانٌ ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيثِ الْمُخْرُومَةِ فَصَاحَ بَنِي قُلْتُ لِسَفِيَانٍ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مُخْرُومٍ سَرَقَتْ قَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہؓ نے چوری کی تو قریش نے کہا کہ اور تو کوئی شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش گفتگو کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تو انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو تیار کیا۔ جنہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات چیت کی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی بڑا شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جس وقت کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ جس پر وہ ہلاک ہو گئے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرنے والی ہوتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔

حدیث (۳۴۶۴) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ نَظَرْتُ ابْنَ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَنْظُرْ مَنْ هَذَا لَيْتَ هَذَا عِنْدِي قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هَذَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَاطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَفَرَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ.

ترجمہ۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب کہ وہ مسجد میں تھے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو مسجد کے ایک کونہ میں زمین پر اپنے کپڑے کھینچ رہا تھا تو انہوں نے پوچھا دیکھو یہ کون ہے۔ کاش! یہ میرے پاس ہوتا تو میں اسے نصیحت کرتا۔ تو کسی انسان نے ان کو بتلایا۔ کہ اے ابو عبدالرحمن کیا آپ ان کو نہیں پہچانتے یہ تو حضرت اسامہؓ کے بیٹے محمد ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہما سر جھکا لیا اور زمین کے اندر اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹھوگے مارنے لگے۔ پھر فرمایا کہ اگر انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو ان سے ضرور محبت کرتے۔

حدیث (۳۴۶۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنُ لِيَقُولَ اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا وَقَالَ نَعِيمُ الْخ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلَى

لَأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ ابْنَ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنَ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَرَأَهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُعَيِّمْ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْخ عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرَمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذَا دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُعَيِّمْ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هَذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحْبَبَهُ لَذَكَرَ حَبَّةً وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاصِنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حضرت حسن کو پکڑ لیتے تھے۔ پس فرماتے اے اللہ! آپ بھی ان دونوں سے محبت فرمائیں۔ کیونکہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ اور نعم اپنی سند سے امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے غلام حرمہ نے خبر دی کہ حجّاج بن امیمن جو حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے۔ اور امیمن حضرت اسامہؓ کی ماں کی طرف سے بھائی لگتے تھے کیونکہ حضرت زیدؓ نے عید کے بعد حضرت ام ایمن سے نکاح کیا جس سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے اور امیمن انصار کا آدمی تھا۔ جن کا باپ عبید بن عمر خزرجی حبشی تھا جس نے حضرت ام ایمن سے زید بن حارثہ سے پہلے نکاح کیا تھا اور اس سے امیمن پیدا ہوئے تھے جو حنین میں شہید ہو گئے بہر حال حجّاج بن امیمن مسجد میں داخل ہوئے۔ انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں لیکن رکوع اور سجود پورا نہیں کرتے۔ جس پر انہوں نے فرمایا نماز کو لوٹاؤ نماز نہیں ہوئی۔ امام بخاریؒ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حرمہ مولى اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ تھے کہ اچانک حجّاج بن امیمن مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ لیکن نہ تو رکوع پورا کرتے تھے اور نہ سجود تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوئی لوٹاؤ۔ پس جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو ابن عمرؓ نے مجھ سے پوچھا یہ کون تھا۔ میں نے کہا حجّاج بن امیمن جو حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے۔ جس پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اگر اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو اس سے ضرور محبت کرتے۔ تو پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت امیمن اور ام ایمن کی اولاد سے تھی ان کو یاد کیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے بعض اساتذہ نے سلیمان بن عبدالرحمن سے یہ الفاظ زائد نقل کئے کہ حضرت ام ایمنؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کنندہ تھی۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ فصاح ہی ۲۲/۵۲۷ شاید یہ کسی معاملہ میں مشغول ہوں گے۔ تو ایسی حالت میں ان سے حدیث کے متعلق سوال کرنا مشکل تھا اس لئے آواز دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکتوبیؒ کی تقریر میں ہے کہ سفیان فرماتے ہیں کہ امام زہریؒ کسی غم میں مبتلا تھے۔ جب میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ میں کسی حالت میں ہوں اور تمہارا یہ حال ہے کہ جب آتے ہو کوئی نہ کوئی سوال ضرور کرتے ہو چنانچہ میں محروم چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے یہ حدیث اور کسی سے اخذ نہیں کی البتہ ابوب عن الزہریؒ کی کتاب میں اس حدیث کو دیکھا حافظ فرماتے ہیں کہ حجّاج بن امیمن کا اس حدیث کے متعلق سوال کرنا اس لئے تھا کہ زہریؒ قریشی تھے۔ اور عورت مخروم یہ وقریشی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لفظا ابن عمرؓ شاید ابن عمرؓ و حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات یاد آ گئے ہوں۔ کہ آپ ان سے کس قدر محبت کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ تعظیماً حضرت ابن عمرؓ نے سر جھکا لیا اور حاشیہ میں ہے کہ ندامت کی وجہ سے ایسا کیا۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو ترجمہ بیان کی ہے وہ سب سے عمدہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لاجہ چونکہ ابن عمرؓ نے زید بن حارثہ امین اور ان دونوں کی اولاد سے جو محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی تھی اس پر قیاس کرتے ہوئے یہ فرمایا اللھم احبھا الخ معلوم ہوا کہ ان ہردو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت محض اللہ کی رضا کیلئے تھی تھی تو اللہ کی محبت کو اپنی محبت پر مرتب فرمایا۔ اس حدیث سے حضرت اسامہؓ اور حضرت حسنؓ کی منقبت ثابت ہوئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ بعض اصحاب کی جہالت اس سے دور ہو جائے گی کہ امام بخاریؒ ہمیشہ عادل ہی سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۶۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ بْنِ نَصْرِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَلَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقْصُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غَلَامًا أَغْرَبَ وَكُنْتُ أَنَا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَانَ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَانِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُشْرِ وَإِذَا لَهَا قُرْنَانِ كَحَقَرَيْنِ الْبُشْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَبَجَعْتُ أَقُولُ أَغْوَدُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ أَغْوَدُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي قَالَ سَالِمٌ لَكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر خواب کے لئے۔ بیان کرتا میری آرزو تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا کہ دو فرشتوں نے آ کر مجھے پکڑا اور جہنم کی آگ کی طرف مجھے لے گئے۔ اس جہنم کو دیکھا کہ جس طرح کنویں کے من بنے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح اس کے بھی کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اور کنویں کے دو کناروں کی طرح اس کے بھی دو کنارے ہیں۔ اور اس کے اندر کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچان لیا پس میں تو اغوذ باللہ من النار اغوذ باللہ من النار پڑھنے لگا۔ کہ جہنم سے اللہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ پس ان دو فرشتوں سے ایک تیسرا فرشتہ ملاقی ہوا۔ جس نے مجھے کہا کہ تم ڈرو مت پس میں نے یہ خواب اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہؓ سے بیان کیا جس کو حضرت حفصہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ عبد اللہ بہترین آدمی ہے۔ کاش! یہ رات کو نماز پڑھ لیتا۔ سالم ان کے بیٹے فرماتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بعد ازاں رات کو بہت تھوڑا سو یا کرتے تھے۔

حدیث (۳۴۶۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ بڑے نیک آدمی ہیں۔
تشریح از شیخ منگوبیؒ۔ قرنان کھولنی البشر صفحہ ۱۲۵۲۹ شاید یہ دو کنارے مجرموں کو داخل کرنے اور نکالنے کے ہوں گے۔
چونکہ یہ جہنم عالم مثال میں دکھائی گئی تھی۔ اس لئے ادنیٰ مشابہت بھی کافی ہے۔ ورنہ وہ درحقیقت جہنم تو نہیں تھی۔
تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت منگوبیؒ کی توجیہ لطف ہے اور کسی شارح نے اس کو بیان نہیں کیا۔ اور کتاب التفسیر میں اس کا مفصل ذکر آ رہا ہے کہ جہنم کے کنارے ہر دو کناروں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ جس سے فرشتے لوگوں کو کھینچ رہے ہیں۔ رجل صالح میں آپ کی منقبت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

ترجمہ۔ حضرت عمارؓ اور حذیفہؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث (۳۴۶۸) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِيْ قُلْتُ مِنْ هَذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُيسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسِّرْ لِيْ قَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ أُمِّ عَبْدِ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوَسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى قَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَقْرَأْنِيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فِيهِ إِلَى فَيُ.

ترجمہ حضرت علقمہؓ تلمیذ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں آیا جامع مسجد میں دو رکعت تحمید المسجد پڑھی پھر میں نے دعا مانگی اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی مہیا فرما۔ پس میں لوگوں کے پاس آیا اور ان کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا ابو الدرداءؓ صحابی رسول ہوں۔ میں نے عرض کی کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مہیا فرماتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لئے مہیا فرمادیا انہوں نے پوچھا آپ کن لوگوں میں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ اہل کوفہ میں سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر ابن ام عبد اللہ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جن کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک۔ نکلیے اور لوٹا ہوتا تھا۔ اور کیا تمہارے اندر وہ شخص نہیں ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی عمار بن یاسرؓ اور کیا تمہارے اندر وہ رازدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے جن کے سوا حضورؐ کے راز کسی کو معلوم نہیں تھے۔ اور سناؤ کہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سورت واللیل اذا بغشی کو کس طرح پڑھتے تھے۔ تو میں نے ان کو اس کی قرأت سنائی۔ واللیل اذا بغشی والنہار اذا تجلی وما خلق الذکر والانثی الخ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا تھا جب کہ آپ کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ یعنی بالشاذ آئے سامنے بیٹھ کر پڑھایا۔

حدیث (۳۲۶۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ذَهَبَ عَلَقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِينَكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَلْعَنُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حَذِيفَةَ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِينَكُمْ أَوْ مِنْكُمْ الَّذِي آجَزَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَارًا قُلْتُ بَلَى أَلَيْسَ فِينَكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ أَوْ السِّرَارِ قَالَ بَلَى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى قُلْتُ وَالذَّكْرُ وَالْأُنْثَى قَالَ مَا زَالَ بِي هَوْلًا حَتَّى كَادُوا يَسْتَرْثُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ شام کے ملک کی طرف گئے پس وہاں پہنچ کر جامع مسجد میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! کسی نیک ساتھی کی سہولت بہم پہنچا۔ تو انہیں حضرت ابوالدرداءؓ کی محبت نصیب ہوئی حضرت ابوالدرداءؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں انہوں نے کہا کہ کوفہ والوں میں سے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارے اندر یا تم میں سے وہ شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار بن یاسرؓ۔ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم میں یا تم میں سے وہ راز دان نبوی نہیں ہے جس کے سوا آپؐ کے راز اور کوئی نہیں جانتا۔ یعنی حضرت حذیفہؓ۔ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں پھر پوچھا کیا تمہارے اندر یا تم میں سے وہ صاحب نہیں ہے جن کے پاس آپؐ کا مسواک رہتا تھا یا ان کی ذات ہی کافی تھی۔ جن کو آپؐ کے پاس جانے کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ۔ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ پوچھا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ واللیل اذا بغشی والنہار اذا تجلی کیسے پڑھتے تھے میں نے کہا والذکر والانثی فرمایا یہ لوگ شامی ہیں جو ہمیشہ اصرار کرتے رہے قریب تھا کہ مجھے اس چیز سے پھسلا دیتے جو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الیس فیکم صاحب السر صفحہ ۵۲۹/۲۳ بعض غرودات کے سفر میں منافقین نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان سے محفوظ رکھا۔ اس وقت آنجناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت حذیفہؓ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اس لئے حضرت حذیفہؓ نہیں پہچانتے تھے کہ وہ کون کون ہیں۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس قصے کو بیان کرنے سے روک دیا تھا۔ ان کی موت کے بعد حضرت حذیفہؓ ان کے حالات بتاتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی مر جاتا تو حضرت عثمانؓ سے پوچھتے تھے کہ کیا اس کا جنازہ پڑھا جائے یا نہ۔ اگر وہ روک دیتے تو یہ رک جاتے تھے۔ اگر حکم دیتے تو جنازہ پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ حضرت حذیفہؓ صحابہ کرامؓ میں صاحب سر رسول اللہ کے لقب سے مشہور تھے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ منافقین کے احوال سے بھی واقف تھے جو آپؐ کی امت میں بعد ازاں پیش آنے والے تھے۔ کہتے ہیں وہ منافقین جن کے راز حضرت

حذیفہؓ کے پاس تھے ان کی تعداد سترہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا میرے عمال میں سے بھی ان میں سے کوئی ہے تو انہوں نے فرمایا ایک آدمی ہے۔ پوچھا وہ کون ہے۔ تو انہوں نے صراحۃً تو نہ بتلایا اشارہ کنایہ سے حضرت عمرؓ کو علم ہو گیا۔ تو اسے معزول کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ احزاب میں ان کو اکیلے قوم کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا تو وہ ان کی خبر لے کر آئے تھے۔

کان عمرو یساکہ کربانیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا تھا تو حضرت حذیفہؓ کا انتظار کرتے اگر وہ جتنا زہ کی نماز میں شامل ہوتے تو یہ بھی جنازہ پڑھتے۔ ورنہ نہیں پڑھتے تھے۔ اگر چہ وہ دوسرے شہروں میں ہوتے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صاحب النعلین والوسادة والمظهرة قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار اور لازم ملازم صحابی تھے۔ مجالس میں آپؐ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ اور آپؐ کا جوتا مبارک ان کے پاس ہوتا اور غلوت میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوتے۔ یہاں تک کہ ستر ٹھیک کرتے اور سر ہاندر رکھتے تھے اور جب آپؐ سو جاتے تو یہ آپؐ کے لئے پانی کا انتظام کرتے۔ سفر و حضر میں لوٹا طہارت کیلئے اٹھایا کرتے تھے۔ تو ایسے لازم ملازم صحابی کے پاس شریعت کا علم کافی دانی ہوگا جو طالب علم کو دوسرے سے مستغنی کر دیتا ہے۔

والذکر والانشی پہلے اس طرح نازل ہوا۔ بعد ازاں وما خلق الذکر والانشی نازل ہوا جس کو ابن مسعودؓ اور ابو الدرداءؓ نے نہیں سنا۔ باقی لوگوں نے سنا اور اس کو قرآن مجید میں برقرار رکھا۔ اور ابن مسعودؓ کا یہ بھی گمان ہے کہ معوذتین قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔

اهل الکوفة سے مراد وہاں کے بلکہ عراق مراد ہے۔ سواد سے مراد یا تو مسافر ہے کہ آپؐ جب آہستہ باتیں کرتے ہوں یا سواد سے شخص مرا د ہے۔ کہ بیان کی خصوصیت تھی کہ آپؐ کا کوئی راز ان سے پوشیدہ نہیں ہوتا تھا جب غسل کرتے تو یہ پردہ کرتے تھے جب سو جاتے تو یہ بیدار کرتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں صاحب السواد کے لقب سے مشہور تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ازواج مطہرات اور عمار کے پاس بھی آیا جایا کرتے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

ترجمہ۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۷۰) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ الْخَطَّابِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيْتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کیلئے ایک امانت دار ہوتا ہے۔ اے امت ہمارا امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہے۔

حدیث (۳۴۷۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخَطَّابِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَهْلِي نَجْرَانٌ لَا يَنْفَعُنِي عَنْكَ عَلِيٌّ يَمِينًا حَقٌّ أَمِينٌ فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ لَبَّعَتْ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران والوں سے فرمایا کہ میں تمہاری طرف ایک سچا امانت دار بھیجوں گا۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ تمہاں گئے گئے کہ کس کو بھیجے ہیں۔ پس آپؐ نے حضرت عبیدہ کو بھیجا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت ابوعبیدہؓ جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن بلال تھا۔ قرشی فہری تھے۔ ان کے نام پر ان کی کنیت غالب رہی۔ تمام غزوات میں آپؐ کے ساتھ شامل رہے۔ غزوہ احد میں آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ کہ چہرہ انور میں خود کی چوہہ کڑیاں گھس گئی

تھیں۔ انہوں نے ان کو اپنے دانتوں سے نکالا جس سے ان کے اگلے دو دانت ٹوٹ کر گر پڑے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شام کے امیر تھے۔ ۱۸ھ میں شام کے اندر ہی آپ کی وفات ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ حضرت ابوسعیدہ بن الجراحؓ تو عشرہ مبشرہ میں سے تھے ان کا ذکر عمارت حذیفہ وغیرہم حضرات سے کیوں مؤخر کیا۔ جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس جامع کے اندر احادیث کو بغیر کسی ترتیب کے کچھنا اتفاق جمع کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے قدم فی الاسلام کی رعایت کرتے ہوئے حضرات عمار وغیرہم کا ذکر پہلے کیا۔ نیز عشرہ مبشرہ میں سے تو خود عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعید بن زیدؓ بھی تو تھے۔ ان کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی جامع کا مسودہ بغیر ترتیب کے چھوڑ دیا تھا۔ جس میں ان لوگوں کے نام ذکر کئے جن میں نہ تو قدم اسلام کا نہ ہی سن رسیدہ ہونے کا اور نہ کسی اور افضلیت کا لحاظ کیا۔ جب کسی بات کی رعایت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر ترجمہ الگ الگ رکھا۔ ناقصین نے گڈمڈ کر دیا۔

امین کے معنی قابل اعتماد پسندیدہ آدمی اگرچہ یہ مفت صحابہ کرامؓ میں مشترک تھی۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرامؓ کو بعض صفات کے ساتھ مختص کر دیا۔ کہ اس مفت کا ان پر غلبہ ہوتا تھا۔ جیسے حیاء حضرت عثمانؓ کے لئے مختص فرمائی حالانکہ غسل خانہ میں بھی تینوں کپڑوں کے ساتھ نہاتے تھے جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

نجران یمن کا ایک شہر ہے۔ اشرف بمعنی اطلع۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

ترجمہ۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے فضائل میں

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَاتَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

ترجمہ۔ حضرت نافع بن جبیرؓ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو گلے سے لگالیا۔

حَدِيثُ (۳۴۷۲) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الْخ عَنْ الْحَسَنِ (بَصْرِي) أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جُنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ ابْنِي هَذَا

سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا جب کہ حضرت حسنؓ ان کے پہلو میں تھے کبھی

آپ کوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی ان حضرت حسنؓ کی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سر دار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔

حَدِيثُ (۳۴۷۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ

يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَجِبْهُمَا أَوْ كَمَا قَالَ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حضرت حسنؓ کو

پکڑ لیتے۔ اور فرماتے اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس آپ بھی ان دونوں سے محبت کریں۔ یا جیسے آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

حَدِيثُ (۳۴۷۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَمَّا ابْنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْنَادٍ

بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فُجِعَلْ فِي طَسَبٍ فَبَجَلْ يَنْكُثُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ آتَسُّ كَانَ أَشْبَهُهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ والی کوفہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک لایا گیا جس کو ایک تھال میں رکھا گیا تھا عبید اللہ ان کی آنکھ اور ناک میں لکڑی مارتا تھا اور ان کے حسن کے بارے میں کچھ عیب بیان کیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا وہ تو اہل بیت میں سے سب سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔ حضرت حسینؑ کے سر اور داڑھی کے بال و سسمہ سے رنگے ہوئے سیاہ تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کان مخضوبہ الخ صفحہ ۱۵/۵۳۰ خالص و سسمہ سیاهی پیدا نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ و سسمہ ایک بوٹی ہے کہ جس سے بالوں کو رنگ دیتے ہیں جس کا رنگ سیاهی نائل ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جنہوہ السواد کے معارض نہیں اس لئے کہ و سسمہ خالص سیاهی پیدا نہیں کرتا۔ ممانعت سیاهی خالص سے ہے۔ یا یہ کہ سیاهی مہندی پر غالب ہو۔ اگر حنا غالب ہو تو ممانعت نہیں ہے۔ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ بالوں کی سفیدی جوانی کے کالے بالوں سے غلط ملط نہ ہو۔ شیخ شاب جوان نہ لگے۔ علاوہ ازیں حضرت حسینؑ غازی شہید تھے۔ جہاد میں تو کالا خضاب بھی جائز ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے لگایا تھا۔ تاکہ کافر مرعوب ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ چونکہ بہت سے مناقب میں اشتراک ہے اس لئے امام بخاریؒ نے دونوں بھائیوں کا ذکر ایک باب میں کر دیا۔ حضرت حسنؑ تو رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی وفات ۵۰ھ میں مدینہ منورہ کے اندر زہرا خورانی سے ہوئی۔ حضرت حسینؑ ۴ھ شعبان میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۱ھ عاشورا کے دن کربلاء عراق میں شہید ہوئے۔

بہن فتنین ایک کثیر گروہ جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ وہ حضرت امام حسنؑ کے ہمراہ تھے اور ایک گروہ عظیم حضرت معاویہؓ کے ہمراہ تھا۔ حضرت حسنؑ نے قلت اور ذلت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض امت پر شفقت کرتے ہوئے ملک اور دنیا کو چھوڑ دیا۔

عبید اللہ بن زیاد یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی تھا۔ اس کے دورِ بامارت میں حضرت حسینؑ شہید ہوئے۔

حدیث (۳۴۷۵) حَدَّثَنَا حِجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الْخِ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأُحِبُّهُ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حسن بن علیؑ آپ کے کندھے مبارک پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس کو محبوب بنالے۔

حدیث (۳۴۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الْخِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَحَمَلَ الْحُسَيْنَ وَهُوَ يَقُولُ بِأَبِي شَيْبَةَ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَيْبَةً بَعْلِي وَعَلَيَّ يَضْحَكُ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھا جو آپ حضرت حسنؑ کو اٹھائے ہوئے تھے فرما رہے تھے میرے باپ کی قسم! یہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں۔ علیؑ کے ہم شکل نہیں ہیں۔ اور حضرت علیؑ پاس کھڑے کھڑے رہے تھے۔

حدیث (۳۴۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ الْخِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَزَلُّوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا آپؐ کے اہل بیت کے بارے میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کرو یعنی ان کی وجہ سے ان کا احترام کرو۔

حدیث (۳۴۷۸) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَارَنَا عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حسن بن علیؓ سے زیادہ کوئی شخص کوئی بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل نہیں تھا۔
تشریح از قاسمیؒ۔ ترمذی شریف کی روایت کے مطابق سینہ سے سر تک تو حضرت حسنؓ آپؐ کے مشابہ تھے۔ اور سینے سے نیچے تک حضرت حسینؓ مشابہ تھے۔

حدیث (۳۴۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَارَنَا عَنْ سَمِعَةَ عَمَّا زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى أَهْلِ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الدُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا زَيْنَعَبَا نَتَائِ مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی عراقی نے عمر حج و عمرہ کے بارے میں پوچھا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ جو کسی کو مار ڈالتا ہے آیا اس پر کوئی جزا ہے یا نہیں۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عراق والے کسی کے مار ڈالنے کے متعلق تو تقویٰ کا اظہار کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں۔ ادھر حال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے یعنی نواسے کو شہید کر دیا۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ دونوں حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میری خوشبوئیں ہیں۔ یا ناز بونی ہیں جن کو انسان سونگتا ہے۔ بچوں کو بھی اسی طرح انسان سونگتا ہے اور بوسہ دیتا ہے۔ مقدمہ یہ تھا کہ قتل حسینؓ پر تو جرات کر لی۔ ادھر کسی اور محمدؐ کے مسئلے پوچھ رہے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالٍ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ ذَكَرَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ حضرت بلالؓ بن ابی براحؓ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! میں نے تو جنت کے اندر اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی کھسکساہٹ کی آواز سنی۔

حدیث (۳۴۸۰) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ أَخْبَارَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلالؓ کو آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ ہمارے سرداروں میں سے ہے اس سے ان کی حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ پر افضلیت لازم نہیں آتی۔ جیسے ابن عمرؓ فرماتے ہیں مازاہمت اسود من معاویہؓ کہ میں نے حضرت امیر معاویہؓ سے زیادہ سردار کسی کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو دیکھ چکے تھے۔

حدیث (۳۴۸۱) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَارَنَا عَنْ قَيْسِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ لَا بَيْتَ لِبَكْرٍ إِنْ كُنْتُ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ كُنْتُ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلَّهِ فَدَعْنِي وَعَمَلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ حضرت قیسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا جب کہ مسجد نبویؐ انہیں خالی نظر آئی۔ وہ مدینہ سے ہجرت کر کے شام کی طرف جہاد کے لئے جانا چاہتے تھے۔ کہ اگر آپؐ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خرید لیا ہے تو مجھے اپنے پاس روک رکھو۔ اگر اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے میرے عمل الہی کے ساتھ چھوڑ دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلعنی وعمل اللہ صفحہ ۵۸۳۱ یہ محل ترجمہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے پسند کیا کہ اب وہ محض اللہ تعالیٰ کے ہی ہو کر رہیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں دعی وعمل اللہ سے ترجمہ ماخوذ ہے۔ کیونکہ وہ حضرت بلالؓ تاجرد الی اللہ اور اللہ کے اعمال میں مشغول رہنا چاہتے تھے اور یہ کوئی تھوڑی منفعت نہیں۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے فلعنی ای اعطنی کہ مجھے آزاد کر دو۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے آزاد کر دیا۔ یہ گفتگو یربہ اری کے وقت تھی۔ لیکن طبقات ابن سعدؒ میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے فرمایا افضل عمل المؤمن جہاد ہے۔ اس لئے میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم اور اپنا حق جٹا کر کہتا ہوں کہ تم میرے ہاں قیام کرو۔ چنانچہ ان کی وفات تک رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں انہیں اجازت دے دی شام کی طرف گئے جہاد کیا اور طامون عباسؓ میں ۱۸ھ کے اندر وفات پائی۔ استیعاب میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسجد نبویؐ کے اندر اذان پڑھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں بھی اذان کہتے رہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اذان نہیں پڑھی دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں نے آپؐ سے سنا تھا کہ افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس لئے جہاد کے لئے چلے گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جو علماء صحابہؓ میں سے تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۸۲) حَدَّثَنَا مُسْلَدُ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَلَاحِهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي الْحِكْمَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! انہیں حکمت سکھلا دے حکمت سے اگر قرآن مراد ہو تو علمہ الكتاب کے مناسب ہے۔

حدیث (۳۴۸۳) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ غَيْرُ النَّبِيِّ.

ترجمہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حکمت کے معنی ہیں نبوت کے علاوہ باقی محابلات میں رائے کا ٹھیک ہونا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ والحکمة الخ صفحہ ۵۸۳۱ مقصد یہ ہے کہ حکمت کا لفظ انبیاء اور غیر انبیاء دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ انبیاء کے لئے تو اصابت اور نبوت کے معنی ہیں اور غیر انبیاء میں جیسے کہ یہاں استعمال کیا گیا ہے اس کے معنی اصابت رائے کے ہیں جو نبوت کے علاوہ ہو۔ تو ظاہر یہی ہے کہ مؤلف کی غرض یہ بتلانا ہے کہ حکمت کا لفظ جب غیر محل نبوت میں مستعمل ہو تو اس کے معنی اصابت کے ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح ہے کہ حکمت کے معنی نبوت اور اصابت کے ہیں۔ جیسے داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے انہا الحکمة ولصل الخطاب تو مفسرین نے اس آیت میں حکمت سے نبوت مراد لی ہے۔ اور شراح کے کلام سے امام بخاریؒ

کے قول غیر النبوت حکمت سے متعلق ہے۔ لیکن الحکمہ ہی الاصابۃ الی تکتون فی غیر النبوة اور حافظ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد اس جگہ اصابۃ فی القول یا لہم عن اللغات بعض نے کہا وہ نور ہے جو الہام اور وسوس میں فرق کرتا ہے بہر حال ابن عباسؓ حبر الامۃ اور تفسیر قرآن کو صحابیگی جماعت میں سے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں الحکمت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ

ترجمہ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث (۳۴۸۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْنًا وَجَعْفَرًا وَأَبْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْنٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَدْرِي لَئِنْ حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان حضرات کی خبر آنے سے پہلے فرمادیا حضرت زید جعفرؓ اور ابن رواحہؓ شہید ہو چکے ہیں فرمایا پہلے پہل جعزہؓ حضرت زید بن حارثہؓ کے ہاتھ میں تھا وہ شہید ہو گئے تو اسے حضرت جعفر طیارؓ نے پکڑ لیا وہ شہید ہو گئے تو اسے عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑ لیا وہ بھی شہید ہو گئے اور آپؐ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں حتیٰ کہ اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولیدؓ نے پکڑی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی یہ حدیث کتاب البجاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ

ترجمہ۔ حضرت سالم مولى ابو حذیفہؓ کے فضائل میں

حدیث (۳۴۸۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ النَخَعِيُّ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أَحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَبْدًا بِهِ وَسَلَامٍ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا أَذْرِي بَدَأَ بِأَبِي أَوْ بِمُعَاذٍ.

ترجمہ۔ حضرت مسروقؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ یہ وہ شخص ہے جس سے میں ہمیشہ محبت کرنے لگا ہوں بعد اس کے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھنا حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ جن کے نام سے آپؐ نے ابتدا فرمائی۔ پھر سالم مولى ابو حذیفہؓ ہیں اور تیسرے ابی بن کعبؓ اور چوتھے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپؐ نے پہلے ابی بن کعبؓ کا نام لیا یا معاذ بن جبلؓ کا لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من اربعة صفحہ ۱۳۵۳ ان چار حضرات کو فضیلت یا تو اس لئے حاصل ہے کہ انہوں نے بغیر کسی کے واسطہ کے قرآن مجید خود بخود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھ لیا یا اس لئے قراء میں سے معانی اور مطالب کے سمجھنے میں سب سے فائق تھے یا قرأت کے طرق سے سب قراء سے زیادہ جاننے والے تھے۔ یا اس لئے کہ الفاظ کی ادائیگی اور حروف کو اپنے مخارج سے نکالنے میں زیادہ ماہر تھے۔ اور بھی وجوہ

ترجیح ہو سکتے ہیں۔ بہر حال چار کا عدد حصر کے لئے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ نے لکھا ہے کہ ان چار کی تخصیص کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حضرات الفاظ قرآنی کو ضبط کرنے اور ان کے صحیح طور پر ادا کرنے کے ماہر تھے۔ اگرچہ دوسرے حضرات معانی کے سمجھنے میں ان سے زیادہ قائل تھے۔ یا اس لئے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ قرآن مجید اخذ کرنے کیلئے اپنے آپ کو فارغ کر لیا تھا۔ یا اس لئے قرآن مجید ان سے اخذ کیا جائے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد کے حالات کی اطلاع دے رہے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت سالم اہل فارس میں سے تھے۔ ان کا شمار مہاجرین میں ہوتا تھا کیونکہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور تمام موالی میں سے فاضل تھے۔ اور انصار میں ان کو اس لئے شمار کیا جاتا تھا کہ اولاً یہ حضرت ابو حذیفہؓ کی بیوی انصاریہ کے غلام تھے۔ اور قریش میں اور نجیم میں اور موالی اور قراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور آپ پیامد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍؓ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث (۳۴۸۶) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ الْخَطَّابُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاخِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمُسْلِمٍ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگوئی نہیں۔ نہ زبردستی بدگوئی کرتے تھے اور فرمایا کہ میرے نزدیک تم میں سے میرا زیادہ محبوب وہ ہے جو تم میں سے اچھے اخلاق کا مالک ہوگا۔ اور فرمایا قرآن مجید حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان چار سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہذا ہل میں سے ہیں۔ آپ کے والد جاہلیہ میں وفات پا گئے۔ آپ کی والدہ مسلمان ہو گئیں اور صحابیہ بنیں۔ اس لئے کبھی کبھی ام عبد کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ اسلام میں داخل ہونے والے چھٹے آدمی ہیں۔ دو ہجرتیں کی ہیں اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے جنت کی شہادت دی۔ علماء صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ کوفہ کے قاضی بنے۔ بیت المال کے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مگر ان تھے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں مدینہ چلے آئے۔ ۳۲ھ میں وفات ہوئی۔ بقیع میں دفن کئے گئے۔ اور ساتھ سے اوپر روایات آپ سے منقول ہیں۔ خلفاء اربعہ بھی آپ سے روایت کرنے والے ہیں۔

حدیث (۳۴۸۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عُوَانَةَ الْخَطَّابُ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلَ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَرَأَيْتُ شَيْعًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنَى قُلْتُ أَرْجُوا أَنْ يَكُونَ اسْتَحَابَ قَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوَسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ

كَثِيفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَىٰ قَالَ أَلَمْ تَرَ أَنِّي نَبِيُّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلَىٰ فِينِ قَمَا زَالَ هُوَ لَاءِ حَتَّىٰ كَادُوا يَرُدُّونِي.

ترجمہ۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں شام کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ! کوئی نیک ساتھی مہیا فرما جس میں نے حضرت ابوالدرداءؓ کو آتے ہوئے دیکھا پس جب وہ قریب ہوئے میں نے کہا میری آرزو تھی جو قبول و پوری ہوگئی۔ پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا کوفہ والوں میں سے ہوں فرمایا کیا تمہارے اندر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے سر ہاندہ اور وضو کا لوٹار ہوتا تھا جو کہ لازم ملازم صحابی تھے۔ کیا تمہارے اندر حضرت عمارؓ ہیں جنہیں شیطان سے پناہ دئی گئی اور کیا تمہارے اندر وہ حضرت حذیفہؓ ہیں جو آپ کے ایسے راز دان ہیں کہ ان کے سوا ان کو اور کوئی نہیں جانتا۔ ابن ام عبد اللہ بن مسعودؓ واللہ اذ ابغشیٰ کو کیسے پڑھتے تھے۔ علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے پڑھا واللہ اذ ابغشیٰ والنہار اذ اتجلیٰ والذکر والانثی۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا یہ مجھے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا۔ جب کہ آپ کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ پس لوگ مجھے برابر روک رہے ہیں یہاں تک کہ قریب ہے کہ مجھے اس سے لوٹا دیتے۔

حدیث (۳۴۸۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ سَأَلْنَا حَذِيفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبٍ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَذُلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ.

ترجمہ۔ عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا جو شکل اور طریقہ کے اعتبار سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو۔ تاکہ ہم اس سے خصلت پکڑیں۔ فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصلت عادت اور سیرت اور حالت میں زیادہ قریب ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ سے اور کسی کو نہیں جانتا۔

حدیث (۳۴۸۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْخ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَّنَتْنَا حِينَمَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ابوبردہؓ یمن سے آئے اور کچھ عرصہ آپ کے یہاں ٹھہرے۔ ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے کوئی آدمی ہیں۔ کیونکہ ان کا اور ان کی والدہ کا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اکثر آنا جانا ہوتا تھا

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَؓ

ترجمہ۔ معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر

حدیث (۳۴۹۰) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ الْخ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرُ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرُكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَاتَى ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے حضرت امیر معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کی جب کہ ان کے پاس حضرت ابن عباسؓ کا غلام موجود تھا جس نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مدد چکے ہیں۔

حدیث (۳۴۹۱) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْخَزَّازِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِبْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْ تَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ إِنَّهُ لَفَقِيهٌ.

ترجمہ۔ ابن ابی ملیکہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ کیا آپ امیر المؤمنین معاویہؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ ایک رکعت سے زیادہ وتر کی نماز نہیں پڑھتے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا۔ کیونکہ فقیہ اور سمجھدار ہیں۔

حدیث (۳۴۹۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الْخَزَّازِيُّ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَصَلُّونَ صَلَوةً لَقَدْ صَحَّبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَغْنِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں بے شک تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو۔ تحقیق ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں ہم نے آپ کو وہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور تحقیق آپ ان سے منع فرماتے تھے۔ یعنی عصر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے سے روکتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ نے اس مقام پر عنوان تبدیل کر دیا ہے۔ مناقب سے تعبیر نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں محبت اور فقاہت سے زیادہ اور کوئی منقبت بیان نہیں کی حالانکہ وہ اکثر صحابہ میں مشترک ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عامۃ الشراح بھی یہی کہہ رہے ہیں چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں عنوان بدل کر ذکر کیا ہے کوئی فضیلت اور منقبت بیان نہیں کی، کیونکہ حدیث باب سے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ظاہر شہادت ابن عباسؓ سے فقہ اور محبت کا اثبات ہوتا ہے جو بے شک فضل کثیر ہے لیکن منقبت خاصہ نہیں ہے۔ ان ابواب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں امام بخاریؒ نے ان کا عنوان مناقب سے بیان کیا چونکہ امیر معاویہؓ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئیں وہ اگرچہ مشہور تھیں لیکن امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں تھیں۔ اس لئے ترجمہ میں عنوان بدل دیا۔ اعلیٰ بن راہویہ نے کہا ہے کہ امیر معاویہؓ کے مناقب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اس لئے امام بخاریؒ نے مناقب کا لفظ صراحۃً ذکر نہیں کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نسائیؒ سے پوچھا گیا کہ فضل معاویہؓ کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ برابر سراہر چھوٹ جائیں تو غنیمت ہے تم فضائل پوچھتے ہو جس پر ان کو اس قدر مارا پیٹا گیا کہ جان سے ہاتھ دھونے پڑے مولانا عبدالعزیزؒ پر ہارویؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ناہیہ عن ذم معاویہ اس میں ان کے فضائل کی احادیث بیان کی ہیں باقی وتر کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع کہ دو تین رکعات ہیں اور سلام درمیان میں نہیں۔ تیسری رکعت کے آخر میں پھیرا جائے۔ اور ابن العین فرماتے ہیں وتر ایک رکعت کا فقہاء میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اکثر حضرات وتر بالرکعت کی نفی کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ فضل معاویہؓ سے حاضرین کی وحشت انکار۔ استبعاد اور حضرت ابن عباسؓ کا بجملا محبت اور فقاہت سے جواب دینا صریح دلیل ہے کہ وتر برکعت متعارف نہیں تھا۔ اور حدیث میں ہے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوة البعراء ایک رکعت والی نماز سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے فضائل کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ الزہراءؑ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

حدیث (۳۴۹۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ النَّخَعِيُّ عَنِ الْمُسَوِّرِيِّ مَخْرُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي لَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ الزہراءؑ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حدیث (۳۴۹۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّتِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا فَصَحَّكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ قَالَتْ سَارَّني النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يَقْبِضُ فِي وَجْهِهِ الَّذِي تُوَفِّي فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّني فَأَخْبَرَنِي أَنَّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ اتَّبَعُهُ فَصَحَّكَتْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو اپنی اس بیماری میں بلوایا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ تو آہستہ سے ان کے کان میں کوئی بات کہی جس پر ان کو رونہ آ گیا۔ پھر بلا کر ایک اور آہستہ سے بات کہی جس پر وہ ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے تو آہستہ بات کر کے آپؐ نے مجھے اطلاع دی کہ آپؐ اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے جس میں آپؐ نے وفات پائی۔ جس پر مجھے رونہ آ گیا پھر آہستہ بات کر کے آپؐ نے مجھے بتلایا کہ آپؐ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے وہی آپؐ کے پیچھے آئیں گی جس پر میں ہنس پڑی۔

تشریح از قاسمی۔۔ حدیث مع بحث کے گزر چکی۔ حضرت فاطمہؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں پندرہ سال کی عمر میں حضرت علیؑ سے ان کی شادی ہوئی۔ غزوہ احد کے بعد اور رمضان ۱۱ھ میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ حضرت علیؑ نے ان کو غسل دیا۔ اور نماز جنازہ بھی انہوں نے پڑھائی۔ اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں رات کو دفن کیا گیا۔ صاحب ریاض النضرۃ نے ثابت کیا ہے کہ جنازہ کی نماز حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھائی۔ جس کی اجازت خود حضرت علیؑ نے دی۔ اور استیعاب میں ہے کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال ۳۱ سال بعد حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی۔ اور حضرت عائشہؓ کی رخصتی کے ساڑھے چار ماہ بعد ان کا حضرت علیؑ سے نکاح ہوا اور ساڑھے نو ماہ بعد رخصتی ہوئی۔ ان کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی۔ اور حضرت علیؑ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ حق مہر کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی زرہ مہر میں دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چار سو اسی ۴۸۰ درہم حق مہر پر حضرت علیؑ سے نکاح ہوا۔ فضل فاطمہؑ۔ عائشہؓ وغدیجہؓ میں اختلاف ہے۔ صحیح قول توقف کا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بضعۃ الرسول ہونے کی وجہ سے حضرت فاطمہؑ افضل ہیں۔ پھر ان کی والدہ خدیجہؓ اور پھر حضرت عائشہؓ۔ سوطیؒ نے نقایہ میں لکھا ہے کہ افضل النساء مریمؑ اور فاطمہؑ ہیں اور افضل امہات المؤمنین خدیجہؓ و عائشہؓ ہیں

چونکہ دلیل قطعی کوئی نہیں ظلمات حعارضہ ہیں۔ اسلئے سب کے بارے میں توقف اولیٰ ہے۔

بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ کی فضیلت کے بارے میں

حدیث (۳۴۹۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَبَرُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیلؑ ہے جو آپؐ پر سلام پڑھتا ہے۔ میں نے کہا اس پر بھی سلام ہو۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ بے شک آپؐ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

حدیث (۳۴۹۶) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخَبَرُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الْفَرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطُّعَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت لوگ کامل ہو گئے۔ لیکن عورتوں میں سے سوائے ان دونوں عورتوں کے اور کوئی کامل نہیں ہوئیں ایک تو مریم بنت عمران ہے۔ دوسری آسیہ فرعون کی بیوی ہے۔ اور تیسری حضرت عائشہؓ جس کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔

تشریح از شیخ نگلویؒ۔ فضل الثرید صفحہ ۵۳۲/۱ اثر یہ میں ایک لطافت ظاہری ہے کہ وہ آسانی سے ہضم ہو جاتی ہے اور دل اس کی طرف رغبت کرتا ہے۔ باطنی لطافت و پاکیزگی یہ ہے کہ اس سے غلط صالح پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح حضرت عائشہؓ میں ظاہری فضیلت یہ ہے کہ وہ فقیہہ اور محمدؐ انھیں۔ اور عربوں میں جو کھانے مشہور تھے ان میں ثرید زیادہ مرغوب تھا۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ثرید یہ ہے کہ روٹی کے کلوے گوشت کے شوربے میں بھگو دیئے جائیں اور گوشت بھی کبھی اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ جو ثرید کپے ہوئے گوشت سے زیادہ نافع اور زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور فضل ثرید سے مراد اس کا طعم اور آسانی سے گزرتا۔ حکم سیر ہوتا۔ اور لذت ہونا اور آسانی سے حاصل ہونا ہے۔ بلکہ اطباء تو یہاں تک کہتے ہیں کہ بوڑھے کو جوان کر دیتا ہے بعید الشیخ الی صباہ۔ اور حدیث میں جن فضائل کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عائشہؓ میں جمع ہیں جو دیگر عورتوں میں نہیں پائے جاتے افضل الانبیاءؑ کی بیوی ہونا سب سے بڑی فضیلت ہے اور محبوب خدا کی محبوبہ ہیں سب سے زیادہ علم حسب نسب میں فوق ہیں حضرت خدیجہؓ اور فاطمہؓ میں اور وجوہ سے فضیلت ہے لیکن وہ جامع حیثیت جس کی وجہ سے ثرید سے مشابہت ہوئی وہ کسی بی بی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور طبیؓ فرماتے ہیں کہ ثرید مع اللحم سے تشبیہ دینے میں وجہ شہرت لذت آسانی سے حاصل ہونا تھوڑی مدت میں چبا لیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ میں حسن خلق حلاوت لطف زبان کی فصاحت جودت طبع اور رائے کا حسن اور عقل کی پختگی خاندان سے محبت جس کے بعد ایسی عورت سے شادی کرنا باتیں کرنا مانوس ہونا اور اس کی طرف رغبت کرنے کی جگہ چاہتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مکث دین امت کو حضرت عائشہؓ سے ملا ہے۔ اور جس قدر روایات ان سے مرویہ ہیں ایسی مردوں سے نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - لا یدھب علیک سے تنبیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے پہلے مناقب فاطمہؓ اور بعد ازاں فضل عائشہؓ کا ترجمہ ہاندھا۔ اس سے اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ ابن تیمیہؒ تو توقف کے قائل ہیں۔ ابن القیمؒ نے تفصیل بیان کی ہے کہ جہات فضیلت مختلفہ ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ نے بھی کوکب دری میں کتاب الاطعمہ میں بیان کیا ہے کہ عائشہؓ اور فاطمہؓ کی افضلیت میں اختلاف ہے شاید حق یہ ہو کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی جہت سے فضیلت ہے۔ اپنا تو ایمان ہے کہ قیامت میں حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھڑی ہوں گی اور حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے ساتھ ہوں گی۔ فضیلت واضح ہے جو دوسری میں نہیں پائی جاتی۔

تشریح از قاسمیؒ - حضرت عائشہؓ ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں ان کی والدہ کا نام ام رومان ہے۔ ان کی ولادت ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ لیکن اب علماء کی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر رخصتی کے وقت انیس سال کی اور نکاح کے وقت سولہ سال کی تھی۔ رد افضؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کیلئے نکاح چھ سال کی عمر میں اور رخصتی نو سال کی عمر میں بتلائی ہے۔ نو سال کی عمر میں اب لڑکیاں کیوں نہیں بالغ ہوتیں نو سال کی نابالغ لڑکی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے گھر میں لاسکتے ہیں۔ بہر حال اٹھادس سال کی عمر میں خلافت معاویہؓ کے دور میں ان کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بچہ بچی ان کے ہاں سے نہیں ہوا۔ ام عبداللہ کنیت اپنی اسماء بہن کے بیٹے کے نام سے کنیت رکھی تھی۔ حضرت اسماءؓ ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پاتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ ۸۱ سال کی عمر میں دس سال چھوٹی تھیں۔ ہجرت کے وقت دونوں بہنیں حالات نبوت سے باخبر تھیں اور ہجرت کے وقت آپؐ نے فرمایا کہ اگر گھر میں کوئی غیر ہوتا تو اسے الگ کر دو۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا صرف دو بہنیں ہیں یا ان کی والدہ ہے جنہوں نے ہجرت کی تمام باتیں سنیں سفر کا سامان ہاندھا۔ غار ثور کے حالات سے واقف رہیں۔

حدیث (۳۴۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اِشْتَكَّتْ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقْلَمِينَ عَلَى فَرْطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ ترجمہ۔ حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ بیمار ہوئیں تو ابن عباسؓ بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو کہنے لگے اے ام المؤمنین آپ کو کیا فکر ہے۔ آپ تو اپنے سچے نمائندوں کے پاس حائیں گی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ وہ آگے جا کر آپ کیلئے انتظام کرنے والے ہیں۔ تو ابن عباسؓ نے تسلی دی کہ بالفرض آپ کی وفات ہوگئی تو آپ کے نمائندے جنت میں لے جانے والے موجود ہیں۔

حدیث (۳۴۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيُّ عَمَارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَارٌ فَقَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ لَتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ لوگ حضرت علیؓ کے لشکر کی امداد کے لئے نکلیں تو حضرت عمارؓ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ دنیا اور آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا امتحان لیا ہے کہ دیکھیں تم لوگ حضرت علیؓ کی پیروی کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ ایک عورت کے پیچھے لگتے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ابتلاکم صفحہ ۲۱۸/۵۳۲ مولانا محمد حسنؒ کی ”کی تقریر میں ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہارا امتحان لیا ہے تم حق کی متابعت کرتے ہو کہ وہ علیؓ ہے۔ یا باطل کی اتباع کرتے ہو کہ وہ عائشہؓ ہے۔ کیونکہ اگر چہ وہ برگزیدہ ہے لیکن خطا پر ہے۔ مشہور یہی ہے کہ تتبعوہ کی

ضمیر حضرت علیؓ کی طرف راجح ہے۔ لیکن شیخ زکریاؒ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجح ہو کیونکہ مکھولاؒ میں ہے من عصانی فقد عصی اللہ ومن یعص الامیر فقد عصانی اور اتباع اللہ سے مراد اتباع حکم شری ہے کہ امام وقت کی اطاعت کی جائے اس کے خلاف خروج نہ کیا جائے۔ حافظؒ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

حدیث (۳۴۹۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَارْسَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَذَرَتْهُمْ الصَّلَاةَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وَضْوءٍ فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَرُوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْمٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن اسماءؓ سے ایک ہار عاریت کے طور پر مانگا جو غزوہ بنو المصطلق میں گم ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اس کی تلاش کیلئے بھیجا جنہیں نماز کے وقت نے آیا تو انہوں نے اپنے اجتہاد سے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس کی آپ کی طرف شکایت کی جس پر آیت تیمم نازل ہوئی تو حضرت اسید بن حذیمؓ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے آپ جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ضرور آپ کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اور اس میں مسلمانوں کے لئے برکت پیدا فرمادی۔

حدیث (۳۵۰۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَجٍ جَعَلَ يَدُورُ فِي بَسَاتِيهِ وَيَقُولُ آيْنُ آنا عَذَا حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ.

ترجمہ۔ مقام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں تھے تو اپنی بیویوں کے پاس دور کرتے ہوئے فرماتے تھے کل میں کہاں ہوں گا کل میں کہاں ہوں گا۔ حضرت عائشہؓ کے گھر کی حرص تھی تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میری باری کا دن آیا تو آپ میرے گھر میں سکنت پذیر ہو گئے۔ اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی فضیلت ہے کہ آخری وقت میں آپ نے حضرت عائشہؓ کے گھر کا انتخاب فرمایا۔

حدیث (۳۵۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَوْجَةٍ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ وَاللَّهِ إِنْ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ وَأَنَا تُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ فَمَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يَهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ لَدَّكَ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِنِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافٍ إِمْرَأَةٍ مِنْكُمْ غَيْرَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ لوگ کوشش کرتے تھے کہ وہ اپنے ہدایا آپؐ کی خدمت میں حضرت عائشہؓ کی باری کے دن پہنچائیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری سونکیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس جمع ہوئیں۔ کہنے لگیں اللہ کی قسم! اے ام سلمہؓ لوگ اپنے ہدایا آپؐ کے پاس حضرت عائشہؓ کی باری کے دن پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم بھی خیر اور بھلائی کا ارادہ رکھتی ہیں۔ جیسے اس کو حضرت عائشہؓ چاہتی ہے پس تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ جس جگہ بھی حضورؐ ہوں یا جس بی بی کے پاس دورہ کرتے ہوئے آئیں۔ وہ اپنے ہدایا اسی جگہ پہنچائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے اس کا ذکر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ پھر جب دوسری مرتبہ میرے پاس لوٹ کر آئے تو پھر میں نے اس کا ذکر آپؐ سے کیا۔ آپؐ نے پھر بھی مجھ سے منہ پھیر لیا جب تیسری رات تشریف لائے تو میں نے پھر اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ! تم مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اس لئے کہ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بی بی کے خلاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی سوائے اس کے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو میں اس سے کیسے اعراض کر سکتا ہوں۔ تمہارے حقوق پورے ہو رہے ہیں۔ محبت پر کسی کا جبر نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ شب ازواج مطہرات سے افضل ہیں حتیٰ کہ خدیجہ الکبریٰؓ سے بھی۔ لیکن چونکہ ان کی وفات حضرت عائشہؓ کے آپؐ کے گھر میں آنے سے پہلے ہو چکی تھی لہذا لعنکن کے خطاب میں وہ داخل نہ ہوگی اور بعض حضرات نے اختتام کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عائشہؓ پٹروں کی صفائی سترائی میں مبالغہ کرتی تھیں۔ اور نظافت فرشتوں کو پسند ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے باپ کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے محبوبہ محبوب رب العالمین تھیں۔ بہر حال امام بخاریؒ نے فضل عائشہؓ کے بارے میں کافی روایات جمع کی ہیں۔ اور فضل کے عنوان سے ان سب بیبیوں پر ان کی فضیلت ثابت فرمائی ہے روافض کی تنقیص کے مقابلہ میں یہ تحسین بہت کم ہے۔

الحمد للہ آج دو پہر جمعرات ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ کو چودھواں پارہ ختم ہوا

آگے پندرہ پارہ شروع ہو رہا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پندرہواں پارہ

بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

ترجمہ انصار کے فضائل میں

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أَوْتُوا.

ترجمہ انصار وہ ہیں جنہوں نے اپنے مکانوں میں ٹھکانا دیا۔ اور جو لوگ ان سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو چیزیں وہ ہاجرین کو دی جائے وہ اس سے تنگ دل نہیں ہوتے۔ کسے اپنے سینوں میں کوئی غلط محسوس کریں۔

حدیث (۳۵۰۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَقَّافُ قَالَ قَالَ لَاتِسْ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تَسْمُونَ بِهِ أَمْ مَعَكُمْ اللَّهُ قَالَ بَلَى مَعَنَا اللَّهُ كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنَسٍ فَيَحْلِقُنَا مَنَاقِبَ الْأَنْصَارِ وَمُشَاهِدَتُهُمْ وَيَقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَيَّ رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُولُ لَقَدْ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا.

ترجمہ حضرت خیال فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ مجھے بتائیے کہ انصار کا نام تم نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ خیال فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ پس وہ ہمیں انصار کے فضائل ان کی جگہوں میں شمولیت کے بارے میں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میری قوم نے فلاں دن فلاں کارنامہ انجام دیا فلاں دن فلاں کام کیا۔

حدیث (۳۵۰۳) حَدَّثَنِي عُثَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَقَّافُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمَ بُعَاثَ قُلْعَةُ اللَّهِ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقْدِيمٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ فَتَرَقَى مَلَوُهُمْ وَلَحِثَكَ سَرَاتُهُمْ وَجَمُّوْهُوا قُلْعَةَ اللَّهِ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعثت کی لڑائی ایک ایسی لڑائی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اسے برپا کیا تھا۔ پس جب آپؐ شریف لائے تو ان اشراف لوگوں میں پھوٹ پڑ چکی تھی۔ ان کے بڑے بڑے گل ہو چکے تھے۔ اور ساری قوم انتشار و اضطراب کا شکار تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں داخل ہونے کی اپنے رسول کے لئے پہلے پہل توفیق عطا فرمائی۔

تشریح از شیخ قاسمیؒ۔ اوس اور خزرج کے قبائل اور ان کے خلفاء کا نام اسلام میں انصار رکھا گیا۔ اوس بن حارثہ اور خزرج بن حارثہ کہلاتے تھے۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ہے السابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ۔ بعثت اوس کا ایک قلعہ تھا۔ جہاں اوس اور خزرج

کے درمیان ایک سو بیس سال تک لڑائی برپا رہی۔ اسلام کی بدولت ان میں اللہ پیدا ہوئی۔ بڑے سردار مارے گئے تھے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے۔ اور قوم کو دخول اسلام سے روکتے۔ تو یہ جگہ بعثت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خیر کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

حدیث (۳۵۰۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ النُّعْمَانُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهَوُ الْعَجَبِ إِنَّ سُؤْلَنَا تَقَطَّرَ مِنْ دِمَاءٍ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمًا تَرُدُّ عَلَيْهِمْ فَلَبِغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ لَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوا لَا يَكْلِبُونُ لَقَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْفَتَاكِيمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكْتُ الْأَنْصَارَ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِي الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن انصار کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو دے رہے ہیں اللہ کی قسم یہ تو عجیب معاملہ ہے کہ ہماری تلواریں ابھی قریش کے خون سے تر ہیں اور ہمارے اموال قیمت انہیں لوٹائے جا رہے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے انصار کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا خبر ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے۔ اور وہ انصار جمعوت نہیں بولا کرتے تھے۔ پس انہوں نے کہا خبر تو وہی ہے جو آپ کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ تو خاتم کمال لے کر گھروں کو واپس ہوں اور تم لوگ اللہ کا رسول لے کر گھروں کو واپس جاؤ تو انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر انصار کسی وادی میں چلیں یا کسی گھاٹی پر چلیں تو میں بھی انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔ اور کتاب المعافاتی میں آ رہا ہے کہ فقہاء انصار نے کہا کہ ہمارے دوسرے تو کچھ نہیں کہا البتہ جو ان لوگوں نے یہ بات ضرور کہی ہے۔ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا اس کو عبد اللہ بن زید نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۵۰۵) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النُّعْمَانُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ إِصْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بَابِي وَأَمِّي أَوْوَهُ وَنَصْرُوهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کی وادی میں چلوں گا اگر ہجرت کی شرافت اور فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میرے ماں باپ قرہان ہوں آپ نے کوئی بے جا بات نہیں کہی ان لوگوں نے آپ کو ٹھکانا دیا۔ اور آپ کی مدد کی یا اس طرح کوئی دوسرا کلمہ انصار کی ہمدردی کا کہا۔

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا۔

حدیث (۳۵۰۶) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ أَخْبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَالَيْسِمُ مَالِي يَصْفِيَنِي وَلِي إِمْرَتَانِ فَإِنِظَرَا أَحَبَّهُمَا إِلَيْكَ فَسَتَبْهَلِي أَطْلُقُهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِلَّتُهَا فَعَرَّوْجُهَا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنِّي سَوْفَ لَكُمْ لَقْدُونًا عَلَى سَوْفِي بَنِي قُتَيْبَةَ لَمَّا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنَ الْفَيْطِ وَسَمْنٌ ثُمَّ تَابَعَ الْفُلُوكَ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَيْمٌ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كُنْ سَفْتُ إِلَيْهَا قَالَ نَوَافَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْوَزَنَ نَوَافَةً مِنْ ذَهَبٍ شَكَ إِبْرَاهِيمُ.

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین حضرات مدینہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمنؓ اور سعد بن الربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ سے کہا کہ میں انصار میں سے زیادہ مال رکھنے والا آدمی ہوں میں اپنے مال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ ایک ان میں سے آپ رکھ لیں اور میری دو بیویاں ہیں۔ دیکھیں ان میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اس کا نام مجھے بتائیں۔ میں اس کو طلاق دے دوں گا جب مدت ختم ہو جائے تو آپ اس سے شادی کر لیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیرے اہل و عیال اور مال میں برکت پیدا کرے تم مجھے اپنے بازار کا راستہ بتاؤ کہ وہ کدھر کو ہے۔ تو انہوں نے اسے بتوڑ دیا۔ اسے بازار کا راستہ بتلایا پس جب وہ وہاں آتا تو اس کے پاس کچھ بچا ہوا بغیر اور گی ہوتا تھا۔ اس طرح مسلسل وہ صبح کو جاتا رہا۔ پھر ایک دن آیا تو ان کے کپڑوں پر زردی کے نشانات تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرمایا میں نے شادی کر لی ہے۔ فرمایا کتنا حق مہر دیا ہے۔ فرمایا سو نے کی کھٹی یا کھٹی کے برابر سونا دیا ہے۔ ابراہیم کو شک ہے۔ الطحطاغ دودھ کو کہتے ہیں۔ یا جسے آج کل کریم کہا جاتا ہے۔ مہم۔ ماہدا کے معنی میں ہے۔ اور نوانا پانچ درہم وزن کا سونا جو چار دینار کے برابر ہے۔

حدیث (۳۵۰۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّكَ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ كَثِيرُ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمْتُ الْأَنْصَارُ إِنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا سَأَلِسِمُ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي إِمْرَتَانِ فَإِنِظَرَا أَحَبَّهُمَا إِلَيْكَ فَاعْلُقُهَا حَتَّى إِذَا أَحَلَّتْ تَزَوَّجْتُهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ لَمْ يَرَجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى الْفَضْلُ شَمْنًا مِنْ سَمْنٍ وَالْفَيْطُ فَلَمْ يَلْهُثْ إِلَّا بِسَيْرًا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَحْشٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَيْمٌ قَالَ تَزَوَّجْتُ إِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور معدن الوہی کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا اور وہ بہت مالدار تھے۔ پس حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ انصار کو علم ہے کہ میں ان میں سے زیادہ مالدار ہوں مقترب میں اپنا مال اپنے اور غیر سے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دوں گا اور میری دو بیویاں ہیں دیکھو جو تمہیں ان میں زیادہ پسندیدہ نظر آئے میں اس کو طلاق دے دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ حدت کے جنس سے پاک ہو جائے تو تم اس سے شادی کر لیتا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں میں برکت پیدا کرے پس وہ اس دن واپس نہ آئے۔ یہاں تک کہ کچھ گھی اور خیر بچا کر لائے۔ اور بہت تھوڑا عرصہ ہی گزرا ہوگا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ زعفران کی خوشبو سے لت پت تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے فرمایا اس کو کیا حق مہر میں دیا ہے کہا سونے کی ایک گھٹلی کے وزن کے برابر یا خود گھٹلی سونے کی جس کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے وہ دیا ہے۔ فرمایا ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری ہو۔

تشریح از قاسمی۔ اکثر علماء کے نزدیک ولیمہ سنت ہے۔ اور بکری کی قید حتیٰ نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے بعض ازواج کے ولیمہ پر جو کے دو بیر خرچ کئے۔ اور در سری پر ستوار کھجور۔ اور تیسری پر حمس ایک قسم کا حلہ ولیمہ میں دیا۔

ولو بمشاة اگرچہ بظاہر تقلیل کے لئے ہے لیکن بکثیر اور تعہد کے لئے بھی آتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس قدر ولیمہ حضرت زینبؓ کا ہوا اس قدر اور کسی بیوی کا نہیں ہوا۔ جس میں صرف ایک بکری سے ولیمہ کیا گیا۔

حدیث (۳۵۰۸) حَدَّثَنَا الصُّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ الْأَنْصَارُ الْهَيْمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلُ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُونَا الْمَوْتَةَ وَتَشْرِبُونَا فِي الْفَمْرِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انصار نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارے کھجور کے باغ آپؐ ہمارے اور مہاجرین کے درمیان برابر تقسیم فرمادیں تو انصاری نے کہا اے مہاجرین آپؐ شہقت کی ذمہ داری ہم سے لے لیں یعنی پانی پلانا نہ مگر ساخت پر داحت آپؐ لوگ کریں اور پھلوں میں ہمیں شریک بنالیں مہاجرین نے کہا ہم نے سن لیا اور اس پر عمل کریں گے۔ انصار کا قول بھی ہو سکتا ہے۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار سے محبت کرنا

حدیث (۳۵۰۹) حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الْخِ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيْمَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْبِقَاعِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے۔ اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ چونکہ انصار کی نصرت اور ان کا ٹھکانا دینے سے عرب و عجم کے کفار ان کے دشمن بن گئے۔ اس لئے آپؐ نے ان کے بغض سے ڈرایا اور ان سے محبت کی راجت دلائی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے انصار تم لوگ تمام لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو لیکن یہ مجموعہ من حیث المجموع کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ آپ کا یہ ارشاد ہے احب الناس الی ابوہم کہ ابوہم مجھے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث (۳۵۱۰) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالصَّبِيَّانَ مُقْبِلِينَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ غُرَسٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمَثِّلًا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتیں اور بچے کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھے تو اس کے سامنے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پس فرمایا اے اللہ! تم لوگ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔

حدیث (۳۵۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْخ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کے ہمراہ اس کا بچہ بھی تھا پس جو کچھ اس نے پوچھا آپ نے اس بارے میں اس سے بات چیت کی پھر فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ دو مرتبہ فرمایا۔

بَابُ اتِّبَاعِ الْأَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار کے لواحقین یعنی ان کی اولاد اور غلام

حدیث (۳۵۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَتْ الْأَنْصَارُ لِكُلِّ نَبِيٍّ اتِّبَاعٌ وَإِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ اتِّبَاعُنَا مِنَّا لَدَعَا بِهِ فَنَمِيتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ قَدْ رَعِمَ ذَلِكَ زَيْدٌ.

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہر نبی کے پیروکار ہوتے ہیں۔ اور بے شک ہم نے آپ کی پیروی کی اب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیروکار اولاد اور عموالی کو بھی آپ کے پیروکاروں میں سے بنادے پس آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی عمرو بن مرة کہتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کو بیان کی تو انہوں نے کہا یہ حضرت زیدؓ کہہ چکے ہیں۔

حدیث (۳۵۱۳) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْرَةَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَالَتْ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ اتِّبَاعًا وَإِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ اتِّبَاعُنَا مِنَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمَرُوْا قَدْ كَرِهْتُمْ لِاٰنِيْ لَيْلَىٰ قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ اَطْلَعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ جو انصار کے ایک آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ انصار نے کہا کہ بیشک ہر قوم کے کچھ لواحقین ہوتے ہیں بے شک ہم تو آپ کی پیروی کر چکے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لواحقین کو بھی ہم میں سے بنادیں کہ وہ ہماری طرح فرمانبرداری اور نصرت کریں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! ان کے واحقین کو بھی ان میں سے بنادے عمرو بن مرثدہ کہتے ہیں یہ حدیث میں نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کی تو انہوں نے کہا حضرت زیدؓ نے بھی یہی کہا۔ شعبہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ زید سے حضرت زید بن ارقمؓ مراد ہیں۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار کے محلوں اور محلہ والوں کی فضیلت کے بارے میں دور سے مراد وہ محلہ اور گلیاں ہیں جہاں انصار آباد ہیں۔

حدیث (۳۵۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْاَسْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا اَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا قَبِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ الْخ وَقَالَ سَعْدٌ بَنُوْ عُبَادَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابواسیدؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے قبائل میں سے بہترین قبیلہ بنو نجار ہے جو حضور انور کے ماموں جان ہیں۔ پھر بنو عبد الاشہل جو اس قبیلہ سے ہے پھر بنو الحارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں۔ اور انصار کے تمام قبائل میں خیریت ہے۔ حضرت سعدؓ بولے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے قبائل کو ہم پر فضیلت دے دی۔ کہا گیا کہ بہت سے قبائل پر تمہیں فضیلت دے چکے ہیں۔ عبد الصمد کہتے ہیں کہ سعد سے سعد بن عبادہؓ مراد ہیں۔

حدیث (۳۵۱۵) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الْخ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ اُسَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْاَنْصَارِ اَوْ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ وَبَنُو عَبْدِ الْاَسْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسیدؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہتر انصار اور انصار کے قبائل میں سے بہترین قبیلہ بنو نجار ہے بنو عبد الاشہل بنو الحارث اور بنو ساعدہ ہیں۔

حدیث (۳۵۱۶) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْخ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَارِ ثُمَّ عَبْدُ الْاَسْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلِحَقْنَا سَعْدٌ بَنُوْ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْنَا اَخِيْرًا فَاذْكُرْ سَعْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْنَا اَخِيْرًا فَقَالَ اَوْلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْبَحِيْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابومیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا انصار کے محلوں میں سے بہتر محلہ بنو نجار

رکا ہے۔ پھر عبدالاشہل پھر عکلمہ بنو الحارث پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام محلوں میں خیر و برکت ہے۔ پس ہم حضرت سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے تو ابواسیدؓ نے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ آپؐ نے انصار کو خیر و برکت سے نوازا تو کسی لیکن ہمیں اخیر میں رکھا تو حضرت سعد بن عبادہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! انصار کے محلوں کو خیر و برکت سے نوازا گیا۔ لیکن ہمیں اخیر میں رکھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تم افاضل میں سے ہو۔

”تشریح از قاسمی“۔ حدیث حقدم اور متاثر تو قبائل کے فضائل پر دلالت کرتی ہیں۔ اور درمیانی حدیث سے تسادی معلوم ہوتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ان میں منافات نہیں ہے۔ اصل فضیلت تو دوسرے قبائل پر ان کو حاصل ہے۔ فضائل میں تفاوت یہ اس کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِلْأَنْصَارِ اضْبُرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا کہ تم مبر کرو یہاں تک کہ تم مجھے حوض کوثر پر آ کر ملو گے یہ عبداللہ بن زیدؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حدیث (۳۵۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ قُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي اثْرَةً فَاضْبُرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت اسید بن خضیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے حاکم نہیں بناتے جس طرح قلاں کو بیانا ہے فرمایا میرے بعد تمہیں ترجیحات کا سامنا کرنا ہوگا۔ پس مبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض کوثر پر آ کر ملو گے۔

حدیث (۳۵۱۸) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي اثْرَةً فَاضْبُرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي وَمَوْعِدُكُمْ الْحَوْضُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ غریب میرے بعد دیکھو گے کہ تم کو نظر انداز کر کے دوسروں کو اختیار کیا جائے گا۔ پس تم مبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض کوثر ہے۔

”تشریح از شیخ گنگوہی“۔ خیر دور الانصار بنو النجار اس مقام پر مجموع من حیث المجموع کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اگر خصوصیت سے ہر فرد کو دیکھا جائے تو بنو ساعدہ کے بعض اشخاص کو بنو نجار کے بعض اشخاص پر ترجیح ہوگی۔ اور یہاں خیریت کا اعتبار بحیثیت قدم اسلام زیادہ نصرت اور دیگر امور ترجیح سے ہے۔

”تشریح از شیخ زکریا“۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ کل کا حکم فرد کے منافی نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت اسید بن خضیرؓ۔ سعد بن عبادہؓ۔ بشر اشہلیؓ ہونے کے باوجود بہت سے بنو نجار کے افراد سے افضل ہیں۔ اور انسؓ بنو نجار میں سے سب سے افضل ہیں اور میرے نزدیک اس ترتیب میں ایک لطیف اشارہ سنیہ بنی ساعدہ کے واقعہ کی طرف ہے۔ کہ حضرت زید بن ثابتؓ جو نجاری ہیں انہوں نے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کرنے میں سبقت کی۔ اٹھ کر کہنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ ان کا غلیفہ بھی مہاجرین میں

سے ہونا چاہیے ہم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے اسی طرح ان کے خلیفہ بھی انصار ہیں رہیں گے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ پھر مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ سعد بن عبادہ بیعت سے پیچھے رہ گئے۔ کذا فی تاریخ الخلفاء مگر ان احادیث پر اشکال ہو کہ یہ متصل علیہم جن پر فضیلت دی گئی ہے ان کی فضیلت ہے۔ توفیقیت کی تشریف کتاب الادب میں آ رہی ہے۔

تشریح از قاضیؒ۔ تلقوی علی الحوض اس میں حضرات انصار کو جنت اور رحمت اور حوض کوثر پر ملنے کی بشارت ہے۔

الثوہ یہ ترجیحات حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ بعض انصار نے حضرت امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی۔ اور بعض مہاجرین کا شکوہ بھی کیا۔ اور یہ حدیث پڑھی تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کیا حکم دیا۔ کہا کہ مبرا کرنے کی تلقین فرمائی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مبرا کرو۔

حدیث (۳۵۱۹) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ خَرَجَ مَعَهُ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ تَقْطَعَ لِأَخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي فَإِنَّهُ سَيُصَيِّبُكُمْ بَعْدِي أَثَرُهُ.

ترجمہ۔ یحییٰ بن سعید نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا جب کہ وہ ان کے ہمراہ ولید بن عبد الملک کی طرف بصرہ سے دمشق جا رہے تھے حجاج بن یوسف کی زیادتوں کا شکوہ کرنے کیلئے گئے تھے۔ جس پر ولید نے اسے خوب ڈانٹا۔ بہر حال فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا کہ آؤ میں تمہیں بحرین کا علاقہ جاگیر کے طور پر لکھ دوں انصار نے کہا نہیں جب تک آپ ہمارے بھائی مہاجرین کے لئے اس طرح نہیں لکھ دیں گے ہم قبول نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر مبرا کرو یہاں تک مجھے آ کر ملو گے۔ کیونکہ غریب میرے بعد تمہیں نظر انداز کیا جائے گا۔ اور دوسروں کو تم پر فو قیت دی جائے گی۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا کہ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

حدیث (۳۵۲۰) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! مہاجرین اور انصار کی اصلاح فرما۔ اور قتادہ کی روایت میں ہے کہ انصار کی بخشش فرما۔

حدیث (۳۵۲۱) حَدَّثَنَا آدَمُ الْخ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ

نَحْنُ الْدِّينُ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا يَقِينَا أَبَدًا

فَأَجَابَهُمُ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں انصار کہتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر

بیعت کی ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔ تو آپؐ نے ان کے جواب میں فرمایا اے اللہ از مدگی تو آخرت کی ہے۔ اے اللہ انصار اور مہاجرین کی تعظیم فرما۔ تو حضرت انسؓ کی روایت میں دعا کے تین الفاظ وارد ہوئے۔ اصلح. اظفر. اور اکرم.

حدیث (۳۵۲۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ النَّعْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ.

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ ہم خندق کو دہرے تھے۔ اور میں ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ از مدگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس مہاجرین اور انصار کی بخشش فرمادے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ للمہاجرین والانصار آپؐ بھی کبھی ایسا فرمادیتے تھے تاکہ شعر و شاعری سے التماس نہ ہو جائے کیونکہ وما علمناہ الشعر وما ينبغي له کہ ہم نے نہ تو آپؐ کو شعر سکھلائے اور نہ ہی وہ آپؐ کے شان کے لائق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے پورہ احسان سے جو فائدہ بیان کیا ہے ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں یہاں لکھا ہے چنانچہ شعبیؒ سے مروی ہے کہ عبدالمطلبؓ کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہوسب اشعار کہتے تھے۔ سوائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ مثال کے طور پر بتا دیا پڑھتے تھے۔ حسن بھریؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ اکثر یہ شعر سناتے تھے کفٰی بالاسلام والشیب لاجعہ ابوبکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! کفٰی الشیب والاسلام معمرا لاجعہ جس پر ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وما علمناہ الشعر وما ينبغي له.

بَابُ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ۔ کہ وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھوک کا شکار ہوں۔

حدیث (۳۵۲۳) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى يَسَافِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى يَسَافِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْصِي أَوْ يُعْصِي هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَأَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى أَمْرَائِهِ فَقَالَ أَكْرَمِي صَنِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا لُوثٌ صِنْيَالِي فَقَالَ لَهَيْ طَعَامَكَ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكَ وَتَوَمِّي صِنْيَاكَ إِذَا لَزَأْتِ عَشَاءَ لَهَيَاتِ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَتَوَمَّتْ صِنْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْلَقَتْهُ لَجَعَلَا يَرْيَايَهُ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ قَبَاتَا طَائِرَتَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَبَحَكَ اللَّهُ اللَّيْلَةُ أَوْ عَجَبٌ مِنْ لَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک انہی آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کو آپؐ نے کھانے کے لئے اپنی بیویوں کے پاس بھیج دیا وہ پولیس ہمارے پاس تو سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص اس کو مہمان بنا کر اپنے ساتھ لے جائے گا تو انصار کے ایک آدمی حضرت ابوطالبؓ نے فرمایا میں لے جاؤں گا چنانچہ وہ اسے اپنی بیوی کی طرف لے گئے۔ اور ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خوب تعظیم کرو انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو سوائے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا اچھا تم کھانا تیار کرو۔ اور اپنا چراغ روشن کرو اور بچوں کو سلا دو۔ جب کہ وہ شام کے کھانے کا تقاضا کریں۔ چنانچہ اس نے اپنا کھانا تیار کیا۔ چراغ کو روشن کیا اور اپنے بچوں کو سلا دیا پھر وہ کھڑے ہو کر چراغ کو درست کرنے لگی۔ تو اسے بجا دیا پس یہ دونوں مہمان کو یہ کھانے کیلئے کہہ دیا کھانا کھا رہے ہیں منہ ہلاتے رہے۔ اس طرح انہوں نے رات بھوکے گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو سویرے سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آج رات بہت راضی ہوئے۔ یا تمہاری دونوں کی کارگزاری کو پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اگر چہ انہیں خود بھوک کا سامنا ہو لیکن وہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی ذات کی حرص سے بچ گئے۔ پس یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہ حدیث انہما بکلاں ۳۷۵۳۶ یعنی بغیر کسی چیز کے چبانے کے منہ کو اس طرح گھماتے تھے اور چبانے کی آواز سناتے تھے۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سیوطیؒ نے ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان روزے دار تھا جس کو تین دن تک انظار کیلئے کوئی چیز نہ ملی۔ جس کا ایک انصاری ثابت بن قیسؒ کو علم ہوا تو اس نے اپنی بیوی سے آکر کہا کہ میں ایک مہمان کو لاؤں گا کھانا اس کے سامنے رکھ دینا۔ چراغ کی اصلاح کے بہانے اسے بجا دینا اور کھانے کی طرف ہاتھ اس طرح بڑھانا معلوم ہو کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بہر حال دونوں سب نزول کے ہو سکتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

ترجمہ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں کہ ان کے اچھے لوگوں کے نیک اعمال قبول کر لو اور ان کے برے لوگوں سے درگزر کرو۔

حدیث (۳۵۲۳) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ الْخَطَّابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَتَكَلَّمُونَ فَقَالَ مَا يَكُونُ قَالُوا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ قَالَ فَنَخَّرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرُ وَلَمْ يَضَعْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَآثَنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِيضِي وَعَيْتِي وَقَدْ قَضُوا إِلَيَّ الدِّينَ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ إِلَيَّ الدِّينُ لَهُمْ فَأَقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عباسؓ کا انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس کے پاس سے گزر رہا جو رو رہے تھے انہوں نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رلایا کہنے لگے کہ ہمیں جو مجلس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تھی وہ یاد آگئی جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کی خبر دی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ جب کہ چادر کے کنارہ سے اپنے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پس آپ نمبر نبویؐ پر چڑھ گئے اس دن کے بعد پھر اس پر چڑھنا نصیب نہیں ہوا پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرا معادہ اور زنجیل ہیں جس میں انسان اپنے کپڑے اور ضروریات رکھتا ہے۔ کتا یہ ہے کہ وہ میرے معتد علیہم ہیں ان کے ذمہ جو نصرت کا فریضہ تھا وہ انجام دے دیا اور جو ان کا حق ہے وہ باقی ہے۔ پس ان کی اچھائیوں کو قبول کرو۔ اور ان کی برائیوں سے درگزر کرو۔ بیعت عقبہ کر کے انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اب ان کے حقوق کی ادائیگی باقی رہ گئی ہے۔

حدیث (۳۵۲۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَّاسٍ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسَمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَنْزَا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کہ آپ نے اپنے دونوں کندھوں پر ایک لمبی چادر لپی ہوئی تھی اور سر پر ایک میلی بگڑی تھی۔ یہاں تک کہ آپ نمبر پر بیٹھ گئے۔ پس اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد۔ اے لوگو! لوگ تو بہت ہوں گے لیکن انصار دین کی مدد کرنے والے تھوڑے ہوں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی مانند ہوں گے پس تم میں سے جو کوئی شخص کسی معاملہ کا حاکم بنے خواہ اس میں کسی کو نقصان پہنچائے یا نفع پہنچائے۔ بہر حال لوگوں کی خوبیوں سے نباہ کرے اور ان کی برائیوں سے درگزر کرے۔

حدیث (۳۵۲۶) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقْلُونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انصار تو میرا معادہ اور زنجیل ہیں۔ یعنی میری جماعت اور میرے صحابہ ہیں۔ لوگ تو مغریب بہت ہو جائیں گے لیکن یہ انصار تھوڑے ہوں گے تو اگلی خوبیوں کو قبول کرنا اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرنا۔ اس سے قبل عرب و عجم کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشین گوئی ہے۔ جن کے مقابلہ میں قبیلہ انصار بالکل تھوڑا ہو گا یا مطلقاً انصار دین کی قلت کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

ترجمہ۔ سعد بن معاذؓ کی فضیلت

حدیث (۳۵۲۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ سَمْعَانَ الْأَعْمَشِيِّ يَقُولُ أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ خَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْشُونَهَا وَيَعْبَحُونَ مِنْ لَبْنِهَا فَقَالَ أَعْجَبُونَ مِنْ لَبْنِ هَذِهِ لَمَّا دُفِلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوَّلَ الْيَوْمِ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت برادرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا ہدیہ میں دیا گیا۔ جس کو آپ کے صحابہ ٹولتے تھے۔ اور

اس کی نرمی سے تعجب کرتے تھے۔ فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو۔ البتہ سعد بن معاذ کے رومال ان سے بہتر اور نرم ہوں گے۔

حدیث (۳۵۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخُزَاعِيُّ عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَهْتَزُّ الْعَرْشَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنِ الْأَعْمَشِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَجَابِرٍ فَإِنَّ الْمَرَأَةَ يَقُولُ أَهْتَزُّ السَّرِيرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَيَّتَيْنِ ضَغَائِلٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَهْتَزُّ عَرْشَ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

ترجمہ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت سعد بن معاذ کی موت پر عرش الہی کانپ اٹھا۔ دوسری سند میں ہے حضرت جابر سے کسی شخص نے کہا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ چار پائی جنازہ والی ہلنے لگی۔ تو حضرت جابر نے فرمایا کہ ان دونوں قبیلوں میں کچھ حسد و بغض تھا۔ میں نے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ حضرت سعد بن معاذ کی موت پر عرشِ رحمن لرز اٹھا تھا۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ضغائن اگر حضرت برادر حمیلہ خزرج کے آدمی ہوتے اور حضرت سعد بن معاذ اس کے سردار ہوتے تو پھر بھی کوئی وجہ ہو سکتی تھی۔ لیکن دونوں حضرات قبیلہ اوس کے فرد ہیں۔ پھر اس قول کا ان سے سرزد ہونا بعید ہے۔ مثنیٰ نے بھی تخطیہ کیا ہے البتہ حضرت جابر خزرجی ہیں۔ وہ تعجب کے طور پر بیان کر رہے ہیں کہ حضرت برادر اوسی یہ کلمہ کیسے کہتے ہیں۔ اور کیسے ان کی فضیلت پر حسد کر سکتے ہیں۔ جب کہ میں خزرجی ہو کر حق کو ظاہر کر رہا ہوں کہ عرشِ رحمن کو حضرت سعد بن معاذ کی روح کے اوپر سے خوشی ہوئی جس سے عرش الہی کو حرکت ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مثنیٰ کی تقریر میں ہے کہ حضرت برادر کو تعجب ہوا کہ ایک بندہ خدا کی موت پر عرشِ الرحمن کیسے حرکت میں آ سکتا ہے۔ ان کی چار پائی کو حرکت ہوئی۔ جس کا ازالہ حضرت جابر نے کیا کہ نہیں۔ سمجھ آئے یا نہ آئے عرشِ الرحمن حرکت میں آیا۔ اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے خود اپنے کانوں سے ان الفاظ کو سنا ہے۔ اس میں لفظ سر ہو نہیں بلکہ عرشِ الرحمن ہے۔ اور اهتزاز یا توان کے آنے کی خوشی میں یا ہلکی موت پر غم کی وجہ سے ہے۔ حافظ نے بھی کافی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت برادر نے دشمنی کی بنا پر یہ بات نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق بات کی۔ اور حضرت جابر نے گمان کیا کہ شاید حضرت برادر کسی بغض کی بنا پر یہ فرما رہے ہیں۔ بہر حال صحابہ کرامؓ سے حسن ظن رکھنا اہل سنت کا عقیدہ۔

حدیث (۳۵۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ الْخُزَاعِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَنَسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ لَجَاءَ عَلَى جَمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَخُكُم لِيَنَّهُمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَهُمْ وَتُسَبَّى ذُرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتُ بِحُكْمِ اللَّهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کے لوگ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر سوار پہنچے جب مسجد کے قریب آئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر یا تمہارا سردار آگیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اے سعد! یہ لوگ تیرے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ دیتا ہوں کہ فوجی لڑنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی عورتوں بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق یا بادشاہانہ فیصلہ کیا ہے۔

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَادِ بْنِ بَشِيرٍ

ترجمہ۔ اسید بن حذیر اور عباد بن بشرؓ کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الْخ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرُ الْخ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سخت اندھیری رات میں نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ ان دونوں کے سامنے روشنی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ جدا ہونے لگے تو روشنی بھی ان کے ہمراہ جدا ہو گئی۔ اور معمر کی سند میں ہے کہ حضرت اسید اور عباد بن بشرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور یہ انہیں کا واقعہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ ایام محاصرہ بنو قریظہ کا واقعہ ہے اور مسجد سے مسجد صلوة مراد ہے۔ مسجد مدینہ مراد نہیں ہے سیدکم انصار کے سردار تھے۔ یہ تو ظاہر ہے یا سادات خاصہ فیصلے کی مراد ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ سادات اور افاضل کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور جو قیام ممنوع ہے وہ کسی کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑا ہونا ہے۔ بنو قریظہ کا آپؐ نے پچیس دن محاصرہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ تو چونکہ وہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ وہ سمجھے کہ سردار قبیلہ حضرت سعد بن معاذؓ ان کی رعایت کریں گے۔ لیکن اسلام اور ان کی صلابت دینی نے تعصب سے انکار کر دیا اور یہ شاہانہ فیصلہ کیا۔ یہ ۵۷ھ کا واقعہ ہے جب کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقض عہد کر کے احزاب کی موافقت کی تھی۔ اور قبیلہ اوس نے اپنے حلفاء کے لئے معافی کی درخواست کی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے سردار کے فیصلہ پر راضی نہیں ہو۔ تو پھر وہ راضی ہو گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

ترجمہ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۱) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھنا سیکھو۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ۔ ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری خزرجی ہیں۔ ان سترہ آدمیوں میں شامل ہیں جنہوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضری دی۔ اور آپؐ نے ان کے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا

ترجمہ۔ سعد بن عبادہؓ کی فضیلت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ واقعہ اک سے پہلے بڑے نیک آدمی تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بعد میں اس صفت سے خارج ہو گئے ہوں۔

حدیث (۳۵۳۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَسْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَلِيُّ كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ لِقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبائل انصار میں سے بہتر قبیلہ بنو النجار ہیں پھر بنو عبد الاسھل۔ پھر بنو الحارث بن الخزرج پھر بنو ساعدہ اور تمام قبائل انصار میں خیر ہی خیر ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ چونکہ قدیم الاسلام تھے فرمانے لگے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ تو ان سے کہا گیا کہ بہت سے لوگوں پر تم کو فضیلت دی ہے۔ ذالقدم ان کی مقبت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ

ترجمہ۔ ابی بن کعبؓ کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخِ قَالَ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ رَجُلٌ لَا أَرَأَى أَنَّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَبْدًا بِهِ وَسَلَامٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي كَعْبٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کے پاس حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا ذکر ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ یہ وہ آدمی ہے جسے میں ہمیشہ سے محبت کرتا ہوں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ قرآن مجید چار آدمیوں سے حاصل کرو عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور ان کے نام سے شروع فرمایا۔ اور سالم مولى ابی حذیفہؓ و معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ سے جو سید القراء بنے اور حضرت عمرؓ نے انہیں تراویح کا امام بنایا تھا۔

حدیث (۳۵۳۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ إِلَّا اللَّهُ أَمْرِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الْذِينَ قَالَ وَسَمَائِي قَالَ نَعَمْ لَبَكِي.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں سورۃ لم یکن الذین کفروا تم کو پڑھ کر سناؤں۔ فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا آپؐ نے فرمایا ہاں تو حضرت ابی بن کعبؓ غوثی سے رو پڑے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سورۃ لم یکن الذین کفروا کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں توحید و رسالت۔ اخلاص کتب سابقہ صلوة۔ زکوٰۃ۔ و اهل الجنة و اهل النار کا بیان ہے۔

القرآن علیک یہ قرأت ان کو تعلیم دینے کے لئے تھی۔ تاکہ وہ اذان کی حروف صحیح الفاظ اور مواضع توقف معلوم کر لیں۔ آپؐ ان سے یکہ نہیں رہے تھے سکھارہے تھے۔ اس لئے وہ بعد میں سید القراء بنے۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ

ترجمہ۔ زید بن ثابتؓ کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةَ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبُو زَيْدٌ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ يَلَسْ مِنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمِي.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار آدمی قرآن مجید کو جمع کرتے تھے۔ اور وہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ حضرت ابی اور معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ۔ میں نے انسؓ سے پوچھا یہ ابو زید کون ہے فرمایا میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ بعض نے کہا ان کا نام سعد بن عمرو ہے۔ اور بعض نے قیس بن اسکن کہا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ

ترجمہ۔ حضرت ابوطالحہؓ کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۶) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَهْزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوَّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحُجَّةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا زَامِيًا شَدِيدَ الْقَدِّ يَكْسِرُ يَوْمَيْدَ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ لِيَقُولَ انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ لِيَقُولَ أَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ بِصَيْبِكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي ذُوْنُ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَانَّهُمَا لَمُشْعِمَتَانِ أَرَى عِلْمَ سُؤْلِهِمَا تَنْفِزَانِ الْقَرْبَ عَلَى مُعْوِبِهِمَا تَفْرُغَاهُ فِي أَلْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَعَمَلَاهُمَا ثُمَّ تَجِئَانِ فَتَفْوُغَاهُ فِي أَلْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيِ أَبِي طَلْحَةَ أَمَّا مَرَّتَيْنِ وَأَمَّا ثَلَاثًا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی میں مسلمان ہلست کھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے تو حضرت ابوطالحہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی ڈھال لے کر آپؐ کے پچاؤ کے لئے ڈھال بے ہوئے تھے۔ جب کہ حضرت ابوطالحہؓ تیرا انداز آدمی تھے اس دن انہوں نے دو پاتین کمانیں توڑ دی تھیں۔ اور جب کوئی آدمی ان کے پاس سے گذرتا اور اس کے پاس تیر دو اس سے کہتے کہ تیرا ابوطالحہؓ کیلئے بھیجتے جاؤ پس جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی طرف جھانک کر دیکھتے تھے تو حضرت ابوطالحہؓ فرماتے اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ جھانک کر نہ دیکھیں کہیں قوم کے تیروں میں سے کوئی تیرا آپؐ کو نہ لگ جائے۔ میرا سید آپؐ کے سینہ کے آگے ڈھال بنا ہوا ہے۔ اور میں نے حضرت عائشہؓ اور سولیمؓ کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے ہیں۔ کہ میں ان کی پنڈلیوں کے بازو دیکھ رہا ہوں۔ انہی پنڈلیوں پر پانی کے مشکیزے لے کر کودتی پھرتی تھیں۔ اور پانی کو قوم کے مونہوں میں اڑھاتی تھیں۔ پھر

واپس آ کر ان منکیزوں کو بھرتیس اور قوم کے منہوں میں آ کر اٹیل دیتیں۔ اور اس دن ابوطلحہ کے ہاتھ سے دوسرے یا تین مرتبہ تلواریں پڑی تھیں۔
تشریح از شیخ گنگوہی۔ یکسر یومند قوسین یہ حال ماضی کی حکایت ہے۔ جس کو صیغہ مضارع کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ کتاب المغازی میں لفظ بلغظ ماضی ذکر ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینی فرماتے ہیں رمھا شہیدا یعنی وہ شدت رمی سے موصوف تھے۔ پھر لقد یکسر میں لام تاکید اور قد تحقیق و یکسر بالشدید جو کثرت کسر پر زوال ہوگا اور ایک روایت میں شدید القذاضاف کے ساتھ ہے غیر رگے ہوئے چوڑے کی تانت۔ اس صورت میں معنی ہوں گے شدید و تر القوس فی النزع کہ کھینچنے میں ان کی کمان کی تانت بڑی سخت ہوتی تھی تو اس صورت میں قوسین مرفوع ہوگا جو یکسر کا قائل بنے گا جب کہ یکسر فعل لازم ہوگا۔ اور ایک روایت میں شدید المذہب المعیم بھی آیا ہے یعنی سخت کھینچنے والے۔
تشریح از شیخ گنگوہی۔ نحوی دون نحورک الخ یعنی میں اپنا سینہ آپ کے سینہ کے آگے کر لوں گا آپ سینہ کو نہ نکالیں کہیں کوئی تیر آپ تک نہ پہنچ جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ کرمانی فرماتے ہیں کہ نحور کے معنی صدر سینے کے ہیں۔ معنی ہوں گے اقف انا بحیث یکون صدوری کالتوس لصدورک یعنی میں ایسی جگہ کھڑا ہوں گا کہ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے ڈھال کی طرح ہوگا۔
تشریح از قاسمی۔ حضرت ابوطلحہ بن کثیم کا نام زید بن اہل بن الاسود بن حرام ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ اور حضرت ام سلیم کے شوہر ہیں جو حضرت انس کی والدہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ بنتی ہیں۔ حضرت ابوطلحہ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی۔ خدم جمع خدمۃ کی خلخال کو کہتے ہیں۔ سوق بالضم جمع ساق کی۔ جس کے معنی پٹلی کے ہیں۔ تنفران فر سے ہے۔ جس کے معنی نقل کرنے کے ہیں معنوں متن کی جمع بمعنی پیٹھ۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ

ترجمہ۔ عبد اللہ بن سلام کی فضیلت

حدیث (۳۵۳۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ الْآيَةَ قَالَ لَا أُخْرِجُ قَالَ مَالِكُ الْآيَةُ أَوْفَى الْحَدِيثِ.
 ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص جو خود بھی مشرہ ہونے سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایسے شخص کے لئے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو نہیں سنا کہ آپ نے اسے جنتی کہا ہو۔ سوائے عبد اللہ بن سلام کے۔ فرمایا کہ انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے گواہی دی عبد اللہ بن یوسف کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ مالک نے آیت میں فرمایا حدیث میں فرمایا۔

حدیث (۳۵۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ نَحْوَرُ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ جِئْتَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللَّهِ

مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأَحَدُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتَ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتَ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعْيِهَا وَخَضِرَتِهَا وَسَطَهَا عُمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهَا فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهَا فِي السَّمَاءِ فِي أَغْلَاهَا عُرْوَةٌ لَقِيتُ لَهَا أَرْقَةً فَلَمْ لَا اسْتَيْطِعَ لِقَائِي مُنْصِيفٌ فَرَفَعَ يَدَايَ مِنْ خَلْفِي فَرَفِثْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَغْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لَهَا اسْتَمْسِكِي فَاسْتَيْقِظْتُ وَانْهَأْتُ لِقَائِي فَاقْصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَّكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامَ وَذَلِكَ الْعُمُودُ عُمُودُ الْإِسْلَامِ وَبَلَّكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوَهْيِ فَاتَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ الْخِزْيَانَةِ عَنْ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيفَ مَكَانٍ مُنْصِيفٍ بِمَعْنَى خَادِمٍ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن مہاجر جاتے ہیں کہ میں مسجد مدینہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایسا آدمی مسجد میں داخل ہوا جس کے چہرہ پر خشوع کے آثار ظاہر تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں اختصار کیا۔ پھر وہ باہر چلے گئے تو میں نے ان کا پیچھا کیا اور میں نے کہا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم جو شخص جو بات نہیں جانتا اسے نہیں کہنا چاہیے۔ میں تمہیں بیان کروں گا کہ یہ کیوں کر ہوا۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں جس کی فراخی بڑی کو انہوں نے ذکر کیا۔ اور فرمایا اس کے درمیان میں ایک لہجہ کا ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا حصہ آسمان میں ہے۔ جس کے اوپر کے حصہ میں ایک کڑا ہے۔ مجھے کہا گیا کہ اس کے اوپر چڑھو میں نے کہا میری طاقت میں تو نہیں ہے کہ اس پر چڑھوں۔ تو میرے پاس ایک خادم آیا جس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے۔ تو میں اوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ میں باغ کے با ستون کے اوپر کے حصہ میں پہنچ گیا اور میں نے اس کڑے کو پکڑ لیا۔ مجھے کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے تھام لو پھر میں جاگ اٹھا اور وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا وہ باغ تو اسلام ہے اور ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کڑا مضبوط کڑا ہے۔ کہ آپ پر تم تک اسلام پر رہیں گے اور یہ آدمی حضرت عبداللہ بن سلام تھے۔ اور خلیفہ کی سند میں بجائے منصف کے وصیف ہے۔ معنی دونوں کے ایک ہیں یعنی خادم۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا ینبغی لاحد البغ مقصدا یہ ہے کہ اگر تم یہ کلام من اهل الجنة نقل کرو اور تمہیں اصل واقعہ معلوم نہ ہو تو تم ممن قال ما لا یعلم ان لوگوں سے ہو گے جو وہ بات کہتے ہیں جن کا انہیں یقین نہیں۔ اور کسی کو لائق نہیں جو بات نہیں جانتا اسے بیان کرے۔ اور اگر کسی کو علم حاصل بھی ہو لیکن اسے اس کی معتد بہ دلیل کا علم نہیں تو گویا کہ وہ بھی نہیں جانتا۔ اس لئے انہوں نے اس کی حجت بیان کر دی تاکہ اس کا علم مستند ہو جائے اور ایک حجت دلائل میں سے ذکر کر دینا کافی ہے تمام دلائل کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا اب وہ اعتراض وارد نہیں ہوگا جو محضی نے وارد کیا ہے کہ انہیں حضرت سعد کی حدیث سابق یاد نہیں تھی۔ کیونکہ حدیث سعد میں ان کے جنتی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ موت تک اسلام پر باقی رہیں گے پس جو کسی دلیل بھی لائی جائے اثبات مدعا کے لئے کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قال الکرماني لا ینبغی سے حضرت ابن سلام کی طرف سے ان لوگوں پر انکار ہے کہ تم نے قطعی طور پر جنتی کیوں کہہ دیا ممکن ہے ان کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث پہنچی ہو اور انہیں خود نہ پہنچی ہو یا تو وضع کی بنا پر اپنی شاپہند نہیں کر رہے تھے یا یہ کہ انہوں نے تو صرف خواب دیکھا تھا جس پر آپ نے تاحیات اسلام پر باقی رہنے کی بشارت دی۔ اس میں قطعی طور پر جنتی ہونا نہیں فرمایا اس پر انکار

فرما رہے ہیں۔ اور علامہ مہنتی فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ آئے سال تجب کرنے والے پر انکار کیا کہ یہ تجب کی بات نہیں ہے پھر پورا قصہ خواب کا بیان فرما دیا تو اب لا بد بھی لاحد کا مطلب یہ ہوگا کہ جس شخص کو علم نہ ہوا سے انکار نہیں کرنا چاہیے جب کہ وہ خبر اہل صدق کی طرف سے پہنچے۔

حدیث (۳۵۳۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ النخَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَبِي بُرْدَةَ أَنَّكَ الْمَدِينَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ لَا تَجِيءُ فَاطْعِمُكَ سَوِيْقًا وَتَعْمَرًا وَتَدْخُلُ فِي بَيْتِ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بَارِضٌ الرِّبَا بِهَا فَاهِ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْلِي إِلَيْكَ حِمْلَ يَبْنِ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَبْ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبَا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّصْرَ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهَبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْكَلْبِيِّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا آپ میرے گھر نہیں آتے کہ میں آپ کو ستوار کھجور کھلاؤں اور آپ میرے گھر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے معظم و مکرم ہو گیا ہے اس میں داخل ہوں پھر فرمایا آپ تو ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں سود کھلم کھلا لیا جاتا ہے۔ جب آپ کا کسی آدمی پر قرض ہو اور وہ آپ کو بھوسے کا بوجھ جو اونٹ اٹھا سکتا ہے یا جو کا بوجھ یا جانوروں کے گھاس کا بوجھ دے دے تو یہ سود ہے۔ نصر اور ابو داؤد و وہب نے شعبہ سے بیت کا ذکر نہیں کیا۔ تشریح از شیخ گنگوہی۔ اگر عرف میں یہی دستور ہے تو رہو ہوگا اگر شرط کر کے لے تو حرمت ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ نبی غیر عرف میں وارد ہو تو یہ مزید احتیاط کے طور پر ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظہ فرماتے ہیں لاناہ رہو احتمال ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن سلام کی رائے ہو ورنہ فقہاء فرماتے ہیں رہو اس وقت ہوگا جب شرط لگائے لیکن تقویٰ یہ ہے کہ اسے بھی چھوڑ دے کل قرض جو نفقہ فہو رہو۔ کرمانی فرماتے ہیں کہ اگر بغیر شرط کوئی ہدیہ دے تو جائز ہے لیکن حضرت عبداللہ بن سلام کا مسلک یہ ہے کہ ہر شہر کا عرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔ کرمانی نے اشکال نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مناقب ابن سلام سے کیا مناسبت ہوئی۔ تو جواب یہ دیا ہے کہ ایک تو اس وجہ سے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف فرما ہوئے تو بیعت میں توین معظم کے لئے ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مستقرض کو ہدیہ قبول کرنے سے روکایہ تقویٰ اور ورع کی بات ہے جس میں ان کے لئے منقبت عظیمہ ہے۔ حافظہ نے بھی یہی دو وجہ ذکر فرمائی ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ ارض سے ارض عراق مراد ہے۔ اور فاض کے معنی شائع اور کثیر کے ہیں جن گندم کا بھوسہ۔ قت جانوروں کے گھاس کی ایک قسم ہے۔ جیسے کترن بوٹی۔ حضرت عبداللہ بن سلام کا جاہلیت میں نام الحصین تھا جس کو آپ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ داخل ہونے کے وقت سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور آپ کی وفات ۴۳ ہجری میں ہوئی۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُدَيْجَةَ وَفَضْلَهَا

ترجمہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنا اور حضرت خدیجہ کی فضیلت کے بارے میں

حدیث (۳۵۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوْفَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَلَوْ سَنَدٌ أَخْبَرُ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ مَرِيَمَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خُدَيْجَةُ.

ترجمہ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نبی اسرائیل کی عورتوں میں سے بہتر

عورت بی بی مریمؑ ہے اور اس امت کی بہترین عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ ہے۔

حدیث (۳۵۳۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا هُوَ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ عَلَى خَدِيجَةَ هَلَكْتُ قَبْلَ أَنْ يَنْزَوِجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمْرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قُصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَهْلَهْ الشَّاةُ فَيَهْدِي فِي خَلِيلِهَا مِنْهَا مَا يَسْعُهُنَّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہؓ پر رشک آیا۔ حالانکہ وہ میری شادی سے پہلے وفات پا چکی تھیں کیونکہ آنحضرتؐ سے میں سنا کرتی تھی کہ ان کو اکثر یاد کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کو جنت کے اندر ایک موتیوں والے گمر کی خوشخبری سنائیں اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ذبح کرتے تھے۔ تو جہاں تک ممکن ہوتا ان کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

حدیث (۳۵۳۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا هُوَ عَلَى امْرَأَةٍ مَا هُوَ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثَرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِثْمًا قَالَتْ وَلَنَزَوِجَنِي بِغُلَامٍ بِقُلُوبٍ مَبِينٍ وَأَمْرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قُصَبٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اور کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جس قدر حضرت خدیجہؓ پر آیا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے کرتے تھے وہ فرماتی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے تین سال بعد میرے سے شادی کی تھی۔ اور آپؐ کے رب نے یا جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کو جنت کے اندر ایک موتیوں کے عظیم الثمن گمر کی بشارت دیں۔

حدیث (۳۵۳۳) حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا هُوَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْكِرُ ذِكْرَهَا وَرَبُّهَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَغْصَاءَ ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَاقِي خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اتنا رشک مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی پر نہیں آیا جس قدر حضرت خدیجہؓ پر رشک آیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت یاد کرتے تھے اور جب کبھی کوئی ہماری ذبح کرتے پھر اس کے جوڑ جوڑ اعضاء کاٹتے تھے تو ان کو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیجا کرتے تھے جس کبھی کبھار میں آپؐ سے کہتی کہ کیا دنیا میں صرف وہی ایک عورت خدیجہؓ کی سہیلی تھیں۔ آپؐ فرماتے وہ تو قسمی ہی لیکن میری چھٹی اولاد ہے وہ سب ان سے پیدا ہوئی۔

حدیث (۳۵۳۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِنْ قُصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ۔ حضرت اسماعیلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اویسیؓ سے پوچھا کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو کوئی خوشخبری سنائی تھی۔ فرمایا ہاں ایک ایسے گمر کی جو موتیوں کا ہوگا جس میں نہ کوئی شور و شغب ہوگا اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوگی اور نہ تھکاوٹ ہوگی۔

حدیث (۳۵۳۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ جَبْرِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ مِنْ خَدِيجَةَ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ اتَّكَتْ فَأَقْرَأَ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمَنِيَّ وَبَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قُضْبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا یا رسول اللہ ایہ حضرت خدیجہؓ ہے جو اپنے ہمراہ کچھ برتن لاری ہے اس میں ساقاں ہوگا یا کھانا ہوگا یا کوئی مشروب ہوگا پس جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ ان پر میرے ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پڑھنا اور انہیں جنت کے اندر ایک ایسے عظیم الشان گھر کی خوشخبری سنانا جو موتوں کا مکانا ہوگا۔ اس میں نہ تو شور و شغب ہوگا اور نہ ہی اس میں کوئی تھکاوٹ و تکلیف ہوگی۔

حدیث (۳۵۳۶) حَدَّثَنَا قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِسْتَأْذَنْتُ هَالَةَ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أَخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَفَ إِسْمَاعِيلَانِ خَدِيجَةَ فَأَرَادَا أَنْ يَدْخُلَا فَحَالَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا فَذَرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذَكُّرُ مِنْ عُجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءَ الشُّلُفَيْنِ هَلَكْتُ فِي الدُّهْرِ قَدْ أَبَدَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے جناب رسول اللہ پر اجازت طلب کی چونکہ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی جلتی تھی۔ آپؐ سمجھے کہ حضرت خدیجہؓ اجازت طلب کر رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپؐ گھبرا گئے۔ پھر فرمایا کہ چھالے اللہ ایہ حالہؓ ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے فیرت آئی جس پر میں نے کہا آپؐ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بوڑھی کو کیا یاد کرتے ہیں جو سرخ مسوڑوں والی تھی کہ اس کے دانت گر گئے تھے اور زمانہ ہوا فوت ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں ان سے بہتر عیوی عطا فرمائی جو سالم دانتوں والی اور نوخیز عمر ہے۔ جس پر آپؐ ناراض ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ انشاء اللہ آئندہ ان کو خیر کے ساتھ یاد کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب کہ لوگ کفر کر رہے تھے۔ تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قسّیٰ جن کا نصب قسّیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔ ان سے آپؐ کا نکاح ہوا جب کہ ان کی عمر چالیس سال اور حضورؐ اور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس تھی۔ جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ آپؐ کی سب اولاد انہیں میں سے ہے۔ سوائے حضرت ابراہیمؑ کے جو بی بی ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔ ہجرت سے پانچ سال پہلے مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی تین بچے اور چار بچیاں ان سے پیدا ہوئے فضیلت کی بحث گزر چکی ہے۔

کانت و کانت ای خصائلها وفضائلها کانت صوامع قوامه محسنه ومشقة الى غير ذلك فصب وہ بندگی جو موتی اور جواہرات سے مرصع ہو۔ صخب شور و غوغا جو عموماً جھگڑے کے وقت ہوتا ہے۔ نصب کے معنی تھکاوٹ کے ہیں ان دو صفتوں کی مناسبت یہ ہے کہ جب آپؐ نے ان کو دعوت ایمان دی تو نہایت خوشدلی سے ایمان لائیں رفیع صوت اور جھگڑے کی نوبت نہیں آئی اور نہ ہی اس میں انہیں کوئی کوفت اٹھانی پڑی۔

بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ

ترجمہ۔ جریر بن عبد اللہ بجلّی کے ذکر کے بارے میں

حدیث (۳۵۳۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ أَخْبَرَنَا قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأْيَ إِلَّا حَبْحَكَ وَعَنْ قَتِيسٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ لِي
الْجَاهِلِيَّةُ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ أَوْ الْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَيْتُ مُرَبِّعِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَتَفَرُّتُ إِلَيْهِ لِي عُمَسَيْنِ وَمِائَةٌ
فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَلَعْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَاتَيْنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلَا أَحْمَسَ.

ترجمہ حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پردہ کر کے نہیں بیٹھے چونکہ
یہ حسین تھے اس لئے جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو ہنس پڑتے اور قیس حضرت جریر بن عبداللہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت میں ایک گھرنایا
گیا تھا جسے ذوالخلصہ کہتے تھے اسے کعبہ یعنی اورشامی بھی کہا جاتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا آپ مجھے اس ذوالخلصہ
سے راحت پہنچانے والے نہیں گے۔ فرماتے ہیں قبیلہ جس کے یزیدہ شوشہ سوادوں کو لے کر میں اس کی طرف روانہ ہوا فرماتے ہیں کہ ہم نے جا کر اسے
توڑ پھوڑ دیا اور جو لوگ اس کے پاس تھے ان کو قتل کر دیا پھر آ کر ہم نے آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ جس کے لئے دعا فرمائی۔
تشریح از قاسمی۔۔ یمن میں ایک بت تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔۔ کعبہ یمانیہ و شامیہ کعبہ یمانیہ کے نام سے مشہور تھا اور کعبہ شامیہ اس کعبہ کو کہتے تھے جو مکہ معظمہ میں ہے۔ چونکہ
کعبہ کے نام میں اشتراک تھا اس لئے تمیز کے لئے اسے یمانیہ اور اسے شامیہ کہا گیا۔ تو یہاں لہ معنی میں لاجلہ کے ہوگا کہ اس کی وجہ سے کعبہ
الحرام کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔ اگر وہ کعبہ نہ ہوتا تو شامیہ مفت کے ساتھ تمیز کی ضرورت لاحق نہ ہوتی کیونکہ صرف لفظ کعبہ سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔۔ اس جملہ کی تاویل میں اقوال مختلفہ ہیں۔ زمانہ درس میں ہم یہ توجیہ کرتے تھے یہاں لہ کی ضمیر بیت الجاہلیت کی
طرف راجع ہے تو معنی ہوئے کہ یہاں لہ ذوالخلصہ و یہاں لہ کعبہ الیمانیہ و کعبہ الشامیہ جملہ متانہ ہے جس کا مبتداء محذوف
ہے۔ معنی یہ ہے کہ کعبہ المکرمۃ المعظمۃ البیت الحرام یہاں لہ کعبہ الیمانیہ و کعبہ الشامیہ چنانچہ علامہ کرمانی نے بھی یہی توجیہ بیان کی
ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ کعبہ شامیہ کا ذکر راویوں کی غلطی ہے۔ مواب یہ ہے کہ اسے حذف کیا جائے۔ کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔
اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اسے غلط نہ کہا جائے۔ کیونکہ کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس کا دروازہ شام کی طرف تھا اس لئے اسے شامیہ بھی کہتے
تھے۔ غلط کہنے اور تاویل کی کوئی حاجت نہیں۔

لاجلہ حضرت شیخ گنگوہی نے جو کچھ فرمایا ہے یہی حافظ ابن جریر اور علامہ سندھی کا عقار ہے۔ مولانا قسری کی تقریر میں ہے یہاں لہ ای
بسمہ کعبہ یمانیہ اور بطریق مقابلہ کعبہ شامیہ۔ مقابلہ کی یہی صورت ہے۔

بَابُ ذِكْرِ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ

ترجمہ۔ حدیفہ بن یمان العنسی کے ذکر کے بارے میں۔

حدیث (۳۵۳۸) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدِ هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ
هَزِيمَةً بَيْنَهُ لَصَاحُ ابْلِيسَ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَأَكُمْ فَرَجَعْتُ أَوْلَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ فَأَجْتَلَدْتُ أُخْرَاهُمْ
فَنَظَرْتُ حَدِيفَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَنَدَى أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي فَقَالَتْ فَوَ اللَّهِ مَا خَتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ

حَدَّثَنَا غُفَرٌ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ ابْنِي فَوَاللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حَدِيثِي مِنْهَا بَقِيَّةٌ خَيْرٌ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.
ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب احد کی لڑائی ہوئی تو مشرکوں کو واضح شکست ہوگئی۔ لیکن ابلیس چنانچہ اے اللہ کے بندو! اپنی پچھلی جماعت کو دیکھو میں پہلی بھاگتی ہوئی جماعت بھی پچھلی جماعت کی طرف لوٹ کر آئی۔ تو پچھلی جماعت کو طاقت مل گئی تو خوب لڑنے لگے اچانک حضرت حدیث نے اپنے باپ کو اس جماعت میں دیکھا تو زور سے پکارے۔ اے اللہ کے بندو! یہ تو میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ لوگ نہ رکے یہاں تک کہ حضرت یحییٰ کو قتل کر دیا تو حضرت حدیث نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کرے۔ میرے باپ مردہ فرماتے ہیں کہ حضرت حدیث کے اندر مرتے دم تک اس کی وجہ سے خیر و حزن باقی رہا اور بعض نے خیر سے مراد دعا عالی ہے کہ قاتل کے لئے مرتے دم تک مغفرت کی دعا کرتے رہے۔

بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

ترجمہ۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا ذکر

حَدِيثُ (۳۵۴۹) وَقَالَ عَبْدَانُ الْخِ أَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِيَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُدْلُوا مِنْ أَهْلِ خِيَاءِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِيَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُعْزُوا مِنْ أَهْلِ خِيَاءِكَ قَالَتْ وَآيُضًا وَالِدِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُسِيكٌ فَهَلْ عَلَى خَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الْإِدْيِ لَكَ عِيَالَنَا قَالَ لَا أَرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہؓ کرکینگی یا رسول اللہ! روئے زمین پر کوئی گھر والے میرے نزدیک ذلیل ہونے میں آپ کے گھر والوں سے زیادہ ذلیل نہیں تھے۔ پھر آج روئے زمین پر یہ حال ہے کہ کوئی گھر والا آپ کے گھر سے زیادہ عزت والا نہیں ہے آپ نے فرمایا میں بھی ایسا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے بغض کدورت میں میری جان ہے ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! بے شک میرا خاوند ابو سفیانؓ عجیب آدمی ہے میں کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے کہ جو بال بچے ہماری کنبہ داری میں ہیں اس کی اجازت کے بغیر ان کو کھلا دوں۔ آپ نے فرمایا میری رائے میں آپ دستور کے مطابق کھلا سکتی ہیں مقدم یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تو آپ کے گھر سے زیادہ کوئی مغفوس گھر نہیں تھا اور آج اسلام کی بدولت آپ کے گھر سے زیادہ محبوب کوئی گھر نہیں ہے اسلام کی بدولت طبائع میں انقلاب آ گیا۔

بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ

ترجمہ۔ زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ

حَدِيثُ (۳۵۵۰) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْخِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ بِاسْفَلِ بَلَدٍ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُلِمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدُ ابْنِي لَسْتُ

أَكُلُ مِمَّا تَلْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا أَكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنْ زَيْدُ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ
يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَابِهِمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللَّهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ
الْأَرْضِ ثُمَّ تَلْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ انْكَارًا لِلذِّكْرِ وَاعْظَامًا لَهُ قَالَ مُوسَى الْخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
أَنَّ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ وَابْنَ نَفِيلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّينِ وَيَتَّبِعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ
عَنْ دِينِهِمْ فَقَالَ إِنِّي لَعَلِّي أَنْ أَدِينُ دِينَكُمْ فَأَخْبِرْنِي فَقَالَ لَا تَكُونُ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَبِيِّكَ
مِنْ غَضَبِ اللَّهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللَّهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنِّي اسْتَطِيعُ فَهَلْ تُدَلِّينِي عَلَى غَيْرِهِ
قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَنِيفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا
نَصْرَانِيًّا وَلَا يَغْبُدُ إِلَّا اللَّهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُونَ عَلَى
دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَبِيِّكَ مِنْ لُغَةِ اللَّهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لُغَةِ اللَّهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لُغَةِ اللَّهِ وَلَا مِنْ
غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنِّي اسْتَطِيعُ فَهَلْ تُدَلِّينِي عَلَى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَنِيفًا قَالَ وَمَا
الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَغْبُدُ إِلَّا اللَّهَ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ لِي
إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ
اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامُ بْنُ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ وَابْنَ نَفِيلٍ
قَاتِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكُعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَاللَّهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ تَخْبِرُنِي
وَكَانَ يُخْبِي الْمَوءَ وَدَةَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا إِنَّا أَكْفِيْهَا مَوْتَهَا فَأَعْلَمَهَا
فَإِذَا تَرَعَرَعَتْ قَالَ لَا يَبِيهَا إِنْ شِئْتَ ذَلَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَوْتَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادی ہلدح کے نچلے حصہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملائی ہوئے۔ ابھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی نازل نہیں ہوئی تھی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دستر خواہ آگے بڑھایا کیا۔ تو آپ نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا پھر زید نے بھی کہا کہ جن جانوروں کو تم آستانوں پر ذبح کرتے ہو میں ان میں سے نہیں کھاؤں گا میں تو اس جانور کا گوشت کھاؤں گا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو اور زید قریش پر ان کے مذبح جانوروں پر اعتراض کر غلے اور جھپٹکالتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتا تھا کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسی نے اس کے لئے آسمان سے پانی اتارا اور اسی نے اس کے لئے زمین سے گھاس لاگائی۔ پھر تم اللہ کی بجائے غیر اللہ کے نام پر ان جانوروں کو ذبح کرتے ہو اس وجہ سے وہ ان کے اس فعل سے انکار کرتا تھا اور اس کو بڑی عظیم غلطی سمجھتا تھا یا ان پر انکار اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عظمت بیان کرتا تھا۔ اور موسیٰ بن عقبہ اسی سند سے ابن عمرؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے۔ اور وہیں توحید کے متعلق پوچھتے تھے تاکہ اس کا اتباع کریں۔ تو وہ یہود کے ایک عالم سے ملا۔ اس سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہنے لگا کہ شاید میں تمہارا ہی دین اختیار کر لوں اس لئے مجھے بتاؤ کہ تمہارا دین کیا ہے تو اس نے کہا کہ تو ہمارے دین پر اس وقت تک نہیں رہ سکتا جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا کچھ حصہ اختیار نہ کرے تو زید نے کہا کہ میں اللہ کے غضب سے تو بھاگ کر آیا ہوں اب تو مقدور ہر میں

بھی بھی اللہ کے غضب کو برداشت نہیں کروں گا۔ پس کسی اور کی طرف رہنمائی کرو اس نے کہا میرا یقین یہ ہے کہ تم دین حنیف اختیار کرو۔ زید نے پوچھا وہ دین حنیف کیا ہے بتلایا کہ وہ دین ابراہیمؑ ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تو زید وہاں سے چل پڑے اور ایک نصاریٰ کے عالم سے ملاقات ہوئی اس سے بھی یہی ذکر کیا۔ تو نصرانی عالم نے کہا تو ہمارے دین پر اس وقت تک نہیں رہ سکتا جب تک اللہ کی لعنت کا کچھ حصہ اختیار نہ کرے۔ اس نے کہا میں لعنت الہی سے تو بھاگ کر آیا ہوں اب انشاء اللہ اپنی طاقت کے موافق میں۔ کبھی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کو نہیں برداشت کروں گا۔ پس اپنے سوا کسی اور کے متعلق بتلاؤ تو اس نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم دین حنیف اختیار کرو۔ اس نے پوچھا وہ دین حنیف کیا ہے اس نے بتلایا کہ وہ دین ابراہیمؑ ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے تو جب زید نے ابراہیمؑ کے بارے میں ان کے اقوال معلوم کئے تو وہاں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں آ کر دو ہاتھ کھڑے کئے۔ کہنے لگا اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں یا تو گواہ رہے کہ میں دین ابراہیمؑ پر ہوں اور لیث راوی کہتے ہیں کہ حشام نے اپنے باپ کی طرف سے میری طرف لکھا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حرماتی تھیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو خانہ کعبہ کے ساتھ پٹنے لگائے کھڑے ہوئے دیکھا۔ کہتا تھا کہ قریش کے لوگو! اللہ کی قسم اگر میرے سوا دین ابراہیمؑ پر تم میں سے کوئی نہیں ہے۔ اور گڑی ہوئی لڑکیوں کی زندگی کا ذریعہ بننا تھا۔ جب کوئی آدمی اپنی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو یہ اس سے کہتا کہ تو اسے قتل نہ کر میں اس کے خرچہ صرف کا ذمہ لیتا ہوں۔ پس وہ لڑکی اس سے لے لیتا اور اس کی خدمت کرتا۔ جب وہ لڑکی جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتا کہ اگر تمہاری منشا ہو تو یہ لڑکی تجھے واپس کر دوں اگر چاہے تو اس کے خرچہ حرجہ کا میں ضامن رہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال وایضاً الخ ۳۳/۵۳۹ یعنی میں بھی اسی طرح ہوں بغض تھا تو ہماری طرف سے بھی بغض تھا۔ محبت آئی ہے تو ہماری طرف سے بھی محبت ہے۔ یا دوسری توجیہ یہ ہے کہ نیز! ابھی اس محبت میں اور اضافہ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینی بھی فرماتے ہیں قال وایضاً یہ ہندہ کو آپؐ کی طرف سے جواب ہے کہ ہمارا بغض و محبت بھی تیرے بغض و محبت کی طرح تھا۔ گویا آپؐ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ یا اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ عنقریب تیری اس محبت میں زیادتی ہوگی۔ جوں جوں ایمان پختہ ہوگا محبت بڑھتی جائے گی اور غصہ و غضب گھٹتا جائے گا۔ کرمانیؒ نے بھی یہی دو معنی بیان کئے ہیں اور دونوں نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے کہ محبت بڑھے گی اور بغض میں کمی آئے گی۔ حتیٰ کہ اس کا اثر باقی نہیں رہے گا۔ پہلی صورت میں تو معنی ہوں گے کہ آپؐ بھی بغض رکھتے تھے۔ حالانکہ آپؐ کو کسی سے بغض نہیں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وانا استطیعہ اگر اس کو استفہام الٹا کر پر محمول کیا جائے پھر تو معنی واضح ہیں کہ میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اس کو جملہ حالیہ بنایا جائے تو معنی ہوں گے کہ میں تو اس غضب الہی کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جب تک میرے بس میں ہے۔ تو جب میں اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کیسے بوجھا خاکوں گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شرح نے اس کی توجیہ کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ البتہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ انی استطیعہ کے معنی ہیں کہ میں اس کی طاقت کہاں رکھتا ہوں۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے انا استطیعہ جملہ حالیہ ہے استفہام کے لئے نہیں ہے تو معنی ہوں گے کہ میں غضب الہی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

لا تکون علی دیننا کیونکہ ہماری قوم نے ہر دین اور کتاب میں تحریف کر دی ہے ان میں سوائے شرک کے اور کچھ نہیں ہے۔
ما منکم علی دین ابراہیمؑ غیری یہاں سے انکار کر کے ان کو اٹھانا مقصود ہے کہ تم ملت ابراہیمؑ کا دعویٰ کرتے ہو لیکن شرک میں

جنتا ہو۔ اور بھجوں کو زندہ درگور کرتے ہو۔ اللہ کو رازق نہیں سمجھتے۔ اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اسے دین ابراہیم کہاں سے ملا بہر حال بت پرستی سے بیزاری اور دین ابراہیم کی حقانیت کا اعتقاد اس کی وجہ سے دین ابراہیم کی طرف منسوب ہوا۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کی تعمیر

حدیث (۳۵۵۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعٍ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ عُثْمَانُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِذَا زَكَّ عَلَى رَأْسِكَ يَمِينُكَ مِنَ الْحِجَابَةِ فَغَرَّ إِلَى الْأَرْضِ لَطَمَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَلْفَاكَ فَقَالَ إِذَا رَأَى فُشِّلَ عَلَيْهِ أَزَاةٌ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ کے ساتھ تھے تاکہ پھر انہیں اٹھا کر دیں تو حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لگی اتار کر گردن پر رکھ لو تاکہ وہ تمہیں پھر کی ٹہنی سے بچائے۔ ایسا کرنے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پھر جب آپ کو اٹھاتے ہوئے فرمایا میری لگی میری لگی دے دو تو آپ کو آپ کی لگی بندھوائی گئی۔

تشریح از قاسمی۔ ابوالفضل کی حدیث میں ہے کہ جب آپ کا ٹکڑا کھل گیا تو عمارؓ نے آپ کا ٹکڑا لے کر آپ کو چمپاؤ تو یہ پہلی نہیں آواز تھی۔ ابوالفضل کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے کبھی آپ کو ٹکڑا نہیں دیکھا اور علامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت سے پہلے بھی آپ کھانچ اور رزائل سے محفوظ تھے۔ اور اسی طرح بعد از نبوت بھی محفوظ رہے۔

حدیث (۳۵۵۲) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَغُنَيْدِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ حَائِلٌ كَانُوا يُصَلُّونَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتَّى كَانَ عَمْرُو بْنُ قُتَيْبَةَ حَائِلًا قَالَ غُنَيْدُ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ لَقِيتُ قُتَيْبَةَ بْنَ الْوَيْثَنِ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی نضر فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے ارد گرد کوئی دیوار نہیں ہوتی تھی۔ لوگ بیت اللہ کے ارد گرد گھول پڑتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے بیت اللہ کے ارد گرد ایک دیوار بنادی تاکہ بچوں اور جانوروں سے محفوظ ہو جائے۔ عبید اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ جن کو ابن الزبیرؓ نے ہولایا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حول البیت حائطاً ۵۴۰ یا ۵۴۱ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ بیت اللہ کے ارد گرد لوگوں کے گھر تھے۔ بیت اللہ کے ارد گرد کوئی مسجد نہیں تھی۔ مگر مطاف کے برابر جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے مطاف کے ماحول میں ایک دیوار بنادی تاکہ کتوں اور بچوں سے محفوظ رہے اور دیوار ایک گز کے برابر تھی پھر ابن الزبیرؓ نے اس کو داروہا کیا۔ اس دیوار کو بھی گرا دیا۔ بلکہ سارے بیت اللہ کو گرا دیا اور تعمیر نو کی کہ حلیم کو کعبہ میں ملا دیا۔ اور دروازے سے بچے کر کے دو ہوا دیئے ایک داخل ہونے کا اور ایک خارج ہونے کا۔ اب تو نہ وہ دیوار ہے نہ ارد گرد کے گھر ہیں سب گرا دیئے گئے۔ مطاف میں اور مسجد حرام میں بہت وسعت ہوگئی ستون بنائے اور ان پر بجلی کی جھلک ہے حجاج

بن یوسف ثقفی نے لکھا کہ پھر اسی طرح کر دیا جس طرح پہلے تھا۔ اب بادشاہوں کے اتفاق سے بناء حجاج پر قائم ہے۔

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ زمانہ جاہلیت کیا تھا

حدیث (۳۵۵۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الْخِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانَ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی اس دن کا روزہ رکھتے اور مسلمانوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ جب رمضان شریف کے روزے کی فرضیت نازل ہوئی تو پھر جو شخص چاہے عاشوراء کا روزہ رکھتا تھا اور جو نہ چاہے نہیں رکھتا تھا۔

حدیث (۳۵۵۴) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْخِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْقُبُورِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْمُحَرَّمَ صَفْرَ وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ اللَّبَنُ وَعَقَا الْأَثَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اغْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةَ مِهْلَيْنَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْعَلُوا عُمْرَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْجَلِّ قَالَ الْجَلُّ كُلُّهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش وغیرہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو روئے زمین پر گناہ سمجھتے تھے اور انہوں نے عمرہ کا نام صفر رکھ دیا تھا اور کہتے تھے جب اونٹوں کی پیٹھ کے زخم ٹھیک ہو جائیں گے اور ان کے نشانات مٹ جائیں تب عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ حلال ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چوتھی ذی الحجہ کو پہنچے۔ جب کہ انہوں نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اسے عمرہ میں تبدیل کر دیں۔ کہنے لگے کہ کون کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہو گئی فرمایا کہ پورے طور پر احرام کھول کر حلال ہو جاؤ۔ آٹھویں دن احرام باندھنا۔ حتیٰ کہ حجاج بھی حلال ہے۔

حدیث (۳۵۵۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ سَمَلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُتِبَ مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سَفِيَانٌ وَيَقُولُونَ إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَهُ شَأْنٌ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیب کے والد فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک سیلاب آیا تھا جس نے مکہ معظمہ کے دونوں پہاڑوں کو ڈھانپ لیا تھا سفیان کہتے ہیں کہ اس حدیث کی ایک شان یعنی قصہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس قصہ کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ یہ کہ وہ بڑی دیوار جو مکہ کے بالائی حصہ میں تھی جب سیلاب آیا تو وہ بہہ گئی۔ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پانی کعبہ میں داخل نہ ہو جائے تو انہوں نے اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا ارادہ کیا۔ پہلا وہ شخص جس نے اس کے اندر جھانکا اور اس سے کوئی حصہ گرا دیا وہ ولید بن المغیرہ تھا۔ سیلاب اور بیت اللہ کی دیواروں کی مضبوطی یہ بحث نبویؐ سے پہلے واقع ہوئی۔ اور یہ اشارہ تھا کہ ایسا سیلاب آئے گا کہ ایسا سیلاب انہوں نے دیکھا نہیں ہوگا۔

تشریح از قاضی - ایام جاہلیت سے وہ مدت مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کے درمیان کا زمانہ ہے۔ لیکن اس جگہ آپ کے مولد اور بعثت کے درمیان کا زمانہ مراد ہے۔

عاشوراء امام مالک مؤطا میں فرماتے ہیں کہ رمضان کے دو چوب سے پہلے یوم عاشوراء کا روزہ واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہو گیا استحباب باقی ہے یہی ابو حنیفہ اور علامہ امت کا مسلک ہے۔

یسمون کہ حرمت میں سفر کا نام محرم رکھ دیتے۔ اسی طرح وہ ذی الحجہ کو محرم اور محرم کو صفر میں تبدیل کرتے تھے۔ انما النسیء زیادۃ فی الکفر۔ دہر سے وہ ذم مراد ہے جو حج کے سفر میں اونٹوں کی پیٹھ پر کھلوے کہنے کی وجہ سے پڑ جاتے تھے۔ عفا الایام سے یا تو وہی دیر کے ذم کا مندرج ہونا۔ یا حاجیوں کے آنے جانے کے سنانات قدم مٹ جائیں ان کا آنا جانا بند ہو جائے۔ اور یہ غالباً صفر کے بعد ہوتا تھا۔

رابعہ سے ذی الحجہ کے مہینہ کی چوتھی صبح مراد ہے۔ یا یلۃ رابعہ مراد ہے۔ شان اگر اشکال ہو کہ طوفان نوح کے زمانہ میں تو ہیبت اللہ کو غرق ہونے سے بچالیا گیا کہ اسے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اور اس سیلاب سے کیوں فرق ہوا۔ تو کہا جائے گا کہ خدا کی ہائیں خدا ہی جانے۔ البتہ طوفان نوح عذاب تھا اور یہ سیلاب عذاب نہیں تھا۔

حدیث (۳۵۵۶) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْخ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَخْمَسٍ يَقَالُ لَهَا زَيْنَبُ قَرَأْتِهَا لَا تَكَلِّمْ لَقَالَتْ مَا لَهَا لَا تَكَلِّمْ قَالُوا حَبِثَتْ مُضْمِنَةً قَالَتْ لَهَا لَا تَكَلِّمْنِي فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمْتُ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أَيْ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ أَيْ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَوْ لَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاءُ نَا عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَلِمْتَكُمْ وَمَا الْإِيمَةُ قَالَ أَمَا تَكُنَّ لِقَوْمِكَ رِوُوسَ وَأَشْرَافَ يَأْمُرُونَهُمْ فَيُطِيعُونَهُمْ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَهَمَّ أُولَئِكَ عَلَى النَّاسِ۔

ترجمہ۔ حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جس کا نام زینب تھا۔ پس اس کو دیکھا کہ وہ بات چیت نہیں کرتی۔ پوچھا اس کو کیا ہو گیا کہ نہیں بولتی لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ چپ رہ کر حج کرے گی۔ آپ نے اس سے فرمایا بات چیت کرو کیونکہ چپ رہنا حلال نہیں ہے۔ یہ چپ شاہ کا روزہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہے۔ تو وہ بول پڑی پوچھنے لگی آپ کون ہیں فرمایا کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی ہوں اس نے پوچھا کون سے مہاجرین میں سے۔ انہوں نے فرمایا قریش میں سے۔ پھر اس نے پوچھا کون سے قریش میں سے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تو تو بہت سوال کرنے والی ہے۔ میں ابو بکر ہوں۔ اس نے پوچھا کہ یہ بیک عمل جس کو اللہ تعالیٰ جاہلیت کے بعد لائے ہیں یہ کب تک باقی رہے گا۔ فرمایا تمہاری بقاء اس پر اس وقت تک ہے جب تک کہ تمہارے امام تمہارے ساتھ ٹھیک رہیں گے۔ اس نے پوچھا کون سے امام فرمایا کیا تیری قوم کے سردار اور چوہدری لوگ نہیں جو ان کو حکم دیتے ہیں پس وہ ان کا کہنا مانتے ہیں وہ بولی ہاں کیوں نہیں پس یہی لوگ لوگوں پر سوار ہیں گے۔

تشریح از شیخ کنگوہیؒ۔ اولئک علی الناس ۹۵۴۱ مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اپنی قوم کے لیڈر اور مطاع ہوں گے وہ انہ سے مراد ہیں۔ لیکن وہ امام جس کی حکومت سب لوگوں پر ہوگی اس کی امامت کسی خاص گروہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی قوم کے سردار اور بڑے بڑے شریف لوگ اپنی قوم کے نمائندہ ہوں گے اور امام بھی عامۃ الناس کے لئے ان جیسا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ الناس علی دین ملوکہم لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوں گے تو جب تک قوم کے سردار اور حاکم دین اسلام پر ٹھیک چلتے رہیں گے کہ حدود شرعی کا نفاذ کریں گے۔ لوگوں کے حقوق کی نگرانی کریں گے اور ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھیں گے۔ تو دین اسلام باقی رہے گا۔ ورنہ جو حال دین کا پاکستان اور اسلامی دنیا میں ہے کہ دین حق پیار و نیکیں، یحیوں زین العابدین یہ چالیس اسلامی ملکوں کے بادشاہ فروغ اسلام نہیں چاہتے تو دین کیسے باقی رہے گا۔

حدیث (۳۵۵۷) حَدَّثَنِیْ فَرْوَةُ ابْنُ الْمَغْرَاءِ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَسْلَمْتُ اِمْرَاَةً سَوْدَاءَ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْظٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِنَا فَتَحَدِّثُ عِنْدَنَا فَاِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا قَالَتْ وَیَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاَجِبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهُ مِنْ بَلَدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِی

فَلَمَّا اكْتَفَرْتُ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا یَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجْتُ جُورِیَّةً لِبَعْضِ اَهْلِیْ وَعَلَيْهَا وَشَاحٌ مِنْ اَدَمَ لَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحَدِیَا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَاتَّهَمُوْنِیْ بِهٖ فَعَلَّوْهُنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنْ اَمْرِیْ اَنْهُمْ طَلَبُوْنِیْ قُبُلِیْ فَهِنَّمَا هُمْ حَوْلِیْ وَاَنَا فِیْ شُكْرِیْ اِذْ اَقْبَلْتُ الْحَدِیَا حَتّٰی وَاَزَتْ بِرُؤُسِنَا ثُمَّ الْفَتْنَةُ فَاحْضَرُوْهُ فَلَقْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِیْ اَتَّهَمْتُمُوْنِیْ بِهٖ وَاَنَا مِنْهُ بِرِیْنَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی مکئی عورت تھی جو مسلمان ہو گئی اور اس کیلئے ایک چھوٹا سا گھر مسجد میں تھا۔ فرماتی ہیں کہ وہ ہمارے پاس آ کر باتیں کیا کرتی تھی تو جب اپنی باتوں سے فارغ ہوتی تو یہ شعر پڑھا کرتی تھی۔

ترجمہ شعر۔ کہ یوم الوشاح ہمارے رب کے عجوبہ میں سے ہے..... مگر یہ کہ اس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دے دی ہے

جب وہ شعر کثرت سے پڑھنے لگی تو حضرت عائشہؓ نے اس سے پوچھا یہ یوم الوشاح کیا چیز ہے۔ کہنے لگی کہ میرے بعض آقاؤں کی ایک لڑکی تھی جو باہر نکل اس کے گلے میں چڑے کا ایک ہار تھا جو کسی طرح اس کے گلے سے نکل کر نیچے گر پڑا۔ جس پر ایک گدھا اتر پڑی۔ جس نے اسے گوشت گمان کیا۔ اسے لے کر وہ اڑ گئی۔ ان لوگوں نے ہم پر تہمت لگائی اور مجھے طرح طرح کی سزا میں مبتلا کیا۔ یہاں تک میرا معاملہ پہنچا کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی۔ دریں اثنا وہ لوگ میرے ارد گرد بیٹھے تھے اور میں اپنی پریشانی میں تھی۔ کہ اسی گدھ نے ہمارے سردوں کے برابر آ کر اس ہار کو پھینک دیا جس کو ان لوگوں نے لے لیا۔ میں نے ان سے کہا یہ تو ہمارا ہار ہے جس کے بارے میں تم نے مجھ پر تہمت لگائی تھی۔ حالانکہ میں اس سے بری تھی۔

تشریح از شیخ قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو ایام الجاہلیت میں اس لئے لائے کہ ان کا یہ فعل کہ شرمگاہ تک کی تلاشی لی یہ فعل جاہلیت تھا۔ لہذا اباب سے مناسبت ثابت ہو گئی۔

حدیث (۳۵۵۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ كَانَ خَالِفًا فَلَا يَخْلِفُ اِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَخْلِفُ بِاَبَائِهَا فَقَالَ لَا تَخْلِفُوْا بِاَبَائِكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بھی تم میں سے قسم اٹھانے والا ہو تو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے۔ قریش کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاتے تھے۔ پس آپؐ نے فرمایا اب اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔ تشریح از قاسمیؒ۔ بعض فقہاء تو کہتے ہیں کہ جس نے باپ کے نام کی قسم اٹھائی تو وہ کافر ہو گیا۔ لیکن یہ جب ہے کہ وہ شرک باللہ کا اعتقاد

رکھتا ہو۔ ورنہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ ضرور ہے۔ جب کہ اس کی تعظیم مقصود ہو شرک نہ ہو۔

حدیث (۳۵۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخ أَن الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُومُ لَهَا دُيُغْبِرُ عَنْ غَابِشَةٍ قَابَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا يَقُولُونَ إِذَا رَأَوْهَا كُنْتُ فِي أَهْلِكَ مَا أَنْتَ مَرْتِنٌ.

ترجمہ۔ حضرت قاسم جنازے کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور اس کیلئے کھڑے بھی نہیں ہوتے بلکہ حضرت عائشہؓ سے خبر سناتے تھے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جاہلیت کے لوگ جنازے کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ اور جب اسے دیکھتے تو کہتے تھے اب تک تو اپنے اہل و عیال میں تھا۔ نامعلوم اب کہاں ہوگا۔ یہ کلمہ دوسرے کہتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کنہ فی اہلک ۱۹۵۴۱ ظاہر اس کے معنی سے تحسیر اور افسوس معلوم ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زندگی تو تو نے جیسے گزاری سو گزاری آج تو یہاں سے کوچ کر کے جا رہا ہے کہ تجھے کسی چیز پر قدرت نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا کی یہ تقریر میں ہے کہ اپنے اہل کے اندر ہو کچھ تھا۔ اس کلمہ کے معنی میں بہت سے اقوال ہیں۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ موصولہ ہے۔ اور اس کا ملہ محذوف ہے۔ ای الذی انت فیہ کنت فی الحیوة مثله ان ازخیرا الفخیر وان شر الفشر وہ لوگ اگرچہ حشر و شر کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے لیکن اتنا اعتقاد تھا کہ روح نکلنے کے بعد نیک آدمی کی روح نیک پرندے کے اندر چلی جاتی ہے اور بد آدمی کی گندے پرندے کے بدن میں چلی جاتی ہے اس کو صدی اور ہام سے تعبیر کرتے تھے۔ یا ما استفہامیہ ہے۔ ای کنت فی اہلک شریفا مثلاً فی شئی انت الان کر تو اپنے اہل میں تو شریف تھا۔ اب پتہ نہیں تو کون سی چیز ہو جائے گا۔ یا ما نافیہ ہے۔ اور لفظ مرتین قول کا مقولہ ہے۔ ای کنت مرۃ فی القوم ولست بکافیہ فیہم مرۃ اخری۔ کہ ایک مرتبہ تو تو اپنے اہل و عیال میں رہا۔ پس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ مرتے ہیں اور جیتے ہیں ہمیں تو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔

حدیث (۳۵۶۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الْخ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ الْمَشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُنْفِضُونَ مِنْ جَمِيعٍ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلَى نَبِيٍّ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا مشرک لوگ مزدلفہ سے اس وقت تک نہ لوٹتے جب تک نبیر پر سورج کی روشنی نہ پڑتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خلاف کیا۔ اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے لوٹے۔ جمع مزدلفہ اور نبیر مزدلفہ کا پہاڑ ہے۔

حدیث (۳۵۶۱) حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْخ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى ابْنُ الْمُثَلِّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرَمَةَ وَكَاسَا دِهَاقًا قَالَ مَلَأَى مُتَابَعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَسَقْنَا كَاسَا دِهَاقًا.

ترجمہ۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ کاسا دہاقا کے معنی ہیں چمکتا ہوا پیالہ جو پے درپے دیا جائے اسقنا کاسا دہاقا کہ ہمیں چمکتا ہوا پیالہ پلاؤ۔ تشریح از قاسمیؒ۔ سمعت ابی سے عباس بن المطلب مراد ہیں۔ یعنی میرا یہ سماع ان سے جاہلیت میں واقع ہوا۔ لیکن جاہلیت سے

قبل از بعثت مراد نہیں ہے۔ اسلئے کہ ابن عباس تو بعثت کے بھی دس سال بعد پیدا ہوئے ہیں تو یہاں پر جاہلیت نسبیہ مراد ہوگی کہ میں نے یہ قول ان سے اگے مسلمان ہونے سے پہلے سنا۔

حدیث (۳۵۶۲) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةً لَبِيدٌ

— أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ وَكَأَذْ أَمِيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسَلِّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے۔ وہ لبید کا قول ہے کہ خبردار سب چیزیں اللہ کے سوا باطل ہیں۔ یعنی غیر ثابت ہے۔ لبید فحول شعراء جاہلیت میں سے ہے جو صحابی شاعر ہے مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے کوئی شعر نہیں کہا اور لمیہ بن ابی اسلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہوا اسلام کا زمانہ پایا۔ بعثت پر اس کا ایمان تھا اور جاہلیت میں عبادت کرتا تھا بہر حال مسلمان نہ ہوا۔

حدیث (۳۵۶۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُعْرِجُ لَهُ الْخِرَاجُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خِرَاجِهِ لَحْزًا يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَذَرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكْهَنُ لِلنَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أَحْسَنُ الْكُفَّانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ فَأَذْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو آپ کو یومیہ وظیفہ دیا کرتا تھا اور حضرت ابو بکرؓ اس کے روزیہ نہ کھانے پینے کا بندوبست کرتے تھے ایک دن وہ کوئی چیز لے آیا۔ جسے حضرت ابو بکرؓ نے کھا لیا تو اس غلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا تلاؤ کیا ہے۔ کہنے لگا زمانہ جاہلیہ میں میں نے کسی انسان کیلئے کہانت کی تھی۔ یعنی نجومی بن کر اسے غیب کی خبر دی تھی حالانکہ میں نجومی بن کر کوئی طرح نہیں جانتا تھا۔ مگر میں نے اس کو دھوکہ دیا پس آج وہ مجھے ملا ہے جس نے اس کہانت کے بدلہ مجھے یہ مال دیا ہے۔ پس یہ وہی ہے جس کو آپ نے کھایا ہے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں داخل کیا۔ اور ہر وہ چیز جو ان کے پیٹ میں تھی اسے قے کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقہاء کل شئی الخ ۵۳۲ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے احتیاط اور تقویٰ کی بنا پر قے کر ڈالی لیکن شرعی طور پر اسکی کمائی حرام نہیں تھی وجہ یہ ہے کہ کہانت کرنا یہ تو دونوں کے درمیان تعارف کا ذریعہ تھا جو کچھ اس غلام نے دیا اس کہانت کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ اپنا وظیفہ ادا کیا ہے اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ کہانت اب بھی کرتا تھا تو وہ اس میں مشہور نہیں تھا اور نہ وہ اسلام لانے تک اور اس مدت کے ختم ہونے تک اسے نہ چھوڑتا پس اسکا یہ روزیہ ادا کرنا اس وقت تھا جب کہ وہ ابتداء اسلام میں اس سے بری ہو چکا تھا سب اسکے چھوڑنے کا جو کچھ بھی ہو بہر حال حضرت ابو بکرؓ کو شرعی حکم سے اسکا کھانا جائز تھا البتہ تقویٰ کے اعتبار سے کراہت ضرور تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ صدیقی شان کے لائق ہے۔ کربانیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ نجومی کی مثالی حرام ہے اور جو دھوکہ سے مال حاصل ہو وہ بھی حرام ہوتا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے امر جاہلیت سے بچنے کے لئے قے کی ورنہ اسلام میں جو کچھ کھایا تھا اس کا تاوان دے دیتے یا اس کی قیمت ادا کر دیتے۔ قے کرنا کافی نہیں تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے حلوان

کا بن کی ممانعت کی بنا پر قے کی اور ظہور نبوی سے پہلے جاہلیت میں ایسے کام بہت ہوتے تھے۔ مولانا محمد حسن کئی نے فرمایا ہے کہ فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام کی نوکری کی پیش بھی حرام ہے اور کا بن اس کو کہتے ہیں جو بغیر دلیل شرعی کے مستقبل کی خبریں بتائے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

حدیث (۳۵۶۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَّبِعُونَ لِحُومِ الْجَزُورِ إِلَى حَبْلِ الْحَبْلَةِ وَحَبْلِ الْحَبْلَةِ أَنْ تُنْتِجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الْبَنَى لَتَجِبَتْ فَهَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے لوگ اونٹ ذبح شدہ کے گوشت حبل الجبلہ تک پہنچتے تھے۔ اور حبل الجبلہ یہ ہے کہ اونٹنی جو کھاس کے پیٹ میں ہے اس کو جنے۔ اور یہ بچہ جو اس کا پیدا ہوا ہے جب یہ حاملہ ہو جائے تو اس وقت قیمت ادا کی جائے گی خدا جانے اونٹنی کو حمل ہے یا نہیں ایسے ہی پیٹ بھولا ہوا ہے پھر وہ بچہ زندہ رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ زندہ رہ کر زمانہ حمل تک حمل قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ کئی احتمالات ہیں جو مفصلی الی النزاع یعنی ان سے جھگڑا پیدا ہوگا اور جھگڑے والی بیع جس میں قیمت نامعلوم ہو یا بیع معلوم نہ ہو یا مدت دین معلوم نہ ہو سب صورتیں ناجائز ہیں۔

حدیث (۳۵۶۵) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْخ حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيَحْدِثُنَا عَنْ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُولُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ۔ حضرت غیلان بن جریر حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک کے پاس آتے تھے وہ ہمیں انصار کی باتیں بیان کرتے۔ مجھے خطاب کر کے کہتے کہ تیری قوم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا۔ اور تیری قوم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا احتمال ہے کہ ان کے جاہلیت کے واقعات بیان کرتے ہوں اور یہ بھی اسلام کے واقعات بتلاتے ہوں۔

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ باب جاہلیت میں قسم کے بارے میں

فریری کی رواد کے نزدیک تو یہ ترجمہ ثابت ہے نسفی کے نزدیک یہ ترجمہ نہیں ہے مناسب بھی یہی ہے کیونکہ آئندہ کے سب واقعات ایام الجاہلیت کے ہیں تو انہیں داخل ہوں۔

حدیث (۳۵۶۶) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفَيْنَا بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخْدٍ أُخْرَى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدْ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جَوَالِقِهِ فَقَالَ أَغْنَيْ بَعْقَالٍ أَشَدُّ بِهِ عُرْوَةُ جَوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عَقَالًا فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جَوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوا عَقَلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هَذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَابْنُ عِقَالِهِ قَالَ فَحَدَّثَهُ بَعْضًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ أَنْتَ

مُبَلِّغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُنْتُ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِيَا آلَ قُرَيْشٍ
فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِيَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَسْتَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ إِنَّ فَلَانًا قَتَلَنِي فِي
عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَأْجِرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ قَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرَضَ
فَأَحْسَنْتُ الْفِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلَّيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلُ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَتَ حِينًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ
الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَالْحَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوا هَلْهُ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِي
هَاشِمٍ قَالُوا هَلْهُ بَنُو هَاشِمٍ قَالَ أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ قَالُوا هَذَا أَبُو طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِي فَلَانٌ أَنْ أُبَلِّغَكَ
رِسَالَةً أَنَّ فَلَانًا قَتَلَكَ فِي عِقَالٍ فَاتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْمِنَا إِحْدَى ثَلَاثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ
مِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ خَلَفْتَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ أَنْكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ
أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ فَاتَى قَوْمَهُ فَقَالُوا نَخْلِفُ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتِ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ
وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أَحِبُّ أَنْ تُجِيزَا ابْنِي هَذَا مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرُ يَمِينَهُ خَيْثُ
تُصْبِرُوا الْإِيمَانُ فَفَعَلَ فَاتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتُ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يُحْلِفُوا مَكَانَ
مِائَةِ مِنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلُّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ هَذَانِ بَعِيرَانِ فَأَقْبَلَهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرُ يَمِينِي خَيْثُ تُصْبِرُ
الْإِيمَانُ فَأَقْبَلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَّةٌ وَأَرْبَعُونَ فَحْلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا حَالَ
الْحَوْلُ مِنَ الثَّمَانِيَّةِ وَأَرْبَعِينَ عَيْنَ قَطْرِفٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پہلی پہلی قسمت جو جاہلیت کے زمانہ میں ہوئی دودھم بنی ہاشم کے اندر واقع ہوئی۔ بنی ہاشم کے
ایک آدمی کو کسی دوسرے قبیلہ کے آدمی نے مزدوری پر رکھا تو وہ اسے اپنے اونٹوں میں اپنے ہمراہ لے چلا۔ اس کے پاس سے بنی ہاشم کے ایک آدمی
کا گذر ہوا جس کا بور یوں کو ملانے والا کڑا ٹوٹ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ میری مدد کرو کہ مجھے ایک اونٹ کا بندھن دے دو جس سے میں بور یوں
کے اس کڑے کو باندھ لوں تمہارا اونٹ دوسرے اونٹوں میں ہونے کی وجہ سے بھاگے گا نہیں۔ اس نے اس کو وہ رسہ دے دیا۔ جس سے اس نے
اس کڑے کو باندھ دیا جب ان لوگوں نے کسی مقام پر پڑاؤ کیا تو باقی تو سب اونٹوں کو ان کے بندھنوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ لیکن ایک اونٹ وہ
گیا۔ تو اونٹوں کے مالک جس نے اسے اجرت پر لیا تھا پوچھا کہ اس اونٹ کو باقی اونٹوں کے درمیان کیوں باندھ دیا گیا۔ اس نے کہا اس کا رسہ نہیں
ہے جس سے اسے باندھا جاتا تو اس نے پوچھا اس کا رسہ کہاں ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا تو مالک نے اس کی طرف ایک ایسی لاشی بھیجی جس سے
اس کی موت واقع ہوگئی تو اس معزوب کے پاس ایک یعنی آدمی کا گذر ہوا تو اس نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اس سال موسم حج میں مکہ جائے گا اس نے
کہا اس سال تو حاضر نہیں ہوں گا البتہ کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا ہوں۔ تو معزوب مالک نے کہا کہ تمہارا جب کبھی بھی جانا ہو تو کیا میری طرف سے یہ
پیغام پہنچا دو گے۔ اس نے جواب دیا بہت اچھا ہاں پہنچا دوں گا۔ تو اس نے کہا جب کبھی تو موسم حج کے مجمع میں حاضر ہو تو پہلے قریش کو آواز دینا اگر وہ
تمہیں واپس جواب دیں تو پھر بنو ہاشم کے خاندان کو پکارنا اگر وہ تمہاری پکار کا جواب دیں تو ابوطالب کے متعلق سوال کرنا تو پھر اس کو خبر دے دینا کہ
ایک رسہ کی وجہ سے مجھے فلاں نے قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ بے چارہ مزدور مر گیا۔ پس جب آجر مکہ واپس آیا تو ابوطالب اس کے پاس پہنچا اس سے

پوچھا کہ ہمارے آدمی کا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ وہ بیمار ہو گیا۔ میں نے اس کی خوب تیمارداری کی خدمت کرتا رہا بالآخر وہ مر گیا۔ اور اس کے کفن دفن کا میں خود کفیل بنا۔ ابوطالب نے کہا کہ تم سے اسی سلوک کی توقع تھی۔ تمہوڑا عرصہ بٹھرے ہوں گے کہ وہ آدمی آ گیا۔ جس کو مقتول نے وصیت کی تھی کہ موسم حج میں میرا پیغام پہنچانا چنانچہ حج کے موسم کا اسے اتفاق ہو گیا تو اس نے پہلے قریش کو پکارا۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں۔ پھر بنو ہاشم کے خاندان کو پکارا لوگوں نے بتلایا کہ یہ بنو ہاشم ہیں پھر پوچھا کہ ابوطالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتلایا کہ یہ ابوطالب ہے۔ تو اس نے بتلایا کہ فلاں تمہارے آدمی نے مجھے حکم دیا تھا کہ میرا پیغام پہنچا دینا کہ اسے فلاں آدمی نے ایک رسہ بندھن کا وجہ سے قتل کر دیا ابوطالب اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ان تین صورتوں میں سے ایک اختیار کر لو چاہے تو سو ۱۰۰ اونٹ دیت کے ادا کر دو اس لئے کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسم اٹھالیں کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تمہیں اس سے انکار ہو تو پھر ہم اس کے بدلے تمہیں قتل کریں گے۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو قوم نے کہا ہم تو قسم اٹھائیں گے۔ چنانچہ ابوطالب کے پاس بنو ہاشم کی ایک عورت نے منب بخت لقمہ جو ان کے کسی آدمی کے نکاح میں تھی اور اس نے اس کے لئے بچہ بھی جن لیا تھا۔ کہنے لگی اے ابوطالب! میں چاہتی ہوں کہ پچاس آدمیوں میں سے ایک آدمی کے بدلے تو میرے اس بیٹے کی قسم اٹھانے کی اجازت دے دے۔ جس جگہ قسمیں اٹھانے کے لئے روکا جائے گا وہ مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا کرتے ہوئے اسے معافی دے دی۔ پس پھر ان اہل قسامتہ میں سے ایک آدمی ابوطالب کے پاس آیا۔ کہنے لگا اے ابوطالب آپ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ پچاس آدمیوں سے قسم لینا چاہتے ہیں۔ سوا دنوں کے بدلے تو ہر آدمی کے حصہ میں دو اونٹ آئیں گے یہ لو میری طرف سے دو اونٹ قبول کر لو۔ اور مجھے قسموں کی جگہ جہاں قسموں کے لئے روکا جاتا ہے مجھے قسم اٹھانے سے معافی دے دو۔ چنانچہ ابوطالب نے وہ دو اونٹ قبول کر لئے۔ باقی اڑتالیس ۲۸ آدمیوں نے قسمیں اٹھائیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک سال مشکل سے نہ گزرا ہو گا کہ ان اڑتالیس آدمیوں کی آنکھیں پھر گئیں۔ اور حرکت کرتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قسامتہ امور جاہلیت میں سے ہے۔ جس کو آپؐ نے تمہوڑی سی ترمیم کے بعد باقی رکھا۔ جاہلیت میں پچاس آدمی قسم اٹھا لینے کے بعد دیت اور قصاص دونوں سے بچ جاتے تھے آپؐ نے دیت کو باقی رکھا تاکہ مقتول کی جان مفت میں نہ چلی جائے اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ ورتاؤ کو ملنا چاہیے۔ قسامتہ یہ ہے کہ جس مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو سکے اور غالب ظن یہ ہو کہ فلاں قوم نے قتل کیا ہوگا۔ جب کہ کوئی دشمنی اور لوٹ بھی نہ ہو تو اس کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں کہ ہم نے نہ قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کے قاتل کا کوئی علم ہے۔ بشرطیکہ دشمنی اور لوٹ نہ ہو۔ اور موسم سے موسم حج مراد ہے۔ مبر کے معنی جس کے ہیں اس جگہ جس للہیعین مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قد انقطعت عروۃ جو الفہ ص ۱۲۵/۵۴۲ عروہ سے مراد وہ کڑا ہے جس سے دو یورپوں کو اس سے باندھ کر جانور کی پینہ پر رکھا جاتا ہے۔ جبکہ رسہ دے دینے پر سوال ہوتا تھا کہ اگر اونٹ بھاگ گیا تو اس نے کہا کہ عادت یہ ہے کہ بندھن کے بغیر اکیلا اونٹ تو بھاگ جاتا ہے۔ لیکن جب جماعت میں ہو تو نہیں بھاگتا۔ تو اس اطمینان پر اس نے رسہ دے دیا۔

الابھیروا واحدا اگر اشکال ہو کہ ہاشمی کا قول سچا نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ ہاشمی نے نفور کی نفی کی تھی۔ وہ تو نہیں پایا گیا البتہ مالک نے اسے اس بات پر تنبیہ کی کہ اس نے اونٹ کے گھٹنے کیوں نہیں باندھے۔ اس پر اسے سزا دی کہ تو نے وہ رسہ ہاشمی کو کیوں دے دیا جس سے میرا نقصان ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث کے معنی بیان کرنے میں دیگر شراح نے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ شیخ گنگوہیؒ نے حدیث کے معنی بیان فرمائے ہیں۔ عروۃ دراصل لوٹے اور ڈول کے پکڑنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ جو الق چڑے کے پورے ہوتے تھے۔ عقاب وہ رسی جس سے اونٹ کی

پنڈی باندھی جائے۔ مولانا محمد حسن کئی کئی تقریریں ہیں کہ جاہلیت کی قسمت کو آپؐ نے باقی رکھا۔ لیکن اس میں ترمیم کے ساتھ کہ قصاص تو نہیں لیا جائے گا۔ البتہ سوانح خون بہا دینا ہوگا۔ تاکہ دم حد رہے یعنی خون ضائع نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ رکن اور مقام کے درمیان جھوٹی قسم اٹھانے والے کی بیخ کنی ہو جاتی تھی۔ اور ان کے اعتقاد کے مطابق کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اس ہاشمی عورت نے اپنے بیٹے کو بچانے کی کوشش کی۔ اور دوسرے آدمی نے دواؤں ادا کر کے خلاصی حاصل کی۔ اور قسم کا حق ساقط کر دینا جائز ہے۔ بلکہ اگر سب پچاس لوگوں سے قسم نہ لی جائے بلکہ معاف کر دیں تو اس کا بھی اولیاء مقتول کو حق حاصل ہے۔

حدیث (۳۵۶۷) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اقْتَرَفَ مَلُوكُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجَرَحُوا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ الْخَزَّازُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِطَنْ الْوَادِي بَيْنَ الصُّفَا وَالْمَمْرُوءَةِ سَنَةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ لَا بُحَيْرُ الْبَطْحَاءِ إِلَّا شُدَّاءُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث ایک ایسی لڑائی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے پہلے واقع کر لیا۔ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ان کے بڑے بڑے چوہدریوں میں پھوٹ پڑ چکی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ اور کچھ زخمی ہو کر بد دل ہو چکے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اسلئے پہلے واقع کیا تاکہ ان کے عوام اسلام میں داخل ہو جائیں سردار رکاوٹ ڈالنے والے موجود نہ ہوں۔ ابن وہب نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ صفاد مردہ پہاڑیوں کے درمیان نشیبی جگہ پر دوڑ لگانا سنت نہیں ہے۔ کیونکہ اہل جاہلیت دوڑ لگاتے تھے ان کا کہنا تھا کہ ہم اس پتھریلی زمین کو دوڑتے ہوئے ہی عبور کریں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لیس السعی صفحہ ۴۵۳ اگر میلین اخضرین کے درمیان سخت دوڑنا مراد ہے جو سنت طریقہ سے زائد ہو تو پھر اس کی نسبت ان کی طرف کرنا صحیح ہے۔ کہ ایسی دوڑ مسنون نہیں۔ اگر یہی مسنون طریقہ سہی کا مراد ہے جو ارکان حج میں سے ایک رکن ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ طریقہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو قدیم سنت ابراہیمی ہے۔ حتیٰ کہ عرب بھی یہ دوڑ لگاتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کی غرض یہ ہے کہ یہ سعی سنت نہیں بلکہ فرض ہے۔ البتہ سخت دوڑنا سنت نہیں ہے۔ اور سعی کی ابتداء بی بی ہاجرہؓ سے ہوئی جیسے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ترجمہ میں گزرا ہے۔ اگر لیس ہسنتہ سے مراد ابن عباسؓ کی یہ ہو کہ سرے سے سعی مستحب نہیں تو پھر یہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔ تو یہ ایسے ہوگا جیسے وہ طواف میں رمل کو مستحب نہیں کہتے۔ وہ ایک وقتی بات فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ ہے کہ ابن عباسؓ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ سعی سنت ہے۔ جیسا کہ باب وجوب الصفا والردۃ میں گزرا ہے۔ اور مولانا محمد حسن کی ”کی تقریر میں ہے کہ ابن عباسؓ کا مسلک یہ ہے کہ صرف میلین اخضرین کے درمیان سعی کرنا سنت ہے۔ سارے طعن وادی میں سعی کرنا سنت نہیں ہے۔ یہ اہل جاہلیت کا شعار تھا کہ وہ ساری وادی میں دوڑ لگاتے تھے۔

حدیث (۳۵۶۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخُفِيُّ الْخَزَّازُ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ يَقُولُ يَأْتِيهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمَعُونِي مَا تَقُولُونَ وَلَا تَلْهَبُوا لِقَوْلُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيُطِفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمَ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَخْلِفُ لِيَلْقَى سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ میری طرف سے سن لو اور جو تم کہنا چاہتے ہو وہ مجھے سنا لو جاؤ نہیں پس بھر کہتے رہو کہ ابن عباسؓ نے کہا تھا کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرنے کا ارادہ کرے تو وہ میزاب کے نیچے اور حجر کے پیچھے طواف کرے اس کو حطیم نہ کہو۔ کیونکہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی قسم کھانے کے لئے آتا تھا تو اس کو پکارنے کے لئے اپنا چابک یا جوتا یا کمان پھینک دیتا تھا۔ حطیم تو ان کے پھینکنے کی جگہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ حطیم غیر مسقت خارج کیا ہوا حصہ کو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الحطیم صفحہ ۸۷۵۳۳ یعنی حطیم اس لئے نہ کہو کہ یہ اہل جاہلیت کا شعار تھا کہ جو کچھ وہ کرتے تھے یہ حطیم اس پر دلالت کرتا تھا۔ اور ان کی یادگار تھا اور جب ان لوگوں نے اس کا استعمال چھوڑ دیا تو اب اس کلمہ کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اب تو اسے کوئی یاد نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں جو جگہ میزاب رحمت کے نیچے ہے اس کو حطیم اس لئے نہ کہا جائے کہ جاہلیت والے جب آپس میں قسمیں لیتے تھے تو چابک جوتا یا کمان اس طرف پھینکتے تھے۔ یہ اس کی علامت شمار ہوتی تھی۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسے دیوار کعبہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں حطیم کا معنی ازدحام ہے۔ رکن اسود۔ مقام ابراہیم۔ اور زمزم کے درمیانی حصہ میں لوگوں کا دعاء کے لئے ازدحام ہوتا ہے اس لئے اسے حطیم کہتے ہیں کہ یہ ازدحام کی جگہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جس شخص نے اس مقام پر قسم اٹھالی۔ اس کو جلدی سزا ملتی ہے۔ وغیرہ ذلک۔

سَعَارُ الْهَمِّ شیخ گنگوہیؒ نے اس تحقیق سے اس جواب کی طرف اشارہ فرمایا جو فقہاء کے معروف مسلک پر وارد ہوتا ہے۔ کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔ اس لئے طواف اس کے پیچھے کرنا چاہیے احادیث معراج میں بھی ہے کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔ تو وجہ یہ ہے کہ اس وقت ان لوگوں کا شعار بن چکا تھا۔ اس لئے اس جگہ کو حجر کہا گیا۔ نیز؛ چونکہ حجر اور حجر میں اشتہاء ہے۔ حجر بالفتح حجر اسود کو اور حجر بالكسر رکن اور مقام کے درمیان کے حصہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے بھی حطیم کے لفظ کو ترجیح دی گئی اور ابن عباسؓ کی ممانعت کا ثنی اہل جاہلیت کے افعال تھے جواب متروک ہو گئے۔

حدیث (۳۵۶۹) حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَادٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرْدَةٌ فَلَزَزَتْ فَرَجَمُواَهَا فَرَجَمَهَا مَعَهُمْ۔

ترجمہ۔ عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں دیکھا کہ ایک بندر پر بہت سے بندر اکٹھے ہو گئے۔ جس نے زنا کیا تھا۔ تو انہوں نے اس کو سنگسار کیا۔ تو میں نے بھی ان کے ہمراہ اس کو پتھر مارا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قد زلت صفحہ ۹۷۵۳۳ خدا معلوم اس آدمی نے کیسے سمجھ لیا کہ اس بندر نے زنا کیا تھا۔ کیونکہ ان جانوروں میں تو سلسلہ ازدواج ہے نہیں اور نہ ہی کسی کی وہ زوجہ تھی کہ جسے حد میں قتل کیا جا رہا ہو۔ بہر حال اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ یہ بندر جن تھے جو بندروں کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے۔ یہ اپنے اختیار سے تھامس ہونے کی وجہ سے جن نہیں بنے تھے۔ ورنہ بندروں کا زنا کرنا اور ان کا رجم ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ کرمانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ غیر مکلف کی طرف زنا کی نسبت کرنا اور ان کا رجم ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ کرمانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ غیر مکلف کی طرف زنا کی نسبت کرنا اور ان پر بہائم حدود کا قائم کرنا عجیب سی بات ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو یہ لوگ جنوں میں سے ہوں گے۔ کیونکہ عبادات جن والہ میں تو معتبر ہیں۔ دوسروں میں نہیں۔ ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اور یہ بھی احتمال ہے کہ انسانوں میں سے ہوں جن کی شکلیں مسخ ہو گئیں۔ اور صورت انسانیت سے بندروں کی شکل میں بدل گئے ہوں۔ یا یہ زنا اور رجم کی صورت ہو۔ درحقیقت نہ کوئی تکلیف ہو اور نہ کوئی حد ہو۔ محض جاہلیت کا ایک گمان ہو جس

کو یہ بیان کر رہے ہیں۔ بایں ہمہ یہ حکایت بخاری کے بعض نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ پھر اس قصہ کو بعض شیوخ مدینہ نے باساند عمرو بن میمون کے بیان کیا ہے۔ اور حافظؒ نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بڑی طویل بحث کی ہے کہ جو کچھ بخاری کے اندر ہے وہ صحیح ہے۔ اس سے اعراض نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مروی ہے اس کو نزول وحی سے قبل پر محمول کیا جائے گا۔

حدیث (۳۵۷۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِزْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خِصَالٌ مِنْ خِصَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطُّغْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْيَبَاحَةُ وَنَيْسَى الثَّالِثَةُ قَالَ سُفْيَانٌ وَيَقُولُونَ إِنَّهَا الْأَسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ خصلتیں ہیں جن کا شمار جاہلیت کی خصلتوں میں ہوتا ہے۔ ایک تو نسیوں کے اندر طعن کرنا۔ دوسرے نوحہ کرنا۔ اور تیسرے کو راوی بھول گیا سفیانؒ ان روای فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں وہ تیسرا پختہ تروں سے بارش طلب کرنا ہے۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ابْنِ فَصَّيْ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ فَهْرٍ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ ابْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِرِ بْنِ مُضَرِّ بْنِ نَزَارٍ بْنِ مَعَدٍ بْنِ عَدْنَانَ.

حدیث (۳۵۷۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ لَمَكَّتْ فَكَانَتْ عَشْرَةَ سَنَةٍ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَكَّتْ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ تَوَفَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جب کہ آپؐ چالیس برس کے تھے پھر آپؐ مکہ معظمہ میں تیرہ سال تک مقیم رہے۔ پھر ہجرت کا حکم ہوا تو مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جس میں دس سال تک مقیم رہے۔ پھر آپؐ کی وفات ہو گئی۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مبعث مصدر مبعی ہے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ آپؐ کے مبعث کے بارے میں اقوال مختلفہ ہیں راجح یہ ہے کہ آپؐ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ دس سال مدینہ میں اور تیرہ سال کی عمر میں آپؐ کی وفات ہوئی۔

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنَ الْمَشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین کی طرف سے جو جو تکالیف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو پہنچیں انکا ذکر اس باب میں ہے۔

حدیث (۳۵۷۲) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخِزْمِيُّ سَمِعْتُ خُبَابًا يَقُولُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمَشْرِكِينَ شِدَّةَ فَقْلَتْ أَلَا تَدْعُوا اللَّهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهَهُ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَيْمُشَطُ بِمَشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَضْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِأَثْنَيْنِ مَا يَضْرِفُهُ

ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيَعْنَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّابِئُ مِنَ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرٍ مَوْتُ مَا يَخَافُ
إِلَّا زَادَ بَيَانًا وَالذَّنْبُ عَنِّي عُثِمَ.

ترجمہ۔ حضرت خباب فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ آپ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا ٹکڑہ بنائے بیٹھے تھے اور ہمیں مشرکین کی طرف سے طرح طرح کی اذیتیں اور سختیاں پہنچ چکی تھیں۔ تو میں نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مصائب ختم کرے۔ پس آپ اٹھ کر بیٹھ گئے جب کہ آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو چکا تھا تو آپ نے تو آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو لوہے کے ٹکڑیوں سے اس طرح چھیلا جاتا تھا کہ ہڈیوں سے درے درے ان کا گوشت اور پٹھے نہیں رہتے تھے۔ پھر بھی یہ ظلم ان کو ان کے دین سے نہ پھیر سکا اور ان کے سر کی چوٹی پر آ رہا رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی یہ سختی ان کو دین سے نہیں پھیر سکتی تھی اللہ کی قسم ضرور اللہ تعالیٰ ہمارے دین اسلام کے معاملہ کو پورا کرے گا یہاں تک کہ ایک سوار صناعاء سے حضر موت کا سفر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتا ہوگا۔ ایمان نے زائد کیا کہ نہ ہی کسی بھیڑیے سے اسے اپنی بکریوں پر ڈر ہوگا۔

حدیث (۳۵۷۳) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصَا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هَذَا يَكْفِينِي فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قِتْلٍ كَافِرًا بِاللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی پس آپ نے بھی سجدہ کیا اور حاضرین میں سے کوئی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ مگر ایک آدمی امیہ بن خلف جس کو میں نے دیکھا کہ اس نے ٹکڑیوں کی ٹمٹی لی اس کو اوپر اٹھایا اور اس پر سجدہ کیا۔ اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے۔ بعد میں میں نے اس کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والا ہو کر قتل ہوا

حدیث (۳۵۷۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِزْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مَعْصُطٍ بِسُلَى جَزُورٍ فَقَالَ عَلِيٌّ ظَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلٍ ابْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمِيَّةَ ابْنَ خَلْفٍ أَوْ أُبَيُّ ابْنُ خَلْفٍ شُعْبَةُ الشَّاكِرِ قَرَأْتُمْ فَعَلُوا يَوْمَ بَلَدٍ فَأَلْقَوْنِي بِغَيْرِ غَيْرِ أُمِيَّةٍ أَوْ أُبَيِّ تَقَطَّعَتْ أَوْ صَالَهُ فَلَمْ يَلْقَ لِي الْبَيْرُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا آپ خانہ کعبہ میں سجدہ رہتے اور قریش کے کچھ لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط ذبح شدہ اونٹ کی جو جھری گندگی سمیت لے کر آیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اسے پھینک دیا۔ جس کے بوجھ سے آپ اپنا سر مبارک نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمہ الزہراء آئیں اور اسے دھکا دے کر آپ کی پیٹھ سے ہٹا دیا اور جن جن لوگوں نے یہ کام کیا تھا یا کرایا تھا ان کے خلاف بددعا دی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قریش کے ان سرداروں پر گرفت فرما ابو جہل بن ہشام۔ عقبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ۔ اور امیہ بن خلف۔ یا ابی بن خلف۔ شعبہ راوی شک کرنے والا ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب سرداران قریش کو دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں قتل کئے گئے۔ اور ان کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ سوائے امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کے کہ اس

کے جوڑوٹ چکے تھے۔ اس لئے اس کنویر میں نہیں پھینکا گیا۔ صحیح امیہ بن خلف ہے۔ کیونکہ اس کا بھائی ابی بن خلف احد کی لڑائی میں مارا گیا۔ صاحب المغازی کا اس پر اتفاق ہے۔

حدیث (۳۵۷۵) حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ شَيْبَةَ النَخَعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ هَاتَيْنِ الْأَيْتَيْنِ مَا أَمَرَهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَسَوَّلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوا أَمَلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ الْأَيَّةَ فَهَلْذِهِ لِأَوْلَيْكَ وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَّاعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاءُ هُ جَهَنَّمَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کا کیا حکم ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور دوسری جو غصہ کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ تو ابن ابی نزیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت سورہ فرقان والی نازل ہوئی تو اہل مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم تو نفوس محترمہ کو قتل کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو بھی شریک بنایا ہے۔ اور کبار گناہ کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے الامن تباب کر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ پس یہ آیت تو ان لوگوں کیلئے ہوئی اور جو آیت سورہ نساء میں ہے وہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو اسلام اور اس کے احکام کو جانتا ہو پھر وہ قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ میں نے مجاہد کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا ان میں سے جو شخص پشیمان ہو گیا تو اس کی توبہ بھی قبول ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عن ہاتین الايتين صفحہ ۳/۵۴۴ یعنی بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں کا محل الگ الگ ہے۔ پہلی آیت کفار کے بارے میں ہے اور دوسری مسلمان کے بارے میں۔ لہذا شان نزول کے اختلاف کی وجہ سے تعارض نہ رہا۔ لیکن یہ ان کی اپنی رائے ہے جس کو جمہور علماء نے قبول نہیں کیا اور نہ ہی ان کے شاگرد مجاہد نے قبول کیا۔ اس لئے اس نے الامن ندیم سے استثناء کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسلک ابن عباسؓ کا مشہور و معروف ہے۔ مومن متعمد قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ لیکن مسند احمد کی روایت سے مزاحمت معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا جب کہ آپ کی بصارت چلی گئی تھی۔ جمہور اہل سنت کا مسلک ہے یہ حکم تعلیظاً ہے اور قاتل کی توبہ بھی دوسرے گناہگاروں کی طرح مقبول ہے۔ اور جزاء جہنم کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سزا تو اس کی بھی ہے اگر اللہ تعالیٰ دینا چاہے اور ان کا استدلال یہ ہے مادون ذلک لمن يشاء اور اسرائیل کی اس روایت سے بھی ہے جس نے نانوے ۹۹ آدمی قتل کرنے کے بعد راہب کو قتل کر کے سوہ ۱۰۰ کا عدد پورا کر دیا تھا بلا آخر اس کی توبہ قبول ہوئی۔ یا خلود سے مکث طویل مراد ہے یا مستحل (حلال سمجھنے والے) کے بارے میں ہے یا جس نے توبہ نہ کی اس کے بارے میں ہے۔ ہکذا فی البیضاوی۔

حدیث (۳۵۷۶) حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ النَخَعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبَرَنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكُفَّةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ قَوْبَهُ فِي غِيَقِهِ فَخَنَقَهُ خَنَقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ

حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَذَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ وَرَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ الْآيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ النَخ.

ترجمہ۔ عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مجھے وہ واقعہ تلاؤ جسمیں مشرکین مکہ نے آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سخت سلوک کیا فرمایا دریں اثنا کہ آپ کعبہ کے میزاب رحمت کے نیچے حجر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈالا۔ اور آپ کا گلہ دیا یا بلکہ سخت دیا۔ پس حضرت ابوبکر عظیم الشان نے جنہوں نے عقبہ کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور اسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور فرمایا کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ابن اسحاق نے متابعت کی ہے۔ البتہ اپنی سند میں یہ ان کے والد عمرو بن العاص کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کا ذکر ہے

حَدِيثُ (۳۵۷۷) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمَادٍ الْأَيْمِيُّ النَخ قَالَ قَالَ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خُمُسَةُ أَهْبَدٍ وَأَمْرُ اثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک حضرت ابوبکر صدیق تھے۔

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ

ترجمہ۔ حضرت سعد کے اسلام کا ذکر ہے

حَدِيثُ (۳۵۷۸) حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ النَخ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا لَيْلَى الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَّيْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَلَيْتِي لَقُلْتُ الْإِسْلَامَ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسحاق سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں اس دن اور کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ میں سات دن ٹھہرا رہا کہ میں اسلام کا تیسرا حصہ تھا یہ رجال بالغین کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ ان سے پہلے بھی کئی مسلمان ہو چکے تھے۔

بَابُ ذِكْرِ الْجَنِّ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

ترجمہ۔ جنات کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرمادیتے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن مجید سنا۔

حَدِيثُ (۳۵۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ النَخ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مِّنْ أَذْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنِّ لَيْلَةً اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْزُبُ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ أَذْنَتْ بِهِمْ شَجَرَةً.

ترجمہ۔ حضرت مسروق سے میں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے متعلق کس نے بتلایا جس بات و قرآن مجید سن رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا مجھے تیرے باپ عبداللہ بن مسعود نے حدیث بیان کی کہ درخت نے ان کے متعلق آپ کو بتلایا کہ وہ حاضر ہو کر قرآن مجید سن رہے ہیں۔

حدیث (۳۵۸۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَهَّجَ لَوْضُوئِهِ وَحَاجِبِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَتَّبِعُهُ بِهَا فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبْنِي أَحْجَارًا اسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِي بَعْظِمٌ وَلَا بَرَوُتَةٌ فَآتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُ إِلَى جَنْبِهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا فَرَعْتُ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوُتَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجَنِّ وَإِنَّهُ أَتَانِي وَلَهُ جَنٌّ نَصِيبٌ وَيَنْعَمُ الْجِنُّ فَمَا لَوْ نَبَى الرَّادَّ فَدَعَوْثُ اللَّهُ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوُتَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک برتن وضو اور دیگر ضروریات کیلئے اٹھا کر چلتے تھے۔ دریں اثنا وہ آپؐ کے پیچھے اس برتن کو لے کر جا رہے تھے کہ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا میں ابو ہریرہؓ ہوں فرمایا میرے لئے پتھر تلاش کر کے لاؤ۔ تاکہ میں ان سے استنجا کروں۔ یاد رکھیں ہڈی اور گوہر نہ لانا پس میں آپؐ کیلئے پتھر لایا جن کو میں اپنے کپڑے کے کنارے میں اٹھالایا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو آپؐ کے پہلو میں آ کر رکھ دیا۔ اور خود وہاں سے ہٹ گیا۔ جب حضور استنجا اور وضو سے فارغ ہوئے تو چلتے چلتے میں نے پوچھا کہ حضرت یہ ہڈیوں اور گوہر کا کیا معاملہ ہے۔ جن کے لانے سے مجھے ممانعت کی گئی۔ فرمایا یہ جنوں کا کھانا ہے میرے پاس نصیبین مقام کے جنات کا ایک وفد آیا تھا اور وہ بہترین جز، ہیں۔ انہوں نے میرے سے اپنے لئے توشہ کا سوال کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کی کہ جب بھی ان کا کسی ہڈی یا گوہر سے گزر ہو تو اے اللہ ان کے اوپر وہ اپنا کھانا پالیں نصیبین شام اور عراق کے درمیان ایک شہر ہے۔

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ کے اسلام کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۸۱) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خِيَةَ أَزْكَبُ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَأَعْلَمَ لِي عِلْمٌ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعُ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ فَاَنْطَلَقَ الْآخِ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَالَمًا مَا هُوَ بِالشَّعْرِ فَقَالَ مَا شَفِيتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنْةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَآتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يُسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَذْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَأَاهُ عَلَى فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَأَاهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يُسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ اخْتَمَلَ قَرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلَى فَقَالَ أَمَا نَالُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْلَمَ مَنْزِلُهُ فَأَقَامَهُ فَلَدَغَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يُسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْلَمَكَ

قَالَ إِنَّ أُعْطِيتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِي فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي فَإِنِّي إِن رَأَيْتَ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ فَمُتْ كَمَا تَرَى أَرِيقُ الْمَاءَ فَإِن مَضَيْتَ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَذْخَلِي فَفَعَلَ فَاَنْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي قَالَ وَاللَّيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَصْرُحَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ وَآتَى الْعَبَّاسُ فَكَتَبَ عَلَيْهِ قَالَ وَيُكَلِّمُ الْكُفْرَ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غَفَّارٍ وَإِنَّ طَرِيقَ بَحَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِيَمْلِكُهَا فَضَرَبُوهُ وَقَارُوا إِلَيْهِ فَكَتَبَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ:

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب حضرت ابوذرؓ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ اس وادی کی طرف سوار ہو کر جاؤ اور میرے لئے معلومات حاصل کرو یہ شخص جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں تو آپؐ کی باتیں سن کر مجھے آ کر بتاؤ چنانچہ ان کا بھائی گیا آپؐ کے پاس پہنچا آپؐ کی باتیں سنیں۔ اور واپس حضرت ابوذرؓ کے پاس جا کر بتلائیں کہ میں نے آپؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ عمدہ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور میں نے ایسا کلام سنا جو شعر و شاعری نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ جیسے میں چاہتا تھا ویسے آپؐ نے میری تسلی نہیں کرائی۔ پس خود سامان و خورد و نوش لیا یعنی کھانے کا سامان اور چھوٹا سا مشکیزہ جس میں پانی تھا لے کر مکہ پہنچے مسجد میں آئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا پچھتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ رات نے آگیر الٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے انہیں دیکھ لیا جان گئے کہ یہ مسافر ہے۔ پس جب ان کو دیکھا تو ان کے پیچھے چل پڑے لیکن کسی نے ایک دوسرے سے کچھ بھی دریافت نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اپنا مشکیزہ اور کھانا لے کر مسجد کی طرف آئے وہ دن اس طرح گزر گیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ شام ہو گئی اپنے ٹھکانے کی طرف واپس آئے تو پھر حضرت علیؓ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا کہ اس آدمی کو اپنی منزل مقصود معلوم نہ ہو سکی۔ انہیں اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اب بھی کسی نے ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا۔ یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو حضرت علیؓ اسی طرح واپس آئے اور انہیں کھڑا کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر پوچھا کہ تم مجھے بتلاتے نہیں کہ تمہیں کون سی چیز یہاں لے آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپؐ عہد و پیمان دیں کہ آپؐ میری صحیح راہنمائی کریں گے تو میں بتلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور انہیں بتلایا کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ جب صبح ہوا تو آپؐ میرے پیچھے پیچھے چلے آئیں اگر میں نے کوئی ایسی چیز دیکھی جس سے مجھے آپؐ پر خطرہ محسوس ہوا تو میں ٹھہر جاؤں گا۔ گویا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اور اگر میں چلتا رہوں تو تم میرے پیچھے آ جانا۔ یہاں تک کہ جس جگہ میں داخل ہو جاؤں تم بھی گھس آنا چنانچہ ایسا ہوا۔ حضرت علیؓ چل پڑے میں ان کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے یہی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور وہیں مسلمان ہو گئے۔ جن پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جا کر میرے دین کی ان کو اطلاع کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم آپؐ تک پہنچے۔ انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ضرور ان کے درمیان حج کر اس کا اعلان کروں گا ہر چہ بادا بد جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے بہر حال یہ وہاں سے نکل کر مسجد میں آئے امرا اپنی اونچی آواز سے پکار کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر تو ساری قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہیں مارنا پیشا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں لٹا دیا حضرت عباسؓ ان پر آکر گر پڑے فرمایا کہ تمہارے لئے خرابی ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ اور تمہارے تاجروں کا راستہ شام کی طرف انہیں کے پاس سے گزرتا ہے۔ پس انہوں نے آپ کو ان کے ظلم و ستم سے چھڑا لیا۔ پھر دوسرے دن اسی طرح انہوں نے دہرایا اور انہوں نے پٹائی شروع کی اور سب لوٹ پڑے۔ پھر بھی حضرت عباسؓ ان پر گر پڑے اور انہیں ان سے چھڑا لیا۔

بَابِ اِسْلَامِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زید بن نفیلؓ کے اسلام لانے کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۸۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنْ عَمَرَ لَمْ يُقَيِّ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عَمْرٌو وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا إِرْفَضَ لِلدَّيِّ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

ترجمہ۔ حضرت قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ سے کوفہ کی مسجد میں سنا فرماتے تھے کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ اپنے اسلام لانے سے پہلے حضرت عمرؓ مجھے اسلام پر باندھنے والے اور پکا کرنے والے تھے۔ اور آج جو کچھ سلوک تم حضرت عثمانؓ سے کر رہے ہو اگر احد پہاڑ پھٹ پڑے تو لائق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کانی اربع الماء اور پہلے گزر چکا ہے کہ میں جو تا کو ٹھیک کر رہا ہوں۔ تو دونوں میں کوئی غائی نہیں۔ کیونکہ مقصود تو مثال بیان کرنا ہے کہ میں کسی کام میں مصروف ہوں۔ شاید آپ نے دونوں امر ذکر کئے۔ راوی نے ایک ایک کو الگ بیان کر دیا۔ ان عمرو لولقی مقصد حضرت سعیدؓ کا یہ ہے کہ زمانہ کے لوگوں میں ثقافت ہے۔ پہلے زمانہ میں حضرت عمرؓ باوجود کفر پر شدید ہونے کے انہوں نے مار پٹائی اور باندھ دینے سے آگے تجاؤ نہیں کیا۔ اور آج تم لوگ مسلمان ہو کر اسلام اور ایمان کے دعویٰ کے باوجود حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی غرض یہ ہو کہ تم نے مسلمان ہوتے ہوئے جو سلوک حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے۔ کافر لوگ کفر پر رہتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام کی رغبت دیتے تھے۔ اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے لیکن یہ اس پر موقوف ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعیدؓ کے ساتھ ایسا کیا ہو۔ حالانکہ جو کچھ ثابت ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان کو ذلیل کرنے اور اسلام سے رجوع کرنے کے لئے باندھا تھا لیکن اس صورت میں دونوں کلمات میں ربط قائم نہیں رہتا۔ اور حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو مطلب اس کا بیان کیا ہے اس صورت میں دونوں کلمات مربوط ہو جاتے ہیں اور کرمائیؒ نے بھی شیخ گنگوہیؒ کے معنی کی تائید کی ہے۔ جس پر سب شراح نے ان پر تکیہ کیا ہے۔ چنانچہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے تو مجھے اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لئے باندھا تھا آج زمانہ یہ آ گیا کہ موافقین اسلام اصحاب اسلام کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ حضرت سعید بن زیدؓ حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت فاطمہ بنت الخطابؓ حضرت سعیدؓ کی بیوی تھی اور حضرت سعیدؓ ہمیشہ عاتکہ بنت زیدؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھی۔ اور حضرت سعید بن زیدؓ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ اور حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ بلکہ اسلام عمرؓ کا باعث بھی یہی خاندان بیوی بنے۔ حافظؒ نے اگرچہ کرمائیؒ کے قول کو عجیب کہا ہے کہ حضرت عمرؓ تو کفر میں بڑے تشدد تھے۔ لیکن حافظؒ نے قبل ان

مسلم عمر پر توجہ فرمائی۔ حضرت سعید بن زید کا فرق بتلا رہے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ مخالفین اسلام اسلام پر جے رہنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور آج یہ زمانہ ہے کہ موافقین اسلام حق پر قائم رہنے کی سزا قتل کرنے سے دیتے ہیں چنانچہ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا تشدد انسان اسلام پر ہاندھنے کی سزا تو دیتا تھا قتل کرنے کی نہیں دیتا تھا۔ آج معاملہ یہ ہے کہ مسلمان قتلِ غلیفہ کے درپے ہیں۔ اور یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے وثیقہ دستاویزی لیا ہے کہ اسلام سے نہیں پھرو گے۔ باوجود کافر ہونے کے ارتداد سے مجھے روکتے تھے۔ اور تمہارا یہ حال ہے کہ حضرت عثمانؓ کو مسلمان ہو کر قتل کرتے ہو یہ انصاف سے کتنی بعید بات ہے۔ اگر اشکال ہو کہ پہلی توجیہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اسلام سے روکتے تھے اور دوسری توجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارتداد سے روکتے تھے۔ مسلمان ہو جانے کے بعد ارتداد سے روکتے تھے۔ اگر چہ وہ کافر تھے۔ لیکن شرفاء کی عادت کے مطابق اسلام پر محکم رہنے کا کہتے تھے۔ اور آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی بہن فاطمہؓ کو اسلام سے روکتے تھے۔ اور اس سبب سے ان کی پٹائی بھی کی تھی۔ بنا بریں صرف پہلا احتمال ہی صحیح ہوگا۔ اور ترمذی شریف میں کہ حضرت عثمانؓ نے باغیوں پر جھاک کر فرمایا کہ اپنے وہ دوسرا سچی لے جاؤ جنہوں نے تمہیں بات کرنے پر ابھینے کیا ہے۔

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَعَزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم لوگ برابر عزت اور غلبہ کے ساتھ رہے۔ حدیث (۳۵۸۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عُمَرَ وَعَلَيْهِ خُلَّةٌ جَبَرَةٌ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاءُ نَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي أَنِ اسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَأَلَ بِهِمُ الْوَادِيُّ فَقَالَ آيُنَ تَرِيدُونَ فَقَالُوا نُرِيدُ هَذَا بَنِي الْخَطَّابِ الَّذِي فَصَبَا قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَّرَ النَّاسُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوفزدہ تھے کہ ان کے پاس عاص بن وائل بھی آ گیا۔ جس کی کنیت ابو عمر ہے (وہ جاہلی ہے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا) کہ اس پر سرخ یمنی چادر تھی۔ اور قمیص کے کنارے پریشم سے عمل کیا گیا تھا وہ قبیلہ بنو سہم میں سے تھا اور ان کا سردار تھا۔ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ تو اس نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ سنا ہے تیری قوم کہتی ہے کہ اگر حضرت عمرؓ مسلمان ہو گیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا جب میں نے تجھے امان دے دی ہے تو اب اس کے بعد ان کو تم پر حملہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی چنانچہ عاص جب یہاں سے روانہ ہوا تو اسے بہت سے لوگ ملے جنہوں نے اپنی کثرت سے وادی کو بسا دیا تھا یعنی اس قدر کثیر تھے کہ وادی پر ہو گئی پوچھا کہاں کا ارادہ کرتے ہو تو انہوں نے کہا سنا ہے عمر بن الخطابؓ اپنے دین سے پھر گیا ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا اب اس کے قتل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ میں امان دے چکا ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

حدیث (۳۵۸۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ

عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْنَانٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ لَمَّا ذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ قَالِ فَرَأَيْتَ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب میرے باپ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو ان کے گھر کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ اور کہہ رہے تھے کہ حضرت عمرؓ اپنے دین سے پھر کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں لڑکا تھا جو گھر کی چھت کے اوپر کھیل رہا تھا۔ پس اچانک ایک آدمی آیا جس نے گاڑھے ریشم کا جبہ پہن رکھا تھا۔ کہنے لگا حضرت عمرؓ دین سے پھر گیا۔ پھر تم کیا چاہتے ہو جواب دیا کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں عاصؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں اسے پناہ دینے والا ہوں۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب وہاں سے منتشر ہو گئے میں نے پوچھا یہ کون شخص تھا۔ بتایا گیا کہ عاص بن وائل تھا۔

حدیث (۳۵۸۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ بِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَا ظَنَّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي أَوْ إِنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنُهُمْ عَلَى الرَّجُلِ لَقَدْ عَمِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتَقْبَلُ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمًا قَالَ فَإِنِّي أَغْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ لِمَا أَغْجَبَ مَا جَاءَ نَكَ بِهِ جِئْتِكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ جَاءَ نَبِيٌّ أَغْرَفَ فِيهَا الْفَرْعَ فَقَالَ أَلَمْ تَرَ الْجَنِّ وَابِلًا سَهَابًا سَهَا مِنْ بَعْدِ انْكَاسِهَا وَلُحُوقِهَا بِالْقِلَاصِ وَأَخْلَاصِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا عِنْدَ إِلَهِيهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعُجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ يَا جَلِيحُ أَمْرٌ نَجِيحٌ رَجُلٌ فَصِيحٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَوَلَّيْتُ الْقَوْمَ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا ثُمَّ نَادَى يَا جَلِيحُ فَصِيحٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقُلْتُ لِمَا نَشَبْنَا أَنْ قِيلَ هَذَا نَبِيٌّ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کبھی کسی چیز کے متعلق نہیں سنا کہ وہ کہتے ہوں کہ میرا گمان اس کے متعلق ایسا ہے۔ مگر وہ اسی طرح ہوتی تھی جیسے وہ گمان کرتے تھے۔ دریں اثنا حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوب صورت آدمی کا آپ کے پاس سے گزر ہوا فرمایا اگر میرا گمان غلطی نہیں کرتا تو یہ سواد بن قارب اپنے دین اسلام میں جاہلیت کو لئے ہوئے ہیں۔ یا زمانہ جاہلیت میں ان کا نبوی تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔ تو حضرت عمرؓ نے اس سے اپنی بات کہی تو اس آدمی نے کہا کہ آج کہ دن جیسا دن میں نے نہیں دیکھا کہ آج تو وہ آدمی مسلمان ہو کر آیا ہے اب جاہلیت کو کیا یاد کرتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے صحیح صحیح بات بتاؤ۔ تو سواد نے کہا واقعی میں زمانہ جاہلیت میں ان کا نبوی تھا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تیرے جنات جو باتیں تیرے پاس لاتے تھے ان میں سے عجیب تر کیا تھا۔ اس نے کہا دریں اثنا کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ وہ جیہ میرے پاس گھبراہٹی ہوئی آئی۔ کہ تم ان جنوں کو نہیں دیکھتے اور ان کی حیرانی کو اور ان کی ناامیدی کو اور ان کے کام کے الٹ ہو جانے کو اور اپنی نوجوان اونٹنیوں اور ان کے ٹاٹ وغیرہ کے ساتھ لگ جانے کو یعنی اب وہ ظہور نبوی سے حیران ہیں اور آسمانی باتوں کے سننے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ ان کا معاملہ چوہٹ ہو گیا ہے۔ اور عربوں کی طرح اس دین کو

قبول کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ دریں اثنا کہ میں ان کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ آدمی گائے کا ٹھڑا لے آیا۔ جس نے اسے ذبح کیا تو پھر ایک سچ مارنے والے نے ایسی سچ ماری کہ میں نے اس سے سخت آواز والی سچ بھی نہیں سنی۔ کہنے لگا کہ دشمنی کو ظاہر کرانے والے معاملہ کا میاں حاصل کرنے والا ہے۔ اور آدمی فصیح و بلیغ ہے۔ جو کہتا ہے اے اللہ اتیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تو لوگ تو کود کود کر بھاگنے لگے۔ میں نے کہا میں تو اس وقت تک ٹھہرا ہوں گا جب تک کہ اس کے بعد والے واقعات کو معلوم نہ کر لوں۔ پھر ندا آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح لا اله الا الله ہنس میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ہنس ہم لوگ تھوڑا عرصہ ٹھہرے ہوں گے کہ ہم نے سنا کہا جا رہا ہے کہ یہ نبی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی واقعہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا باعث ہوا۔ بنا بریں امام بخاریؒ نے اسلام عمرؓ کے ذیل میں اس قصہ کو بیان کیا ہے۔

حدیث (۳۵۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى النَخَّاسُ حَدَّثَنَا قَلَيْسُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُؤْتَقِي غَمْرًا عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأَخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا انْقَضَى لِمَا صَنَعْتُمْ بِغُثْمَانٍ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقُضَ.

ترجمہ۔ حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن زیدؓ کو قوم کے لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تو اپنے آپ کو اور حضرت عمرؓ کی اپنی بیوی فاطمہؓ کو دیکھا کہ حضرت عمرؓ اسلام پر ہمیں باندھنے والے تھے۔ حالانکہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور جو کچھ تم نے حضرت عثمانؓ سے سلوک کیا ہے کہ اسے قتل کر دیا۔ تو اس کے بعد احد پہاڑ اگر ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔ تو وہ اسی لائق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وھومن بنی سہم صفحہ ۶۵۳۵ عاص بن وائل قبیلہ بنی سہم کا سردار اور ان کا فرمانروا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امت اگر بقولہ عمرؓ کا ہے تو معنی ہوں گے کہ عاص کے قول کی بنا پر میرا خوف زائل ہو گیا کیونکہ وہ اپنی قوم کا فرمانروا تھا۔ اگر بقولہ عاص کا ہے تو معنی ہوں گے کہ جب میں نے امان دے دی ہے تو اب تجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا فکر مت کرو۔

لقد اخطا ظنی مطلب یہ ہے کہ اگر ان دو امروں میں سے کوئی ایک نہ ہوا تو میں نے فراست میں سمجھ بوجھ میں غلطی کی۔ کہ یا تو یہ شخص منافق ہے دل سے مسلمان نہیں ہوا۔ یا مسلمان ہے تو زمانہ جاہلیت میں نجوی تھا۔ شاید حضرت عمرؓ کو اس شخص کے دل کی تاریکی کا علم ہو گیا۔ جس کی سیاق کا اثر ابھی تک اس کے دل پر باقی تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے بعد بعض گناہوں کے آثار و نشانات دل پر باقی رہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا محمد حسنؒ کی "تقریر میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اس شخص کو خبر دیکھا تو فرمانے لگے میرا گمان ہے کہ یہ شخص ابھی تک اپنے جاہلیت والے دین پر باقی ہے اور نفاق اسلام کا اظہار کر رہا ہے یا پکا مسلمان ہے تو جاہلیت میں نجوی تھا۔

رای فی قلبہ الر مولانا تھانویؒ کی کتاب التشریف فی احادیث التصوف میں ہے کہ اللہ کے بندے لوگوں کو اپنی فراست سے پہچان لیتے ہیں۔ تو قسم کا معنی کشف والہام ہے۔ جس کا اثبات حدیث ترمذی سے ہے۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله مؤمن کی فرست ہے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ صلحاء اور علماء سے لاتعداد لائحہ حصی واقعات ثابت ہیں۔ جن کی صحت میں تلبیس نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت ان فی ذلک لایات للمتوسمین۔

بعض الآثار المعاصی جیسے سبب حاذق نبض کے ذریعہ پہچان لیتا ہے کہ اس مریض کو بچپن یا جوانی میں کیا کیا موزی مرض لاحق تھے۔ نیز ایہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے کھل کیا کھایا۔ اور اس سے پہلے کیا کھایا تھا۔ فراست سے سب بتا دیتے تھے۔ حضرت امام اعظمؒ کے متعلق علامہ حسوانی نے اپنی میزان میں واقعات نقل کئے ہیں کہ وضو کے پانی میں آپؒ نے آثار زنا۔ عقوق الوالدین اور شرب الخمر دیکھے جن کے بعد ان سے توبہ کرائی۔ توبہ کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ امام فزالیؒ نے احیاء میں بیان کئے ہیں۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

ترجمہ۔ چاند کا پھٹنا

حدیث (۳۵۸۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْأَهَابِ الْخَزَّازُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا یہاں تک کہ حرام پہاڑ کو انہوں نے ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

حدیث (۳۵۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ إِذْ أَشْهَدُوا وَفُهِتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الصُّلْحَى الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ انْشَقَّ بِمَكَّةَ وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جب کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکی میں تھے تو آپ نے فرمایا گواہ رہو۔ اور اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اور ابوالصلحی کی سند سے ہے کہ چاند مکہ میں پھٹا۔

حدیث (۳۵۹۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

حدیث (۳۵۹۱) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا۔

تشریح از قاسمی۔ شق القمر کا معجزہ آپ کے اہم معجزات میں سے ہے۔ انبیاء سابقین کے معجزات ارضیات سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سادیاں تک پہنچ گیا اور قرآن مجید میں ہے وانشق القمر۔ شقین معروف تو یہ ہے کہ اس سے دو ٹکڑے مراد ہیں۔ لیکن ابن قیم نے مرآت بھی مراد لئے ہیں کہ ایک دفعہ افعال میں اور ایک مرتبہ ایمان میں ہوا۔

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبْشَةِ

ترجمہ۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَعْلٍ بَيْنَ لَا بَتَيْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَائِمَةٌ مَنْ كَانَ هَاجِرًا بِأَرْضِ الْحَبْشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مکان دکھایا گیا جو دو پہاڑوں کے

درمیان مجبور والی جگہ ہے تو کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اور عام وہ لوگ بھی مدینہ کی طرف واپس آ گئے جنہوں نے حبشہ کے ملک کی طرف ہجرت کی تھی ابوموسیٰ اور اسامہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۳۵۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ الْخِ إِنْ الْمُسَوْرَيْنِ مَخْرَمَةً وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالِكَ عُفْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِيمَا فَعَلَ بِهِ قَالَا. عُبَيْدُ اللَّهِ فَإِنَّتَصَبْتُ لِعُفْمَانَ جِئْتُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ أَنْ لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ وَهِيَ نَصِيحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ اعْوِذْ بِاللَّهِ مِنْكَ فَأَنْصَرْتُكَ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمُسَوْرِ وَالْيِ ابْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِعُفْمَانَ وَقَالَ لِي فَقَالَا قَدْ قَضَيْتُ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَ بِي رَسُولُ عُفْمَانَ فَقَالَا لِي قَدْ ابْتَلَاكَ اللَّهُ فَإِنْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ إِنَّمَا قَالَ فَتَشْهَدُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هَذِينَ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَانِ وَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقُّ عَلَيْكَ أَنْ تَقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِي يَا ابْنَ أَخِي أَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَى مِنْ عَلَيْهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعُلَرَاءِ فَيُ سِرَّهَا قَالَ فَتَشْهَدُ عُفْمَانَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَنْتُ بِمَا بَعَثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهَاجِرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَمَا قُلْتُ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ وَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَبَاهُ كَرِّمُ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفْتُ أَفْلَحَيْسَ لِي عَلَيْهِمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلَى قَالَ لَمَّا هَلَاهُ الْآخِادِيْتُ الَّتِي تَبْلَغُنِي عَنْكُمْ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ شَانِ وَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاخُدُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً وَأَمَرَ عَلَيْهِ أَنْ يُجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يُجْلِدُهُ وَقَالَ يُؤْتَسُ الْخِ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَفْلَحَيْسَ لِي عَلَيْهِمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ.

ترجمہ۔ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن الاسود بن عبد یغوث دونوں نے عبید اللہ سے کہا کہ تجھے کون سا مانع ہے کہ تو اپنے خالو حضرت عثمان اس کے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ کے بارے میں کلام نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا لوگ اس بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان نماز کو جا رہے تھے تو میں ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے اور

وہ ایک خیر خواہی کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا اے آدمی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرے سے پناہ پکڑتا ہوں میں ہٹ گیا جب میں نے نماز پوری کر لی تو میں مسرور اور عبد الرحمن کے پاس بیٹھ گیا میرے اور حضرت عثمان کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی وہ میں نے ان کو بتلائی انہوں نے کہا تو نے اپنا حق ادا کر دیا دیریں اثنا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عثمان کا قاصد آیا تو ان دونوں نے کہا پس اب اللہ تعالیٰ نے تیرا امتحان لیا ہے بہر حال میں چل پڑا یہاں تک کہ حضرت عثمان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا وہ نصیحت کیا ہے جس کا ذکر ابھی آپ کر رہے تھے۔ پس میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بولا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپ پر کتاب اتاری اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا۔ آپ اس پر ایمان لے آئے۔ اور پہلی دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں رہے اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و خصلت بھی دیکھی اب ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگ بہت باتیں کہہ رہے ہیں۔ پس آپ پر لازم ہے کہ آپ ان پر حد شرعی قائم کریں جس پر انہوں نے میرے سے پوچھا اے پیغمبر! کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا میں نے کہا نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہمارے پاس اتنا ضروری علم پہنچا ہے جس قدر کنواری لڑکی کو اپنے پردے میں پہنچتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے ان پر اپنی کتاب اتاری اور بھلا اللہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو چیز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا گیا اس پر ایمان لایا۔ اور بقول تمہارے پہلی دو ہجرتیں بھی کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بھی رہا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ تو آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی خیانت دھوکہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی خیانت دھوکہ کیا یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر مجھے قسم میں نے ان کی بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی میں نے ان سے کوئی دھوکہ و فریب اور خیانت کی یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا کیا میرا تم پر اتنا حق بھی نہیں ہے جتنا ان کا مجھ پر حق ہے۔

حدیث (۳۵۹۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخُزَاعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرْنَا كَيْفَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَائَ ابْنِ أَبِي قُحَيْشٍ إِذَا كَانَ فِيهِمْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ لَمَاتَ بَنُو أَعْلَى قَبْرَهُ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا عَلَيْهِ بِلَاحِ الصُّوَرِ أَوْلَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ اور ام سلمہ نے اس گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو جب انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جبکہ نیک بخت آدمی ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور یہ تصویریں اس میں رکھ دیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوقات میں سے ہوں گے۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کان اکھو الناس اکثر فضل ماضی ہے کان کی ضمیر اس کان کا اسم ہے۔ اور جملہ کان کی خبر ہے یا کان تامہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث منہ قب عثمان میں گزر چکی ہے وہاں اتنی کوڑے اور یہاں چالیس کا ذکر ہے تو ایک کوڑا اور ہرے والا تھا۔ اس طرح چالیس کے اتنی ہو گئے۔ یا عدم ثبوت کی وجہ سے چالیس کوڑے لگائے اور چالیس سائے تھے اور اعتراض یہی تھا کہ ولید بن عقبہ پر حد شرعی قائم نہیں کرتے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے عشرہ مبشرہ صحابی کو معزول کر دیا۔ خیر سے جائشیں کا حال یہ ہے۔

حدیث (۳۵۹۳) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ النَّخَعِيُّ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بْنِتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً لَهَا أَغْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْأَغْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ سَنَاءُ سَنَاءُ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ.

ترجمہ۔ حضرت ام خالد بنت خالد فرماتی ہیں کہ میں حبشہ کے ملک سے واپس آئی جب کہ میں نوجوان لڑکی تھی۔ تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشی چادر پہنائی جس کے نقش و نگار تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نقش و نگار پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے سناہ سناہ۔ حمیدی فرماتے ہیں حبشی زبان میں اس کا معنی ہے خوبصورت ہی خوبصورت ہے۔

حدیث (۳۵۹۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ النَّخَعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيُ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِأَبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تو ہم لوگ آپ پر سلام کرتے تو آپ ہمیں اس کا جواب دیتے تھے۔ پس ہم جب نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس سے واپس آئے۔ ہم نے آپ پر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو آپ پر سلام کیا کرتے تھے۔ آپ ہمیں اس کا جواب دیتے تھے اب کیا ہو گیا آپ نے فرمایا نماز میں ایک مشغولیت ہوتی ہے۔ اس لئے سلام و کلام جائز نہیں۔ میں نے ابراہیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کیسے کرتے ہیں انہوں نے کہا میں دل میں جواب دیتا ہوں۔ لیکن اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ دل میں بھی جواب نہ دے۔

حدیث (۳۵۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى بَلَّغَنَا مَخْرَجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَالْقَتْنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا فَوَافَقَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هَجْرَتَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ روانہ ہونے کی اطلاع ملی جب کہ ہم یمن میں تھے۔ ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی بادشاہ کے پاس حبشہ میں پھینک دیا۔ تو ہماری حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ اتفاقاً ملاقات ہو گئی تو ہم ان کے ساتھ رہنے لگے۔ یہاں تک جب ہم وہاں سے واپس آئے تو ہماری جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے کشتی والو! تمہارے لئے دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

ترجمہ۔ نجاشی کی موت کا بیان

حدیث (۳۵۹۷) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ

النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَحَبِّكُمْ أَصْحَمَةَ.

ترجمہ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج ایک نیک بخت فوت ہو گیا ہے اٹھو اور اپنے بھائی احمہ کا جنازہ پڑھو احمہ نجاشی کا تابانہ آپ پر ایمان لایا تھا۔ اس لئے اس کا تابانہ جنازہ پڑھا گیا۔

حدیث (۳۵۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفْنَا وَرَأَاهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوْ الثَّلَاثِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ پڑھی ہم نے آپ کے پیچھے صف ہانڈی۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

تشریح از قاسمی۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ۹ھ میں نجاشی کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ کہتے ہیں کہ نجاشی کی نعش اٹھا کر آپ کے سامنے کی گئی۔ جس پر عیاں آپ نے نماز پڑھی اور ابن حجرؒ نے کہا ہے صلوة النجاشی اور صلوة علی القبر یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

حدیث (۳۵۹۹) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمہ نجاشی پر نماز جنازہ پڑھی پس چار مرتبہ تکبیر کہی۔ تشریح از قاسمی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ چار تکبیر ہے یہی جمہور علماء کا مسلک ہے اور اسی پر حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ میں اجماع ہو گیا۔ امام طحاویؒ نے اسے ذکر کیا ہے۔

حدیث (۳۶۰۰) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْخَزَنَدِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَعَنْ صَالِحِ الْخَزَنَدِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمَصَلِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات کی خبر ای دن دے دی جس دن اس کی وفات ہوئی آپ نے فرمایا اپنے بھائی کیلئے بخشش طلب کرو اور صالح کی سند سے ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ گاہ کے اندر ان کی قطار بندی کرائی اور نجاشی کا جنازہ پڑھا جس پر آپ نے چار تکبیر کہی۔

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ مشرکین مکہ کا آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قسمیں کھا کر معاہدہ کرنا۔

حدیث (۳۶۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنَزَلْنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپؐ غزوہ حنین کا قصد فرما رہے تھے کہ انشاء اللہ کل

آئندہ ہمارا پڑاؤ خیف بنی کنانہ میں ہوگا۔ جہاں مشرکین مکہ نے کفر پر قائم رہنے کے لئے قسمیں اٹھائی تھیں۔

تشریح از قاسمی۔ طبقات میں یہ مشہور قصہ یوں لکھا ہے کہ جب قریش کو یہ خبر پہنچی کہ نجاشی ملک حبشہ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کا بڑا اعزاز و اکرام کیا ہے تو اس پر وہ بہت غضب ناک ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے پر متفق ہو گئے اور بنو ہاشم کے خلاف ایک معاہدہ لکھا کہ نہ تو ان سے نکاح شادی کرنا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ لین دین کرنا ہے۔ اور نہ ہی اور تعلقات رکھنے ہیں۔ منصور بن عکرمہ عہد ری نے یہ دستاویز لکھی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کا وہ ہاتھ شل ہو گیا۔ انہوں نے یہ صحیفہ خانہ کعبہ کے درمیان لٹکا دیا۔ اور بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا۔ یہ واقعہ نبوت کے ساتویں سال محرم الحرام کا ہے۔ بنو المطلب نے ابی طالب سے ہمدردی کا اظہار کیا تو ابولہب نے قریش کو بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب دونوں کے بائیکاٹ پر ابھارا۔ چنانچہ سامان خورد و نوش سب بند کر دیا گیا۔ وہ موسم حج میں باہر آتے تھے جس سے ان حضرات کو سخت مشقت پیش آئی۔ اور تین سال تک اسی نظر بندی کی حالت میں رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس دستاویز کے متعلق بتلایا کہ جو حصہ ظلم و جور کا تھا اسے تو دیمک چاٹ گئی ہے۔ اور جو حصہ ذکر اللہ کا تھا وہ باقی رہ گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابی طالب سے اس کا ذکر کیا۔ ابو طالب نے کفار قریش سے کہا کہ مجھے بھیجیے دستاویز کے متعلق خبر دی ہے اور وہ بھی جموں نے ثابت نہیں ہوئے۔ اگر میرا بھیجا سچا ہے تو تم اپنی بری رائے سے باز آ جاؤ۔ اگر اس کا جھوٹ نکلے تو وہ میں تمہارے سپرد کردوں گا تمہاری مرضی اسے قتل کر دو یا زندہ رہنے دو۔ انہوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کی ہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا صحیفہ کا وہی حال تھا۔ تو وہ لوگ کف افسوس سے ملنے لگے۔ تو ابو طالب نے فرمایا کہ معاملہ تو واضح ہو چکا ہے۔ اب تم ہمیں کس بنا پر قید اور محاصرہ میں رکھتے ہو۔ قریش نے ایک دوسرے کو بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی پر ملامت کی تب کہیں بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو قید سے رہائی ملی اور وہ اپنے اپنے گھروں کو پہنچے اور یہ ان کا لکنا نبوت کے دسویں سال واقع ہوا۔

بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

ترجمہ۔ ابو طالب کا قصہ

حدیث (۳۶۰۲) حَدَّثَنَا مُسَدِّدُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحْوَطُكَ وَيَغْضِبُ لَكَ قَالَ هُوَ لِي مَخْضُصٌ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ لِي الدَّرَكُ الْأَسْفَلُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عباس بن عبد المطلب نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ اپنے چچا کے کیا کام آئے۔ کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی وجہ سے اس پر غصہ و غضب کیا جاتا تھا۔ فرمایا کہ جہنم کے اس طبقہ میں ہوگا جہاں آگ ٹخنے یا نصف پٹلی تک ہوگی۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

تشریح از قاسمی۔ کفار کے اہل اگر چہ قیامت میں ہباء منشوراء ہوں گے۔ لیکن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابو طالب کو یہ نفع پہنچے گا۔ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

حدیث (۳۶۲۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَيْ عَمَّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعِنْدَ اللَّهِ بَنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تَزْعُبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ لَا يُكَلِّمَاهُ حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سْتَغْفِرُونَ لَكَ مَا لَمْ أَنَّهُ عَنْهُ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَنَزَلَتْ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ.

ترجمہ۔ حضرت سینٹ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ابو جہل موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے چچا جان! آپ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کہہ لیں تاکہ میں اس کلمہ کی بدولت تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس جھک سکوں ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب کیا ملۃ عبد المطلب سے روگردانی کر رہے ہو۔ پس وہ برابر اس سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخری کلمہ جو وہ بولے یہ تھا کہ ملۃ عبد المطلب پر مر رہا ہوں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے تیرے سے روک نہ دیا جائے۔ تو اس پر یہ آیت اتری۔ (ترجمہ) نبی اکرم اور مومنوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ بعد اس کے کہ ان کے لئے واضح ہو گیا کہ وہ لوگ جہنمی ہیں اور یہ آیت بھی اتری کہ آپ اس شخص کو ہدایت پر نہیں پہنچا سکتے جس کو آپ پسند کریں۔

حدیث (۳۶۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ عِنْدَهُ عُمَةُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلَ فِيَّ ضَحْضَاحَ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبِيَّةَ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ کیا گیا۔ تو فرمایا شاید قیامت کے دن میری سفارش اسے فائدہ پہنچائے کہ اسے جہنم کے ضحضاح میں ڈالا جائے جہاں آگ اس کے کھنٹوں تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ کھولتا رہے گا۔

حدیث (۳۶۰۵) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَرِيمَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حَمْزَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ عِنْدَهُ عُمَةُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلَ فِيَّ ضَحْضَاحَ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبِيَّةَ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ.

ترجمہ۔ یزید بن العاد نے سابق حدیث کی روایت بھی کی اور کہا کہ اس سے اس کا اصل دماغ کھولتا رہے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ لعلہ تنفعہ شفاعتی الخ صفحہ ۵۳۸/۱ پہلی روایت میں جزم کے ساتھ گزر چکا ہے کہ ضحضاح جہنم میں ابوطالب ہوگا۔ یہاں لعلی شک سے بیان کیا گیا۔ تو اس کے تین جواب ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلا عذاب قبر کے بارے میں فرمایا گیا۔ اور یہاں بعد الحشر کا عذاب مراد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سامنے جہنم کی صورت دکھائی گئی جو کچھ اس میں اس کے ساتھ ہو رہا تھا یا عنقریب ہوگا آپ نے اسی کو دیکھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کا وعدہ کیا تھا لیکن پھر بھی آپ نے ترجیح کی صورت کو اس لئے اختیار کیا کہ سب کچھ مشیت باری تعالیٰ کے اندر ہے جو چاہیں کریں لعلہ لعلہ لعلہ۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی رجا بھینی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ باب کی تینوں روایات تخفیف عذاب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ اھون اھل النار

عذاب ابوطالب لہ نعلان بعلی منہما دعاہ کہ جہنیموں میں سے آسان عذاب والا ابوطالب ہوگا جس کو جہنم کا جوڑا جوڑے کا پہنایا جائے گا جس سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔ کوکب میں بھی شیخ نے اس پر بحث کی ہے۔

لَا يَخْفَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ (الایۃ) سے اگر اشکال وارد ہو تو کہا جائیگا کہ بعد میں تو تخفیف نہیں ہوگی لیکن فتنہ کفر یا نصرت اسلام اور نصرت نبی کی وجہ سے ابتداء ہلکا عذاب ہو تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ کفر کے درجات مختلف ہیں اور اس کے مطابق عذاب کے بھی درجات ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ کو ان توجیہات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حدیث عباسؓ میں بصدہ ماضی ما غنیت عن عمنک کا وارد ہے اور اس حدیث میں صیغہ مضارع ہے۔ پھر ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ابوطالب کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے تو کان لگا کر سنا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ وہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی ان اصح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنے والد کی وفات کی خبر آ کر سنا تو آپؐ نے فرمایا اذهب فوارہ کہ جاؤ اور اسے زمین میں دبا دو۔ میں نے کہا وہ تو مشرک ہو کر مرا ہے آپؐ نے پھر بھی یہی فرمایا اذهب فوارہ۔ روافض نے اسلام ابوطالب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ سب دلائل وای جابھی ہیں۔ یقین عام طور پر لعل توجی کے لئے آتا ہے۔ لیکن کلام اللہ اور کلام رسول میں یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے لعل اللہ اطلع علی اہل بدر حدیث میں ہے۔ اور لعل اللہ یحدث بعد ذلک امر اقرآن مجید میں ہے۔

بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ

ترجمہ۔ بیت المقدس تک جانے کا قصہ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے وہ اللہ جس نے رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اپنے بندے کو سیر کرائی۔

حدیث (۳۶۰۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخِمْرِيُّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنْظُرُ إِلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جب قریش نے اسراء کے بارے میں مجھے جھٹلایا تو میں میزاب رحمت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لئے کھول دیا تو میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی علامتیں بتلاتا تھا۔

بَابُ الْمِعْرَاجِ

ترجمہ معراج کا واقعہ

حدیث (۳۶۰۷) حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ الْخِمْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرَى بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحِطِيمِ وَرَبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُصْطَجِعًا إِذْ أَنَانِي أَبْ فَقَدْ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي مَا يَعْْنِي بِهِ

قَالَ مِنْ ثَغْرَةٍ نَحْرِهِ إِلَى شَعْرَتِهِ وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ مِنْ قَصَبِهِ إِلَى شَعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أَتَيْتُ
بَطْنِي مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيْمَانًا فَعَسَلَ قَلْبِي ثُمَّ حَشَى ثُمَّ أُعِيدَ ثُمَّ أَتَيْتُ بِدَايَةِ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ
الْحِمَارِ أَبْيَضُ فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ هُوَ الْبَرَاءِيُّ يَا أَبَا حَمْرَةَ قَالَ أَنَسَ نَعَمْ يَصْعُقُ خُطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى
طَرَفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَاَنْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ
جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ
فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدًّا السَّلَامَ ثُمَّ
قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِنِّ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ
عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ
الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ قَالَ هَذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا إِدْرِيسُ قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا هَارُونُ قَالَ هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ بِالْإِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا مُوسَى قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدًّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكِي قِيلَ لَهُ مَا
يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بَعَثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرَ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ
صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا إِبْرَاهِيمُ

ہے کہا جبرائیل پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپ کے پاس معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا کہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ یہ آنا اچھا ہے۔ پس دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں اندر پہنچا تو یحییٰؑ اور عیسیٰؑ جو دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا یہ یحییٰؑ ہے اور یہ عیسیٰؑ ہے ان دونوں پر سلام کہیں میں نے سلام کہا دونوں نے جواب دیا پھر فرمایا کہ نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔ دروازہ کھولوانے کیلئے کہا گیا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا اور آپ کے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کہ کیا آپ کی طرف معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا کہ خوش آمدید ہے یہ آنا کیا اچھا ہے۔ پس پھر دروازہ کھولا گیا پس جب میں اندر پہنچا تو حضرت یوسفؑ کو دیکھا کہ یہ یوسفؑ ہیں ان پر سلام کہیں میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی گئی پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طرف معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا کہ خوش آمدید ہے یہ آنا کیا اور لیں ہیں ان پر سلام کہیں۔ میں نے سلام کہا پس انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے پانچویں آسمان تک اوپر چڑھا کر لے جایا گیا۔ دروازے کھولوانے کی درخواست ہوئی۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا گیا کہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ یہ آچھا آنا ہے پس جب میں اندر پہنچا تو ہارونؑ موجود تھے کہ یہ ہارونؑ ہیں ان پر سلام کرو میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو پھر مجھے چڑھا کر چھٹے آسمان تک لے گئے دروازہ کھولوانے کے لئے کہا گیا پوچھا یہ کون ہے کہا جبرائیل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ کیا آپ کی طرف پیغام معراج بھیجا گیا ہے کہا ہاں! پس جب اندر پہنچا تو حضرت موسیٰؑ موجود تھے جبرائیل نے کہا کہ یہ موسیٰؑ علیہ السلام ہیں ان پر سلام کہو میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پس میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰؑ رو پڑے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا فرمایا اس لئے رویا ہوں کہ یہ آج کا نو جوان! میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا۔ تو یہ اپنی امت میں سے میری امت سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ پھر مجھے اوپر چڑھا کر ساتویں آسمان تک پہنچایا گیا دروازہ کھولوانے کی درخواست ہوئی پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپ کی طرف پیغام معراج بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا آنا مبارک ہو۔ یہ آچھا آنا ہے۔ پس جب میں اندر پہنچا تو حضرت ابراہیمؑ موجود تھے۔ کہا کہ یہ تیرے باپ ہیں ان پر سلام کہو میں نے سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا اے نیک بخت بیٹے اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھا کر اونچا کیا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیڑے کے منکوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے کیا دیکھتا ہوں کہ چار نہریں بہہ رہی ہیں دو باطن کی ہیں اور دو ظاہر کی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کیسی نہریں ہیں۔ کہا باطن والی تو جنت کی نہریں ہیں اور ظاہر والی نسل اور فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا اور مجھے ایک برتن شراب کا دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا دیا گیا جس میں سے میں نے دودھ کو لے لیا۔ فرمایا کہ یہ فطرۃ اسلام اور دین ہے۔ جس پر آپؐ اور آپؑ کی امت قائم ہے۔ پھر ہر دن میں مجھ پر پچاس نمازیں فرض کر دی گئیں۔ میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ کس چیز کا حکم ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے انہوں نے فرمایا آپؐ کی امت ہر روز پچاس نمازوں کے

ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت مشکلات کا سامنا ہوا ہے آپ اپنے رب کی طرف واپس جا کر تخفیف کا سوال کریں۔ پس میں واپس ہوا تو دس نمازیں مجھ سے معاف کر دی گئیں۔ پھر موسیٰ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح فرمایا۔ میں واپس گیا تو دس اور معاف ہو گئیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح ارشاد فرمایا میں پھر واپس گیا تو تیسری مرتبہ دس معاف ہو گئیں پھر موسیٰ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا۔ میں واپس ہوا تو مجھے ہر روز دس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ پھر میں واپس آیا تو پھر موسیٰ نے اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا تو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا اب کتنے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کا بڑا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت مشقتیں دیکھی ہیں آپ پھر جا کر اپنے رب سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا اپنے رب سے میں نے اتنا سوال کیا ہے کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ لیکن اب میں راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں پس جب میں آگے بڑھا تو آواز دینے والے کی پکار سنی۔ کہ میں نے اپنا فرض پورا نافذ کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر لی۔ کہ پانچ پر پچاس کا ثواب دوں گا۔

حدیث (۳۶۰۸) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ النَّخَعِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزُّقُومِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رؤیا سے رؤیت فی المنام نہیں بلکہ رؤیت بظن بیداری والاد یکنا مراد ہے۔ جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات آنکھوں سے دیکھا گیا جس رات آپ کو بیت المقدس تک کی سیر کرائی گئی۔ اور قرآن مجید میں جس شجرہ ملعونہ کا ذکر ہے اس سے زقوم (تھوہر) کا درخت مراد ہے۔ جہنم کے اندر ہے۔

بَابُ وَفُودِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعُقَبَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ معظمہ کے اندر انصار کے وفودوں کا آنا اور عقبہ کی بیعت کا ہونا ذکر ہوگا۔ حدیث (۳۶۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ النَّخَعِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ جَيْنَ عَمِي قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ جَيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطَوْلِهِ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعُقَبَةِ جَيْنَ تَوَأَّقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أَحْبَبُّ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدٌ بَلَدٌ وَكَانَتْ بَلَدٌ أَذْكَرُ لِي النَّاسِ مِنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن کعب جو حضرت کعب بن مالکؓ کے ان کے ناپوتا ہونے کے وقت قائد تھے (آگے سمجھنے والا) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے سنا جب کہ وہ غزوہ تبوک میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے تو وہ ان کی لمبی حدیث بیان کرتے تھے ابن کبیر نے ان کی حدیث میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لیلۃ العقبة میں حاضر تھا جب کہ ہم نے اسلام پر آپس میں عہد و پیمان باندھا اب میں اسکے مقابلہ میں انہیں پسند کرتا ہوں مجھے بدر کی حاضری نصیب ہوتی اکثر لوگوں کے اندر اب غزوہ بدر کا بڑا ذکر ہوتا ہے حالانکہ یہ لفظ بھی اصل میں اسلام کی ترقی کا باعث ہے۔

حدیث (۳۶۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِزْمِيُّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ شَهِدْتُ خَالِيَّ الْعُقْبَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدَهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دو ماموں نے کربیعہ عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ نے کہا کہ ان دو میں سے ایک براء بن معرور تھے۔ جو ان کی رضاعی خالہ کے بھائی تھے۔

حدیث (۳۶۱۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الْخِزْمِيُّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَنَا وَأَبِي وَخَالِي مِنْ أَصْحَابِ الْعُقْبَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حضرت جابر نے فرمایا میں اور میرا باپ عبد اللہ اور میرا ماموں ہمیں کربیعہ عقبہ ثانیہ والوں میں سے تھے اور ایک نسخہ میں دو ماموں کا ذکر ہے۔ کما مر۔

حدیث (۳۶۱۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْخِزْمِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِدَةُ اللَّهِ أَنَّ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ . مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعُقْبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَخَوْلَةُ عِصَابَةَ مِنْ أَصْحَابِهِ تَعَالَوْا بِأَيْمُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَقْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُكَ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ فَأَمَرَهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبُهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ لَبَّا يَعْنُهُ عَلَى ذَلِكَ.

ترجمہ۔ ابوداؤد نے عائد اللہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی لڑائی میں بھی حاضر تھے اور آپؐ کے لیلۃ العقبہ کے اصحاب میں سے تھے۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب کہ آپؐ کے ارد گرد صحابہ کرامؓ کی جماعت موجود تھی فرمایا اؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرو گے نہ چوری کرو گے۔ نہ زنا کرو گے اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ ہی کوئی ایسی تہمت کسی کو لگاؤ گے جس کو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے گھڑا ہو اور یہ کہ تم کسی امر مشہور میں میری نافرمانی نہیں کرو گے جس نے تم میں سے اس کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جس نے ان جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کیا پس اسے دنیا میں اس کی سزا ملے گی تو وہ عذاب اس کیلئے کفارہ ہو جائے گا۔ اور جس نے یہ گناہ کئے پس اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ پوشی کر لی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے اسے سزا دے اور چاہے اسے معاف کر دے فرماتے ہیں پس اس پر میں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حدیث (۳۶۱۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الْخِزْمِيُّ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي مِنَ النَّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعَنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَتَّبِعَ وَلَا نَعْصِي بِالْجَنَّةِ إِنْ قَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشَيْنَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں کہ میں ان نمازندوں میں سے ہوں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اور کہا کہ ہم نے آپ کی بیعت اس بات پر کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ نہ زنا کریں گے نہ چوری کریں گے۔ اور نہ ہی کسی ایسے جی کو قتل کریں گے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ مگر اس کے حق کے ساتھ اور ہم لوٹ مار نہیں کریں گے۔ اور نہ ہم باغرمانی کریں گے کہ کسی کے متعلق جنت کا حکم دیں اگر ہم ان افعال کے مرتکب ہوں۔ اگر ہم نے اعمال میں سے کسی کا ارتکاب کر لیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور بعض نفلوں میں لا نقضی بالجنة ہے۔ کہ ان کام کرنے والوں میں سے کسی کے لئے جنت کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ لیکن قرآن مجید کے لاتعصونی فی معروف پہلی وجہ کے موافق ہے۔

بَابُ تَزْوِیجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُومُهُ الْمَدِينَةَ وَبِنَاؤُهُ بِهَا

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی عائشہؓ سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں آنا اور حضرت عائشہؓ سے ہمستر ہونا۔ حدیث (۳۶۱۳) حَدَّثَنَا قُرُوبُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدَمْنَا الْمَدِينَةَ فَتَزَوَّنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِجْتُ فَمَرَقَ شَعْرِي فَوْقَ جُمَيْمَةٍ فَاتَتَنِي أُمِّي أَمْ رُومَانٌ وَإِنِّي لَفِي أَرْجُو حَةٍ وَمَعِيَ صَوَاحِبٌ لِي فَصَرَخْتُ بِي لَأَتَيْتَهَا مَا أَذْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْفَقْتَنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ ادْخَلْتَنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى خَيْرٍ وَالْبُرْكَهَ وَعَلَى طَائِرٍ فَاسْلَمْتَنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَى فَاسْلَمْتَنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ساتھ منگنی ہوئی جب کہ میں چھ سال کی عمر کی تھی پس ہم لوگ مدینہ آئے تو ہمارا قیام بنو الحارث بن الخزرج میں ہوا۔ مجھے سخت بخار چڑھا جس سے میرے سر کے بال اکڑ گئے پھر تھوڑے سے آگ آئے تو میری والدہ ام رومان میرے پاس تشریف لائیں جب کہ میں جمولہ سا جمول رہی تھی۔ اور میرے ہمراہ میری سہیلیاں بھی تھیں۔ مجھے انہوں نے زور سے آواز دی میں اس حال میں ان کے پاس آئی کہ مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتی ہیں۔ پس انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک حویلی کے دروازہ پر لاکڑا کیا۔ حال یہ ہے کہ تھکاوٹ کی وجہ سے میرا سانس پھولا ہوا تھا یہاں تک کہ میرے کچھ سانس کو سکون حاصل ہوا میں نے کچھ پانی لیا جس سے چہرہ پر اور سر پر پانی ملا۔ پھر اس نے مجھے حویلی کے اندر داخل کر دیا جہاں گھر کے اندر انصار کی کچھ عورتیں تھیں جنہوں نے خیر و برکت کی دعا دی اور کہا کہ اچھا نصیب ہو پس میری والدہ مجھے ان کے سپرد کر کے چلی گئیں۔ جنہوں نے میرے بال اور بدن کو سنوارا۔ پس اچانک اشراق کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان عورتوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا۔ جب کہ میں نو سال کی عمر کی تھی۔

پہلے بحث گزر چکی ہے کہ روافض کی چالاکی ہے کہ انہوں نے ایک نابالغ بچی پر یہ بہتان باندھا کہ وہ اب کے ہدایہ نہایت دیگر کتب کی چھان بین سے واضح ہو چکا ہے کہ منگنی کے وقت سولہ سال کی اور رخصتی کے وقت بی بی عائشہؓ کی عمر انیس سال تھی جب کہ اپنی بہن اسماءؓ سے دس برس چھوٹی تھیں۔

حدیث (۳۶۱۵) حَدَّثَنَا مُعَلَّى الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أُرِيْتُكَ فِي

الْمَنَامَ مَرَّتَيْنِ أَرَىٰ أَنَّكَ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرْبٍ وَيَقُولُ هَذِهِ أَمْرَاتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أُنْتِ
فَأَقُولُ إِنَّ يَكْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمَضِّهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے خواب میں دوسرے دکھائی گئی ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ریشم کے پردہ میں ہیں اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے۔ میں نے کھول کے دیکھا تو تو ہی تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے جاری فرمائیں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں یا تو یہ بعثت سے قبل کا واقعہ ہے پھر تو کوئی اشکال نہیں۔ اگر بعثت کے بعد کا ہے تو پھر یہ تجاہل عارفانہ ہے جس میں شک کو یقین کے ساتھ ملادیا جاتا ہے۔ اور تردد کی وجہ یہ ہے کہ روایات میں اپنے ظاہر پر ہے۔ یا ایسا خواب ہے جو تعبیر کا محتاج ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔ اور انبیاء کے بارے میں دونوں جائز ہیں۔

حدیث (۳۶۱۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ تَوَقَّيْتُ خُدَيْجَةَ قَبْلَ
مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ فَلَبِثْتُ سِتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ
وَنَكَّحَ عَائِشَةُ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ جانے سے تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی۔ آپ عرصہ دو سال یا اس کے قریب رکے رہے اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا جب کہ وہ چھ سال نہیں بلکہ سولہ سال کی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہم بستر ہوئے جب وہ نو سال نہیں بلکہ انیس سال کی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ او قریباً من ذلك قرب جانب زیادہ میں مراد ہے نقصان میں نہیں جیسا کہ روایات گواہ دیتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراحؒ نے او قریباً من ذلك کی توضیح میں بہت بحث کی ہے۔ جس میں میرے نزدیک بہتر تو یہ ہے کہ حدیث بخاری پر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ اس میں موت خدیجہؓ اور نکاح عائشہؓ کا بیان ہے۔

بنت سبتین یہ ثلاث سنین کی اضافت ہے۔ معنی یہ ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ہے۔ ان کی وفات کے بعد آپ مکہ معظمہ میں دو سال یا اس سے اکثر ٹھہرے رہے۔ نکاح عائشہؓ اور اس کی بناء کا کوئی ذکر نہیں وہ امر مستقل ہے کہ ان سے نکاح ہوا تو چھ برس کی تھیں شوال کا مہینہ اور نبوت کا دسواں سال تھا اسی میں حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی اور اھ میں شوال کے مہینہ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں اس تقریر پر نہ تو حدیث پر اشکال ہے اور نہ ہی محققین کی مخالفت ہے جو انہوں نے نکاح عائشہؓ اور اس کی بناء میں رائج قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید اسامی کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ مخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال قبل حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا۔ جب کہ وہ چھ برس کی تھیں۔ اور مدینہ منورہ آنے کے بعد ان کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب کرام مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان ہے
وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ إِمْرًا مِّنْ

الْأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْأَرْضِ بِهَا نَخْلٌ فَلَذَهَبَ وَهَلَيْتُ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرْتُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرُبُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر ہجرت کا ثواب مد نظر نہ ہوتا تو میں انصار کا ایک آدمی ہوتا اور حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے ایسے علاقہ کی طرف جا رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا گمان یہ تھا کہ یمامہ یا ہجر ہوگا۔ لیکن وہ تو مدینہ یثرب مہاجر تھا۔

حدیث (۳۶۱۷) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الْخِثَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ عُذْنًا خَبَابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمْرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ ظَهَرَ رِجْلُهُ فَأَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعْطِيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِمَّنْ إِذْ خَرَوْنَا مِنْ أُنْبُعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهَوَّ يَهْدِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت خبابؓ کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو انہوں نے فرمایا ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی۔ اللہ کی رضا کے سوا ہماری اور کوئی غرض نہ تھی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے پس ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گیا۔ پس بعض لوگ ہم میں سے ایسے ہیں جو اس دنیا سے اس حال میں چلے گئے کہ انہوں نے اس کے ثواب میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا ان میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور انہوں نے ایک بدرنگ چادر چھوڑی تھی۔ جب اس سے ہم ان کا سر ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے۔ اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ لیں۔ اور ان کے دونوں پاؤں پر ازخیر یعنی کترن بوٹی رکھ دیں۔ اور ہم میں سے بعض ایسے ہیں جن کا پھل پک گیا ہے جس کو وہ چن رہا ہے۔

حدیث (۳۶۱۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ الْخِثَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَعْمَالُ بِالْيَبَةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَتَزَوَّجُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اعمال کا اعتبار نیت سے ہے جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کیلئے اور کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی اور جس شخص کی ہجرت قصد اور نیت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت ثواب اور نفع کے اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔

حدیث (۳۶۱۹) حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ الْخِثَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَقْرَأُونَ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالْإِسْلَامُ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ

رَبَّةَ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

ترجمہ۔ حضرت عطاء بن زباحؓ فرماتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر اللیثی کے ہمراہ حضرت عائشہؓ سے ملنے کیلئے گیا ہم نے ان سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آج ہجرت نہیں ہے پہلے مومن لوگ اپنے دین کی حفاظت کیلئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں وہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں لیکن آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا ہے۔ جہاں چاہے مسلمان اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ لیکن اب ہجرت کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاد اور ہر کار خیر کی نیت کرنا ہے البتہ اگر کوئی دار الکفر میں ہے تو جس مسلمان کو اپنے ایمان و اسلام کا خطرہ ہو اس پر اس جگہ سے ہجرت کرنا واجب ہے۔

حدیث (۳۶۲۰) حَدَّثَنَا زُكْرِيَّا بْنُ بَيْحِي الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ أَبَانُ الْخ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنی بیماری میں دعا مانگی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سب سے پسندیدہ بات یہ تھی کہ میں اس قوم سے تیری رضا کے لئے جہاد کرتا جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور اسے اپنے وطن سے نکال دیا۔ اے اللہ! اب میرا گمان یہ ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کو بند کر دیا ہے اور ابان نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ وہ قوم جس نے تیرے نبی کو جھٹلایا اور اسے قریش سے نکال دیا۔ یہ حضرت سعد بن معاذؓ ہیں۔ جنہیں غزوہ خندق میں رگ کے اندر تیر لگا تو دعا مانگی اے اللہ! اگر قریش سے جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھنا ورنہ مجھے اسی بیماری کی حالت میں شہادت کی موت دے دے چنانچہ ان کا زخم بہتا رہا یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہو گئی۔

حدیث (۳۶۲۱) حَدَّثَنِي مَطْرِبُنُ الْفَضْلِ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَارْبَعِينَ سَنَةً فَمَكَتْ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سَنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔ جب کہ آپ چالیس سال کی عمر کے تھے۔ تو مکہ میں تیرہ سال مقیم رہے جب کہ آپ کی طرف وحی ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ تو دس سال تک آپ مکہ میں رہے اور وفات ہوئی تو آپ کی عمر تیرہ سٹھ ۶۳ سال تھی۔

حدیث (۳۶۲۲) حَدَّثَنِي مَطْرِبُنُ الْفَضْلِ الْخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوفِيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مقیم رہے۔ جب وفات ہوئی تو تیرہ سٹھ سال کی عمر تھی۔

حدیث (۳۶۲۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيْرُهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ

مَا عِنْدَهُ فَأُخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ لَدَيْنَاكَ بَابَانَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجَبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ
انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ خَيْرَةِ اللَّهِ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ
زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ لَدَيْنَاكَ بَابَانَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِ
النَّاسِ عَلَى فِي صُحْبَتِهِ وَمَا لَهُ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّحِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَا تَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خَلَّةً
الْإِسْلَامَ لَا يَتَّقِينَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةً إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے تو فرمایا کہ ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ
نے اس کا اختیار دیا ہے اگر وہ دنیا کی ظاہری رونق میں سے جو کچھ چاہے تو اللہ تعالیٰ وہ اسے دے دے گا یا وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان کو اختیار
کرے۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس کی نعمتوں کو اختیار کر لیا۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ پڑے۔ اور فرمایا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
جس پر ہمیں تعجب ہوا لوگ کہنے لگے کہ اس بڑھے کو دیکھو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
اسے دنیا کی نعمتوں اور آخرت کی نیکیوں میں اختیار دیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں دراصل جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دے گئے تھے۔ اور ہم میں سے سب سے زیادہ ابو بکر صدیقؓ اس کو جاننے والے ثابت ہوئے اور آنحضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سب لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر منت و احسان کرنے والا ابو بکرؓ ہے۔ اگر میں
اپنی امت میں سے کسی کو ولی دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ مگر اب صرف اسلام ہی دوستی ہے اور مسجد نبوی کے اندر سوائے درپچہ ابو بکرؓ کے
اور کسی کا درپچہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔ منت سے مراد عطیہ اور خرچ کرنا ہے۔ کسی کا آپ پر کیا احسان ہو سکتا ہے سب امت پر آپ کے احسانات
ہیں۔ اور خوخہ کا باقی رکھنا آپ کے بعد خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث (۳۶۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ
أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتَلَى الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ
الْحَبَشَةِ حَتَّى بَلَغَ بَرَكَ الْعِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدُّغْنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ ابْنُ تَرَيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَاعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدُّغْنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا
أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يَخْرُجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّجْمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرَى
الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَإِنَّا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَدِكَ فَارْجِعْ وَارْتَحِلْ
مَعَهُ ابْنُ الدُّغْنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدُّغْنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ
وَلَا يَخْرُجُ اتَّخِرْجُونِ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّجْمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرَى الضَّيْفَ
وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تَكْذِبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِبِ الدُّغْنَةِ وَقَالُوا لَابْنِ الدُّغْنَةِ مَرَّ أَبَا بَكْرٍ

فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَالْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنَ بِهِ فَإِنَّا نَحْشَى أَنْ يُفْتِنَ نِسَاءً نَا وَأَبْنَاءً نَا فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغْنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَوَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَأَ لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِقِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَدَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاءُ هُمْ وَهُمْ يَعْبُجُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَغَاءً وَلَا يَسَاكُ عَيْنِيهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْرَغَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغْنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجْرُنَا أَبَا بَكْرٍ بِجَوَارِكٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِقِنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ وَنَا قَدْ خَشِينَا أَنْ يُفْتِنَ نِسَاءً نَا وَأَبْنَاءً نَا فَانْهَ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَّ زَانَ أَبَا إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلَّهُ أَنْ يُرَدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقَرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ إِلَّا سِتْعْلَانُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاتَى ابْنُ الدَّغْنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَمَا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِنَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ إِنِّي أَخْفَرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّي أَرَدْتُ إِلَيْكَ جَوَارِكَ وَأَرْضِي بِجَوَارِكِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَبَاحَجَرَ مِنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةً مَنْ كَانَ هَاجِرًا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قَبْلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُوا أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُوا ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمَرِ وَهُوَ الْخَبْطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهْرِ قَالَ قَاتِلُ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَتَّقِنَا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَاءُ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةُ يَا بِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ يَا بِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيْ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَا هُمَا أَحَدًا

الْجَهَارِ وَصَنَعْنَا لَهُمْ سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَّعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى قِمِّ الْجِرَابِ فَمِذْلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ ثَوْرٍ فَكُنَّا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌ نَقِيفٌ لَقِنٌ فَيُذَلِّجُ مِنْ عِنْدَهُمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يَكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْغَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مُنَحَّةٌ مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ يَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِثْلٍ وَهُوَ لَبَنٌ مَنَحْتُهُمَا وَرَضِيفُهُمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بَغْلَسٌ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّلِيلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَبْدِ هَادِيَا خَرِيتَا وَالْخَرِيتُ الْمَاهِرُ بِالْهَدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حُلْفَا فِي الْإِلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السُّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ فَأَمَانَهُ فَدَقَعَا إِلَيْهِ رَاِحِلَتَيْهِمَا وَوَعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاِحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالْدَّلِيلُ فَأَخَذَهُمْ طَرِيقَ السَّوَاكِحِ قَالَ بَنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مَالِكٍ الْمُدَلِّجِيُّ وَهُوَ بَنُ أَحِيٍّ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْشِمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ ابْنَ جُعْشِمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رَسُولُ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَّةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسْرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدَلِّجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِنْفَا أَسْوَدَةَ بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا مُحَمَّداً وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فَلَانًا وَفَلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تُخْرِجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْأَكْمَةِ فَتَحَسَّبَهَا عَلَيَّ وَآخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِرُجْجِهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تَقَرُّبَ بَنِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرْتُ بَنِي فَرَسِي فَخَرَزْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كُنَانَتِي فَاسْتَخَرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضْرَهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تَقَرُّبَ بَنِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتِ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَزْتُ عَنْهَا ثُمَّ رَجَرْتُهَا فَتَهَضَّتْ فَلَمْ تَكُ تَخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ

فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جَنَيْتُهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقَيْتُ مَا لَقَيْتُ مِنَ الْحَسَنِ عَنْهُمْ أَنَّ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَّةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرِزَانِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي إِلَّا أَنْ قَالَ أَخِفْنَا عَنْكَ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُكْتَبَ لِي كِتَابٌ آمِنٍ فَأَمَرَ عَامِرُ بْنُ نُفَيْرَةَ فَكُتِبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَابُكُرُ ثِيَابَ بِيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُرُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حُرُّ الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوْوُ إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنَ يَهُودٍ عَلَى أَطْمٍ مِنْ أَطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبْضِئِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَّابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هَذَا جَدُّكُمْ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ فَتَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السَّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَجَبِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِئِي أَبَابُكُرُ حَتَّى أَصَابَتْ الشَّمْسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرَوَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأَسَسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسَسَ عَلَى التَّقْوَى وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكْتُ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ مَرْبَدًا لِلتَّمَرِ لِسَهْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجَرٍ أَسْعَدَ بْنَ زُرَّارَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَرَكْتُ بِهِ رَاحِلَتَهُ هَذَا أَنْشَأَ اللَّهُ الْمَنْزِلَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمَرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُمَا مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلِ نَهْبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هَبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَلُ مَعَهُمُ اللَّبَنُ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ وَهُوَ يُنْقَلُ اللَّبَنُ هَذَا الْحِمَالُ

لَا حِمَالٌ خَيْرٌ هَذَا أَبَرُّ رُبَّنَا وَأَظْهَرُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَةِ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَ
فَتَمَثَّلَ بِشَعْرٍ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيثِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتٍ بِشَعْرٍ تَامٍ غَيْرَ هَذَا الْبَيْتِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جہاں تک میں سمجھتی ہوں کہ میرے ماں باپ ایک دین کو اختیار کئے ہوئے
ہیں اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا کہ اس دن صبح و شام دونوں وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہمارے پاس آتے تھے۔ جب
مسلمانوں کا کفار کی اذیتوں سے امتحان لیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بوک
الغمد تک پہنچ گئے۔ جہاں پر قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنے سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ جس نے آپ سے پوچھا اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے فرمایا
مجھے میری قوم نے شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب میں زمین کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنے نے کہا
اے ابوبکر صبر کر جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے۔ کیونکہ آپ تو مفلس و قلاش آدمی کو مفت میں مال دیتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں لو
گوں کے بوجہ برداشت کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے مصائب میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔ پس میں تجھے پناہ دینے
ولا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرتے رہو چنانچہ ابوبکر صدیقؓ واپس آ گئے اور ابن الدغنے بھی آپ کے ساتھ چلا
آ رہا تھا۔ تو ابن الدغنے تمام قریش کے سرداروں کے پاس شام کے وقت گھوما پھرا اور ان سے کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ تو شہر سے نکل سکتا ہے اور نہ ہی
اسے نکالا جاسکتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کو شہر سے نکال رہے ہو جو مفلسوں کو مال دیتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے۔ لوگوں کے قرضہ وغیرہ کے بوجہ اٹھاتا
ہے مہمان نوازی کرتا ہے۔ اور حق کے معاملات میں مددگار ثابت ہوتا ہے پس قریش ابن الدغنے کی پناہ دینے کو نہ جھٹلا سکے البتہ ابن الدغنے سے
کہا کہ ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرے وہاں نماز پڑھے۔ اور جو کچھ چاہے پڑھتا رہے ہمیں ان کی وجہ سے
تکلیف نہ پہنچائے۔ اور نہ ہی علی الاعلان یہ کام کرے کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو نہ پھسلا لے۔ یہ بات ابن الدغنے نے
حضرت ابوبکرؓ سے کہی اور معاہدہ کر لیا۔ کچھ عرصہ تو ابوبکرؓ اس عہد پر قائم رہے۔ کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ نہ تو علی الاعلان نما
ز پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ پھر ان کی رائے ہوئی کہ حویلی کے صحن میں ایک چھوٹی سے مسجد
بنوائی جس میں وہ نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید بھی پڑھتے تھے۔ تو مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان پر بھیڑ بھاڑ کر دیتے تھے ان سے تعجب
کرتے اور ان کی طرف دیکھتے رہتے حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن مجید پڑھتے تو آنکھوں پر قابو نہ رہتا۔ بے اختیار رو تے
اس بات نے مشرکین قریش کے سرداروں کو گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔ تو انہوں نے ابن الدغنے کی طرف آدمی بھیجا وہ آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے
تیری پناہ دینے پر ابوبکرؓ کو پناہ دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں گے مگر وہ اس سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گھر کے صحن
میں اس نے ایک مسجد بنالی وہاں وہ علانیہ نماز پڑھتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے جس سے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو
بھلا پھسلا نہ لے۔ پس آپ اس کو روکیں۔ اگر وہ اس کی پابندی کرے کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے گا تو فیہما اگر وہ انکار کرے اور
اصرار کرے کہ میں تو علانیہ عبادت کروں گا تو پھر اس سے کہو کہ تیری ذمہ داری تجھے واپس کر دے۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ ہم تیرے ساتھ عہد
شکنی کریں۔ اور ابوبکر صدیقؓ کو بھی ہم علانیہ عبادت کرنے پر برقرار نہیں رکھ سکتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابن الدغنے ابوبکرؓ کے پاس آ کر کہنے
لگا کہ حس چیز کا تم نے معاہدہ کیا تھا اسکا تمہیں علم ہے یا تو اسی پر کاربند رہو یا میری ذمہ داری مجھے واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ

یہ بات سنیں کہ ایک آدمی جس کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا تھا اس کے بارے میں میرے ساتھ عہد شکنی کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں تیری پناہ اور ذمہ داری تجھے واپس کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ پر راضی ہوں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تھے۔ تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بتلایا کہ مجھے تمہارا دارالہجرت خواب میں دکھلایا گیا ہے۔ وہ کھجوروں والا شہر ہے۔ جو دو کالی کالی پتھروں والی پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ لایہ حور قیاس پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں۔ پس کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی شروع کر دی اور وہ لوگ جو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے ان میں سے اکثر مہاجر بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ اب حضرت ابوبکرؓ مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاری کرنے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہرو۔ جلدی نہ کرو مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے جس پر حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا حضرت آپؐ پر میرا پُرقربان ہو کیا آپؐ بھی ہجرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! تو ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کی صحبت میں رہنے کے لئے اپنے آپ کو ہجرت سے روک لیا اور اپنے پاس دو اونٹنیاں تیار رکھیں۔ جنہیں کیکر کے پتے گھاس کے طور پر کھلاتے تھے۔ اسی کو خط کہتے ہیں کہ درخت سے پتے جھاڑے جائیں چار ماہ تک یہی معمول رہا ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ نے فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ایک دن عین دوپہر کے وقت ہم حضرت ابوبکرؓ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر کوڑھانے ہوئے ایسے وقت میں آرہے ہیں کہ آپؐ اس وقت ہمارے پاس نہیں آیا کرتے تھے تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کسی اہم معاملہ کی وجہ سے آپؐ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اجازت طلب کی آپؐ کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ آپؐ نے اندر داخل ہوتے ہی ابوبکرؓ سے فرمایا کہ جو لوگ آپؐ کے پاس ہیں ان کو نکال دو ابوبکرؓ نے فرمایا حضرت یہ آپؐ کے گھر کے لوگ ہیں۔ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو یا رسول اللہ! پس آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کے لئے روانہ ہونے کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا پھر یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں صحبت میں جانا چاہتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں آپؐ چلنا ہے ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان ہو ان اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی چھان لیں۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوں گا مگر قیمت سے لوں گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان اونٹنیوں کو جلدی جلدی میں تیار کر لیا۔ اور ہم نے ان دو حضرات کے لئے ایک تھیلے میں کھانا تیار کر رکھ دیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنی کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اس کی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق مشہور ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ جب لڑکے کے ایک غار میں پہنچے جس میں تین رات تک چھپے رہے۔ عبد اللہ بن ابی بکرؓ ان حضرات کے پاس آکر رات بسر کرتا تھا۔ وہ ایک نوجوان لڑکا تھا جو نہایت ماہر اور سمجھدار تھا۔ پس وہ سحری کے وقت اندھیرے میں ان کے پاس سے جاتا اور مکہ معظمہ میں قریش کے ساتھ صبح کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اس نے رات مکہ میں گزاری ہے۔ پس جو جو تہبیریں ان دو حضرات کے خلاف کی جاتیں وہ ان کو محفوظ کر لیتا اور جب اندھیرا چھا جاتا تو وہ ان دونوں حضرات کے پاس آکر وہ خبریں سناتا تھا۔ اور عامر بن فہیرہؓ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آزاد کردہ غلام تھا وہ ان حضرات کے لئے دودھ دینے والی بکریوں کو چراتا پس جب رات کی کافی گھڑی گزر جاتی تو وہ ان بکریوں کو ان حضرات کے لئے شام کے وقت لے آتا۔ تو یہ حضرات رات کے وقت تازہ دودھ پیتے تھے۔ رسول ان بکریوں کا وہ دودھ ہے جس میں دودھ لے جانے کے لئے گرم پتھر رکھ دیا جاتا تھا۔ عامر بن فہیرہؓ ان بکریوں کو صبح اندھیرے میں آواز دیتے اور باہر لے جاتے۔ ان تینوں دنوں میں ہر رات ان کا یہی معمول رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنو الدیل کے ایک آدمی کو جو بنو عبد بن عدی کا آدمی تھا راہبری کے لئے کرایہ پر حاصل کیا

جو راستہ بتانے میں بڑا مہر تھا جس کا نام عبداللہ بن اریقہ تھا جو عاص بن وائل بھی کے خاندان کا پکا حلیف تھا۔ وہ بھی کفار قریش کے دین پر تھا۔ پس جب یہ دونوں حضرات اس سے بے خوف ہو گئے تو اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالہ کر دیں کہ تین رات کے بعد تیسری کی صبح کو وہ غار ثور پر اونٹنیوں کو لے آئے۔ یہ اس سے وعدہ تھا تو ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہرہ اور وہ رہبر چلے ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے عبدالرحمن بن مالک مدلی نے خبر دی جو سراقہ بن مالک مدلی کا جتیجا لگتا تھا کہ ان کے پاپ نے انہیں خبر دی کہ اس نے سراقہ بن مالک بن جثم سے سادہ کہتا تھا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد پہنچے کہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے بارے میں انعام مقرر کیا ہے۔ ان دونوں میں سے جس کو بھی کوئی قتل کرے گا یا قید کرے لائے گا اسے سو ۱۰۰ اونٹنیاں انعام میں ملیں گی سراقہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو مدلیج میں کسی مجلس کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ہماری قوم کا ایک آدمی جب کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل سمندر پر کچھ لوگ دیکھے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ لیکن میں نے اس خبر دینے والے سے کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ بلکہ تو نے تو فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے چلے ہیں کچھ دیر تو مجلس میں رکارہا پھر وہاں سے اٹھا گھر آیا میں نے باندی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو نکال کر لائے۔ جو ایک اونچے نیلے کے پیچھے بندھا ہوا تھا۔ تو اس نے گھوڑے کو میرے پاس لا کر دوکا میں نے اپنا نیزہ پکڑا اور گھر کے پچھلی طرف سے باہر نکلا میں نے نیزے کی نوک سے زمین میں گاڑ کر مضبوط کر دیا۔ اور اس کے اوپر کے حصہ کو نیچا کر دیا تاکہ کسی کو نظر نہ آئے۔ اور میرا کوئی پیچھا نہ کرے۔ یہاں تک کہ میں گھوڑے کے پاس آیا اس پر سوار ہوا اور جلدی اس کو پویا دوڑایا یعنی درمیانی چال چلایا۔ یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو میں اس سے نیچھے گر پڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ترکش کی طرف اپنے ہاتھ کو جھکایا۔ اور اس سے قسمت والے تیر نکالے جس سے میں نے اپنی قسمت آزمائی کی کہ آیا میں ان کو نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں گویا کہ فال نکالی تو وہ تیر نکلا جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اپنی قسمت کے تیروں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا جب کہ مجھے لے کر وہ گھوڑا پویا دوڑ رہا تھا یہاں تک کہ جب میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز سن لی جو ادھر ادھر نہیں جھانکتے تھے البتہ ابو بکرؓ ادھر ادھر بہت جھانکتے تھے۔ تو میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ یہاں تک کہ وہ دونوں گھنٹوں تک پہنچ گئیں تو میں اس سے گر گیا پھر میں نے اس کو ڈانٹا وہ بے چارہ اٹھا لیکن قریب تھا کہ وہ اپنی اگلی ٹانگیں نہ نکال سکتا۔ بالآخر نکال کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا جب کہ اس کی دونوں اگلی ٹانگوں پر دھونس کی طرح اتنا غبار چھا گیا جو آسمان تک بلند ہو رہا تھا پھر میں نے فال نکالنے کیلئے تیروں سے مدد لی۔ اب بھی وہ تیر نکلا جس کو میں نہیں چاہتا تھا تو میں نے ان حضرات کو امان دے کر پکارا تو یہ حضرات ٹھہر گئے۔ اب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس جگہ بندی کے دوران جس کا مجھے سامنا کرنا پڑا میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ عنقریب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا۔ تو میں نے آپؐ سے عرض کی کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کے بارے میں انعام مقرر کیا ہے۔ بہر حال میں نے ان حضرات کو لوگوں کی وہ خبریں سنائیں جو وہ لوگ آپؐ کے بارے میں قتل و قید کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے ان حضرات کے سامنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان پیش کیا لیکن ان دونوں حضرات نے نہ تو میری کوئی چیز کم کی اور نہ ہی مجھ سے کچھ مانگا مگر یہ کہ ان آنے والے لوگوں کو ہم سے مخفی رکھا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ مجھے امن کا پروانہ لکھ دیجئے۔ آپؐ نے عامر بن فہرہ کو حکم دیا کہ اسے لکھ دو۔ اس نے چڑے کے ایک ٹکڑے پر میرے لئے امان کا پروانہ لکھ دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے عروہ بن الزبیر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات

حضرت زبیرؓ سے ہوئی۔ جو مسلمانوں کے ایک اونٹوں کے قافلہ میں تھے جو تجارت کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ اور اب شام سے واپس آرہے تھے۔ تو حضرت زبیرؓ نے سفید کپڑے کے جوڑے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو پہنائے اور مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں سن لیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے نکل چکے ہیں۔ تو ہرج و مرج کو سویرے سویرے مدینہ کی حرہ یعنی سیاہ پتھروں والی زمین تک آ کر آپؐ کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر کے وقت کی گرمی ان کو واپس کرتی تھی ایک دن بڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد وہ واپس لوٹ گئے تھے اور اپنے اپنے گھروں میں ٹھکانا پکڑ چکے تھے کہ ایک یہودی نے اپنے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھ کر اپنے کسی معاملہ کو دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور وہ ریتا ان سے دور ہو گیا جس کی وجہ سے کبھی ظاہر ہوتے اور کبھی چھپ جاتے تھے۔ اب بالکل اس کے سامنے آ گئے تھے تو یہودی بے صبر ہو کر اپنی اونچی آواز سے بولا کہ اے عرب کے لوگو! جس اپنے بخت اور نصیب کا انتظار کرتے تھے وہ آ گیا ہے تو مسلمان ہتھیار لے کر دوڑے۔ اور حرہ کی زمین پر پہنچ کر آپؐ کا استقبال کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستہ سے دائیں طرف ہٹ کر بنو عمرو بن عوف میں جا کر اترے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ لوگوں کے سلام کا جواب دینے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپکے بیٹھے رہے۔ پس انصار میں سے جن لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ کر سلام کرتے تھے۔ کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوپ نے آ لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی چادر سے آپؐ پر سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے جتنا ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ ورنہ وہ ابوبکر صدیقؓ ”کو ہی نبی اللہ سمجھتے رہے بہر حال آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ چودہ راتیں بنو عمرو بن عوف میں قیام پذیر رہے اور اس مسجد قباء کی بنیاد رکھی جس کی پرہیزگاری پر بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی تھی بعد ازاں آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور چل پڑے جب کہ مسلمان لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اونٹنی مدینہ منورہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور یہ وہ جگہ تھی جہاں ان دنوں مسلمان نماز ادا کرتے تھے۔ جو سہیل اور سہل جو دو یتیم لڑکے اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے یہ ان کے کھجوروں کا کھلیاں تھا۔ جب آپؐ کی اونٹنی اطمینان سے بیٹھ گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہی ہمارا مسکن ہوگا۔ پھر ان دونوں بچوں کو بلوایا اس کھلیاں کا ان سے سودا کیا تا کہ اسے مسجد بنایا جائے۔ تو لڑکوں نے کہا ہم بیچتے نہیں بلکہ اسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہبہ کرتے ہیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور ہبہ کے ان سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کافی لے دے کے بعد آخر آپؐ نے اس قطعہ کو ان سے خرید ہی کر لیا۔ اور مسجد بنانی شروع کر دی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ اس کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھاتے تھے۔ اور اینٹیں اٹھاتے وقت فرماتے تھے کہ یہ جو خیر والا بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ہمارے رب کی نیکی کا باعث اور پاکیزہ بوجھ ہے۔ جس کو ہم ثواب حاصل کرنے کے لئے اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیر کا تجارتی مال نہیں ہے جس کو لوگ مدینہ کی منڈی میں اٹھا کر لاتے اور اسے بیچتے تھے اور یہ بھی فرماتے اے اللہ بے شک ثواب تو آخرت کا ہی ثواب ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین پر رحم فرمائیں۔ اور ایک مسلمان شاعر کے شعر کو پڑھتے تھے۔ جس کا نام انہوں نے میرے سامنے نہیں لیا وہ عبد اللہ بن رواحہؓ تھے۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ سوائے ان اشعار بن رواحہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے مکمل شعر کو نہیں پڑھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - وعلف راحلتین الخ صفحہ ۵۸۵/۵۸۶ ہجرت کے حکم کے انتظار میں ان کو چراگاہ میں نہیں چھوڑتے تھے۔ اور اسلئے بھی کہ کیکر کے پتے اونٹ کی بہترین اور قوی غذا ہے اور خصوصاً اونٹ اور بکری کے لئے افضل کھانا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - یہ توجیہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اور کسی شارح کا ذہن اس طرف نہیں گیا۔ البتہ حدیث ام زرع میں لہ اہل کثیر المبارک الخ میں ان حضرات نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور حیۃ الحیوان میں ہے کہ اونٹ ہمیشہ ان درختوں کے پتوں کو پسند کرتا ہے جس کے لئے کانٹے ہوں۔ اور اس کی انتڑیاں ایسے کھانے کو جلد ہضم کرتی ہیں۔

احث الجہاز کے معنی مولانا کئیؒ نے بیان کئے کہ وہ چیز جو جلدی طیار کی جائے۔ قطعاً حضرت اہماءؓ نے اپنے کمر بند کو دو ٹکڑوں میں چیر دیا۔ ایک تو اپنے استعمال کے لئے رکھا اور دوسرے ٹکڑے کے پھر دو حصے کر دیئے۔ ایک تھیلے کے بند کرنے کے لئے اور دوسرا برتن کے لئے تھا۔ بغار جبل ثور صفحہ ۲۵/۵۵۳ یہ غار ثور مکہ معظمہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور تفسیر ابوالسعود میں ہے اذھما فی الغار غار وہ سوران جو جبل ثور کے اوپر والے حصہ میں کم کی داھنی جانب تھا۔ جو ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فکمننا فیہ ثلث لیلال الخ صفحہ ۲۵/۵۵۳ کفار مکہ کے قرب وجوار میں حتی الامکان ان حضرات کو تلاش کرتے رہے۔ جب وہ مایوس ہو کر واپس ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ حضرات بہت دور چلے گئے ہوں گے۔ تو یہ دونوں حضرات خطرہ کے باوجود امن پاکر وہاں سے نکلے اور اونٹنیوں پر سفر جاری رکھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - مسلم شریف میں اس قدر زائد ہے کہ جب کفار کی آوازیں ٹھہر گئیں تو دلیل تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر سے نکلے وقت کفار کے ہر آدمی پر مٹی ڈالی۔ اور اوائل سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے ان کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے۔ تو اپنے در پیچے سے نکلے ہوئے غار ثور میں پہنچے قریش جمع ہوئے راستوں پر آدمی بھیجے اور ان حضرات کو پکڑ لانے والے کے لئے سواونٹیوں کا انعام مقرر کیا لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فقللت انھم یسوا بہم صفحہ ۱۱/۵۵۳ یہ بات اس نے اس لئے کہی تھی تاکہ اس کے سوا کسی کو ان حضرات کا علم نہ ہو اگر کسی کو علم ہو گیا اور اس سراقہ کے ہمراہ چل نکلا تو وہ انعامی اونٹوں میں شریک ہو جائے گا سراقہ خود سب کو سمیٹنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہا انطلقوا بہا عیننا کہ وہ لوگ اپنی کوئی کم شدہ چیز تلاش کرنے کے لئے گئے ہیں انہیں ہم نے دیکھا خوب پہچانا۔ کیونکہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے گئے ہیں۔ اور دوسری تدبیر یہی کہ نیزہ کو ہاتھ میں روکا۔ اس کی نوک کو زمین کی طرف کیا تاکہ کوئی اس کی چمک دیکھ کر دور سے میرے ساتھ شامل نہ ہو جائے اور انعام میں شریک ہو جائے میں سواونٹ اکیلا لیتا چاہتا تھا۔ من ظہور البیت گھر کی چھٹی طرف سے اس لئے نکلتا تاکہ اس کا راز کسی پر ظاہر نہ ہو جائے۔ فنخططت بوجه الارض یعنی نیزے کی نوک کو نیچے زمین پر کھینچتا ہوا جا رہا تھا تاکہ کسی کو میرے جانے کا علم نہ ہو۔

اذا لا ثرید یہا عشان مساطع غبار کے اٹھنے نے اس پر دلالت کی کہ زمین نے گھوڑے کے پاؤں کو سختی سے پکڑا ہے۔ اگر پکڑ میں سختی نہ ہوتی تو غبار نہ اٹھتا۔ کیونکہ زمین میں دھنس جانے والی چیز جب زمین میں راسخ نہ ہو تو اس کے اکھڑنے سے غبار نہیں اٹھتا۔

مولانا محمد حسن کئیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں گھوڑا دو مرتبہ دھنسا تیسری مرتبہ اس نے سوار کو زمین پر ہنسیا دیا۔ کتاب امن کیونکہ ان واقعات سے سراقہ کو یقین ہو گیا کہ غریب مکہ فتح ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد جب آپؐ حنین کی لڑائی سے فارغ ہو کر جعرانہ میں قیام پذیر ہوئے تو سراقہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ کو وہ والا نامہ نکال کر آپؐ کے پیش کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا آج اس کے وفا کا دن ہے۔

سمع المسلمون بالمدينة مسلمانان مدینہ نے سنا کہ آپؐ گم ہو گئے ہیں تو مدینہ والوں کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن ان کو انتظار کرتے کرتے اس لئے دیر ہو گئی کہ آپؐ تین رات تک غار ثور میں رہے۔ جو ان کے تخمینہ سے زائد دن تھے۔

فعلد بہم آپ مدینہ کے راستہ سے اسلئے ہٹ گئے کہ کہیں قرین مکہ تعاقب نہ کریں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے آپ کو خوب تلاش کیا حتیٰ کہ غار ثور کے منہ پر بھی پہنچے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا کچھ نہ دیکھ سکے۔ مایوس ہو کر واپس گئے۔ اور ہجرت کی رات آپ امانات رد کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر آئے تھے۔

ہذہ الحمال لاحمال خیبر صفحہ ۱۳/۵۵۵ مدینہ کے لوگ خیبر سے پھل فروٹ کھجور وغیرہ لا کر بیعتیں تھے۔ آپ نے فرمایا یہ اینٹیں جو تم اٹھا رہے ہو یہ خیبر کا بوجھ نہیں بلکہ یہ وہ بوجھ ہیں جو ثواب اور برکت کا باعث ہیں۔

غیر ہذہ الابیات حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار ہیں اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت حاصل کر سکتے تھے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ یہ رجز یہ اشعار تھے جو آپؐ اور صحابہ کرامؓ انٹیں اٹھاتے وقت پڑھتے تھے۔ علماء کرام نے کافی بحث تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئے سرے سے شعر کا کہنا تو نبیؐ کی شان کے خلاف ہے البتہ کسی شاعر کے کلام سے استشہاد کرنا منوع نہیں ہے۔

حدیث (۳۶۲۵) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ النّٰخ عَنْ اَسْمَاءَ صَنْعَتْ سَفْرَةَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بُکْرٍ حِیْنَ اَرَادَ الْمَدِیْنَةَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبَطُهُ اِلَّا یَطَاقِیْ قَالَ فَشَقِیْہُ فَقَعَلْتُ فَمَسِیْتُ ذَاتَ النِّطَاقِیْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَسْمَاءُ ذَاتُ النِّطَاقِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب کہ آپؐ نے مدینہ جانے کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے میں تھیلے کو باندھوں سوائے اپنے کمر بند کے جو عورتیں اپنی کمر باندھتی ہیں۔ اس کا ایک حصہ زمین پر لگتا ہے۔ اور دوسرا اوسط میں رہتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اسے چیر ڈالو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا جس کی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔

حدیث (۳۶۲۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ النّٰخ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ تَبَعَهُ سَرَّاقَةٌ بَنُ مَالِکِ بْنِ جَعْفَرٍ فَدَعَا عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِہِ فَرُسُہُ قَالَ اذْعُ اللّٰہُ لَیْ وَلَا اَصْرُکَ فَدَعَا لَہُ قَالَ فَعَطَشَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ اَبُو بَکْرٍ فَاَخَذْتُ قَدْحًا فَحَلَبْتُ فِیْہِ کُفْمَہُ مِنْ لَبَنٍ فَاتَّيْتُہُ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف آرہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعفر آپؐ کے پیچھے لگا۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کو لے کر زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ تو آپؐ نے اس کے لئے بددعا فرمائی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تو آپؐ کا گزرا ایک گڈریے کے پاس سے ہوا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیالہ لیا اور اس میں کچھ مقدار دودھ کی ڈوہ کر لائے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا۔ کہ آپؐ نے سیر ہو کر پی لیا۔

حدیث (۳۶۲۷) حَدَّثَنِیْ زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی النّٰخ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّہَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَتْ فَحَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمُّ فَاتَّيْتُ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَلَوْلَدَتْہُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَتْہُ فِیْ حَجْرٍ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَعَهَا ثُمَّ نَفَلَ فِیْہِ فَاَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ دَخَلَ جَوْفَہُ رِیْقُ رَسُوْلٍ

اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ
تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ النَخَعِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى.

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں ہجرت کے لئے اس وقت روانہ ہوئی جب کہ میں حمل کی مدت پوری کرنے والی تھی پس میں مدینہ میں آ کر قباء کے اندر ٹھہری وہیں قباء ہی میں میں نے بچے کو جنم دیا۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر اسے آپؐ کی جھولی میں ڈال دیا آپؐ نے کھجور منگوائی اسے چمایا۔ اور بچے کے منہ میں لعاب مبارک کو تھوکا پس پہلی چیز جو عبداللہ بن الزبیرؓ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب وہن تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور سے اس کی تحنیک کی۔ یعنی چنبائے ہو کھجور کو ان کے تالو سے لگایا اس کیلئے دعا فرمائی بارک اللہ کہہا۔ اور یہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں ہوا۔ جو مدینہ میں پیدا ہوا۔ خالد بن مخلد نے اس کی متابعت کی ہے۔ اپنی سند کے ساتھ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس وقت ہجرت کی جب کہ وہ حاملہ تھیں۔

حدیث (۳۶۲۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي أَسَمَةَ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوَّيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَا كَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيهِ فَأَوَّلَ مَا دَخَلَ بَطْنُهُ رَيْقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلا پہلا بچہ جو اسلام میں ہجرت کے بعد مہاجرین میں مدینہ کے اندر پیدا ہوا وہ عبداللہ بن الزبیرؓ ہے جسے لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کا دانہ لے کر اسیچایا پھر اسے ان کے منہ میں داخل کر دیا۔ تو پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔

حدیث (۳۶۲۹) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرِفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌ لَا يُعْرِفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيقَ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اضْرَعْهُ فَضْرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تَحْمِجُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مُرْنِي بِمَ شِئْتَ قَالَ فَفِيفَ مَكَانِكَ لَا تَتْرُكُنْ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرُ النَّهَارِ مُسْلِحَةً لَهُ فَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا رُكِبَا امْنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُوا دُونَهُمَا بِالسَّلَاحِ فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْرُقُوا يَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ فَاقْبَلْ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ

فَإِنَّهُ لِيَحْدِثَ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجَّلَ أَنْ يَضَعَ
الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بَيُوتٍ أَهْلُنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذِهِ دَارِي
وَهَذَا بَابِي قَالَ فَانْطَلِقْ فَهِيَ لَنَا مَقِيلًا قَالَ قَوْمًا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقِّ وَقَدْ عَلِمْتَ يَهُودُ
أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَأَبْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَأَبْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلُهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ
أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوا فِي مَا لَيْسَ فِي فَارْسَلْ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيَلَكُمْ
اتَّقُوا اللَّهَ فَوَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقِّ
فَاسْلُمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَا تِلْكَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَأَبْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَأَبْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا
خَاشِيَ اللَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا خَاشِيَ اللَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ
أَسْلَمَ قَالُوا خَاشِيَ اللَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ
اتَّقُوا اللَّهَ فَوَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ جَاءَ
بِحَقِّ فَقَالُوا كَذَبْتَ فَاخْرَجَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے پیچھے بٹھانے والے تھے حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آپ کے بال زیادہ سفید تھے جو پیچھے جاتے تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو ان معلوم ہوتے تھے اور غیر مشہور تھے۔ فرماتے ہیں کہ راستہ میں ایک آدمی حضرت ابوبکرؓ کو ملا کہنے لگا اے ابوبکر! یہ کون آدمی ہے جو آپ کے آگے بیٹھا ہے۔ فرمایا یہ وہ آدمی ہے جو مجھے راہ دکھاتا ہے۔ گمان کرنے والے نے سمجھا کہ وہ راستہ مراد لے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کی مراد بھلائی کا راستہ تھا۔ پس ابوبکر صدیقؓ نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ ایک گھوڑا سوار نے ان کو آلیا ہے۔ فرمایا یا رسول اللہ! یہ گھوڑا سوار ہم تک آچکا ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر متوجہ ہو کر فرمایا اے اللہ اس کو گرا دے۔ چنانچہ گھوڑے نے اس کو نیچے گٹھنچ دیا۔ پھر وہ گھوڑا جہنماتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو سوار کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! جو آپ چاہیں مجھے حکم فرما سکتے ہیں آپ نے فرمایا بس تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دو راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار دن کے اوّل حصہ میں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوشش کرنے والا تھا لیکن دن کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہتھیار کا کام دیتا تھا کہ آپ کی طرف سے مدافعت کرنے والا بن گیا۔ بہر حال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے پاس حرہ کی جانب فروکش ہوئے۔ پھر انصار مدینہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آگئے ان دونوں حضرات پر سلام کہا اور کہنے لگے کہ تم بے خوف و خطر سوار ہو جاؤ تمہارے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

ابوبکر صدیقؓ سوار ہوئے۔ اور انصار ہتھیار لے کر ان دونوں کو اپنے جلوس میں لے کر روانہ ہوئے۔ پس مدینہ میں یہ نعرہ لگایا جا رہا تھا کہ اللہ کا نبی آگیا اللہ کا نبی آگیا یعنی اونچی جگہوں پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے تھے اللہ کا نبی آگیا۔ اللہ کا نبی آگیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں چلتے چلتے ابویوب انصاریؓ کے مکان کے کنارے پر آ کر اترے وہ اپنی بیوی کو یہ حدیث بیان کرتے رہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر جب عبد اللہ بن سلامؓ نے سنی جب کہ وہ اپنے لوگوں کے ایک کھجور کے باغ میں ان کے لئے کھجوریں چن رہے تھے۔ پس جو کچھ وہ کر رہے تھے جلدی جلدی انہیں چن کر ان کو ساتھ لئے ہوئے آئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹے۔ دریں اثنا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ہمارے لوگوں میں سے کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ ابویوبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا نبی اللہ! یہ میرا گھر رہا اور یہ میرا دروازہ ہے آپؐ نے فرمایا جلدی جاؤ اور ہمارے لئے قیلو کرنے کا انتظام کرو انہوں نے فرمایا اللہ کی برکت سے آپؐ دونوں حضرات انھیں انتظام ہو چکا ہے۔ تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبد اللہ بن سلامؓ بھی پہنچ گئے۔ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپؐ حق کو لے کر آئے ہیں۔ اور یہودیوں کو اچھی طرح علم ہے کہ میں خود ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور میں ان میں سے زیادہ علم والا ہوں اور زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں۔ آپؐ ان کو بلا کر میرے بارے میں ان سے پوچھیں۔ اس سے پہلے کہ ان کو علم ہو جائے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں کیونکہ وہ پھر میرے بارے میں وہ باتیں کہیں گے جو میرے اندر نہیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پیغام بھیجا وہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ اے گروہ یہود تمہارے لئے خرابی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ تو تمہارے پر حق کو لے کر آیا ہوں پس تم اسلام لے آؤ انہوں نے کہا ہم تو اس بات کو نہیں جانتے یہ بات انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ کہی۔ پھر آپؐ نے پوچھا اچھا یہ تھلاؤ عبد اللہ بن سلامؓ تمہارے اندر کس پوزیشن کے آدمی ہیں۔ کہنے لگے وہ ہمارے سردار ہیں۔ ہمارے سردار کے بیٹے ہیں ہمارے بہت بڑے عالم ہیں اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تھلاؤ! اگر وہ مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے کہا اللہ اسے بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں پھر آپؐ نے پوچھا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو انہوں نے کہا اللہ انہیں بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں آپؐ نے پھر تیسری مرتبہ پوچھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو کہنے لگے اللہ انہیں بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابن سلام باہر آؤ اور ان کو بتلاؤ چنانچہ وہ باہر آئے اور کہنے لگے اویہودیوں کی جرات! اللہ سے ڈرو! پس قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں ہے اور تمہیں خوب علم ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور حق کو لے کر آئے ہیں۔ کہنے لگے کہ تو نے جھوٹ کہا۔ جس پر آپؐ نے ان کو نکلوا دیا۔

حدیث (۳۶۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو أَهْنِمُ بْنُ مُوسَى الْخ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ فَرَضٌ لِّلْمُهَاجِرِينَ

الْأَوَّلِينَ أَرْبَعَةُ آلَافٍ فِي أَرْبَعَةِ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةُ آلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيلَ لَهُ هُوَ مِنَ

الْمُهَاجِرِينَ فَلَمْ نَقْصُصْهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ يَقُولُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اول مہاجرین کیلئے چار چار ہزار وظیفہ مقرر کیا تھا اور ابن عمرؓ کیلئے ساڑھے تین ہزار مقرر فرمایا۔ آپؓ سے کہا گیا کہ وہ بھی تو مہاجرین میں سے ہے چار ہزار سے ان کا وظیفہ کیوں کم کر دیا فرمایا اس نے ماں باپ کے ہمراہ ہجرت کی ہے فرماتے تھے ایسا شخص اس مہاجر کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے تنہا ہجرت کی ہے اس لئے کمی کر دی۔

حدیث (۳۶۳۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَحَدَّثَنَا خُبَابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ وَوَجِبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَكْفِيهِ فِيهِ إِلَّا نَمْرَةً كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُعْطِيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخَرٍ وَمِنَّا مَنْ آيَنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِي بِهَا.

ترجمہ۔ حضرت جنابؐ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی جس سے ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا تھا۔ ہمیں اللہ کے فضل سے امید ہے کہ ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ واجب ہو گیا پس ہم میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ ان میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کے اسباب میں کوئی چیز ایسی نہ ملی جس میں ہم ان کو کفالتے مگر ایک بدرنگ چادر تھی۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ جس پر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانک لیں اور ان کے پاؤں پر اذخر بوٹی ڈال دیں۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے اجر کا پھل یک چکابے جس سے وہ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

حديث (٣٦٣٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لَابِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لَابِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَشْرُكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَرْتَنَا وَجَهَادَنَا مَعَهُ وَعَسَلْنَا كُلَّهُ مَعَهُ يَزِدُّ لَنَا وَإِنْ كُلُّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجُونَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللَّهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمْنَا عَلَى أَيْدِينَا بِشَرٍّ كَثِيرٍ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لِكَيْنِيَ أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدٌ لَنَا وَإِنْ كُلُّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجُونَا كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي.

ترجمہ۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا۔ میں نے کہا نہیں فرمایا کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے یہ کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا یہ بات آپ کے لئے خوشی کا باعث ہوگی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہمارا اسلام لانا اور آپ کے ہمراہ ہمارا ہجرت کرنا اور آپ کے ہمراہ ہمارا جہاد کرنا بلکہ ہمارے تمام اعمال آپ کے ہمراہ ہمارے لئے ٹھنڈک کا باعث ہیں۔ ثابت اور ہمیشہ ہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں اگر ہم ان سے پورے پورے چھوٹ جائیں تو غنیمت ہے۔ لیکن میرے باپ نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم نے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کیا ہم نے نمازیں پڑھیں روزے رکھے اور بھی بہت سے نیکی کے کام کئے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے انسانوں نے اسلام قبول کیا ہے بیشک ہم ان کے ثواب کی امید رکھتے ہیں جس پر میرے باپ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے۔ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ پہلے اعمال تو ہمارے لئے ٹھنڈک کا باعث ہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں اگر ہم ان سے پورے پورے نجات پا جائیں تو غنیمت

ہے۔ میں نے کہا واللہ تیرا باپ میرے پاپ سے اچھا رہا۔ یہ کس نفسی کی بنا پر تھا۔ یا یہ کہ انسان سے نیک عمل میں کوئی نہ کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ واقعی کلام السادات سادات الکلام اور حضرت عمرؓ وہ ہیں جو ناطقا بالصدق والصواب ہیں۔

حديث (٣٦٣٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَاحٍ الْخَطَّابِيُّ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ
قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَدْنَاهُ فَأَتَيْنَا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ
فَارْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلْ اسْتَيْقِظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ
فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدْ اسْتَيْقِظَ فَاَنْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نَهْرُولَ نَهْرُولَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ يَابَعْتُهُ.

ترجمہ۔ ابو عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا جب ان سے کہا جاتا کہ انہوں نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ تو وہ غضب ناک ہو جاتے تھے۔ فرماتے کہ واقعہ یہ ہے کہ میں اور میرے باپ حضرت عمرؓ اکٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے تو ہم اپنے گھر واپس چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے مجھے بھیجا اور فرمایا جا کر دیکھو کہ آپؐ بیدار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں آیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور بیعت کر لی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دی کہ آپؐ بیدار ہو چکے ہیں۔ تو ہم اکٹھے آپؐ کی طرف چلے حضرت عمرؓ جلدی جلدی چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جا کر بیعت کر لی۔ پھر میں نے دوبارہ بیعت کی تو اس سے وہم دور ہو گیا کہ اپنے باپ سے پہلے ہجرت نہیں کی بلکہ بیعت پہلے کی ہے اور وہ بیعت ہجرت نہیں تھی کوئی اور تھی۔

حديث (٣٦٣) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ الْخِصْمِيُّ الْبُرَاءُ يُحَدِّثُ قَالَ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ غَارِبِ رَحْلٍ فَحَمَلَتْهُ لَمَعَةٌ قَالَ فَسَأَلَهُ غَارِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخَذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَاحْتَسْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَاتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْوَةً مَعِيَ ثُمَّ اضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ أَنْفَضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غَنِيمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنِيمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنِيمِهِ فَقُلْتُ لَهُ أَنْفَضِ الصَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ فَلَرَدْتُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى يَزْدَ اسْفُلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيَتْ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَاطْلَبَ فِي أَثَرِنَا قَالَ الْبُرَاءُ فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بَنِيَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت براء حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عازبؓ سے ایک کجاوہ (پاکھڑا) خرید کیا میں آپ کے ہمراہ اس کو اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ کہ حضرت عازبؓ نے ان سے جناب رسول، ﷺ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پیچھے تاک رکھنے والے لگے ہوئے تھے تو غار سے ہم لوگ رات کے وقت نکلے۔ دن رات برابر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آ گیا تو ہمارے

سامنے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو اس کا کچھ نہ کچھ سایہ تھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چڑے کا بستر بچھا دیا جو میرے ہمراہ تھا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے میں ارد گرد کو جھاڑنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گڈ ریا کبریاں لے کر آ رہا ہے اس پتھر سے اس کا مقصد بھی وہی سایہ حاصل کرنا تھا جو ہمارا مقصد تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے! تو کس کا نوکر ہے اس نے بتلایا کہ فلاں شخص کا جس کو میں پہچانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تیری بکریاں دودھ دیتی ہیں اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا دستور کے مطابق ہم مسافروں کے لئے دودھ نکال دے گا اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری لی۔ میں نے اس سے کہا ذرا تھن کو جھاڑ لینا۔ بہر حال اس نے دودھ کی کچھ مقدار دودھ کر ہمیں دے دی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا جس پر ایک کپڑے کی ٹانگی تھی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس پر باندھ رکھا تھا۔ میں نے دودھ پر پانی انڈیل دیا تاکہ اس کا پچلا حصہ ٹھنڈا ہو کر جھاگ بیٹھ جائے۔ پھر اس کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اُسے نوش فرمائیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیا۔ حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا اور تلاش کرنے والے ہمارے نقش قدم پر آ رہے تھے۔ حضرت براہ فرماتے ہیں تو میں حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ ان کے اہل و عیال میں پہنچا پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ تو میں نے آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو دیکھا کہ وہ لیٹی ہوئی ہیں۔ جب کہ اسے سخت بخار چڑھا ہوا ہے۔ میں نے اس کے باپ کو دیکھا کہ اس نے اپنی بیٹی کے رخسارے کا بوسہ لیا اور پوچھا بیٹی اب کیسی ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال البراء فدخلت صفحہ ۱۳۵۵۷ حضرت براءؓ کجاوہ اٹھوا کر لے جا رہے تھے اور ان کا باپ عازب اس کی قیمت وصول کرنے جا رہے تھے۔ جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث کا اس قدر حصہ امام بخاری نے صرف اس جگہ ذکر فرمایا ہے۔ اور حضرت براءؓ کا ابوبکر صدیقؓ کے اہل و عیال کے پاس جانا یا تو نزولِ حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے یا یہ کہ حضرت براءؓ ابھی تک بالغ نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ بھی بالغ نہ تھیں۔

حدیث (۳۶۳۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ خَدَّاجٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِيسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَعَلَّفَهَا بِالْحِجَاءِ وَالْكُتْمِ وَقَالَ دُحَيْمُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أَنَسُ أَصْحَابِهِ أَبُو بَكْرٍ فَعَلَّفَهَا بِالْحِجَاءِ وَالْكُتْمِ حَتَّى قَالُوا نَهَاهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب میں سوائے ابوبکرؓ کے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اشمط ہو۔ اشمط وہ شخص ہے جس کے سر کے بال کچھ سفید ہوں جو سیاہ بالوں میں ملے ہوئے ہوں۔ تو جناب ابوبکرؓ نے ان سفید بالوں کو مہندی اور سرمہ سے چھپا لیا تھا۔ دحیم اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زیادہ عمر رسیدہ کوئی نہیں تھا۔ سن رسیدہ صرف یہی تھے جنہوں نے مہندی اور سرمہ سے سفید بالوں کو چھپا لیا تھا یہاں تک کہ ان کا رنگ سرخ ہو گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ سے دو سال بڑے تھے لیکن شکل و صورت کے اعتبار سے نوجوان لگتے تھے۔

حدیث (۳۶۳۶) حَدَّثَنَا أَصْبَغُ الْخَزَّازِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةُ رَأَيْتُ كُفَّارَ قُرَيْشٍ

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ مِنْ الشَّيْزِيِّ تُزَيْنُ بِالسَّنَامِ

وماذا بالقلب قلب بدر من القيناتو الشرب الكرام

تحیی بالسلامة ام بکر ہل لی بعد قومی من سلام

يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بَانَ سَنَحِي وَكَيْفَ حَيَاةِ اصْدَاءِ وَهَامِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا تھا جسے ام بکر کہا جاتا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دی۔ جس سے اس کے چچا زاد بھائی شدا نامی اس شاعر نے نکاح کیا۔ جس نے کفار قریش کے بارے میں یہ قصیدہ کہا ہے۔ ترجمہ اشعار بدر کے اندر کے اندھے کنوئیں میں جس میں صناید قریش کی لاشوں کو بچکم نبویؐ ڈالا گیا تھا اس کے متعلق شاعر کہتا ہے کہ بدر کے بے من والے کنوئیں میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ جس نے ہمیں بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جن کو اونٹوں کی کو ہان کے گوشت سے بارونق کیا جاتا تھا۔ اور یہ قلب بدر میں کیا ہو رہا ہے جس نے ہمیں گانے والی باندیوں اور شراب خور معزز سرداروں سے محروم کر دیا ہے۔ ام بکر ہمیں سلامتی کی دعا کرتی ہے۔ میری قوم کے مرجانے کے بعد میرے لئے کیا سلامتی ہو سکتی ہے۔ رسول اللہؐ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے۔ اَلُو بن جانے کے بعد زندگی کیسے ہوگی۔

عرب کے لوگ حشر و نشر کے تو قائل نہیں تھے۔ البتہ اتنا عقیدہ رکھتے تھے کہ مرنے کے بعد مقتول کے سر سے اس کی روح ایک پرندہ کی شکل میں نکل کر العطش کہتی رہتی ہے۔ جب تک کہ اس کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے۔ صداء وہ پیاس۔ اور هام وہ پرندہ جو کھوپڑی سے نکلتا ہے۔ شدا د شاعر کے متعلق ہے کہ مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا۔

شیخ خوری آبنوس کا درخت جس سے کھانے کے لئے بڑے بڑے پیالے یا تغار بنائے جاتے تھے۔ ان بڑے بڑے پیالوں میں اونٹ کے کوہان کے گوشت کو کچا کر مہمانوں کے سامنے رکھتے تھے۔ نوجوان باندیاں گانا گاتی تھیں اور یہ شرفاء شراب پیتے تھے۔ شاعر ان کو یاد کر رہا ہے۔ اور هام سر کی کھوپڑی اور صداء وہ پرندہ جو اس کھوپڑی سے نکل کر رات کو اڑتا رہتا ہے۔ جسے اَلُو کہتے ہیں۔

غرض شاعر یہ ہے کہ جب انسان کی روح پرندہ بن کر اڑ گئی تو اب دوسری مرتبہ کیسے زندہ ہوگا۔ وہ پرندہ اَلُو ہے جو نخوس سمجھا جاتا ہے۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حناء و حکم مہندی اور وسہ سے خضاب لگانا ممنوع نہیں ہے۔ جب تک وہ سیاہی پیدا نہ کرے۔ یا یہ کہ دونوں کا مجموعہ سیاہی تک نہ پہنچ جائے کہ اس پر وسہ کا غلبہ ہو جائے۔ یا یہ کہ دونوں باری باری لگائے جائیں۔ ایک دن مہندی اور دوسرے دن وسہ لگایا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حکم کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نیل ہے۔ بعض نے کہا یمن میں ایک بوٹی ہے جو بالوں کو کالا کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا قریش کی مہندی ہے جو زرد رنگ کر دیتی ہے۔

علم یورث سوادا یعنی جب یہ وسہ سیاہ رنگ پیدا نہ کرے جیسا کہ آخر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا لونہا کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا۔ تو سیاہ رنگ سے اجتناب کیا جائے۔

حدیث (۳۶۳۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَاطَا بَصْرَةَ

رَأَانَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ میں غار میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے اوپر کو سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے قوم قریش کے قدم نظر آئے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کوئی شخص نظر گھماتے ہوئے نیچے کو نگاہ کر لے تو ہمیں دیکھ لے گا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ چپ رہو ہم دو ہیں تیسرا ہمارے ساتھ اللہ ہے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حدیث (۳۶۳۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخِ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ إِعْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيَحْكُ إِنَّ الْهَجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبْلِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطَى صَدَقَتُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُخْلِبُهَا يَوْمَ وَرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يُتْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آپؐ سے ہجرت کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا تیرے لئے افسوس ہے۔ ہجرت کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ کیا تیرے اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو اس نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ کیا کسی مسافر کو یا غریب کو ان میں سے کوئی اونٹنی دودھ پینے کے لئے دے دیا کرتے ہو اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے پوچھا جس دن گھاٹ پر پانی پلانے کیلئے ان کو لاتے ہو تو کیا وہاں کے فقراء کیلئے اس کا دودھ دوہا کرتے ہو اس نے کہا ہاں فرمایا بس تم ان مسندروں کے پیچھے پار جہاں چاہو اپنا عمل جاری رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریگا۔

تشریح از قاسمی۔ دیہاتی لوگ چونکہ ہجرت پر صبر نہیں کر سکتے اس لئے آپؐ نے اسے ہجرت سے روکا۔ جیسا کہ ایک دیہاتی کو بخاری ہو گیا تو بیعت تو ذکر چلا گیا۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ مدینہ کی سختیاں برداشت نہیں کر سکیں گے اس لئے ہجرت نہ کریں۔ اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہجرت اہل حاضرہ پر تھی۔ اہل باد یہ پر واجب نہیں تھی۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ کا مدینہ کی طرف آنا

حدیث (۳۶۳۹) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْخِ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُسَيْبٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جو شخص ہمارے پاس آیا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور عبداللہ بن ام مکتومؓ ہیں۔ پھر ہمارے پاس حضرت عمارؓ بن یاسرؓ اور حضرت بلالؓ تشریف لائے۔

حدیث (۳۶۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْخِ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُسَيْبٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقَرِّئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدُ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُسَيْرُ بْنُ الْحَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَسَلَّمَ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقْلُنَ قَدِيمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأَتْ سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُورَةِ الْمَفْصَلِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جو شخص ہمارے پاس مدینہ میں آیا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام مکتومؓ ہیں جو لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر حضرت بلالؓ سعد بن ابی وقاصؓ۔ عمار بن یاسرؓ تشریف لائے۔ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ میں اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف لائے۔ پھر خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو کبھی کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر ان کو خوشی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے ہوئی یہاں تک کہ باندیاں کہتی پھرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ میں نے مفصلات کی صورتوں میں سے حج اسم ربک الاعلیٰ پڑھ لی تھی۔

حَدِثُ (۳۶۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ

كُلُّ أَمْرِي مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَذْنِي مِنْ شِرَاكِ نَعْلِيهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَحَ عَنْهُ الْحُمَى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبَيْتُنْ لَيْلَةً بَوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خَرْتُ وَجَلِيلٌ وَهَلْ أَرَدَنْ يَوْمًا مَيَاةَ مَجْنَبَةٍ وَهَلْ يَبْدُونَ لِي شَامَةً وَطِفِيلٌ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَبِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَأَنْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ فرماتی ہیں میں ان دونوں کے پاس بیمار پرسی کیلئے حاضر ہوئی تو میں نے پوچھا اے اباجان! اب آپ کیسے ہیں۔ اور اے بلال! آپ کیسے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب بخار میں مبتلا ہوتے تو یہ شعر پڑھتے۔ (ترجمہ) ہر آدمی صبح کے وقت اپنے اہل و عیال میں صبحِ سالم ہوتا ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتی ہے۔ اور حضرت بلالؓ جب بخار سے افاقہ حاصل کرتے تو اپنے رونے والی آواز کو اونچا کر کے کہتے۔ خبردار کاش مجھے علم ہوتا کہ کیا کوئی رات میں وادی مکہ میں جا کر گزروں گا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل بویاں ہوں اور کیا میں کسی مدجنہ مقام پر جا کر پانی پینے کے لئے جاؤں گا۔ اور کیا میرے لئے شالہ اور طفیل پہاڑ بھی ظاہر ہوں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپؐ نے دعا مانگی۔ اے اللہ ہمیں مدینہ بھی ایسا محبوب بنادے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت محبت کرنے والے ہوں اور اس کو بیمار یوں اور وباؤں سے صحت افزا مقام بنادے۔ اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مد میں برکت پیدا فرمادے اور اس کے بخار کو قتل کر کے جھمکے ہوئے پر ڈال دے۔

حَدِثُ (۳۶۴۲) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ بْنِ الْحَيْوَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ

دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَقَالَ بَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ الْخَفَّاشِيُّ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَأَمِنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَاجَرْتُ هَاجَرَتَيْنِ وَنِلْتُ صَهْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايْتُهُ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا عَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَابِعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ.

ترجمہ۔ عبید اللہ بن عدی فرماتے ہیں واید بن عقبہ کے بارے میں میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا اما بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا۔ اور جس شریعت کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس پر ایمان لے آیا پھر دو ہجرتیں کیں۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل کیا۔ اور آپ کی بیعت کی پس اللہ کی قسم! ان تو میں نے آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی خیانت برتی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اسحاق کلبی نے اس کی متابعت کی ہے۔

حَدِيثُ (۳۶۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ النُّحَاسِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمَنْى فِي الْخَرْجَةِ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمُؤَسِّمَ يَجْمَعُ رِعَاءَ النَّاسِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَمُهِلَ حَتَّى تَقْدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصُ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَا قَوْمَ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اپنے اس آخری حج سے منیٰ میں اپنے اہل و عیال کے اندر واپس آئے اور یہ حضرت عمرؓ کا آخری حج تھا جب انہوں نے مجھے پایا تو ایک اعلان کرنے کا مشورہ کیا (جبکہ ایک آدمی نے منیٰ میں یہ کہا تھا کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات ہوگی تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا جس پر حضرت عمرؓ ناراض ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ آج میں عشاء کے بعد لوگوں کو خطاب کروں گا) تو حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کہ حج کا موسم ہر کہہ مہ کو جمع کرتا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ دیر کریں۔ جب مدینہ تشریف لائیں جو کہ دار الہجرت ہے اور سنت نبویؐ کا مرکز ہے۔ اور وہاں آپ اہل فقہ شرفاء اور اصحاب رائے حضرات کے پاس پہنچیں تو وہاں خطاب کریں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پہلا مقام جہاں میں کھڑے ہو کر یہ خطاب کروں گا تو میں مدینہ میں کھڑا ہوں گا۔

حَدِيثُ (۳۶۴) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَفَّاشِيُّ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكَيْ عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تَوَفَّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا السَّائِبِ شَهَادَتِي عَلَيْكَ أَنْتَ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَذْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَذْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهِ الْيَقِينُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا رَجُوءَ الْخَيْرِ وَمَا أَذْرِي وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِي قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُرِيكَ

أَخَذَا بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَخَذْتَنِي ذَٰلِكَ فَنَسَمْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مِطْعُونٍ عَيْنًا تَجَرِي فَبِحُثِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَٰلِكَ عَمَلُهُ.

ترجمہ۔ حضرت خاریجہ بن زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام العلاءؓ جو ہم انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ خبر دیتی ہیں کہ جب مہاجرین کی رہائش کے لئے انصار میں قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا رہائشی قرعہ ان کے نام نکلا۔ ام العلاءؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عثمان بن مظعون بیمار ہو گئے۔ میں نے ان کی خوب تیمارداری کی یہاں تک کہ وہ بے چارے وفات پا گئے ہم نے ان کو ان کے اپنے کپڑوں میں دفن کیا پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے کہا اے ابوالسائب یہ حضرت عثمانؓ کی کنیت تھی میں تیرے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بڑا اعزاز بخشا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں پھر کون اعزاز والا ہوگا اگر یہ مکرمین میں سے نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! موت تو اس پر آگئی۔ اور میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ حضرت ام العلاءؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کسی کو پاکباز قرار نہیں دیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے میں غمناک ہو گئی۔ مجھے نیند آگئی تو مجھے حضرت عثمان بن مظعونؓ کے لئے ایک چالو چشمہ دکھایا گیا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع کی تو آپؐ نے فرمایا یہ اس کا عمل ہے جو اس طرح تمہیں دکھایا گیا ہے۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ تیرہ مسلمانوں کے بعد اسلام لائے۔ دونوں ہجرتیں کیں بدر میں حاضری دی۔ اور یہ پہلے مہاجر صحابی ہیں جن کی مدینہ میں وفات ہوئی۔ آپؐ کی وفات ۲ھ میں ہوئی۔

حدیث (۳۶۳۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمٌ بُعِثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلُوكُهُمْ وَقَتَلَتْ سَرَائِثُهُمْ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدم فرمایا تاکہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہوں۔ چنانچہ جب آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان اوس و خزرج کے اشراف اور سادات بڑے بڑے چوہدری جو اسلام لانے میں رکاوٹ بن سکتے تھے وہ کچھ اشراف تتر بتر ہو گئے۔ اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔

حدیث (۳۶۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْخ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى وَعِنْدَهَا قَتِيَانِ تَغْيِيَانِ بِمَا تَقَادَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعِثَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَإِنَّ عِيْدَنَا هَذَا الْيَوْمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ فطریہ یا اضحیٰ کے دن آنحضرتؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے پاس دو لڑکیاں وہ گانا گارہی تھیں جو انصار نے یوم بعاث میں جنگی ترانے گائے تھے ابوبکرؓ نے دو مرتبہ فرمایا یہ تو شیطان کا باجا ہے کیوں بجا رہا ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ان بچیوں کو چھوڑ دو بے شک ہر قوم کیلئے خوشی کا دن ہوتا

ہے۔ ہمارے لئے آج کا دن خوشی کا دن ہے۔

صوفیہ نے اس حدیث سے سماع بالالہ وبغیر الالہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ دولڑکیاں گارہی تھیں اور وہ بھی جنگی ترانے اور شجاعت کی باتیں تھیں۔ اس سے بالغوں کے لئے جواز سماع کیسے ثابت ہوا۔ جب کہ من یشتري لہو الحدیث قرآنی آیت سے بھی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ جس کی تفسیر غنا ہے۔

حدیث (۳۶۲۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الْخ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي عِلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عُمَرَوِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَاءِ بَنِي النَّجَارِ قَالَ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي سُيُوفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدَفَهُ وَمَلَاءُ بَنِي النَّجَارِ حَوْلَهُ حَتَّى الْقَى بِفَنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ أَمَرَ بَنِيَاءَ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَاءِ بَنِي النَّجَارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَارِ ثَامِنُونِي حَاتِطْكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ قَالَ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خَرْبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالنَّخْلِ فُقِطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوا عِصَادَتِيهِ حِجَارَةً قَالَ جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأَخِرَةِ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے۔ تو آپ عوالی مدینہ میں ایک قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام پذیر ہوئے۔ جن میں آپ نے چودہ رات تک قیام فرمایا۔ پھر آپ نے قبیلہ بنو النجار کی جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو وہ تلواریں گلے میں لٹکائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت انس فرماتے ہیں گویا کہ میں ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں حضرت ابو بکرؓ آپ کے ردیف ہیں۔ اور بنو النجار کی جماعت آپ کے ارد گرد اپنے جلو میں لئے جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنا کجاوہ حضرت ابوالیوب انصاریؓ کے مکان کے صحن میں جا کر ڈالا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلے معمول یہ تھا کہ جس جگہ آپ کو نماز کا موقع مل جاتا وہاں نماز پڑھ لیتے تھے۔ کوئی مسجد نہیں تھی۔ حتیٰ کہ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔ بعد ازاں آپ کو مسجد بنانے کا حکم دیا گیا۔ تو آپ نے بنو النجار کی جماعت کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ آپ کے پاس آگئے تو آپ نے فرمایا اے بنو النجار اپنا یہ باغ قیمتا میرے پاس بیچ دو۔ انہوں نے جواب میں کہا یا رسول اللہ ہمیں تو اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں اس باغ میں وہ چیزیں تھیں۔ جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس میں مشرکوں کی قبریں تھیں۔ کچھ دیر ان بوسیدہ عمارتیں تھیں۔ اور کچھ کھجور کے پودے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کے بارے میں تو فرمایا کہ ان کو اکھیر دیا جائے اور اجازت عمارت کو ہموار کر دیا جائے۔ اور کھجور کے پودے کاٹ دیئے جائیں۔ فرماتے ہیں کہ کھجور کے تنوں کو تو مسجد کے قبلہ کی طرف قطار میں کھڑا کر دیا گیا اور ان کے دونوں بازوؤں میں پتھر بھر دیئے گئے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ یہ پتھر اٹھا

رہے تھے اور یہ رجزیہ کلام پڑھتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ فرماتے تھے اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین کی امداد فرمائیں۔

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

ترجمہ۔ احکام حج ادا کرنے کے بعد مہاجرین کا مکہ میں قیام کرنا۔ اس کے بارے میں ہے۔

حدیث (۳۶۳۸) حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَزَةَ النَخَسِيُّ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتُ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدْوِ.

ترجمہ۔ حضرت علاء بن الحضرمی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طواف زیارت کرنے کے بعد مہاجرین کو مکہ میں تین راتیں ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ معلوم رہے کہ حج مکہ سے پہلے مہاجرین کے لئے مکہ میں قیام کرنا حرام تھا۔ پھر جب وہ حج اور عمرہ سے فارغ ہوں تو تین دن قیام کرنا جائز تھا۔ اس سے زائد نہیں۔ اور یہ تین اقامت میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ مسافر کے حکم میں رہتا تھا۔ صدر کے معنی مٹی سے واپس آنے کے ہیں۔

حدیث (۳۶۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ النَخَعِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدِمِهِ الْمَدِينَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدِمِهِ الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے اسلامی تاریخ یعنی کیلنڈر نہ تو آپؐ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ ہی آپؐ کی وفات سے اور نہ ہی آپؐ کے مولد سے۔ بلکہ ہجرت کر کے آپؐ کے مدینہ تشریف لانے سے اسلامی تاریخ کو شروع کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الامن مقدمہ المدینہ صفحہ ۱۲/۵۶۱ چونکہ ابتداء سال محرم سے ہوتا ہے۔ اگرچہ ہجرت ربیع الاول میں ہوئی۔ لیکن انہوں نے ابتداء اسلامی تاریخ محرم سے قرار دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ان نسخوں کے مطابق جو ہندوستان میں طبع ہوئے اور آج ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں باب بلا ترجمہ کے ہے۔ لیکن بعض نسخوں میں باب التاريخ ہے۔ تاریخ کے لغت میں معنی وقت کے ہیں۔ اور اصطلاح میں وقت مقرر کرنے کے معنی ہیں۔ عرب کے ہاں تاریخ قمری سال کے حساب سے ہے۔ شمس سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قمری حساب میں رات پہلے آتی ہے دن بعد میں۔ کیونکہ چاند پہلے رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور سن ہجری حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے شروع ہوا۔ اور لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم سے استنباط کیا۔ کہ مسجد کی بنا اس دن رکھی گئی جس دن آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ مدینہ میں داخل ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام مقرر کرنے کی چار صورتیں تھیں۔ مولد۔ مبعث۔ وفات اور ہجرت۔ مولد اور مبعث کی تعیین میں اختلاف ہے یوم وفات حسرت افسوس کا دن ہے۔ اس لئے ہجرت سے ہی اسلامی سن کی ابتداء کی گئی۔ کیونکہ یہ مہینہ حاجیوں کی واپسی کا ہوتا ہے دوسرے عزم ہجرت محرم میں ہوا تھا۔ جب کہ بیعت عقبہ واقع ہو چکی تو ہی عروج اسلام کا سبب بنا۔ اس لئے محرم سے اسلامی سال شروع کیا گیا۔ اور یہ ہجرت کی تعیین اور محرم سے ابتداء حضرت علیؓ کی رائے تھی جس پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اور یہی صحاح کا واقعہ ہے۔

حدیث (۳۶۵۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ النَخَعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ وَكُعْتِنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضْتُ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى تَابِعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی۔ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو پھر نماز چار رکعت

فرض کی گئی۔ اور سفر کی نماز کو پہلی حالت پر چھوڑا گیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرِئَتَهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو چالورکھ اور جس شخص کی مکہ میں وفات ہوئی اس پر افسوس کا اظہار کرنا۔

حدیث (۳۶۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُرْعَةَ الْخ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلِّغْ بِي مِنَ الْوَجْعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِئُنِي إِلَّا ابْنَتِي لَيْ وَاحِدَةٌ أَفَّا تَصَدَّقُ بِثُلثِي مَالِي قَالَ لَا قَالَ فَاتَّصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرُ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرُ ذُرِّيَّتَكَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةٌ تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجْرَكَ اللَّهُ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةُ الَّتِي تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلْ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَرَدَدْتُ بِهِ ذَرْجَةً وَرَفَعَةً وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرُّ بِكَ آخِرُونَ اللَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَغْقَابِهِمْ لَكِنَّ النَّبَاتِ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرِئُنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوَفِّي بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْخ لَا تَذَرِكَ وَرَثَتِكَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے وہ بیماری جسکی وجہ سے میں موت کو جھانکنے لگا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بیماری کو تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس نے مجھے کہاں تک پہنچا دیا۔ میں بالدار آدمی ہوں اور میری وارث صرف ایک اکیلی میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کر دوں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا اس کا نصف صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا اے سعد! ایک تہائی صدقہ کرو اور وہ تہائی بھی بہت ہے۔ تم اپنی اولاد کو غنی کر کے چھوڑ جاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مرد اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ اور احمد بن یونس نے اپنی سند سے ان تذکر ذریتک کے بعد یہ روایت کیا ہے کہ تم جو چہ بھی کرو جس سے تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے وہ بھی موجب ثواب ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے مکہ میں پیچھے رکھا جاؤں گا کہ ان کے ہمراہ نہیں جاسکوں گا۔ آپ نے فرمایا تو ہرگز پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا کیونکہ جو عمل بھی اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے کرے گا اس سے تیرا درجہ بڑھے گا۔ اور سر بلندی حاصل ہوگی اور شاید تو ان کے بعد بھی زندہ رہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ تیرے سے نفع حاصل کریں گے اور دوسروں کو آپ سے نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہوا وہ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ عراق و فارس فتح کیا۔ مسلمانوں کو فتوحات سے غنیمت کا مال ملا اور مشرکوں کو ان سے نقصان پہنچا کہ وہ شکست کھا گئے۔ لیکن خنئی میں پڑنے والا تو سعد بن خولہ ہے گویا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حزن و غم کا اظہار فرما رہے

تھے۔ کہ اس کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ احمد بن یونس ذریعہ کی بجائے تذویر شک روایت کرتے کہ اپنے درہاء کو محتاج چھوڑ کر نہ مرو۔

بَابُ كَيْفَ أَخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ

ترجمہ۔ مدینہ پہنچنے کے بعد از ہجرت آپ نے اپنے صحابہ کرام کے درمیان کیسے بھائی چارہ قائم کیا۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَخِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَقَالَ أَبُو جَحْفَةَ أَخِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَابِي الدَّرَدَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن الربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ جب کہ ہم لوگ مدینہ پہنچے اور ابو جحفہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور ابوالدرداء کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

حدیث (۳۶۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْخِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَأَخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَا لَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَا لَكَ ذُلِّي عَلَى الشُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمِنَ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضُرٌّ مِنْ ضَفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهَيْمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا سَقَتْ فِيهَا فَقَالَ وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف جب مدینہ پہنچے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن الربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمادیا تو حضرت سعد نے انہیں پیش کش کی کہ ان کے اہل اور مال کو نصف نصف کر لو تو حضرت عبدالرحمن نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت پیدا کرے مجھے تو بازار کا راستہ بتلاؤ چنانچہ انہیں پتہ ہو گئی سے کچھ نفع ہوا۔ کچھ دن کے بعد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر زرد خوشبو کے کچھ دھبے لگے ہوئے ہیں۔ پوچھا ہے عبدالرحمن یہ کیا ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے انصاری کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے فرمایا اسے کیا حق مہر پہنچایا ہے۔ فرمایا سونے کی گٹھلی کی مقدار دیا فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

باب: حدیث (۳۶۵۳) حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْخِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَاتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يُنْزَعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي جَبْرِيلُ إِنَّمَا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ أَمَّا أَشْرَاطُ السَّاعَةِ فَتَارَ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِبَادَةُ كَبِدِ الْحَوْتِ وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدُ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ

بُهِتَ فَاسْأَلَهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي فَجَاءَتْ يَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَبَيْنَكُمْ قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَقْصُوهُ قَالَ هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَارَسُولَ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچ جانے کی خبر پہنچی تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور چند چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ کہنے لگے کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جن کو نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے دوسرے جنتی لوگ پہلا کون سا کھانا کھائیں گے۔ اور پھر کیا حال ہے کہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے آپ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیلؑ بتلا کے جا رہے ہیں۔ ابن سلامؓ نے کہا کہ فرشتوں میں سے وہی تو یہود کا دشمن ہے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو ان کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور پہلا کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ پھل کی جگر کا ٹکڑا ہے جو الگ جگر کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے۔ اور بچے کی مشابہت کے متعلق یہ ہے کہ جب مرد کا پانی عورت کے پانی سے پہلے رحم مادر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی سے سبقت کر جائے تو عورت اپنے رنگ و روپ میں بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ ابن سلامؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کہ یہود بہتان لگانے والے لوگ ہیں میرے مسلمان ہو جانے کے علم سے پہلے آپ ان سے میرے متعلق پوچھ لیں۔ پس یہود جب آپ کے بلاوے پر آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلامؓ کی پوزیشن تمہارے اندر کیسی ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہم میں سے بہتر ہیں اور ہم میں سے بہتر باپ کے بیٹے ہیں ہم سب میں سے افضل اور افضل باپ کے بیٹے ہیں۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلا اگر وہ مسلمان ہو جائیں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے اپنی پناہ میں لے پھر آپ نے اس کو دہرایا۔ تو انہوں نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ پس عبداللہ بن سلامؓ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کہنے لگے وہ تو ہم میں سے بدتر آدمی اور ہمارے بدتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ اور ان کی تنقیص یعنی ان کی شان میں کمی کرنی شروع کر دی۔ حضرت ابن سلامؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اسی بات کا اس سے خطرہ لاحق تھا۔

حدیث (۳۶۵۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَنَدِيُّ عَنْ عُمَرَ وَاسِمِ بْنِ أَبِي الْمُنْهَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيكَ لِي ذَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَيْضَلِحُ هَذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ بَعَثَهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَّبِعُ هَذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدَا بَيْدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلِحُ وَالْقِيَامَةُ لِي وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ فَسَنَلَهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمُنَا بَحَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ فَقَالَ مِثْلَهُ وَقَالَ سَفِينُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَّبِعُ وَقَالَ نَسِيئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوْ الْحَجِّ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے ابوالمہال عبدالرحمن بن مطعم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ایک شریک کار نے بازار میں دراہم کو ادھار پر بیچا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ ٹھیک ہے اس نے کہا سبحان اللہ! کہ میں نے تو ان کو بازار میں بیچا ہے۔ جس پر کسی نے عیب چینی نہیں کی۔ تو میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا انہوں نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ہم ایسی خرید و فروخت کرتے تھے جس پر آپؐ نے فرمایا کہ جو رو بد و نقد سودا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو ادھار پر ہو وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ویسے حضرت زید بن ارقمؓ سے مل کر ان سے بھی پوچھ لو کیونکہ ہم میں سے بڑے کاروباری آدمی ہیں میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی ان کی طرح جواب دیا۔ اور کبھی سفیان یوں کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے تو ہم لین دین کرتے تھے۔ کہا موسم تک یا حج تک ادھار دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عدو الیہود من الملاحکہ ۱۳/۵۶۱ اس میں اضافت فاعل کی طرف ہے مفعول کی طرف نہیں ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جبرائیل سے یہود دشمنی رکھتے تھے نہ کہ جبرائیل ان سے دشمنی کرتے تھے تو حضرت ابن سلامؒ کے عقیدہ کا بیان نہ ہوا اگر ایسا ہوتا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان پر تکبیر کرتے اور ان کے اس مقالہ کا جواب دیتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی لطیف توجیہ ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں ابن سلامؒ کے مقولہ کے بعد آپؐ نے آیت من کان عدوا للجبرئیل کی تلاوت فرمائی جس سے یہود کے قول کا رد کرنا مقصود تھا تو سیاق کلام بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

بَابُ اِیْتَانِ الْيَهُودِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

ترجمہ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونا ہاذا قرآن مجید میں ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ جو یہودی ہو گئے۔ ہدنا کے معنی تنہا کے ہیں۔ ہدنا الیک اور ہاند کے معنی نائب کے ہیں تو بہ کرنے والے۔

حدیث (۳۶۵۵) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمِنَ بِي عَشْرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَأَمِنَ بِي الْيَهُودُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہود میں سے دس آدمی بھی مجھ پر ایمان لے آتے تو باقی سب یہود مجھ پر ایمان لے آتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امن بی عشرة الیہود ای من علماء الیہود تو بقیہ کے ایمان لانے کا سبب بن جاتے۔ اگر علماء مراد نہ ہوں تو ویسے تو بہت سے یہود اس عدد سے زائد تعداد میں مسلمان ہوئے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اور کرمانیؒ نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اگر زمانہ ماضی میں میرے مدینہ پہنچنے سے پہلے یا میرے قدم مدینہ کے بعد اس قدر لوگ ایمان لے آتے تو سب ان کا اتباع کرتے اور صاحبِ التقریر فرماتے ہیں مراد عشرة من احبا رہم یہی توجیہ قطب گنگوہیؒ ہے۔ اور صاحبِ فیضؒ نے خود روایت میں بھی یہ الفاظ نقل کئے ہیں پھر تو کوئی اشکال نہیں رہے گا۔

حدیث (۳۶۵۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْغَدَّانِيُّ الْخَنَّازِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ وَإِذَا أَنَا مِنَ الْيَهُودِ يَعْظُمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُودُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے کچھ لوگ عاشوراء کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اس روزہ رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں اور آپ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حدیث (۳۶۵۷) حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْخَنَّاسِ قَالَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي أَظْفَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ وہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھے ہوئے ہیں اس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا ہم اس دن کا روزہ اس کی تعظیم کیلئے رکھتے ہیں جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں پھر آپ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حدیث (۳۶۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمَشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مَوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو چھوڑ کر لٹکائے رکھتے تھے۔ مشرکین اپنے سر کے بالوں کی چوٹی (ٹانگ) نکالتے تھے۔ اور اہل کتاب سدل (کھول کر لٹکاتے تھے) کرتے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن امور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی ٹانگ نکالنی شروع کر دی۔

حدیث (۳۶۵۹) حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْخَنَّاسِ قَالَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي أَظْفَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے قرآن مجید کے جیسے بخرے کر لئے کہ بعض حصہ میں ایمان لے آئے اور بعض سے کفر کیا۔

بَابُ إِسْلَامِ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ

ترجمہ۔ سلمان فارسیؓ کے اسلام کا بیان

حدیث (۳۶۶۰) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْخَنَّاسِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَا وَلَهُ بِضْعَةُ عَشَرَ مِنْ رَبِّ إِلَى رَبِّ.

ترجمہ۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ انہیں دس سے زیادہ سرداروں نے دوسرے سرداروں سے لین دین کیا کہ ایک آقا سے دوسرے آقا تک پہنچا جن کی تعداد دس سے بڑھ گئی۔

• حدیث (۳۶۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْخ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُولُ أَنَا مِنْ رَامٍ هُرَمَزَ.

ترجمہ۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ سے سنا فرماتے ہیں کہ میں رام ہرمز کا باشندہ ہوں جو خوزستان میں ایک شہر کا نام ہے جو بلاد فارس میں ہے اور عراق عرب کے قریب واقع ہے۔

حدیث (۳۶۶۲) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ الْخ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فِتْرَةٌ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةٍ سَنَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ جس میں کوئی نبی نہیں۔ وہ چھ سو سال کا فصل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ست مائے ستہ یہاں کسر کو حذف کر کے پورا عدد ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ کیونکہ فترت کا زمانہ پانچ سو سال سے زیادہ اور چھ سو سال سے کم ہے۔ عرف میں کسر کو پورا کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ کسر کو حذف بھی کر دیتے ہیں اور دونوں استعمال جاری ساری ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت سلمان فارسیؓ مجوسی تھے۔ تلاش حق میں باپ سے بھاگ کر قریہ بقریہ پھرتے رہے۔ ایک زاہب سے دوسرے کے پاس دوسرے سے تیسرے کے پاس۔ علیٰ هذا القیاس حجاز پہنچے کہ نبی آخر الزمان کے مہاجر کی تلاش تھی۔ بنو قریظہ کے ایک یہودی نے آپ کو خرید کر لیا۔ جس نے چند شرطوں پر اسے مکاتب بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت سے آزاد ہوئے مسلمان ہو کر علماء اور زہاد صحابہ میں شمار ہوئے۔ دو سو پچاس سال زندہ رہے۔ مہاجرین انہیں اپنے میں سے شمار کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اور مدائن میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔

حافظؒ نے ان ابواب میں ترتیب کی مناسبت کے بارے میں لکھا ہے۔ لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ کتاب المغازی سے پہلے اسلام سلمان فارسیؓ کو نیک فالی کے طور پر پہلے ذکر کیا ہے تاکہ سلامتی ہی سلامتی رہے۔ فترت کا زمانہ ساڑھے پانچ سو سال ہے اور احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ طویل علّامی کی زندگی گزارنے کے بعد اور وطن سے ہجرت کر کے طویل مدت تک حق کی تلاش میں رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی دولت سے نوازا۔

رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابه والتابعین وعنا

وعن الوالدینا وعن مشائخنا وعن جمیع المسلمین

الحمد لله آج شب جمعہ چار ربیع الاول ۱۴۱۰ھ جلد اول بخاری شریف اختتام پزیر ہوئی

جلد ثانی کتاب المغازی سے شرع ہو رہی ہے۔

سند دارالعلوم دیوبند انڈیا

اس سند پر بہت سے مشاہیر علماء اور فضلاء کے دستخط ہیں جن میں علامہ شبیر احمد عثمانی۔ شیخ الاسلام پاکستان مفتی اعظم جناب مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الادب مولانا محمد اعجاز علی مرحوم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم نے امتحانی کتب کا جائز لینے کے بعد سند پر رقم فرمایا۔

اخى الصالح عبد القادر بن محمد حمزه من مضافات مظفر گڑھ هو عندنا
سليم الطبع جيد الفهم مرضى السيرة والسريرة له مناسبة تامة بالعلوم
المتداولة يقدر بها على التدريس انشاء الله تعالى نوصيه بتقوى الله.

خصوصی سند

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم و مغفور